

سلوکِ سلیمانی
یا
شاهراه معرفت

مؤلف

حضرت مولانا محمد امین راجا اشرف غفران صاحب
مدرسہ اشرفیہ عربیہ پیشاورہ پشاور

سیلیمان اکادمی

دشمن پورہ، نزد سولہ گنج پشاور

3

سُلُوکِ سُلیمانی یا شاہراہ معرفت

جلد سوم

جس میں سید الملاحی وقت حضرت علامہ سید سلیمان ندوی قدس سرہ غلیظہ مبارک
حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ کی اسلامی تصوف و
سلوک کے بارے میں مریدین و مستفیدین کے ساتھ اس مکتبہ کو پیش کیا گیا
ہے جو اس راہ کے ہر جاہد جیسا کہ اپنے ہر دور میں مشکل راہ اور قدیم ہدایت ہے

مترجم

حضرت مولانا بابہ رفیسیر محمد اشرف خان صاحب سلیمانی

صدر شعبہ عربی پشاور یونیورسٹی

سلیمان اکادمی

(اشرف منزل) نزد اسلامی کالج پشاور یونیورسٹی

نام کتاب : _____ سلوک سلیمانی یا شاہراہ معرفت (جلد اول)

مترجم : _____ حضرت مولانا پروفیسر محمد اشرف سلیمانی

ناشر : _____ سلیمان اکیڈمی ہاشرف منزل

نزد اسلامیاہ کالج ٹنڈا یونیورسٹی

طابع : _____ کمانڈر پرنٹرز بلال گنج لاہور

پہچان : _____ ایم اسحاق شیش محل روڈ لاہور 7654742

تعداد : _____ چھ گیارہ سو (۱۱۰۰)

قیمت : _____ Rs 50 روپے

کتابت : _____ محمد نعیم صدیقی

تاریخ اشاعت ستمبر ۱۹۸۱ء - (ذی القعدہ - ۱۹۰۱ھ)

ملنے کا پتہ :-

ادارہ نشر و اشاعت علوم اسلامیہ
محلہ جنگ پشاور

۲
اِنَّهُ مِنْ سُلَيْمَانَ وَاِنَّهُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ



اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَالَّذِیْنَ هُمْ حَسْبُوْنَ ۝

حدیثِ دل کسی درویش بے کلیم سے پوچھ
خدا کہے تجھے تیرے معتمد سے آگاہ

شجرہ بیعت

<p> امیر کاروانِ حق شناسان دلیل سالکانِ مولائے اشرف ز دو جانب بہ یک مقصد رسید امینِ دُخازنِ سیرِ شریعت رئیسِ اقیاءِ سیدِ سلیمان غنا افروز و فقیرِ محمد از دو تجدیدِ دینِ مصلحتی شد " بزبزمِ اولیاءِ اشرفِ علیؑ بُرد بحقِ حضرتِ یسینؑ حق گو امامِ اہلِ حق از لادِ العبار پناہِ ہر اسیرِ نفس و شیطان فیوضِ غیبِ را بر جملہ قسا </p>	<p> بحقِ رہنمائے راہِ جویاں و نیتانِ راجعِ راہِ برکت بیچے منزلِ بہر چادہِ دویدہ بحقِ سعادتِ علم و نفیلت فرزندِ پاکِ از تقویٰ فرزندان بحقِ شمعِ راہِ دینِ احمدؑ بحقِ او کہ بنیادِ بُری شد بقیعہِ کاملِ دینِ نبیؑ بُرد بحقِ عبد العزیزِ دعا جو بحقِ رہنمائے اہلِ العبار ملاز خاص و عام از نقصِ اعیان جانِ گوشت و سیدِ احمدؑ ش نام </p>
--	---

انتساب

سید الملة استاذ الكل حضرت الشیخ

علامہ سید سلیمان ندوی نور اللہ مرقدہ

کے نام

رواق منظر چشم من آشیانہ تست

کرم نما وند ودا کہ خانہ خانہ تست

فقیر بے نوا

محمد اشرف سلیمانی

صدر شعبہ عربی پشاور یونیورسٹی

۱۲ شعبان ۱۳۶۱ھ

فہرست ابواب

(جلد سوم)

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
۲	مقدمہ سلوک سلیمانی	۱
۲۷	قرآن السعدین	۲
۲۹	مکاتیب حضرت سید المراد نور اللہ مرقدہ و حضرت حکیم الامر نور اللہ مرقدہ	۳
۷۵	مکاتیب بنام ابوالحسن علی ندوی	۴
۸۱	خطوط بنام محمد اویس ندوی نگرانی صاحب	۵
۹۳	مکتوبات بنام مولانا محمد علی حیدر آبادی مرحوم سابق استاد حدیث و فقہ جامعہ عثمانیہ۔	۶
۱۵۰	مکتوبات بنام سید عبدالرؤف صاحب	۷
۲۳۲	مکتوبات بنام مختار احمد خان صاحب ندوی کراچی	۸
۲۳۲	مکتوبات بنام حکیم محمد عبداللہ صاحب ندوی ٹنڈو آدم	۹
۲۳۳	مکتوبات بنام جناب سید عبدالرحمن صاحب	۱۰
۲۸۳	مکتوبات بنام نظام الدین صاحب	۱۱
۵۴	مکتوبات بنام سید علی احمد صاحب سابق صدر آزاد کشمیر	۱۲
۵۰۵	مکتوب بنام میاں جی عادل علی صاحب	۱۳

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
۵۰۶	مکتوبات بنام صوفی محمد ادریس صاحب	۱۳
۵۰۸	خطوط بنام لمبا علی صاحب	۱۵
۶۳	تلفیض مکاتیب بنام مولوی عمی الدین صاحب	۲۱
	ندوی پٹنہ	
۶۵۳	تلفیض مکاتیب بنام صلہ خاتون صاحبہ	۱۷
	احلیہ محترمہ مولوی عمی الدین صاحب ندوی	
۶۵۷	تلفیض مکاتیب بنام سعیدہ خاتون صاحبہ	۱۸
۶۶۱	مکتوبات بنام مظفر حسین صاحب	۱۹
۶۷۷	مکتوبات بنام غلام مرتضیٰ صاحب	۲۰
۶۹۹	خطوط بنام غلام صلہ صاحب	۲۱
۷۰۳	مکتوبات بنام داؤد صاحب	۲۲
۷۰۷	مکتوبات بنام مولانا محمد اشرف صاحب	۲۳
	خطوط بنام مرتبہ	۲۳
۹۱۱	خطوط بنام ہمشیرہ مولانا محمد اشرف صاحب مرتبہ	۲۵
۹۱۳	استفسارات و جوابات سلیمانہ	۲۶
۹۲۵	فتاویٰ سلیمانہ	۲۷
۹۳۳	غزل الغزلات سید سلیمان ندوی	۲۸

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
۹۷۶	ملفوظات سلیمانی	۲۹
۹۸۰	تصوف سے متعلق مقالات سلیمانی	۳۰
۱۰۲۶	ارمغان سلیمان پر ایک نظر (از مرحب)	۳۱
۱۰۵۳	شذرات	۳۲



إِنَّهُ مِنْ سُلَيْمَانَ وَإِنَّهُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى
 سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَعَلَى آلِهِ الطَّاهِرِينَ
 وَاصْحَابِهِ الطَّيِّبِينَ. أَمَا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ.

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ. هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ
 رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ
 وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ وَالْآخَرِينَ مِنْهُمْ
 لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ
 مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ

مقدمہ سلوک سلیمانی (جلد سوم)

”مکتوبات“

مطاعی و مرشدی سید الملت حضرت علامہ سید سلیمان ندوی نور اللہ قادری
 بہ ہمتی علوم و فضائل مگو ناگوں صفات و خصائل اور حیرت انگیز کمالات و

و مزایا کا مجموعہ تھے وہ اپنی ذات میں ایک اُمت اور ایک عالم تھے۔
اور اس شعر کے مصداق:

ليس على الله بمستنكر : ان يجمع العالم في الواحد
(ترجمہ: اللہ تعالیٰ پر یہ بات کوئی مشکل (تعجب نیز) نہیں کہ ایک شخص میں
پورے عالم کو جمع کر دے۔

حضرت سید صاحب قدس سترہ اپنی جامعیت میں اپنے دور میں اپنی مثال
آپ تھے۔ سیرت نگار میں اردو کے سید المصنفین تھے۔ آپ کا دامن تصنیف
سیرت النبی (علی صاحبہا ألف ألف سلام) جیسی شاہکار بے مثل اور انمول
کتاب کے علاوہ کئی دوسری وقیع و نادرہ روزگار تصانیف، مستند و بیش بہا
مقالات، قیمتی و باوقار مضامین، محققانہ و علمی جواہر پاروں اور عارفانہ رموز و حقائق
سے پُر نگارشات کو سمیٹے ہوئے ہے۔ ذلک فضل اللہ يؤتیه
من يشاء وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ہ مزید برآں حضرت والا
قدس سترہ کے مکتوبات کا ایک عظیم مجموعہ و فقہ میں اُمت کے سپرد کر گئے۔ مسلمانوں میں شروع ہی سے
مکتوبات تحفظ و نگہداشت کا سلسلہ چلا آ رہا تھا۔ ان مکتوبات سلیمانی کا یہ نادر ذخیرہ ایک پراثر
اور امت کے اساطین و ضاویہ مکتوبات کے سلسلہ الذریعہ کی بیش بہا گڑھی ہے۔ حفاظت و ابقائے
مکتوبات کی پہلی مثال و نمونہ خود اسلام کا صحیفہ آسمانی بنا جس نے ملکہ سبا کے نام حضرت
سلیمان علیہ السلام کے مکتوبات کے متن اور اس کے مرسل و مرسل الیہا کے ذکر و مصحف کا
حصہ بنا دیا۔ ارشاد الہی ہے۔

قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُوْا اِنِّی
اُلْقِیَ اِلَیَّ کِتٰبٌ کَرِیْمٌ ۝
اِنَّهُ مِنْ سُلَیْمٰنَ وَاِنَّهُ

(ملکہ سبا) کہنے لگی۔ اے دربار
والو میرے پاس ڈالا گیا ایک خط
غزت کا وہ خط ہے سلیمان کی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝۱
تَعْلُوْا عَلٰی وَاَوْحٰی مِّنْ سَمٰوٰتٍ ۝۲
(القرآن۔ النحل آیت ۲۹ تا ۳۱)

طرف سے اور وہ یہ ہے شروع
اللہ کے نام سے جو عید مہربان بڑے رحم
والا ہے۔ کہ زور نہ کرو میرے مقابلہ
میں اور چلے آؤ میرے حکم بڑا ہو کر۔

امت محمدیہ مروجہ کو اپنے پیغمبر (روحی فداہ) صلی اللہ علیہ وسلم سے جو محبت
و عشق ہے اور آپ کی نسبت ہر چیز سے جو شغف ہے اور جس کی مثال کسی دوسری
امت میں نہیں ملتی۔ اس کا تقاضا تھا کہ وہ آپ کے مکتوبات کے پرزہ پرزہ
کی حفاظت کرے چنانچہ بجز اللہ تعالیٰ آپ کے مکتوبات مبارکہ کی ہر دور میں
پوری حفاظت کی گئی۔ اس زمانہ میں اسلام کے مایہ ناز محقق و مصنف شہیر
ڈاکٹر حمید اللہ صاحب حیدرآبادی ثم فرسادی نے مکتوبات نبوی کے اس
انمول و وقیع و نادرہ روزگار سرمایہ کو اپنی کتاب "مجموعہ الوثائق الیاسیۃ للعہد
النبوی و الخلفاء الراشدہ" میں محفوظ فرمادیا ہے جس کے لئے وہ پوری امت
کی طرف سے شکر یہ کے مستحق ہیں۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔
اسی طرح امت نے قرناً بعد قرن اور نسلاً بعد نسل مشاہیر و اساطین
امت کے مکتوبات کے جو اہر پاروں کی حفاظت و ہیانت کا فریضہ
انجام دیا۔

حضرت سید الملّت قدس سرہ نے خطوط نگاری اور مکتوبات کی نگہداشت
کے بارے میں مکاتیب مہدی کے مقدمہ میں جو ارقام فرمایا ہے۔ وہ قدیم ہونیکے باوجود
قابل دید و مفید ہے۔ اس لئے قارئین کے لئے نقل کرتا ہوں۔

”خط کیا ہے؟ آپس میں دو آدمیوں کی بات چیت! اس بات چیت کو کاغذوں میں محفوظ رکھنے کا دستور بہت پرانا ہے، بادشاہوں اور وزیروں کے حکم احکام کے چھوٹے چھوٹے فقرے جو بلاغت کی جان ہوتے تھے اور توقعات کہلاتے تھے یاد رکھے جاتے تھے، عیسائیوں میں مقدس حواریوں کے خطوط کی خاص اہمیت ہے، اور وہ مجموعہ انجیل کے ضروری جزو خیال کئے جاتے ہیں، اور قبول کے ہاتھوں سے لئے اور ادب کی آنکھوں سے پڑھے جاتے ہیں۔

لیکن جہاں تک میرا علم ہے خطوط کی نگہداشت اور یادداشت کو جو کثرت اور وسعت مسلمانوں کے دور میں ہوئی، وہ اس سے پہلے نہ تھی۔ مسلمانوں نے پہلے خود رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے خطوط کو محفوظ رکھا، روایتوں میں ان کا اتنا بڑا مجموعہ ہے کہ بہت سے عالموں نے ان کو الگ کر کے ان کی کتابیں بنائی ہیں، دوسری صدی میں امام مالکؒ کا خط ہارون رشید کے نام اور امام لیثؒ کا خط امام مالکؒ کے نام خاص اہمیت رکھتے ہیں۔

پونہھی صدی ہجری سے ویلیون، سامانیوں، غزنویوں اور سلجوقیوں میں اہل قلم ادیبوں کو اپنے خطوط اور مراسلات کے جمع کرنے کا خیال آیا۔ انہ کی تحریک دو وجہوں سے ہوئی، ایک تو یہ کہ چونکہ ان عجمی بادشاہوں کی زبان فارسی اور ان کی حکومت کی زبان عربی تھی، اس لئے ان بادشاہوں کو ایسے محکمہ اشاعت کی ضرورت ہوئی۔ جہاں ایسے اہل قلم موجود ہوں جو فارسی زبانوں میں پوری مہارت رکھتے ہوں، اس ضرورت نے

مانگ پیدا کی اور مانگ نے شے مطلوبہ کو پیدا کرنا شروع کیا، اس سے انشاء کا ایک فن پیدا ہوا اور منشی پیدا ہوئے، جو بڑی محنت اور جانکاہی سے شاہی فرمان تیار کرتے تھے، اور چونکہ ان کو وہ بڑی محنت سے تیار کرتے تھے وہ چاہتے تھے کہ ان کے خون جگر کا کوئی قطرہ ضائع نہ ہونے پائے۔ اس کی دوسری بھی پیدا ہوئی، یعنی یہ کہ چونکہ انشاء کا ایک خاص فن تھا۔ اس لئے اس کے سیکھنے اور سکھانے کے لئے لائق منشیوں کی تحریروں کی ایک ایک سطر اس کی قدر جاننے اور پہچاننے والے جمع کرنے لگے۔

ادیبوں میں صابئی صاحب اور عماد کاتب کے زمانے سے لے کر مثل السائر کے مصنف ابن عبد الکریم تک بیسیوں اہل انشاء ہیں جن کے خطوط اور مراسلے ادب کے خزانوں کے بیش قیمت موتی ہیں۔ ہندوستان کے شاہی منشیوں میں علامہ ابوالفضل کے خطوط و منشآت سے پہلے کی کوئی چیز ہمارے ہاتھ میں نہیں۔ اس کے بعد تو شاید ہی کوئی فارسی کا انشاء پرداز غالب تک ایسا گذرا ہو جس نے اپنی عمر کی یہ کمائی ترکہ میں نہ چھوڑی ہو۔ چنانچہ اشآت، منشآت اور رقعات کے طرح طرح کے گلدستوں سے فارسی کی بزم ادب رشک گلستان ہے۔ اور عالمگیر کے رقعات اس چمن کے سدا بہار سچول

علماء اور صوفیوں میں امام غزالی المتوفی ۵۰۵ھ کے مکتوبات سے پہلے کی کوئی چیز ہمارے سامنے نہیں صوفیانہ مکتوبات کے

سلسلہ میں بھی ہندوستان کا نمبر سب ملکوں سے آگے ہے۔ دنیا میں جب تک تصوف کی دھاریں بہتی رہیں گی مکتوبات شیخ شرف الدین منیری اور مکتوبات مجدد الف ثانی کے گوثر و سبیل روحانی پیاسوں کی پیاس کو بجھاتے رہیں گے۔

اردو میں غالب نے جب سے ادب کے گرم مجمر میں عود ہندی جلایا، اردو نے معلیٰ کی محفل اس کی خوشبو سے بس گئی ہے۔ علماء اور صوفیہ کے خطوط اور مکتوبات تو اپنی روحانی برکتوں، علمی بحثوں اور مذہبی حقیقتوں کے سبب ہماری عقیدت مندیوں کا صحیفہ ہیں، مگر غالب کے خطوط میں جو مزہ ہے وہ صرف ادبی نکتہ پردازوں کے چٹخارے سے ہے۔ مرزا غالب کیا کیا خون جگر کھا کر اپنے فارسی نامے لکھا کرتے تھے مگر تقدیر کی عجائب کاری دیکھئے کہ اُن کے اس خون جگر کا ایک قطرہ بھی ہمارے ادبی خزانہ کا کوئی قیمتی لعل نہ بن سکا، اور ان کی اردو کے چند فقرے جو ہنستے بولتے، چمکتے اور چہچہاتے ان کی زبان قلم سے نکل گئے، ان کا ہر لفظ قدر دانوں میں موتیوں سے زیادہ قیمتی ٹھہرا اور آج وہ ہمارے ادبی خزانہ کا بیش قیمت سرمایہ ہے۔

اسکے بعد جو ادبی دور آیا ہے، اس میں ادب و شاعری کے نکتہ پردازوں اور ملک و ملت کے بہت سے خطوط جن کو قدر دانوں نے تعویذ بنا کر رکھا تھا چھپ کے اس تبرک کو وقف عام کیا، سرسید کے خط۔ مولانا حالی کے نامے نواب محسن الملک کے مکتوبات، مولانا تذیر احمد کے نصائح، منشی امیر احمد صاحب

ایسرینیائی کی تحریر اکبر مرحوم کے عنایت نامے اور مولانا شبلیؒ کے مکاتیب چھپکے ہماری زبان کے خزانہ کا سرمایہ بنے، اور ہنوز یہ سلسلہ جاری ہے۔

حضرت سید صاحب نور اللہ مرقدہ کے گہر بار قلم نے ہزاروں مکتوبات لکھے۔ جو علم و ادب اور معرفت و آگہی کا گنجینہ ہیں۔ ان قیمتی خطوط میں بعض مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔

۱۔ سب سے پہلا مجموعہ حضرت والا رحمہ اللہ تعالیٰ کے سفر یورپ کے مکاتیب کا ہے۔ یہ سفر "تحریک خلافت" کے سلسلے میں کیا گیا تھا یہ مجموعہ "برید فرنگ" کے نام سے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی ہی میں شائع ہو گیا تھا۔ اور ہر حلقہ میں شوق و محبت سے پڑھا گیا۔ اور اب وہ ہماری تاریخ ملی کا حصہ ہے

۲۔ مکاتیب سلیمان بنام مسعود عالم ندوی مرحوم "یہ مجموعہ حضرت کے محبوب شاگرد مولانا مسعود عالم کے نام ہے۔ دلچسپ و وسیع مجموعہ ہے بعض خطوط تصوف کے بارے میں کتابوں پر بھاری ہیں۔

۳۔ مکتوبات سلیمانی بنام حضرت مولانا عبدالماجد صاحب دریا بادی (۲ جلدیں) مخدوم گرامی مرتبت مفسر قرآن، ادیب شہیر حضرت مولانا عبدالماجد دریا بادی رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت سید الملتہ قدس اللہ روحہ کے ابتدائے جوانی سے دوست رفیق رہے۔ دو عظیم ادیبوں کی چہل سالہ مکاتبت تاریخ ملی کم ہی دستیاب ہوئی ہوگی فقیر کے تقاضے پر حضرت مولانا عبدالماجد صاحب نے ان کے نام جو حضرت سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خطوط تھے

دو جلدوں میں اپنے کثیر اور قیمتی حواشی کے ساتھ شائع فرمادیتے۔
چنانچہ حضرت دریا بادیؒ نے ڈاکٹر سید سلیمان میان ندوی سلمہ اللہ تعالیٰ
کو ایک خط میں ارقام فرمایا۔

” اشرف خان پشاور کی تحریک پر خیال ہو رہا ہے کہ اپنے
نام کے مکتوباتِ سلیمانیؒ مرتب کر کے چھاپ دوں۔ کام
خاصا وقت لے گا۔ اس لئے اب تک پس و پیش رہا۔ جو
خطوط محفوظ رہ گئے۔ تین سو بیاسی (۳۸۲) ہیں۔ پہلا خط
۱۳ بلکہ ۱۲ (یعنی ۱۹۱۲ء) کا ہے۔ اخیر زمانے میں مراسلت
بہت کم رہ گئی تھی۔ شروع میں بکثرت رہی۔ حاشیے بڑی
کثرت سے دینے پڑیں گے۔

(مکتوباتِ ماجدی ط ۳، ج ۲: مرتبہ ڈاکٹر محمد شرم صاحب قدوائی)

بندہ کو بھی ایک خط میں تحریر فرمایا۔

” آپ کے کہنے سے مکتوباتِ سلیمانیؒ کی تحریک تازہ ہو گئی۔“

آخر ش حضرت مولانا دریا بادیؒ نے حضرت والا قدس سرف کے اپنے نام
خطوط دو ضخیم جلدوں میں شائع کر دیئے۔ پہلی جلد میں تین سو ہتر خطوط تقریباً ایک
ہزار و قریب حواشی کے ساتھ ہیں جلد اول دو سو بانوے صفحات کی ہے۔ دوسرا
حصہ چار سو خطوط پر مشتمل ہے اور تقریباً ایک ہزار دو سو تو ضعی حواشی ہیں
یہ جلد دو سو چالیس صفحات کی ہے۔

۴: مکتوباتِ سلیمانی بنام ڈاکٹر محمد عبداللہ حقیقتی صاحب لاہور بعنوان

سید سلیمان ندوی اور ان کے چند خطوط

۵. مکتوبات بنام ڈاکٹر مولوی غلام محمد صاحب دام فضلہ۔ یہ مکتوبات منہاج سلیمانی برائے سالک رحمانی کے عنوان سے تذکرہ سلیمان حصہ دوم کی زینت ہے

۶. مکتوبات مطبوعہ رسالہ نقوش لاہور خطوط غیر بعنوان خطوط

سید سلیمان ندوی

۷. مکتوبات مطبوعہ رسالہ نقوش لاہور مکاتیب غیر بعنوان مکاتیب

۸. رسالہ معارف اعظم گرہ میں بھی حضرت والا نور اللہ مرقہ کے

مکتوبات گاہے گاہے چھپتے رہے ہیں۔ چونکہ بندہ اس مجموعہ میں صرف سلوک سلیمانی کے بارے میں تربیتی خطوط شائع کر رہا ہے اس لئے عمومی خطوط سے تعرض نہیں کیا گیا۔

حضرت اقدس رحمہ اللہ تعالیٰ کا حلقہ نیابت دور دور تک پھیلا ہوا تھا۔

مکاتیب کا سلسلہ دور و نزدیک قائم تھا۔ اس لئے یقیناً اس صنف کے

خطوط کی تعداد بھی بہت زیادہ ہوگی۔ فقیر نے نہ تو مریدین کی پوری تعداد استقصاً

کیا ہے۔ نہ تلاش و جستجو اس لئے مکتوبات کا پورا مجموعہ اکٹھا نہ ہو سکا۔ بہر حال

جن حضرات نے اپنے نام خطوط از خود ظاہر فرمادیئے وہ منظر عام پر آگئے باقی

ابھی تک پردہ خفا میں ہیں۔

فقیر جن مکتوبات کو شائع کرنے کی سعادت پارہا ہے، اس میں بیس

حضرات و خواتین کے نام حضرت والا اقدس سرہ کے تربیتی خطوط ہیں۔ جن کی

بندہ کے مرتب کردہ خطوط حضرت سید الملت نور اللہ مرقدہ اور اشخاص مذکورہ

کے درمیان جو مراسلت آئیں مرسل ایہم اور مرسل ایہم دونوں کے خطوط نقل کر دیئے ہیں اور جہاں مرسل ایہم کا خط نہیں ملا وہاں صرف حضرت سید الملئہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا گرامی نامہ نقل کر دیا۔ مرسل ایہم طالبین کے خطوط کا حضرت دریا بادی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مشورہ پر ضروری خلاصہ دے دیا ہے۔ حضرت مولانا دریا بادی نے تحریر فرمایا تھا۔

”سلوک سلیمانی میں طالب کے خطوں کا محض خلاصہ انشاء اللہ

بالکل کافی ہوگا۔ پورے خط سے بغیر از دریا و حجم کے کوئی نتیجہ (فائدہ) نہیں۔

بندہ اپنی سعادت سمجھتا ہے کہ حضرت والا نور اللہ مرقدہ کے تبریتی

خطوط جن تک بندہ کی رسائی ہو سکی انہیں قارئین کے سامنے پیش کرے۔

اولاً مرسل ایہم حضرات کے اسمائے گرامی اور ان کے نام خطوط کی

تعداد ذیل میں درج کرتا ہوں۔

۱- داعی کبریٰ فاضل جلیل مخدومی الاعز حضرت علامہ مولانا ابوالحسن علی الندوی صاحب فریادیت یونیورسٹی، علی گڑھ

۲- حضرت مولانا محمد اویس صاحب ندوی نگر امامی رحمۃ اللہ علیہ

- ۱۷ - حضرت مولانا محمد علی صاحب حیدر آبادی رحمۃ اللہ علیہ
- ۷۱ - جناب مولانا عبدالرؤف صاحب اورنگ آبادی
- ۸۴ - جناب مختار احمد صاحب کراچی
- ۸ - جناب حکیم مولوی محمد عبداللہ صاحب ندوی
- ۴۷ - جناب عبدالرحمان صاحب ایم اے
- ۴۶ - جناب ڈاکٹر ملیا علی صاحب بھٹکل
- ۱۶ - جناب مولوی محی الدین صاحب
- ۱۰ - جناب مولانا مظفر حسین صاحب ندوی کشمیری
- ۵۲ - محمد اشرف سلیمانی پشاور
- ۲ - محترمہ سمیشیرہ محمد اشرف پشاور
- ۲ - جناب غلام صابر صاحب
- ۲ - جناب صوفی محمد ادریس صاحب
- ۲ - محترمہ سعیدہ خاتون صاحبہ
- ۲ - محترمہ صابرہ خاتون صاحبہ
- ۲ - محترمہ عظمت خاتون صاحبہ
- ۲ - محترمہ ام کلثوم صاحبہ
- ۱ - جناب داؤد صاحب
- ۱ - جناب نیاز الدین صاحب (استفسار کا جواب)
- یہ مکتوبات گرانمایہ فقیر کو مختلف طریقوں سے حاصل ہوئے

حضرات گرامی جناب مولانا ابوالحسن علی الندوی زادات الطافصم
 اور حضرت مولانا محمد اویس صاحب ندوی نگرامی رحمہ اللہ کے نام خطوط رسالہ
 صبح صادق لکھنؤ سے نقل کئے گئے۔ اسی طرح حضرت مولانا محمد علی صاحب
 حیدرآبادی رحمۃ اللہ کے نام مکاتیب رسالہ بینات کراچی سے لئے گئے
 جناب محی الدین اور ان کی رشتہ دار مستورات کے نام مکتوبات اور جناب
 علی صاحب کے نام خطوط حضرت مولانا عبد الماجد دریابادی رحمۃ اللہ علیہ
 نے بغیر میرے مطالبہ کے محض اپنی کرم نوازی سے مجھے بھیج دیتے جناب عبدالرحمان
 صاحب کے خطوط برادر گرامی جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب کے توسط سے میسر
 آئے باقی حضرات نے فقیر کی استدعا پر اپنے اپنے نام خطوط بندے کو اشاعت
 کی غرض سے مرحمت فرمائے۔ بندہ ان سب حضرات کا تہہ دل سے ممنون ہے۔
 اللہ تعالیٰ ان کی نوازش و لطف فرمائی گوارین میں انہیں بیش از بیش صلہ
 عطا فرما اور زیادہ سے زیادہ انسانوں کو اس سے مستفید فرمائے۔ آمین

چونکہ یہ مراسلت تمام تر تربیتی ہے۔ اس لئے حضرت سید الملتہ رحمۃ اللہ علیہ
 کے طرز تربیت کاملہ کا مفید جامع، دلچسپ اور بیش بہا مجموعہ ہے جس سے ہر
 عارف و عامی حسب ظرف فائدہ اٹھا سکتا ہے

اس مجموعہ کی اہمیت استفادہ کے اعتبار سے اور بھی بڑھ جاتی ہے جب
 ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت والا قدس سرہ نے رسمی اور مروجہ اعتبار سے اپنا کوئی بھی
 خلیفہ نہیں چھوڑا۔ اور اپنے انتہائی اونچے معیار کی بنا پر کسی کو اپنا جانشین، خلیفہ یا
 نائب نامزد نہیں فرمایا۔ چنانچہ حضرت والا نور اللہ مرقدہ کے مہرشد خاص حضرت

مولانا غلام محمد صاحب حیدر آبادی ثم کراچی و امت برکاتہ اپنی کتاب تذکرہ سلیمان
(مطبوعہ ۱۹۶۰ء) میں حضرت سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وسعت فیض کا تذکرہ
فرماتے ہوئے واضح طور پر ارقام فرماتے ہیں۔

”یہ عجیب بات ہے کہ اس وسعت فیض کے باوجود حضرت والائے
کوئی خلیفہ نہیں چھوڑا۔ حالانکہ بھوپال، حیدر آباد اور پاکستان کے بعض
علاقوں میں ان کے دست گرفتہ ایسے ایسے لوگ بھی دیکھنے میں آئے۔

جو تقویٰ و طہارت اور ان میں بعض فن دانی کے اعتبار سے بھی شاہ
اور جگہ خلافت کے ہر طرح مستحق ٹھہریں۔ مگر حضرت والا کا معیار اتنا
بلند تھا کہ اس پر کسی کا پورا اثر نادشوار ہی تھا۔ اور دوسری بات جو
ڈاکٹر صاحب مدظلہ سے سننی وہ یہ ہے کہ حضرت والا پر تو اصرار کا اتنا
غلبہ تھا کہ انہوں نے کسی کو اپنا خلیفہ نہ بنایا۔ یہی خیال مولانا محمود الغنی صاحب
مدظلہ کا ہے جن کا خود یہ عالم ہے کہ غایت تو اصرار سے کسی کو
مرید بھی نہیں کرتے۔ (تذکرہ سلیمان ص ۲۲۸)

حضرت سید الملتہ قدس سرہ اقلیم قلم کے صاحبزادے و سلیمان اعظم
تھے۔ کلک سلیمانی اپنی قلم میں انشاء و تحریر کے جو موتی بکھیرنا چاہتا اور
جس انداز میں نچھاور کرتا۔ یہ اس کا حصہ و کمال تھا۔

جاتا ہے ضعف آتی ہے قوت نگاہ میں
موتی پسے ہوئے ہیں تیری گرد راہ میں

آپ کا در ریز قلم اپنی تمانت سبک روی، فصاحت و شگفتی، تاثیر و دلکشی میں اپنی نظیر آپ تھا۔ جب آخری دود میں آپ کو اللہ تعالیٰ نے حضرت حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ کے آستانہ فیض سے کاملاً سیراب فرما کر معرفت و آگہی، خداری و حقیقت دانی۔ کاجر زخار بنا دیا۔ آپ کی زبان عرفان الہی کی ترجمان بن گئی اور آپ کا قلم اسرار و رموز ربانی کا امین و قاسم بن گیا۔ سالکین راہ حق کے طالبین کی رہنمائی اور گمراہی مٹانے سے جلوں اور فقروں میں ہونے لگی، صاحب جوامع الکلم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت و فیض سے یہ فقرے ایجاز کا 'اعجاز' اور حقائق کا پیر اثر اور دلکش انداز میں بیان ہوتا تھا۔ مخاطب کا دل روح و قلب تاثیر میں ڈوب جاتا تھا۔ بسا اوقات ایک فقرہ سے اس کا حال دوسرے بہتر حال میں تبدیل ہو گیا۔ یہ جملے اور ارشادات 'طالبین میں ایسے پرچ بس جاتے تھے کہ ان کی زندگی اس کا نمونہ بن جاتی تھی، طالبین جو خط لکھتے تھے۔ حضرت والا رحمہ اللہ تعالیٰ ان کا جواب باقاعدگی سے فوراً دیتے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ اعظم گڑھ یا بھوپال سے ہم آپ کے خط کا انتظار پشاور میں ساتویں یا آٹھویں دن بیتابی سے کرتے تھے۔ اور اسی دن وہ خط پہنچ جاتا تھا۔ حضرت والا نور اللہ مرقدہ کا اپنا شعر آپ کے خط کی آمد کیلئے مریدین کے انتظار کی ترجمانی کرتا ہے

دن گئے جلتے ہیں قاصد کیلئے : انتظار نامہ محبوب ہے !

لے حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالحی صاحب عارفی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ و مجاز بیعت حضرت حکیم الامت اشرف علی تھانوی قدس سرہ۔

یہ خطوط حضرت والا رحمہ اللہ تعالیٰ کی معرفت فن وانی، شفقت و قہری
 وحدائق کا مرقع ہوتے تھے۔ حضرت اقدس قدس سرہ نے اپنے شیخ حضرت
 تھانوی نور اللہ مرقدہ کے مکتوبات کے بارے میں اپنے مجموعہ کلام غزلے
 الغزلات " میں جو ارشاد فرمایا ہے وہ آپ کے طالبین کے نام رسائل
 و خطوط پر ہو بہو صادق آتا ہے۔ اس لئے اسے نقل کرتا ہوں۔

آج آیا ہے پیارے کا پیارا مکتوب : دلکش و دلبر و دلچسپ و دلارا مکتوب
 قوتِ جانِ قوتِ دل سترِ عشقِ تحریر : روح افزا و دل آویز و دل آرا مکتوب
 روشنائیِ نظر آئیگی سوادِ خط میں : دیدہ گو بھی دیکھے جو تمہارا مکتوب
 پڑھ لے کوئی تو معطر ہو شامِ دل جا : نافہ مشک ہے یا عنبر سارا مکتوب
 سرسبز شوق و ہمہ درد ہماری تحریر : سرسبز مایہ تسکین ہے تمہارا مکتوب
 نامہ یار کے دیدار میں عالم یہ ہے : ہمتن آنکھوں اور آنکھ کا مارا مکتوب
 ۲۵ جون ۱۹۴۲ء (بیلہ)

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نور اللہ مرقدہ کے یہی
 خطوط کی دلنیشی و دلکش و پرتاثری کے بارے میں حضرت مولانا عبد الماجد صاحب
 رحمۃ اللہ علیہ کا یہ جملہ مشہور ہے کہ :

"بے ساختہ جی چاہتا ہے کہ وہ انگلیاں چوم لوں جس نے یہ فقرے لکھے ہیں۔"

ہمارے حضرت والا اسید صاحب قدس سرہ کے تربیتی مکتوبات کی تحریروں کی
 بھی یہی تاثیر و کیفیتِ بندۂ قاصر کا اپنا یہ حال ہے کہ چالیس پینتالیس سال
 گزر جانے کے بعد بھی حضرت والا رحمہ اللہ تعالیٰ کے بعض خطوط اور ان کی

عبارتیں ازبر میں۔ اب یہ بے بہا 'مجموعہ مکتوبات' آپ کے ہاتھوں میں ہے اس کثر مخفی "کو ظاہر اور شائع کرنے کا مقصد صرف اتنا ہے کہ حضرت والا قدس اللہ ورحمہ کا فیض جو ان 'مکتوبات' کا جوہر و عطربے عام ہو۔ اور دراندہ بہر وان سلوک " اس "سیلمانی سوغاتِ عرفانی" سے استفادہ فرما کر توفیقہم تعالیٰ منزل کو پاسکین۔ سلوکِ اسلامی کی صحیح و مسنون راہ واضح و نمایاں ہو کر ہدایتِ انسانی کا سبب بنے جو فقیر کے لئے رضائے حق کے ملنے کا ذریعہ اور رشتہٴ آخرت ہو۔ اللہ تعالیٰ سے بصمیم قلب خواستگار ہوں کہ اس گناہگار کی جملہ کوتاہیاں معاف ہوں اور حضرت سیدی ذی شان اعلیٰ اللہ تعالیٰ کی جوتیوں میں جگہ ملنے کی سعادت حاصل ہو۔ یہ الفاظ قلم بند کر رہا ہوں اور جسم کے رنگٹے رنگٹے اور قلب کے ریشے ریشے سے آواز بصد الحاح و زاری نکل رہی ہے۔

رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَ
 اَسْلَمْتُ مَعَ سُلَیْمَانَ لِلّٰہِ
 رَبِّ الْعَالَمِیْنَ
 سورۃ النمل آیت ۴۲

اے میرے پروردگار یقیناً میں نے
 اپنے نفس پر ظلم کیا اور اب میں
 میں حضرت سلیمانؑ کے ساتھ اللہ
 جو تمام جہانوں کا پالنے والے ہیں۔
 پر ایمان لاتی ہوں۔

ممکن ہے حضرت والا قدس سرہ کی برکت سے یہ ادنیٰ و حقیر کوشش قبولیت ربانی کا شرف پاسکے۔

راقم آٹم کی خوش نصیبی و سعادت تھی۔ کہ ان مکتوبات کے مرتب کرنے کے دوران میں حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ کی زیارت مناسی مشرف

ہوا۔ آپ خوشی و اطمینان سے فقیر سے استفسار فرما رہے ہیں کہ آپ
میرے مکتوبات کو شائع کر رہے ہیں، میرے بہت سے خطوط مولانا
عبدالباری کے نام بھی ہیں؛ (ادکا قال) بندہ نے جواباً عرض کیا کہ "فی الحال
آپ کے صرف ان خطوط کو مرتب شائع کر رہا ہوں جو سلوک و تربیت کے
بارے میں ہیں۔" فقیر کے اس جواب پر مسکرا کر مسرت کا اظہار فرمایا
بندہ نے سمجھا کہ عاجز کی یہ ادنیٰ کوشش و خدمت حضرت علامہ اللہ تعالیٰ
کو پسند آئی۔ فالحمد للہ حمد کثیرا طیباً مبارکاً فیہ۔"

آخر میں اپنا خوشگوار فریضہ سمجھتا ہوں کہ اپنے ان جملہ عزیز رفقاء و محبین کا دلی شکر یہ
ادا کروں جنہوں نے ان مکتوبات کے مرتب کرنے میں فقیر سے کسی درجہ میں بھی تعاون فرمایا
ان میں سے بعض نے خطوط کے مرسل الیہم طالبین کے مکاتیب کی تلخیص کی، بعض نے
کتابت کی غلطیاں نکالی بعض نے پروف ریڈنگ میں اعانت فرمائی۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو
دائین میں بھر پور صلہ نیک عطا فرمائے اور حضرت والاناور اللہ مرقدہ کے فیوض و برکات سے
بالمال فرمائے۔ آمین

بندہ حضوراً صاحب گرامی حضرت مولانا ڈاکٹر محمد یوسف البرجوی صاحب (شعبہ عربی جامعہ پشاور)
اور ڈاکٹر غلام ناصر صاحب اور ڈاکٹر برہان صاحب کا ممنون اور سب بڑھ کر صاحب عزیز
محمد نعمان نعمانی صاحب (استاذ ادارہ تحقیق و تعلیم جامعہ پشاور) کا شکر گزار ہوں، جنہوں نے کتابت
کی دیکھ بھال کے علاوہ طباعت کے جملہ مراحل میں پوری کوشش کی اور حق یہ ہے کہ اگر
وہ بارے میں کوشش نہ کرتے تو یہ بندہ قاصر کتابت و طباعت کے مرحلہ سے شاید ہی
سبکدوش ہوتا۔ یہاں ان کے رفیق عزیز مرم ڈاکٹر جاوید صاحب کا بھی سپاس گزار ہوں
جو انہیں بار بار لوجہ اللہ اپنی گاڑی میں پشاور سے اکوڑہ کاتب صاحب کے مستقر پر لے

جاتے اور لاتے رہے آخر فریض اپنے کاتب جناب محمد نعیم صدیقی صاحب کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جو اپنی گونا گوں مصروفیتوں کے باوجود تقریباً چودہ سال کے عرصہ میں کتاب کی کتابت سے بخیر و خوبی عہدہ برآ ہو سکے

وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب ، وصلی اللہ تعالیٰ
 علی خیر خلقہ افضل الانبیاء والمرسلین سیدنا و مولانا محمد وآلہ واصحابہ
 واتباعہ اجمعین

والحمد للہ بنعمتہ تتم الصالحات۔ والحمد للہ اولاً و آخراً و ظاہراً و باطناً و صل
 اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا و مولانا محمد النبی الامی المزکی الکریم والہ و واصحابہ
 انک حمید مجید۔

محمد اشرف سلیمانی
 ۲۲ ربیع الثانی ۱۴۱۵ھ

قرآن السعیدین

انجی المحترم جناب ڈاکٹر مولوی غلام محمد صاحب تذکرہ سلیمان
میں تحریر فرماتے ہیں۔

”کاش مکاتیب سلیمان و اشرف مل جاتے تو آج اس
مرقع سلیمانی میں جان پڑ جاتی۔ سلوک و معصیت کے کیسے دکش
مناظر دیکھنے میں آتے اور منتہی سالکین کی کتنی گھتیاں ان
سے سلجھتیں!“

(تذکرہ سلیمان ص ۱۲۶ حاشیہ)

اللہ تبارک و تعالیٰ کا احسان و کرم تھا کہ حضرت اقدس مجدد الملت
حکیم الامت حضرت اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ کے دو اہل خلفاء
ڈاکٹر عبدالحی صاحب قدس سرہ اور حضرت مولانا فقیر محمد صاحب نور اللہ مرقدہ
نے بندہ کو ترتیب و اشاعت کی غرض سے اس مکاتبت کی نشاندہی
فرمائی۔ جو حضرت مولانا اشرف علی تھانوی اعلیٰ اللہ مقامہ اور حضرت
سیدی و مولائی علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان ہوئی تھی
اور اس سلسلے میں اپنے انور کے رسالے بندہ کے سپرد کئے۔ بندہ انور
کے ان رسائل سے حضرات شیخین کی اس مکاتبت کو برکت
و خیر اور افادہ عام کے لئے نقل کرتا ہے۔ اور اپنے اس مجموعہ

کی ابتداء ان بابرکت مکتوباتِ شیخین سے کرتا ہے۔ اور اسے
 قرآنِ السعیدین سے معنون کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے فیض سے
 بندہ قاصر اور پوری اُمت کو رہتی دنیا تک مستفید فرماتا رہے اور
 اسے سب کے لئے سرمایہ آخرت بنائے۔ آمین۔

مکاتبت

حضرت سید الملتہ قدس سرہ

حضرت حکیم الامتہ نور اللہ مرقدہ

مکتوب نمبر ۱

(النور نمبر ۷۔ جلد ۲۲۔ ۵۶ ذیقعدہ ۱۳۶۰ھ ص ۵۹۱ ۶/۹۱)

س: (حال) السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ والا نامہ کو پڑھ کر آنکھیں آبدیدہ ہوتیں کہ حضرت نے اس قدر نوازش فرمائی۔

ت: (تحقیق) میں اپنے ذمہ کا حق بھی ادا نہ کر سکا۔ نوازش تو کیا ہوتی۔

س: (حال) پچھلے عریضہ کے دن سے یعنی ۶ رمضان المبارک سے بحمد اللہ کہ ذکر اللہ چھ ہزار سے بڑھا کر بارہ ہزار روزانہ جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ استقامت عطا فرمائیں۔

ت: (تحقیق) آمین وقد فعل انشاء اللہ۔

س: (حال) ذکر کے اوقات کے علاوہ کبھی تم اور کبھی زیادہ بلا ارادہ بلا تحریک لسان اندر سے اللہ اللہ جاری رہتا ہے۔ اور ذہول

بھی ہو جائیگا ہے۔ مگر تذکر کے علاوہ خشیت یا محبت کی کوئی کیفیت نہیں ہوتی۔

ت (تحقیق) انفعالات غیر اختیاری ہوتے ہیں۔ اور کوئی غیر اختیاری مقصود نہیں گو محمود ہوں۔ ان کے ساتھ یہ معاملہ رکھنا چاہیے۔ کیلاتا سوا علی ما فاتکم ولا تفرحوا بما آتاکم۔

س (حال) ایک بات عرض کرتا ہوں۔ کیفیت ہے۔ اس لئے عرض کرتا ہوں۔ میں تصور شیخ کا کبھی قائل نہ تھا۔ اور نہ مستحسن سمجھتا تھا۔ مگر میرا یہ حال ہے۔ کہ اکثر اوقات ذکر میں اور کبھی یوں بھی حضرت کی شبیہ مبارک (صورت) نظر کے سامنے آجاتی ہے اور میں اس کو دور بھی نہیں کرتا۔

ت (تحقیق) جو چیز بعض مفاسد کی وجہ سے بعض کے لئے غیر مستحسن ہے وہ تصور ہے جو باختیار ہو۔ اور غیر محل مفسدہ میں دور کرنا واجب نہیں۔ حدیث میں ہے۔ کأنتی انظر الی و بیض ساق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

س (حال) تہجد جاری ہے۔ اتنا اضافہ ہوا ہے۔ کہ اس موقع کے اذیئہ ماثورہ یاد کر کے پڑھنے لگا ہوں۔ جیسے لك الحمد انت نور السموات والارض اور اللهم لك سجدت و بك امنت وغیرہ۔

ت (تحقیق) سنت کا مورث برکات ہونا یقینی ہے۔

س (حال) میرے والد مرحوم ابو العلامی طریقہ کے حضرت شاہ ابو احمد صاحب بھوپالی کے مرید و خلیفہ تھے۔ بچپن میں ان دونوں بزرگوں نے اپنے حلقہ میں مجھے شامل کیا۔ والد صاحب مرحوم ذکر جہری معروف کراتے تھے مگر مجھے رغبت نہ ہوئی۔ بعد کو مجھے یہ کچھ بدعت سا معلوم ہونے لگا۔ قصداً تبیل میں حضرت نے ادھر جو اشارہ کیا ہے اس سے تسکین ہوئی۔ کہ نفسِ ضرب اور طریقہ ضرب کوئی ثواب کا کام نہیں آپ نے ضرب کی اجازت دی ہے۔ مگر ابھی تک اس پر عمل نہ کر سکا۔ اور میلان نہیں پاتا۔

ت (تحقیق) اجازت مستلزم توجیح نہیں۔ راجح فی نفسہ خفی ہے۔ اور بعض مصالح کی بنا پر غیر مضطر بھی مطلوب ہے۔ اور مغلوبیت میں مضطر بھی عفو ہے۔

س (حال) بھائی صاحب مرحوم توجہ دیتے تھے۔ اور مراقبہ کراتے تھے۔ مگر بچپن تھا۔ قدر اس نعمت کی ہوئی پھر ایام تعلیم میں اور احوال پیش آئے جو اوہر سے مانع اور حاجب بن گئے۔

ت (تحقیق) اس میں تو ذکر جہر سے زیادہ بدعت کا شبہ ہے گو دونوں شبہ غلط ہیں۔ مگر ذکر جہر کی اصل منقول تو ہے۔ یہ تو کہیں منقول ہی نہیں۔

مکتوب نمبر ۲

(النور نمبر ۸ - ج ۲۲ - ۵۶ ذی الحجہ ۱۳۶۰ھ صفحہ ۹۲)

س (حال) اب حضرت کے فیض سے اس عمر میں جب خمیسین و ستین کے
صبح کی منزل ہے۔ پھر ادھر پلٹنا ہوا۔ عرض یہ ہے کہ ذکر کے وقت
خیال کی مرکزیت کے لئے کسی تصور کو قائم رکھنے کا خیال دل میں پہلے
کس طرح پیدا ہوتا ہے۔ کیا کوئی ہدایت اس باب میں مل سکتی ہے۔
ت (تحقیق) اس کا انجام تشبیہ کا غلبہ ہے۔ تنزیہ پر۔ جو نہایت خطرناک
ہے۔ اگر کوئی مرکز قائم بھی ہو گیا تو وہ غیر مقصود کام ہوگا۔ اور ذکر اس
کو مقصود سمجھے گا۔ تجوز کردہ ہر تصور خلاف واقع ہوگا۔

س (حال) توجہ کی نسبت حضرت کے کلام میں ایسے اشارے ملتے
ہیں جن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ عارضی فائدہ کی چنیر ہے۔ مگر شاید
معین عمل تو ہوگی۔

ت (تحقیق) اچانا ایسا بھی ہوتا ہے۔ اور دوسرے احوال میں مانع بھی
ہو جاتا ہے جیسے رکوب کی عادت سے مشی علی الرجل سے عاجز
ہو جاتا ہے۔ اور مرکب نہ ملنے کے وقت سفر المقصود سے محروم۔

س (حال) زیادہ کیا عرض کروں

در حضرت کریم تمنا چہ حاجت است

ت (تحقیق) مجھ جیسا طالب علم خوگر کلام ایسا کریم کب ہو سکتا ہے
س (حال) عرض کیا تھا کہ مجھے اپنی ہر بات میں بڑائی اور اپنی تعریف

سننے کو جی چاہتا ہے۔ اور میرے ہر کام میں سستی پائی جاتی ہے
 ارشاد ہوا۔ کہ ان دونوں کے درجے ہیں۔ اختیاری اور غیر اختیاری، کون
 سے درجہ کی شکایت ہے۔ اس سے یہ سمجھا کہ جس تک غیر اختیاری
 ہے۔ وہ معذور ہے۔ لیکن جو اختیاری ہے اس کو دوڑ کیا جائے۔ اگر
 یہ میری تقصیر فہم ہے۔ تو تنبیہ فرمائی جاوے۔

ت (تحقیق) انشاء اللہ تفسیر میں ذرا بھی تقصیر کا احتمال نہیں۔
 س (حال) بحمد اللہ کہ تکبر نہیں مگر تکبر سے ڈرتا ہوں۔ یہی سبب سوال تھا
 ت (تحقیق) یہ ڈر ہی تو غالب رحمت و نصرت ہے۔
 واعلموا ان الله مع المتقين اس میں نص ہے

مکتوب نمبر ۳

(النور نمبر ۱۔ جلد ۲۲، ماہ ۵، سن ۱۳۶۱ھ ص ۳ تا ۵
 ۹۹

س۔ از ہیچ پوزیشن

بخدمت حضرت اقدس دام فیضہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ
 و۔ السلام علیکم۔ یہی اعتقاد (یہ چھدانی کا) ہمہ دانی کی منقح ہے۔
 س۔ دوستوں کی مراجعت تھانہ بھون اور صحت مزاج گرامی کی خبر ملی جس
 مسرت ہوئی۔ ادام اللہ بقاءکم فینا بالصحة والعافیت والسلامۃ
 الجواب۔ جسراکم اللہ تعالیٰ علی هذه المحبۃ

س کی جگہ 'مضمون' اور 'و' کی جگہ 'جواب' لکھا ہے

س:۔ بحمد اللہ معمولات جاری ہیں۔ اللہ تعالیٰ استحکام و استقامت
ارزانی فرمائیں۔

ل:۔ آمین

س:۔ ان دنوں تذکرہ رشیدیہ کا مطالعہ رہا۔ اور معلوم ہوا کہ علماء صالحین
و کاملین کی تصویر کیسی ہوتی ہے۔ اس سے جذبہ عمل کو بھی تقویت
ہوتی۔ بحمد اللہ

ل:۔ خیر اذکم اللہ نفعاً۔

س:۔ حضرت والا کی متعدد تصانیف "بہشتی زیور، حیوۃ المسلمین،
صفائی معاملات اور مواعظ مختلفہ اشرف العلوم" زیر نظر رہتے
ہیں۔ ان کا اثر ہے کہ میں اپنی نظر میں آپ بے وقعت ہو گیا۔ اعوذ
باللہ من علم لا ینفع کی حقیقت جلوہ گر ہو گئی۔ ان مواعظ میں
عوام تو عوام اہل علم کے لئے بھی کیسی بصیرتیں ہیں۔ ان میں بہت
سے ایسے نکات علمی ملے۔ جن تک اپنی راہ پہلے گو پہنچ چکا
تھا۔ مگر ان کو ان تصانیف میں پڑھ کر ذوق تازہ بہم پہنچا۔ اور کتنے
ایسے شبہات علمی تھے، جو ان اوراق شریفہ کے مطالعہ سے دور
ہو گئے۔ بحمد اللہ تعالیٰ۔

ل:۔ ہنیئاً لکم ہذہ العلوم و رزقنیہا ببرکۃ حسن ظنکم۔

س:۔ میں نے اپنی سستی کی شکایت کی تھی۔ حضرت نے پوچھا تھا کہ
یہ طبعی ہے۔ یا اور کسی سبب سے۔ سو وہ طبعی تھی۔ اور میں اس سے

مولو تھا۔ آج حضرت کے وعظ ملقب بہ 'شعبان' میں اس بیان کو پڑھا کہ طبعی سستی پر پھر احکام کو بحالانا میں حاصل ثواب ہے۔ اس سے میرا وہ ملال آج خدا کا شکر ہے۔ کہ دور ہو گیا۔ اور انبساط عجیب کا باعث ہوا۔ اور خیال ہوا کہ شاید 'وضو علی المکارا' جو حدیث میں آیا ہے۔ اس سے بھی یہ اشارہ نکلتا ہو۔

۹۔ بالکل صحیح ہے۔ اور نصوص میں اس کی صریح تائیدات بہت ہیں۔ اس۔ صفائی معاملات سے حقوق عباد کی اہمیت دل میں اتر گئی میری پہلی بیوی کا انتقال ہو گیا تھا۔ دین مہر واجب تھا۔ میں نے عزم کیا کہ سب ورثہ سے اس کو معاف کراؤں گا۔ خواہ وہ مجھ سے چھوٹے ہوں یا بڑے۔ اعزہ ورثہ بکھرے ہوئے تھے۔ اتفاق عجیب کہ ابھی میرے بڑے سالے کا انتقال ہوا۔ تعزیت میں سب ورثہ جمع تھے۔ میں نے سب معاف کرایا۔ یہاں تک کہ اپنے چھوٹے بالغ بچے سے۔ اور دل نے راحت محسوس کی۔ وما هذا بادل بن کانکم۔

۱۰۔ ماشاء اللہ توفیق حق یہی ہے۔ جعلہ اللہ لنا رفیقا لنا ولكم۔ اس۔ میں نے عرض کیا تھا۔ کہ مرکزیت خیال کے لئے ذکر کے وقت کیا تصور قائم کیا جائے۔ ارشاد ہوا یہ مرتبہ تشریح کے خلاف ہے۔ یہ بات میرے دل میں بھی آرہی تھی۔ مگر ایک دفعہ خود بخود کعبہ کا خیال آگیا اور میں اس میں اپنے تصور میں مقام ابراہیم میں بیٹھ کر ذکر کرنے لگا مگر وہ چیز آتی تھی۔ جاتی رہی۔ اتفاق سے حضرت کے ایک وعظ

میں اوپر اشارہ پایا۔ (حوالہ ڈھونڈا مگر اس وقت نہیں ملا) کیا ارشاد ہے۔

۱۔ میں کلمہ ”ادھر“ کا اور کلمہ ”حوالہ“ کا مدلول نہیں سمجھا۔
 س: میں نے توجہ کی خواہش کی تھی۔ جواب سے تشفی ہوئی اور مصلحت
 سمجھ میں آئی۔ پھر وعظ ’وحدۃ الحب‘ میں پڑھ کر مزید تشفی ہوئی۔ مگر
 میں تصور میں بلا مقصد آپ سے باتیں کرتا ہوں۔ پھر متنبہ ہو جاتا ہے۔
 ۱۔ دونوں میں منافع ہیں اول میں مقدمہ کی شان ہے۔ ثانی میں مقصود کی۔
 س: اس دفعہ عمر میں پہلا رمضان گیا۔ جس میں نہ جسم نے نہ روح نے
 کمزوری دکھائی یعنی روزہ میں مشقت کی بجائے فرحت نصیب ہوئی۔ اور
 اور آخری تراویح کے دن تھکن اور تکان کی بجائے یہ حسرت محسوس ہوئی
 کہ یہ برکت آج رخصت ہو رہی ہے۔

۱۔ حُب عبادت حب معبود سے ناشی اور دولت عظمیٰ ہے۔
 س: میں اپنے یہ احوال لکھتا ہوں۔ مگر دل میں کھٹک رہتی ہے۔ کہ آیا
 مجھے یہ حضرت کے سامنے عرض کرنا چاہیے یا نہیں۔

۱۔ بہت ضروری۔ اور اس میں پوری آزادی سے کام لیا جائے۔ میرا
 بھی نفع ہے شاید آپ کے سوال کی برکت سے جواب القا ہو جاوے
 س: مجھے کبھی اکابر و خواص امت سے مکاتبت کا اتفاق نہیں ہوا۔ اس
 لئے ڈرتا ہوں کہ معلوم نہیں کہ میرے قلم سے جو نکلتا ہے اور حبط
 نکلتا ہے وہ حضرت کے انقباض کا سبب نہ ہو۔

۱۔ میں تو اکابر میں سے نہیں۔ دوسرے اخلاص خود مانع انقباض ہوتا ہے
س۔ امید ہے کہ ایسے موقع پر مساحت نہ فرمائی جاوے۔ بلکہ سرزنش
کی جاوے کہ نفس کو تنبیہ ہو۔

۲۔ استلزام حال للمحال کے درجے میں امثال کا وعدہ۔ والسلام

مکتوب نمبر ۲

(النور نمبر ۱۰۔ جلد ۲۲، ماہ صفر ۱۳۶۱ھ ص ۱۱۰)

تمہید :- اس کے بعد ان ہی صاحب کا دوسرا خط آیا جس
میں اس مدلول غیر مفہوم کی تفسیر تھی جس کی نسبت مجیب نے یہ لکھا تھا
کہ میں کلمہ ادھر کا اور کلمہ حوالہ کا مدلول نہیں سمجھا۔ یہ دوسرا خط مع
جواب کے ذیل میں منقول ہے۔

س۔ ازہر سچمان

حضرت اقدس متعنا اللہ تعالیٰ بفیوضہ

۱۔ جعل اللہ تعالیٰ هذا التواضع مفتاحاً للرفعة

س۔ صحیفہ شریفہ نے بشاشت تازہ بخشی، جس فقرہ کا مدلول میرے تصور
بیان کی وجہ سے واضح نہیں ہوا تھا۔ اس کی توضیح یہ ہے۔

۱۔ یہ بھی ہے کہ میرے ادراکِ دماغی کا تصور ہو۔

س۔ ایک دفعہ اتفاقاً ہنگامِ ذکر کعبہ مقدس کی سورت سامنے آگئی۔ او

میں اپنے تصور میں مقامِ ابراہیم پر بیٹھ کر مسرور ذکر ہوا۔ اتفاق سے

اس کے دوسرے دن میں نے حضرت کے ملفوظات مندرجہ اشرف

العلوم بابت ربیع الثانی ۱۲۵۲ھ صفحہ ۱۱ میں لاصلوٰۃ الابحضور
القلب کی تشریح میں یہ پڑھا کہ پھر اس احضار مامورہ کی کامل صورت
یہ ہے۔ کہ مذکور کی طرف متوجہ رہے۔ اور اگر نہ ہو سکے تو ذکر ہی کے
طرف متوجہ رہے۔ یا مثلاً یہ سوچے کہ کعبہ کی طرف منہ کئے کھڑا ہوں
اور کعبہ سامنے ہے۔ انتہی اسکی نسبت استفسار تھا۔ کہ ذکر میں کعبہ کا
تصور کہ میں اس کے سامنے بیٹھا ہوں، کیا جائے تو کیسا ہے۔

۱۔۔ اب جواب عرض کرتا ہوں، کہ ابتدائے سلوک میں دفع خطرات کا خاص
اہتمام کیا جاتا ہے۔ منتہی کو اسکی چنداں حاجت نہیں۔

(اور یہ ابتدا و انتہا باعتبار مراتب قرب عند اللہ کے نہیں۔ بلکہ
اصطلاحی منابط کی باعتبار حالت ظاہری نصاب طریق کے ہیں)

اگر اس مراقبہ سے دفعہ خطرات میں اعانت ہوتی ہو۔ تو اس کو
اختیار کیا جاوے۔

۲۔۔ نماز میں توجہ کے لئے حضرت نے جو تجویز اپنے ملفوظات و
تحریرات میں فرمائی۔ کہ الفاظ کو ارادہ کے ساتھ سوچ سوچ کر پڑھا
جاوے میرے لئے بہت مفید ہوئی ہے۔ فیجہ اللہ۔

۳۔۔ سزاؤکم اللہ ثمراتہ۔۔

مکتوب نمبر ۵

(النور - ۱۲ - جلد ۲۲ - ۵۶ ربیع الثانی ۱۲۶۱ھ صفحہ ۳۰۱، ۳۰۲)

س ۱۔ اب میں نے دو ہفتوں سے صلوٰۃ اشراق کی بھی پابندی شروع کی ہے۔ حق تعالیٰ استقامت بخشیں۔

۱۔ آمین

س ۲۔ انفاس عیسیٰ اور امداد الفتاویٰ کی جلدیں ان دنوں مطالعہ میں ہیں

۱۔ نفعکم اللہ بہما

س ۳۔ ہمت کرتا ہوں کہ بارہ تہجد کے بعد شروع کروں مگر شغل کے لئے تسہیل شرح قصداً سبیل میں شیخ کی موجودگی میں یعنی اس کے پاس رہ کر اُس کے شروع کرنے کی ہدایت ہے تو آیا اسی ہدایت کی پابندی کی جائے۔ یا مجھے ابھی سے اجازت ہوتی ہے۔

۱۔ پاس رہنا درجہ اشتراط میں نہیں بعض مصالح کے لئے ہے جس میں زیادہ دخل ضرب اور جہر کو ہے۔ اگر ان کو اختیار نہ کیا جاوے تو پھر پاس ہونا درجہ مصلحت میں بھی مطلوب ہے۔

س ۴۔ خاکسار نے ۱۵ سوال کو ایک بڑے فرض سے سبکدوشی پائی یعنی منجلی لڑکی کے نکاح سے فراغت پائی۔ لڑکا دیندار اور جناب مولانا عیسیٰ صاحب دام فضلہ کا شاگرد و مسترشد ہے۔ سید حسین نام ہے۔

۱۔ میں پہچان گیا وھو کذناک انشاء اللہ تعالیٰ۔

س ۵۔ اس تقریب کی بدولت جناب مولانا عیسیٰ صاحب کی ملاقات سے مشرف ہوا۔ ماشاء اللہ ان کو اپنے شیخ کی تصویر پایا۔

۱۔ مگر غیر متغیر۔ اور اس تصویر کی اصل میں بہت تغیر ہوتا رہتا ہے اور یہ دوسرا مسئلہ ہے کہ ان دونوں میں کیا تفصیل ہے۔

س۔ میری یہ اُن سے سب سے پہلی ملاقات تھی۔ میں حضرت کا رسالہ اصلاح الرسوم پہلے پڑھ چکا تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ قیامت صغریٰ کے مراسم سے تو بالکل پاک و صاف رہا۔ قیامت کبریٰ کے بہت سے رسوم سے بھی نجات رہی۔ اسی سلسلہ میں دوستیں خوبی سے ادا ہوئیں یعنی ماہ شوال اور یہ کہ باپ نے خود اپنی میٹھی کا نکاح پڑھایا اور دین مہر مہر فاطمی قرار دیا۔ مجھے پہلے اس میں تامل تھا۔ احوال نوجوانان زمانہ کو دیکھ کر، مگر جناب مولانا علی صاحب کی حوصلہ افزائی سے میں نے بھی شرح صدر پائی۔ جزاہ اللہ عنی

۲۔ جزاکم اللہ تعالیٰ۔

ایں کاراز تو آید و مرداں چنیں کنند

البتہ اس میں ایک جزو یعنی واقعہ مہر قابل تفصیل ضروری رہ گیا۔ اس رہ جانے کا سبب زہد عیسیٰ ہے جس کو ملک سلیمان نے ایثار کر کے اپنے اوپر ترجیح دے دی۔ جس سے اس خاص محل میں رعیت سلیمانی کا ایک حق گم ہو گیا جس میں رعیت کی رضا سے اعتراض بھی نہیں رہا لیکن فی نفسہ کمی ہو گئی۔

س۔ خطبہ نکاح میں میں نے مختصر رسوم نکاح کی تردید میں اور میرے بعد مولانا عبدالغنی صاحب نے اعتصام بالسننہ پر وعظ فرمایا اور

دونوں بزرگوں نے (یعنی مولانا عیسیٰ صاحب اور مولانا محمد الغنی صاحب نے) برکت کی دعائیں فرمائیں۔ حضرت سے بھی خواستگاری ہے کہ برکت

اور موافقت زوجین کی دعا فرمائیں۔
حضرت الشیخؒ؛ صمیم قلب سے دعا کرتا ہوں۔ سید سلیمان

مکتوب نمبر ۶

(النور ماہ ربیع الاول ۱۳۶۱ھ۔ جلد ۱۲ صفحہ ۱۰۱ تا ۱۰۶)
(تمہید) اس کے بعد انہی صاحب کا تیسرا خط آیا جس میں انہوں نے مجیب کی ایک عبارت کا حل دریافت کیا تھا۔ یہ تیسرا خط مع جواب ذیل میں منقول ہے۔

س۔ ازیٰ پچمان

بحضرت اقدس متعنا اللہ تعالیٰ بفیوضہ

۱۔ مکرمی دام جہم للدين و لهذا المسكين

س۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

۱۔ السلام علیکم۔

س۔ والانا مہ موجب عزت ہوا۔

۱۔ میرا یہ اعتقاد ہے کہ اُس کا وصول کر لینا میری مسرت کا موجب ہوا

باقی رہی عزت سو اُس سے زیادہ مطلوب مسرت ہے کہ اُس کا اثر

اپنے اندر ہوتا ہے اور عزت کا اثر دوسروں پر اور خود اپنی غذا

دوسروں کی غذا سے اہم ہے۔

س۔ عجیب بات ہے کہ والا نامہ پا کر بہت خوشی ہوتی ہے لیکن اس خوشی میں آنکھیں پر نم ہو جاتی ہیں۔

۱۔ یہ کبھی خوشی کا اثر ہوتا ہے اور کبھی خوشی سے بالاتر محض جوشِ محبت کا جس کو ہمارے حضرت شیخؒ نے گرم بازاری عشق کا لقب عطا فرمایا ہے۔

س۔ میں ذکر نماز مغرب کے بعد کرتا ہوں میرے لئے سکون کا وقت یہی ہوتا ہے۔ توجہ الی الذکر تو بجمہ اللہ حاصل ہو رہی ہے۔ انوار و الوان جنکی قدر مجھے پہلے بھی نہ تھی مگر حضرت کی تحریرات کے بعد تو ان کی طرف توجہ بھی ہو جاتی ہے تو محض یکسوئی کیلئے۔

۱۔ مضائقہ نہیں خود یکسوئی مقصود بالذات نہیں۔ فضلاً عن مقدمتہ۔

س۔ توجہ الی المذكور بلا کیف سمجھ میں نہیں آتی تھی اتفاقاً مولانا عیسیٰ صاحب سے ان کے وطن میں ملاقات ہوئی۔ میں نے اسکو پوچھا تو انہوں نے حدیث مشہور اعبدر ربك كانك تراه پڑھی جس سے ساری مشکل حل ہو گئی اور یہ دولت بھی نصیب ہوئی۔

۱۔ میں احتیاطاً آپ کے اشکال اور ان کے حل اور آپ کی تسلی کی تقریر معلوم کرنا چاہتا ہوں۔

س۔ مگر ایک عارض ایسا پیدا ہو گیا کہ اس حضور سے (جو حدیث ان تعبیر اللہ کا بعض کے نزدیک مدلول ہے ۱۲ اشرف) شرم آتی ہے خیال آجاتا ہے کہ میں تو ایسا گنہگار اور سیہ کاروں ہوں میں سامنا

کیسے کروں یہ خیال آتے ہی ہٹ جانا پڑتا ہے۔

۱۔ (بعد تسلیم دلالت) یہ بعد اُس قرب سے بھی زیادہ معین فی

المقصود ہے بلکہ اُس قرب کی روح یہی ہے اسی عظمت کے پیدا ہونے کے لئے اُس مراقبہ کی تعلیم کی گئی تو یہ بعد صورت اور قرب حقیقی

س: کمالات اشرفیہ اور بعض حصص مواعظ مطالعہ میں ہیں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ آپ کے حُسن ظن کے واسطے سے اُن کو نافع فرمائے۔

س: ذکر میں کبھی کبھی آواز ایسی درد مند ہو کر نکلتی ہے جیسے کسی

دُکھے ہوئے دل کے اندر سے نکلتی ہو۔ دو دفعہ تو ایسا نظر آیا کہ

میں حالت نزع میں ہوں اور آواز آرہی ہے اور ایک دفعہ دیکھا

کہ میں شہید ہو گیا ہوں اور آواز گلے سے نکلی رہی ہے اور دونوں

میں عجیب لذت روحانی پائی۔

۱۔ ذاکرین کو ایسے حالات پیش آتے ہیں جو علامت ہے تاثیر ذکر

کی اور یہ سب محمود ہیں مگر مقصود نہیں۔ مقصود وراء الوراہ ہیں

جس میں لطافت محض ہے جس کا ادراک بھی بعض اوقات نہیں ہوتا۔

الابعد العلم الراشح المستفاد من علوم الانبياء۔

س: حضرت کا ہر فعل مصلحت پر مبنی ہوتا ہے جس میں دخل دینا مجھ جیسے مبتدی

کا کام نہیں۔ تاہم ایک خطرہ محسوس کرتا ہوں اس لئے عرض سے چارہ

نہیں۔ حضرت میرے لفاظ پر جو کچھ الفاظ دعائیہ لکھتے ہیں وہ تو میرے

لئے اب حیات ہیں مگر نام سے پہلے میری تطیب خاطر یا حضرت

اپنے فرط خلق سے الفاظِ تعظیمی لکھنے کی زحمت گوارا فرماتے ہیں۔ دریا ہوں
کہ میرے لئے عجب و خود بینی کا سبب نہ بنے حضرت میری مصلحت
کو مجھ سے بہتر جانتے ہیں۔

۱. ماشاء اللہ آپ کو یہی زبیل ہے لیکن اس کا ایک سہل علاج ہے کہ
اگر ایسے الفاظ میری تحریر میں سے گذر کر میں ان کو حال پر محمول نہ کیا
کیجئے بلکہ استقبال اور حسن فال پر محمول کر لیا کیجئے۔ اس میں کوئی خطہ رہ
نہیں انشاء اللہ تعالیٰ

س: میں نے اپنی لڑکی کے نکاح میں مہرِ فاطمی بہ مشورہ مولانا عیسیٰ صاحب
مقرر ہونے کو جو اطلاع دی تھی اس کے متعلق حضرت نے ارقام
فرمایا۔ البتہ اس میں ایک جزو یعنی واقعہ مہر قابل تفصیل ضروری رہ گیا۔
اس رہ جانے کا سبب زہد علیؑ ہے جس کو ملک سلیمان نے اشار
کر کے اپنے اوپر ترجیح دے دی جس سے اس خاص محل میں رعیت
سلیمانی کا ایک حق کم ہو گیا جس میں رعیت کی رضا سے اعتراض بھی
نہیں رہا لیکن فی نفسہ کمی ہو گئی یہ کمی میری سمجھ میں نہیں آتی
یعنی مقدار مہر کی تعیین کی طرف اگر اشارہ مقصود ہے تو میں نے نکاح
کے وقت چار سو شقال چاندی جس کے روپہ بنانے میں علماء کا کچھ
اختلاف ہے رکھ دیا تھا۔

۱. میں نے قصداً متنبہم لکھا تھا تاکہ آپ مجھ کو اس کی تفسیر لکھنے کا حکم دیں
اور آپ کے حکم سے میں تفسیر لکھوں۔ بدون حکم کے از خود لکھتے ہوئے

شرم آئی۔ اب اجازت کے بعد عرض کرتا ہوں وہ یہ کہ جہاں تکلیل مہر سنت ہے وہاں مہر مثل کی رعایت ولی کے ذمہ فرض ہے حتیٰ کہ اگر ولی صغیرہ کا نکاح مہر مثل سے آفل پر کرے بعض صورتوں میں نکاح ہی نہیں ہوتا۔ تو مہر مثل منکوحہ کا حق ضروری ہوا۔ اس میں خود منکوحہ بالغہ ہو تو ایثار کر سکتی ہے دوسرے کو اس کا حق نہیں اور اس سنت اور اس فرض میں تطبیق اس طرح ہو سکتی ہے کہ سب قوم متفق ہو کر مہر مثل کم مقدار کا مقرر کریں اور بدین اس کے فرض مقدم ہوگا۔

مکتوب نمبر ۷

(النور۔ ۱۔ جلد ۲۳، جمادی الاولیٰ ۱۳۶۱ھ صفحہ ۱۵، ۱۶، ۱۷)
 (اس کے بعد ان صاحب کا چوتھا خط آیا جس کا تعلق تیسرے
 خط سے ہے)

س۔ از سید محمدان

بجفرت اقدس واعلیٰ متعنا اللہ بفیوضہ
 السلام علیکم ورحمۃ اللہ

۱۔ شرمی دام لطفکم۔ السلام علیکم

س۔ والانامہ نے سعادت بخشی اور اشکالات رفع ہوئے۔

۱۔ ہنیالکم العلم

س۔ بجد اللہ معمولات جاری ہیں۔

۱۔ بَارَكَ اللهُ فِيهَا۔

س۔ اور ان کے آثار خیر و برکت جو محض بفضلِ خدا میں اپنے اندر محسوس کرتا ہوں جن کا تصور بھی حضرت کے فیض کے بغیر میں تصور نہیں کر سکتا تھا
۲۔ نِزَادَ اللهُ فِي شَمَلِ تِه۔

س۔ ہر چند احوال و کیفیات مطلوب نہیں جو حضرت کی تحریرات سے اچھی طرح سمجھ میں آگئی تاہم جو وارد ہوتا ہے اُس کا عرض کرنا ضروری ہے ایک دفعہ اٹلئے ذکر میں یہ معلوم ہوا کہ میری روح آسمان پر پرواز کر رہی ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں ساتھ ہی نظر بھی اٹھتی گئی۔

۳۔ یہ آثار مبتدی کو ہوتے ہیں جس سے دل بڑھانا مقصود ہوتا ہے۔
س۔ پرسوں شب بعد تہجد دعا میں اپنی گنہگاری و سینہ کاری کے اعتراف اور مغفرت الہی کی طلب میں ایسی خشیت طاری ہوئی کہ آنکھیں آبدیدہ ہوتیں اور جسم پر لرزہ کی سی حالت محسوس ہوتی اور اس کے بعد ذکر میں ایسی کیفیت ہوتی کہ اللہ کا لفظ زبان سے محبت میں ڈوبا ہوا نکلنے لگا اور نکلتا رہا اور جسم میں ایسا رقص پیدا ہو کر بیٹھے بیٹھے عند الذکر بلا قصد جھومنے لگا اور معلوم ہوتا تھا کہ بوٹی بوٹی رقص میں ہے اور اگر خلاف شرع ہونے کا خیال نہ ہوتا تو شاید میں اٹھ کر ناچنے تھرکنے لگتا۔ استغفر اللہ

۴۔ یہ سب اُن ہی آثار کے آحاد ہیں۔ اور خلوت میں ایسا رقص منکوح بھی نہیں۔
س۔ حضرت نے اپنی تعلیمی شفقت سے میرے اسکال تو توجہ الی المذکور بلا کیف

اور مولانا عیسیٰ صاحب کے جواب عبد ربك كاذك ترا کے سے اپنی
تسل پا جانے کی تفصیل دریافت فرمائی جو اباً عرض ہے مجھے

اشکال یہ تھا کہ مذکور یعنی ذات بحت الہی تصور میں بلا کیف کیونکر
آسکتا ہے۔ نور محض کا تصور کیا جائے تو وہ بھی ایک شکل ہے اور
لیس بکیشلہ کے خلاف ہے۔ مولانا عیسیٰ صاحب کے محض اس
حدیث پڑھ دینے سے اس حدیث کا جو مطلب معلوم تھا سامنے
آ گیا یعنی یہ کہ مطلق رابطہ علمی اور پس پردہ ہیبت و جلال و عظمت
و کبرائی کے تصور سے اپنے اندر اُس کا علمی تعلق اور معیت اور پھر
اُس کے پس پردہ ہیبت و جلال و عظمت و کبرائی کے تصور سے
اپنے اندر خضوع و تذلل محسوس کیا جائے۔ اس کی ایک مثال یوں
ذہن میں آتی ہے کہ بادشاہ حاکم اپنے جاہ و جلال اور عظمت کے ساتھ
گوپس پردہ ہو مگر رعایا پر اُس کے دیکھے بغیر ہیبت اور رعب
جلال اور خضوع طاری ہو جاتا ہے۔ اب حضرت اس کی تصویب یا
تصحیح فرمادیں۔

۱۔ - معالجہ کے درجہ میں صواب اور صحیح ہے اور تحقیق درجہ میں ہنوز اس میں
کلام ہے کہ وہ اشکال اس سے کیسے رفع ہوا کیونکہ یہ خاص مراقبہ محمول ہے۔
ایک موضوع کا اور ثبوت شئی للشی فی الذہن فرع ہے ثبوت مثبت
لہ فی الذہن کی اور یہی محمل تھا اشکال کا۔ فالاشکال باقی اور تحقیق کے
درجہ میں اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ اگرچہ تصور ذات کا بلا کیف
عادۃً ممتنع ہے۔ مگر کیف کا تلبس اختیار سے خارج ہے لہذا

عفو ہے۔ نصوص اس پر قائم ہے۔ مولانا نے اسی کو بیان فرمایا ہے
کہ اول بعض تمثیلات کا ذکر کیا مثلاً

انت کالریح و نحن کالغبار: پختی الریح وغیراہ جہار
اور بھی تعدد تمثیلات میں جو اس وقت یاد نہیں آگے ان سے تشریح
کا ذکر ہے۔

اے بردوں از دہم دقال و قیل من
خاک برفسرق من و تمثیل من
آگے ان سے خلو ذہن کا غیر مقدر ہونا فرماتے ہیں
بندہ تشکیبہ ز تصویر خوشت
ہر دست گوید کہ جانم مفرشت
بقدر الضرورة۔ اور حدیث کا جو مفہوم صحیح ہے خلاف مشہور وہ ہنوز
محتاج تحقیق ہے۔ اس وقت اُس سے تعرض نہیں کیا گیا۔

مکتوب نمبر ۸

(النور نمبر ۳۔ جلد ۲۳۔ رجب المرجب ۱۳۶۱ھ صفحہ ۱۰ تا آخر صفحہ ۱۱)

خط ذیل ان صاحب کا ہے جن کا ایک خط النور جلد ۲۳ کے صفحہ ۳
پر گذرا ہے جس کے جواب کے ختم پر میری یہ عبارت ہے اور حدیث کا جو
مفہوم صحیح ہے خلاف مشہور وہ ہنوز محتاج تحقیق ہے اس وقت اُس سے تعرض
نہیں کیا گیا۔ وہ خط ذیل میں معہ جواب منقول ہے۔

س: از سچیدان

بحضرت اقدس متعنا اللہ تعالیٰ بفیوضہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ
صحیفہ شریفہ نے سعادت اندوز کیا۔ ذات بحت کے تصور بلا کیف
کی نسبت کلام تھا۔ اس سچیدان نے حدیث 'عبدالربک کانک تراہ'
کا جو مطلب سمجھا تھا حسب ارشاد عرض کیا تھا۔ اس پر حضرت نے
اس کو معالجہ کے درجہ میں صواب اور صحیح فرمایا۔ اور تحقیق کے درجہ
میں اسکو نا کافی فرمایا اور ارشاد ہوا کہ اگرچہ تصور ذات بلا کیف
عادۃً ممنوع ہے مگر کیف کا تلبس اتیار سے خارج ہے لہذا
عضو ہے نصوص اس پر قائم ہیں پھر شنوی کے چند شعر سپرد قلم فرمائے
انت کا اسیح و نحن کالغبار
تختفی السیح و غیر الاحبھامما
اور آخرے

اے بروں اردیم و قال و قیل من
خاک بر فرق من و تمشیل من

مکتوب نمبر ۹

(النور نمبر ۴، جلد ۲۳، شعبان المعظم ۱۳۶۱ھ صفحہ ۲ تا ۳، ۱۳۹ تا ۱۵۲)

خاکسار نے شنوی کی جلد خامس سے یہ اشعار نکال کر ٹپرے اور مولانا
کے مطالب کو ذہن نشین کیا۔ ان تمام تمثیلات میں یہ بات دکھائی گئی

ہے کہ ذات باری تعالیٰ مخفی اور اُس کے آثار پیدا ہیں۔

یا مخفی الذات محسوس العطا انت کالماء وخن کالرحا

انت کالریح وخن کالغبار تحقنی الريح و عنبر اہ جہار

تو بہاری ماچو باغ سبز خوش او نہان و آشکارا بخشش

تو چو جانی ما مثال ایں زباں این زباں از عقل دارد این بیباں

تو مثال شادی و ماخذہ ایم کہ تیسجہ شادی فرخندہ ایم

جنبش ماہر و نے خود شہد است کو گواہ ذوالجلال سرمد است

گردش سنگ آسیاد را اضطراب اشہد آمد بر وجود جوئے آب

اے بڑوں از دہم وقال وقیل من خاک بر فرق من مثل من

ان شعروں کے پڑھنے سے طبیعت میں بشاشت آتی خصوصاً اے بڑوں

از دہم وقال وقیل من۔ اس سے ذہن ایک خاص نکتہ کی طرف متوجہ ہوا۔

یعنی یہ کہ اللہ تعالیٰ کا مثل (سبکون وسط) محال۔ اور اُس کا اعتقاد جواز

کفر لیکن اُس کا مثل (بفتح تین) جائز اور توضیح معنی کے لئے ضروری۔

اور یہ تطبیق ہوگی درمیان لیس کمشلہ شئی کے (جس کو میں نے

اپنے اشکال میں عرض کیا تھا) اور درمیان ولہ المثل الاعلیٰ کے

جو مولانا کے شعروں میں ہے۔ کیا اس سے چھپان کا یہ خیال درست ہے۔

مقصود اس سے، بیچ مدان کا اپنا اظہار علم نہیں بلکہ تصحیح علم ہے

اور استفادہ مزید اور استشفاء جدید۔ میں کیا اور میرا

علم کیا ہے۔

۱۔ ماشاء اللہ بالکل صحیح جس کا رتبہ اصح سے فوق ہے لیکن علم العلم۔
اپنے علم کو، ہیچ سمجھنا اور تحصیل اخلاص کے لئے اظہار کی نیت نہ ہو
یہی تو مفاح ہے علوم کی رزقنی اللہ معکم۔

س، حضرت نے والانامہ میں ارقام فرمایا ہے۔ " اور حدیث اعبدا
ربك کا جو مفہوم صحیح سے خلاف مشہور وہ ہنوز محتاج تحقیق ہے
اس وقت اُس سے تعرض نہیں کیا گیا۔ " دل اُس کے سننے کا شاق
ہے۔ اگر میرے لئے خلاف مصلحت ہو یا حضرت کی زحمت کا باعث
ہو تو اصرار نہیں اسی لئے اس وقت دوسرے حالات عرض نہیں
کئے گئے کہ زحمت جو اب مزید نہ ہو۔

۲۔ اس شق کے خلاف مصلحت ہونے کا ذہن میں آنا ناشی ہے غایت
تواضع سے ورنہ اہل کیلئے کسی علم کا خلاف مصلحت ہونا متحمل ہی نہیں اس
لئے امثال امر کرتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ مشہور حدیث کے معنی میں یہ ہے
کہ اس میں دوسرا قبول کی تعلیم ہے ایک روایتہ العبد للہ تعالیٰ۔
دوسرا روایتہ اللہ تعالیٰ للعبد۔ اور دو کی تعلیم اس لئے کی گئی کہ اصل
مقصود اول ہے جو اس پر قادر نہ ہو اُس کے لئے اول کی جگہ دوسرا ہے
لیکن اگر الفاظ حدیث میں غور کیا جاوے اس معنی کی کوئی دلیل نہیں بلکہ
لفظ کائنات اس کے خلاف پر دل ہے کیونکہ یہ تشبیہ کیلئے ہے تو
تشبیہ پر قادر نہ ہونا کیا معنی پھر دوسرے جملہ میں حرف فابے ربط ہوا جاتا ہے۔ اگر
یہ دوسری شق ہے تو مقابلہ کا اقصا واو ہے نہ کہ فابوہ
تفریح یا تعیل کیلئے ہوتا ہے اور دونوں مقابلہ کے معارض میں

اس لئے صحیح معنی یہ ہیں کہ عبادت ایسی اچھی طرح اخلاص و ادائے حقوق کے ساتھ کرو کہ تمہاری حالت اُس حالت کے مشابہ ہو جیسے تم فرضاً اللہ تعالیٰ کو دیکھتے ہوتے تو کس طرح عبادت کرتے یہ تو تشبیہ کا حاصل ہوا آگے فاء تعلیل کے لئے ہے کہ ایسی طرح عبادت کرنا کیوں مامور بہ ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ کو ہم نہیں دیکھتے تو ایسی عبادت کیسے کر سکتے ہیں اس کی علت بیان فرماتے ہیں کہ اس طرح تحسین عبادت کا حکم اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ تو تم کو دیکھ ہی رہے ہیں۔ اور اُس کا بھی مقتضایہ یہی ہے کہ ایسی طرح عبادت کرو جیسا کہ اگر علم ہو جائے کہ حاکم کسی کو کام کرتے دیکھ رہا تو اُس وقت ایسے ہی اہتمام سے کام کیا جاتا ہے اتنا فرق ہے کہ حاکم صرف ظاہر کو دیکھتا ہے اُس کے دیکھنے کی چیز کو سنوا کر کرتے اور اللہ تعالیٰ ظاہر و باطن دونوں کو دیکھتے ہیں اس لئے دونوں کو درست کرنا ضروری ہوگا۔ بس یہ حاصل ہے حدیث کا جس کا خلاصہ یہ ہوا کہ عبادت کا کام اچھی طرح کرو اسی لئے اس کا نام احسان ہے یعنی حسن کردن عبادت ممکن ہے کہ اضمحلال و اعتلال طبیعت کے سبب مجھتے کچھ میں کمی رہ گئی ہو اس لئے ایک بزرگ کی تحقیق کا پتہ بھی دیتا ہوں شاید ان کی عبارت کے انضمام سے خوب توضیح ہو جائے وہ بزرگ نو دی شارح مسلم ہیں انہوں نے کتاب الایمان کی پہلی حدیث کی شرح میں اس عبارت سے لکھا ہے۔

ہذا من جوامع الكلم الی قولہ فی اہتمام الخشوع
والخضوع وغیر ذلک

(ضمیمہ خط) شنوی معنی کے جو اشعار نقل کئے گئے ہیں ان سے
مقصود استدلال نہیں بلکہ جو دعویٰ مستقل دلیل سے ثابت ہے
اُس کے تائید ہے اور یہ تبنیہ ہمیشہ قابل التزام ہے اس سے ذہول
بہت سے اغلاط کا منشاء ہو سکتا ہے۔ مولانا خود مطلقاً کلام
منظوم کے کسی حقیقت کے لئے حاوی نہ ہونے کی تصریح فرماتے ہیں

معنی اندر شعر جز باخبط نیست

چوں فلا سنگ است آنرا ضبط نیست

اس (حال) خاکسار اب تک احوال و کیفیات کو ایک گونہ مقصود سمجھے
ہوئے تھے اور ان کے حصول کے درپے تھا مگر حضرت کی تصانیف
میں اور قصد السبیل میں بھی ان کو محمود ذکر فرمایا گیا ہے مگر مقصود نہیں
بلکہ ایک پچھلے صحیفہ میں (جو اس کے قبل النور جلد ۲۲ کے صفحہ ۴ پر
بعنوان تیسرے خط کے نقل ہو چکا ہے۔ میرے اپنے بعض کیفیات
کے عرض کرنے پر ارشاد ہوا کہ یہ آثار محمود ہیں مگر مقصود نہیں۔ مقصود
وراء الوراہ ہے۔ اس وراء الوراہ مقصود کو سمجھنا چاہتا ہوں۔ شاید
اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے منزل مقصود کا نشان بتادیں اور
اُس راستہ پر چلا دیں۔

لہذا (ت) اگر وہاں پہنچنا ممکن ہوتا تو وراء الوراہ ہی کیوں ہوتا اگر برائے

نام وہاں تک رسائی کا کچھ مفہوم ہے تو یہی ہے
 اسے برادر بے نہایت درگہے ست
 ہر چہ بردے سے کسی بروی مالیت
 اور یہی ہے

نگرد و قطع ہرگز جاؤہ عشق از دوید نہا
 کہ می بالا بخود این راہ چو تاک از برید نہا
 اور یہ ہے

کل ما خطر بیا لک فہو مالک
 واللہ اجل و اعلیٰ من ذلک
 اور یہ ہے

اسے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم
 و زہر چہ گفتہ اند و شنیدیم و خواندہ ایم
 مجلس تمام گشت و بیاباں رسید عمر
 ماہ بچنان در اول وصف تو ماندہ ایم

جب یہ ناممکن ہے تو صرف خدمت حسب حکم و حسب ہمت کرنا اس کا
 فرض ہے اس کا ثمرہ یہ ہوگا کہ اس کی استعداد کی موافق وہ خود مسافت
 کو قصیر کر کے اس کے مناسب مقصود تک پہنچا دیں گے۔ خلاصہ
 یہ کہ اس مسافت کو یہ قطع نہیں کر سکتا وہ خود قطع کر کے اس کو
 پہنچا دیتے ہیں۔ حدیث اس میں نص ہے۔ من تقرب الی

شب آتقربت الیہ ذرنا الحدیث

س۔ (رح) بحالت ذکر دو مفتوں سے اپنے اندر عجیب بے کیفی اور بے رنگی محسوس کرتا ہوں بار بار استغفار کرتا ہوں مگر دل کی تنگی دُور نہیں ہوتی۔

رح (ت) قفل خزانہ کا اول معلق ہوتا ہے پھر مفتوح ہوتا ہے یہی تنگی تھی جسکو القضا ظہرک فرمایا ہے اور جس کے بعد الم نشرح کا وقوع ہوتا ہے

س (رح) اب حضرت سے دستگیری اور دُعا کی التجا ہے، کیفیات سے خلوا اس کا سبب ہے گمان کرتا ہوں کہ پھلپلی ایک کیفیت کے وقت جس پر مجھے بہت خوشی تھی۔ دل میں یہ ہوس پیدا ہوئی تھی کہ دوسروں سے بھی پوچھوں کہ اُن پر بھی ایسی کیفیت ظاہر ہوتی ہے یا نہیں اسی کے لئے استغفار کیا اور بارگاہ الہی میں بجز و زاری کی۔ مگر ہنوز کشوہ کار نہیں، ہر چند کہ حضرت کی تعلیم سے یہ جاتا ہوں کہ امور غیر اختیار کے درپے ہونا چاہئے تاہم آثار محمودہ کے فقدان کی حسرت ہے۔

ل: (ت) یہی حسرت حضرت تک لیجاتی ہے۔ ولو بعد الموت
کیا قیلے

جان صد لقاں ازیں حسرت بریخت
کاسماں بر فرق ایشاں خاک بیخت

(تتمہ ضروریہ) اس خط میں جو دراء الوراہ کے متعلق لکھا گیا ہے اُس وقت وہ خط جس میں اس کے اجمالی تعرض ہے جبکا پتہ بعد تلاش کے اس خط میں لفظ صحیفہ کے بعد میں بن القوسین لکھ دیا گیا ہے نظر میں نہ تھا۔ پھر بعد تلاش جب اس میں نظر کی گئی۔ معلوم ہوا کہ یہاں اُس صحیفہ میں درالوراہ کے وہ معنی نہیں جو ادراک کنہ ذات کے متعلق ہے اس لئے یہ جواب بے محل ہے بلکہ مراد وہ ہے جو دراء الاحوال ہے اور وہاں رسائی ممکن ہے گو بعض اوقات اُس کا ادراک نہیں ہوتا اور وہ تعلق سازج ذات ہے جو ثمرہ ہے اعمال و اتباع کا اور اس میں نہ کیفیات متعارفہ ہیں نہ جذبات نفسانیہ جن میں رنگ طبیعت کا غالب ہوتا ہے اور جن میں تغیر بھی بعید نہیں صرف محبت و خشیت روحانیہ ہیں جن میں عقلیت غالب ہوتی ہے۔ اور جن میں تغیر کا نادر ہے اور یہی امور جنت میں ہوں گے اور ان ہی کا ثمرہ قرب ہے اور یہی ثمرہ بھی ہیں قرب کا۔

۳۰
۱۶۰

(النور بابت ماہ ذیقعدہ ۱۳۶۱ھ)

س (حال) حضرت کے قول "یہی امور جنت میں ہوں گے" کی تشریح میں چاہی تھی۔ اس پر ارشاد ہوا کہ یہ سب ایمان کامل کے لازم سے ہیں اور لوازم کا

انفکاک ملزوم سے متع ہے، جب جنت میں ایمان کامل ہوگا، تو ان لوازم کی تحقیق بھی واجب ہے

میرا وسوسہ یہ ہے، کہ آخرت میں جب اہل ایمان دیدار الہی سے مشرف ہوں گے اور یوں بھی آخرت میں سب پر انکشاف ہو جائے گا تو ان منکشافات اور محسوسات و مرئیات میں سب کا حال یکساں ہوگا، تو درجہ ایمان میں یکسانی ہو جائیگی پھر فرق مراتب کیسے ہوگا، الایہ کہ تسلیم کیا جائے کہ یہ دیدار و انکشاف علی قدر مراتب ایمانی فی الدنیا ہوگا۔

۳
۱۶۱

النور بابت ماہ ذی الحجہ ۱۳۶۱ھ

(ت) (تحقیق) حدیث میں اسکی تصریح ہے۔

عن ابن عمر قال قال رسول الله عليه وسلم في حديث طويل اكرمهم صلى الله من ينظر الى وجهه غدوة وعشيه، الحديث (رواه احمد والترمذي بشكوة باب رؤيته الله تعالى) یہ مفہومہ دال ہے کہ بعض کو دو وقت سجلی نہ ہوگی۔ واصرح منه فی الباب ما۔ (رواه الترمذی وابن ماجہ) عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی حدیث طویل انہ اهل الجنة اذا دخلوا نزلوا فیہا بفضیل اعمالہم ثم یوزن لہم فی مقدار

یوم الجمعة من ايام الدنيا فيزدرون ربهم بالحديث
(مشکوٰۃ باب صفہ الجنة الفصل ثانی)

حدیث بالا کا جو مفہوم تھا وہ اس کا منطوق ہے یہ تفاوت
توریت میں ہے بقیہ منازل و مدارج کا تفاوت بھی احادیث
میں وارد ہے

س (حال) یا یہ کہا جائے اس دیدار اور انکشاف سے ایمان میں کوئی
زیادتی وہاں نہ ہوگی۔

ت (تحقیق) میں اس شق کو نہیں سمجھا اور جب ایک شق سے متعین
ہوگی پھر دوسری شق کے سمجھنے کی حاجت بھی نہیں۔

س (حال) دوسرا و سوسہ مجھے یہ ہوا کہ حضرت کے ارشاد کے مطابق
جنت میں محبت کے ساتھ اہل ایمان میں خشیت بھی ہوگی تو اس کی
تطبیق آیہ کریمہ لا خوف علیہم ولا هم یحزنون وغیرہا
من الایات الدالۃ علی عدم الخوف سے کیونکر ہوگی۔ اس
پہچان کی فکر کا سد میں آتا ہے کہ عدم خوف زوال نعمت بہشت کا
ہوگا اور خشیت جلال الہی سے ہوگی۔

(ت) تحقیق :- ماشاء اللہ صحیح سمجھے۔

س (حال) اس پر یہ شبہ میرے دل میں ہوتا ہے کہ بہشت میں تو جمال
الہی کا نقطہ منظر ہوگا پھر جلال الہی کا منظر وہاں کیسے نظر آئے گا جو
۳: یہ خط اس چار پانچ خط پہلے ہے جس میں کے عنوان مراد اور اسکے متعلق ایک مضمون ہے

ت (تحقیق) وہاں جمال اور یہ جلال متضاد نہیں جمال بھی عین جلال ہوگا

وہو معنی قولہ علیہ السلام وما بین القوہ و بین ان ینظر

والی رہم الوداء الکبریاء علی وجه رواہ مسلمہ فی باب

اثبات رویتہ المؤمنین فی الآخرة ربہم اثبت الجلال المعبر عنہ

بالکبریاء فی عین شاهدة الجمال المعبر عنہ بالرؤیة وهذا الجلال

ہو اما منع عن ادراک کتہ الذات مع وقوع الرؤیة فالجمال

محل الرؤیة والمجلال حجاب الادراک۔ اور حق تعالیٰ کی تو پر می شان ہے

اللہ تعالیٰ نے اپنی بعض مخلوقات کو وہ عظمت دی ہے کہ عین جمال میں

ان کے جلال کا ظہور ہوتا ہے۔ چنانچہ عمرو بن العاص کا قول ہے وما

کان احد احب الی منہ صلی اللہ علیہم وسلم ولا اجل فی

عینی منہ وما کنت اطیق ان املہ عینی منہ الحدیث س رواہ

مسلمہ فی باب کون الاسلام ھیڈام ما قبلہ۔ اور پھر مخلوقات

میں خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک خاص شان ہے معمولی اور نجس

محبوب کے جمال میں ظہور ہیبت کا ہوتا ہے۔ کما قال نے

سننے سے جب وہ شونخ دلریا آجاتے ہے

تھامتا ہوں دل کو پیر یا تھوں نکل جاتے ہے

وفی امثالہا کثرة فی کلام العشاق۔

(تمہید) خط بالا سے پہلے خط کے (جس میں بعض احادیث اجماع جمال

جلال کا منقول ہیں)

جواب میں خط ذیل آیا جو مع جواب ذیل میں درج ہے

س (حال) عطفوت نامہ نے بہرہ مندر کیا محبت و خشیت اور جمال و جلال کے یکجائی اور جامعیت کے سمجھنے میں خاکسار کو جو اسکا پیش تھا بحمد اللہ کہ تحریر پر تنویر سے وہ مندرج ہو گیا۔ یہ بھی تائید الہی ہے کہ اس سے پہلے کہ حضرت کا جواب آئے شوال ۱۳۶۶ء کا مبلغ نظر سے گزرا جس کے دوسرے صفحہ میں حضرت نے اسی اسکا کو دور فرمایا تھا۔ اور اُس کا عنوان محبت اور خشیت کی یکجائی کے بجائے محبت اور ہیبت کی یکجائی ہے اسی سے تمثیلی جواب سمجھ میں آ گیا تھا مگر اس والا نامہ میں احادیث سے استشہاد نے ہر خطر کو دور کر دیا۔ فبحمد اللہ۔

ت (تحقیق) اس سے سید مسرت ہوئی کہ بحمد اللہ تعالیٰ احادیث کا اثر آپ کے قلب پر نکاتِ تصوف سے زیادہ ہوا۔ اصلی مذاق ہر مسلمان کا یہی ہونا چاہیے کہ اُس کو اصل یعنی شکوۃ نبوۃ سے زیادہ نور حاصل ہو بہ نسبت اس کے عکوس و ظلال کے۔

س (حال) الحمد للہ کہ بفضل و توفیق الہی ذکر جاری ہے، ایک دفعہ یہ واقعہ پیش آیا کہ زبان اس خیال سے بند ہو گئی کہ یہ گنہگار منہ اور اس سے یہ اسمِ عظیم و اقدس ادا ہو بچہ یہ کیفیت جاتی رہی۔

ت (تحقیق) دونوں محمود ہیں، پہلی کیفیت اس حال کا غلبہ ہے
احب لنا جاہ العجیب باوہم ولكن لسان المذنبین کللیل

اور دوسری کیفیت غلبہ مقام کا ہے اور منظر ہے اس حقیقت کا
 درپس آئینہ طنوی منقسم داشتہ اند
 آنچه استاد ازل گفت بگو میگویم
 والشانی افضل۔

س (حال) حضرت کا تصور اکثر اوقات قائم رہتا ہے حتیٰ کہ کبھی نماز میں بھی
 رفع کرتا ہوں مگر قادر نہیں ہوتا ہوں۔ کبھی یہ کیفیت زیادہ ہوتے
 ہے اور کبھی کم۔

ت (تحقیق) جو بدن اختیار ہوا سبھی کی اور بیشی دونوں محمود اور منظر میں اور تجلیوں
 کے اور اسی کے متعلق یہ تعلیم ہے۔

چونکہ بریخت بہ بند و بستہ باش
 چون کشاید چایک و برجستہ باش

س (حال) پرسوں شب کو خاکسار نے رویا میں حضرت کے سامنے پایا۔ میں دوزانو
 ہوں اور حضرت بھی اسی بیٹ سے ہیں اور یہ ناکارہ ہاتھ حضرت کے دست
 مبارک میں ہے۔ حضرت نے حلقہٴ افادت میں داخل کیا اسی اثنا میں
 ایک لڑکے نے کچھ خس و خاشاک سامنے ڈال دیئے۔ میں نے ادباً اس
 کے ہٹانے کی جرأت نہ کی۔ اس پر حضرت نے مجھ پر برہمی ظاہر فرمائی
 میں نے مؤدبانہ معافی چاہی اس کے بعد حضرت کسی سفر پر روانہ ہوئے
 اور مجھے ہم کالی کا شرف بخشا حق اللہ تعالیٰ ذاک

ت تحقیق، لا یلتفت الی الریاض اذ اریق الرویة
 دست بوسی چوں رسید از دست شاہ پائے بوسی زندان دم شہ گناہ

س (حال) کل شاتم امدادیہ کا مطالعہ کیا تھا، رات بھر نیند میں وہی مضامین اور حضرت حاجی صاحب قدس اللہ سرہ کا تصور بلا زیارت دروایت قائم رہا۔

ت (تحقیق) یہ بھی ایک گونہ صحبت ہے رزق اللہ تعالیٰ برکاتھا
س (حال) ذکر میں بقول حضرت کے ایک ملفوظ کے کہ جب کیفیت ہو تو اس کو غذا سمجھو اور جب نہ ہو تو اس کو دوا سمجھ کر کرو۔ سو دوا ہی پینے کی نوبت ان دنوں زیادہ آتی ہے

ت (تحقیق) صدی اللہ تعالیٰ لاکمل و النفع من هذا
س (حال) حضرت کے فیضان صحبت میں جو حقائق مجھ پر ظاہر ہوئے وہ حسب ذیل ہیں۔

۱۔ پہلی چیز ذکر اللہ قلباً و لساناً علی کل حال۔

۲۔ دیانت اور تقویٰ کا لحاظ ہر کام میں۔

۳۔ اہتمام ادائے فرائض باحسن وجوہ

۴۔ احترام عن المعاصی کبارہا و صنعارہا

یہی چار باتیں خلاصہ معلوم ہوئیں اور انہیں کے اہتمام میں عمر گزارنا ہے۔

ت (تحقیق) عین عرفان ہے۔ لیکن متن کے درجہ میں جو محتاج شرح ہے جیسا مشہور ہے۔ کافیہ کافی ست باقی دروس۔ یعنی بالفصام شرح جامی۔ اس شرح کی مثالیں معروض ہیں۔

ع۔ یہ حدیث النفس وکلام نفسی کے درجہ تک ہے اس کی سادگی
ضرورت فکر کی ہے۔ خواہ اپنی اصطلاح میں اسکو ذکر فرد بنیالی
جاوے۔ قرآن مجید میں نیکرون اللہ کے بعد تفکرون بھی ہے

۲۔ ظاہراً بھی باطناً بھی کماورد التقویٰ ههنا و اشار صلی اللہ علیہ وسلم
الی صدرہ

۳۔ مع التوابع عن الشنن والتطوعات لان الطاعات کلها سوا ایته
فی لزوم ادا و حقوقها۔

۴۔ سواء كانت ظاهرة او باطنه لقوله تعالیٰ وذو اظہر الاشم
و باطنہ و دخل فیہا الکبر والریاء و حب المال و الجاہ و غیرہا
من الرذائل و یتبع الاحتراز الاستغفار اذا صدر شیء منہ لا سیما
حقوق العباد من الاموال و الاغراض۔

اس تفصیل کے ساتھ ان کا خلاصہ طریق ہونا صحیح ہے۔ ورنہ سب آٹھ
نویں و لا مشاحہ فی الاصطلاح و کل اصطلاح و جہت
س (حال) باقی جوش طبیعت و کیفیات مطلوب نہیں وارد ہوں تو بہتر
ورنہ بالقصد اس کے درپے نہ ہو۔

ت (تحقیق) بالکل صحیح ہے اسی ساتھ ہی اگر کیفیات محمودہ پیش آویسے
حق تعالیٰ کی نعمتیں ہیں جن پر شکر واحد سے باقی ان کا محمود و نافع
ہونا شیخ کی تحقیق پر موقوف ہے لیکن ان سے حرمان یا بعد عطا کے
فقدان یہ بھی خاص مصالح کے اعتبار سے نعمت ہے اور یہ بھی شیخ کی

رائے پر ہے۔

س (حال) حضرت میرے اس بیان کی تصویب یا تصحیح فرمادیں
ت (تحقیق) گو مجھ میں اتنی لیاقت نہیں لیکن مشورہ کے درجہ میں امتثال
امر کر دیا۔ دعائے توفیق و ہدایت کا طالب ہوں۔

۹
۱۶۷

(النور ماہ ذی الحجہ ۱۳۶۲ھ)

رسالہ قید العلو عن کیہ العدو

س (مضمون) ازہمچہ ان بحضرت اقدس متغنا اللہ لفیوضہ و برکاتہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ

ت (جواب) محترمی زاد اللہ تعالیٰ عرفانہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

س (مضمون) مکرمت نامہ نے سعادت تاہہ بخشی۔ حضرت نے میرے
متن کی جو شرح ارشاد فرمائی ہے۔ اس سے اپنی نظر کا قصو معلوم ہوا۔

ت (جواب) قصور پر نظر بھی منقح ہے کمال کا۔

س (مضمون)۔ بے شبہ اگر یہ تینہہ میں ارشاد نہ فرمائی گئی ہوتی تو میرا
خلاصہ ناکافی ہوتا۔

ت (جواب) آپ کی سلامت فطرت سے ایک وقت میں اس کے
کافی ہو جانے کی امید تھی۔

س (مضمون) اب خاکسار نے اپنے متن اور حضرت کی شرح کو یک جا کر لیا ہے۔

ت (جواب) متعمر اللہ بہ وایانا

س (مضمون) اور جو انشاء اللہ میری زندگی کا کامل ہدایت نامہ ہوگا۔

ت (جواب) اعانکد اللہ تعالیٰ۔

س (حال) اس شرح میں امراض روحانی مثلاً ریاء و کبر و فخر و حب

جاہ و مال وغیرہ سے پاک ہونے کی بھی ہدایت فرمائی گئی۔ اس

سلسلہ میں عرض ہے اللہ تعالیٰ کا یہ عجیب معاملہ اس بے استحقاق

کے ساتھ ہے کہ خاکسار نے کبھی کسی منصب یا عہدہ کے لئے یا

کسی اعزاز کے لئے کبھی جدوجہد نہیں کی بلکہ اکثر اشرف نفس بھی

نہیں ہوا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے مجھے خلق میں ظاہری قومی و علمی مناصب کے

اعزاز بلا طلب مرحمت فرمائے۔ اب تک مجھے اس بارہ میں صرف اس قدر

اہتمام رہا کہ میری طلب اور اشرف نہ ہو۔ اور مل جائے تو قبول کر لیا

اب اس باب میں حضرت کی ہدایت کا منتظر ہوں کیونکہ ایسے موقع

پیش آتے رہتے ہیں۔ شرم و حیاء کو کچھ دیر نظر انداز کر کے یہ بھی عرض

کروں کہ بحول اللہ تعالیٰ و فضلہ۔ یہ چیزیں نفس میں فخر و کبر

کا موجب اب تک نہیں بنیں۔ یہ صرف اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ ورنہ

بندہ کی کیا مجال جو کچھ کہہ سکے یا کر سکے حضرت سے اپنے کسی

چھپانا طبیب سے اپنی بیماریوں کا اخفا ہے۔ اس لئے عرض کی ضرورت ہوئی

ت (تحقیق) مشورہ میں تو برکت ہے برکت ہے۔ جو تفصیل تحریر فرمائی ہے
اپنی ذات میں تو یہی کافی ہے اور اخیر حالت منہی اور کامل کی یہی
ہو جاتی ہے۔ لیکن چونکہ یہ طریق غامض بہت ہے اور اس کا پورا
مصدق ہے e

در راہ عشق و سوسہ اہر من بے ست

اس لئے احتیاط بلوغ ہے اس میں کام لیا گیا ہے اور مصرعہ اولیٰ کے
ساتھ دوسرا مصرعہ اُس پر ترتیب کے طور پر لگایا گیا ہے ع
ہشدار و گوش را بہ پیام سر و شن (وحی) دار

اور وحی بتلاتی ہے کہ فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد
جس سے دو امر پر صاف دلالت ہے ایک یہ کہ اُس کے مکائد دقیقہ
ہیں۔ دوسرا یہ کہ اُن مکائد پر فقیہ کو اللہ تعالیٰ مطلع فرما دیتا ہے۔

اس لئے اُس کی ہستی شیطان پر اِشْتِق ہے پس اُن مکائد میں سے ایک
مکیہ یہ ہے کہ ساک پر تلبیس کر دیتا ہے۔ یعنی کسی مقدمہ معصیت سے

جلدی کام نہیں لیتا۔ ساک جب اُس میں تگ معصیت نہیں پاتا تو
اُس کے مقدمہ ہونے سے اُس کو ذھول ہو جاتا ہے۔ پھر اُس کے ایسے

وقت کام لیتا ہے کہ وہ لایسڈی وکای محاسب کے درجہ میں آجاتا،
اس لئے مصلحین شبہ ضعیف میں بھی معالجہ کی ضرورت سمجھتے ہیں۔ چنانچہ

اس شبہ میں آمد طریق نے یہ تدبیر کی ہے کہ افعال مباحہ جو صورت ذلت
ہوں اختیار کرتے ہیں مگر اس نادان نے اس میں بھی ایک فتنہ سمجھا،

یعنی شہرت اس لئے ایک دوسرا علاج تجویز کیا ہے، یعنی ایسے اعزاز
 و امتیاز کے اوقات میں استحضار اپنے عیوب و ذنوب و نقائص و زائل
 کا اور ساتھ ساتھ تکرار استغفار کا۔ اس کا مدتِ طولیہ تک التزام رکھا
 جاوے جب تک مبصر شہادتِ صحت کے راسخ ہونے اور علاج سکے
 ضروری نہ ہونے کی تہ دیدے فقط

س (حال) ذکر کی اہمیت کی طرف اشارہ فرمایا گیا۔ ذکر کی کوئی خاص صورت
 میرے لئے فرمائی نہیں گئی ہے۔

ت (تحقیق) کوئی خاص صیغہ مقصود بالذات نہیں جتنے امور اس قبیل سے
 منقول ہیں سب استعداد کے اختلاف سے درجہ معالجہ میں ہیں۔
 جیسے طبیب نے ایک ہی مرض کے دو مرض کیلئے ایک ہی اجزاء تجویز
 کئے لیکن ایک کے لئے ان کا سفوف بنوایا اور ایک کے لئے اس کے
 خوب بنوائے۔ کیونکہ وہ سفوف کو نگل نہ سکتا تھا۔

س (حال) میرا عمل یہ ہے کہ آنکھیں بند کر کے تصور ذات مذکور کا بصورت
 نود کر کے اور کبھی قلب کی طرف دھیان کر کے کہ آواز قلب سے نکل رہی
 ہے اسم ذات اللہ اکثر بجز ادا کرتا ہوں اور جوش میں اکثر اضطرراً جبر
 ہو ہی جاتا ہے

ت (تحقیق) ع چھینین پیرو کہ زیبا میروی
 البتہ سورت نود کی ساتھ تقسیم اختیاراً اگرچہ بدرجہ اعتقاد نہ ہو
 مضر ہے۔

سہ (حال) بارہ ہزار کی تعداد ہر روز پوری کر لیتا ہوں۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ
 اعضاء میں وجہ کی کیفیت ہو جاتی ہے اور کبھی کبھی چیخ مارنے کو جج
 چاہتا ہے نماز میں بھی ایسا نا یہ صورت نمودار ہو جاتی ہے اور کبھی کوئی
 کیفیت نہیں ہوتی۔ ذکر اللہ حدیث نفس کی طرح اکثر جاری ہو جاتا،
 سوتے سوتے تک یہ حالت رہتی ہے مگر دوسروں اور گفتگو اور صحبت
 میں یہ بات جاتی رہتی ہے۔ ذکر میں تصور کامل یا دیر تک یکساں قائم
 نہیں رہتا، اسکی آرزو رہتی ہے۔

ت (تحقیق) یہ سب تغیرات نفسانیہ لازمہ فی العادۃ ہیں، ان کے اختلاف
 کی طرف التفات نہ کیا جاوے۔ البتہ اپنے مشیر کو اطلاع برابر دینا
 ضروری ہے۔

س (مضمون) حضرت کی دُعاؤں کو اپنی کشائش کار کے لئے وسیلہ سمجھتا
 ہوں اور اس کا طلب کار رہتا ہوں۔
 ت (جواب) دل سے دُعا گو ہوں اور اپنے لئے دُعا جو بھی۔

(تمت الرسالہ)

۱۸
 ۱۶۶

(النور) بابت ماہ محرم ۱۳۶۲ھ

س (حال) مکرمت نامہ نے سعادت بخشی

ت (تحقیق) جیسا آپ کے محبت نامہ نے خاص فرحت بخشی کئی روز سے آپ

زیادہ یاد آ رہے تھے

اے وقت تو خوش کہ وقت ما خوش کردی

س (حال) خاکسار آج دو ہفتوں سے اپنے وطن میں ہے جو میں
ایک دیہات ہے اور جو پہلے بزرگوں کے زمانہ میں علماء اور مشائخ
سے معمور تھا۔ یوں تو خاکسار گرمیوں کے موسم میں مع اہل و عیال وطن
آیا کرتا تھا، مگر اس سال مزید تقریب یہ ہے کہ خاکسار یہ ہے کہ
خاکسار کی بڑی لڑکی کا نکاح یہاں عزیزوں میں چچا زاد بھائی سے درپیش
ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حکمت کون جاسکتا ہے کہ اس سے پہلے جب
چھ ماہ قبل تاریخ مقرر ہوئی، تو لڑکے کے باپ نے وفات پائی۔ اور اب
جب مقرر ہوئی تو لڑکے کے چچا نے وفات پائی۔ یہ دونوں میرے
چچا زاد بھائی تھے۔ اور اب یہ ذمہ داری اس ناتواں کے سر ہے۔ یہ
ذاتی حالات اس لئے غرض خدمت ہوئے کہ حضرت کے کلمات میرے
لئے تسکین کا باعث ہوں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ

ت (تحقیق) بزرگوں سے کان میں پڑا ہے کہ جیسے مداوات میں کامیابی نعمت ہے
اسی طرح ناکامی بھی نعمت ہے۔ جیسے غذا کا عطا ہونا نعمت ہے اسی طرح
مریض کیلئے (وکلنا مریض) دوا کا عطا ہونا نعمت ہے۔ اگر اس نعمت
میں صحت ہے جو خود شرط لذت بھی ہے۔

۱۹۷۷ (النور بابت ۷۰ صفر ۱۳۶۲ھ)

س (حال) حضرت نے میری عرض پر حسب جاہ و مال کے جن حقائق اور اُنکے

غیر محسوس رگ وریشہ کی طرف متنبہ فرمایا ہے شہید وہ میری ظاہر میں نگاہ سے اوجھل تھے، حضرت کی تنبیہ سے متنبہ ہوا اور اب ہر واقعہ کے وقت سبحان اللہ تعالیٰ اُن پر نظر پڑنے لگی، اور جب کوئی رگ وریشہ نظر آیا۔ حسب الامر استغفار کیا اور اپنے عیوب و نقائص کا استحضار اور اس علاج سے فائدہ پاتا ہوں۔

ت (تحقیق) ہینا کلم علم الحقیقۃ والعمل (دوسرا مقرر بیاختہ دھن میں نہیں آیا) اس (حال) اب دل میں خلش یہ ہے کہ اس تخلیہ بالفضائل اور تخلیہ عن الرذائل کا کام کس نہج اور کس ترتیب سے شروع کیا جائے کہ الہم فالہم کے اصول کے مطابق ہو اب اسکے لئے حضرت ہی کی خدمت بابرکت میں درخواست ہے کہ میرے لئے میری صلاحیت و استعداد ناقص کے پیش نظر کوئی طریق متعین فرمایا جائے۔

ت (تحقیق) گو بعض اکابر نے (کا لغزائی فی منہاج العابدین) اس میں کسی قدر ترتیب کی بھی رعایت فرمائی ہے، مگر ممکن ہے کہ وہ ان کے اجتہاد میں اکثری ہو اور اس وقت تجربہ سے اکثری بھی نہیں رہا اور میرے ذوق میں تو کبھی بھی اکثری نہیں ہوا بلکہ شریعت کے دوسرے تو سعادت و سہولت میں سے ایک یہ بھی ہے کہ علاج میں طبیب یا مریض کو ایسے قیود کا مقید نہیں کیا گیا بلکہ میرے تجربہ میں یہی طریقہ سلوک رہا کہ جس وقت جس مرض کا احساس ہوا۔ (وہذا یختلف باختلاف الاحوال والمرجالے کافی الطلب الجسمانی) اس وقت طبیب سے مشورہ کر لیا گیا اور

اُس مشورہ پر عمل کر کے علاج کیا گیا اور اس علاج کے نافع و موثر ہونے کیلئے کسی دوسرے مرض کا رہنا نافع نہیں ہوتا۔ (و بعد ایتیمین
 هذا الطلب من الطلب الجسماني) اور یہ نعمت ہے حق تعالیٰ کی
 اللهم الاقليا واذا وقع يراعيه الطبيب اميد به
 کہ جواب ہو گیا ہوگا۔ والسلام

$\frac{۲۶}{۱۸۴}$

(النور بابت ماہ صفر المظفر ۱۳۶۲ھ)

حاصل (حال) (بعض واقعات کے ذکر کے بعد) ان حالات و افکار نے
 ذہن کو منتشر کر رکھا ہے۔ معمولات میں بجز اللہ فرق نہیں آیا مگر خطرات
 و خیالات کی یورش نے ذکر و نماز کی یکسوئی اور طمانیت میں فرق ڈال
 دیا ہے۔ الّا تعجب کہ وہ ہجوم افکار سے بجز اللہ پاک ہے۔
 ت (تحقیق) ایسے واقعات و تشویشات میں بھی رحمت و حکمت ہے کہ ان
 سے انکار و اختصار پیدار ہوتا ہے۔

$\frac{۲۶}{۱۸۵}$

(النور بابت ماہ ربیع الاول ۱۳۶۲ھ)

س (حال) انہیں ایام میں ایک اور ابتلاء پیش آیا۔ ہمارے وطن میں مسجد
 ہمارے گھر سے کچھ فاصلہ پر ہے پھر بھی حضور جماعت فی المسجد کی توفیق

شامل حال ہے۔ ہماری طرف ان دنوں سخت گرمی اور حدت شمس اور
لوکی شکایت تھی ظہر کی نماز باجماعت میں اس حالت گراما کو دیکھ کر شمول
کی نیت مذہب ہو رہی تھی۔ مگر بار بار آیت قل نارحہنم اشد حرا زبان
پر بے ساختہ آ رہی تھی اور توکل بخدا منہ لپیٹ کر مسجد سے بھڑکی رہی
اور ایام مشغولی میں سہیلی دفعہ معمولات سے معذور رہا اس سے دل
نے یہ سبق لیا کہ ہم جیسے خفیف اہمیت کا ایسے موقع پر رخصت کو چھوڑ کر
عزیمت پر عمل کرنا شاید موجب حرمان ہوا۔

ت (تحقیق) حرمان تو خدا نہ کرے کیوں ہوتا جبکہ مضاعفا اجر ملتا ہے عمل
کا بھی اور شققت کا بھی یہ تو زائد عمل ہے اور اس سے جو معذوری
پیدا ہو گئی ہے اُس میں بھی ایک اجر عمل حکمی کا عطا ہوتا ہے جیسا حدیث
میں زائد غدیر میں اجر شل کا لکھا جانا وارد ہے۔ البتہ کیفاً جو رخصت
پر ثمرات مرتب ہوتے اُس میں من وجہ نقصان کا موجب ضرور ہوگا اور
وہ ثمرات یہ ہیں۔ اعتراف اپنے عجز کا۔ شکر انعام رخصت کا۔ مشاہدہ
افت محسن کا۔ انشاء دعوت قوت کا والاخذین الرخصتہ امثالہا
اسی لئے وارد ہے۔ ان اللہ یحب ان یوتی رخصتہ کما یحب ان
یوتی عزائمہ اور بعض تعلیمات میں جو اتباع رخصت کا غیر مرضی
ہونا وارد ہے۔ ترددات طویلہ کے بعد ایک محقق کے کلام میں اسکا محمل
نظر سے گزرا یعنی جو رخصت خود اُس نے تاویل سے بنائی ہو شارع سے
اُس میں اذن نہ ہو۔

۲۸
۱۸۶

(النور بابت ماہ ربیع الاول ۱۳۶۲ھ)

س۔ (حال) ہمارے اطراف میں حضرت کا اسم گرامی تو سب جانتے ہیں مگر ہدایات و تعلیمات و رسائل و تصنیفات سے لوگوں کو محو مٹی ہے میرے حضرت سے تعلق کا جن لوگوں کو علم ہوا وہ حضرت کی تصنیفات کے شائق ہوئے اور میرے پانچ خیرین تھیں وہ ان کو دے رہا ہوں۔ معلوم نہیں ایک مبتدی کی یہ جزأت کہاں تک درست ہے۔

ت (تحقیق) ابتداء فی القدم مستلزم نہیں ابتداء فی العلوم کو ایسی صحتی کو جامع الشرائط خیر الناس من یفیع الناس کا قرار دے کر اُس پر عمل جائز ہوگا۔

س (حال) ہمارے وطن میں جناب شاہ تاجل حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مترکات میں حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب، حضرت مولانا قاسم صاحب، حضرت مولانا رشید احمد صاحب اور حضرت بی صاحب رحمہم اللہ تعالیٰ کبھی تحریریں اور خطوط کی زیارت اور مطالعہ کی سعادت ملی۔ مولانا عبدالغنی صاحب سہاری، صاحب شمام امدادیہ کی دوسری شادی بھی اس قریب میں اور اسی گھر میں ہوئی تھی۔ اُن کی بدولت بھی کچھ برکات کاغذی یہاں موجود ہیں۔ نفعنا اللہ تعالیٰ بہا۔

ت (تحقیق) تبرکات جبکہ موجب حرکات ہوں ایک درجہ میں نافع ہیں ایک شرط اُن میں خلوعن المنکرات ہے۔ جلیتہ کانت اور خفیۃ

و عن الخفي تصرف الناظرين والمخافين فيها مع كونها مشتركة
و قل من تنبه لها -

مکاتیب بنام ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا سید سلیمان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بصیرت افزوز
مکاتیب کا سلسلہ سیم نے حضرت مولانا مرحوم و مغفور کی وفات
کے بعد سے شروع کر دیا ہے۔ اس اشاعت میں ہم حضرت
مولانا مرحوم کے مکاتیب بنام حضرت مولانا ابوالحسن علی صاحب
ندوی شائع کر سبھی سعادت حاصل کر رہے ہیں (ادارہ)
(شکریرہ ماہ ذی الحجہ ۱۹۵۴ء)

ندوہ لکھنؤ

برادر عزیز اسعدکم اللہ تعالیٰ فی الدارين
السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ میں اجنبوری کو لکھنؤ اس توقع سے آیا
کہ آپ سے ملاقات ہوگی۔ اور آپ نے جیسا کہا تھا کہ میں کچھ آنے کا
حال بیان کروں۔ میں یہاں دو ہفتوں کے قیام کی نیت سے آیا تھا۔ بہر حال
کل تک کا وقت تو وفد حیدرآباد کی تقریروں میں گذرا۔ بجز اللہ کہ نسب
کام بخیریت انجام پاگئے۔ مدارالمہام صاحب نے پانچ سو لاکھوں کے قیام و
وظائف کے طور پر دیا۔ مفتی محمد سعید صاحب نے بھی بجز اللہ بات مان لی
اور تدریس و نگرانی کو قبول کر لیا۔ صرف مطبخ سے معذوری ظاہر کی۔ اب

ضرورت ندوہ کی تربیت اور نشوونما کے کام پر غور کرنے کی ہے جس کے لئے آپ کی موجودگی کی سخت حاجت ہے۔ میں کب تک رہوں گا بہتر ہوتا کہ اب آپ واپس آجاتے۔ مدرسہ نکھنوا اور اودھ کی اہمیت ابھی پوری طرح شاید سمجھی نہیں گئی۔ جمعرات والی جماعت کا سلسلہ بند ہے اور اطراف میں وفود کا کام التوا میں ہے۔ طلبہ اسی وجہ سے دینی تبلیغی روح کے اضحلال کا اندیشہ ہے۔ خصوصاً موجودہ سیاسی انتشار میں ان کو کسی دینی کام میں نہ لگائے رکھا گیا تو ڈر ہے کہ دماغ کسی اور طرف متوجہ ہو جائیں۔ امید ہے کہ اس کی اہمیت پوری طرح آپ سمجھتے ہیں۔

والسلام

بیچپران سید سلیمان

۱۵ جنوری ۱۹۲۶ء

مکتوب نمبر ۲

دلینہ پٹنہ

انھی الغزیز رفیع اللہ تعالیٰ شانم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

آپ کا خط ملا تھا۔ خط میں دو باتیں ایک تھیں میرے قیام کے متعلق اور دوسری نصاب کے متعلق، میں منتظر رہا کہ آپ نصاب کا مسودہ مجھے

بھیج رہے ہیں، یا بھیجا ہے، مگر وہ اب تک مجھے نہیں ملا، اب انتظار
 کے بعد جواباً لکھتا ہوں، میرا اور میرا عصر عمل گذر چکا۔ لکل عصر رجال
 اب اس دور کے لئے آپ کا خاکہ موزوں ہوگا۔ مجھے چونکہ آپ پر اعتبار و
 اعتماد ہے۔ اس لئے دیکھے بغیر میں اس کو پسند کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نافع فرمادے
 جاتے قیام کے متعلق مہنوز فیصلہ نہ ہو سکا میں نے اعظم گڑھ دماغی
 سکون۔ ذہنی امن و امان اور باہمی تصادم سے بچنے کے لئے چھوڑا او
 یفوری طور سے حیدرآباد کی تعلیمی خدمت کے بجائے بھوپال کی مذہبی
 خدمت قبول کی اگرچہ ریاست کے انقلاب کے دست برد سے اب تک
 میری جگہ وہاں محفوظ ہے گو اصلی راستے تو وہاں پہنچ کر ہی معلوم ہوگی
 مگر چونکہ نفسیاتی طور سے اب اسلامی ریاست کا تصور نہیں رہا۔ اس لئے
 سمجھتا ہوں کہ وہاں بھی اب دل نہیں لگے گا۔ اور بہتوں کا خیال ہے
 کہ مجھے اب وہاں سے ہٹنا پڑے گا۔ یہی وجہ ہے کہ بعض گوشوں سے
 میری طلب جاری ہے، ایک ہمسایہ ملک کی طرف سے گفتہ آید و حدیث
 دیگران کے عنوان سے بعض امور دینی و آئینی شرعی کے سلسلہ میں مجھے
 یاد کیا جا رہا ہے اور اس خدمت کے لئے دینی اور دنیاوی عام تعلیم میں
 کیوں انقلاب برپا کیا جاتے اور کیا اصلاحی تجویزیں پیش کی جائیں میرا
 نام لیا جا رہا ہے۔ لیکن اب تک میری طبیعت کیسو نہیں ہوئی ہے۔
 وطن آیا تھا کہ گوشہٴ عزلت کی زندگی تہہ سکتی ہے یا نہیں، مگر
 بعض بزرگوں کی تبرک جاندوں اور اعتراف کے غماد و خلش نے یہاں بھی مطمئن
 ہونے نہ دیا۔

دارالعلوم ندوہ کی خدمت ہمیشہ زندگی کا مقصد رہا اور اب بھی اس کی خدمت سے انکار نہیں، مگر ندوہ کے لئے جو اس وقت سب سے ضروری چیز مالی امداد ہے یعنی چندوں کا جمع کرنا۔ میں اس کے لئے بیکار ہوں۔ پھر میری اقتصادی اور مع اہل و عیال کی قیامی شکل کا حل وہاں کوئی مجھے نظر نہیں آتا۔

غرض حالات نے قوت فیصلہ کو معطل کر رکھا ہے اور راستہ صاف دکھائی نہیں دیتا، سر دست حج کا سفر پیش نظر ہے۔ اس کے انجام کے بعد شاید کوئی راہ انشراح قلب کے ساتھ نظر آئے۔

عراق سے مولوی مسعود عالم صاحب کا خط آیا ہے۔ ہلالی صاحب سے ملاقاتیں ہو رہی ہیں۔ نخریت ہیں۔

آج ۱۵ جون ہے، ۷۰ کو یہاں سے روانہ ہونا ہے۔ بکھنوا اور اناؤ کی راہ بھوپال قبل رمضان المبارک پہنچنے کا خیال ہے۔ امیر ہے کہ بعض انجمنیں وہاں پہنچ کر دور ہو سکیں۔ اگر آپ بھوپال کے پتہ سے مجھے دینی مزید مشوروں سے مستفید کر سکیں تو شکریہ

والسلام

سید سلیمان

۱۵ جون ۱۹۴۹ء

بھوپال

عزیز محترم وفقکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

عبادت نامہ ملا شکر گذار بنایا۔ الحمد للہ تعالیٰ بخیر و عافیت ہوں

ضعف ابھی دور ہو رہا ہے۔

میری شرکت کو جو جماعت تبلیغ کے کاموں میں مجاز میں ہوئی۔ آپ

صاحبوں نے بڑی اہمیت دی۔ مولانا یوسف صاحب اور مولانا زکریا صاحب

مک نے اس کے لئے شکرے ادا کئے اور دعائیں دیں۔ دعائیں تو

ٹھیک ہیں کہ میں ان کا محتاج ہوں مگر شکر یہ کس بات کا۔ کوئی نثار

پڑھے تو اس کا شکر ادا کیا جائے گا۔ یہ میں نے اس لئے لکھا کہ بعض

صاحبوں نے ایسا کیا ہے۔

بے شبہ جو چیز آپ کے لئے آثارِ سعادت میں سے ہے وہ یہ

ہے کہ بحمد اللہ تعالیٰ کہ دو سال گزرنے کے بعد آپ کے نام اور کام کو

میں نے زندہ پایا بلکہ آپ کی نسبت سے مجھے بزرگی ملتی رہی۔

آپ کی ملاقات اور نذرہ کے حالات سننے کا مشتاق ہوں۔ اب

تو آپ بھوپال کے لئے پابرجا ہوں گے۔ والسلام

سید سلیمان

۲۴ جنوری ۱۹۵۰ء

عزیز محترم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

اس خط کے پہنچنے کے ساتھ عید آجائے گی، مبارکباد قبول کیجئے آپ نے جس امر کی نسبت لکھا ہے۔ وہ میرے پیش نظر ہے صاحب موصوف بید نیک ہیں تدریسی سیاست مطلق نہیں، مگر ان کی فضیلت علمی بھی مسلم ہے۔ اگر آپ لوگ آپ کا ہونا ضروری اور مفید کسی نہج سے سمجھتے ہیں تو مجھے بھی اتفاق ہے۔

جیب اصفہر مرحوم کے لڑکے کی سفارش مجھ سے اور صاحبوں نے بھی کی ہے مگر سوال فنڈ کی گنجائش کا ہے۔ انشاء اللہ اس کا معاملہ پیش نظر رہے گا۔

الذوہ آپ لوگوں کا ہے اور مضامین کے انچارج آپ دو صاحب ہیں اس دفعہ اس میں ایک مضمون جو گو ضروری و مفید ہے، مگر ذرا معیار سے کم ہے اس میں شامل ہو گیا ہے۔

آپ یہ سن کر خوش ہوں گے کہ ہمارے شرفزانی صاحب نے رحمت عالم کی استقدر قدر کی کہ فی نسخہ کے حساب اس کے ۱۰۰ نسخے خریدے۔

الذوہ کے شذرات میں رحمت عالم پر نوٹ لکھ دیکھئے کہ اس کے نسخے ہاتھوں ہاتھ نکل رہے ہیں۔ قدر دانوں کو چاہئے کہ جلد خرید فرما کر قومی و مذہبی احساس کا ثبوت دیں۔ میں ۱۵ نومبر کو انشاء اللہ آؤں گا

والسلام

سید سلیمان

۲۸ رمضان ۱۳۵۹ھ

خطوط

بنام محمد اویس ندوی نگرانی صاحب

بھوپال

برادر عزیز شفاکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

امید ہے کہ اب آپچی آنکھوں کو آرام ہوگا اور اپنے مشاغل
 علمی و تعلیمی میں مصروف ہوں گے۔ لالی الحکم پہنچی رسالہ اچھا ہے۔ مگر
 مختصر بہت ہے، مزید اضافہ کی ضرورت ہے کم از کم سو صفحے ہوں۔
 مسئلہ معیت الہی میں تین قسم کی آیتیں قرآن پاک میں ہیں۔ ایک
 میں بدالالت قرینہ معیت رحمت و نفرت مقصود ہے جیسے۔ ان
 اللہ مع الصابرين۔ ان اللہ مع المحسنين۔ وانتم لاعلون
 واللہ معکم۔ لا تخزن ان اللہ معنا۔ ان معی ربی سیہدین۔
 ان اللہ مع الذین اتقوا وغیرہ اور دوسری وہ آیتیں ہیں جنہیں معیت
 علمی مقصود ہے۔ وهو معکم ایما کنتم۔ وما یكون من
 نجوى ثلثة الا هو رابعهم ولا خمسة الا هو سادسهم
 ولا ادنى من ذلك واكثرهم الا هو معهم وغیرہ
 تیسری وہ آیات ہیں جن میں اطلاق ہے جیسے۔ ایما تولقوا

قَسَمَ وَجْهَ اللَّهِ وَنَحْنُ اقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ - نحن اقرب
 إليه منكم ولكن لا تبصرون - اب سوال یہ ہے کہ ان آیات میں کون
 سا قُرب اور معیت مراد ہے ایک گروہ معیت علمی کی آیتوں کے قیاس
 پر ان سے معیت و قرب علمی سمجھتا ہے - جیسا کہ قرآن پاک کی ان آیتوں
 کا منشا ہے - وَسِعَ كُلُّ شَيْءٍ عِلْمًا - ان الله احاط بكل شيء علمًا
 واحطى كل شيء عددا -

اور بعض صاحبوں نے لغت پر اعتبار کر کے قرب و معیت ذاتی
 کو مراد لیا - لیکن چونکہ قرب و معیت ذاتی کے ماننے پر بعض اشکالات
 پیش آتے ہیں اور وحدۃ الوجود کے بجائے بہتوں نے وحدۃ الوجود کا
 عقیدہ اختیار کر لیا اس لئے متکلمین نے قرب و معیت ذاتی سے
 انکار کیا -

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مبارکہ وحاد
 میں اس معیت کو متشابہات میں قرار دیا ہے - غرض یہ ہے کہ معیت
 و قرب کا اجمالاً عقیدہ رکھا جائے اور اسکی تفصیل و تشریح کے
 سبب سے نہ پڑا جائے

والسلام

سید سلیمان

۹ فروری ۱۹۲۷ء

بھوپال

عزیزم دعا ہائے خیر
السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ آپ کو اس ماہ مبارک میں جو توفیق
میں اون کے لئے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیجئے۔

جان دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

جو توفیق عمل ہے وہ بھی انہی کی بخشش ہوئی ہے۔ سلسلہ فقہ کی
ترتیب جو پہلے رسالہ میں ہے وہ مناسب ہے اسی پر دوازہ پر اب آئندہ
باب شروع کیا جائے بڑا کام ہوگا۔ اپنے والد صاحب کو سلام کہئے۔

والسلام

سید سلیمان

۲۹ اگست ۱۹۴۷ء

~ ~ ~

بھوپال

عزیز مکرم وفقکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

آپ کا خط گو مدت کے بعد آیا مگر آپ اکثر یاد آتے رہے

میرا ارادہ یہاں سے ۲۵ ستمبر کو سہارن پور اور ۲ اکتوبر سے پہلے

کو اچی پہنچنے کا ہے واللہ اعلم یاد رہا تو دعا و انشاء اللہ کروں گا۔

یاد رکھنے کا خیال رکھوں گا۔ آپ رسائل میرے پاس ہیں کیا اچھا
ہوتا کہ اگر فقہ والا سلسلہ آپ جاری رکھیں مفید دنیا و نافع آخرت
ہے۔ اپنے والد صاحب کو میرا سلام کہہ دیں۔

والسلام

سید سلیمان

۲۵ رمضان المبارک ۱۳۶۶ھ

— ۵ —

مجموعیاً

برادرم عزیز وفقہم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم رحمۃ اللہ۔

الحمد للہ خیریت ہے۔ اس سال بعد رمضان سوال کے وسط یا آخر
میں سفر کا قصد ہے سید حسین بھی مع اہل و عیال ہوں گے۔ کیا اچھا
ہوتا کہ آپ کی رفاقتہ ہو۔

اللہ تعالیٰ تمام مشکلات رفعہ و دفعہ فرمائیں۔

سید حسین صاحب اذناؤ میں ہیں۔

والسلام

سید سلیمان

۱۲ مئی ۱۹۴۸ء

— ۵ —

(بنام مولانا محمد اویس ندوی نگرانی)

- ۵ -

بھوپال

برادر عزیز وفقکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

آپ کا خط مؤرخہ یکم ستمبر ط۔ مبارک کہ آپ نے آیام مبارکہ کا حق ادا کرنے کی توفیق پائی فہنیا لکم۔ طلبہ کی خدمت کا ذوق بھی مبارک۔

کتاب الطہارۃ کی تکمیل پانے سے خوشی ہوئی یہاں بھی فقہاء اور اہل افتادہ موجود ہیں۔ وہ اطمینان کے قابل ہیں وہ دیکھ سکتے ہیں۔ سمجھو اور کیجئے۔ اب کتاب کتاب الصلوٰۃ جلد شروع کیجئے قارئین امدادیہ اور البوادر وغیرہ جدید مسائل کے لئے ضرور پیش نظر رہیں۔

ابھی یہاں کے دارالتصانیف کا کام قاعدہ سے شروع نہیں ہوا ہے۔ ہر روز منظوری کا انتظار ہے۔ امید ہے کہ اس سال اور بھی مستعدی سے آپ کا درس جاری ہوگا۔ یہ توفیقات الہی ہیں ان سے سے فائدہ اٹھاتے رہئے۔ سعدی نے خوب کہا ہے e

ممت منہہ کہ خدمتِ سلطان بھی کئی
 ممت شناس ازو کہ بہ خدمت بداشتت
 زندگی میں ہر کام جو انجام پاتا ہے وہ محض حق تعالیٰ کی توفیق اور
 نوازش ہے ہم کیا اور ہماری جدوجہد کیا۔

والسلام
 سید سلیمان

۲۲ شوال ۱۳۶۵ھ

میرٹھ بزرگیہ سید حسن صاحب ڈپٹی کلکٹر
 برادر عزیز ادام اللہ توفیقکم
 آپ کا کارڈ مشتمل بر بشارت رو یا ملا تھا۔ میں ہفتہ عشرہ کے
 لئے ولونہند و سہارنپور و تھانہ بھون چلا گیا تھا چند روز ہوئے کہ
 واپس آیا
 اللہ تعالیٰ آپ کے ظاہری و باطنی مدارج بڑھائے۔ خواب کی
 حیثیت صرف بشارت کی ہے آپ کے لئے بھی اور اس بیچ ملا اور
 بیچ میرٹھ کے لئے بھی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام جو اگلی سیٹ میں ہیں وہ توراہ سے
 عبارت ہے۔ پائے مبارک کو صدرہ توراہ کی تحریف کی طرف اشارہ ہے
 حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی لاش مبارک اسلام سے عبارت ہے۔

اس کا قلب اقدس قرآن پاک ہے جو میرے واسطے سے آپ تک پہنچا خود سیرۃ نبوی کی تالیف میں شرکت بھی میری ہی ذات کے واسطے سے ہے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ کی نوازش اور لطف و کرم محض ہے جو اپنی غفاری و ستاری سے ایسے رویئے بشارت سرفراز فرماتے ہیں نے

ورنہ من آنم کہ من دامنم ! سرابا عیوب

الحمد للہ کہ میں اچھا ہوں اور عزیزوں کے لئے دعا گو ہوں۔

آپ نے اپنی خیریت مزاج نہیں لکھی، امید کہ آپ اپنے کاموں میں مصروف ہوں گے۔ دسمبر تک قیام کا ارادہ ہے

والسلام

سید محمد اسحاق

۱۰ محرم ۱۳۶۵ھ

۱۷ مکتوب الیہ نے خواب میں دیکھا تھا کہ ریل کے ڈبہ جیسا ایک موٹر ہے۔ اگلی سیٹ پر حضرت موسیٰ علیہ السلام تشریف فرما ہیں مگر پائے مبارک میں چوڑ ہے، اور پچھلی سیٹ پر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی لاش مبارک ہے۔ سید صاحب قبلہ نے جسد مبارک سے قلب اقدس کو لے کر مجھ کو دیا۔ اس کو بوسہ دیا اور آنکھوں سے لگایا اور سید صاحب قبلہ نے پھر اس کو جسد اطہر میں رکھ دیا۔

میرٹھ

عزیز مکرم اسعدکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

کا رد ملا جو شہی ہوئی کہ آپ کی صحت اب اچھی ہے اور اپنے کاموں میں مصروف ہیں۔ اللہ تعالیٰ برکت دیں اور اچھے نتائج کا ظہور ہو نصاب سے بھی کام لیں کہ طلبہ میں دین اور تقویٰ اور علم کا ذوق پیدا ہو اس طرف مسلم یونیورسٹی مظاہر العلوم دیوبند اور جامعہ ملیہ کو سرسری دیکھا۔ سیاسیات نے دین و تقویٰ اور حصول علم کے ذوق کو برباد کر رکھا ہے۔ خدا کرے کہ آپ کی درس گاہ بفضل خدا اس طوفان سے بچی رہے۔

سیرت جلد سوم زیر طبع ہے آپ اپنا حصہ جلد واپس بھیج دیں روایات کی نظر ثانی نہیں ہوئی ہے وہ تو آپ کے ذمہ تھی فقہ کی کتاب کے لئے کوئی وقت نکالئے، مسیح کا باب تو پورا ہی کر دیں تھوڑی مزید محنت کیجئے۔ مدرسہ میں بعض مدرسین کی غیر حاضری کے سبب سے شاید کوئی گھنٹہ خالی نہ مل سکے۔ والسلام

سید سلیمان ۲۱، محرم ۱۳۶۵ھ

نوٹ: استاد محترم مرحوم کی خواہش تھی کہ اردو میں فقہ پر ایک جامع کتاب ترتیب کی جائے دارالمنصفین میں یہ خدمت میرے سپرد فرمائی تھی۔ نذرہ کے تعلیمی شافل کی وجہ سے وقت بچتا نہ تھا۔ جس درخواست کی تھی کہ یہاں کچھ وقت خالی کر دیا جائے تو کام میں آسانی ہو۔

برادر عزیز وفقم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم۔

چلتے وقت خط ملا۔ کھنڈ دو تین روز کے لئے جا رہا ہوں۔

۲۴-۲۸ کو عربی و فارسی کٹیٹی کا جلسہ ہے

خواب تو بشارت میں سے ہے بہر حال یہ میرے اور آپ کے

دونوں کے لئے بشارت ہیں۔ اپنا قصد تو سوال میں منغل لائن سے

روانگی کا ہے۔ واللہ اعلم

آپ ابن قیم کا مسودہ تفسیر ساتھ لے لیں شاید کوئی راہ نکل

سکے۔ رباط بھوپال کے لئے قاضی ریاست کے نام سے درخواست

آپ بھیجیں انتظام انشاء اللہ ہو جائے گا۔

والسلام

سید سلیمان

۲۵، مئی ۱۹۴۸ء

لے مکتوب ایہ اس سال حج کا ارادہ کر رہا تھا۔ سید صاحب قبلہ بھی عازم تھے

مگر بعد کو تشریف نہ لے سکے۔ اسی زمانہ میں خواب دیکھا کہ میں مدینہ طیبہ

(صلی اللہ علی صاحبہا) میں حاضر ہوں اور ایک شخص مجھ سے کہہ رہا ہے کہ اگر تم یہاں

نید صاحب کے ساتھ آئے ہوتے تب یہاں کی رونق دیکھتے۔

بھوپال

عزیزی ادا م اللہ تو نیکم ما یحب ویرضی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

میں نے آپ کے لئے مدارالمہامی میں سفارش لکھ دی تھی مگر
ہنوز منظور ہو کر نہیں آئی جس کی وجہ میری سمجھ میں آپ کی درخواست
عدد کثیر پر مشتمل ہوتا ہے یعنی آپ نے ایک ساتھ (۱۷) آدمیوں
کی اجازت چاہی۔ اب یہ جریدہ شائع ہوا ہے کہ باشندگان بھوپال
سے جبکہ باقی رہے تو دوسروں کو دی جائے۔ دو چار آدمیوں کی
درخواست بھیجئے تو پھر تحریک کروں۔

ہمارا ارادہ ستمبر کے وسط کے جہاز سے جانے کا ہے۔

انشاء اللہ تعالیٰ۔

والسلام

سید سلیمان

۲۷ رمضان

۱: مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں قیام

رہا۔ بھوپال گئے۔

۲: سفر حج ۱۹۳۸ء

بھوپال

عزیز گرامی تقبل اللہ منک

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مبارک کہ اللہ تعالیٰ کی ایک بڑی نعمت سے آپ کو سرفرازی
ہوئی میرے قافلہ کا سفر حسین کے بڑے لڑکے کی خطرناک
علالت کے سبب سے رہ گیا۔ یہ تو ظاہر سبب ہے اور باطن
وہ ہے جس کو حضرت عراقی نے کہا ہے۔

بطواف کعبہ رنتم بحرم رہم نہ داوند

کہ ہرون درجہ کردی کہ درون خانہ آئی

سنا ہے کہ آپ کے والد صاحب کی طبیعت ان دنوں خراب
ہے۔ اللہ تعالیٰ شفا بخشیں۔

والسلام

سید سلیمان

۵ دسمبر ۱۹۴۸ء

بھوپال

عزیز مکرم زادکم اللہ تعالیٰ علماً وعلماً

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

۱۷ ستمبر ۱۹۴۸ء

الحمد للہ کہ واپس آگیا، جہاز میں بیمار ہو گیا تھا۔ اب اچھا ہوں
 صرف ضعف باقی ہے۔ میں نے حج کو جلتے وقت آپ کی کتاب
 الطہارۃ کا مسودہ رجسٹری سے آپ کو واپس کیا تھا۔ آپ نے رسید
 نہیں لکھی، مہربانی کر کے رسید لکھتے تاکہ تسکین ہو۔ بحمد اللہ کہ
 جہاز میں آپ کا تذکرہ خیر باقی تھا۔ آپ کی کتاب تفسیر ابن قیم یہ
 نام التفسیر مصر میں چھپ گئی اور میں نے کہ علمائے نجد میں اس کی
 بڑی مانگ ہے۔ ایک نسخہ اس کا مجھے بھی ملا جو ساتھ آیا ہے

والسلام

سید سلیمان

۱۹۵۰ء، جنوری

بھوپال

عزیز مکرم اسعدکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

خوشی ہوئی کہ آپ ایک خانگی دسر سے سبکدوش ہوئے
 اور زیادہ خوشی اسکی ہے کہ لائق اور دیندار داناو ہاتھ آیا۔
 خلف رشید سے بڑھ کر صاحب اولاد کے لئے شاید ہی کوئی
 نعمت ہو۔ اللہ تعالیٰ دونوں کو برکت و سعادت اور
 عمر و حیات بخشیں۔

مسائل حج کے متعلق آپ کو جو خیال پیدا ہوا مجھے بھی ہوا اگر آپ کا رسالہ کارآمد ہوا تو پھر دوسرے رسالہ کی ضرورت ہی نہیں خدا کرے کہ آپ کا رسالہ مفید اور نافع ہو۔

اب اچھا ہوں کچھ دنوں بعد لکھنؤ وغیرہ کے سفر کا ارادہ ہے آپ کو خیر انشاء اللہ تعالیٰ ہو جائے گی۔

والسلام

سید سلیمان

۳۰ جنوری ۱۹۵۰ء

۱۔ مکتوب الیہ نے لکھا تھا کہ حج کے بارے میں ایک ایسا رسالہ تیار کیا جائے جس میں حج کی عملی تصویر کھینچ دی جائے اور حج کرنے والے کو عملی نقشہ ہاتھ آجائے۔

مکتوب بنام مولانا محمد علی حیدر آبادی روم

سابق استاد حدیث و فقہ جامعہ عثمانیہ

مکتوب نمبر ۱

۱۲ ذی الحجہ ۱۳۶۵ھ

مترشد: بخد مت سیدی و مولائی و مرشدی دامت برکاتکم علینا
حضرت الشیخ: اخی حبیبی فی اللہ تعالیٰ رفع اللہ تعالیٰ احوالکم

مترشد: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت الشیخ: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مترشد: عرصہ دراز کے بعد ارسال عرضینہ کی سعادت حاصل کر رہا

ہوں۔ لیکن کوئی دن ایسا نہیں گزرا کہ آں قبلہ کا خیال دل سے

محو ہوا۔ آن مخدوم کی ہدایت ہر روز میرے آگے رہتی ہے۔

بجہ اللہ تعالیٰ معمولات جاری ہیں۔ بہت کم قضا ہوتی ہیں۔

حضرت الشیخ: یہ آپ کے نخلصانہ محبت کا اثر ہے کہ مجھے اس طرح

یاد فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس تعلق کو میرے اور آپ کے دونوں

کیلئے باعث خیر و برکت بنائے۔

مترشد: حسب ارشاد آوروں کی اصلاح سے اپنی اصلاح میں

لگا ہوں۔ عملی مسلمان بنا آسان سمجھا تھا۔ لیکن ہو یہ رہا ہے کہ

جب سے آپ نے اس میدان میں ڈال دیا ہے۔ قدم قدم

پر مزاحمتیں ہیں۔ خواہشات تعلقات اڑے آتے ہیں ان

سے مقابلہ کرنا ہے۔

حضرة الشيخ: خوشی ہوئی کہ اب آپ کے پیش نظر اصلاح کی صحیح صورت ہے۔

مستر شد: نفلیں پڑھ لینا روزے رکھ لینا بہت آسان ہے لیکن جہاد بالنفس بہت شاق گذرتا ہے۔ بہر حال یہ تو کرنا ہی ہے تدریجاً قدم بڑھا رہا ہوں حق سبحانہ و تعالیٰ کے فضل و کرم سے مایوس نہیں ہوں یہ ابتلائیں اسی منزل کے لئے ناگزیر ہیں "حفت الجنة بالمکارہ" حضرت کی رہنمائی اور برکت و دعا سے یہی تلخ دوائیں غذا بن جائیں گی۔

حضرة الشيخ: بے شبہ جہاد نفس بہت بڑا کام ہے مگر جنت کا دروازہ اسی جہاد نفس سے کھلتا ہے

واما من خاف مقام ربه ونهى النفس عن الهوى فان الجنة هي المأوى۔

و كما جاء في الحديث يكون هواه تبعاً بما حئت به
مستر شد: آپ سے ربط سامان توفیق سے مؤثر سبب تصور کرتا ہوں۔

حضرة الشيخ: اللہ تعالیٰ اپنی توفیق سے اس راہ کو میرے اور آپ کے لئے آسان فرمائے

مستر شد: میری بڑی لڑکی کا نکاح ۲۶ ویں الحجہ یوم پنجشنبہ قرار پایا ہے

آپ کو زحمت دینے کی ہمت نہیں ہوتی دعا و خیر و برکت اور
 تحب بین الزوجین کے لئے کبھی رات کی ساعتوں میں ہاتھ
 اٹھا دیکھئے مجھے یقین ہے کہ یہ ہاتھ خالی واپس نہ ہوں گے
 انشاء ظن عبدہی

محمد علی

حفرۃ الشیخ: مجھے اس موقع پر یاد فرمایا اس کا شکریہ۔ اللہ تعالیٰ اس
 میں خیر و برکت عطا فرمائیں۔ دلی دعا ہے حق تعالیٰ زوجین تو افق
 عنایت فرمادیں اور باہم مودت اور سکینت کا سامان بہم پہنچائیں

والسلام

یحییٰ بن سلیمان

۱۱ رذ الحجہ ۱۳۶۵ھ

مکتوب نمبر ۲

مستر شہ۔ ۲۲ شوال ۱۳۶۲ھ

یا من ہو قلبی مقناطیس۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
حضرت الشیخ۔ انھی فی اللہ تعالیٰ ادا م توفیقکم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مستر شہ۔ آل مخدوم کا والا نامہ مورخہ ۱۸ رمضان المبارک موجب شرف سعادت
ہوا۔ بعض اجاب سے معلوم ہوا کہ مزاج گرامی کچھ ناساز ہے جن سبحانہ تعالیٰ
سے دعا ہے کہ آپ کو مع الخیر والعافیتہ رکھے۔ آمین۔ واقعہ کچھ یوں ہی
ہے کہ آپ کی زندگی سے بہت سی زندگیاں وابستہ ہیں۔

حضرت الشیخ:۔ الحمد للہ کہ اب اچھا ہوں گو بغایت ضعف ہے اس لئے جیسے
بسط کوجی چاہتا ہے اُس بسط سے لکھ نہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ آپ کے
مُسن ظن کو میرے لئے اور آپ کے لئے موجب خیر و برکت بنائے۔

مستر شہ:۔ مخدومی! میری علمی یاقوت علوم حدیث میں تو صفر ہے اور علوم
قدیمہ عربیہ میں معمولی سی ہے لیکن اس نعمتِ عظمیٰ پر رب العزیز کا جس
قدر بھی شکر ادا کروں کم ہے کہ اُس نے دین حق اور صراطِ مستقیم کی راہیں
سمجھا دی ہیں باوجود اس کے اس راہ کی منزلوں میں نفس کے دھوکوں
اور کیدِ شیطانی سے مامون نہیں ہوں۔ یہی وہ مقام ہے کہ خضر راہ کی
جانب نگاہیں اٹھتی ہیں۔

حضرت الشیخ:۔ بے شک یہ بڑی نعمت ہے۔

مستر شد۔ اس دور میں جو حضرات اسلامی فکر و نظر پر تبلیغانہ خدمات انجام دے رہے ہیں ان میں میلان طبع زیادہ تر مولوی ابوالاعلیٰ صاحب مودودی کی جانب ہے۔ ان کی خدمات کو میں اس دور جہالت و ضلالت میں وقت کی سچی صحیح خدمت تصور کرتا ہوں۔ لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ میز قلبی رجحان ان کی جانب کبھی نہیں ہوا۔ جانتا ہوں ثواب طاعت و زہد پر طبیعت اُدھر نہیں آتی۔

دماغ میں تو وہ سما جلتے ہیں مگر دل میں نہیں اترتے

آپ کی محبت میرے دل میں یوں آنیو گچھ زیادہ ہی ہوتی جا رہی ہے
اسی جذبہ محبت نے تحدیثاً للنعمة اظہار محبت پر مجبور کیا تھا میرا
پہلا عرفیضہ اسی اثر کا نتیجہ تھا۔

حضرتہ الشیخ، اللہ تعالیٰ مجھے آپ کے حسن ظن کا اہل بنائیں۔

مستر شد۔ مخدومی! میں بیعت کا کچھ زیادہ معتقد نہیں ہوں، ایک امر مستحب کے لئے کسی کے ہاتھ میں ایسا پڑ جانا جیسے مردہ بدست زندہ۔ کبھی ایسا خیال نہ آیا۔ بلا اس کے بھی استفادہ کی اور شکلیں ہو سکتی ہیں۔ کسی کے ہاتھ بک جانے کے بعد آقا کے حکم کی خلاف درزی معاہدہ کے خلاف ہے۔ پھر مردہ بات و طریقہ کار پر عمل کرنا ضروری ہو جاتا ہے جس کی ہدایت کی جائے خواہ دل مانے یا نہ مانے۔ میں ایسی کوئی عبادت جو بادلِ ناخواستہ ہو جو اس سماجی درجہ سے زائد ہو مقتضیاتِ اسلام کے خلاف سمجھتا ہوں۔ جو بات انشراح

لے اس کا جواب حضرت شیخ نے کچھ نہیں دیا مگر تعلق کی برکت سے مولانا پر حقیقت کھل گئی

اور ان کا دماغی رجحان بھی بالکل بدل گیا تھا۔ (غج-م)

قلبی کے ساتھ جاں گزین نہ ہو جائے اور اُسکو محض تقلیداً یا احتراماً قبول کر لیا جائے نشاط و تسکین خاطر کا سبب نہیں ہو سکتی۔ یہ میری کمزوری ہو یا اس کے سوا کچھ اور، بہر حال، حال دل و مذاق طبع کچھ یوں ہی ہے۔

حضرت اشیحؓ :- بیعت کی حقیقت ایک معاہدہ ہے درمیان مفید اور مستفید کے۔ مفید وعدہ کرتا ہے کہ وہ شفقت اور تعلیم میں حتی الامکان کمی نہ کرے گا۔ اور مستفید اس کا وعدہ کرتا ہے کہ وہ اطاعت میں حتی الوسع کمی نہ کرے گا۔ بیعت اس راہ کی ضروری چیز نہیں۔ بیعت کے بعد اطاعت فی

معروف کی قید ہے۔ یعنی غیر احکام شریعت میں اطاعت ضروری نہیں خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت لیتے وقت فی معروف کی قید لگا دی ہے

مستر شد :- میں نے اپنے جلد علم تک جس جس پر نظر ڈالی یہی دیکھا کہ کسی کے پاس دماغ ہے تو دل غائب اور کسی کے پاس دل ہے تو دماغ غائب اور کہیں تو محض دوکانداری و تجارت ہی تجارت ہے، دوکانیں اونچی مگر بچوان پھیکا۔ میرا آپ کی بابت یہ گمان ہے کہ آپ کی صرف نگاہ ہی مسلمان نہیں بلکہ قلبِ سلیم بھی عطا ہوا ہے اور اسکی حرارت میں ارتعاش تھا نہ بھون کے تعلق سے زیادہ ہو گیا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ سے نسبت اور دل مجھے انس زیادہ ہے۔

حضرت اشیحؓ :- انشاء اللہ تعالیٰ راہ سلوک میں کوئی ایسی بات درمیان میں نہ آئے گی جو محض احتراماً یا تقلیداً ماننی ضروری ہو بلکہ براہ نسی جو نقص کی دلالت اور اشارہ سے خالی ہو آپ نہ مانیں، مگر نقص کے اقسام پر تو تسلیم و رضا اور عمل

بالاشرح ضروری ہے

مستند۔ اپنی یہ حالت ہے کہ حتی الامکان کباہت و محرمات سے بچتا ہوں۔ فقہی نماز روزہ ادا ہو جاتا ہے۔ حیدرآباد کا ماحول مدفنِ علم و عمل ہے، گھبر گیا ہوں۔ نہ پائے رفتن نہ جلتے ماندن، دوست احباب، عزیز و اقارب، گھبر اور باہر سب جگہ کے نقشے بگڑے ہوئے ہیں۔ دائرہ ملازمت میں ہو گوشتش کرتا ہوں کہ ہوسے حلال کر کے کھاؤں۔ ہر صدمہ سے سب سے تعلقات چھوڑ دیتے ہیں۔ چھوٹوں سے بھی بڑوں سے بھی، امیڑوں سے بھی نذر ہوں سے بھی، کوئی مجلس کوئی صحبت ایسی نہیں جو منکرات سے خالی ہو۔ جھوٹی شیخیاں، تعلیم، مکرو زور کا جال بچھا ہوا ہے۔ تعلق و خوشامد کی گرم بازاری ہے، دامن بچاتا ہوں مگر کہیں نہ کہیں دانستہ یا نادانستہ وہ الجھ ہی جاتا ہے۔ کبھی اختیاراً کبھی اضطراراً ان لوگوں کی راہ سے گزرنا پڑتا ہے۔ دُعا فرمائیے آپ کی مخلصانہ دُعا رنگ لائے بغیر نہ رہے۔ والسلام

آپ کا دور اُفتادہ محتاج دعا و ہدایت

تمہاری

حضرت الشیخؒ، آپ نے اپنی جو حالت لکھی ہے وہ بہت اچھی ہے۔ اللہ تعالیٰ مزید ترقی عنایت فرمائیں۔

اصل نئے اللہ تعالیٰ کا قلبی تعلق اور اس کے احکام کی اطاعت ہے باقی سب فروع اور اس مقام کے حصول کے لئے اسباب اور مُعدّات ہمارے حضرت رحمۃ اللہ کے مواعظ اور تالیفات مطالعہ فرمائیں تو

باطن میں ترقی ہوگی۔ والسلام

سید محمدان سلیمان

۹ شوال ۱۳۶۴ھ

مترشد: گزارش بہ پتہ میں صرف دارالمصنفین اعظم گڑھ لکھنا کافی ہے یا کچھ اور
فصول بھی ہیں، تاکہ بہولت بلا تاخیر لفظ پہنچ سکے۔

حضرت الشیخ: بالکل کافی ہے

مترشد: نوٹ: مورد بانہ گزارش ہے، آپ نے مولانا لکھا، تو اصغرا نہیں کہتا
حقیقتاً بھی بہ شکل مولوی کے معیار پر اتر سکوں گا۔ میں نے اپنا
مقام خود متعین کر دیا ہے، جو جوابی لغافہ میں ہے

حضرت الشیخ: اس فقیر نے جو کچھ لکھا ہے اُس کو واقعہ کے بجائے تفاؤل پر مبنی فرمائیں

مکتوبہ نمبر ۱

مترشد: جمعہ ۹ صفر ۱۳۶۵ھ

مخبرم و محترم ذوالعجز الکریم سیدنا مولانا ادا م اللہ تظلمکم الظلیل علی رؤس المسلمین
السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ۔

حضرت الشیخ: اعظم گڑھ / ۲۷ صفر ۱۳۶۵ھ

انجی فی اللہ تعالیٰ ادا م اللہ توفیقکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مترشد: سخت نام و شرمندہ ہوں کہ عرصہ دراز کے بعد لفظ ارسال کر رہا ہوں

اجاب، اخبار و رسائل کے ذریعے فزاج گرامی کا علم پوتا رہا۔ حق سبحانہ تعالیٰ آپ کو صحت و عافیت کے ساتھ رکھے اور ہم جیسے ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑنے کا کام آپ کے ہاتھوں انجام پائے۔ آج مولوی سید ہاشم صاحب ندوی سے علم ہوا کہ اُن مخدوم میرٹھ سے اعظم گڑھ پہنچ چکے ہیں۔ دل چاہا کہ عمر لیفینڈ کے ذریعہ معلوم کروں، اور کچھ اپنا حال بھی سناؤں۔

حضرت الشیخ :- الحمد للہ مع الخیر ہوں، اور داعی خیر

مسترشدا اپنا تو یہ حال کہ عبادت میں اکثر دل نہیں لگتا۔ بس فریض فقہی قانون کے مطابق ادا ہو جاتے ہیں، کوئی لذت محسوس نہیں ہوتی۔ یہ ایک عام حالت ہے۔ لیکن کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ قرآن پڑھتے ہوئے سنتے ہوئے نماز اور خارج نماز میں، گریہ طاری ہو جاتا ہے۔ یہ کیفیت کبھی آیات عذاب پر اور کبھی آیات رحمت پر ہوتی ہے۔

ایسا کوئی عمل بتائیے کہ عبادت غدا ئے نفس بن جائے، اور لذت محسوس ہونے لگے۔ گو یہ مقصود نہیں۔ لیکن ازدیادِ محبت و عبادت کی موجب ضرور ہے۔

حضرت الشیخ :- یہ تو حالات مرض ہیں، مگر اب ان کا جو علاج ہے ان کی طرف متوجہ ہوں، آپ چاہتے ہیں کہ آپ پر عشق کے آثار طاری ہوں لیکن حصول عشق کے جو طریق ہیں اُن سے آپ اپنے کو مانوس کرنا نہیں چاہتے۔ یہ بتائیے کہ اگر آپ کو کسی سے طبعی عشق نہ ہو یا کسی نا دید سے عشق کرنا ہو تو اُس کی کیا صورت ہے، صورت یہی ہے کہ اُس کا نام بار بار دہرایا جائے دل سے، زبان سے

خیال سے اور اُس کے کمالاتِ حُسن پر ہر طرح سے غور کیا جائے اور اس سے
مادہٴ عشق کو ترقی دی جائے۔

اسی کے قریب تداہیرِ غیر محسوس وغیر مئی حسن و عشق کے لئے ہیں پہلے
کا نام ذکر اور دوسرے کا نام فکر ہے۔ اللہ کا نام رٹا جائے اور اس کے
کمالاتِ قدرت و عظمت و رحمت و احسان پر غور کیا جائے یہی ذکر و فکر ہے
جو صوفیہ کے ہاں مروج ہے اور قرآنِ پاک میں ان دونوں کی طرف اشارات ہیں۔
یذکرون اللہ قیاما و قعودا علیٰ جنوبہم اور یتفکرون فی خلق

السموات و الارض ربنا ما خلقت هذا باطلا۔ وغیرہ من آیات

مسترشدا۔ ایضاً زانہٴ طالبِ علمی میں حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ

دیوبندی مجددی نقشبندی کے ہاتھ پر رسمی طور پر بیعت کی تھی۔ صرف بیعت کی
کچھ کیا نہیں بالکل کوراہوں۔ سیرِ مربی و محسن حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب
رحمۃ اللہ علیہ مہتمم دارالعلوم دیوبند نے مجھے لے جا کر خود مرید کرایا تھا۔ میں کچھ
زیادہ اس کا قائل بھی نہیں جیسا کہ اپنے ایک عزیز میں لکھ چکا ہوں۔ ”حسبنا
کتاب اللہ و سنتہ رسولہ“ باوجود اس کے راہِ سلوک میں اگر یہاں قصر طریق
ہو تو انکار بھی نہیں۔ آپ کے علم و دیانت پر اعتماد ہے۔ آپ کا مشورہ صحیح ہوگا
اوقاتِ خاصہ میں اپنے اور اپنے اہل و عیال کے لئے دعا کا طالب ہوں

والسلام۔ آپ کا

محمد علی جدید نارائن گوڑہ

حضرت الشیخؒ: تعلیماتِ تصوف حقیقی حَسْبُنَا کتاب اللہ و سنتہ رسولہ ”الگ

آپ نے اس حیثیت سے ابھی ان مسائل پر شاید غور نہیں فرمایا۔
 ”عبدالربك كانك تكرر“ مطلوب ہے یہ مطلوب کیونکر حاصل ہو
 فی صلواتہم خاشعون مقصود ہے۔ اس کا حصول کیسے ہو
 والذین امنوا اشد حبا لله۔ یہ محبت مراد ہے۔ یہ مسرور
 کیسے ہاتھ آئے۔

بیعت موجب برکات ویسے ہی ہے جیسے ظاہری علوم میں کتابوں
 کے باوجود استاد ی و شاگردی کی نسبت۔ اقصیٰ طریق ذکر و فکر اور
 ہمت و عزیمت

ع۔ آب کم جو شنگی آور بدست

والسلام

سچچران سلیمان۔ ۲۷ صفر ۱۳۶۵ھ

مکتوب نمبر ۴

مترشد، ۲۹ ربیع الاول ۱۳۶۵ھ، دوشنبہ

از محمد علی حیدر آبادی

بشرف ملاحظہ مخدوم و مطاع سیدی و مولائی ادام اللہ فیوضکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت الشیخؒ: اعظم گدھ

اخی فی اللہ تعالیٰ ادام اللہ توفیقاً کم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

مستر شہ، طالبِ خیر مع الخیر۔ میرے ۶ صفر کے عرغینہ پر جو ہدایات درج تھیں
شعلِ راہ ثابت ہوئیں۔ بجز اللہ تعالیٰ آستہ آستہ اسی طرف آ رہا ہوں جدھر کہ
آپ لے جانا چاہتے ہیں۔ آخر شب کی ساعتوں میں تفکر فی خلق السموات
والارض اور اس کے غیر مختتم عجائبات پر نظر رکھ کر اپنے منعم و محسن
حقیقی کے آگے سر نیا زجھکا دیتا ہوں جس نے محض اپنے فضل و کرم سے
بلا طلب و استحقاق وہ، وہ نعمتیں بخشیں جو لاتعداد لا تحصى ہیں۔

حضرت الشیخ: بڑی خوشی ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فہم دین عنایت فرما کر صراط
مستقیم کی ہدایت فرمائی۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوا
الفضل العظیم۔ یہ وہ آیاتِ پاک ہیں جن کو حضور انور صلی اللہ علیہ
سلم تہجد کے وقت آسمان کی طرف آنکھ اٹھا کر پڑھا کرتے تھے۔ جیسا
کہ صحاح میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

مستر شہ:۔ آپ نے ٹھیک تحریر فرمایا کہ ”بیعت موجبِ برکات ویسے
ہی ہے جیسے ظاہری علوم میں کتابوں کے باوجود استاد ی و شاگرد ی کی نسبت،
اس لئے اب اس کا خیر میں مزید استخارہ کی ضرورت نہیں۔ اب تو
سپر دم بتو کے سوا چارہ نہیں۔ اسیر دام ہونا چاہتا ہوں، رشتہ بیعت سے
باندھ دیجئے انشاء اللہ تعالیٰ اس برکت سے وہ مقامِ احسان بھی حاصل
ہو جائے گا جسکی جانب آپ نے ”فاعبد کانک تراہ“ لکھ کر اشارہ فرمایا ہے

اے، انشاء اللہ تعالیٰ (سلیمان)

حضرت اشیحؓ :- اس سچیدان کو تو آپ کے ذوقِ سلیم سے اُمید ہے کہ حضرت
والارحمة اللہ تعالیٰ کی کتابوں اور مواظپ سے انشاء اللہ جلد فائدہ ہوگا۔

یہ عزم مبارک ہو مگر جلدی نہ فرمائیں۔ یہ سچیدان تو خدمت کیلئے
حاضر ہے۔ ضرورت ہے کہ چند سے مکاتبت جو ہمارے سلسلہ میں قائم مقام
فیض توجہ جاری رہے۔

مترشد پھر اس راہ میں جس طریقہ عمل کی ضرورت ہو اس پر بھی متنبہ
فرمایا جائے۔ ایک خواب رات ہی یہ دیکھا کہ ایک مکان جو باہر خراب
خستہ کھنڈر سا دکھائی دیتا ہے یہ ایک عالم کا مکان ہے جو میرے ملنے
والے ہیں ان کا انتقال ہو گیا مگر میں انہیں زندہ تصور کر کر ایک حدیث کی

کتاب دینے گیا ہوں۔ میں نے آواز دی کسی نے میری آواز پہچان کر کہا کہ محمد علی
آگیا۔ یہ بزرگ دو آدمیوں کے سہارے میرے استقبال کے لئے آئے پھر

مجھے اند لے گئے۔ مکان کا اندرونی حصہ نہایت روشن صاف ستھرا وسیع
سفید چاندنی کافرشیوں محسوس ہوا کہ آج یہاں کوئی مجلس ذکر و تذکیر ہے

مختصر لوگ جمع ہیں۔ ایک جانب مصلے پر سبز لباس پہنے مولانا حبیب الرحمن صاحب
رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور دوسری جانب سفید عامہ رنگی باندھے ہوئے آپ بیٹھے ہیں۔

مجھے دیکھتے ہی فرمایا کہ تمہارے خط کا انتظار رہتا ہے۔ یہ بھی ارشاد ہوا

کہ میں کچھ بیمار تھا اس لئے میں نے خود تمہیں خط نہیں لکھا اپنی ہمشیرہ سے

لکھوایا ہے، کچھ اور باتیں ہوئیں جو یاد نہیں رہیں۔

حضرت اشیحؓ :- ہمارے حضرت کا مذاق عموماً یہ تھا کہ اکثر خواب کو اہمیت نہیں دیتے

تھے، اور ٹھیک احادیث کے مطابق اس کو محض مبشر جانتے تھے جو کوئی مرد مومن اپنے لئے دیکھے یا کسی دوسرے مسلم کے لئے خواب کی تعبیر اپنی سمجھ کے مطابق عرض کرتا ہوں۔ مکان کی حالت ظاہر کی سادگی اور باطن کی معموری ہے۔ سبز لباس اہل جنت کی نشانی ہے سفید کپڑا سنت کی طرف اشارہ ہے کہ حدیث میں یہ احسن لباس مردوں کے لئے ہے۔ دنیہ کفنوا امواتکم اور یہ صوفیہ کی اصطلاح میں موتوا قبل تموتوا ہے، جس کا دوسرا نام فنا ہے۔ بندہ پر یہ کیفیت طاری ہوتی ہے تو اس کی زندگی صرف رضائے الہی کی زندگی ہو جاتی ہے۔ اپنے اختیار سے کچھ نہیں ہوتا۔

ستر شد :- وہ بزرگ جن کے گھر میں گیا تھا ان کی شکل و صورت دنیوی میں ہیجان نہ سکا۔ یعنی تقدس نورانی چہرہ سفید داڑھی سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ وہ کتاب غالباً طبقات ابن سعد تھی جو مولانا حبیب الرحمن صاحب کی ملکہ تھی انہیں بزرگ کو دینے کے لئے دی تھی میں خوش ہوا کہ یہ امانت میں نے خود انہیں کی مواجہہ دے دی۔ اللہ ہم خیر لانا

والسلام

محمد علی حیدر آبادی

حضرت اشیح :- طبقات ابن سعد صحابہ کی سیرت و زندگی ہے

ہدایات ذیل عرض ہیں

۱۔ تصد اسبیل حضرت والا ملاحظہ فرمائیں اور عالم مشغول کی ہدایات

پر عمل فرمائیں۔

۲۔ جس وقت داخل سلسلہ ابدادیہ اشرفیہ ہونے کا عزم راسخ ہو یہ سمجھ کر داخل ہوں کہ اب اسی منہاج پر زندگی کے اخیر لمحہ تک گزارنا ہے۔

”توفیٰ مسلماً وَالْحَقْنِی بِالصَّالِحِیْنَ۔“ اور
”وَلَا تَمُوتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ۔“ اور
”وَاعْبُدْ سِرَابَكَ حَتّٰی یَاْتِیْكَ الْیَقِیْنَ۔“

کی آیتیں پیش نظر رہیں۔

۳۔ اس عزم کے بعد وضو کریں اور ممکن خضوع و نشوع کے ساتھ دو گانہ ادا کر کے استغفار کریں اور خوب تضرع سے گناہوں کی معافی چاہیں اور اپنی زندگی کے عزم کی توفیق مانگیں، اور سمجھیں کہ آج سے اللہ تعالیٰ سے اطاعتِ کاملہ کا عہد آپ کر رہے ہیں۔

۴۔ جو فرائض فوت ہوئے ہیں ان کی قضا کی جائے جو حقوق عبادت تلف ہوئے ہوں یا آپ کے ذمہ باقی ہوں ان کو ممکن ہو تو ادا کیجئے یا صاحبِ حق سے معاف کرائیں اگر مر گیا ہو تو اس کے ورثہ سے معاف کرائیں اور اس کے لئے دعا خیر کریں غرض تلافیِ مافات کا تہیہ اور سابقہ ذنوب سے استغفار ضرور ہے تو یہ اس راہ کا پہلا قدم ہے، پھر اصلاحِ الٰہ الذین تابوا واد اصالحوا

ہیچمان سلیمان

۶ ربیع الآخر ۱۳۶۵ھ

مکتوب نمبر ۵

مترشد ۲۹ جمادی الاولیٰ پنجشنبہ

من عبدہ المسکین المدعو محمد علی کان الشکر
بہ حضرت مخدوم و مطاع سیدی دمولائی ادا م الشرفیو شکیم
علی رؤس المسلمین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت الشیخ :- دینہ ضلع پٹنہ

انجی فی اللہ تعالیٰ ادا م اللہ تو فیقا تم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مترشد :- کامل دو ماہ کے بعد غرضیفہ ارسال خدمت کر رہا ہوں۔ منجملہ وجوہ

تاخیر ایک یہ امر بھی پیش نظر تھا کہ آں قبلہ نے جو ہدایات درج فرمائی تھیں

ان پر کچھ نہ کچھ عمل کر کر اپنا حال بکھوں

حضرت الشیخ :- بہتر عمل وہی ہے جو اڈوئم ہے۔ اگر چہ اقل ہے جو کچھ شروع کیا جائے

وہ دوام علی کو مدنظر رکھ کر اختیار کیا جائے۔

مترشد :- بفضلہ تعالیٰ و توفیقہ قصد السبیل کا مطالعہ کیا۔ اس کے اکثر حصہ پر

عمل ہے لیکن بارہ ہزار سے چوبیس ہزار تک اسم ذات کا ذکر ایک دن

بھی نہ ہو سکا۔ طبیعت پر بلکہ معلوم ہوتا ہے، بادل نا خواستہ عبادت کرنے کو جی نہیں چاہتا، اور نہ آنا وقت و اطمینان ہی ہے۔

ادا کی فرائض اور واجبات و سنن مؤکدہ میں تو چون و چرا کی گنجائش ہی نہیں اور ان کا "کم" گراں گزرتا ہے۔ نوافل اور مستحبات میں محنت شاقہ برداشت کرنے سے کم از کم میری طبیعت گریز کرتی ہے۔ البتہ اقل و اذوم کوئی عمل ہو تو بار نہیں۔

حضرت الشیخؒ: ۲۴ ہزار انفاس شب و روز حضرات مشائخ نے مقرر فرمایا ہے۔

بے شبہ یہ تعداد زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ آپ تین ہزار روزانہ سے شروع کریں پھر جیسے جیسے طبیعت میں آمادگی پیدا ہو بڑھائیں جہاں تک بڑھ سکے اور جب اُس کے اثرات میں رسوخ نمودار ہوگا تو پھر عرض کیا جائے گا۔

مستشرق: چونکہ آپ کو اپنا طیب روحانی تصور کرتا ہوں۔ اس لئے اپنا سر

اچھا و بُرا آپ کے آگے رکھ دینا چاہتا ہوں، نہ تو تبری نفس بالسو و پیش نظر ہے۔ نہ اُس کو مزکی دکھلانا ہے۔ البتہ تحیث النعمۃ عرض ہے کہ بحمد اللہ

تعالیٰ صغائر اور کبائر سے طبعی نفرت ہے۔ مجالس اثم و عداوان سے بہت بچتا ہوں۔ باوجود اس کے کبھی اختیاراً کبھی اضطراراً مبتلا ہوجاتا ہوں۔

تو بہ کرتا ہوں توفیق خیر طلب کرتا ہوں۔ ایک صالح مسلمان کی زندگی جیسی ہونی چاہیے، اپنے زندگی کے سارے شعبوں میں وہی حُسن پیدا کرنے

کی کوشش کرتا رہتا ہوں۔ نسبتاً انقلاب محسوس کرتا ہوں۔ قصد السبیل کے مطالعہ کے بعد فی صد خود کو تہجد کا پابند بنا لیا ہے۔ کبھی کبھی

صلوۃ الاوامر چاشت بھی پڑھ لیتا ہوں
 حضرت الشیخؒ: یہ حال بہت اچھا ہے، اس پر شکر کیجئے کہ اور ترقی عطا ہو۔
 وَلَنْ شُكْرُكَ لَا زَيْدٌ تَكْمُرُ۔

آپ تعلیم الدین اور تبلیغ دین کا مطالعہ اس نیت سے فرمائیں کہ اس
 آئینہ میں اپنے کو دیکھیں جو اپنے میں خیر یا مطابق عمل پائیں اس پر شکر
 کریں اور جو کمی پائیں اُس کے حصول اور عمل کی کوشش فرمائیں۔ تبلیغ
 دین میں کہیں کہیں زمانہ کے لحاظ سے کچھ غلو معلوم ہوگا۔ اوسکی اصلاح
 حسب تجویز حضرت والارحمۃ اللہ پوچھنے پر عرض کی جائے گی۔

مستشرق: حقوق العباد کے ایفا اور تلافی مافات کا بہت خیال ہے جو نمازیں
 قضا ہیں اُن کی اداء کا فکر ہے۔ میں صاحب ترتیب تو نہیں ہوں کچھ نہ
 کچھ قضا ضرور ہوں گی۔ بجائے نوافل کے قضا کی نیت کر کر ادا کرتا ہوں
 بہر حال دونوں میں سے کوئی ایک ہو ہی جائے گی۔

ظہر، عصر، عشاء، قضا کی نیت کرنے میں کیا ہر رکعت میں قرأت ضروری ہوگی؟
 نفل کی ہر رکعت میں تو قرأت ضروری ہے فرائض کی آخری رکعتوں میں لازم
 نہیں میں تو ہر رکعت میں احتیاطاً فاتحہ کے ساتھ ہَمّ سورت کر لیتا ہوں
 حضرت الشیخؒ: بہت بہتر، اسی طرح قضا کیجئے ورنہ نوافل کی نیت کر لیجئے۔ حدیث
 شریف میں ہے کہ جسکی فرض نمازوں میں کمی ہوگی وہ سنن و نوافل سے
 پوری کی جائے گی۔

جی نہیں فرائض کی قضا میں آخر دو رکعتوں میں ہَمّ سورہ نہیں ہے۔ مثل

ادا پڑھنا چاہیے البتہ سنن و نوافل میں ضمن سورہ بھی ہے پس قضا یا
ادائے نفل جیسی نیت ہو اسی طرح پڑھنا چاہیے۔ آپ اندازہ کر کے
قضائے فرائض حساب قیاسی کر کے صرف نفل کی نیت کر لیا کریں۔

نوافل و سنن میں سب سے اہم چیز تہجد کی رکعات ہیں جن کو بزرگوں
نے اقتداءً بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم سنت مؤکدہ کا درجہ دیا ہے۔ اور اس
کو من شیم الصالحین قرار دیا ہے۔ جیسا کہ احادیث میں ہے۔

مترشد: میں ایک معمولی استعداد کا آدمی ہوں چندے لکھے پڑے صحیح العقیدہ
اہل علم و فضل حضرات کی صحبت میں بیٹھا ہوں۔ آں قبلہ عالم سمجھ کر
مخاطبہ نہ فرمائیں کچھ یوں ہی سطحی معلومات ہیں گہری نظر نہیں۔

حضرت الشیخ: اس تواضع پر دلی مبارک باد۔ جس نے پایا ہے۔ اسی راہ
سے پایا ہے۔

مترشد: سیدی! الہی ان الحین ان ابایع علی یدک۔ وما
یدک لعلہ یزکی لکن والشرط املک ای فیما استطعت
لعل اللہ یحدث بعد ذلک امرًا۔ من مزید فضلہ و کرمہ

والسلام

محمد علی

حضرت الشیخ: بیعت سے مقصود تعلیم پر باہمی معاہدہ ہے سو تعلیم جاری ہے
اپنا رسوخ دیکھ کر انشاء اللہ تعالیٰ وقت پر اس برکت کے حصول کی
خواہش فرمائیں گے تو دریغ نہ ہوگا۔

میرے پاس بجز حضرت والاک کی نسبت کے کوئی اور چیز نہیں ہے یہی نسبت
انشاء اللہ تعالیٰ پیش ہوگی۔

والسلام
ہیچمان سلیمان
ج ۲ ص ۱۳۶۵

مکتوب نمبر ۶

مترشد : ۲۹ رجب ۱۳۶۵ھ

سیدی و مولائی مخدوم و محترم ذوالمجدد اکرم اداہ اللہ ظلمکم الظلیل
علی رؤس المسلمین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
حضرۃ الشیخ :- بھوپال - بذریعہ سیکرٹری تعلیمات
اخئی فی اللہ تعالیٰ وفتحکم اللہ تعالیٰ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ !

مترشد :- دینہ ضلع پٹنہ سے گرامی نامہ شرف صدور لایا تھا جس میں
تعلیم دین اور تبلیغ دین کے مطالعہ کی ہدایت تھیں۔ دونوں کتابیں
میرے مطالعہ میں ہیں۔ جس قدر دیکھا مقبولات کو مقبولات پایا۔
حضرۃ الشیخ :- مناسبتیں الگ الگ ہوتی ہیں۔ آپ کا مذاق چستی خوش و خروش
کے بجائے سکینت کا غالب ہے۔ اس میں کوئی خرچ نہیں۔ ممکن ہے

مترشد بن عبدالصوفیاء کرام کے استنباط اور ان کی اصطلاحوں و طرق اذکار سے مجھے اب تک انس پیدا نہیں ہوا۔ بلکہ بسا اوقات تو مجھے ان کی باتوں سے توحش ہوتا ہے چونکہ ان نفوس قدسیہ سے عقیدت ہے اس لئے کبھی بھی کسی درجہ میں ان پر تنقید یا ان کی تنقیص کا وہ تم تک بھی دل میں نہ آیا۔

حضرة الشيخ :- ان بزرگوں کے ظاہر طرز تعبیر سے آپ کو توحش ہو۔ مگر معنی توحش کی بات نہیں۔ کوئی ضروری امر اس راہ کا ایسا نہیں جو کتاب و سنت کے خلاف ہو بلکہ یہ کہہ سکتا ہوں کہ جو کتاب و سنت سے مؤید نہ ہو۔ مترشد احب الصالحین و است منہم۔ لعل اللہ یرزقنی صلاحاً۔ قرآن اور سنت کی راہ سے جس طرح باتیں دل میں اترتی چلی جاتی ہیں ان کی باتیں نہیں آتیں۔ ذکر سے زیادہ فکر میں لذت محسوس ہوتی ہے میرا مذاق کچھ ایسا ہی ہے۔

حضرة الشيخ :- تعلیم الدین کا وہ حصہ جس میں اصطلاحات صوفیانہ ہیں چھوڑ دیں، بقیہ حصہ تو محض احادیث کا ترجمہ ہے، حاشیہ پر اصل حدیثیں لکھی ہیں، اور تبلیغ دین کی بنیاد بھی احادیث ہیں، بہر حال اگر اس میں جی نہ لگتا ہو تو آپ جامع ترمذی کی کتاب الزہد و الرقاق مطالعہ میں رکھیں، اور کتاب الدعوات کو عمل میں رکھیں، اور فکر و مراقبہ کیا کریں۔ جن کی ذات آگے عرض کروں گا۔

مترشد :- ان مخدوم نے روزانہ تین ہزار بار اسم ذات کے ذکر ہدایت کی

فرمائی تھی۔ اپنی حراماں نصیبی پر نادم ہوں کہ آج تک اتنا موقعہ ہی نہیں ملا کہ ایک ہی نشست میں تعمیلِ ارشاد کی سعادت حاصل کر سکوں

البتہ اذکر اللہ حالاً وقالاً فی کل احوال

حضرت الشیخؒ :- ذکر ایک نشست میں موثر ہوتا ہے۔ اگر کئی نشستوں میں ہو تو بھی خیر۔ اور اگر سرے سے اس میں جی نہ لگتا ہو تو فکر اور تیسرے سے کام لیں۔ مقصود یہ ہے کہ کثرتِ ذکر کی عادت پڑ جائے والذاکرین اللہ کثیراً اور واذکر اللہ کثیراً اور رجال لا تلمیہم تجارتہ ولا بیع عن ذکر اللہ کے تحت ذکر سانی وقلبی جاری ہو جائے۔

مستشرق :- میرا خیال ہے کہ کامل انقیاد و سرفگندی بلا محبت کامل کچھ ناممکن ہی سی ہے۔ محبت کامل کے حصول کا ایک موثر منتج ذریعہ رشتہ بیعت سے منسلک ہو جانا بھی ہے۔

آپ کا یہ ارشاد گرامی کہ "اپنا رسوخ دیکھ کر انشاء اللہ تعالیٰ وقت پر اس برکت کے حصول کی خواہش فرمائیں گے تو دریغ نہ ہوگا تہدیت حاضر خدمت ہوں۔ خالی ہاتھ نہ لوٹائیں کیا خبر کہ کل جی کہلاؤں یا میت لا یعلمہ الاہو۔"

حضرت الشیخؒ :- بے شک محبتِ شیخ کا ایک ذریعہ یہ بھی ہے۔ میں نے چاہا تھا کہ پہلے آپ اپنے عزم میں رسوخ پیدا کر لیں، پھر اس رسم بیعت کو اختیار کریں تاکہ بعد کو اپنے فعل پر ندامت نہ ہو۔ اگر آپ انتخابِ شیخ

میں رسوخ اور عزم کا یہ مرتبہ حاصل کر چکے ہیں تو مضائقہ نہیں۔
 فکر و مراقبہ کی صورت یہ ہے کہ با وضو کسی مقررہ وقت میں آنکھ بند
 کر کے ہاتھ باندھ کر کسی اطمینان کے مقام میں بیٹھ کر کسی معنی پر اتنا
 غور کریں کہ وہ آپ میں رچ جائے اور آپ اس میں رنگ جائیں اور اس
 کا یقین قلب میں پویست ہو جائے۔ قرآن پاک میں ہے۔

اللہ نور السموات والارض

حدیث میں ہے۔

هو نورٌ اور ہے انت نور السموات والارض
 ومن فیہن۔

آپ اس کا مراقبہ کریں کہ اللہ تعالیٰ کا نور آپ میں اور تمام آسمان و زمین میں
 پھیلا ہے۔ قلب کی طرف دھیان کریں کہ اس میں اللہ کا نور یا لفظ اللہ
 بخط نورانی لکھا ہے۔

مترشد :- یہ سن کر بڑی مسرت ہوئی کہ آن مخدوم کا قصد اوائل اگست میں
 حیدرآباد تشریف لانے کا ہے۔ اگست کا مہینہ رمضان المبارک کا ہوگا۔
 کیا ہمیں ایک ساتھ دو عیدیں منانی نصیب ہوں گی؟

خوید رحمہ محمد علی

جدید نارتھ گوڑہ مکان ۷۷، حیدرآباد دکن

حضرت الشیخ، حیدرآباد کا قصد شاید پورا نہ ہو۔ والسلام

ہیچوان سلیمان، ۱۰ شعبان ۱۳۶۵ھ

مکتوب نمبر ۷

مسترشد: بہ ملاحظہ سیدی و مولائی مخدومی و مطاعی دام ظلکم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

۱۰ شعبان کا دالانا مہجوپال سے روانہ کیا ملا۔ جو میرے لئے موجب برکت و سعادت ہوا

حضرت الشیخ: مہجوپال - ۲۰ شعبان

اخی فی اللہ تعالیٰ زادکم اللہ تعالیٰ علماً وعلماً

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسترشد: آن قبلہ نے میری تفصیر عمل اور مذاق طبع کے پیش نظر جس حکیمانہ و شفقانہ انداز میں ہدایات درج فرمائی ہیں۔ ان کے پڑھنے سے قلب میں سگفتگی اور ارادہ میں پختگی پیدا ہوئی انشاء اللہ تعالیٰ حسب ہدایات ”جامع ترمذی“ کی کتاب الزہد مطالعہ میں رکھوں گا۔ اور کتاب الدعوات پر بھی عمل کرنے کی پوری کوشش کروں گا۔

حضرت الشیخ: امید ہے کہ آپ نے ہمت و عزیمت کے ساتھ عمل شروع کر دیا ہو گا۔

مسترشد: فکر و مراقبہ کی جو صورت آپ نے تجویز فرمائی انشاء اللہ تعالیٰ انہیں شرائط کے ساتھ اس کی بھی مشق کروں گا۔ حضرت الشیخ: عمل فرما کر کیفیت سے مطلع فرماتے رہیں۔

مسترشد: اب رہی وہی سخن گسترانہ بات یعنی بیعت، جیسا کہ میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں یہ از دیا و محبت و اقتدا کی موجب ہوتی ہے۔

تا وقتیکہ آدمی اس رشتہ سے منسلک نہ ہو جائے اعمال میں آوارگی اور خیالات میں انتشار رہتا ہے۔ اَلَا مَاشَاءَ اللہ اس مطلق العنانی کے نتائج مشاہد ہیں کہ تقلید کی جگہ تحقیق لے لیتی ہے اور محبت کی بجائے عقل نارسا کی حکومت ہوتی ہے اور انسان کو خود سے اتنا حسنِ ظن پیدا ہو جاتا ہے کہ مکائدِ نفس کا احساس کم ہوتا چلا جاتا ہے یہ اور اسی نوع کے دواعی ہیں جو مجھے بیعت پر جھکتے ہیں۔ آپ میرے عزیز زاسخ کو پوچھتے ہیں بغرض یہ ہے کہ اس وقت شمالی ہند میں جو قابلِ قدر و لائقِ احترام بستیاں ہیں جن کا آنِ مخدوم بھی احترام فرماتے ہیں۔ اون سے کچھ نہ کچھ تعلقات ہیں۔ آپ سے میرا خاص تعلق کبھی نہیں رہا پچھلے رمضان ایک دن دفعۃً اصلاح و اعمال اور اتباع سنت کے خیال نے عملی زندگی پر آمادہ کیا۔ میں نے اس راہ کی امامت کے لئے ہر ایک پر انتخابی نظر ڈالی۔ بفضلہ تعالیٰ یہ سب آسمانِ رشد و ہدایت کے تارے ہیں۔ پر طبیعت ادھر نہیں جاتی، اپنی طبیعت کو کیا کروں، آپ کی جانب اپنا میلان پاتا ہوں، میں ہنگاموں اور ”مشار بالانامل“ بننے سے گھبرانا ہوں۔ جانتا ہوں کہ یہ ادائیں آپ کو بھی پسند نہیں، آپ کے کمالات میں بجائے اظہار کے ظہور متعلیٰ پاتا ہوں۔ یہی وہ باتیں ہیں جس نے مجھے آپ کی جانب مائل کیا ہے، کیا اب اس کے بعد بھی میری استدعا بے اثر رہے گی۔

حضرتہ الشیخؒ ب۔ بسم اللہ و علیٰ برکتہ اللہ یہ فقیر و سچہ پیمان اپنی بے بضاعتی کے باوجود حسب استطاعت خدمت کو حاضر ہے۔

آپ اس خط کو پا کر کسی اطمینانِ خاطر کے وقت اچھی طرح دمنو کر کے بخلوں

دو گانہ نفلِ توبہ ادا کریں، اور اسکے بعد استغفر اللہ من کل ذنب و اتوب
الیہ تسود دفعہ پڑھ کر درگاہ باری تعالیٰ میں جملہ گناہوں اور تقصیرات سے
توبہ کریں، اور اپنی اس غزیمت و توبہ پر قائم رہیں کہ آج سے میری نئی زندگی
شروع ہوتی ہے، التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ۔ اور اس کے بعد
الحمد اور قل هو اللہ احد الخ ۳ بار اول و آخر درود پاک کے ساتھ بزرگوار
چشتیہ صابریہ پر بل العموم اور خصوصیت کے ساتھ نام لے کر حضرت حاجی
مولانا شاہ امجد اللہ صاحب مہاجرِ مکی قدس سرہ اور حضرت مولانا شاہ
اشرف علی صاحب قدس سرہ کو اس کا ثواب بخشیں، اور زبان سے عہد کریں
کہ آج سے میں اپنے شیخ کے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر صداقت
سے بغیر تعطل کے عمل کروں گا، پھر یہ آیت کریمہ پڑھیں۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنَّمَا يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنَّمَا يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
فَمَنْ نَكَتْ فَاِنَّمَا يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَمَنْ نَكَتْ عَلٰى نَفْسِهٖ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهِ
اللّٰهُ فَمَسِيُوْبَةٌ اَجْرًا عَظِيْمًا۔

اس کے بعد مجھے اطلاع دیں اور معمولات شروع کریں۔ نوافلِ آدابین و
اشراق و تہجد پر استقامت کریں اور اپنے رذائل پر نظر رکھیں اور ایک ایک
کی اصلاح کی کوشش اس طرح کریں کہ پہلے اسکی کی حقیقت سمجھیں پھر
اُس کے ازالہ یا امانہ کی تدبیر دریافت کریں و اللہ یوفقکم و ینصرکم
الفقیہ الی اللہ

سلیمان احمد مترشدی
حضرت شاہ مولانا اشرف علی قدس سرہ

مترشد :- آج کے رسبر دکن میں یہ خبر پڑھ کر خوشی ہوئی کہ آل محترم
 بھوپال میں کسی علمی ادارہ کے منصبِ جلیلہ پر فائز ہوئے ہیں۔ حق سبحانہ
 تعالیٰ سے دعا ہے کہ جبکہ آپ کی تصنیفات اور تالیفات سے مسلمانوں
 کو فائدہ پہنچا وہ آپ کے اقتداء و فیض صحبت و درس و تدریس سے بھی
 فیضیاب ہوں۔

آئندہ مراسلت کس پتہ پر کی جائے۔

آپکا خادم۔ محمد علی

مکتوب نمبر ۸

مترشد :- ۱۱ رمضان المبارک ۱۳۶۵ھ

سیدی و مرشدی دو سلیتی دامت برکاتہم
 السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت الشیخؒ بھوپال ہوتی مسجد / ۱۵ رمضان المبارک ۱۳۶۵ھ

انحی فی اللہ تعالیٰ اوام اللہ تعالیٰ توفیقکم
 السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

مترشد :- ۲۰ شعبان المعظم کا والا نامہ میرے لئے موجب برکت و

سعادت ہوا۔ آل قبلہ نے اس آزاد کو سلسلہ بیعت سے منسلک فرما کر

اللہ کی رسی سے باندھ دیا۔ حق سبحانہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ یہ نہ

ٹوٹنے والی رسی کبھی دست ناتواں سے جھوٹے بھی نہیں میں آپ

کے اس احسان کا شکر گزار ہو۔ اس لالچ کی بنا پر کہ

لئن شکرتم لا زیدنکم

حضرت الشیخؒ، یہ میرے لئے موجب سعادت ہے کہ آپ کو اس ذریعے مقدار کے ذریعے اس آفتاب رشید و ہدایت کے ساتھ نسبت حاصل ہوئی۔

گرچہ خوردیم نسبتے است بزرگ

ذرة آفتاب تابانیم

میرا یہ احسان نہیں جس کی شکر گزاری کریں۔ یہ طریق ادا بھی اصلاح چاہتا ہے شکر اللہ تعالیٰ کا ادا فرمائیں۔ یہ حقیر بھی اور آپ بھی کسی بندہ کے شکر کی حاجت نہیں۔

مستر شد :- آپ نے طریق بیعت میں داخل ہونے کے لئے جو طریقہ عمل تحریر فرمایا تھا حسب عمل کرتے ہوئے بارگاہ رب العزت میں عہد کیا کہ اپنی قدرت اور استطاعت کے موافق کوتاہی نہیں کروں گا اور دانستہ نقض عہد نہ ہوگا۔

حضرت الشیخؒ :- آپ کو بیعت میں داخل کر لیا گیا۔

ہمارے حضرت والارحمة اللہ تعالیٰ کے بقول یہ بیعت طرفین سے معاہدہ ہے بمفید کی طرف سے اس بات کا کہ وہ تعلیم اور شفقت میں اپنے جلتے کمی نہ کرے۔ اور مستفید کی طرف سے اس بات کا کہ وہ اتباع میں حسب استطاعت کمی نہ کرے گا۔

مستر شد :- حسب ہدایت اشراق، اذابین، تہجد پڑھتا ہوں کبھی کبھی ناغہ بھی

ہو جاتا ہے

حضرت الشیخؒ :- ناغہ اگر معذرت کی بنا پر ہو تو خیر معذوری ہے، اور اگر کسل یا غفلت کی بنا پر ہو تو یہ حرمان کا باعث ہو سکتا ہے۔ مثل ایک شاگرد کے مطالعہ نہ دیکھنے اور سبق نہ یاد کرنے میں کہ عذر معتبر ہے، مگر کسل و غفلت حرمانِ تعلیم کا موجب ہے۔ فافہم۔

مترشد :- کتاب الزہد کا مطالعہ صرف برکت ہی کی خاطر نہیں بلکہ اصلاحِ اخلاق و اعمال کی خاطر کر رہا ہوں۔ و هو الموافق والمعین حسبنا اللہ ونعم الوکیل۔

چند روز سے کچھ بیمار تھا۔ اس لئے عارضہ خدمت عالی میں ارسال نہ کر سکا

والسلام۔ از خودیدیکم الاحقر

محمد علی

حضرت الشیخؒ :- بالکل صحیح ہے اسی نیت سے پڑھیں اور ہمیشہ ہدایت والی کتابوں اور رسالوں کو اسی نیت سے پڑھیں، اور اپنے میں کمی پا کر اپنی اصلاح و تکمیل میں مصروف رہیں۔ والسلام

محمدان سلیمان

مکتوبے نمبر ۹

مترشد، سیدی مولائی دسلتی فی الدارین ادام اللہ بركاتہم علی رؤس المترشدين
السلام علیکم وعلیٰ من ذریتہم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت الشیخؒ، ۱۱ شوال ۱۳۶۵ھ / یکشنبہ - الجبج

بھوپال - موتی مسجد

اخی فی اللہ تعالیٰ نور اللہ قلبکم وشفاه

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مسترشد، ۱۵ رمضان المبارک کے والا نامہ میں آن مطاع کی اس تصریح سے کہ "تجھ کو داخل بیعت کر لیا گیا۔" مزید مسرت حاصل ہوئی۔

حضرت الشیخؒ، آپ کی اس مسرت پر مجھے مسرت ہے

مسترشد، بفضلہ تعالیٰ ہدایات پر عمل کر رہا ہوں۔ پوری کوشش اس کی رہتی ہے کہ کسل و غفلت سے کوئی عمل ناغہ نہ ہوا۔

حضرت الشیخؒ، بحمد اللہ تعالیٰ یہ علامات خیر سے ہے۔ زادکم اللہ خیراً

مسترشد، بحمد اللہ تعالیٰ عبادت کے بعد قلب میں شگفتگی اور ترک سے

انقباض محسوس ہوتا ہے۔ پھر بھی ناروا باتیں سرزد ہو جاتی ہیں۔ اختیاراً

بھی اور اضطراراً بھی۔

حضرت الشیخؒ، اس کا علاج علی الفور استغفار ہے۔

مسترشد، جس گندے ماحول میں ہوں اُس قعر دریا میں رہتے ہوئے دامن

بچانا بڑے سخت مجاہد کا کام ہے۔ دُعا فرمائیے کہ قوت ایمانی اس

درجہ کی نصیب ہو۔

مجھ میں بڑی کمزوری نقدانِ جرأت کی ہے۔ مردوں کچھ ایسی اڑے

آجاتی ہیں کہ بسا اوقات اظہارِ حق نہیں ہو سکتا اپنی اس کوتاہی پر مذمت ہے

حضرت اشبحؓ بے شبہ یہ مجاہد ہے۔ اسی ہمندر سے ہو کر ہم کو پار پہنچا ہے۔
 اظہارِ حق کسی سبب سے نہ ہو سکے تو خیر، مگر اُس میں شرکت تو نہ ہو۔
 ع وہ کہیں اور سنا کرے کوئی؟
 اس ندامت کے تخم ہی سے آئندہ جرأتِ حق کا نخل بار آور پیدا
 ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

مترشد :- حیدر آباد وکن مدفنِ علم و عمل ہے۔ الامن وقاہ اللہ تعالیٰ
 من الشرور والفتن۔ یہاں عام طور پر علماء و مشائخین کی جو صحبتیں ہیں
 اُن میں بھی سوائے رسم اذان کے روحِ اسلام نہیں محسوس ہوئی۔ بدعتیں اتنی
 جڑ پکڑ چکی ہیں کہ اُن کو ان مشائخین نے جزو اسلام بنا دیا ہے۔ عوام تو کالانعام
 ہی ہیں جو بات اسلام کا نام لے کر ان کے آگے پیش کی گئی وہ خوش اعتقاد
 سے ان کے قدموں پر ٹوٹ پڑے، کوئی طاقت رکھنے والی نہیں، کچھ اللہ
 کے بندے ہیں مگر وہ فتنوں سے گھبراتے ہیں بزمیت کی بجائے رخصت
 پر عمل کرتے ہیں۔ مجبور ہیں، اب تو ہمارے ملک میں خدا پرستی کی جگہ شاہ
 پرستی بڑھتی جا رہی ہے۔ پیشوا یا ان مذہبِ اسلام کی پچھلی صفوں میں بھی نظر

اے، آئے مولانا کی یہ برہنہ طبقہ مشائخین وکن کے حالات کی وجہ سے ہے، جن کی شاپرستی
 کا یہ حال تھا کہ جب آصف شابع نے "تفضیلی مسک" کی طرف اپنا محض رجحان ظاہر
 کیا تو انہوں نے بڑھ کر اس پر صا کر دیا بلکہ ایک مشیخت ماب نے تو حضرت علیؓ کو مہر
 کے تعالٰی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر علانیہ سب و تتم کا اظہار کر دیا۔ دوسری طرف
 اسی طبقہ نے بادشاہ کے تیور دیکھ کر اُس مردِ حق آگاہ مجاہدِ اسلام (سہادر یار جنگِ مرقوم)
 (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

نہیں آتے، اس لئے میں یہاں کے علماء و مشائخ سے حسن عقیدت نہیں رکھتا۔ آپ کی نگاہ میں جو لوگ ایسے ہوں کہ ان سے ملا جلتے ان کے نام و پتے معلوم ہوں تو رابطہ رکھوں۔ دو ایک تو میرے ملنے والے ہیں جن کے ظاہر پر اعتماد ہے۔ مزید کچھ ایسے حضرات جو آں قبلہ کے سلسلے سے تعلق رکھتے ہوں ان کے نام چاہتا ہوں۔

حضرت الشیخ: میری عرض بھی سن لیں۔

غیروں کی حالت کا ردنا بے کار ہے۔ ہم کو اپنی ہی حالت پر روزنا چاہیے مجھ، بیچران کو تو وہاں کے اشخاص کا علم نہیں۔ اپنے علم کے مطابق چند اشخاص سے حسن عقیدت رکھتا ہوں۔ ایک تو چل بے مولانا محمد حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ بڑے احوال کے آدمی تھے۔ دوسرے مولانا سید عبداللہ صاحب مجددی کے ساتھ من ظن بے حیدر آباد کے

بقیہ حاشیہ

کے خلاف خفیہ محاذ قائم کر لیا ہے۔ جس کی لٹکار سے مسلمانان دکن میں حق و باطل کا شعور پیدا ہو چکا تھا۔ اور وہ بیدار ہو چلے تھے۔ خدا کی شان کہ بہت جلد ان مشائخوں میں خود تفرقہ مٹ گیا اور ایک "جمعیت مشائخین دکن رجسٹرڈ" (؟) بن گئی اور دوسری بلار جسٹری چلتی رہی۔ (یہی منظر ہمارے نوزائیدہ ملک میں بھی اب رونما ہو رہا ہے) اس شرمناک اور حسرت خیز ماحول سے فاضل مکتوب نگار کا دل مجروح تھا۔ ورنہ عام طور پر یہ زمانہ علم و عمل کی عین بیلاری و افزونی کا تھا۔ (خ۔ م)

مشائخ میں معتنم ہیں۔ تیسرے آپ کے پاس مولوی محمود الغنی صاحب ہیں جو بڑے متواضع اور حضرت والا رحمۃ اللہ کے صحبت یافتہ اور تربیت یافتہ ہیں۔ انسان جس نعمت کو ہمیشہ دیکھتا ہے۔ اُس کی قدر نہیں کرتا۔
 مسترشد: یہ استدعا اس لئے بھی ہے کہ ان کے باہمی مشورہ و رائے سے اگر کسی کام کے کرنے کی ضرورت محسوس ہو تو اُن قبلہ کی ہدایت کے بعد کیا جاسکے، اس بارہ میں اُن قبلہ مناسب ہدایت دے کر ہماری رہبری فرمائیں۔

حضرت الشیخ:۔ اس وقت کرنا یہی ہے کہ اپنی تربیت میں آپ لگتے۔ جب دوسروں کے قابل ہو جائیے گا تو دوسروں کے کام سیکھنے گا۔

مسترشد: میرے پیش نظر اکثر یہ آیت رہتی ہے۔ ما کننا معذبین حتی نبعث رسولا۔ پھر وہ لوگ جو ما انزل کی تبلیغ کر سکتے تھے اپنی استطاعت کی قدر عمل نہ کریں تو ذمہ داری ان پر ہے۔ عوام میں جب تبلیغ ہی نہ تو وہ کیسے مواخذہ دار ہو سکتے ہیں تکلیف تو بعد تبلیغ ہے۔ موجودہ حالات میں ذمہ داریاں کچھ زیادہ ہی ہیں۔ انفرادی طاقت توپوں میں مثل تلوار کے ہے تا وقتیکہ اجتماعی قوت حاصل نہ ہو۔

مسلم لیگ، مسلمانوں کے سیاسی اور معاشی موقف کے لئے لڑ رہی ہے

اے حضرت مولانا مظہر (صاحب زجاہ المصباح) کا ذکر شاخین دکن سے کبھی دور کا بھی تعلق نہیں رہا۔ حضرت مدوح تو بہادر یار جنگ مرحوم کے خاص دُعا گو تھے، دام

بلاشبہ انسان کے لئے دل کے ساتھ دماغ اور معدہ کی بھی ضرورت ہے وہ امامت کے مدعی نہیں علماء کو دعوت دے رہی ہے۔ دوسری طرف عبداللہ بن ابی اور ابو جہل و معید بن خلف جیسے رؤس الکافرین المنافقین و جال جنت کی طرف بلا رہے ہیں مسلمان کو ہر مقام سے گرانہا چاہتے ہیں۔

حضرت الشیخؒ: تبلیغ مختلف نوعیتوں کی ہو سکتی ہے ان میں سے جس نوعیت کی آپ استطاعت رکھتے ہوں، اُس کی تبلیغ کریں، اللہ تعالیٰ ثواب دے گا۔ مگر تجربہ یہ ہے کہ جب تک نفسانیت اور انانیت اور خود غرضی اور حب جاہ فنا نہیں ہوتی تبلیغ موثر نہیں ہوتی۔

وَ ذَكَرْنَا نَفْعَ الَّذِي

ان الذکر تنفع المومنین

لعدك باخع نفسك ان لا يكونوا مومنين

لا تخزن عليهم

لا يخزنك

ان آیتوں سے معلوم ہوا کہ تبلیغ اُس وقت تک موثر نہیں جب تک اخلاص تام اور شفقت علی الخلق اُس کا محرک نہ ہو۔ اور اُس کے حصول کی راہ وہی ہے جس پر آپ گامزن ہو رہے ہیں

اے مولانا محمد علیؒ کے مزاج میں تلون، تذبذب اور جذباتیت قریب قریب آخر وقت تک رہی۔ البتہ تو اور قبل تو کچھ عرصہ بڑی یکسوئی و روح مسلک اور سکینیت کا زمانہ تھا

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (غ م)

مترشد :- کیا تجد مفاد مسلم، گروہ مسلم لیگ کے ساتھ تعاون کر سکتے ہیں۔ اگر
آں قبلہ اجازت دیں تو کچھ آئندہ عرض کروں گا۔

خویدلکم محمد علی

حضرة الشيخ، کر سکتے ہیں۔

پیمپان سلیمان۔

۱۴ شوال ۱۳۶۵ھ

مکتوب - نمبر 10

مترشد :- ۲۹ مئی ۱۹۴۴ء

بملاحظہ سیدی و مولائی دوستی ادا م اللہ فیوضکم علی روس المسلمین
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

حضرة الشيخ، بھوپال

مجھی و مخلصی و صدیقی دامت توفیقاً تم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مترشد :- ایک عرصہ کی غیر حاضری کے بعد حاضر خدمت ہوں، اپنی کوتاہی
کا اعتراف ہے، بفضلہ تعالیٰ اچھا ہوں۔ معمولات جاری ہیں، کبھی کبھی
آنکھ نہ کھلنے سے ناغہ ہو جاتے ہیں۔

حضرة الشيخ :- معمولات کی پابندی کی خبر سے خوشی ہوئی۔ زادکم
اللہ تعالیٰ حرصاً علی الخیر۔

مسترشد :- بحمد اللہ تعالیٰ کبار سے طبعی تنفر ہے۔ صنعاؤں سے محفوظ نہیں ہوں، گو ان سے بھی بچنے کی کوشش کرتا رہتا ہوں۔ لیکن کبھی کامیاب کبھی ناکام، اس میں کچھ اختیار کو دخل ہے تو کچھ اضطرار کو بھی۔ اُس کی وسیع تر رحمت سے مایوس نہیں ہوں۔

حضرت الشیخؒ: طبعی تنفر موجب ثواب نہیں، ارادی تنفر خشیتہ الہی سے ہونا چاہیے لیکن رحمت کا امیدوار کرتے ہونا چاہیے نہ کہ نہ کر کے۔ اسکو سمجھ لیں۔

مسترشد :- آج کل محجب حال ہے، سکونِ قلب نصیب نہیں، یہ معاشی جھگڑے سنبھلنے نہیں دیتے، گرانی نے آمد و خرچ کا توازن باقی نہ رکھا بڑھتا ہوا خرچ اور قرض دونوں جزو زندگی بن گئے۔ انہیں اُلجھنوں میں پھنسا ہوا ہوا۔ عبادت سکونِ قلب سے ادا نہیں کی جاتی۔ بس ایک فقہی صورت قائم ہو جاتی ہے۔ بہر حال وابستہ ہوں۔ دنیا کے ان جھگڑوں میں پھنس کر حدودِ الہیہ پر قائم رہنا بھی عبادت تصور کرتا ہوں۔

حضرت الشیخؒ :- آج کل ہر جگہ یہی صورتِ حال ہے۔ روپیہ رہنے کے باوجود بھی سامانِ راحت میسر نہیں، حدیث میں آیا ہے کہ جو ادا کرنے کی نیت سے قرض لے گا تو اللہ تعالیٰ اُسکی مدد کریں گے مگر اس پر بھی نظر رکھنا ضرور ہے کہ بے ضرورت باتوں اور کاموں میں تو ہم خرچ نہیں کر رہے ہیں ہمیں خرچ سے پہلے بقول حضرت مولانا تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ غور کرنا چاہیے کہ اس میں خرچ کرنے کی ضرورت ہم کو ہے بھی یا نہیں۔

مسترشد :- دنیا کی زندگی کو بھی جنت بنانا چاہتا ہوں کہ "آزارے نہ باشد"

یعنی اس آزار میں بھی لذت محسوس ہو جو داء میں وہ دوا بن جائے
 رضا بالقضا کے آثار عمل میں مشاہد ہوں جس چیز کو فکری اور نظری حیثیت سے
 صحیح سمجھتا ہوں عمل سے اُس کی شہادت پیش کر سکوں، یہ مقام کس طرح
 حاصل ہو سکتا ہے۔

حضرت الشیخؒ :- دنیا تو دارالمن ہے یہاں آرام صرف قناعت اور رضا بالقضا سے
 حاصل ہوتا ہے۔ یہی سبب ہے کہ فقرائے الہی کو جو آرام ہے وہ امراء کو
 نہیں ہے۔

مسترشد :- حضرت قبلہ توسیع رزق اور سکون قلب کے لئے دعا فرمائیں۔
 حضرت الشیخؒ، دلی دعا ہے۔

مسترشد :- میری طبیعت کا رنگ ہے کہ جب روپیہ ہاتھ میں رہتا ہے تو عبادت
 میں دل خوب لگتا ہے ورنہ پر آگندہ روزی پر آگندہ دل، اس حالت کو کچھ
 محمود نہیں سمجھتا کمزوری ہے۔ آں قبلہ کی ہدایتوں کا منتظر ہوں۔

والسلام۔ کفش بردار

محمد علی

حضرت الشیخؒ :- پر آگندہ روزی، پر آگندہ دل۔ سعدی جیسے شیخ کا مقولہ ہے۔ علاج
 صرف ترک حرص ہے، جیسا کہ دما میں ہے۔ وَقْتَعْنِي بَمَارِئِ قَتْنِي
 دوسرا علاج حدیث نبوی انظر الی من هو اسفل منکم ولا تنظر
 الی من هو فوقکم وذلك اجد رالا نزدکرا بنعمة الله علیکم۔

والسلام۔ سیمپان سلیمان

حضرت الشیخ: الحمد لله تعالى۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیجئے کہ اس نعمت میں ترقی ہو۔
 مترشد: سینکڑوں افکار ہیں کہ دل و دماغ کو کھائے جا رہے ہیں۔ سیاسی
 معاشی فتنے تو جزو زندگی بن گئے۔ عبادت میں جس سکون خاطر اور اطمینان
 کی ضرورت ہے وہ نصیب نہیں، چہ خور و باءاد فرزندم، والا مضمون ہے
 بہر حال ان ادوار سے گزرنا ہی ہے، ان دھندوں میں پھنسنا اور اللہ کو
 اور اپنی حقیقت کو نہ بھولنا مرد مسلم کا کام ہے۔ خدائے تعالیٰ تو فیق
 عمل صالح اور شہادت میں صبر و استقامت عطا فرمائے۔ دعا کا بہر حال محتاج ہو۔
 حضرت الشیخ:۔ معاشی و سیاسی معاملات کا حل اگر آپ کے ہاتھ میں نہیں تو
 راضی برضار ہیے اسی میں سکون ہے۔

آمین — بدل دعا ہے۔

مترشد:۔ یہاں کی شورشوں و ہنگاموں کا جتنا علم اخباروں سے ہوا ہو گا وہ یہاں کی
 پیداوار کا عشر ہے خطرہ کے امکانات قوی ہیں نہ معلوم کب کیا صورت حال پیدا ہو جائے۔
 حضرت الشیخ: اللہم انصر امتہ صلی اللہ علیہ وسلم وارحمہم

مترشد:۔ مشرکین کی جرات اتنی بڑھ گئی ہے کہ قد بدت البغضاء من
 افواہہم وما تحفی صدورہم اکبر۔ وانا لاندی اشرا
 ارید بمن فی الارض ام اراد بہم ربہم رشدا
 والسلام۔ کفش بردار محمد صلی

حضرت الشیخ: دست بردار رہیے اور انابت الی اللہ سے قوت حاصل کیجئے اور مشکلات پر صبر
 واستعینوا بالصبر والصلوة۔ والسلام۔ - بیچبران سلیمان

۱۶ شوال ۱۵۶۶ھ ربیع الثانی ۱۹۴۷ء

مکتوب نمبر ۱۲

مترشد: ۶ محرم ۱۳۶۶ ہجرت

سیدی و مولائی حضرت قبلہ دامت برکاتہم۔
حضرتہ الشیخ: محب مخلص۔ انزل اللہ تعالیٰ علیکم الکتیۃ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مترشد:۔ بفضلہ تعالیٰ یوں تو اچھا ہوں لیکن طبعی خوف و پریشانی مسلسل ہے
حیدرآبادیوں کا حال یہ ہے کہ وہ اس وقت میدان جنگ میں ہیں نہ
معلوم کل کیا ہونے والا ہے۔ وفد ۲۳ نومبر کو جا رہا ہے۔ یہ جانا
بالکل آخری ہے۔ یونین سے تو توقع نہیں کہ وہ اُن شرائط پر راضی
ہو جائے جو مر بھیجے جا رہے ہیں۔ حق سبحانہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان
کے دل نرم پڑ جائیں، اگر یونین نے قبول نہ کئے تو سخت تصادم کا
اندیشہ ہے جس کا انجام نہ معلوم کیا ہو۔

حضرت قبلہ باوقات خاص و عافرائیں

حیدرآبادی اس کے لئے آمادہ ہیں کہ ذلت کی زندگی سے عزت کی
موت اختیار کریں۔ وقت آئے تو وہ اپنی جان جان آفریں کے نام پر
قربان کر دیں اور اپنی جان مال عزت و آبرو کی محافظت میں لڑ کر شہید
ہو جائیں۔

حضرتہ الشیخ:۔ جو امور انسان کے اختیار میں نہیں، اُن میں حصولِ طمانیت کا
نسخہ یہ ہے کہ جو کچھ پیش آئے اس پر رضا ظاہر کی جا رہا بالقضا

طمانیت کی کمی یا ہے پھر یہ یقین رکھا جائے کہ اللہ تعالیٰ جو کچھ کرتے ہیں
اسی میں حکمت و مصلحت ہے۔ گو اس کی حقیقت ہم کو فوراً معلوم نہ ہو۔
دیکھئے ممالک عرب کے ٹرکی سے علیحدہ ہو جانے پر مسلمانوں کو کتنا غم تھا
مگر دیکھئے کہ اللہ تعالیٰ نے تیس برسوں میں کیا دکھلایا

لا ییسوا من روح اللہ

میں بجز اللہ تعالیٰ روزانہ پروردگار سے دعاء و التجا میں مصروف ہوں۔
مستشرق :- باوجود ان حالات اور عذاب کے جو شکل یونین مسلط ہے مسلمان
غافل ہیں۔ مسجدیں اسی طرح ویران جیسے پہلے تھیں عیش و طرب کھیل
تماشے برابر جاری ہیں۔ آغاز محرم سے علم بچنے شروع ہو گئے۔ پڑھے
لکھے بھی عقیدہ ان کا احترام کرتے ہیں۔ اپنی بنائی ہوئی چیزوں کے اندر
خدائی حقیقتیں مانتے ہیں۔ بادشاہ وقت سے لے کر ادنیٰ آدمی تک
اس بت پرستی میں مبتلا ہے الاما شاء اللہ علماء مشائخ کی زبانوں پر
مہر لگی ہوئی ہے وہ ڈرتے ہیں خدا سے نہیں خدا کے بندوں سے
ہی عزت و جاہ کے زوال سے مالی وبال سے جب یہ حالت مسلم قوم
کی ہو تو کیا ہماری دعا میں اثر پیدا کریں گی۔ آدے کا آواہی بگڑا ہوا
ہے۔ حکام میں دینی احساس نہیں، رشوت کا بازار گرم ہے۔ جو کچھ
ہو رہا ہے ہمارے اعمال بد کی سزا ہے۔ خدا نے انگریزوں کے
بعد ہندوؤں کو ہم پر مسلط کر دیا۔

حضرت الشیخ :- بے شبہ ہماری دینی پستی اور اخلاقی ناپاکی ایسی ہی ہے مگر

پھر بھی ہم کو ایک نسبت رب العالمین اور رحمتہ للعالمین سے حاصل ہے
 کوشش کیجئے کہ ہر مسلمان کا تعلق اللہ تعالیٰ سے قائم ہو، اور اسکی صورت
 یہ ہے کہ ہر فرد اپنی طرف متوجہ ہو۔ ہم جماعت کا ماتم کرتے ہیں مگر خود
 اپنا نہیں۔ آپ اپنے کو درست کیجئے، پہلے آپ اپنے کو بھنور سے
 نکالئے پھر دوسرے فریق کے نکلانے کی فکر کیجئے۔

مستر شد۔ دل نہیں چاہتا کہ حیدرآباد میں بقیہ زندگی گزرے ہجرت کے لئے
 حالات مساعد نہیں۔ نہ تو کچھ اندوختہ ہے اور نہ کوئی اور ذریعہ معاش بجز
 ملازمت۔ حیران ہوں کہ کیا کروں صبر اور استقامت کے لئے دعا فرمائیے
 اور یہ کہ جس طرح مسلمان ہوا ہوں اور بحمد اللہ تعالیٰ مسلمان ہوں مسلمان
 ہی مروں۔ والسلام۔

کفکش بردار محمد علی

حضرت الشیخ :- لفظ "ہجرت" کا استعمال غلط ہے، یہ ہجرت نہیں یہ فرار من الزحف
 ہے جو جہاں ہے وہیں رہے اور غزوة احد کے تیر اندازوں کی طرح اپنی جگہ
 نہ چھوڑے وکان الا انسان عجولاً حالانکہ ان یوماً عند ربک کالغ
 سنۃ ماتعدون دعا واستغفار میں رہتے، اپنے لئے اور مسلمانوں کے
 لے اللهم اغفر لی وللمسلمین و المسلمات و المؤمنین و المؤمنات
 و اعتر الاسلام و المسلمین و اخذل الکفر و المشرکین۔

والسلام ۔ شیخ محمد سید سلیمان

۲۳ نومبر ۱۹۴۷ء / ۹ محرم ۱۳۶۸ھ

گفت مشق نام لیلیٰ مے کتم
خاطر خود را تسلی می دهم

مستتر شد :- حیدرآباد میں اب سے ایک ماہ قبل جو اندیشے تھے اب
بظاہر وہ نہیں رہے۔ ۳۰ جنوری سے موجودہ سیاست میں جو انقلاب
ہوا ہے اس واقعہ سے خطرہ کے امکانات میں ایک حد تک کمی ہو گئی
ہے حق سبحانہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مسلمان عزت آبرو چین اور اطمینان
کے ساتھ رہیں۔ کافروں کے شر اور تسد سے محفوظ رہیں۔ اگر حالات
اچھے رہے تو گرمیوں کی چھٹیوں میں حاضری کا خیال ہے کہ دو تین روز
کے لئے شرف قدمبوسی حاصل کروں۔ اُمید ہے کہ آں قبلہ کا مزاج
بفضلہ تعالیٰ اچھا ہوگا حق تعالیٰ آپ کو ہم لوگوں کی ہدایت و رہنمائی
کے لئے تادیر بعبانیت قائم رکھے۔ آپ کی زندگی سے بہتوں کی زندگی
والبتہ ہے۔ آمین

نویدکم محمد علی

حضرت اشعٰخ :- بجد اللہ کہ حالات بدل رہے ہیں اور اب لوگوں کے نقطہ نظر
میں بھی تبدیلی ہو رہی ہے ع

بدلتا ہے رنگ آسماں کیسے کیسے

کل بیوم ہونی شان۔ دیکھئے کہ اگر کسی کی زندگی سے جو کام
نہیں نکل رہا تھا وہ کام اس کی موت سے نکال لایا گیا سبحانہ

۳۰ جنوری ۱۹۴۸ء گاندھی جی کی تاریخ مرگ ہے (غ۔م)

ملکوت کل شیء
ولا یشرک فی حکمہ احدًا۔

اللہ تعالیٰ صناعت مطلق ہیں۔ ہم افراد اور جماعت اس کے اوزار ہیں۔
صناعت اپنے کام میں کسی متعین اوزار کا محتاج نہیں، اللہ تعالیٰ دین
کی بقا اور اسلام کی حیات کا وعدہ فرما چکے ہیں۔ و انالہ محافظون
سودین کی بقا اور اسلام کی حیات میں شبہ نہیں۔ شبہ اس میں ہے
کہ آیا وہ کام ہم سے لیا جائے گا یا دوسروں سے۔ یستبدل قومًا
غیرکمہ کا خطرہ ہے۔ ڈر یہ ہے کہ آیا صناعت عالم اپنی صنعت کے
لئے ہم سے کام لیتا ہے یا دوسروں سے محرومی ہماری ہوگی۔ اگر ہم
نکمے اوزار ثابت ہوں گے تو ماہر صناعت دوسرے اچھے اوزار کو کام
میں لائے گا اور ہم محروم کر دیتے جائیں گے آپ مسلمانوں کی حفاظت
کو نہ سوچیں اسلام کی حفاظت کو سوچیں، لیکن لوگ مسلمانوں کو سوچتے
ہیں، اسلام کو نہیں۔

من و تو گر ہلاک شویم چہ باک

غرض اندر میاں سلامت اوست

آپ میری حالت قیام میں تشریف لاسکتے ہیں۔ بجز اللہ
خیریت ہے اور خیریت کا طالب۔ آپ کے لئے دل سے

دعا ہے

ہیچمان

سیلمان

مکتوب نمبر ۱۲

رسقوط حیدرآباد اور اس کے مابعد اثرات سے متاثر ہو کر مولانا نے

ایک کارڈ لکھا: حضرت والاؑ کی طرف سے یہ جوابی کارڈ ہے!

محبی و مخلصی، رزقکم اللہ التکلیف

السلام علیکم ورحمۃ اللہ علیہاں رضا بالقضا سے چارہ نہیں لیکن

گو چارہ نہ ہو، تاہم یہ یقین رکھنا چاہیے کہ گو ہماری مرضی کے خلاف ہو لیکن ہمارے

لئے مصلحت بھی اسی میں ہے جو قضائے الہی ہے۔

عسلی ان تکرہوا شیئاً وھو خیر لکم و عسی ان تحبوا شیئاً وھو

شر لکم و اللہ یعلم و انتم لا تعلمون۔

آپ صاحبوں کو میری وہ گفتگو یاد ہوگی جو بمبئی میں کی گئی تھی۔

ام جستم ان تدخلوا الجنة و لما یاتکم مثل الذین خلوا

من قبلکم مستہم البساء و الضراء حتی یقول الرسول و الذین

امنوا متی نصر اللہ الا ان نصر اللہ قریب۔

صبر کی بڑی اہمیت ہے، صبر نام ہے ناگوار باتوں کے پیش آنے پر سبھی حق پر

قائم رہنا۔

و استعینوا بالصبر و الصلوٰۃ و انھا کلیدۃ الاعلیٰ الخاشعین الذین

یظنون انہم ملاقوا ربہم و انہم الیہ راجعون۔ پھر فرمایا

واذا اصابتہم مصیبتہ قالوا ان اللہ و ان اللہ راجعون

ہم اللہ کے مملوک ہیں اور مالک کو اپنے مملوک میں ہر طرح کے تصرفات کا

حق حاصل ہے۔ مملوک کو خیر ہو یا شر شکایت کا حق حاصل نہیں
 اب آپ کا پنشن کا زمانہ آگیا، اس کے بعد ترک مستقر کے مشورہ
 حاجی نہیں چاہتا، بے شبہ دین کی حفاظت کے لئے ہجرت ہے مگر اس
 زمانے میں مدینہ کہاں ہے اس لئے اگر آپ کی جگہ میں ہوتا تو کم از کم سروسٹ تو
 اپنی جگہ سے حرکت نہ کرتا۔

میرا بھی یہاں قیام مستقل نہیں، ابھی ارادہ متعین نہیں، یہاں کچھ دین
 کا کام ہو رہا ہے، بہتر یہ ہو کہ فرصت متوقع کے بعد کچھ دنوں کے لئے پہلے
 یہاں تنہا آ جا کر دیکھیں۔

مجبی مولوی مناظر صاحب اور مولوی فضل صاحب کا کوئی خط نہیں آیا،
 ان کی خیریت سننے کا متمنی ہوں۔ والسلام

فقیر پیمچان سید سلیمان

۲۲ فروری الحجہ ۱۳۶۶ھ

مکتوب نمبر ۱۵

مسترد :- یکشنبہ ۲۲ اگست ۱۹۴۸ء

سیدی و مولائی و مرشدی حضرت قبلہ دام اللہ فیوضکم علی رؤس المسلمین
 السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

۱ مولانا مناظر احسن گیلانی

۲ مولانا فضل اللہ صاحب مؤلف "الفضل اللہ الصمد شرح الادب المفرد"

حضرت الشیخؒ ۱۔ محبی العزیز زادکم اللہ تعالیٰ معرفتہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مترشد، بمبئی سے جدا ہونے کے بعد کوئی عریضہ ہی نہ لکھ سکا۔ اس عرصہ میں بیمار بھی ہو گیا تھا دروگر وہ کاشید حملہ ہوا پتھری نکلی کئی دن علیل رہا۔ اس کے بچے اور اہلیہ کی علالت کا سلسلہ رہا۔ دوسرے تفکرات تو جزو زندگی بن گئے ہیں قلب میں شگفتگی پیدا نہیں ہوتی، بڑی ابتلائیں ہیں جن سے ہم گذر رہے ہیں، دعا اور دوا ہر دو جاری ہیں لعلی اللہ یحدث بعد ذلک امرا۔ ان مع العسر یسر۔ حضرت کی دعائیں چاہئیں۔

حضرت الشیخؒ :- بجز اللہ تعالیٰ کہ آپ کو صحت ملی، کنکری کا نکلنا اچھا ہوا اللہ تعالیٰ خیر فرمائیں۔ فقیر بھی دعاؤں کرتا ہے۔

مترشد :- بفضلہ تعالیٰ حضرت کی ہدایت پر عمل ہے کوئی دن ایسا نہیں کہ حضرت یاد نہ آتے بلکہ دن میں کئی کئی بار آن قبلہ کا خیال آتا ہے۔

حضرت الشیخؒ :- خوشی ہوئی کہ ملاومت فرما رہے ہیں، ملاومت اصل ہے اس کے بغیر فائدہ نہیں۔ کما جاء فی الحدیث کا عملہ صلی اللہ علیہ وسلم دیمۃ مترشد :- ہر عمل کرتے وقت آپ کا تصور آہی جاتا ہے گو عرائض کے لکھنے میں مقصر ہا مگر دل سے یاد کبھی فراموش نہ ہوتی۔ بفضلہ تعالیٰ اب نسبتاً ہم سب اچھے ہیں۔ مولانا مناظر حسن صاحب مولانا فضل اللہ صاحب بھی اچھے ہیں۔
خوید کم محمد علی

۱۔ بمبئی میں علامہ ہند کا کوئی اجتماع ہوا تھا اس میں شرکت کیلئے حیدرآباد حضرت مولانا گیلانی اور مولانا محمد علی مرحوم گئے تھے۔ (د. غ. م)

حضرت اشیحؒ :- اس فقیر کو یاد کرنا محبت فی اللہ کا ثمرہ ہے زادنا اللہ تعالیٰ
حُتّافیہ۔ اپنا ایک شعر یاد آیا، لکھتا ہوں۔

ہر سمت نظر آتے ہیں، ہر وقت وہ مجھ کو
دو درجی مسافت کا گلہ بھول گیا ہوں
بلکہ یہ حال ہو گیا تھا :

سجدہ طرفِ کعبہ ہے دل تیری طرف ہے
اب قبلہ بھی اے قبلہ نما بھول گیا ہوں

یہ آغاز کے احوال ہیں، اللہ تعالیٰ کمال کی دولت عنایت فرمائیں والسلام

فقیر سید سلیمان

۲۰ شوال ۱۳۶۷ھ

مکتوب نمبر ۱۶

مترشد : ۲۲ جنوری ۱۹۵۰ء

بشرف ملاحظہ اقدس سیدی و مرشدی و وسیلتی ادام اللہ فیئکم و برکاتکم علینا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت اشیحؒ :- محب عزیز ادام اللہ تو فیکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مترشد :- کل مولوی غلام محمد صاحب کے خط سے اور آج مولانا فضل اللہ

صاحب کی زبانی معلوم ہوا کہ آں قبلہ بھوپال پہنچ چکے ہیں، ان حضرات

نے یہ بھی بیان کیا کہ ان کے کسی خط کا جواب نہیں ملا حق سبحانہ تعالیٰ مع
الخیر والعالفیت رکھے۔ آں قبلہ کی صحت سے بہت سے مردہ دلوں
میں جان پڑ گئی۔ اس زمانے میں آں قبلہ کا وجود ہم لوگوں کے لئے آئیہ
رحمت ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں بہرہ اندوز ہونے کی توفیق
عطا فرمائے۔

حضرت الشیخؒ: یہ سچیدان ۲۹ دسمبر کو بمبئی اور ۸ جنوری کو بمبئی سے چل کر ۹ کی
صبح بھوپال پہنچا۔ جہاز پر کچھ مزاج ناساز ہو گیا تھا اس لئے ہفتہ عشرہ
بمبئی ٹھہرنا پڑا، یہاں آکر بھی ضعف غالب تھا۔ اب سجد اللہ تعالیٰ
مزاج اعتدل پر آگیا ہے اور کام کرنے لگا ہوں۔

عزیزی غلام محمد کے دو خط حرمین میں ملے تھے مگر اس دفعہ میرا یہ
حال رہا کہ قلم پکڑنے سے طبیعت مستکبرہ ہو گئی اس لئے نہ کوئی خط
لکھ سکا نہ کوئی نوٹ ہی تیار کر سکا۔ حالانکہ بیرون ہند سیاحتوں میں اور
سفروں میں برابر اس کا اہتمام رہا مگر اس دفعہ تو گویا قلم سے
بیزاری ہی غالب رہی۔

مستر شد؛ پاکستانی ایک دستی خط سے آں قبلہ سے متعلق کچھ باتیں سنی گئیں اگر
درحقیقت وہ لوگ جن کے ہاتھ میں اقتدار کی باگیں ہیں صحیح معنی میں اسلامی
حکومت بنانا چاہتے ہیں تو اس میں روح بس آپ ہی پھونک سکتے
ہیں۔ آپ کے ہاتھوں جو بنیاد رکھی جائے گی وہ تقویٰ اور علم صحیح پر ہوگی
اور ہمسایہ حکومتیں بھی ان کی معقولیت کے آگے سرنگوں ہو جائیں گی۔

مجھے اس دن سچی صبح خوشی حاصل ہوگی دو حرفی جواب تسکین خاطر کا
موجب ہوگا۔

خودیدکم
مخلاج دعا محمد علی

حضرت الشیخ :- جو بات آپ نے آخر میں لکھی ہے اس کے متعلق اپنا خیال یہ ہے
کہ طبائع پر یورپ کا اقتدار اتنا مستولی ہے کہ ایک طرف اسلام بھی چاہتے
ہیں دوسری طرف یورپ کے رنگ ڈھنگ اور خیالات کو چھوڑنا نہیں
چاہتے۔ یہ حال صرف کسی ایک اسلامی ملک کا نہیں بلکہ سارے اسلامی
ملکوں کا یہی حال ہے کہ ان میں وہی قانون، وہی ادا، وہی طرز محبوب
ہے جو فرنگی ہے، باقی نام اسلام کا صرف زبانوں تک ہے اور
اور یہ چاہتے ہیں کہ ان کی خواہشوں کو عین اسلام ثابت کر دیا جائے
ضرورت پہلے قلب کے مومن بننے کی ہے۔ اس کے بعد دوسرے
کام ہیں۔ لوگ الٹی گنگا بہانے کو کہتے ہیں۔

والسلام بسید سلیمان

ربیع الثانی ۱۳۶۹ھ / ۲۶ جنوری ۱۹۴۹ء

۱۔ اس پیشگوئی کی صداقت آج کس قدر کھلی ہوئی نظروں کے سامنے ہے، ریسرچ انسٹیٹیوٹ
کراچی اور ادارہ ثقافت لاہور کیا کر رہے ہیں، کیوں کر رہے ہیں اور کس کی ایما سے کر رہے ہیں؟ (غ۔م)
۲۔ یہ لوگ وہ نادان دوست ہیں جو بڑے بے دین اور بدیت نہیں بلکہ دین دوست ہیں مگر تمام تر سیاست
زہ "لالہ" میں منحصر سمجھے والے اور اسلام کو "تحریک اور بعثت نبوی کی غایت" قیام حکومت
گرداننے والے۔ (غ۔م)

مکتوب نمبر ۱۶ (آخری مکتوب)

مستر شد، ۲۵ فروری ۱۹۵۲ء

بملاحظہ اقدس سیدی و مرشدی و مولائی و وسیعتی حضرت قبلہ ادام اللہ
ظلمکم الظلیل علینا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت الشیخؒ، محبی و مخلصی و فقہم اللہ تعالیٰ لما یحب و یرضی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مستر شد، ندامت ہے کہ عرصہ سے عرضیہ خدمت والا میں گزارنے کا شرف
حاصل نہ کر سکا۔ گو غدرگناہ بدتر از گناہ ہے لیکن یہ تصور بھی پیش نظر
تھا کہ آن قبلہ کو زحمتِ جواب کی تکلیف اٹھانی ہوگی، آپ کے
مشاغل میں مزید اضافہ ہوگا۔

مولوی غلام محمد صاحب سے آن قبلہ کا حال معلوم ہوتا رہتا ہے

حضرت الشیخؒ، جواب میں زحمت کی بجائے مسرت کا موقع ہے

مستر شد، میں اس نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ آن قبلہ نے

جو ہدایت دی ہیں ان پر بڑی حد تک عمل پیرا ہوں۔ یہی چیزیں ہر عمل
کے وقت آپ کی یاد تازہ کر دیتی ہیں۔ شاید ہی کوئی دن ایسا ہو کہ
آپ کی یاد نہ آتی ہو۔

حضرت الشیخؒ، استقامت و مداومت اصل طریق ہے۔ اللہ تعالیٰ مزید

توفیق بخشیں۔

مستشرق، حضرت ہی کی برکت دعا سے یہاں کچھ کام شروع کیا ہے۔ جس کا مختصر خاکہ اس لئے عرض ہے کہ آں قبلہ ہدایات عطا فرمائیں

۱۔ جامع سکندر آباد میں قرآن اور حدیث وفقہ کا درس جاری ہے۔ ۲۵، ۲۰ حضرات تعلیم پاتے ہیں جن میں بعض سمجھدار تعلیم یافتہ حضرات ہیں۔

۲۔ اسی سلسلہ میں ایک تربیت گاہ قائم کی ہے جس میں ان حضرات کے علاوہ اور لوگ بھی شریک ہیں اور سب کے سب ایسے ہیں کہ پورے عزم اور ارادہ کے ساتھ عمل کی خاطر آتے ہیں۔

۳۔ میں نے ایک فہرست تیار کی ہے جس میں معرفات اور منکرات درج ہیں حکمت اور مواعظت کے ساتھ ان کی طرف بلایا جاتا ہے جس معروف پر عملی عہد لینا ہو یا جس منکر کو چھڑانا ہو ایک ہفتہ تک اس کے محاسن و مصائب ذکر کئے جاتے ہیں پھر جب حقیقت ان کے ذہن نشین اور دل نشین ہو جائے تو آخذ و ترک پر عہد لیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ وہ ایک ایک معروف کو لے رہے ہیں اور ایک ایک منکر کو چھوڑ رہے ہیں۔ بڑی خوشی اس سے ہے کہ وہ ان پر سختی سے عامل ہیں اور اپنے گھر میں انقلاب پیدا کر رہے ہیں۔ حق سبحانہ تعالیٰ انہیں استقامت عطا فرمائے۔ یہ جماعت بجز اللہ تعالیٰ جھوٹ نہیں بولتی۔ غیبت نہیں کرتی۔ معصیت گاموں میں نہیں جاتی۔ ایسی تقاریب میں حصہ نہیں لیتی جہاں اثم اور عداوان ہو۔ نماز باجماعت

اے اور یہاں خاص طور پر اسکی نقل کا منشا یہ ہے کہ ایک چیز شاید کسی مخلص خادم ملت کے کام آجائے۔ (دغ۔ ۲)

کی پابند ہے رسومِ جاہلیت اور آباء اور اجداد کے نام محمود اور ناشرعی طریقوں سے الگ ہے۔ سچی خالص توحید ان کے عمل سے ظاہر ہے۔ اتباعِ سنت کے لئے اسوۂ حسنہ زندگی کے ہر شعبہ میں معلوم کر کر عمل کر رہے ہیں کچھ لوگ تہجد گزار ہیں اپنی ظاہری صورت بھی ٹھیک کر لی ہے میں انہیں تقریر کی مشق کر رہا ہوں عقائد اور فقہ کے مسائل بتلا رہا ہوں ضرورتِ دین سے واقف کر رہا ہوں تاکہ یہ حضرات دیہات میں جا کر تبلیغ کریں نام کے مسلمانوں کو کام کے مسلمان بنائیں کسی قسم کی جلبِ منفعت ان سے نہ کریں اپنا کھائیں اور گاؤں میں قیام کر کر اسلامی مطالبات و تعلیمات سے انہیں آگاہ کریں۔

حضرت الشیخ :- اللہ تعالیٰ کے فضل سے جو کام آپ نے شروع کیا ہے اس سے نصیر کی امید قوی ہے۔ طریق کار کا علم ہوا مفید ہے اسکو جاری رکھیں اور نفس کی آلائش سے بچائیں سو ارضاق کے کوئی دوسرا مقصد نہ ہو۔

مسترشد :- ہر مہینہ ایک شب مسجد میں جمع ہوتے ہیں، گناہوں سے معافی چاہتے ہیں صلوٰۃ تسبیح پڑھتے ہیں، خلوت میں اپنے اعمال کا جائزہ لے کر اور استغفار کرتے ہیں۔ کچھ حصہ رات کا آرام لینے کے بعد تمام شب ذکر و عبادتِ الہی میں گزارتے ہیں تہجد کے بعد یہ ناچیز اور کبھی مولانا فضل اللہ صاحب نصاب فرماتے ہیں مولانا فضل اللہ صاحب بھی میری دعوت پر کبھی کبھی تشریف لاتے ہیں۔

میں اس تبلیغی جماعت کو قرآن عزیز کی ایسی چالیس آیات جو

زندگی کے اہم شعبوں سے متعلق ہوں یا دلارہا ہوں۔ اور اسی نوعیت کی چہل حدیث کا بھی انتخاب کیا ہے یہ بھی یاد دلارہا ہوں اور چالیس ایسی دعائیں جو کھاتے پیتے سوتے جاگتے اٹھتے بیٹھتے مسجد اور گھر میں جاتے آتے نیز مختلف حالتوں میں جو ماثورہ دعائیں ہیں انھیں بھی یاد دلارہا ہوں۔

خدائے تعالیٰ کے فضل و کرم سے اصلاح ہو رہی ہے اور خطبہ جمعہ سننے کے لئے تو بہت دور دراز سے لوگ آتے ہیں جامع مسجد کی توسیع کرائی گئی پھر بھی جامع مسجد سکندر آباد نا کافی ہو رہی ہے۔ میں ہر وقت خدائے تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ شیطانی کید سے محفوظ رہوں، اخلاص اور تقویٰ کی بنیاد پر جو کام ہو رہا ہے اس میں ریانہ پیدا ہو، بغیر کسی اعلان و تشہیر کے خاموشی سے یہ کام ہوتا رہے۔

حضرة الشيخ، اس کو نصب العین بنا کر ہمیشہ پیش نظر رکھیں۔

انما يتقبل الله من المتقين

مترشد :- یہ سب کچھ آن قبلہ کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ حضرت قبلہ ہم سب کی نیتوں میں اخلاص اور ہمارے کاموں میں برکت اور استقامت عطا فرمائے گے لئے بارگاہ رب العزت میں دعا فرمائیں۔
اس بارہ میں آن قبلہ کی ہدایات کا طالب ہوں۔ خودیکم محمد علی

الحمد للہ کہ اس کام میں بڑی برکت رہی، بیسیوں مسلمان، مومن صادق

(بقیہ حاشیہ دوسرے صفحہ پر)

حضرت الشیخؒ :- دل سے دعا ہے .

سید سلیمان

(بقیہ حاشیہ)

بن گئے۔ سینکڑوں ہزاروں کے عقائد کی اصلاح ہو گئی جو بیت المال قائم کیا گیا اس میں مولانا مرحوم کے انتقال کے وقت ایک لاکھ سے زائد کی رقم تھی اور سینکڑوں بیواؤں، طالب علموں اور ناداروں کی اس سے امداد ہو رہی تھی اور بڑی بات یہ ہے کہ یہ کام اب تک چل رہا ہے۔

یہاں مولانا مرحوم کی موت کا تذکرہ بھی باعث برکت ہو گا۔ انتقال سے آٹھ روز قبل مولانا کو خواب میں معلوم ہو گیا کہ بس اب وقت بالکل قریب ہے۔ مولانا باہر اور گھر میں ایک خوش طبع انسان تھے مگر اس رویا و صادقہ کے بعد خاموش سے ہو گئے فکر آخرت دل و داغ پر مستولی ہو گئی۔ اپنے مخصوص شاگردوں اور فیض یافتوں کو دو چار روز قبل جمع کر کے اپنے خواب کا ذکر فرمایا۔ پھر سب معافی مانگ لی اور مناسب ہدایتیں ان کو عطا فرمائیں موت والی رات بعد عشا لیٹے ہی تھے کہ پیٹ میں شدید درد محسوس ہوا۔ مولانا اپنے خسر محترم حکیم مقصود جنگ بہادر ہی کے ساتھ رہتے تھے۔ حکیم صاحب مرحوم فوراً آئے دوادی مگر مولانا نے فرمایا نہیں اب تو آپ سب میری کوتاہیوں کو معاف فرمادیں پھر اسی درد و کرب کی حالت میں خود ہی قبیلہ رخ ہو کر لیٹ گئے اور بس لا الہ الا اللہ کہہ کر رخصت ہو گئے ع مر گے کہ زاہداں بہ دعا آرزو کنند

رحمۃ اللہ علیہ۔۔ حضرت حاجی امد اللہ صاحب قدس سرہ کے سلسلہ عالیہ کے خاص برکت "حسن خانہ" الحمد للہ کہ حاصل ہو کر رہی اللہ تعالیٰ ہم سب کا انجام بخیر فرمائے۔

مکتوبات پیام سید عبدالرؤف صاحب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مکتوب نمبر ۱

۲۰ شعبان ۱۳۶۳
۲۲ اکت ۱۹۴۳ء

۲- مسترشد :- مولانا المحترم و مرشدنا المکرم افادنا اللہ تعالیٰ بطول بقائہ
حضرت شیخؒ، محب اکرم و فکرم اللہ تعالیٰ لِمَا یُحِبُّ و یرضی
مسترشد :- السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت اشخؒ :- السلام علیکم ورحمۃ اللہ بحجے خدمت سے انکار نہیں۔ لیکن سوال
یہ ہے کہ کیا حضرت مولانا محمد علی صاحب سے طبیعت کو مناسبت نہ ہوئی۔ یا کیا
وجہ ہے جو اس سلسلہ کو آپ نے قائم نہیں رکھا۔

مسترشد :- میں نے حضرت حکیم الامت ورحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کا سلسلہ قائم
کرنا چاہا۔ لیکن حضرت نے تعلیم و اصلاح سے مغذرت ظاہر کی۔ اور فرمایا بیعت سے
غور نہیں مگر کوئی مصلحت تجویز کر کے اس کا دستخط دکھلاؤ۔ اس پر میں نے حضرت مولانا

محمد علی صاحب کو اپنا مصلح تجویز کر کے تعلیم و اصلاح کی درخواست کی۔ انہوں نے
 قصداً سبیل کا بغور مطالعہ اور اس کے مطابق عمل کرنے کا حکم دیا۔ لہذا ازان ^{بعد طلب}
 اور اردو و طائف پر ۵۰۰ بار لاجول پڑھنے کی اجازت ملی۔

اس کے بعد حضرت حکیم الامتہ سے ملاقات ہوئی۔ حضرت نے اجازت دی
 کہ اگر وہ (محمد علی صاحب) مصلح پسند نہ ہو تو کسی دوسرے کو بناؤ۔ اور اس کا دستخط
 دکھلاؤ۔ اس پر میں نے مولانا ظفر احمد تھانوی کو مصلح بنا کر ارشاد و تعلیم کی درخواست
 کی۔ لیکن انہوں نے معذرت ظاہر کی۔ تو پھر میں نے حضرت ہی سے درخواست کی
 کہ حضور ہی کو فی مصلح تجویز فرمائیں ارشاد ہوا کہ اپنی مناسبت اور دلچسپی کو دیکھ کر
 تجویز کر لیں۔

چنانچہ اسی حیصہ میں تھا کہ حضرت کا انتقال ہوا۔ اب حضرت کے
 انتقال کے بعد بوجہ تقاضائے ضمیر آپ سے بیعت کا طالب ہوں اور التزام
 سنت و اجتناب بدعت اور تعمیل تعلیمات و ارشاد کا وعدہ کرتا ہوں۔

ارشاد کا طالب

خادم دیرینہ

سید عبدالرؤف غفرلہ۔ اورنگ آبادی۔

حرفۃ الشیخ: آپ میری نسبت یہ سمجھ لیں کہ یہ خاکسار حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے
 خدام میں سب سے کمتر ہے۔ اور تمہیں بھی فروتر ہے۔ اس پر بھی اگر اس ذرۃ بمقتدار
 کی طرف اپنے دل کی کشش ہے تو کھف محسوس فرمائیں تو ظاہر فرمائیں۔ ایسا
 نہ ہو کہ بعد کو پچھتاوا آئے۔ میرے حالات کو بھی تحقیق فرمائیں کہ میں اس قابل
 بھی ہوں۔ اگر ان سب باتوں کے بعد بھی دل کا میلان ہو تو خدمت سے انحراف

نہیں۔ والسلام

سید محمد انیسویں سلیمان، ۱۲ شعبان ۱۳۶۲ھ

مکتوب ۲

۵۶۳
یکم رمضان
۱۳۶۲ھ

مستتر شد :- مخدومی المحترم و مرشدی المسکرم انفاذی اللہ بطول بقائہ۔

حضرت الشیخ :- انیسویں سلیمان

مستتر شد :- السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت الشیخ :- السلام علیکم

مستتر شد :- بہر کیف خدا شاہد ہے کہ دل کی بے تکلف کشش حضور والا کی جانب

محسوس ہو رہی ہے۔ گرامی جناب کی ذات ستورہ صفات بندہ کے لئے عرصہ سے آشنائیں۔

بعد وفات حضرت والاد حکیم الامتہ) ایک خواب دیکھا کہ ایک پُر نفا مقام پر

ایک بزرگ کے ہاتھوں کو ہاتھوں میں لے کر بار بار بوسہ دے رہا ہوں۔ اور رو رہا ہوں

مگر وہ بزرگ نقاب پوش ہیں۔ علاوہ ازیں

پیر من خس است ، اعتقاد من بس است

کے اصول کے مطابق اب اعتقاد ذات گرامی کے ساتھ وابستہ ہے۔ اور بیعت

کا خواہش مند ہوں۔

میری تدریجی عقیدت قبول فرمائیں۔ یہ سرف قبولیت میرے لئے سزا ہے سعادت

۱ اور باعث افتخار و ناز ہوگا

بندہ عہد و اٹاق کرتا ہے کہ تا امکان التزام سنت اور اجتناب بدعات کرے گا۔ اور تعلیمات اور ارشادات پر عمل پیرا رہے گا۔

لہذا بیعت قبول فرمائیں اور حاضری کی اجازت دیں۔ اور ارشاد و تعلیم فرما کر اصلاح حال، تصفیہ قلب اور تزکیہ نفس کا موقع دیں۔

ایک عزیز نے حضرت مرشد کی رخصت پر ایک قطعہ تاریخ کہا ہے۔ بیعت اشاعت ارسال ہے۔

نیاز مند قدیم

سید عبدالرؤف غفرلہ۔ اوزنگ آبادی

حضرت شیخ۔ غالباً یہ ذہن نشین ہوگا کہ یہ عمر بھر کا سودا ہے۔ اس لئے اس راہ میں جو قدم رکھا جائے خوب سوچ سمجھ کر رکھا جائے۔

پیر کی نسبت صرف اتنا اعتقاد رکھنا شرط ہے کہ میری تلاش میں میرا نفعیت کے لئے اس سے بہتر کوئی شخص اس وقت نہیں۔

بہر حال یہ طرفین سے الحب فی اللہ کا معاہدہ ہے کہ طالب تعین میں اور مطلوب یعنی شیخ تعلیم میں کوئی کمی اخلاص میں نہ کرے گا۔ باقی رسم بیعت میں استعمال غیر ضروری ہے۔ یہ بات اپنے وقت پر انشاء اللہ ظہور پذیر ہوگی۔

اب تمہید بالکے بعد عرض ہے کہ آپ نے قصداً سبیل ملاحظہ فرمائی ہے۔ آپ اپنے آپ کو چار قسموں میں سے کسی قسم میں داخل کرتے ہیں۔

بالفعل آپ حضرت والارحمۃ اللہ علیہ کے مواعظ کو جو مل سکیں مطالعہ کرنا شروع کر دیں۔ اور ہر بیان کا اپنے کو مخاطب سمجھیں۔

حضرت رحمت اللہ علیہ کی تصانیف سے تصوف یعنی علم احسان و اخلاص
کا مقصود و مدعا تو ذہن میں اچھی طرح آ گیا ہو گا۔ یہ اولین چیز ہے۔ بالفعل آپ
کے معمولات کیا ہیں۔

والسلام۔ ۳ رمضان المبارک ۱۳۶۳ھ

- ۴ افتخار و ناز غیر محمود ہے کہ اس کا منشاء کبر اور حصول جاہ کی محبت ہے
- ۵ انشاء اللہ
- ۶ اسی جلدی نہ کیجئے
- ۷ مل گیا

والسلام ۳ رمضان المبارک ۱۳۶۳ھ

مکتوب ۳

۱۸ رمضان المبارک

مترشدہ: مخدومی کو مرشدی وام بقائے
حضرت الشیخ، محب صمیم رزقکم اللہ تعالیٰ علماً نافعاً و عملاً صالحاً
مترشدہ: السلام علیکم ورحمۃ اللہ
حضرت الشیخ السلام علیکم ورحمۃ اللہ
مترشدہ: مزاج اقدس بغیرت کا طالب
حضرت الشیخ، الحمد للہ علی کل حال
مترشدہ: بے شبہ طلب ارشاد عمر سہر کا سودا ہے
حضرت الشیخ یہ سودا نفع بخش ہو گا انشاء اللہ تعالیٰ

مسترشد ۱۔ عواقب و نتائج پر نظر ڈال کر یہ طے کر لیا ہے کہ ذات ستودہ
صفات کی طرف رجوع کر کے اصلاح حال چاہوں۔

حضرت الشیخ ۲۔ اللہ تعالیٰ ہم دونوں کو توفیق سے بہرہ ور فرمائیں۔
مسترشد ۳۔ عالی جناب کی علمی و روحانی برتری و برگزیدگی کا اعتراف مجسّمہ ہاتھ
بڑھاتا ہے۔

حضرت الشیخ ۴۔ یہ آپ کا نرا حسن ظن ہے۔
مسترشد ۵۔ ارشاد مرشد تائید میں ہے تو قبول ہے ورنہ جذبہ دل تو بار بار
یہی کہتا ہے۔

” دل می رود ز دستم صاحب دلان خدا را “

حضرت الشیخ ۶۔ مصلحت اسی میں ہے۔ آتش شوق تیزی گدود۔
مسترشد ۷۔ بندہ نے علوم دینیہ کی تحصیل ایک حد تک کی اور بعض درس گاہوں
سے سند فراغ بھی حاصل کی ہے۔ خدا کا شکر ہے۔

حضرت الشیخ ۸۔ بحمد اللہ

مسترشد ۹۔ عالم فارغ تو نہیں ہوں۔ عالم مشغول کی صورت ہے
حضرت الشیخ ۱۰۔ آپ اسی میں اپنے کوشاں سمجھیں۔
مسترشد ۱۱۔ وجہ معاشی کے لئے ہائی انگلش سکول اورنگ آباد میں ہیڈ ماسٹر ہوئی
کی آسامی پر مامور ہوں۔ اور اہل و عیال کے حقوق ذمہ عائد ہیں

حضرت الشیخ ۱۲۔ اللہ تعالیٰ برکت دیں

مسترشد ۱۳۔ حضرت رحمۃ اللہ کی تصانیف تصوف میں صرف قصد السبیل کے
مطالعہ کا موقع آیا ہے۔ اور بس۔

حضرت اشیحؓ - مزید کتابوں کی تلاش میں رہیں۔ اور حسب موقع مطالعہ جاری رکھیں۔
تصد سبیل کو پھر پڑھیں اور ادا کی ایک ایک نصیحت پر اپنے کو
جانچیں اور جو کمی پائیں اسکے دور کرنے کی ہمت کریں

مسترشد: نماز پنجگانہ باجماعت کا التزام تا امکان ہے۔ تہجد گزاری بلا التزام
گہے گہے عمل میں آتے ہیں

حضرت اشیحؓ - تہجد کا التزام بھی از بس ضروری ہے۔ یعنی مفتاح اسرار ہے
اگر رات کو اچاننا نغمہ ہو جائے تو بوقت چاشت بارہ رکعت پڑھیں۔

مسترشد - تلاوت قرآن کا مشغلہ داخل صلوٰۃ اور خارج صلوٰۃ ہے۔

حضرت اشیحؓ - یہ بھی ضروری ہے۔ مقدار جو طے کر لی جائے۔

مسترشد - بالاتزام بعد نماز عشاء وقت خواب سو بار استغفار، درود
شریف سو بار کلمہ طیبہ سو بار اور سو سے زائد۔

حضرت اشیحؓ - سوتے وقت کا دوسرا عمل استغفار کے علاوہ جو ہو وہ دوسرے وقت
ہٹا کر آخر میں بستر پر لیٹ کر ایک دفعہ سورہ بقرہ کا اخیر رکوع ادریدھا
پڑھا کریں،

اللّٰهُمَّ اسَلِّمْ وَجْهِي الْيَوْمَ وَالْغَدَ وَفَوِّضْ اَمْرِي اِلَيْكَ

رَغْبَةً وَرَهْبَةً اَيْكَ لَا مَلْجَا وَلَا مَنجَا مِنْكَ اِلَّا اِلَيْكَ

الْحَاثُّ ظَهْرِي اَيْكَ - اَللّٰهُمَّ اَمْنْتُ بِكَتَابِكَ الَّذِي اَنْزَلْتَ بِبَيْتِكَ

الَّذِي ارْسَلْتَ اِلَيْهِمْ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاحْيِي۔

یہ کہہ کر اپنے کونٹ دائیں ہاتھ یعنی تھیلی گال کے نیچے رکھ کر سو جائے۔ نماز

عشاء کے بعد دنیاوی بات چیت نہ کی جائے۔

مستر شہ ۱۔ بعد از پنجگانہ دیگر ادراد مفیدہ معمول میں ہیں
حضرت اشینخ، نفس ادراد کی کثرت غیر ضروری ہے کہ آہستہ چلیے، مگر دواماً چلیے
فائدہ کثرت میں نہیں۔ دوام میں ہے وَاِنَّ قَلَّ مٰگر اخلاص اور
یکسوئی ضروری ہے تاکہ نفع جلد ہو۔

مستر شہ ۲۔ پنجگانہ امامت اور ہفتہ واری و سالانہ خطابت۔ ہفتہ واری و سالانہ
تذکیر و وعظ اور تذکرہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم معمولات سے ہیں۔
حضرت اشینخ، اس میں شرط یہ ہے کہ اخلاص کے سوا نفس کا کوئی داعیہ شامل
نہ ہو۔ ورنہ ترک اولیٰ ہے

مکتوب نمبر ۲

(نوٹ ۱۔ یہ خط بھی مولوی عبدالرؤف صاحب کے مندرجہ بالا

مراسلہ ہی کے جواب میں ہے۔)

مکتوب حضرت اشینخ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

از پیران سلیمان مجب صمیم رزکم اللہ علّٰ نافعاً و عملاً صالحاً
السلام علیکم۔ آپ کسی وقت دو رکعت نفل باخلاص و خضوع پڑھ
کر استغفار کیجیے۔ اور اسی وقت سے کام شروع کر دیجیے۔ یہ بھی تو بہ گذشتہ تفسیر میں
پرکے آگے کے لئے اطاعت کامل کا عزم کیجیے۔ اللہ تعالیٰ پورا نافرما دیں گے
من یتوکل علی اللہ فهو حسبہ۔

۱۔ نماز پنجگانہ کے علاوہ حسب ذیل نمازوں پر حتی الامکان مداومت کیجیے۔ نماز

تہجد۔ بعد مغرب پچھ رکعت نفل۔ طلوع آفتاب کے کچھ دیر بعد ۲
یا چار رکعت نفل۔ چاشت چار رکعت نماز پنجگانہ کے بعد نفل مسنونہ۔ نوافل
اگر بغیر کبھی چھوٹ جائیں تو کچھ حرج نہیں۔

۲۔ تمام منہیات سے توبہ کر کے اون سے بچنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔

۳۔ اس کے لئے حضرت دارالرحمت اللہ علیہ کی اصلاح الرسوم اور بہشتی زیور
مطالعہ کیجئے۔ اور اون کے مطابق عمل کیجئے۔

۴۔ تہجد کی نماز کے بعد درود کے ساتھ بارگاہ الہی میں ہر شب بالمحاح تمام
اپنے لئے دعا کیجئے۔ دعا میں خضوع ہونا چاہیئے۔ عصر اور صبح کی نمازوں کے بعد بھی
دعا خوب کیجئے۔ اور مانگیئے جو آپ کے لئے مناسب ہو۔ انشاء اللہ ملے گا۔ اس
در سے کوئی محروم نہیں ہوا ہے۔ اُدعو فی استجب لکم اس کا اعلان
عام ہے۔ الدعاء فتح العبادۃ۔

۵۔ نماز میں اعتدال ارکان اور حضور قلب کی کوشش ہو۔ اب اس کے
بعد اپنے اعمال سے اطلالہ دیتے ہیں۔

۲۲ رمضان ۱۳۶۲ھ

مکتوب نمبر ۵

۲۷ شوال ۱۳۶۲ھ

مستر شہدہ محمد و منا الملکرم و مرشدہ الالاعظم متعنا اللہ تعالیٰ بطول بقائہ
حضرت اشیرؒ۔ محب کیم و صمیم رزقہم اللہ تعالیٰ علماً نافعاً و عملاً صالحاً
مستر شہدہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
حضرت اشیرؒ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

مستر شد :- جناب والا کے ہدایات پر پورے غم و استقامت کے ساتھ عمل درآمد شروع کر دیا ہے۔

حضرت ایضاً^{شہ} د الحمد للہ کہ آپ نے عمل شروع کر دیا۔ اس سلسلہ میں ام باتیں بمنزلہ اصول ہیں۔ اعتقاد، انقیاد، اطلاع اور اتباع۔ جس قدر مکاتبت کا سلسلہ رہے گا۔ انشاء اللہ نافع ہوگا۔ جو حال اس راہ میں ہو۔ اس سے اطلاع دیں۔ اس راہ میں ضرور ہے کہ مرنے کے ہاتھ میں اس طرح دیدیں جس طرح مریض طبیب کے ہاتھ میں اپنے کو دیدیتا ہے۔ مریض خود اپنے لئے نسخہ نہیں لکھتا اور نہ قرابا دین دیکھ کر دوائیں چھانٹتا ہے۔

مستر شد :- آج کل مرشد اعظم اعلیٰ حضرت حاجی امدا اللہ نود اللہ مرقدہ کے کلیات کا وہ حصہ جو ضیاء القلوب کے نام سے موسوم ہے۔ مطالعہ میں ہے حضرت ایضاً^{شہ} ضیاء القلوب کا مطالعہ علم کے لئے تو اجازت ہے مگر عمل کے لئے وہ قسریا دین ہے۔ اس کے نسخوں پر عمل طبیب کے مشورہ سے کرنا چاہیے آپ کے لئے عالم مشغول کے اعمال کی تجویز تھی۔ اس سے آگے بڑھنے میں جلدی نہ کیجئے۔ اس میں جو کچھ لکھا ہے۔ اسی کی تقلید کیجئے۔ اس کتاب قصداً سبیل کے آخر میں منہیات و اوامر کی تھیر رک ہے۔ وہ پیش نظر رہے۔ مقصود حصول تقویٰ ہے۔ کہ قرآن پاک ہدیٰ للمتقین ہے۔ اور عبادات کا منشاء بجا آوری بعد حصول تقویٰ ہے۔ لعلکم تتقون

مستر شد :- جب کبھی غفلت و رکابال ہو جاتا ہے۔ تو حضور والا کی صورت ثمالی پیش نظر ہو جاتی ہے۔ اور عہد معاہدہ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔

حضرت ایضاً^{شہ} یہ نشان محبت ہے۔

مکتوب ۶

نوٹ: یہ خط بھی مرسل کے گذشتہ خط ہی کے جواب میں ہے مستقل

لکھا گیا ہے

مکتوب حضرت شیخ

ابو سیدان سلیمان بن محمد صمیم مولوی سید عبدالرؤف صاحب نفع اللہ تعالیٰ بفضلہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

ہدایات حاشیہ پر لکھ دی گئی ہیں۔ اب ضرورت اس بات کی ہے کہ
بعد فراموشی و سستی و نوافل کی پابندی علی مراتب الوجوب والا استجاب کے، منہیات
شرعیہ سے احتراز کا لزوم کیا جائے اور ہمیشہ نظر اپنے احوال پر رہے
اور غور کر کے الاشد فالانف اپنے عیوب کی تلاش میں رہے۔ اور جو عیب
سب سے زیادہ ابھرا ہو اعلیٰ العیان معلوم ہو اسکے دفعیہ کی کوشش کیجئے مثلاً
کبر، عجب، ریا، حسد، وغیرہ آپ اس عیب کی حقیقت پہلے دریافت کریں۔ اگر
معلوم نہ ہو۔ اور پھر اس کا علاج دریافت کریں۔ ذکر اللہ اللہ آپ کس وقت اور
کس قدر کرتے ہیں۔ جو تعداد ہو اس پر مہل و مت کی جائے۔ اور کیسوی کے ساتھ
یہ تصور کیا جائے کہ نور کا نزول ہو رہا ہے۔ اور یہ بھی لکھیں کہ دل پر کیا احوال وارد
ہوتے ہیں۔ درد احوال ضروری نہیں۔ مگر اگر درد ہو تو لکھیں۔ لیکن نہ اس ورد
احوال کی کوشش کریں کہ مقصود نہیں اور نہ اس غرض سے اسکی طرف توجہ کریں
کہ یہ فسادِ نیت کا باعث ہو گا۔ نفی و اثبات کا ذکر قبل از وقت ہے۔ قصد سبیل میں
اسکی ہدایت آپ دیکھیں۔ آپ نے جو نظم بھی ہے اصلاح کے بعد شائع ہو سکتی ہے
ان میں اغلاط ہیں۔

حضرت والارحمت اللہ علیہ کے مواعظ ملیں تو ضرور دیکھا کریں۔ بڑی

نعمت ہیں۔ والسلام

۱۲ ذیقعدہ ۱۳۶۲ھ جنوری

مکتوب ۱

مکتوب حضرت الشیخ

مکتوب مسترشد

برادر عزیز، نفعکم اللہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ
۱۲۔ آپ کی اس اشرافیہ سے
خوشی ہوئی

مخدومی المکرم و مرشدی المحترم دام بقائہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
۱۲۔ ہدایت نامہ موصول ہو کر بہت افرز
ہوا۔ اور غفلت کے لئے تازیانہ۔

اصول اربعہ، اعتقاد، القیاد، اطلاق
ادب اتباع کی تشریحات کو جنوری مطالعہ کیا۔ اور
اپنی نادانی اور خود سری پر مجید نام ہوا۔
آئندہ بلا اطلاع و بلا استرضاء قدم نہیں
اٹھائوں گا۔

۱۱۔ ہمارے سلسلہ میں حضرات مجازیب
کی نسبت یہ حکم ہے کہ اون کا ادب کیا جائے
مگر نہ اون سے کچھ لیا جائے اور نہ پوچھا
جائے

۱۱۔ ہمارے شہر میں ایک بزرگ
مقیم ہیں جو چپ شاہ کے نام سے مشہور
ہیں۔ مجزوب ہیں۔ لیکن تعقل اور تفہم سے
بہرہ ور ہیں۔ ایک رات خواب میں ان

کو دیکھا۔ خواب ہی میں انہوں نے مجھ سے کہا
کہ ذکر لا الہ الا اللہ کیوں نہیں کرتے
اس کی بڑی ضرورت ہے۔ بیدار ہوا تو شاہ
صاحب کو پلنگ پر بیٹھا ہوا پایا۔ میں اُن سے
طریق ذکر دریافت کیا۔ لیکن وہ خاموش رہے
الغرض اس واقعہ کے تحت چند ماہ سے
یہ ذکر کرتا تھا۔ مگر اب بغیر مرضی کے نہیں
کروں گا۔

۵۔ ترک

۱۔ ۴۔ اسکی ضرورت کہ وقت معین کر کے
پوری توجہ کے ساتھ اہم ذات کی معین مقدار
کا ایک نشست میں یا متعدد نشستوں میں
حسب سہولت ایسی آواز سے جو سنی جاسکے
بغیر ضرب کے ذکر کریں۔ اسکی زیادہ سے زیادہ
تعداد ۲۴ ہزار اور کم سے ۲ ہزار ہے۔ آپ
کم سے کم سے شروع کر کے حسب ذوق و
توفیق جن قدر پہنچا سکیں۔

۶۔ جزاک اللہ بارک اللہ

۵۔ یہ ذکر جاری رکھوں یا ترک کر دوں
۶۔ اہم ذات کا ذکر گاہے گاہے تھوڑی
تعداد میں کرتا تھا۔ اب جیسا حکم ہو۔ کروں
اسم ذات کا ذکر کروں یا کلمہ طیبہ۔

۷۔ تلاوت قرآن کا التزام تو بعد فراغت
حفظہ سال سے اور خدا کا شکر ہے کہ آپ کے فیض
برکت سے تہجد میں بھی ایک پارہ تلاوت کیا کرتا ہوں

۱۸۔ نفعکم اللہ بہا و اضعف
اجرکم۔

۱۸۔ جناب کے کیا اثر سے بلا جبر و
اکراہ خوشی و رغبت سنن و نوافل پجگانہ
کے علاوہ اشراق و چاشت و ادا بن ادا کر
رہا ہوں۔

تقصیرات پر استغفار کر کے آئندہ
احترام کا عزم کیجئے۔

۱۹۔ مہنات شرعیہ سب سے شہر پاک
نہیں ہوں۔ ریاء و حد جلبی تو نہیں ہے
مگر مخفی ہے۔ گاہے گاہے اس کا ظہور
ہو جایا کرتا ہے

۱۰۔ ایک ایک رذیلہ کو لے کر اوس کے
ازالہ کی کوشش کیجئے۔ پہلے اوس رذیلہ
کی حقیقت سمجھ پھر ازالہ کی تدبیر۔

۱۰۔ غلا گوئی، کلمات خوشامندانہ او
غیبت کا سد رکھی گاہے گاہے ہو جایا کرتا
ہے۔ خاص تو جہ مبذول فرمائیں کہ خدا نے
کریم ہمیں ان سیوب سے پاک کرے۔

۱۱۔ حصول تقویٰ تعالیٰ بالفضائل و ستی
عن الرذائل پر ہے۔ رضائے الہی، اصل
سلوک ہے حصول لذت محمود ہے مگر
مقصود نہیں۔ اس کے دوپے نہ ہونا
چاہیئے۔ وہ خود سے آئے گی۔

۱۱۔ گاہے گاہے تلاوت یا عبارات
نہیں لذت ملتی ہے۔ مگر دیر نہیں او
ہمیشہ نہیں۔

۱۲۔ انشاء اللہ اس کا موقع ملے
گا۔

۱۲۔ آرزو تھی کہ زیارت نصیب
ہوتی اور صحبت کا موقعہ حاصل ہوتا
اسکی کیا صورت ہو سکتی ہے۔

۳: نظم مذکورہ اگر بعد اصلاح شائع ہو سکتی ہے تو اسکی اصلاح کر دی جائے اور شائع کرادی جائے یا کم از کم اغلاط کی جانب ارشاد فرمایا جائے۔

تنبیہ

مکتوب - ۸

۲ محرم ۱۳۶۳ھ / ۳۰ دسمبر ۱۹۴۳ء

مستر شد:۔ مخدومی و مرشدی مظللہ العالی

حضرۃ الشیخ:۔ محب صمیم ارشد کم اللہ تعالیٰ

مستر شد: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

حضرۃ الشیخ: السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

مستر شد: ہدایت نامہ موصول ہوا۔ اکثر و بیشتر پرھتا ہوں ہر خواندگی

میں اس کے محاسن معنوی ایک نئے عنوان سے طہو پذیر ہوئے

ہیں اور قلب و دماغ پر اثر انداز ہوتے ہیں

حضرۃ الشیخ:۔ الحمد للہ تعالیٰ

مستر شد: اصول اربعہ اعتقاد، القیاد، اطلاع اور اتباع پر تا

امکان عمل پیرا ہوں۔

حضرۃ الشیخ: یہاں اطلاع سے مقصود شیخ سے مکاتبت اور اتباع

سے مقصود احکام شیخ کی پیروی ہے۔

مسترشد۔ صحت کی خرابی اور دماغ کی کمزوری کے باعث شب بخیر و شب بیداری اور ام ذات کا ذکر شکل تھا مگر ہدایات موصولہ کے اثر اندازی نے ماری شکلیں آسان کر دیں۔

حضرت اشیحؒ: کچھ حصرچ نہیں لایکلف اللہ نفساً الا وسعاً مگر سستی و کاہلی و عدم سعی کا نام عدم وسعت نہیں ہے۔

مسترشد۔ خرابی صحت کے باعث بعد از نماز صبح ٹھکتا ہوں۔ اور اسی جہل قدمی کے دوران ام ذات کی دوسری قسط پوری کرتا ہوں۔ کیا اس صورت سے اسم ذات اور دیگر اولاد و ولادت قرآن میں کوئی حصرچ ہے۔
حضرت اشیحؒ: کچھ حصرچ نہیں۔

مسترشد۔ بندہ مجموعہ ذمائم اخلاق ہے۔ بانی ہر چند ذمیتہ اخلاق پیش کر کے اس کے ازالہ کی تدبیر کا طالب ہوں۔

حضرت اشیحؒ: اپنے کو ایسا ہی سمجھنا خیر و برکت کا موجب ہے۔
مسترشد۔ اخفاء اسرار اور رازداری کی بڑی کمی ہے۔ گاہے گاہے برسین نذرہ اجاؤ و اعتراف سے اسرار قلبی اور رازہ روحانی کو ظاہر کر دیا کرتا ہوں۔ شاید نفس شہرت پسندی کا طالب ہے۔

حضرت اشیحؒ: اس سے احتراز چاہیے کہ اس میں استکبار اور ریا کو دخل ہے

مسترشد۔ نادانانہ طور پر آٹانے گفتگو غیبت بھی ہو جایا کرتی ہے
حضرت اشیحؒ: غیبت بہت بری عادت ہے۔ اس سے اپنی نیکیاں دوسروں کو مل جاتی ہیں۔

مترشد :- ہدایت یا الہیے بیشتر استغفر اللہ تو بار اور سو بار درود شریف پڑھنے کا معمول تھا۔ مگر اب سورہ بقرہ کی آخری آیتیں اور دعاء جس کی ہدایت جناب نے فرمائی تھی، پڑھ لیا کرتا ہوں۔

حضرت اشیحؓ :- استغفار اور درود بھی جاری رہ سکتا ہے۔

مترشد :- ایک شب جمعہ کو تو بار استغفار اور تو بار درود شریف پڑھ کر سو رہا ایک خواب میں دیکھتا ہوں کہ ایک بیل دار سبز درخت ہے۔ جس کے بیل پھیلے ہوئے ہیں۔ اور ہر پتے پر یا رسول اللہ احسنت لکھا ہوا ہے۔ اس خواب کا منشاء کیا ہے۔

حضرت اشیحؓ :- خواب اور رویا کے پیچھے نہ پڑیے۔ یہ گویا بشارت ہے۔ مگر مقصود نہیں۔ عی نہ نشیم نہ نشیب پرستم کہ حدیث خواب گویم مقصود بذریعہ اعمال حصول رضا قرب ہے۔ ویلئے صادق بشارت ہیں اور بس۔

مترشد :- اس طرح ایک دوسرا خواب دیکھا کہ جناب نے دار المصنفین کی طرف سے بندہ کو ایک کہنہ عبا عطا کی ہے۔ جس کے کالر پر شبلی نعمانی مرقوم ہے شاید اس کی تعبیر یہ ہو کہ گزرائی جناب سے استفادہ کر رہا ہوں حضرت اشیحؓ :- ممکن ہے۔

مترشد :- مولانا شاہ محمد فیض کے دو غیر مطلوبہ مسودات ایک بصورت "استفتا" اور دوسرا "ترک تغیر" بصورت منظرہ بندہ کے پاس ہیں۔ اگر ارشاد ہو تو ان کو معارف میں پیش کروں۔

حضرت اشیحؓ :- اس کا ہمارے آپ کے موجودہ تعلقات سے تعلق نہیں۔

کار خود کن - کار بیگانہ مکن

ادرنگ آباد - گیا مکتوب - ۹

۱۳ ربیع الاول ۱۳۶۳ھ

۹ مارچ ۱۹۴۷ء

مسترشد - محترم قبلہ من! دام بقائہ

حضرت اشخ - از علی گڑھ

از سچپان سلیمان بر صمیم زاد اللہ تعالیٰ

مسترشد - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت اشخ - السلام علیکم ورحمت اللہ - میں چند روز ہوتے کہ حیدرآباد سے لکھنؤ

آیا - اور آپ کا خط ملا - دوسرے ہی دن علی گڑھ آنا پڑا - کل واپس

کانپور جا رہا ہوں - اور وہاں سے لکھنؤ ہو کہ جو پور اور پھر اعظم گڑھ ۲۴، ۲۵

مارچ کو اعظم گڑھ میں حضرت کے اور خلفاء بھی جمع ہوں گے - اگر آپ آنا

چاہیں تو ان دنوں میں آسکتے ہیں - مئی و جون میں شاید میرا قیام وطن (دہلیسہ بہا)

میں ہو - آپ وہاں بھی آسکتے ہیں - اور وہاں آنا بہتر ہے - کیونکہ وہاں نہائی ہوگی

مسترشد - تصور اشخ اور زیارت و قدیمبوسی کی کشش صبر و ضبط سے باہر

ہے - مگر بلا استیذان و استمراج حاضری میں سوء ادبی تھی - اس لئے

دائرہ ہونے سے باز رہا -

عرض مدعا یہ تھا کہ حاضری کی کوئی مناسب تاریخ مقرر فرمائی جائے - بندہ اپریل

کی تعطیلات یا مئی و جون میں قدمبوس ہو سکتا ہے -

مسترشد، توقع ہے کہ ارشادات فرید کے ساتھ طمانیت و سکون کا موقیح دیں گے۔

سید عبدالرؤف غفرلہ

حضرت الشیخ :- دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو منزل مقصود تک پہنچائے۔ اب آپ کو اللہ تعالیٰ کا مراقبہ شروع کرنا چاہیے۔

اپنے قلم سے خود کو مولوی لکھنا کبر کے آثار میں سے ہے۔ گویا اس کا اظہار ہے کہ لوگ آپ کو بڑا سمجھیں۔ ناہم۔

مکتوب - ۱۰

مسترشد :- ۲۱ مارچ ۱۳۵۲ھ

اوزنگ آباد - گیا

حضرت الشیخ :- اعظم گڑھ، ۳ ربیع ۱۳۶۳ھ

مسترشد :- مولانا المحترم مدظلہ العالی - السلام علیکم ورحمۃ اللہ

حضرت الشیخ :- ازیمچیان سلیمان - السلام علیکم

مسترشد :- عرض ہے کہ بندہ بتاریخ مذکورہ اعظم گڑھ پہنچ نہیں سکتا ہے۔

حضرت الشیخ :- آپ نہ آسکے تو کچھ جرج نہیں جب موقیح برآسانی ملے آئیں

مسترشد :- مقصد کے پیش نظر ویسے پہنچنا بہتر ہے۔ آپ مقام مذکورہ

کے قیام اور تاریخ قیام سے مطلع فرمائیں۔

حضرت الشیخ :- انشاء اللہ تعالیٰ و جون میں

مسترشد :- ارشاد گرامی ہے کہ "اللہ تعالیٰ" کا مراقبہ کیا کروں۔ کیا اس کی کوئی

خاص صورت ہے یا بصورت عام کوئی وقت بھی مخصوص ہے۔ اور کیا تصور کرنا چاہیے۔ ارشاد مزید فرما کر سکین فرمائیں۔

حضرت ایشیہؓ اللہ معی کا تصور کہ ہر وقت وہ ہمارے ساتھ ہے۔ اور ہمارے قریب ہے۔ اور ہمارے ہر فعل و خیال کا حاضر و ناظر ہے۔ اس کے معنوں پر غور کیا جائے۔ اور اس کے مناسب آیات کا استحضار ہے۔ جیسے

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ، وَهُوَ مُحْكَمٌ

إِنَّمَا كُنْتُمْ - يَا دُوهُو عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ - اود

وَلَا تَخْضَىٰ عَلَيْهِ خَافِيَةٌ - اود وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ

حَبْلِ الْوَرِيدِ - اود وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلَا كُنْ لِاتَّبِعُونَ

اود اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ - اود اَلَمْ يَعْلَمْ بِأَنَّ اللّٰهَ يَرَىٰ -

اسی کیفیت کا رسوخ اصل روح ہے جس کا طریقہ ذکر اور شغل ہے۔

سنت شریعہ بندھنے اپنے پتر کے ساتھ مولوی حافظ تغاخر کی نیت سے نہیں

بلکہ تعارف کی نیت کے ساتھ لکھلے ہے۔ کیونکہ ہنمام متعدد ہیں۔ با این ہمہ

حسب ہدایت ترک کرتا ہوں۔

سید عبدالرشید غفرلہ

حضرت ایشیہؓ :- کیا امام خطیب جامع مسجد بھی با این نام متعدد ہیں۔؟ اگر نہیں تو

پھر وجہ اشتباہ کیوں ہے۔؟ مکائد نفس بہت دقیق ہیں۔ اللہ تعالیٰ

پناہ میں رکھیں۔ تو اضع اور فتنے ذات کی راہ پیش نظر رہے۔

مسترشد :- ۲۰ مئی ۱۹۳۷ء

اورنگ آباد گئی

مرشدی المحترم اہمیت فیہمکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

حضرتہ الشیخ :- از سید محمد سلیمان السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسترشد ، ارشاد ہوا تھا کہ قیام دینے کے موقع پر تمہیں طلب کروں گا۔

لہذا مطلع فرماتیں کہ وہاں حضور والا کا قیام کب سے کب تک رہے

گا کہ قدمبوسی کا شرف حاصل کر سکوں۔

سید عبدالرؤف غفرلہ

حضرتہ الشیخ :- میں ۱۱ اپریل سے وردگڑھ کے دورہ میں مبتلا ہوں۔ گواہ دورہ

خفیف ہو رہے ہیں مگر ضعف بے حد ہے۔ اسی لئے دینے کا سفر

اب تک نہیں ہو سکا اور نہیں کہا جاسکتا ہے کہ کب تک ہوگا۔ آپ

اپنے کام میں مصروف رہیئے۔ میرے لئے دعائے خیر کرتے رہیئے۔

مکتوب - ۱۲

(پوسٹ کارڈ ہے)

مکتوب حضرت الشیخ

مولوی سید عبدالرؤف صاحب (امام مسجد اورنگ آباد)

دینے ضلع پٹنہ

مقام دوآکنہ اورنگ آباد۔ ضلع گیا

محب عزیز و فقہم اللہ تعالیٰ لایحب ویرضی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ الحمد للہ فقیر کو صحت ہوئی۔ اور چند روز

گیا ، اورنگ آباد ، بہار ، دینے ، صوبہ بہار (بھارت) کے مردم خیز علاقے ہیں

ہوئے کہ وطن آیا۔ آپ کی محبت للہ تعالیٰ کا شکر یہ۔ جزاک اللہ تعالیٰ۔
 آپ اگر چاہیں تو ۱۵ جون تک یہاں تشریف لاسکتے ہیں۔ آسان شکل
 یہ ہے کہ گیا سے سیدھے بہار لاری آتی ہے۔ اور ۳ بجے شام کو بہار سے
 لاری استھان آتی ہے۔ جہاں سے دلیہنہ ایک میل ہے۔ اور تلی و
 مزدور مل جاتے ہیں۔

مسلمانانِ اوزنگ آباد کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر دیں کہ انہوں نے
 اس فقیر کی صحت کی دعا کی۔

والسلام سید سلیمان ۲۳ مئی ۱۹۴۴ء

مکتوب - ۱۳

مترشد - ۲۵ جمادی الآخر ۱۳۶۳ھ

۱۶ جون ۱۹۴۴ء

محرم قبلہ من دامت فیوضکم و برکاتکم

حضرت اشرف : از سید سلیمان بحسب مہم دامت سعادتکم

مترشد : السلام علیکم ورحمۃ اللہ

حضرت اشرف : السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مترشد - ۱۔ بخیریت گھر پہنچا۔ زیارت و صحبت سے قوی و فعلی وہ فیوض و برکات

حاصل ہوئے جو مدتوں کے مراسلات سے حاصل نہیں ہو سکتے تھے۔

حضرت اشرف : الحمد للہ تعالیٰ خدا کا شکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو توہین خیر

بخشی۔

محنت راہرو کی ہوتی ہے۔ راہ کا بتلانے والا اپنا فرض ادا کرتا ہے۔
 مسترشد :- ذاتِ گرامی کے صفات جلال و جمال ہر دوسنے اپنا اپنا اثر ڈالا۔
 حضوری میں پر تو جلال طاری رہا ماسوائے بے خبر اور خود فراموش رہا۔
 اور غیاب میں صفاتِ جمالی نے اس طرح اثر کیا کہ ذکر کی آواز جمالی ہو گئی
 اور اس سے دل کے گلزار اور جذبہٴ محبت میں اضافہ ہوا۔

حفرۃ اشیح :- یہ احوال میرے نہیں۔ خود آپ کے ہیں۔ آئینہ میں اپنا ہی چہرہ نظر
 آتا ہے غیر کا نہیں۔

مسترشد :- ہر وقت ذکر کرنے کا شوق دامن گیر رہتا ہے۔ دہلایے کہ موفقت
 حقیقی اس پر قائم دائم رکھے۔ اور غاص تو جہ فرمائے۔ کہ عمل خیر کی توفیق کے ساتھ
 غلوں نصیب ہو۔

حفرۃ اشیح :- دل سے دعا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو منزل بمنزل مقصود تک پہنچائیں
 اور استقامتہ بخشیں۔ الاستقامہ فوق الکرامۃ

”الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا“

مسترشد :- درخواست ہے کہ کوئی ایسی دعا بتائیں جس سے حب اللہ اور حب الرسول
 اور اطاعت رسول کا دالہانہ جذبہ پیدا ہو جائے۔

حفرۃ اشیح :- دالہانہ جذبہ گو لذت بخش ہو۔ مگر مقصود نہیں۔ مقصود وہ محبت
 ہے جس کا نتیجہ اتباع و اطاعت ہو۔ یہ دعائے ماثورہ اللہ کے لئے ہے

اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ

يُحِبُّكَ وَحُبَّ عَمَلٍ يُقَرِّبُ اِلٰی حُبِّكَ

مسترشد :- تہجد کی دعا ماثورہ اور سجدہ کی وہ تسبیح مننونہ جو حضورؐ نے

تلاوت فرمائی مٹھی بندہ سراوش کر گیا ہے۔ لکھ کر روانہ فرمائیں

سید عبدالرفیق غفرلہ

تکبیر تحریر سے پہلے :

اللهم لك الحمد انت نور السموات والارض
ومن فيهن ذلك الحمد انت رب السموات
والارض ومن فيهن ذلك الحمد انت ملك
السموات والارض ومن فيهن انت الحق
ودعدك الحق ولقاءك حق وقولك حق والجنة
حق والنار حق والتائبون حق ومحمد حق
والساعة حق

اللهم لك اسلمت وبك آمنت وعليك
توكلت واليك انبت وبك خاصمت اليك
حاكت. فاغفر لي ما قدمت وما اخرت
وما اسررت وما اعلنت انت الهى لا
اله الا انت انا وجمعت وجمعت الخ

رکوع میں :-

اللهم لك ركعت ذلك اسلمت وبك
آمنت خستك سمعى ولبصرى وحنى وعطسى

سجود میں :

اللهم لك سجدت وبك آمنت ولك اسلمت

حجہ و حسی للذی خلقہ و صورک و شق سمعہ
و بصیرہ -

مکتوب - ۱۵

مترشد - ۱۔ شعبان ۶۲ھ

۲۴ جولائی ۱۹۴۷ء

دستگیر من ازیدت فیو حکم

حضرت اشیحؒ - از اعظم گدہ

از پیچیدگان سلیمان بحب عزیز زادکم اللہ رحمہما علی الدین

مترشد - ۲۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

حضرت اشیحؒ - ۱۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مترشد - ۳۔ امید ہے کہ عزیزہ جو بجا رہتی اب بختی ہوگی۔ اور حضور والا کا

مزاج اچھا ہوگا

حضرت اشیحؒ - ۲۔ الحمد للہ سب خیریت ہے

مترشد - ۴۔ ہدایات و ارشادات پر عمل پیرا ہوں۔ اور تا امکان معمولات

یومیہ بڑی مستحی اور تندہی سے ادا کرتا ہوں۔

حضرت اشیحؒ - ۳۔ باریک اللہ تعالیٰ

مترشد - ۵۔ مسلسل کم خوابی کے باعث ہفتہ واں میں متواتر ایسی غفلت

ہوئی کہ دو شب نماز تہجد قضا ہوئی۔

حضرت اشیحؒ - ۴۔ یہ غفلت بھی جس پر ندامت ہو خیر ہے۔

مسترشد :- ایک خواب دیکھا کہ حضور والا کی آمد ہے۔ اور میں منتظر ہوں۔ پھر ملاقات ہوتی ہے۔ باہم مزاج پرسی ہوتی ہے۔ اثنائے گفتگو میں بیدار ہوتا ہوں۔ تو دیکھتا ہوں کہ تہجد کا وقت ہوتا ہے۔ بہر کیف اس خواب سے حضور والا کی توجہ اور فیض روحانی کا اظہار ہوتا ہے۔ امید ہے کہ ہر غفلت کے موقع پر اسی طرح تنبیہ اور ہدایت اور فیضان ہوتا رہے گا۔

حفرۃ اشیح :- خواب کی کیفیت صرف بشارت کی ہے۔ اور اس سے بیدار دیکھنا اس بات کی علامت ہے کہ آپ مجھ سے محبت رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ساری توفیقات ہیں۔ وہ جب چاہتے ہیں تو کسی بندہ کو خواب میں یا بیداری میں منیبہ یا توفیق ارزانی فرماتے ہیں۔ اور اس کے لئے کبھی کبھی واقع فی النفس ہونے کے لئے اوس کی شکل و صورت کو وہ بمنزلہ جارحہ واکر بناتے ہیں۔ جس سے صاحب معاملہ کو مناسبت اور محبت اور عقیدت ہوتی ہے۔

و ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

مسترشد :- بندہ کی طرف مزید توجہ اور خاص فیضان کی ضرورت ہے۔ حضور والا کا بھی کچھ ایسا خیال ہے اور بندہ اس کا امیدوار بھی ہے۔

حفرۃ اشیح :- اللہ تعالیٰ آپ کو مزید توفیقات سے بہرہ ور فرمائیں۔ فائے نفس اور اللهم اجعلنی فی عینی صنعیراً کی دعاء مفید ہے۔ اپنے کو سب سے بڑا سمجھنا سب سے بہتر ہے۔ اس کا ہمیشہ اور ہر کام میں خیال رہے۔ اور اپنے عیوب پیش نظر رہیں

اور اونچی اصلاح کا خیال غالب اور اس بات میں اپنے نفس کے
مکاند پر نظر رہے۔

مسترشد :- حضرت تھانوی کے مراسلات کے دیدار کا اشتیاق حضور والا
کے ایک گرامی نامہ سے معلوم ہوا تھا۔ لہذا ارسال خدمت ہیں۔
اگر مراسلات مولانا محمد علی راجو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد
وہایت کے متعلق ان کو لکھے تھے) کے متعلق حکم ہو تو ارسال کروں۔

سید عبدالرؤف غفرلہ

حضرت الشیخ :- یہ تحریریں واپس ہیں۔ دوسری تحریروں کی ضرورت نہیں۔

مکتوب ۱۵

مسترشد :- ۳۰ شعبان ۱۳۶۳ھ

۲۰ اگست ۱۳۶۳ھ

مترم قبلہ من۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

حضرت الشیخ :- انی فی اللہ رفیع اللہ احوالکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مسترشد :- فراج اقدس - خیریت کا طالب

حضرت الشیخ :- الحمد للہ خیریت ہے

مسترشد :- ارشادات عالیہ پر بستور سابق عمل پیرا ہوں۔ عشرہ دو ہفتہ سے
وقت ذکر رقت قلب اور اضطراب اس درجہ بڑھ گیا ہے۔ کہ بعض اوقات
گریہ طاری ہو جاتی ہے۔

حضرت الشیخ :- آپ نے جو حال لکھا ہے۔ مبارک ہے۔ اضطراب بھی انشاء اللہ

تعالیٰ مبتدل بر سکون ہو جائے گا۔ خاکسار نے کبھی کہا تھا ہے
دیکھتے ملتے ہے کب دولت سکونِ عشق کی
ہائے ہوئے جوش تو ہنگامہ آغ زہے

مسترشد :- گلاب ہے یہ صورت پیدا ہوتی ہے۔ کہ نماز کے اوقات میں مسجد میں مصلین
کے حضور بلا قصد و ارادہ بے ساختہ زبان پر ذکر اللہ اللہ جاری ہو گیا۔ شرم
دامن گیر ہوتی کہ مصلین کیا سمجھیں گے :-

حضرت اشع[ؒ] :- اگر آپ کی حالت نماز میں ایسی ہو۔ جو ضبط سے باہر ہو تو چند امامت
سے باز رہیں۔

بے شبہ رمضان المبارک میں آپ کو امامت تراویح کے لئے تلاوت
میں زیادہ مصروفیت ہوگی تو ذکر کو کم کر دیں۔ مگر ترک نہ کریں۔

ذکر بالقلب نماز میں ہارج نہیں۔ باللسان سے احتیاط کرنی چاہیئے
اصل شی نماز میں حضور اور خشوع ظاہری و باطنی اور ہر قسم کے ذائل سے بقدر
امکان دوری اور فضائل کے حصول کی کوشش اور اطاعت الہی پر مدارت
اور حصول رضائے الہی کا شوق۔ باقی غیر مقصود ہیں۔ تو امور مقصودہ میں
سے ان امور کی طرف بیشتر متوجہ رہیں۔

رشد :- جب شیخ کا تصور کرتا ہوں۔ کچھ تسکین ہوتی ہے۔

حضرت اشع[ؒ] :- تصور شیخ بلا قصد ہو تو حرج نہیں۔

مسترشد :- دعا فرماتیں کہ خدا نے پاک ہمارے قلب کو ریا اور دیگر لوازم قلبیہ
سے پاک کرے۔ اور موفقی تحقیقی توفیق خیر عطا فرمائے۔

حضرت اشع[ؒ] :- اللہ تعالیٰ سے آپ کے لئے بدل و جان دعا ہے۔ آپ سبھی دعا

کریں۔ ہمارے حضرت کے خلفاء میں سے جناب خواجہ عزیز الحسن صاحب کا
۷۷ شعبان کو انتقال ہو گیا۔ دعائے مغفرت ایصال ثواب بتلاوة القرآن
کیجئے۔ صالحین کی محبت کلید کامیابی ہے۔

سید محمد سلیمان ۳ رمضان المبارک ۱۳۶۳ھ

مکتوب - ۱۶

مسترد :- ۲۱ رمضان المبارک ۱۳۶۳ھ

۲۷ ستمبر ۱۳۶۳ھ - اوڑنگ آباد

دستیگیر من - دامت فیوضکم

حضرت شیخ :- اعظم گٹھ ۲۳ رمضان المبارک ۱۳۶۳ھ

انجی فی اللہ تعالیٰ زادکم توفیقاً

مسترد :- السلام علیکم ورحمۃ اللہ

حضرت شیخ :- السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ رات ہی آپ کا خیال آیا تھا۔ کہ آج صبح

کو آپ کا خط ملا۔ دل راہ بدل رہے است۔ دریں گنبد سپہر

مسترد :- رقت قلب اور گریہ کا دورہ ہوا کرتا ہے۔ مگر اطلاع احوال اور

درود گرامی نامہ کے بعد وہ زور شور نہیں ہے۔

حضرت شیخ :- یہ حالت انشاء اللہ تعالیٰ اقبال پر آجائے گی۔ اور اس کا

اقبال محبوب مطلوب ہے۔ دعائے مانور ہے

مسترد :- کوئی ایسا غلط اور پابند اوقات شخص ہے جو جامع مسجد اوڑنگ آباد

کی امامت لہ فی اللہ کر سکے۔ اگر امامت ترک کرتا ہوں تو مسجد کے

نظم کے برہم ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ اور بڑی الذمہ ہو جانے کی صورت میں مختلف عن الجعنا اور تکامل پیدا ہو جانے کا خطرہ ہے
 حضرت الشیخؒ: کیوں مولوی صاحب اگر ہم انہوں میں کوئی ایک کا نام موجود ہو
 تو اس کو فخر کا کیا موقع ہے۔ یہ میں نے اس لئے لکھا کہ آپ
 جہاں ہیں وہاں اگر ان صفات کا کوئی دوسرا نہیں تو اس صاحب صفات
 کے لئے لغزش کی بڑی جگہ ہے کہ وہ اپنی نسبت استکبار و افتخار و غرور
 کو بچون من و دیگرے نیت کے شیطانی پھندے میں نہ گرفتار ہو جائے
 فتنہ! اپنے میں شکستگی، افتقار، تواضع پیدا ہونی چاہیے۔ اور ہر وقت
 اپنے عیوب پر نظر جمی رہے اور اس اصلاح کی فکر دانگی ہو۔

مترشد: خدا کا شکر ہے۔ معمولات یومیہ اور فرائض و سنن کی ادائیگی میں
 ہنوز کوئی فرق نہیں آیا ہے۔ گاہے گاہے ذکر اللہ کاغذ ہو گیا ہے۔

حضرت الشیخؒ: کچھ حرج نہیں۔ ایسی صورت آکا بر کو بھی پیش آتی ہے۔

مترشد: حضور والا کی توجہ اور کرم ہے۔ کہ اسم پاک میں جو حلاوت اب
 ملتی ہے۔ بیشتر محسوس نہیں ہوا کرتی تھی۔ لذت تو گاہے ایسی ملتی
 ہے کہ تلاوت قرآن میں ایسی لذت نہیں ملتی ہے۔

حضرت الشیخؒ: اس پر خدا کا شکر ادا کیجئے۔ یہ بڑی نعمت ہے

مترشد: دعاء کیجئے کہ الذین امنوا اشد حبا للہ کی وہ صفت
 نصیب ہو جو اسلاف کرام کو حاصل تھی۔

حضرت الشیخؒ: اللہ تعالیٰ آپ کو اور مجھے سبھی نصیب فرمائیں۔ یہ احوال ہیں بدلنے
 رہتے ہیں۔ جو کچھ ذات حق سے جب ملتے وہ بندہ کے لئے عین

مناسب ہے

مستر شد :- با ادب عرض ہے کہ ذاتِ عزرا سمہ کے الفت و محبت کا اگر یہ وسیلہ ہے، تو خود خدا کے محبوب سے الفت و محبت کا کون ٹوٹر و قوی ذریعہ ہو سکتا ہے۔ گرچہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام میں بھی بندہ کو ایسی کشش محسوس ہوا کرتی ہے۔

حضرت اشیحؒ :- اسم میں خود محبوبیت نہیں ہوتی۔ اسم میں محبوبیت محبوب کی ذات پر دال ہونے کے سبب ہی ہوتی ہے۔ پس اسم کی محبوبیت ذات کی محبوبیت کا نتیجہ اور ظل ہے، فافہم

مستر شد :- عید الفطر کے بعد حضور والا کے سفر و حضر کا پروگرام کیا ہے بندہ ۴ شوال سے ۱۲ شوال تک حاضر ہو سکتا ہے۔ بندہ کو سفر و حضر کی رواد سے خبر دی جائے

حضرت اشیحؒ :- میرا ارادہ ۴ شوال کو نکھنؤ کا ہے۔ اور وہاں چند ہفتے رہنے کا
مستر شد :- عنایت کا طالب۔ سید عبدالرؤف غفرلہ
حضرت اشیحؒ :- آپ کے لئے دعا گو ہوں۔ بیچمدان سلیمان

مکتوب - ۱۷

مستر شد :- ۱۵ اکتوبر ۱۳۴۲ھ / ۲۶ شوال ۱۳۶۳ھ

مرشدی المحترم! دامت فیوضکم و برکاتکم

حضرت اشیحؒ :- از اعظم کلام

انھی فی اللہ زاک اللہ تعالیٰ توفیقاً۔

الاملا بدمنہ کی اس عبارت کا جواب کیا ہوگا

”من از تہجد سنت مؤکدہ است پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
 کا ہے ترک نافرمودہ و اگر اچھا نوت شدہ دوازده رکعت
 در روز قضا فرمودہ الخ

سید عبدالرؤف

حضرت الشیخؒ: یہ حدیث مؤکدیت کے خلاف تو نہیں عنک کلمہ تو لزوم پر دال ہے
 بہر حال تہجد عجیب عبادت ہے جس پر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے
 عملاً دوام فرمایا۔ اس لئے سنت مؤکدہ کی تعریف اس پر صادق
 ہے۔ البتہ قولاً تاکید نہیں فرمائی شفقتاً علی الامتہ مگر اپنے عمل سے اس
 کو مؤکدہ ثابت کر دیا۔ اب اہل حجت کے لئے کیا گنجائش رہی۔ فضائل
 اعمال کے اکتساب کا سبق محمدین سے نہیں لیں مجاہدین سے لیں۔

ہیچمدان سلیمان

مکتوب - ۱۸

مستشرق : ۶ ذی الحجہ ۱۳۶۳ / ۲۲ نومبر ۱۹۴۳ء
 مجتہد سراج بک حضرت مولانا مہتمم الحاج المولوی سید سلیمان صاحب
 قبیلہ دامت برکاتہ و مدظلہ

حضرت الشیخؒ : اعظم گڑھ - ۸ ذی الحجہ ۱۳۶۳ء

انجی السیر الرشید امجد اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مسترشد :- ہدیہ سنون کے بعد بالوف ادب عرض ہے
حضرت اشیحؒ یہ طریقہ منورہ سلام نہیں ہے اس لئے اس کا جواب سبھی
واجب نہ تھا۔

مسترشد :- خادم حضور والا کے الطاف و عنایات کا بے حد منت شناس ہے
ادتیاحیات شکر گزار ہے گا

” خدایا تو این سایہ پائندہ دار “

حضرت اشیحؒ :- اللہ تعالیٰ اس محبت کو طرفین سے بڑھائیں اور دونوں
کے لئے نافع فرمائیں۔

مسترشد :- اللہ کا شکر ہے کہ مجھ جیسے گنہگار کو سبھی توفیق عنایت فرمائی کہ احسان
و سلوک کا درس لے سکے۔ اور مشہور عالم ہادی و مرشد سے ہدایت و
ارشاد حاصل کر سکے

حضرت اشیحؒ :- دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے سبھی اس کے ثمرات سے مستفید فرمائیں۔
مسترشد :- خدا کا شکر ہے کہ حب ہدایت معمولات شبانہ روز شدت کے
ساتھ عمل پیرا ہوں
حضرت اشیحؒ :- بھگد اللہ تعالیٰ۔

مسترشد :- ذکر اللہ کے وقت قلب پر نقش اللہ کا برگ نقرہ و سفید تصور کرتا
ہوں۔ مگر رنگ کا تصور دیر پا نہیں رہتا ہے
حضرت اشیحؒ :- جو کچھ ملتا ہے اس کو لیجئے اور اس پر نعم حقیقی کا شکر ادا
کیجئے۔ اور جو نہیں ملا ہے اس کی طلب دعا کیجئے۔ یہ دعا ہی خالق و
مخلوق کے درمیان تعلق کی کڑی ہے۔

مستر شد۔ کیا صورت ہو سکتی ہے کہ قلب میں روشنی محسوس ہو اور نقش اللہ کا بزمگ سفید ویر پا ہو سکے اور قلب کے ذاکر ہونے کی کیا صورت ممکن ہے۔

حضرت الشیخؒ، اس کا طریقہ یہی ہے کہ کثرت ذکر کی کی جائے۔ زیادہ توجہ کی ضرورت نہیں۔ اور نہ اسکے لئے تشویش خاطر کی ضرورت ہے۔ ہر چیز اپنے وقت پر حسب استعداد اللہ تعالیٰ عطا فرمائیں گے۔

ایک اصول نہات اہم سمجھ لیجئے۔ امور اختیار یہ میں بندہ کی نہ کرے اور امور غیر اختیار یہ کے ورپے نہ ہو۔ تمنا ہو تو صاحبِ تمنا کے سامنے پیش کیا کیجئے۔ وہ چاہیں گے اور جب چاہیں گے دیں گے۔ اور اگر مدت تک نہ بھی ملے تو اس کے لئے تشویش نہ کیجئے۔ کہ خواجہ خود روش بندہ پروری داند

مستر شد۔ ایک شب غسل کی ضرورت تھی۔ بروقت غسل نہ کر سکا اور آنکھ لگ گئی۔ تو خواب دیکھا کہ حضور تشریف فرمائیں اور حضور کے لئے غسل کا اہتمام کر رہا ہوں۔ اسی میں بیدار ہو گیا۔ تو تہجد کا آخری وقت تھا۔ فوراً غسل کیا۔ اور تہجد کی نماز پڑھی۔

حضرت الشیخؒ، خواب کی کوئی اہمیت نہیں اسی بات کا شکر یہ کیجئے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی تربیت اس طرح فرماتے ہیں۔

مستر شد۔ بندہ کی ذمہ داری عادت ہے کہ ضرورت غسل کے (وقت) توجہ پر ہر موسم میں بروقت غسل کر لیا کرتا ہوں۔ طبیعت مضحل ہو تو تاخیر ہو جاتی ہے۔ لیکن نماز صبح سے پیشتر ہمیشہ غسل کر لیا کرتا ہوں۔

حضرت اشیحؒ، یہ مسائل فقہ میں موجود ہیں قوت ہو تو ضروری ایسا کیجئے۔ ورنہ
نہاڑ صبح سے پہلے تو کر ہی لینا چاہیئے۔

مترشد، اس خواب میں بندہ کے لئے کیا ہدایت ہے۔

سید عبدالرؤف

حضرت اشیحؒ، جواب اوپر ہو گیا

یحییٰ سلیمان

مکتوب - ۱۹

مترشد، ۱۔ ۱۴ محرم ۱۳۶۳ھ۔ اورنگ آباد۔ گیا

سیدی و مرشدی المحترم مدظلہ العالی

حضرت اشیحؒ، ۱۔ اعظم گڑھ

از یحییٰ سلیمان الی انی فی اللہ تعالیٰ رزقہ اللہ الی علیٰ نافعاً و معلماً صالحاً

مترشد، ۱۔ مزاج آفدس - خیریت کا طالب

حضرت اشیحؒ، ۱۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ میں تین ماہ سے باہر تھا۔ اور ڈاک میں

رہی۔ اس لئے بروقت جواب نہ جاسکا۔

مترشد، ۱۔ حسب معمول معمولات شبانہ روز پر شدت کے ساتھ عمل پیرا ہوں

مزید اذکار کا طالب ہوں۔

حضرت اشیحؒ، ۱۔ اذکار کی مقدار میں اضافہ فرمایا جئے۔ نوعیت میں تبدیلی کی ضرورت

نہیں۔

مترشد، ۱۔ شدت سرما اور گرم پانی کی نایابی کی وجہ سے بائیں ہاتھ میں اوپر

سے نیچے حصے تک دروپیدا ہو گیا ہے۔ مجد اللہ معمولات کی ادائیگی میں ہر چند مانع نہیں ہے۔

حضرت شیخؒ:۔ اس غزیت پر عمل کرنے کا ثواب انشاء اللہ ملے گا۔
مترشد:۔ تصوف کی کتابوں کے مطالعہ کا شوق بے حد ہے۔ تصوف کی کوئی نافع و جامع کتاب کی طرف ہدایت کی جاتی کہ استفادہ کرتا۔ اور پراگندہ خیالات سے نجات ہوتی۔

سید عبدالرؤف غفرلہ

حضرت شیخؒ:۔ ہمارے حضرت کی تصانیف میں سے جس قدر ملفوظات و مواعظ ہیں مطالعہ کیجئے۔ ان میں سے انکشاف اور شرح دیوان حافظ پڑھیئے۔ پراگندگی خاطر کی کوئی بات نہیں۔ اعمال سب معلوم ہیں۔ ضرورت عمل کی ہے۔ اور حصول تقویٰ اور رضائے الہی کی ساری کوشش اسی کی چاہیئے۔ باقی سب فلسفہ ہے۔

۴ ربیع الثانی ۱۳۶۴ھ

مکتوب - ۲۰

مترشد:۔ ۱۸ ربیع الثانی ۱۳۶۴ھ / ۲۶ اپریل ۱۹۴۵ء

اوزنگ آباد۔ گیا

قبلاً دوستگیر من متغنا اللہ تعالیٰ بطول بقائہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

حضرت شیخؒ:۔ اعظم گڑھ

انہ سچیدان سلیمان بہ انہ فی اللہ مولوی سید عبدالرؤف صاحب

زر فکم اللہ تعالیٰ عسرفانہ

مسترشد :- انتظار شدید کے بعد گرامی نامہ ملا۔ زمانہ انتظار میں ایک افسطراوی کیفیت تھی۔ اس عالم افسطرا میں حالت خواب میں گاہے اعلیٰ حضرت کی تشریف آوری کی خبر سے اور گاہے خود تشریف آوری سے تسکین ہو جایا کرتی تھی۔

حضرت شیخؒ :- یہ انس مبارک جو محبت کے مظاہر میں سے ایک مظاہر ہے
مسترشد :- خادم کو مٹی کے تیسرے ہفتے سے آخر جون تک فرصت ہے۔

ان ایام میں حضور والا کا قیام کہاں رہے گا
حضرت شیخؒ :- اس سال وطن کا قصد نہیں۔ یہاں اس وقت آسکتے ہیں
مسترشد :- خدا کا شکر ہے کہ مجھ سے نالائق کو عزیمت کے ساتھ تہجد
گزاری کی توفیق دیتے ہیں۔

حضرت شیخؒ :- جو ہوا ہے اور جو ہوتا ہے اس پر شکر کیجئے۔ اور جو نہیں ہوتا
اس کی تلافی کی کوشش یہی تدبیر ہے۔

مسترشد :- مطالعہ کے سلسلے میں ارشاد ہے کہ "التکشف اور شرح دیوان
حافظ کا مطالعہ کرو۔" التکشف کا مصنف کون ہے۔ اور یہ کتاب کس
پتہ پر دستیاب ہوگی۔ اور دیوان حافظ کی شروع بہت سی ہیں کس کی
شرح کا مطالعہ کیا جائے۔

حضرت شیخؒ :- آپ نے مسائل تصوف کے جاننے کا شوق ظاہر کیا تھا۔ اس
پر ان دو کتابوں کے نام بتائے تھے۔ التکشف فی التصوف اور بادۃ
عرفان شرح دیوان حافظ دونوں حضرت والا رحمۃ اللہ کی تصنیف ہیں۔

مسترشد :- معلوم نہیں حضور کا مزاج کیسا رہا۔ اور ہر وقت کیسا ہے۔

خیریت کا طالب : سید عبدالرؤف

حضرۃ اشیح :- الحمد للہ خیریت ہے ۔

مکتوب - ۲۱

مترشد :- ۱۲ جمادی الاخریٰ ۱۳۶۲ھ / ۱۵ مئی ۱۹۴۲ء

سیدی و مولائی المحترم دامت فیوضکم

حضرۃ اشیح :- میرٹھہ کوٹھی ڈپٹی سیدین صاحب

انحی فی اللہ تعالیٰ رزقکم اللہ نعمہ وظاہرہ و باطنہ

مترشد :- مزاج اقدس خیریت کا طالب

حضرۃ اشیح :- السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ الحمد للہ خیریت ہوں ۔

مترشد :- بندہ زادہ یونیورسٹی کے میٹرکولیشن امتحان میں ایک سال ناکامی

کے بعد اس سال کامیاب ہوا ۔

حضرۃ اشیح :- صاحبزادہ کی کامیابی سے اس لئے خوشی ہوئی کہ اس سے آپ کی

طمانیت میں ترقی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ باطن و ظاہر کی مزید طمانیت عطا

فرمائیں۔

مترشد :- بندہ زادہ کے لئے امتحان میں دعا کرتا تھا۔ ایک رات خواب

دیکھا کہ کوئی شخص آکر کہتا کہ خواجہ شرف الدین کی جناب رسالتاب

صلی اللہ علیہ وسلم میں طلبی ہے۔ اس خواب کے چند روز بعد دیکھتا ہوں

کہ ایک مجذوب درویش آکر کہتے ہیں کہ خواجہ کامیاب ہے۔ خدا

لاشکر ہے۔ کہ یاس و ناامیدی کی حالت میں نتیجہ امتحان خاطر خواہ

رہا۔

حضرت شیخ: رؤیاءِ ارات ہیں ان کے سوا ان کی اور کوئی حیثیت نہیں۔ نہ یہ ذریعہ قرب ہیں۔ اور نہ ان پر آکمال مفید طریق۔ البتہ خوش ہونا چاہیے۔

مترشد۔ میری دعاء و التماس تو بارگاہِ مستجاب الدعوات سے تھی اور بشارتِ رسالتِ صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب سے دی جاتی ہے۔ کیا واقعات عالم اور حوادثِ روزگار کا وقوع و حدوث اسی جنابِ عالی سے ہوا کرتا ہے۔

حضرت شیخ: استغفر اللہ۔ واقعات عالم اور معاملات تکوین صرف اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہیں۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم باعثِ رحمت ہیں آپ پر اللہ تعالیٰ کی جو یہ ظاہری رحمت ہوتی شامل میں وہ رحمت للعلین کے توسط سے دکھایا گیا۔

مترشد۔ خانقاہ امدادیہ اور خانوادۃ امدادیہ سے متعلق کوئی درود مترسّر بھی ہے۔

حضرت شیخ: ہمارے حضرت رحمتہ اللہ تعالیٰ کو یہ درود پسند تھا۔

اللہم صل وسلم علی سیدنا و مولانا محمد

و علی آل سیدنا و مولانا محمد و بارک وسلم۔

جمع کے دن بالخصوص تکثیر درود چاہیئے۔

مترشد۔ قلب کے ذاکر ہونے کی کیا تدبیر ہے۔ اسم ذات کا درد تو

روزانہ ہے۔ مگر کوئی خاص کیفیت کا ظہور ہنوز نہیں ہوا ہے۔ غایت

خاص کی ضرورت ہے۔ سید عبدالرؤف

حضر الشیخ۔ قلب کا ذکر ہونا کوئی فن کی اصطلاح نہیں۔ کثرت ذکر سے قلب میں ذکر کا لفظ اللہ ہو یا آلہ اللہ یا کوئی اور مرکز ہو کر حدیث نفس کے طور پر جاری ہو جاتا ہے۔ جو اداہ کے بغیر سچی قائم رہتا ہے بلکہ اس کا استحصال سچی نہیں رہتا کہ ذکر جاری ہے۔ بہر حال اس کا طریق صرف کثرت ذکر توجہ تام ہے۔ اور یہ کچھ مشکل نہیں اصل شیعہ احکام الہی کی کلی اطاعت۔ حلال و حرام کا خیال معاملات میں صفائی اخلاق کی تراہت۔ اتباع نبوی کا دھیان اور تمام امور میں رضائے الہی کی طلب۔ ان امور کی طرف توجہ فرمائیے کہ یہ اصل ہیں اور باقی سب فروع اور تلبیر

ذکر کے اثر کا ظہور سچی ہے کہ طاعات و رضیات الہی کی اتباع کا ذوق بڑھے۔ اور اللہ تعالیٰ کی یاد ہر حال میں ہو۔ باقی کیفیات تو آتی جاتی رہتی ہیں۔ اگر روز پلاؤ ملے تو پلاؤ کا مزہ سبھول جائے۔

از دست ہجیر یا ر شکایت نمی کنم

گر نیست غیبتے نہ ہر لذتے حضور

اپنے کام میں تا آخر دم استقامت کے ساتھ لگے رہتے سہی بڑی دولت ہے۔

تا دم آخر دمے فارغ مباشش

سچیمان سلیمان

۲۰ جمادی الاخریٰ ۱۲۶۲ھ

مکتوب - ۲۲

مسترد :- ارشجان ۶۲ھ / ۲ جولائی ۱۹۵۶ء۔ از اودنگ آباد۔ گی

مخدومی و مرشدی المحترم! ادامت فیوضکم
حضرة الشیخ! انھی فی اللہ تعالیٰ ادام اللہ توفیقکم

مسترد :- السلام علیکم ورحمة اللہ۔ مزاج اقدس بخیرت کا طالب۔

حضرة الشیخ! السلام علیکم ورحمة اللہ۔ سفر میں تھا۔ آج شب واپسی ہوئی
اس لئے تاخیر جواب معاف کی جائے۔ الحمد للہ بخیر ہوں۔

مسترد :- بے شبہ خدا کے فضل سے اور حضور والا کی مرشدانہ توجہ سے
جو امور خیر نفس پر شاق و گران تھے۔ اب بے تکلف اور بہ سہولت
عمل میں آتے ہیں۔

حضرة الشیخ! اللہ تعالیٰ کا شکر بدل ادا کیجئے کہ یہ انہیں کا فضل ہے۔

مسترد :- بے شبہ ہنوز معاملات و اخلاق کے بعض مواقع پر لغزش ہو جاتی
ہے۔ اللہ تعالیٰ اس لغزش کو معاف فرمائیں۔

حضرة الشیخ! علاج عجزیت کے سوا کوئی دوسرا نہیں۔ اللہ دعا بھی کیا کیجئے۔
مسترد :- بہت افسوس ہے کہ خاکگی انہنوں میں الجھ کر رہ گیا۔ اور قدس
نہ ہو سکا۔

حضرة الشیخ! کوئی حرج نہیں۔ محبت کے ساتھ غیبت اور حضور دونوں میں
فائدے ہیں۔

کام میں لگے رہیں۔ ع۔ تا دم آخر دے فارغ مباش
ہر وقت اپنی فکر رہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو دیا ہے اس پر صبر و شکر کیجئے۔

مستشرق :- اللہ کے فضل سے تو ام بچے پیدا ہوئے۔ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں حیات طیبہ نصیب کرے۔

حضرت اشیح :- اللہ تعالیٰ دونوں کو حیات طیبہ نصیب فرمائیں۔

مستشرق :- رمضان میں تراویح کے ساتھ ساتھ وتر بھی باجماعت ادا کی جاتی ہے اور نماز تہجد کا مسنون طریقہ فرض اور وتر کے درمیان ہے۔ اب کون سی صورت اختیار کی جائے وتر کو چھوڑ دیا جائے۔ یا باجماعت ادا کی جائے۔

حضرت اشیح :- وتر باجماعت ہی پڑھئے۔ اسی میں مصلحت ہے۔

مستشرق :- امید ہے کہ حضور والا کا مزاج آندس بخیریت ہوگا۔ گلہ ہے گا ہے مرض لاحقی سے تعلق خاطر پیدا ہو جاتا ہے۔ لہذا احوال سے آگاہ فرمائیں۔

حضرت اشیح :- بجز بخیریت ہے۔ علاج جاری ہے مگر تہجد اپنی جگہ پر ہے۔ اور رضا بالقضا اپنی جگہ پر۔ والسلام

سید سلیمان

۲۱ شعبان ۱۳۶۴ھ

مکتوب - ۲۳

مستشرق :- اذ اورنگ آباد

۱۶ رمضان ۱۳۶۴ھ / ۲۶ اگست ۱۹۴۵ء

مخدوم مکرم و مرشد محترم دامت فیوضکم

حضرت اشیح :- اعظم گڑھ

انہی عزیز زلوکم اللہ توفیقاً۔

مسترد :- السلام علیکم ورحمة اللہ - مزاج اقدس - خیریت کا طالب

حضرۃ اشیح :- السلام علیکم ورحمة اللہ -

الحمد للہ حالت بدستور ہے۔ گلہ ہے چنن، گاہے چنان۔

مسترد :- ہدایات و ارشادات پر تا امکان بحسن و خوبی عمل پیرا ہوں۔

حضرۃ اشیح :- بجز اللہ بڑی نعمت ہے۔

مسترد :- خدا کا شکر ہے۔ کہ ہر وقت عمل خیر کی طرف توجہ مرکوز رہتی ہے

حضرۃ اشیح :- جی ہاں ہر عملی نیر لوجہ اللہ تعالیٰ ہو۔ اصل یہ ہے۔

مسترد :- تساہل و تغافل کے وقت حضور اقدس کا خیال اور عہود پیش

نظر ہو جاتے ہیں۔

حضرۃ اشیح :- قصد انہیں چاہیئے۔

مسترد :- بندہ نے یکے بعد دیگرے خواب دیکھے۔

حضرۃ اشیح :- خواب کی خفیت منبشرات کی ہے، اس سے زیادہ نہیں۔

مسترد :- ماہ صیام کے بعد حاضر ہونے کے لئے وقت دیکھئے۔

حضرۃ اشیح :- انشاء اللہ تعالیٰ موقع ملے گا۔

مسترد :- امر مطلوب کی طرف گاہے گاہے اضطراب پیدا ہوتا ہے کہ کہیں

بے نیل مرام دنیا سے رخصت نہ ہو جاؤں۔

حضرۃ اشیح :- امتحان کی تیاری کے لئے جو وقت صرف ہوتا ہے

وہ بیکار نہیں جاتا ہے۔ نمبر اسی سے ملتے ہیں۔

سچچران سلیمان

۲۰ رمضان المبارک ۱۳۶۲ھ

مکتوب - ۲۴

مستر شد :- از اوزنگ آباد

۸ ستمبر ۱۹۲۵ء

سیدی و مولائی المحترم منظرہ تعالیٰ

حضرت شیخ :- اعظم گدھ

انجی الغریز ادام اللہ توفیقکم

مستر شد :- السلام علیکم ورحمۃ اللہ

حضرت شیخ :- السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مستر شد :- معارف بابت ماہ ستمبر کے شدات کے مطالعہ سے معلوم ہوا

کہ گرامی جناب کی طبیعت ۱۹ رمضان سے ناساز ہے اور ضعف بچہ بڑھ

گیا ہے۔ اس خبر سے تشویش پیدا ہوئی ہے۔

حضرت شیخ :- الحمد للہ اب اچھا ہوں۔ گو ضعف بہت ہے تاہم دو روز

سے مسجد جانے لگا ہوں۔ اللہ تعالیٰ افضل فرمائیں۔

مستر شد :- جناب کے گرامی نامہ مرقومہ ۲۰ رمضان سے اشتداد مرض کی خبر

اور ضعف کے آثار زبان قلم کے کسی کلمے سے ظاہر نہیں تھے۔

حضرت شیخ :- اطہار کی ضرورت نہ تھی۔

مستر شد :- دست بدعا ہوں۔ کہ خدائے کریم کرم فرمائیں اور شفا کے عاجلہ

نصیب فرمائے۔

حضرت شیخ :- آمین

مستر شد :- گرامی جناب سے اجازت ہو تو غسل خالص جو معتمد ذرا آج سے

حاصل کیا گیا ہے۔ اس سال خدمت کرسکوں۔ سید عبدالرؤف غفرلہ
 حضرت اشیحؒ :- اس محبت سے خوشی ہوئی۔ میں نے ہدیہ کو قبول کیا۔ لیکن آپ
 بھیجنے کی تکلیف گوارا نہ کریں۔ آپ اپنے صرف میں لائیں یا جس طرح
 چاہیں صرف کریں۔ والسلام۔

پیمحمدان سیدیمان

۱۲، شوال ۱۳۶۴ھ

مکتوب - ۲۵

مترشد :- ۱۴ اکتوبر ۱۳۶۴ء۔ از اورنگ آباد

بخصوص فرض گنجور حضرت مرشدی المحترم متعنا اللہ بطول بقائہ

حضرت اشیحؒ :- ۱۰ ارفق قعدہ ۱۳۶۴ھ

اخى فى اللہ تعالیٰ

مترشد :- السلام علیکم ورحمۃ اللہ

حضرت اشیحؒ :- السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

مترشد :- خدا کے فضل سے توقع ہے کہ مرض میں افاقہ اور طبیعت میں

سکون ہوگا۔

حضرت اشیحؒ :- الحمد للہ کہ مع الخیر ہوں

مترشد :- بجز اللہ معمولات شبانہ روز پر شدت کے ساتھ عمل پیرا ہوں۔

حضرت اشیحؒ :- بہت مبارک

مترشد :- اور جب ہدایات حضرت والا کے مواعظ کا مطالعہ کرتا ہوں۔ مجموعہ

مواعظ ہشتگانہ کا مطالعہ کیا۔ بہت دلچسپی پیدا ہوئی۔ اور قلب و دماغ پر اثر انداز ہو کر باعث گریہ ہوئے۔

حضرت شیخؒ بہت جی خوش ہوا۔

مترشد:۔ نماز بالاخلاص میں حضور قلب اور توجہ الی اللہ روح صلوتہ ہے۔

اس کے حصول کے لئے اللہ تبارک و تعالیٰ کے صفات کا تصور کرنا

چاہیئے۔ یا ذات کا؟

حضرت شیخؒ:۔ ہمارے حضرت کی تحقیق یہ ہے کہ مبتدی نماز میں کیونئی کے لئے لفظ

کی طرف۔ اور متوسط معنی کی طرف اور انتہی ذات بحت کی طرف۔

یہ تصور کہ بندہ اپنے آقائے حقیقی کے سامنے کھڑا ہے اور وہ

اس کو دیکھ رہا ہے۔ اس کا اثر یہ ہو کہ قلب میں سکون۔ اور جسم

میں لپٹی و تواضع کی شان پیدا ہو۔

مترشد:۔ آج کل ہندستان میں دین و مذہب سے زیادہ سیاسیات

غیر اسلامیہ کا زور شور ہے۔ تو موجودہ فضا میں کس جماعت میں

شرکت کی جائے۔

حضرت شیخؒ:۔ اگر میرے مشورہ پر عمل کیا جائے تو عملاً ان میں سے کسی

میں شریک نہ ہوں۔ اور اس کے لئے دعا کریں جو اللہ تعالیٰ کے علم میں

مسلمانوں کے لئے خیر ہو۔ اِنِّقِ الْفَرَقِ كَلِّهَا

مترشد:۔ حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے ایک خواب کے پیش نظر مسلم لیگ

کی رفاقت کا مشورہ دیا جا رہا ہے۔

حضرت شیخؒ:۔ یہ امور کہے جاتے ہیں۔ مگر حضرت نے کسی کو شرکت کا حکم

نہیں کیا۔

مترشد :- شاید حضرت والانے اجلاس مسلم لیگ پٹنہ میں اپنے مقدمہ
سفرء اور وکلاء کے ذریعے تحریری طور پر مسلم لیگ سے ہمدردی ظاہر
کی ہے۔

حفرہ شیخ :- نفرض مشورہ ذمہ سمجھا تھا۔ مگر وفد کا کوئی مشورہ قبول نہ ہوا۔
مترشد :- مذکورہ سوال اصلاح عوام اور اعلان عام کے لئے نہیں کیا گیا
ہے۔ بلکہ صرف اپنی تسکین و طمانیت کی خاطر ہے۔
سید عبدالرؤف غفرلہ

حفرہ شیخ :- جواب عرض ہو چکا۔

سیحان سلیمان

مکتوب - ۲۶

مترشد :- از اورنگ آباد گیا

۶ محرم ۱۳۶۵ھ / ۱۳ دسمبر ۱۹۴۵ء

حضرت محترم مدظلہ العالی

میرٹھ

حفرہ شیخ :-

بزرگ سیدین صاحب ڈپٹی کلکٹر

صدیقی الجمیم زاد کم اللہ تعالیٰ اعرفانا۔

مترشد :- السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ امید ہے کہ حضور والا کی طبیعت بخیرت
ہوگی۔

حضرت شیخ :- السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ الحمد للہ خیرت ہے
 مسترشد :- نادام ہوں کہ سکول کے منصبی فرائض کی مشغولیت کے باعث
 حاضر ہی غیر معمولی تاخیر ہوئی۔ باین ہمد مشغولی معمولات شبانہ روز میں کوئی فرق
 نہیں آیا۔

حضرت شیخ :- مجھ سے نادام ہونے کی کوئی بات نہیں کہ میرا کوئی قصور آپ نے
 نہیں کیا۔ ہاں یہ نعمت اپنے آپ سے چاہیے۔ اور اس کے لئے
 غیر سے اظہار کی ضرورت نہیں۔ بحمد اللہ تعالیٰ آپ کو استقامت پر
 مبارک باد دیتا ہوں۔ اب تو زندگی کے اخیر لمحہ تک یہ استقامت قائم
 رکھئے تَوْفِئِيْ مُسَلِّمًا اِلٰی ثَنِيْ بِاَلْمَسْجِدِ الْحَيْثُ ط
 دُعا چاہیے۔

مسترشد :- شدت سرما کے باعث اور گرم دنازہ پانی کے انتظام نہ ہونے
 کے سبب بائیں ہاتھ میں گذشتہ موسم سرما میں درد پیدا ہوا تھا۔
 اس خوف کے پیش نظر تیمم سے تہجد ادا کرتا ہوں۔

حضرت شیخ :- اگر گرم پانی کے اہتمام سے آپ عاجز ہیں اور ٹھنڈے پانی
 سے ضرر ہوتا ہے تو خیر تیمم کریں۔ مگر گرم پانی کا اہتمام چنداں مشکل
 نہیں۔ عشاء کے وقت ایک لونا گرم پانی جو خوب گرم ہو اُس کو اوپر
 کٹورے سے چھپا کر کسی روٹی میں یا روٹی کے کپڑے میں یا کبیل
 میں لپیٹ دیا جائے۔ انشاء اللہ پورا گرم وقت پر ملے گا۔

مسترشد :- حاضر ہو کر قدمبوکس ہونا چاہتا ہوں۔ خبر نہیں کون سا وقت
 مقرر ہے۔

حضرت شیخ ۱۔ انشاء اللہ اب کی گرمیوں میں
مستر شد ۱۔ نور نظر خواجہ شرف الدین سلمہ کے لئے دقت خاص میں دعا فرمائی

ملازمت کا طالب و متلاشی ہے۔

حضرت شیخ ۲۔ اپنی تکمیل اور اصلاح سے کبھی غفلت نہ کریں۔ ہم ہر حالت میں ناقص

ہیں۔ یاد الہی سے غفلت نہ ہو۔ ذکر کا مقصود یہی ہے۔ بدعات و رسوم

سے احتراز رہے۔ غزنی شرف الدین احمد سلمہ اللہ تعالیٰ و وفقہ کے لئے

دلی دعا ہے۔

مستر شد ۱۔ وہ محترم برادر جو گورکھپور سے حضور والا کی زیارت کو دینہ بندہ

کی موجودگی میں پہنچے ہوئے تھے۔ ان کا نام اردپتہ کیا ہے۔

سید عبدالرؤف غفرلہ

حضرت شیخ ۱۔ ان کا نام اردپتہ یہ ہے۔ حامد علی صاحب داس پرنسپل

جارج میاں صاحب کالج۔ گورکھپور۔

بیچان سلیمان

۲۰ محرم الحرام ۱۲۶۵ھ

مکتوب - ۲۷

مکتوب تفرقة الشيخ رح

اعظم گڑھ

از بیچان سلیمان برادر عزیز مولوی عبدالرؤف صاحب ریح اللہ شاکم۔

السلام علیکم ورحمة اللہ۔

آپ نے شاید قصداً سبیل کو غور سے نہیں پڑھا۔ اس میں عالم مشغول کا جو مشغل و ذکر اور کام بتایا گیا ہے۔ اس کی پوری تقلید کیجئے۔ اور کتاب مذکور کو بار بار پڑھیئے۔ تاکہ سلوک کی حقیقت آپ پوری طرح سمجھ جائیں۔

سلاک کا بڑا دھوکا ذوق و شوق اور لذت کا ہوتا ہے۔ سوا اس کو پوری طرح سمجھ لیجئے۔ کہ یہ چیزیں آثار محمودہ ضرور ہیں۔ مگر مقصود نہیں۔ ان کا منشاء اس قدر ہے کہ کام میں جی لگتا ہے۔ اور آسانی ہو جاتی ہے مگر اس کو قرب و رضا و حصول ثواب میں کوئی دخل نہیں۔ کیونکہ یہ امور غیر اختیار یہ میں ہیں۔ اور امور اختیار نہ مطلوب ہیں۔ اور نہ مقصود۔

دوا کا اصلی مقصود صحت بخشی ہے۔ خوش ذائقگی اور لذت نہیں۔ جب انسان کے بدن میں صحت آتی ہے۔ تو طاقات اور کھانے کی لذت خود آ جائے گی۔ اس کے لئے کوئی الگ دوا کی حاجت نہیں۔

نماز کو اپنی طرف سے پورے ظاہری و باطنی آداب اور حضور و خشوع کے ساتھ ادا کرنے کی کوشش کیجئے۔ جس قدر حاصل ہو اس پر شکر کیجئے اور آئندہ کے لئے ہمت کیجئے۔ اور دعاء کیجئے اس کے حصول کا طریقہ جب آپ پوچھیں گے عرض کیا جائے گا۔ تمام امور میں اتباع سنت اور احترام از بدعت پیش نظر رہے۔ حضرت دالار رحمۃ اللہ علیہ کا رسالہ اصلاح الرسوم وغیرہ دیکھیں۔ رسوم شادی وغنی میں بڑی غلطیاں ہوتی ہیں۔

ردائل میں سے ایک ایک رذیلہ کو سمجھ کر اس کے ازالہ کی کوشش چلیئے۔ پہلے کسی ایک اہم کو لیجئے اور پوچھیئے۔ خاکسار انشاء اللہ تعالیٰ آپ سے

ملنے کا اور کچھ دن پاس رکھنے کا سامان کرے گا۔ مگر آپ کی طرف سے اصول
 اربعہ اعتقاد و انقیاد، اطلاع و اتباع کی پیروی رہے۔ اسی پر مدار ہے۔ وظائف کی
 کثرت کا شوق بیکار ہے۔ غرض صحت ہے۔ نہ کہ نسخوں کی کثرت اور یاد، اور
 وہ ایک نسخہ سے بھیج حاصل ہو سکتی ہے۔ میں نے پہلے ہی لکھ دیا ہے کہ اپنے شیخ
 کی نسبت یہ اعتقاد رکھنا چاہیے کہ میری نافرمانی کے لئے میری تلاش میں
 یہ سب سے بہتر ہے۔ پس دوسروں سے انکار کی گونہ نیت نہیں مگر اتباع ایک
 کا ہے۔ ایک ساتھ دو طبیبوں کا مریض مصیبت میں رہتا ہے۔

والسلام

مکتوب - ۲۸

مستردہ ۱۔ از اورنگ آباد۔ گیا

۹ جنوری ۱۹۶۶ء

سیدنا الملکم و مرشدنا المحترم متغافلہ بطل بقائہ

ندوہ۔ بکھنؤ

حضرت الشیخ

اخى العزيز زادكم الله تعالى عرفانا

السلام عليكم ورحمة الله

مستردہ ۲۔

السلام عليكم ورحمة الله

حضرت الشیخ

مستردہ ۱۔ گرامی نامہ کے وصول ہونے سے پیشتر ہدایت قلبی ہوئی۔ اور تم سے تہجد

گزارى ترک کر کے وضو سے ادا کرنا شروع کیا تھا۔ اور عزم و استقامت کے

ساتھ پرعمل پیرا ہوں۔

حضرت شیخؒ :- الحمد للہ
 مترشد :- باشندگان اورنگ آباد سے غلصین اصحاب کی تماشی کہ حضور والا ماہ
 ربیع الاول میں یوم النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریب سعید کے موقع پر تشریف
 لاکر ہدایت کا موقع دیں۔

سید عبدالرؤف غفرلہ

حضرت شیخؒ :- آپ کو معلوم ہے کہ جاسم درہم میں شرکت سے معذوری ہے آپ
 بھی ان مسائل کو سمجھ لیں۔ اپنے سلسلہ کے مسائل سے واقفیت ہوئے

چاہیے۔ والسلام

بایمکان سلیمان

۱۰ صفر ۱۳۶۵ھ

مکتوب - ۲۹

مترشد :- از اورنگ آباد گیا
 ۲۹ صفر ۱۳۶۵ھ / ۲۳ فروری ۱۹۴۶ء

مرشدی المحترم دام بقائہ

اعظم گڑھ

حضرت شیخؒ :-

اخی فی اللہ تعالیٰ زادکم اللہ تعالیٰ عرفاناً

مترشد :- السلام علیکم ورحمۃ اللہ - خیریت - مزاج اقدس

حضرت شیخؒ :- السلام علیکم ورحمۃ اللہ - الحمد للہ مع الخیر ہوں۔

مترشد :- شکر ہے تعمیری فرائض اور امتحان کی تیاری کے باوجود معمولات

شبانہ روز تندی کے ساتھ ادا کرتا ہوں۔

حضرت شیخؒ: مبارک کہ یہ بڑی سعادت ہے۔

مسترشد: تخلیہ اور فراغت کے اوقات میں تصور اور صورت پیش نظر رہتی ہے
وقت ملاقات قدمبوسی تو کیا دست بوسی تک نصیب نہ ہو سکی۔

حضرت شیخؒ: محبت کے اظہار میں غلو سے احتیاط لازم ہے۔ قدمبوسی لغوی معنوں
میں مشروع بھی نہیں۔

مسترشد: بندہ کو انجمن ترقی اردو کا ناظم بنایا گیا ہے۔ ارکان انجمن نے فرمائش کی
تھی کہ حضور والا کو لکھوں کہ تشریف لاکر ہم لوگوں کو فیض یاب فرمائیں۔

حضرت شیخؒ: زندگی ہے تو فقیروں کا بھی پھیرا ہوگا۔

مسترشد: بندہ کم مایہ کثرت عیال و کثرت خرچ کے باعث کچھ پریشان خاطر
رہا کرتا ہے۔ بندہ زادہ بومیٹرک پاس ہے۔ ملازمت کا متلاشی ہے۔

حضرت شیخؒ: اللہ تعالیٰ آپ کی ان پریشانیوں کو دور فرمائیں۔ صاحبزادہ کے لئے
بھی بدل دے گا۔

مسترشد: حضور والا اگر روحانی امداد کے ساتھ قلبی امداد فرماتے تو شاید

یہ مشکل حل ہوتی۔ چند ماہ شہر گیا میں مسٹر نیاز احمد صاحب آئی سی ایس
ڈسٹرکٹ جج گیا کے عہد پر نائز میں جو حضرت مولانا شبلی نعمانی رحمہ اللہ

کے عزیزوں میں سے ہیں۔

حضرت شیخؒ: صاحب موصوف سے میری ملاقات سرسری ہے۔ تاہم اگر کوئی

جگہ خالی معلوم ہو تو آپ کی خاطر میں لکھ سکتا ہوں۔ مگر جگہ کے بغیر
یوں ہی لکھنا شاید بیکار جائے۔ اور جی نہیں چاہتا کہ نشانہ خالی جائے۔

مستردہ۔ امید ہے کہ اس گستاخی کو جو اضطراری طور پر سرزد ہوئی ہے۔
معاف فرمائیں گے۔ اور کوئی وجہ مانع نہ ہو تو خیال فرما کر عزیز سلمہ
پر کرم فرمائیں گے۔

سید عبدالرؤف غفرلہ

حضرت شیخ۔ کوئی حرج نہیں والسلام

سچچان سلیمان

۲۵ صفر ۱۳۶۵ھ

مکتوب۔ ۳۰

مستردہ۔ ۳۱ مارچ ۱۳۶۵ھ

از اورنگ آباد۔ گیا

مخدومی المطاع الکریم منظر العالی

حضرت شیخ۔ انی فی اللہ تعالیٰ دام توفیکم

مستردہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

حضرت شیخ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مستردہ۔ عزیز سلمہ کے خط سے معلوم ہوا کہ سول کورٹ میں چند آسامی

ہوئی ہیں جن کا اثہار و اعلان اس ماہ میں ہونے والا ہے۔

مبارک ساعت ہے کہ ایک نوشتہ سفارش نام نیاز احمد صاحب

ڈسٹرکٹ جج گیا ارسال فرمائیں

حضرت شیخ۔ مجھے معلوم نہیں کہ یہ جج صاحب سفارشوں کا کیا اثر لیتے ہیں۔ آپ

وہاں تحقیق کر لیں۔

بہر حال ایک خط ملفوف ہے۔ اس کو کسی لٹافہ میں بند کر کے گھر پر پیش کیا جائے۔ خدا کرے کامیابی ہو کہ آپ کو اطمینان میسر آئے۔

مترشد:- امید ہے کہ اس غیر معمولی تکلیف دہی اور بے جا استفادہ کو معاف فرمائیں گے۔

سید عبدالرؤف غفرلہ

حضرت اشیحؒ: جی ہاں بارِ خاطر ضرور ہوتا ہے۔ ڈر ہے کہ آئندہ ایک سلسلہ نہ شروع ہو جائے۔ اس لئے میرا نام مخفی رکھا جائے۔

والسلام، سید سید سلیمان

۷ مارچ ۱۹۲۶ء

مکتوب - ۳۱

مترشد:- ۷ جادی الاول / ۱۱ اپریل

از اوزنگ آباد گیا

حضرت محترم قبلہ مدظلہ العالی

پٹنہ محلہ بھنور پوکھر

مکان سید ابو عاصم صاحب دیکل

انھی فی اللہ تعالیٰ دام توفیقکم

مترشد:- السلام علیکم ورحمۃ اللہ

حضرت اشیح :- السلام علیکم ورحمۃ اللہ
 مسترشد :- امید ہے کہ مزاج اقدس بخیریت ہوگا۔
 حضرت اشیح :- الحمد للہ تعالیٰ مع الخیر ہوں۔ بالفعل یہاں مقیم ہوں۔ اور
 انشاء اللہ تعالیٰ مٹی اور جون دینے میں گذریں گے۔

مسترشد :- بندہ زادہ کی عارضی تقرری عمل میں آئی۔
 حضرت اشیح :- خوشی ہوئی کہ آپ کے صاحبزادہ کا کچھ انتظام ہو گیا۔ جس سے
 آپ کو گونہ طمانیت حاصل ہوئی۔ اب اس طمانیت کو ذکر و طاعت
 میں صرف کیجئے کہ اس کا شکر یہی ہے۔

مسترشد :- سابقہ سوز و گداز اور ذوق و شوق اب نہیں ہے۔ سید بزرگوار
 حضرت اشیح :- جوش و خروش کی کمی کی فکر نہ کیجئے۔ کام میں لگے دیکھو
 تا آنکہ اللہ کے سوا دل سے ہر چیز کی محبت فنا ہو جائے۔ اور
 لا الہ الا اللہ کی تکمیل ہو جائے۔ والسلام

یحسین سلیمان
 ۱۷ جمادی الاول ۱۳۶۵ھ

مکتوب - ۳۲

مسترشد :- از اورنگ آباد - گیا
 ۲۲ مئی ۱۹۴۶ء

بملاحظہ آدیس جاب مرشد المطاع معنا اللہ بطول بقائہ

حضرت اشیح :- دینہ ضلع پیٹھ

اخی فی اللہ تعالیٰ دام توفیقکم

مترشد ۱۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

حضرتہ الشیخ ۲۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مترشد ۳۔ مزاج اقدس

حضرتہ الشیخ ۴۔ الحمد للہ مع الخیر ہوں

مترشد ۵۔ صحیفہ گرامی رجسٹر سے موصول ہوا سے منظر ہر تھا کہ دینہ

میں مٹی و جون میں قیام رہے گا۔ حضور والا کب تشریف لائے
اور کب تک قیام رہے گا۔

حضرتہ الشیخ ۶۔ ارادہ ختم جون تک قیام کا تھا۔ مگر بعض حالات ایسے پیش
آئے کہ وسط جون ہی میں سفر کرنا ضروری ہوا۔ بلکہ شاید اس سے
سبھی پہلے چلا جانا پڑے۔

مترشد ۷۔ اجاب داعزہ کی ایک دو تقریبات ہیں۔ ان میں شرکت کرنا
چاہتا ہوں۔

حضرتہ الشیخ ۸۔ تقریبات میں ہر قسم کے امور پیش آتے ہیں۔ ان میں بھی اھیلاً
مد نظر رہے۔ غالباً اب موقع نہ ملے۔

مترشد ۹۔ ہفتہ گذشتہ میں ایک شب تہجد گزاری میں تاخیر ہوئی۔ او
آنکھ لگ گئی۔ خواب دیکھا کہ حضور والا سامنے ہیں۔ اور کلمات خیر
ارشاد فرما رہے ہیں۔ دفعۃً آنکھ کھلی۔ وقت ختم ہو چکا تھا۔
ایسے کئی مرتبہ ہوا۔

حضرتہ الشیخ ۱۰۔ بیداری کے معاملات کی طرف توجہ فرمائیے۔

اسکی سوال اور اسی کا مواخذہ ہے۔ باقی رؤیا اور خواب مبشرات سے زیادہ نہیں۔ دین کے ساتھ اپنے کام میں لگے رہیں۔ اور ظاہر و باطن کی تہذیب و درستی میں لگے رہیے۔
مترشد :- توجہ کریمانہ کا طالب ہوں۔

سید عبدالرؤف غفرلہ

حضرت الشیخ :- اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے آپ کو توفیقات خیر ارزانی فرمائیں۔ والسلام

یحیٰن سلیمان ۲۷ جمادی الاخریٰ ۱۳۶۵ھ

مکتوب - ۳۳

مترشد :- از محلہ کریم گنج گیا
۱۰ مئی ۱۹۴۷ء

قبلہ دستگیر من متغنا اللہ بطول بقائہ

حضرت الشیخ :- انی فی اللہ تعالیٰ ادا اللہ توفیقکم

مترشد :- السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

حضرت الشیخ :- السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

مترشد :- بجز اللہ بجزیرت گیا مک پہنچ گیا۔ اور آج شام تک اورنگ آباد

روانہ ہو جاؤں گا۔ قیام دینہ کی مزید خواہش تھی۔ مگر حضور والا کے

بے حد اخلاق و استقامت کے باعث زیادہ قیام کرنا مناسب

نہ تھا۔

حضرت اشیحؓ :- انیسویں فی ما واقع

مسترشد :- گھر سے سوچ کر نکلا تھا۔ کہ ایک دو تین دنیا داری کی بھی کروں گا۔ مگر جب تک وہاں رہا۔ دنیا و مافیہا سے بے نیاز رہا۔ اور اتنا رعب رہا۔ کہ عرض نہیں کر سکا

حضرت اشیحؓ :- مرعوب ہونے کی کوئی وجہ نہیں تھی۔ بہر حال مختلف کیفیات طاری ہوتی ہیں۔

مسترشد :- بندہ زاوہ شرف الدین کی ملازمت عارضی ہے۔ اگر ڈاکہ نہ یاریلوے میں ملازمت ہو جاتی تو بہتر ہوتا۔ اگر حضور والا کے احباب میں کوئی صاحب ایسے ہوں۔ کہ جن سے یہ کام ہو سکے۔

حضرت اشیحؓ :- افسوس ہے کہ میرے تعلق کے کوئی صاحب ان محکموں میں نہیں دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ کٹائش عنایت فرمائے

مسترشد :- واپسی پر بارے بستر کی گٹھری مع کپڑے وغیرہ غائب ہو گئی خدا کا شکر ہے۔ کہ مجھے اسکی غم و ہم نہیں ہے۔ آپ سے جو دولت نصیب ہوئی۔ اس کی مسرت و لذت ایسی ہے کہ سارا غم غلط ہے

حضرت اشیحؓ :- افسوس ہوا۔ مگر آپ خوش ہوں۔ کہ حالاً آپ بہتر ہے

مسترشد :- حضور والا دینہ کب تک روانہ ہو رہے ہیں۔

حضرت اشیحؓ :- میں کل روانہ ہو رہا ہوں۔

مسترشد :- عزیز نوا اسی کی طبیعت اب کیسی ہے

سید عبدالرؤف غفرلہ

حضرت الشیخؒ: الحمد للہ اچھا ہے۔ والسلام
 سمیعان سلیمان
 از دینہ پٹنہ۔ ۱۵ جون ۱۹۷۷ء

مکتوب۔ ۳۲

مسترد۔ از اورنگ آباد۔ گیارہ
 ۲۱ رمضان ۱۹۷۷ء / ۱۹ اگست ۱۹۷۷ء

سیدی و مرشدی المحترم معنا اللہ بطول بقائہ
 حضرت الشیخؒ: بھوپال متصل موتی مسجد
 انی فی اللہ تعالیٰ دام توفیقکم۔

مسترد۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ مزاج آفس۔
 حضرت الشیخؒ: السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ الحمد للہ یہ فقیر بخریت ہے
 مسترد۔ بیعت کی تاریخ سے امتحانات اور انعامات کا سلسلہ رہا۔
 خدا کا شکر ہے۔ کہ صبر و شکر کے مقامات میں ثابت قدم رہا۔
 دینہ کے سفر میں بستر اور کپڑے گم ہو گئے۔ چند روز
 بعد یہ متاع گم شدہ مل گیا۔ بی اے کے امتحان میں کامیابی
 پر ماہانہ میں اضافہ ہو گیا۔ لڑکا علیل ہو گیا۔ بڑے لڑکے
 کی تقرری ہو گئی۔ قیام گاہ کا انہدام ہوا۔
 حضرت الشیخؒ: حضرت والا رحمۃ اللہ کا ملفوظ ہے کہ دو حال سے
 خالی نہیں۔ یا تو بنہ کو نعمت ملتی ہے۔ تو اس پر شکر

واجب ہے اور یا ابتلا پیش آتا ہے تو اس پر صبر مامور ہے۔ اور دونوں حالتیں موجب ازدیاد ترقی ہیں۔ اور یہ صبر و شکر کی دوہری منزل پوری زندگی کے سفر میں بنتی رہتی ہے سبحان اللہ۔

مسترشد: غرضیکہ خوشی کے ساتھ غم اور غم کے ساتھ خوشی پیدا ہوتی رہی۔ اور ہر موقع پر خدا کے کریم کا شکر بجالاتا رہا۔ بحمد اللہ ہنوز سلسلہ ابتلاء و امتحان کا جاری ہے۔

حضرت الشیخ: بہ دونوں توام ہیں۔
مسترشد: موفق حیزر کا ہزار ہزار شکر کہ هجوم افکار میں مشاغل شبانہ روز میں ذرہ کمی پیدا نہیں ہوئی۔

حضرت الشیخ: مقام شکر
مسترشد: مزید عنایات و ہدایات کا طالب ہوں۔
حضرت الشیخ: کوئی نئی چیز نہیں۔ سبق کو بار بار رٹنا ہی کامیابی کا موجب ہے۔

مسترشد: ایک رات خواب دیکھا کہ کوئی غفور غفور (والد مرحوم کا نام) کر کے پکار رہا ہے۔ گھبرا کر اٹھا تو کوئی نہیں تھا۔ ایک شب سرانے سے ٹوپی غائب ہوئی کہ تلاش پر ہنوز دستیاب نہیں ہو سکی۔

حضرت الشیخ: ناقابل التفات امور ہیں۔ اپنے کام میں لگے رہیے۔
مسترشد: صد شکر کہ بیعت تو ہو چکی مگر شجرہ بیعت سال نہیں ہوا۔

حضرت الشیخؒ: شجرہ مناجات مقبول کے آخر میں مطبوعہ ہے۔
 مسترشد بر دلینہ میں جو کتابیں پورے پیش کی گئی تھیں۔ ان کی بابت
 محترمیٰ سلم صاحب نے اطلاع دی۔ کہ سب ارشاد جناب
 دارالمصنفین میں وہ کتابیں منتقل کی گئی ہیں اور حسب طلب
 کتابوں کی قیمت ادا کرنے کی ہدایت ہے۔ میں نے تو وہ
 کتابیں تحفہ پیش کی تھیں۔ تاہم جو ارشاد ہو۔ منظور ہے
 حضرت الشیخؒ: آپ کے لئے یہی مناسب نظر آیا۔

مسترشد: حضور والا کی روحانی و مادی توجہات کا شکر یہ کیونکر
 ادا کروں۔ بس دعا ہے کہ ذات گرامی تا دیر سلامت بکرامت
 رکھے۔ کہ استفادہ کا موقع ملتا رہے۔

حضرت الشیخؒ: میرا کیا شکر یہ بشکر اللہ تعالیٰ کا جس نے مجھے ار
 آپ کو یہ توفیق بخشی۔

مسترشد: بندہ زاہد البوالمبرد عبد الغنی سلمہ کو جو عربی سلسلہ تعلیم
 میں ہے۔ ندوۃ العلماء میں داخل کرنے کا خیال ہے

سید عبدالرؤف غفرلہ

حضرت الشیخؒ: درخواست میں آپ نے بہت دیر کی۔ بہر حال

جلد از جلد دفتر دارالعلوم میں ہتہم کے نام بھیجیں۔ اگر جگہ خالی

ہوگی تو ممکن ہے۔ ورنہ سر دست معذرت۔ والسلام

پیمچوان سید سلیمان

۸ شوال ۱۳۶۵ھ

مکتوب - ۷۹

۱۹ ذی قعدہ ۱۳۶۵ھ

۵ اکتوبر ۱۹۴۶ء

ازادنگ آباد - گیا

مسترشد: مرشدی المحترم مظلہ العالی

حضرت شیخ، بھوپال موتی مسجد

انحی فی اللہ تعالیٰ دام توفیقکم

مسترشد: السلام علیکم ورحمۃ اللہ

حضرت شیخ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مسترشد: مزاج اقدس

حضرت شیخ، الحمد للہ مع الخیرین ہفتوں سے باہر تھا۔ اب آیا ہوا۔ الحمد للہ

مسترشد: حکایت عرض ہے کہ اتلاوا امتحان کا سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ مکان

خریدا تھا۔ اس پر ایک غیر مسلم نے حق شفیعہ کا مقدمہ دائر کیا۔ مقدمہ کے

سلسلے میں ہفتوں علیل اور پریشان رہا۔ علیل ہی تھا کہ ایک کس لڑکے

کو کتنے نے کاٹ لیا۔ اس کے ساتھ میسرالٹر کا بیمار بچہ گیا۔ خدا کا شکر

ہے کہ سب بچے اچھے ہو گئے۔

حضرت شیخ، الحمد للہ

مسترشد: گوڈ کا بچہ ہنوز علیل ہے۔

حضرت شیخ، اللہ تعالیٰ شفعا بخشیں۔

مسترشد: مخصوص طور پر دعا فرمائیں کہ شکلیں حل ہوں

حضرت اشرفؒ دلی دعا ہے
 مسترشد۔ باین پر شکر ہے کہ معمولات شبانہ روز میں کسی وقت فسق
 نہیں آیا۔

حضرت اشرفؒ، اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیجئے یہ نعمت بڑی نعمت ہے
 مسترشد۔ علالت و پریشانی میں عجیب و غریب خواب دیکھنے میں آئے اور جلد
 خوابوں کا تعلق نمازوں یا مساجد کے ساتھ ہے
 حضرت اشرفؒ یہ سب بشارات ہیں۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ کیفیت عطا ہو رہی ہے
 جس کا بیان ہے۔ و قلبہ معلق بالصلوٰۃ او بالمسجد
 فہنیبا لکم۔

مسترشد۔ ریت منامی سے ملاقات ظاہری کا اشتیاق تازہ ہوگی
 حضرت اشرفؒ یہ ازراہ محبت ہے
 مسترشد۔ حضور والا بندہ کے فلاح و دین کے لئے مخصوص اوقات
 میں دعا فرمائیں۔

سید عبدالرؤف غفرلہ

حضرت اشرفؒ: دل سے دعا کرتا ہوں۔ والسلام

بیمچران سیٹا۔

۲۹ ذیقعدہ ۱۳۶۵ھ

مستر شد۔ ۱۶ رذی الحجہ ۱۳۶۵
۱۱ نومبر ۱۳۶۵ء اورنگ آباد گیا

مخبرم و قلمداری من

حضرت الشیخؒ۔ محبی زاد توفیقکم

مستر شد۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

حضرت الشیخؒ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مستر شد۔ میرے چھوٹے بھائی مولوی حکیم عبدالعلیم ہاشمی مدرسہ پٹنہ سے عالم
اور مدرسہ سبحانیہ آلہ آباد سے سند فراغت کئے ہوئے ہیں۔ اور طبیعت کالج
آلہ آباد سے ڈی۔ آئی ایم کی ڈگری حاصل کی ہے۔ کیا بھوپال سٹیٹ کے
کسی طبیعت شعبہ میں ان کی ملازمت ہو سکتی ہے۔

حضرت الشیخؒ۔ مملکت بھوپال میں عام ملازمت کی شرط اس ملک کا باشندہ
ہوتا ہے۔ اس کے بغیر یہاں کوئی ملازمت نہیں مل سکتی۔

مستر شد۔ معارف کے شذرات سے معلوم ہوا تھا کہ اسٹیٹ مذکورہ کو نادر مخطوطات

قدیم کی ضرورت ہے۔ بندہ کے پاس ایسی کتابوں کا ذخیرہ ہے۔ فہرست

پیش خدمت کی جاتی ہے۔ اگر قابل انتخاب ہوں تو ضروری جائے

حضرت الشیخؒ۔ معارف کے شذرات میں اس قسم کی خبر میری نظر سے نہیں گذری۔

یہاں سرودت قلمی کتابوں کی مانگ نہیں۔

مستر شد۔ تحریک مودودی اور جماعت اسلامی کی شرکت و حمایت کی بابت کیا

ارشاد گرامی ہے۔ چند مخطوطات احباب کے شرکت جماعت و حمایت کے

آ رہے ہیں۔

حضرت اشیحؒ۔ نوجوان تعلیم یافتوں سے اگر کوئی شخص سوشلزم وغیرہ کا شکار ہو تو

اس کو اس جماعت کی طرف رہبری کی جائے۔

مترشد۔ مجاہدین اسلام یا مجاہدین ہند کے تذکرہ میں کوئی خاص کتاب موجود ہو تو نشان و پتہ سے اطلاع دی جائے۔

حضرت اشیحؒ مجھے معلوم نہیں۔

مترشد۔ الحمد للہ حسب دستور بندہ اعمال شبانہ روز پر عزیمت و استقامت کے ساتھ پیش از پیش کار بند ہے۔

حضرت اشیحؒ۔ بحمد اللہ

مترشد۔ حضور والا کے اہل عیال کہاں ہیں اور کس حال میں ہیں۔

ستید عبدالرؤف غفرلہ

حضرت اشیحؒ سب بخیر ہیں۔

سیدان سلیمان۔ ۳ محرم ۱۳۶۶ھ

مکتوب۔ ۳۷

مترشد: از اوزنگ آباد گیا
۲۸ نومبر ۱۹۴۶ء

مخدومنا و مرشدنا المکرم و المحترم مظہر العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

حضرت اشیحؒ۔ بھوپال

محب مکرم نصرکم اللہ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

مستر شہدہ۔ گذشتہ خط میں برادرم حکیم عبدالجلیم سلمہ کی ملازمت کی بابت عرض کیا تھا۔ مزید عرض ہے کہ بندہ کے مناسب حال اگر کوئی ملازمت وہاں حاصل کر سکے۔ تو بندہ بھی بھوپال حاضر ہو کر سلسلہ جنابانی کر لے۔
حضرت الشیخؒ :- اس ریاست میں اور ہر ریاست میں ملازمت کے لئے اس ریاست کا باشندہ ہونا ضروری ہے۔

مستر شہدہ۔ بھوپال ریاست کی جانب سے سکونت پذیر افاقیوں میں وطنی و غیر وطنی کا امتیاز تو غالباً ردا نہ رکھا جائے گا۔

حضرت الشیخؒ :- آباد کاروں کو زمین بشرائط دی جاتی ہے۔ کہ وہ زراعت کریں۔ اگر آپ پسند کریں تو وزارت مال کو درخواست دیں۔

مستر شہدہ۔ امید ہے کہ اس غیر متعلقہ درخواست پر کچھ خیال نہ فرمائیں گے۔ جو کچھ اس دور فقہ میں لکھے جائیں گے۔ یا کہے جائیں گے۔ وہ سب حالت اضطراب و اضطرار میں ہوں گے۔

حضرت الشیخؒ :- آپ لوگ مضطرب نہ ہوں۔ انشاء اللہ تعلقے سکون حاصل ہوگا۔
مستر شہدہ :- ایک استفسار خدمت گرامی میں ارسال ہے۔ امید ہے کہ جواب بواسطہ معارف یا بواسطہ واپسی ڈاک ارسال فرمائیں گے۔

سید عبدالرؤف غفرلہ

حضرت الشیخؒ :- معارف کے تذرات میں آپ اس کا جواب پائیں گے۔

سید سلیمان

مستر شہدہ از اونگ آباد۔ گیا

۲۱ دسمبر ۲۰۲۶ء

مترجم قبلہ من۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

حضرت الشیخ: از بھوپال

محب مخلص نصرکم اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

متر شہدہ۔ بہار کے موجودہ دور حکومت اور ہمایہ قوم کے ظالمانہ سلوک کے پیش نظر جبکہ خاص خاندان کے بیشتر افراد اور برادران امادہ ہجرت ہیں۔ تونہ کے لئے کیا ارشاد ہے۔

حضرت الشیخ:۔ میرا مشورہ تو یہ ہے کہ آپ صبر و عزیمت کے ساتھ اپنی جگہ پر قائم رہیں۔ اور جس طرح اب تک رہ رہے تھے رہیں۔

متر شہدہ۔ ہجرت و ترک وطن کی صورت میں توطن اور سکونت کا سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ کس صوبہ یا کس اسلامی ریاست میں توطن اختیار کیا جائے۔ حضرت الشیخ:۔ ترک وطن میں بڑی بڑی دقتیں ہیں۔ یہاں کی جائداد کو ٹیوں کے مول جانے گی۔ اور دوسری جگہ وہ میسر نہ آئے گی۔ پھر آب و ہوا، موسم آمدن اعتراف، احباب کا ایسا تقیر ہوگا۔ جس کا بدل مل سکے یا نہ مل سکے

متر شہدہ۔ بندہ بلاشبہ ملازمت پیشہ ہے۔ یہی ذریعہ معاش و حیات ہے اس صورت میں اسلامی ریاستیں بھوپال۔ حیدرآباد میں کون سی ریاست مناسب حال ہو سکتی۔

حضرت الشیخ:۔ افسوس ہے کہ عموماً ہر ریاست میں وطنیت کا سوال ہے۔ غیر کے لئے گنجائش مشکل ہے۔ الایہ کہ کوئی ہر محنت یہاں تک کہ مٹی،

اٹھانے کو بھی گوارا کرے تو ہوسکتا ہے۔

مستر شد :- بندہ کم علم و کم مایہ اور محدود الوسائل ہے۔ ایسی صورت ریاست اور ارباب ریاست کے بارگاہ عالی تک بندہ کی رسائی دشوار ہے۔ کیا حضور والا بندہ کے لئے کوئی سعی مشکور فرما سکتے ہیں۔

سید عبدالرؤف غفرلہ

حضرت الشیخ :- صورت حال عرض کر چکا۔

سید سلیمان

مکتوب - ۳۹

مستر شد :- ۳۱ ربيع الاول ۱۳۶۶ھ

۲۷ جنوری ۱۳۶۶ھ

حضرت مرشدی المحترم نذللہ العالی - السلام علیکم ورحمۃ اللہ

حضرت الشیخ :- محب و مخلصی ادام اللہ توفیقکم - السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مستر شد :- گرامی نامہ باعث طمانیت ہوا۔ باین ہمہ برادران قبیلہ مشرق و مغرب

کی سمت عازم ہجرت ہیں۔ مگر بندہ اپنی جگہ ثابت قدم ہے۔

حضرت الشیخ :- اللہ تعالیٰ آپ کو امن و طمانیت بخشیں۔

مستر شد :- وظائف شبانہ روز کا پابند ہوں۔ خدا تعالیٰ کا شکر ہے

حضرت الشیخ :- خوشی ہوئی کہ معمولات جاری ہیں۔

مستر شد :- کلکتہ رائل ایشیاٹک سوسائٹی میں ایک سینیئر مولوی کی معقول جگہ

ہے۔ یہ جگہ امپیریل لائبریری کے لائبریرین مسٹر اسد اللہ صاحب آئی سی ایس ہیں۔

کے انتظام میں ہے۔ اگر بار خاطر نہ ہو تو گلگتہ کے کسی باہر شخص کے نام سفارشی خط ارسال فرمائیں۔ اور نیز ایک سند صلاحیت و اہلیت عطا فرمائیں۔

سید عبدالرؤف غفرلہ

حضرت الشیخؒ: میں ایک تحریر ملفوف کر رہا ہوں۔ اس کو آپ خان بہادر اسد اللہ صاحب کے پاس اور جہاں مناسب سمجھیں بھیج دیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ موثر ہوگی۔

والسلام

سید محمد سلیمان

مکتوب : ۲۰

مترشد: از اورنگ آباد۔ گیا

۲۹ مارچ/۵/جادی الاول ۱۳۶۲ھ

سیدی و مولائی المحترم مظلہ العالی — السلام علیکم ورحمۃ اللہ

حضرت الشیخؒ: از بھوپال

محبی و مخلصی زادکم اللہ تعالیٰ معرفتہ! — السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

مترشد: مزاج آندس

حضرت الشیخؒ: الحمد للہ خیریت۔

مترشد: سفارش نامہ مبارک بنام اسد اللہ صاحب موصول ہو کر باعث

طمانیت اور صدا عزاں ہوا۔ اس کو صاحب مذکور کی خدمت میں روانہ کر دیا تھا

جس کا انہوں نے بروقت جواب دیا۔ کہ میں علامہ سید صاحب سے واقف

ہوں۔ اور ان کے خط کا احترام کرتا ہوں۔ مگر علامہ موصوف کا خط دیر

سے آیا۔ اس لئے معذوری ہے

حضرت اشیحؓ :- الخیر فیما وقع

مسترشد :- اگر بہار کے کسی گوشہ میں آمد کا عزم ہو۔ تو بندہ کو چند روز پیشتر اطلاع

ہونی چاہیے۔ تاکہ قدم بوس ہو سکوں

حضرت اشیحؓ؛ بالفعل سفر بہار کا کوئی ارادہ نہیں۔

مسترشد :- اہلیہ اور بندہ زادہ نے یک شب خواب دیکھا کہ حضور اور نگ آباد

تشریف فرما ہیں۔ اور مسلمانان اورنگ آباد میں بڑی مسرت ہے

حضرت اشیحؓ :- خدا کرے انکے اس خواب کی تعبیر نکلے۔

مسترشد :- اس سال حضور والا کے پروگرام میں وطن مالوف آمد کا پروگرام

ہے یا نہیں۔

حضرت اشیحؓ :- ابھی تک ارادہ نہیں

مسترشد :- حسب ہدایت شبانہ روز کے وظیفہ اور اعمال تا امکان غربیت

کے ساتھ پورے ہوتے ہیں۔

حضرت اشیحؓ :- اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیجئے۔

مسترشد :- محمد شاہ غازی (شاہ ہند) کا ایک فرمان ہمارے نانہال خاندان

میں دستیاب ہوا ہے۔ جسکی عبارت درج ذیل ہے۔

” چمن حسب السطور بالا بعمل آئندہ“

(دستخط بر پشت)

شجاع الدین محمد خان

جانپناہ وزیر اعظم

سید عبدالرؤف غفر

حضرت الشیخؒ یہ امور سید ریاست علی صاحب کو بھیج دیجئے وہ جواب دیں گے
انشاء اللہ تعالیٰ۔ والسلام

سید محمد سلیمان

۱۲ جمادی الاول ۱۳۶۶ھ

مکتوب - ۴۱

مستر شدہ۔ از اورنگ آباد۔ گیا

۱۳ مئی ۱۹۴۷ء

قبلہ محترم و مرشد مکرم مدظلہ العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

حضرت الشیخؒ۔ از بھوپال

محب مخلص من زادکم اللہ تعالیٰ عرفانا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

مستر شدہ۔ مزاج آندس۔ دلوں سے حضور والا کی خیریت کی کوئی خبر نہیں

ہے۔ گو نہ تعلق ہے

حضرت الشیخؒ۔ الحمد للہ تعالیٰ مع الخیر ہوں۔

مستر شدہ۔ حضور والا کے پروگرام میں بہار کا سفر بھی ہے یا نہیں۔

حضرت الشیخؒ۔ ابھی تک بہار کے سفر کا کوئی خاص خیال نہیں ہے

مستر شدہ۔ مجالس نامی اخبار خیال کتابے کتابے ہو جایا کرتی ہے۔ مگر اس سے

سیرانی حاصل نہیں ہوتی۔ افسوس تعلقات کی پابندی اور اپنی کامیابی

مانع ہوتی ہے۔ کہ بھوپال حاضر ہو سکوں۔

حضرت الشیخؒ۔ مجالس نہ تو مکاتبت اسکی قائم معامی کر سکتی ہے جو استطاعت

میں ہوا اس میں تو کمی نہ ہو۔

مستر شد :- عرض ہے، کہ بندہ میں اگر صلاحیت ملاحظہ فرماتے ہوں۔ تو ان ادعیہ اور اوزاد کی اجازت عنایت فرمائیں جو حضور کو حضرت والا سے تقویٰ ہوئیں۔

حضرت الشیخؒ :- مناجات مقبول میں جو کچھ ہے۔ وہی ہمارے ہاں معمول ہے۔ ادنیٰ اجازت ہے۔

مستر شد :- خدائے تعالیٰ کا شکر ہے کہ بندہ معمولات شبانہ روز پر استقامت کے ساتھ عمل پیرا ہے۔

حضرت الشیخؒ :- بارک اللہ تعالیٰ۔ بے شبہ شکر کا مقام ہے۔

مستر شد :- نماز یا تلاوت قرآن میں یکسوئی بہت کم پیدا ہوا کرتا ہے۔

حضرت الشیخؒ :- یکسوئی ہونا ضروری نہیں۔ آپ کی طرف سے حصول میں کمی نہ ہو۔ پھر بھی اگر حاصل نہ ہو تو انسان مکلف نہیں۔ یہ چیز ذکر کی کثرت سے حاصل ہوگی۔

مستر شد :- بندہ زادہ خواجہ شرف الدین احمد ریلوے ملازمت میں دشوار گزار فیضان سے گھبرا ہوا ہے۔ اور ترک ملازمت پر آمادہ ہے۔ دُعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ اسے صبر و استقامت نصیب فرمائیں۔

حضرت الشیخؒ :- دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے مشکلات کو حل فرمائیں۔ اور رزق کا دروازہ کھولیں۔

مستر شد :- عزیز مذکور کے لئے صلاح و فلاح کی دُعا فرمائیں۔

سید عبدالرؤف غفرلہ

حضرت الشیخؒ۔ اللہ تعالیٰ استقامت بخشیں۔

سچپن سید سلیمان

۱۵ مئی ۱۹۲۶ء

مکتوب - ۲۲

مستر شہد - ۲۵ رجب ۱۳۶۶ھ / ۱۶ جون ۱۹۴۶ء

قبلہ من محترم دام بقائکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

حضرت الشیخؒ۔ از بھوپال

جیبی و مجبی زاد کم اللہ تعالیٰ جانانی اللہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ الحمد للہ خیریت ہے۔

مستر شہد - گرمی کی شدت، شب بیداری اور مطالعہ کتاب و اخبار کے باعث دوران

سرخا دورہ اور زبردست حملہ ہوا۔ جسکی وجہ سے ایک روز صبح کی نماز باجماعت ادا

کئی رات متواتر تہجد ادا نہ کر سکا۔

حضرت الشیخؒ۔ کسی اضطراری غم کے سبب سے اگر کسی معمول میں کمی ہو جائے۔ تو انشاء اللہ

تعالیٰ ہم کو ہمارے نیت کے مطابق حق تعالیٰ اسکی جزا عنایت فرمائیں گے

یہ ان کی شان رحیمی و کریمی ہے

مستر شہد - دوبار حضور والا کی زیارت منامی ہوئی۔ جب کبھی زیارت کے لئے طبیعت

بے چین ہوتی ہے۔ تو صورت مثالی پیش نظر ہو جاتی ہے۔

حضرت الشیخؒ۔ یہ آثار محبت ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو ظرفین کیلئے موجب سعادت و برکت بنائیں۔

مترشد۔ "باشد کہ بازینیم آن یاد آشنارا" کوئی ایسا موقع ہوتا کہ قدم بوسی حاصل ہوتی۔

حضرت اشیحؒ۔ انشاء اللہ تعالیٰ

مترشد۔ عرض ہے کہ حضور والا توجہ روحانی پوری طرح بندہ کی طرف مبذول فرمائیں۔
حضرت اشیحؒ۔ اپنے سب محبتوں کے لئے دعاگو ہوں۔

مترشد۔ گاہے گاہے کچھ لذت ہونے پر فرحت محسوس ہوتی ہے
حضرت اشیحؒ۔ یہ لذت و فرحت مبارک۔ جو گو بالذات مقصود نہیں لیکن محمود ہے
فالحمد للہ تعالیٰ۔

مترشد۔ سوال ہے کہ زہرِ اولیٰ نے مرض الموت میں غائبانہ عورتوں کی فرمائش سے
دین مہر کو معاف کیا تھا۔ اور یہ معلوم ہے کہ مرض الموت میں دین کی معافی
قابل اعتبار نہیں ہے۔ اب دین مذکور کی ادائیگی یا معافی کی صورت شرعی
کیا ہو سکتی ہے۔

حضرت اشیحؒ۔ مرض الموت کی معافی سے معافی نہیں ہوتی۔ اب صورت یہ ہے کہ اس
دین مہر کا ایک چوتھائی حصہ تو آپ کا ہوا۔ باقی تین چوتھائی اگر آپ کی سانس
وغیرہ نہیں ہیں تو آپ کی اولاد کا حصہ ہے۔ اب اولاد جاہل تو معاف
کر سکتے ہیں۔

مترشد۔ پاس انفاس بصورت معلوم اس کی مشق بہم پہنچانے کے لئے اجازت
کی ضرورت ہے

حضرت اشیحؒ۔ پاس انفاس یہ ہے کہ کوئی سانس ذکر الہی سے خالی نہ چاہیے۔ اسکی

صورت یہ ہے جو آسانی سے ہو سکتی ہے کہ ہر سانس کے ساتھ اللہ اللہ جاری رہے بغیر تلفظ لسانی بحض ذکر قلبی کے ساتھ۔

مسترشد :- اور یہ مجاہدہ (پاس انفاں) کوئی مفید نتیجہ مرتب کر سکتا ہے۔

حضرت الشیخ :- اس کا فائدہ دوام ذکر ہے جو حسب استطاعت مامور ہے۔

مسترشد :- تقسیم ہندوستان و پاکستان کے بعد مسلم آبادی کو ہندوستان میں علی حالہ قائم رہنا مفید ہوگا یا منتقل ہو جانا فائدہ مند ہوگا۔

سید عبدالرؤف غفرلہ

حضرت الشیخ :- ہندوستان و پاکستان کی کشمکش میں نہ پڑیے۔ جہاں ہیں وہیں رہیے۔

دیکھئے اللہ تعالیٰ کیا کرتے ہیں۔ والسلام

ایچمن سید سلیمان

مکتوب - ۲۳

مسترشد :- ۲۴ رمضان ۱۳۶۹ھ / ۱۲ اگست ۱۹۴۸ء

از اورنگ آباد - گیا

قبلہ محترم مدظلہ العالی - السلام علیکم ورحمۃ اللہ

حضرت الشیخ :- از جھوپال

محب محرم زادکم اللہ تعالیٰ معرفتہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ - الحمد للہ بخیریت ہوں

مسترشد :- رمضان المبارک کے مشاغل ختم تراویح سنانے کی تیاری۔ ملازمت کے

فرائض اور خانگی معاملات کی نگرانی کے باعث غیر معمولی تاخیر سے عرصہ ارسال ^{نہا}
خدا مت ہے۔

حضرت شیخؒ: اس توفیق پر مبارکباد

مستتر شد۔ ختم تراویح کے بعد اب تہجد میں ختم قرآن پڑھ رہا ہوں۔

حضرت شیخؒ: باریک اللہ تعالیٰ فی اعمالکم

مستتر شد۔ خواہش تھی کہ جماعت سے تہجد ادا کروں۔ اور اس میں دوسرا ختم پڑھوں، مگر

مصلین کے تکاہل کے باعث نہیں ہو سکا۔ تہجد بالجماعت اور بصورت ^{قرأت} جمہری

کی بابت حضور والا کا کیا ارشاد ہے۔

حضرت شیخؒ: تہجد بالجماعت اگر اتفاقاً ہو تو جائز ہے۔ ورنہ اہتمام اور تداویع کے ساتھ نہیں

غور کرنا چاہیے کہ اس میں ریا اور نمود کی خواہش تو پوشیدہ نہیں۔

مستتر شد۔ خیال ہے کہ ہر وقت رمضان المبارک اور آخر عشرہ رمضان کے باعث

غالباً حضور والا کا قیام مرکز پر ہوگا۔ اس لئے اعظم گڑھ کے پتہ پر یہ خط

ارسال ہے۔

سید عبداللہ غفرلہ

حضرت شیخؒ: جی نہیں یہ کو تاہ عمل تو نہیں تھا۔ آخر ستمبر میں سفر حج کا قصد ہے پنجاب

کی بے اطمینانی دیکھنے کب ددربو۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں پر رحم فرمائے۔

والسلام

سید محمد سلیمان

۲۶ اگست ۱۹۷۶ء

مکتوب :- ۲۲

مترشد :- از اوزنگ آباد - گیا

۱۵ شوال ۱۳۶۶ھ / ۱۰ ستمبر ۱۹۴۷ء

قبلہ محترم و مرشد محرم مدظلہ العالی

حضرت الشیخ :- از بھوپال

محب صمیم زادکم اللہ تعالیٰ معرفتہ

مترشد :- السلام علیکم ورحمۃ اللہ - سفر حجاز - زیارت و وضو اقدس و حج بیت اللہ کے

عزم بالجزم سے بجا مسرت ہوئی۔

حضرت الشیخ :- السلام علیکم ورحمۃ اللہ - کراچی اور پنجاب کی راہ بالفعل بندہ سونے سے نگر

داشگیر ہے کہ دیکھئے کب امن پیدا ہو۔ اور کیسے سفر ہو۔ دعا ہے کہ

اللہ تعالیٰ موانع کو دور فرمائیں۔ دسمبر تک واپسی کا قصد ہے۔

مترشد :- حضور واللہ سے نیاز مند انہ عرض ہے کہ وضو اقدس پر بندہ ناچیز کا سلام

پہنچائیں۔ اور دعا فرمائیں۔

تسبیح عبدالرفیق غفرلہ

حضرت الشیخ :- انشاء اللہ تعالیٰ اگر سرفرازی حاصل ہوئی تو دعا کروں گا۔ اللہ سلام پیش

کروں گا۔ والسلام

سچیان سلیمان

۲۰ شوال ۱۳۶۶ھ

مکتوب نمبر ۲۵

مستردہ۔ از شہر گیارہ کیم گنج مکان سید ابوالفضل دینری اسپرگیا
۶ جنوری ۱۹۴۸ء

قبلہ محترم مظلومہ عالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ
حضرتہ اشیح۔ برادر عزیز شفاءکم اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مستردہ۔ میں اس دھوکہ میں تھا کہ حضور والا حجاز مقدس بغرض حج روانہ ہو چکے ہیں۔
اس لئے خط و کتابت کا سلسلہ بند رکھا گیا۔

حضرتہ اشیح۔ ملک کے حالات نے اجازت نہ دی۔ کراچی کی راہ جہاں ٹکٹ تھا۔
بند تھی۔

مستردہ۔ جنہ دو ماہ سے بواسیر میں مبتلا ہے۔ اور زیر علاج ہے۔ دعاء خاص کا
طالب ہوں۔

حضرتہ اشیح۔ اللہ تعالیٰ آپ کو شفاء کے کامل و عاجل عطاء فرمائیں۔

مستردہ۔ مرض سے بیشتر موجودہ مرض اور اس کی کیفیت خواب میں دکھادی
گئی تھی۔

سید عبدالرؤف

حضرتہ اشیح۔ خواب سے مطلع کیا جا سکتا ہے۔ مگر اس سے اپنی بزرگی کا زعم نہ ہو کہ
ایسے خواب ناستق بھی دیکھ سکتے ہیں۔ آپ کے لئے دلی دعاء ہے۔ شکر
اور رضاء بڑی چیز ہے۔ اور بڑی نعمت۔ اس توفیق پر بھی شکر کیجئے۔

والسلام

سید پران سید سلیمان

مکتوب : ۴۶

۲۲ ربیع الثانی ۱۳۶۵ھ / ۲۱ مارچ ۱۹۴۵ء

از اوزنگ آباد۔ گیا

مستشرق۔

قبلہ محترم مظلہ العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

از سہو پال

حضرت اشرفؒ۔

برادر عزیز رفیع اللہ احوالکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مستشرق۔ بجز اللہ آپ کی دعاؤں کی برکت سے اب اچھا ہوں۔ مگر ہنوز حسب

سابق وظائف شبانہ روز کی پابندی میں دشواری ہے۔ یا نفس سرکش کی
کو تباہی ہے۔

حضرت اشرفؒ۔ الحمد للہ تعالیٰ کہ آپ اب اچھے ہیں۔ اگر دوران علالت میں معمولات بعذر

ضعف مرض انجام نہ پاسکے۔ اور ارادہ یہی تھا کہ اگر یہ مانع نہ ہوتا تو آپ ضرور
معمولات پورا کرتے۔ تو انشاء اللہ تعالیٰ اس کا اجر بھی ملے گا۔

مستشرق۔ علمی اور روحانی کسی شعبہ میں دلچسپی نہیں ہے۔ مجبور کسی طور انجام دیتا ہوں

توجہ اور کسی عمل و وظیفہ کی ضرورت ہے۔

حضرت اشرفؒ۔ عمل کے لئے صرف ہمت و عزیمت کی ضرورت ہے۔ عمل اور عجز کی نہیں

مستشرق۔ حضور والا کا عزم اس سال وطن کی طرف آمد اور قیام کا ہے یا نہیں۔

حضرت اشرفؒ۔ ابھی تک وطن کی سمت سفر کا ارادہ نہیں۔

مستشرق۔ اہلیہ نے ایک عجیب خواب دیکھا ہے۔ جس میں قرآن پاک کے

حروف دھلوانا، اور پھرنی جانا، اور اوراق قرآن کو کھا جانا اور پھر کنوئیں

کے پانی کا جوش مارنا اور پھر یہ کہنا کہ اس کی بے حرمتی ہوگی۔ وغیرہ چیزیں
ذکر میں۔

سید عبدالرؤف غفرلہ

حضرت الشیخؒ آپ کی اہلیہ نے جو خواب دیکھا۔ اس کی تعبیر میری سمجھ میں
نہیں آئی۔ کیا آپ کی اہلیہ سے کوئی گم سن پیچھے قرآن کے لائق ہے۔

والسلام

سید سلیمان

مکتوب - ۲۷

مترشدہ - ۱۶ رجب ۱۳۶۷ھ / ۲۶ مئی ۱۹۴۸ء

از اورنگ آباد۔ گیا۔ بہار

قبلہ محترم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ امید ہے کہ مزاج عالی بخیریت ہوگا۔

حضرت الشیخؒ

از بھوپال

مجھی زاد کم اللہ تعالیٰ توفیقاً

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ الحمد للہ تعالیٰ مع الخیرین۔

مترشدہ۔ گذشتہ مہینہ بندہ پیشہ گیا ہوا تھا۔ تو معلوم ہوا تھا کہ حضور والا عزیز خاص کی

تقریب کی انجام دہی کے لئے تشریف لائے

حضرت الشیخؒ: جی ہاں میرا آنا جانا جلدی میں ہوا۔ کسی کو مطلع نہ کر سکا۔

مترشدہ۔ مگر کسی تقریب سے بہار کی آمد کا عزم ہے یا نہیں۔ اگر ہو۔ تو بندہ

کو ضرور خبر دی جائے۔

حضرت شیخؒ۔ ایک موقع متوقع ہے۔ شاید اس ماہ ہو یا آئندہ۔

مستشرق۔ مخصوص اوقات میں دعاء خیر فرمائیں۔ کہ مصائب و آلام کا سلسلہ ختم ہو۔

حضرت شیخؒ۔ آپ کے لئے دعا کرتا ہوں۔ اور انشاء اللہ آئندہ بھی کروں گا۔

مستشرق۔ بندہ زادہ خواجہ شرف الدین احمد بے روزگار ہے۔ دُعا فرمائیں کہ

اللہ تعالیٰ انہیں بار روزگار بنائے۔

سید عبدالرؤف

حضرت شیخؒ۔ عزیز شرف الدین کی کامیابی کی دل سے دعا ہے۔ والسلام

فقیر پھیران سید سلمان

۲۲ رجب ۱۳۶۶ھ

مکتوب - ۲۸

مکتوب حضرت شیخؒ۔ (یہ مکتوب پوسٹ کارڈ پر تھا)

نام حافظ سید عبدالرؤف امام مسجد مقام ڈو اکھانہ اورنگ آباد۔ ضلع گیا۔

از بھوپال

عزیز مکرم وفقکم اللہ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ خط مل کر خوشی ہوئی۔ فقیر بضرورت ایک

دو روز ریکر رانچی اور پٹنہ سے واپس آگیا۔ اور اس وقت بھوپال میں بدلتو

مقیم ہے۔ شوال میں ۱۱، ۱۲ اگست کو لکھنؤ ندرہ رہوں گا۔ اور پھر بھوپال

واپس آجاؤں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ دینہ کا قصد نہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو رمضان
المبارک کے برکات سے سرفراز فرمائیں۔ والسلام

سید سلیمان

۱۶ رمضان المبارک ۱۳۶۶ھ

مکتوب - ۴۹

مترشدہ - ۲۱ رمضان ۱۳۶۶ھ / ۲۹ جولائی ۱۹۴۸ء

از درنگ آباد۔ گیارہ بہار

مرشدی المحترم مظاہر العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

حضرت الشیخؒ - ۲۶ رمضان المبارک ۱۳۶۶ھ

محب عزیز زادکم اللہ تعالیٰ توفیقاً۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مترشدہ - ماہِ ربیع الثانی میں ایک دوبار زیارت منامی اور مصافحہ منامی سے شرف

یاب ہوا۔

حضرت الشیخؒ - یہ سب آپ کی محبت کا کرشمہ ہے۔

مترشدہ - اگر کسی طرح وسعت مالی پیدا ہوئی۔ تو لکھنؤ میں حاضر خدمت ہو جاؤں گا

حضرت الشیخؒ - لکھنؤ آنے کی زحمت نہ کریں۔ آج کل سفر آسان نہیں۔

مترشدہ - شکر کہ مقامی مسجد میں ختم قرآن تراویح سنا کر فارغ ہوا۔ اور اس کے

بعد مسجد میں ختم قرآن شروع کر دیا۔

حضرت الشیخؒ - یہ توفیق مبارک۔

مستتر شد۔۔۔ رمضان المبارک میں صرف ایک رات میں تہجد قضا ہوئی۔ جس کا افسوس رہا۔
 حضرت الشیخؒ اس افسوس پر کرا دیکھتے کہ یہ بھی نعمت ہے۔ کتنے ہیں کہ فرائض محرومی
 برہمی ان کو افسوس نہیں ہوتا۔ اگر تہجد قضا ہو تو طلوع آفتاب کے بعد دوپہرے پہلے تک بارہ
 رخصتیں پڑھ لی جائیں۔
 مستتر شد:۔۔۔ تا اسکان عمل خیر کی سعی کرتا ہوں۔ یہ سب کچھ گرامی جناب کی مرشدانہ توجہ
 کا نتیجہ ہے

حضرت الشیخؒ۔۔۔ یہ سب کچھ فضل خدا سے ہے۔ انسان کی کیا مجال
 مستتر شد:۔۔۔ غیری خواجہ شرف الدین سلمہ کی بیکاری سے پریشان خاطر رہا کرتا ہوں
 حضرت الشیخؒ۔۔۔ طبعی پریشانی بجا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے اضطراب کے ساتھ دعا کریں۔ میں
 بھی دعا کرتا ہوں

مستتر شد:۔۔۔ اگر ڈاکٹر ستید محمود یا شاہ عمیر پارلیمنٹری سکیڑی تک بندہ زادہ کے
 حق میں پرزور سفارشات ہو جائے تو زبردست کامیابی کی توقع ہے
 حضرت الشیخؒ:۔۔۔ ڈاکٹر محمود صاحب سے خود کام ہو تو ہو سکتا ہے۔ مگر دوسروں کے سفارشات
 نہیں کر سکتے۔ شاہ عمیر صاحب سے یا ملاقات نہیں یا یاد نہیں۔ تاہم دیکھتے
 کہ کیا کہتا ہے۔

مستتر شد:۔۔۔ تہجد باجماعت اور قرأت جہری سے ادا کرنا جائز ہے۔
 حضرت الشیخؒ:۔۔۔ تہجد کی نماز باجماعت اتفاقاً ہو جائے تو جائز ہے۔ مگر اہتمام دعوت
 کے ساتھ مناسب نہیں۔ تہجد کی نماز جہر سے پڑھنا مستحب ہے۔
 مستتر شد:۔۔۔ منبر کو کہ جس پر خطبہ دیا جاتا ہے۔ عام مصلین کے استفادہ کے لئے اگر
 اپنی جگہ سے دوسری جگہ منتقل کیا جائے تو جائز یا غیر مستنون تو نہ ہوگا۔

حضرت الشیخؒ کوئی خرچ نہیں بشرطیکہ آپ دیکھ لیں کہ اس تبدیلی سے عوام میں کوئی
بے چینی تو نہیں ہوگی۔ اگر ممبر کے پہلے زمین پر پڑھا جائے تو شاید حجاب نہ ہو۔
مسترد۔ فن تصوف کا رسالہ حضرات خمس مصنفہ مخدوم شیخ حسین بلخی فوسری
الملقب بہ نوشتہ توحید کی فنی حیثیت کیا ہے۔ اور یہ رسالہ قابل توجہ اور لائق اعتماد
ہے یا نہیں۔

سید عبدالوہاب غفرلہ

حضرت الشیخؒ رسالہ معتبر ہے۔ مگر اس کو صحیح سمجھنا ضرور ہے۔ آپ صحیح سمجھ سکتے ہوں
تو دیکھیں ورنہ اس علمی تصوف سے عملی تصوف پر وقت صرف کرنا مفید تر ہے
والسلام

فقیر سبحان سلیمان

مکتوب : ۵۰

مسترد۔ ۹ شوال المعظم / ۱۴ اگست ۱۹۲۸ء

قبلہ محترم و ظلہ العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

حضرت الشیخؒ از جہوپال

غیر منکرم امام اللہ تعالیٰ توفیقکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مسترد۔ خیریت۔ مزاج گرامی۔

حضرت الشیخؒ الحمد للہ خیریت ہے

مسترد۔ ۲۶ رمضان سے سلسل اور پُر زور بارشس ہوئی۔ جس کی وجہ سے بیشتر

گاؤں اور شہر میں سیلاب آگیا۔ ذرائع آمد و رفت و ریل و رسائل بند تھے۔
حضرت اشیحؒ، اللہ تعالیٰ ہم لوگوں پر رحم فرمائیں۔

مترشد: خواجہ شرف الدین کے بارے میں حضور والا ایک سفارشی خط بنام ڈاکٹر
سید محمود صاحب ارسال فرمائیں۔

سید عبدالرؤف غفرلہ

حضرت اشیحؒ، ڈاکٹر صاحب کی علیحدگی سے اب کوئی بات قابل تعمیل نہیں رہی۔ اس
لئے خط واپس ہے۔

سید سلیمان

مکتوب: ۵۱

مترشد:- ۱۶ اگست ۱۹۴۸ء۔ از اورنگ آباد

قبۃ محترمہ، طلعہ العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

حضرت اشیحؒ، عزیز محترم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مترشد:- خواجہ شرف الدین احمد سنہ کی ملازمت کے بارے میں سید عمیر صاحب

پارلیمنٹری سکریٹری کے نام اگر مناسب سمجھیں تو ایک سفارشی خط ارسال

فرمائیں۔ سید عبدالرؤف غفرلہ

حضرت اشیحؒ، شاہ عمیر صاحب سے میری ملاقات نہیں۔ بے تعارف کے لکھنا اچھا

نہیں معلوم ہوتا۔ والسلام

سید سلیمان

مکتوب : ۵۲

۲۰ ستمبر ۱۹۷۷ء۔ از اوزگ آباد۔ گیلہ، بہار

مولائی المکرم و سیدی المحترم مظلہ العالی

حضرت اشیحؒ، عزیز مکرّم و فقیہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مستتر شد۔۔۔ مزاج اقدس۔ غیرت کا طالب

حضرت اشیحؒ الحمد للہ خیریت ہے۔

مستتر شد۔۔۔ خدائے کریم کا کرم ہے کہ مجھ جیسے ناکس سے اب تلامذہ الام کی منازل صبر و شکر کے ساتھ طے کرنا ہے۔ بڑا لڑکا بیچارہ ہے۔ منجھلے لڑکے کو تپ محرقہ سکونتی مکان بیٹھ گیا۔ تعمیر مکان کے لئے پس انداز کرنا دشوار ہے۔

ڈاکٹر سید محمود صاحب ہنوز برسر کار ہیں۔ لہذا عزیزم شرف الدین کی ملازمت کے لئے ایک زوردار سفارشی خط روانہ فرمائیں۔

خادم : سید عبدالرؤف غفرلہ

حضرت اشیحؒ۔ آپ کے حالات معلوم کر کے دل پر اثر ہوا۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ آپ میرے

اثر و رسوخ کو جتنا سمجھتے ہیں۔ اتنا نہیں ہے۔ ڈاکٹر صاحب کو ذاتی معاملات میں بھی

بے اثر پایا۔ اور دوسروں کے معاملہ میں بھی۔ الایہ کہ خود انہیں کے اختیار کی بات ہے

میرے اور میرے ذاتی اعزہ کی جائیدادیں بعض گم کردہ راہ کا گمراہیوں کے بدولت ہم

سے زبردستی چھینی جا رہی ہیں ہزاروں روپے مقدمہ بازی میں خرچ ہو چکے۔ مگر کوئی

مدد نہ مل سکی۔

بہر حال آپ کی خواہش کے مطابق میں ڈاکٹر صاحب کے نام خط بھیجتا ہوں۔
 اللہ تعالیٰ کامیاب فرمائیں۔ نتیجے سے مطلع فرمائیے گا۔ میرے اس خط کو سادہ لفظ میں رکھ
 لیں۔ آپ کے دفع شکلات اور خواجہ شرف الدین سلمہ کی کامیابی کی دعا کرتا ہوں۔

فقیر سید محمدان سید یمان

۳ ذی الحجہ ۱۳۶۷ھ

مکتوب: ۵۳

مترشد: ۵ محرم ۱۳۶۸ھ مطابق ۸ نومبر ۱۹۴۸ء

از اونگ آباد گیا۔ بہار

قبضہ محترم و محرم مدظلہ العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

حضرت الشیخ: ۹ محرم ۱۳۶۸ھ

محبی و عزیز زری رفع اللہ اعلاکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مترشد: خدا کا شکر ہے۔ بقید حیات ہوں۔ اور حسب ہدایات سرگرم عمل ہوں فریڈ
 روحانی توجہ کا طالب ہوں۔

حضرت الشیخ: ددام عمل اور صحت نکو و نظر سبھی کامیابی کی کنجی ہے۔ خلق میں شہرت اور
 مقبولیت کی خواہش اس راہ کا کاٹنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے سوا عمل کا دوسرا
 محرک نہو۔ اور ہر حال میں ذکر سناؤ و قلباً جاری ہے۔

مترشد: خواجہ شرف الدین کی ملازمت کے سلسلے میں کوشاں ہوں۔

حضرت الشیخ: اللہ تعالیٰ کامیاب فرمائے۔

مترشد :- حضور والا کے حکم و استمراج کے بغیر ریڈیو والے فتوے کو انجمن ترقی اردو کی جانب سے طبع کر اگر شائع کر دیا۔ اور شائع کر رہا ہوں۔ اُمید ہے کہ ناراضماندی کا باعث نہ ہوگا ملاحظہ کے لئے ایک کاپی ارسال خدمت ہے۔

حضرت الشیخؒ لآبائس

مترشد :- مقامی ارباب خیر کا خیال ہے کہ مجلس وعظ و پندرہ تاہم کی جائے۔ اور حضور والا تشریف لائیں۔

حضرت الشیخؒ :- ابھی تو مشکل ہے۔ ممکن ہے چند روز میں موقع ملے۔

مترشد :- ضرور موقع نکال کر شتاق اصحاب کو فیضیابی کا موقع دیں

سید عبدالرفیق غفرلہ

حضرت الشیخؒ :- جو اصحاب ایسے مشتاق ہوں۔ وہ اپنے عمل کی زبرد محنت کی طرف توجہ فرمائیں

یہی محبت فی اللہ تعالیٰ ہے والسلام

فقیر محمد سلیمان

مکتوب - ۵۴

مترشد :- ۲۶ نومبر ۱۹۶۸ء

از اڈنگ آباد۔ گیارہ بجایا

موشی المحترم متعنا اللہ لعل بقائکم

حضرت الشیخؒ :- عزیز محترم زادکم اللہ تعالیٰ للمعرفتہ

مترشد :- السلام علیکم ورحمۃ اللہ

حضرت اشیحؓ :- السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مترشد :- ریاء کے بواعث اور صورتیں پیش نظر رہتی ہیں۔ اور تا امکان احتراز کو شش کی کتابوں۔

حضرت اشیحؓ :- ریاء اور عجب اور بزرگ بزرگ صورتوں میں ظاہر ہوتے ہیں۔ اور یہ سناٹک کے لئے سخت خطرناک ہے۔ اس لئے ان سے احتراز کا اہتمام نہایت ضروری ہے معلوم نہیں آپ حضرت دالار حمد اللہ تعالیٰ کے ملفوظات و رسائل و مواظبہ چاکارتے ہیں یا نہیں۔

مترشد :- بیشتر خیال ہوتا ہے کہ ہمارے سلسلے میں ذکر اللہ کی تاکید عجیب ہے

حضرت اشیحؓ :- یہ سلسلہ اشرفیہ کی بڑی اہم چیز ہے

مترشد :- ہمارے سلسلے میں صلوة و سلام کی تاکید و ہدایت نہیں ہے حالانکہ صلوة و سلام کا ارشاد عام ہے۔ اس کا سبب کیا ہے

حضرت اشیحؓ :- صلوة و سلام بطور ذکر کے نہیں۔ بلکہ بطور ود کے پڑھ سکتے ہیں خصوصاً جمعہ کے روز اگر چہ نئے ذکر و ود پڑھا جائے تو اچھا ہے۔

مترشد :- ماسوا اللہ سے بے نیازی حاصل کرنے کا کونسا ذکر و شغل مفید ہو سکتا ہے۔

حضرت اشیحؓ :- ماسوا سے بے نیازی کے لئے لا الہ الا اللہ کا ذکر و مراقبہ اس کے معنی کے استحضار کے ساتھ کافی ہے۔

مترشد :- بعض اصحاب کو غیر اللہ حاکم وقت، دشمن جان و مال اور ارواحِ نجیہ کا خوف بے حد ہوا کرتا ہے۔ اس کے دفعیہ کے لئے کون سا ذکر مفید ہو سکتا ہے

حضرت اشیحؓ :- اس کے لئے بھی یہی ذکر کافی ہے۔ اس کے معنی کا استحضار چاہیئے۔

مترشد بر لسانی و قلبی یاد الہی سے کسی وقت غفلت نہ ہو سکے۔ اس کیلئے کونسا ذکر و شغل مفید ہے۔

حضرت اشیحؒ :- اس کے لئے بھی یہی ذکر ہے۔ اس کی کثرت غفلت کو دور کرتی ہے۔
مترشد :- مسلمانانِ اوزنگ آباد کا غزم ہے۔ کہ مسلمان لڑکیوں کا تیسیم خانہ اور مدرسہ قائم کریں اور حضور والا کی تشریف آوری کے موقع پر اس کا افتتاح کیا جائے۔

حضرت اشیحؒ :- یہ غزم مبارک۔ فقیر کا سفر دیکھئے کب ہو۔

مترشد :- ماہِ رُاں کے عشرہِ آخر میں بندہ زادہ کے ہمراہ آپ کا سفارش نام لے کر ڈاکٹر سید محمود صاحب سے ملنے پڑ گیا۔ حضور والا کے گرامی نام کی وجہ سے کافی توجہ فرمائی۔

حضرت اشیحؒ :- ڈاکٹر صاحب کا خط میرے نام بھی آیا ہے۔ ادنیوں نے مدد کا وعدہ کیا ہے
مترشد :- بہ کیف حضور والا کی توجہ اور دعا کی برکت سے بندہ زادہ کی تقرری کا خط آیا ہے۔ اب پولیس کے ذریعے شرف الدین کے بارے میں تحقیقات کی جائیں گی۔
غرض ایک مرحلہ اور ہے۔ توقع ہے کہ توجہ فرمائیں گے۔ کہ یہ مرحلہ آخر بھی طے ہو جائے۔

خادم، سید عبدالرؤف غفرلہ

حضرت اشیحؒ :- آپ کے اور صاحبزادہ کی فلاح کے لئے دعا کرتا ہوں۔

فقیر سید محمدان سید سلیمان

مکتوب - ۵۵

مترشد :- ۲۸ دسمبر ۱۹۸۰ء از اوزنگ آباد۔ گیا۔

مخدومی المحرم مدظلہ العالی

حضرت اشیحؒ :- از ہجرت پال . ۳۱ دسمبر ۱۹۳۸ء

محب عزیز زاد فی اللہ تعالیٰ و آیا کم جانی اللہ!

مستشرق :- السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

حضرت اشیحؒ :- السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

مستشرق :- میری اہلیت نے خواب دیکھا کہ حضور والا ہمارے زنان خانہ کے صحن میں تشریف لائے ہیں اور بندہ کے ساتھ گفتگو فرمائی۔

حضرت اشیحؒ :- خواب کی حقیقت شرع میں صرف بشارت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس اظہار بشارت

کے لئے کبھی ان شکلوں کو منتخب فرماتے ہیں۔ جن سے خواب دیکھنے والوں کو

موانعت ہوتی ہے۔ اس خواب میں نظر آنے والے بزرگوں کو کوئی دخل نہیں ہوتا۔ بجز

اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے اظہار بشارت میں اپنا آلہ اپنے فضل سے بنا لیا۔ ولہذا الحمد

مستشرق :- گاہے گاہے تو حش کا غلبہ ہو جاتا ہے۔ اور نوشت و خواند اور ملنے جلنے سے

بیعت گھبراتی ہے کبھی طبیعت کو سکون و قرار نہیں۔

حضرت اشیحؒ :- یہ ہوتا ہے۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔ مگر خدمت خلق اس تو حش کے بعد

اپنے دل پر حیر کر کے کرنا چاہیئے۔ پاخانہ میں بیٹھنا کس کو پسند ہے۔ مگر جبراً جانا

ہی پڑتا ہے۔ اور اسی بصحت موقوف ہے۔

مستشرق :- وحشت کو دور کرنے کے لئے یا دل کو بھلانے کے لئے یہ مراسلہ ارسال

کہہ باہوں

حضرت اشیحؒ :- وحشت کے دور کرنے کا کسی مختصر ورد کی کثرت کیجئے۔

اے نام تو دافع بلا یا
بیاری قلب راشفا یا

مستشرق: ڈاکٹر سید محمود صاحب نے کریما نوبہ فرمائی اور سفارشی نوٹ لکھ کر متعلقہ دفتر میں بھیجا ہے۔ دیکھئے کیا نتیجہ نکلتا ہے۔

حضرت الشیخ: اللہ تعالیٰ کامیاب فرمائے

مستشرق: انعت انسانی کے موضوع پر اگر مستقل کتاب یا مضمون مرتب ہو، تو

نام و نشان سے خبر فرمائیں۔ اس موضوع پر اطلاعات حاصل کرنے کیلئے کن

کتاب اور کتاب کے کن ابواب کا مطالعہ کیا جائے۔ سید عبدالرؤف غفرلہ

حضرت الشیخ: کونو اعباد اللہ اخوانا۔ حدیث میں وارد ہے۔ نیز الخلق عیال اللہ

کوئی رسالہ یا مضمون میرے ذہن میں نہیں ہے

فقیر سید سلیمان

مکتوب - ۵۶

مستشرق: ۲۶ جنوری ۱۹۲۹ء

از محلہ کریم گنج بشہر گیارا

سیدی المحترم مظہر العالی

حضرت الشیخ: از بیوپال

عزیز محرم وفقہم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

مستشرق: خدا کا شکر ہے کہ معمولات پابندی کے ساتھ انجام پائے

ہیں۔

حضرت اشیحؒ، الحمد للہ کہ آپ معمولات کے پابند ہیں۔ اللہ تعالیٰ جلد منزل مقصود تک پہنچائے۔

مستشرقہ حضور والا کو اگر واقفیت ہو تو تحریر فرمائیں کہ حضرت والا کے مؤلفات کس پتہ پر دستیاب ہو سکتے ہیں

حضرت اشیحؒ پتہ یہ ہے: دارالاشاعت۔ دیوبند ضلع سہارنپور و امداد القسبہ
مطابق العلوم سہارنپور

مستشرقہ شرف الدین کے سلسلے میں ڈاکٹر سید محمود صاحب نے مدعو کیا تھا۔ مگر ہنوز انہیں علامہ ہمدردی کا موقع نہیں آیا۔ ایک بار پھر آپ یاد دہانی کروائیں۔

حضرت اشیحؒ بھائی ڈاکٹر محمود صاحب کو یاد دہانی کرونگا۔ انشاء اللہ۔ مگر وہ توجہ کم کرتے ہیں آپ کی شکل سے ہمدردی ہے۔ مگر کام اپنے قابو کا نہیں۔ والسلام

فقیر بچوان سید سلیمان

۲ ربیع الثانی ۱۳۶۸ھ

مکتوب - ۵۷

مستشرقہ -
بیم جامی الثانی ۱۳۶۸ھ / یکم اپریل ۱۹۴۹ء
از اورنگ آباد - گیا

قبیلہ محترم و ظلہ العالی

حضرت اشیحؒ: از بھوپال

محب عزیز ادام اللہ تعالیٰ تو نیک کم لما یحب و یرضی

مستشرق :- السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ امید ہے کہ گرامی جناب بجزیرت ہوں گے

حضرت اشبحؒ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ الحمد للہ مع الخیراتوں

مستشرق :- قلبی طمانیت اور دماغی سکون حاصل نہیں ہے

حضرت اشبحؒ: طمانیت قلب اور دماغی سکون کے عدم حصول کا باعث تو کوئی دینی یا

دنیاوی فکر ہوگی۔ اگر دینی فکر ہے تو مبارک۔ اور اگر دنیاوی فکر ہے۔ تو

ابن فکر کا حاصل کیا ہے۔

کار ساز مابسا ز کار ما فکر ماور کار ما آزار ما

جو حاصل ہے اوس پر شکر کھیجئے تاکہ بموجب لسن شکر تم لازیدتم

اور زیادہ عطا ہو۔

مستشرق :- رای العین مشاہدہ اور زیارت کی بے حد مناسب ہے۔ کیا کل ہند جمعیتہ العلماء

کانفرنس میں شرکت فرمائیں گے۔ اگر نہیں تو وطن کا قصد کب ہے۔

حضرت اشبحؒ: شوق ملاقات محبت کا نتیجہ ہے۔ سفر لکھنؤ کا بالفعل ارادہ نہیں۔ وطن

کا قصد تو ہے۔ مگر ابھی تعین تاریخ نہیں۔

مستشرق :- کچھ مدت سے تلاوت قرآن کے موقع پر قرآن مجید کی بابت ناپاک اور

بیہودہ خیالات پیدا ہو جاتے ہیں۔ نیز رؤیا میں گاہے گاہے غلیظ و

نجاست دیکھتا ہوں

عبداللہ
سید اللہ

حضرت اشبحؒ: بیہودہ اور ناپاک خیالات کا پیدا ہونا اگر اپنی طرف سے نہیں ہے

تو انشاء اللہ مضر نہیں۔ اور رؤیا میں غلیظ و نجاست دیکھنا دنیا طلبی اور

حب مال دنیا کی تشبیل ہے۔ ظاہری نجاست نہیں۔ اس باطنی نجاست سے اپنے
کو پاک کیجئے۔ اور شبہات مال سے پرہیز کیجئے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی اصلاح سے غافل نہ فرمائے۔ آپ نے ریڈیو کا جو فتویٰ
میرا چھپوایا ہے۔ وہ مولوی عبدالصمد صاحب رحمانی امارت شرعیہ پھلواری کے پتہ
سے بھیج دیجئے۔ والسلام

سید سلیمان - ۴ جمادی الثانی ۱۳۶۸ھ

مکتوب - ۵۸

مسترد شد - ۱۲ رجب ۱۳۶۸ھ ۲ مئی ۱۹۴۷ء

از اونگ آباد گیا

قبلہ محترم۔ بظلالہ العالی۔ مزاج آقدس، خیریت کا طالب

حضرتہ اشیح - از دینہ ضلع ٹینڈہ

غزیری و صیبی رفق اللہ تعالیٰ احوالکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مسترد شد - صد شکر گذشتہ ہفتہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی زیارت مناسی سے مولانا

سید شاہ ولایت حسین صاحب رحمہ اللہ کے ہمراہ شرفیاب ہوا۔

حضرتہ اشیح - ایسا خوب بشارت ہے۔ تعلق روحانی پر دال۔ اور محبت پر شاہد

مسترد شد - فالنامہ ماخوذ از آیات قرآن مرتبہ محمدی الدین ابن عربی اور دیوان حافظ سے تعاول

حاصل کرنا کیسا ہے

حضرتہ اشیح - یہ تعاول محض ہے یعنی کسی اچھے نام یا خیال سے دل کو قوی کرنا یہ اطلاع

غیب کا فریضہ نہیں۔ ایسا سمجھنا عقیدہ غلط ہے۔ اور قابل توبہ۔
 مسترشد :- وطن مالوف کی طرف رجوع کرنے کا پروگرام حضور والا کا کیا ہے۔
 حفرة الشيخ :- بھرتیہ کہ ۱۳ مئی کو یہاں پہنچا۔ اور جون کے وسط تک تیار رہے گا۔
 مسترشد :- غزیری شرف الدین کی شادی کا رشتہ ایک صاحب سید اعظم حسین کی
 دختر سے ہو چکا ہے۔ اب وہ صاحب عقد نکاح کر کے پختہ کرنا چاہتا ہے
 امید ہے کہ حضور والا اس رشتہ کی پختگی کی بابت اجازت دیں گے۔
 حفرة الشيخ: اللہ تعالیٰ برکت دیں۔

مسترشد :- عبد الصمد رحمانی صدر جمعیتہ العلماء و صوبہ بہار نے دفتر امارت شرعیہ سے
 اس نوشتہ کی نقل کو بندہ کے پاس روانہ کیا تھا۔ جو حضور والا کے پاس روانہ
 کیا ہے۔ اس کی بابت میں نے واپسی ڈاک سے اطلاع دی تھی۔ کہ میرا منشاء
 ہرگز مطلقاً نہیں تھا۔ اور نہ ہے۔ ہم بھی ریڈیو کی نشریات بابت رویت ہلال و
 رمضان و عید و ختم کو شراٹھ و تیود کے ساتھ تسلیم کرتے ہیں۔ مطبوعہ فتوے
 کے بعد رحمانی صاحب کو پوری بصیرت ہوئی۔

سید عبدالرزاق غفرلہ

حفرة الشيخ :- مولوی صاحب کو میرے اصل فتوے سے اختلاف نہیں۔ آپ کی عبارت سے
 اختلاف تھا۔ آپ نے اس عبارت کی توضیح کر دی تو اچھا کیا۔ مقصود یہ ہے کہ ریڈیو
 سے رویت ہلال کی شہادت معتبر نہیں۔ البتہ اس سے شہادت و تحقیق و
 اثبات کے فیصلہ کا اعلان کرنا اور اسکو ماننا یقین و مذکورہ درست ہے۔ لیکن موجودہ

بندہ محمد بن سید سلیمان

ریڈیو میں ابھی اس کا انتظام نہیں۔ والسلام

۲۳ رجب ۱۳۶۵ھ

مکتوب - ۵۹

مسترشد :- ۲۸ جب ۱۹۶۵ء / ۲۸ جون ۱۹۶۹ء

از اوزنگ آباد - گیا

قبلہ محترم مدظلہ العالی

حضرت اشیحؒ؛ دینہ ضلع پٹنہ

محب عزیز زادکم اللہ تعالیٰ توفیقاً

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مسترشد، خیریت مزاج اقدس

حضرت اشیحؒ بر خط میں ابتداءً بالسلام مسنون ہے۔ آپ نے شاید سہواً چھوڑ دیا۔

مسترشد :- بوجہ اشتیاق بسیار زیارت و حضور کی کبیلہ سوج رہا ہوں۔ اگر چہ درود معہ

اور درود گودہ سے صاحب فرمائش ہوں۔ ہمارے بزرگوں میں سے ایک صاحب

الحاج ڈاکٹر سید محمد اسحاق جو ایک تہجد گزار تیک صالح اور حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

کے معتقد ہیں۔ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر رسمی ارادت حاصل کرنا چاہتے ہیں

حضرت اشیحؒ؛ میں غالباً یہاں ۱۰ جون تک رہوں گا۔ آنا ہو تو اس کے اندر آئیں

ڈاکٹر صاحب چاہیں تو آسکتے ہیں۔

مسترشد :- عزیزم خواجہ شرف الدین سلمہ کی تقریب عقداً انجام پذیر ہو گئی۔

حضرت اشیحؒ؛ انجام تقریب پر مبارکباد

مسترشد :- دعاؤ فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس کو بسر روزگار فرمائیں

حضرت اشیحؒ؛ اللہ تعالیٰ خیر و برکت دیں اور سامانِ رزق فرمائیں

مسترشد۔ توقع ہے کہ اہل و عیال کے ہمراہ تشریف لائے ہوں گے
سید عبدالکافی غفرلہ

حضرت الشیخ: الحمد للہ خیریت ہے۔ والسلام

بندہ بیچمن سید سلمان

۱۷ شعبان ۱۳۶۸ھ

مکتوب نمبر ۶۰

مسترشد: ۳ اگست ۱۹۴۸ء

از اوزنگ آباد۔ گیا

قبلہ محترم مظلہ عالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

حضرت الشیخ: از بھوپال

محب عزیز زادکم اللہ تعالیٰ عرفاناً

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

مسترشد: مذکور سے حضور والا کی خیریت معلوم نہیں تھی۔ گو نہ تعلق تھا۔

حضرت الشیخ: الحمد للہ تعالیٰ خیریت ہے

مسترشد: مولوی ریاست علی صاحب کے موصولہ خط سے معلوم ہوا تھا کہ حضور

والا حج بیت اللہ کے لئے پابہ رکاب ہیں۔ خیر نہیں کب تک حضور کی

دانگی ہے

حضرت الشیخ: انشاء اللہ تعالیٰ ۲۰ اگست تو یہاں سے بمبئی اور ۲۸ کو بمبئی سے

بہارِ پیر

مترشد: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور بندہ کا بدیہ سلام پہنچ جائے

تو زبے نصیب

حضرت اشیحؒ بشرط یاد عرض کروں گا۔

مترشد: ڈاکٹر سید محمود صاحب کی کریمانہ توجہ سے بندہ زادہ کو پٹنہ پرائشل کواپریٹو

بنک میں کرک کی جگہ مل گئی ہے۔

حضرت اشیحؒ: اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ایک گونہ آپ کو اطمینان حاصل ہوا،

مترشد: امید ہے کہ مقام عرفات کے موقع پر بندہ کے لئے توفیق حج کی دعا

خیر فرمائیں گے۔

سید عبدالرؤف خفرا

حضرت اشیحؒ: انشاء اللہ تعالیٰ

بندہ سچھان سلیمان

۱۲ شوال ۱۳۶۸ھ

مکتوب : ۶۱

مترشد: ۱۴ نومبر ۱۹۴۹ء۔ ازادنگ آباد گیارہ

سیدی مولائی المحترم و ظلہ العالی

حضرت اشیحؒ: عزیز سعید زادکم اللہ تعالیٰ معرفتہ

مترشد: السلام علیکم ورحمۃ اللہ

حضرت الشیخ بر السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مترشد :- خبر نہیں حضور والا کب تشریف فرمائے ہند ہوئے۔ اور قیام کب تک کہاں کہاں رہا۔

حضرت الشیخ :- آپ کا خط مورخہ ۲۴ نومبر ۱۹۴۹ء کو ملا۔ میں سفر حجاز سے بمبئی ۲۹ دسمبر ۱۹۴۹ء پہنچا۔ حجاز میں طبیعت اچھی نہیں رہی۔ بمبئی بخار کی حالت میں آئرا۔ اجاب نے وہیں روک لیا۔ کہ علاج واستراحت ہو سکے۔ وہاں سے بخار آرنے پر اور کچھ ضعف دور ہونے پر ۸ جنوری ۱۹۵۰ء کو بھوپال پہنچا۔ ضعف اب کم ہو رہا ہے۔

مترشد :- امید ہے کہ بندہ کے لئے کسی موقع پر دعاء کا موقع آیا ہوگا۔
حضرت الشیخ :- بجز اللہ کہ آپ کے لئے حرمین میں دعائے خیر کی گئی۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں۔

مترشد :- کچھ مدت ہوئی حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت منامی سید شاہ ولایت حسین کی معیت میں نصیب ہو گئی۔

سید عبدالوہاب غفرلہ

حضرت الشیخ :- آپ کا خواب مبارک ہے۔ اور اس سلسلہ میں آپ کی مقبولیت کی دلیل ہے۔ اللہم زد فرد

بڑی چیز ہے۔ کہ اپنے پر نظر بڑائی کی نہ پڑے۔ یہ راستہ مردودیت کا ہے۔

ابلی والستکبر و کان من الکافرین۔ بہر حال میں تواضع اور فنا پر نظر رہے۔ اور تمام زعامت امراض طلب کو ایک ایک کر کے دفع کرنیکی کوشش کی جاتی رہے۔ تا دم آخر وہ نایاب شاہ

والسلام - سیر سلیمان

۲۳ ربیع الثانی ۱۳۶۹ھ

مکتوب شیخ : ۶۲

(مکتوب الیہ کا خط پوسٹ کارڈ پر ہے)

مکتوب شیخ نام مولوی حافظ سید عبدالرؤف صاحب امام مسجد جامع مقام ڈاکخانہ اورنگ آباد۔ گیا

از بھوپال

غزیز سعید ادا م اللہ تعالیٰ توفیق کم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ آج ہی کی ڈاک سے آپ کے نفاذ کا جواب دے
چکا ہوں۔ انشاء اللہ تعالیٰ پہنچے گا۔

بجہ اللہ تعالیٰ کہ اب میں اچھا ہوں۔ باقی آثار مرض بھی انشاء اللہ تعالیٰ دور ہوں گے
اخبارات کی گلیوں کا کیا اعتبار مستقبل کا حال اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں۔
شاہ ابوالخیر صاحب قادری الجھری ہمارے رفیق سفر تھے۔ مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ
تک اور مدینہ سے جدو تک ہمارے ساتھ تھے۔ میرے ساتھ میرے کل ہمراہ بیان سفر
تجربہ پہنچے۔ انشاء اللہ تعالیٰ کچھ دنوں میں دہلی پورب کا قصد ہے۔ والسلام

سید سلیمان

۲۱ جنوری ۱۹۵۰ء

مکتوبے - ۶۳

مکتوب شیخ نام مولوی حافظ سید عبدالرؤف صاحب امام مسجد جامع۔ مقام ڈاکخانہ اورنگ آباد۔ گیا

از بھوپال

غزیز مکرم ورحمۃ اللہ تعالیٰ زد قاصتاً

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

الحمد للہ مع الخیر یوم۔ انشاء اللہ تعالیٰ بشرط یاد و انگہ کی حالت میں
آپ کو مطلع کر دوں گا۔

آپ کی اور صاحبزادہ صاحب کی کامیابی کے لئے دعاء کرتا ہوں
اللہ تعالیٰ انہی شادی کو میمون و مبارک کرے۔ والسلام

سید سلیمان

۲ فروری ۱۹۵۰ء

مکتوب - ۶۴

(مکتوب الیہ کا خط پوسٹ کارڈ پر ہے)

از بھوپال

برادر عزیز و حکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ الحمد للہ تعالیٰ خیرت ہے

عزیزی خواجہ شرف الدین احمد سلمہ اللہ تعالیٰ کی تقریب نکاح کا

حال معلوم ہوا۔ اللہ تعالیٰ میمون و مبارک فرمائیں۔ اگر اول دنوں میں میرا آنا ہوتا

تو شرکت ہو سکتی تھی۔ مگر حالات ایسے ہیں کہ کچھ کہا نہیں جاسکتا۔ آپ کی

دعوت کا دلی شکر ہے۔ اور دلی دعاء ہے۔ اللہ تعالیٰ مرض کے اثر کو

دور فرمائیں۔ والسلام

سچچان سید سلیمان - ۱۲ مارچ ۱۹۵۰ء

مکتوب : ۶۵

مترشد :- ۱۲ اپریل ۱۹۵۰ء۔ از اوزنگ آباد۔ گیا

مخدومی المحترم و مرشد المکرم مدظلہ

حضرت الشیخ عبد عزیز و حبیبی ادا م اللہ توفیقکم

مترشد : السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

حضرت الشیخ :- السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

مترشد :- مدتوں سے گرامی جناب کی خیریت اور نقل و حرکت کی کوئی خبر نہیں ہے

گو نہ تعلق ہے۔ امید ہے کہ کوائف و حالات سے خبر دی جائے گی۔

حضرت الشیخ :- میں نے یہاں سے تین ماہ کی رخصت لی ہے۔ اور وطن کا قصد ہے۔ ابھی

وہاں پہنچنے کی تاریخ نہیں معلوم۔ شاید اوائل مئی ہو۔

مترشد :- عزیزم خواجہ شرف الدین کی شادی بخیریت ہوگئی۔ خدا کا شکر ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حضرت الشیخ :- عزیز موصوف کی شادی پر دلی مبارک باد۔ اللہ تعالیٰ میمون مبارک

کریں۔ والسلام

سید سلیمان - ۱۹ اپریل ۱۹۵۰ء

مکتوب - ۶۶

(حضرت شیخ کا یہ مکتوب پوسٹ کارڈ پر ہے)

بنام حافظ سید عبدالرؤف صاحب مقام و ڈاکخانہ اوزنگ آباد۔ گیا

از کانپور

محبت عزیز ادا م اللہ تعالیٰ توفیق کم
 السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ مع الخیر ہوں۔ ایک ماہ سے زیادہ سے
 سلسل سفر میں ہوں۔ ابھی تک دینہ نہیں پہنچا۔ اور نہ ابھی امید
 معلوم ہوتی ہے۔ آج شام کو دہلی کا قصد ہے۔ پھر خدا جانے کہاں
 جانا ہو۔ آپ ابھی تکلیف نہ کریں۔ والسلام
 سید سلیمان

۸ جون ۱۹۵۰ء

مکتوب - ۶۷

مسترشد:- یکم جادی الثانی ۱۰۱۰ھ مارچ ۱۹۵۰ء

سیدی المکرم دام بقائہم

حضرۃ الشیخ:- کراچی چیس اسٹریٹ ڈارمنزل - ۱۶ مارچ ۱۹۵۱ء

عزیزری وخلص زادکم اللہ تعالیٰ توفیقاً

مسترشد:- السلام علیکم ورحمۃ اللہ

حضرۃ الشیخ:- السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسترشد:- اے غائب از نظر کہ زندگیاں ہنشین دل

می گویمت دعا و دشنامی فرستت

خبر نہیں یہ مجبوری کی راتیں کب تمام ہوتی ہیں۔

دریں شب سیام گم گشتہ راہ مقصود

از گوشہ بیرون آئے کوکب ہدایت

دارالمصنفین اعظم گلدہ سے پتر طلب کر کے جوابی خط ملفوف کیا۔ مگر

جواب نہیں ملا۔ پھر مکرمی جناب سیدالعلیم صاحب دلسنوی سے پتر دریافت

کر کے نیاز نامہ ارسال کر رہا ہوں

خدا را کرم کیجئے۔ جواب عنایت فرمائیں۔

سید عبدالرؤف غفرلہ

حضرت اشیحؒ: آپ کا ایک لفافہ پہلے بھی ملا تھا۔ جواب نہیں دیا کہ مستقبل تمشید

تھا۔ اور اب بھی ہے۔ تاہم یہاں ابھی تک قیام ہے۔ اور بحمد اللہ ہجرت ہوں

آپ کی دینی و دنیاوی ترقیوں کا داعی و طالب ہوں۔ امید ہے کہ آپ کے

معاملات قائم و جاری ہوں گے۔ اور اپنے نفس کے احتساب میں مصروف

ہوں گے۔

یہاں کے حالات قرین عنایت ہیں۔ مگر مکائد نفس اور رذائل طبع سے

کہاں کے آزادی نصیب ہے۔

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّى وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّى

دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو دین و دنیا کی فلاح عنایت فرمائیں

والسلام

سید سلیمان

۱۶ مارچ ۱۹۵۱ء

مکتوب نمبر ۶۸

مستر شہ: یکم شعبان ۱۳۸۱ھ
از اوڑنگ آباد گیا (بہار)

سیدی المحترم و مولائی المکرم مدظلہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ

حضرت الشیخ: کراچی ۲ جون ۱۹۵۱ء

عزیزی و صدیقی وفقکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ آپ کے خطوط ملے۔ ہندوستانی لفافہ بھیجنا
بیکار ہے۔ وہ یہاں سے بیرنگ ہو جائے گا۔ اس لئے اُن کو
واپس بھیجتا ہوں۔

مستر شہ: خدا کا شکر ہے کہ معمولات شبانہ روزہ تا امکان بدستور ہیں۔
گرچہ خرابی صحت اور ضعف دماغ کے باعث ناغہ یا کمی ہوتی ہے
حضرت الشیخ: اس سے بہت خوشی ہوئی کہ آپ کے معمولات جاری ہیں۔
حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ تعالیٰ کے ملفوظات و مواعظ کا مطالعہ
جاری رکھیں۔ ہندوستان میں حضرت والا کے خلفاء میں سے مولانا
عبدالباری صاحب ندوی ہارڈنگ روڈ قدم رسول بکھنؤ کے پتے سے میرا
حوالہ دے کر آپ مشورہ جاری رکھیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ مفید ہوگا
مستر شہ: خبر نہیں رمضان المبارک میں قیام کہاں رہے گا۔ قدمبوسی و

حضور ہی کی امید کب تک کی جائے۔ والسلام
سید عبدالرؤف غفرلہ

حضرت اشیحؒ :- رمضان المبارک کا زمانہ یہیں بسر ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ
مستقبل کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے۔ والسلام
سید سلیمان

۲۸ شعبان ۱۴۷۰ھ

مکتوب حضرت شیخ - ۶۹

(مترشد کا خط غالباً پوسٹ کارڈ پر ہے)

سید سلیمان ندوی - لاہور

محب گرامی و مخلص زادکم اللہ تعالیٰ عرفانا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ آپ کا خط ملا۔ حالات معلوم ہوئے۔ آپ
کے احوال پابندی معمول واستقامت علی الدین کو معلوم کر کے مسرت ہوئی
اللہم زو فرزد۔ آپ سے جس قدر ہو سکے حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ
کے مواعظ و ملفوظات کا مطالعہ کریں۔ اس سے انشاء اللہ تعالیٰ کشف حجابات
ہوگا۔ اور سلوک کئی راہ معلوم ہوگی اور استقامت میں بڑی مدد ملے گی۔
فقیر آپ کے لئے دعائے خیر کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک
قرب و بعد کوئی چیز نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ وہ ملاقات کی کوئی
راہ پیدا کرے۔

حضرت مخدوم بہاری اور حضرت مظفر شمس وغیرہ حضرات کے علم و فن میں
 کیا شک ہے۔ اول کے فضائل ظاہری و مضوی روشن ہیں۔ مگر آپ نے ان کی
 سند حدیث اور درس صحیح بخاری و مسلم کا ثبوت خوب پیدا کیا۔ معلوم نہیں
 کہ آپ کو وہ کہاں سے ہاتھ آیا۔ اس میں جگہ جگہ (حدیث) کا لفظ بریکٹ میں
 لکھا ہے۔ اس کا کیا مطلب ہے۔ حضرت مخدوم بہاری اور حضرت مظفر شمس
 جنہما اللہ تعالیٰ کے تصوف سے میری ایسی واقفیت نہیں کہ کوئی مضمون لکھو یا
 ان کی کتابیں بھی یہاں موجود نہیں۔ اس لئے معذوری ہے۔

ایک زمانہ ہوا کہ معارف میں ہندوستان میں علم حدیث پر ایک سلسلہ
 معارف میں شروع ہوا تھا۔ پھر بند ہو گیا۔ آپ چاہیں تو اس سند کو پیش کر کے
 ایک مختصر مضمون لکھ دیں

آپ کے فلاح و صلاح ظاہر و باطن کے لئے بدگاہ الہی دعا گو ہوں۔

آپ کا خط سند کی خاطر رکھ لیا ہے۔ والسلام

الفقیہ الی اللہ تعالیٰ

سید سلیمان ۱۲ صفر ۱۳۴۱ھ

مکتوب - ۷۰

مترشد - ۱۱ شوال ۱۳۴۱ھ، ۲۴ جون ۱۹۲۳ء

از امام جامع مسجد اورنگ آباد۔ ضلع گیا

محترم قبلہ۔ مدظلہ العالی۔

حضرت اشیحؒ: محبی و مخلصی دام توفیق کم و زاد عرفان کم

مستتر شد۔ السلام علیکم ورحمتہ اللہ

حضرت اشیحؒ: السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

مستتر شد، عرض خدمت ہے کہ مدت گذری۔ زمانہ ہوا نامہ و پیام کا سلسلہ

بند ہے۔ حالانکہ بندہ نے اس عرصہ میں لغافہ۔ کارڈ۔ رجسٹری کیجئے۔ پتہ نہیں

خطوط دستیاب ہوئے بھی تھے یا نہیں۔ ملاقات نہ ہونے کے باعث

بے حد پریشانی اور حیرانی رہا کرتی ہے۔

مرا امید وصال تو زندہ می دارو

وگرنہ ہر دم از حیرت بیم ہلاک

حضور والا ڈھاکہ سے کلکتہ اور پٹنہ ہوتے ہوئے گزرے اگر بندے کو خبر

ہوتی تو سٹیشن پر حاضر ہو کر قدم بوس ہوتا۔ محی الدین صاحب ندوی سے آمد و

رفت اور ملاقات کی خبر پا کر بے حد متاثر ہوا۔ بس تمنا یہی ہے کہ بدست

خود چند سطور خیریت اور دعائے خیر کے لکھ کر تسکین خاطر کا موقع دیں گے

دعا کا طالب سید عبدالرؤف غفرلہ

حضرت اشیحؒ: آپ کے خطوط جو آئے ان کے جوابات جلتے رہے۔ شاید آپ

تک نہ پہنچے ہوں۔ آپ کے خطوط آتے رہے۔ پچھلے دنوں ہندوستان

میں حاضری کے وقت آپ کی دوری کے سبب آپ کو زحمت نہیں دی۔

آئندہ خیال رکھوں گا۔ الحمد للہ خیریت ہے۔ اور اپنے مشاغل میں مصروفیت

ہے۔ امید ہے کہ آپ کا حال بھی اچھا ہے۔ معمولات جاری ہوں گے

اور احوال میں ترقی ہوگی۔

حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مواعظ و رسائل کا مطالعہ اکتیر ہے
کسی ڈاکٹر صاحب کا آپ نے ذکر کیا تھا۔ میں اُن کا منتظر رہا۔ اور
اور اُن کے لئے دعا گو ہوں۔ صاحبزادہ کیا کر رہے ہیں۔

والسلام۔ سید سلیمان

۲۵ شوال ۱۳۴۲ھ

مکتوب - ۴۱

مکتوب حضرت الشیخ

از کراچی

جناب مولوی حافظ عبدالرؤف صاحب

خطیب جامع مسجد اورنگ آباد دیہار ہندوستان

محب صادق الوداد زادکم اللہ تعالیٰ عرفانا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا لافہ ملا۔ حالات سے واقفیت

ہوتی۔ شکر خوشی ہوئی کہ معمولات پر استقامت نصیب ہے۔ مبارک۔

الاستقامۃ فوق الکرامۃ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

قُلْ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ ثُمَّ اَسْتَقِمْ۔ استقامت سلوک کی اصل کلید ہے۔

عواض کی وجہ سے کمی باعث افسوس نہیں۔ وہ کمی افسوس کے قابل

ہے۔ جو غفلت اپنی ارادی کوتاہی کے باعث ہو۔ ابتدائی جوش و شوق میں کمی

فطری ہے۔ یہ ہر مرحلہ زندگی میں پیش آتا ہے۔ یہ کوئی افسوس کی چیز نہیں۔ جوش و شوق ہو یا نہ ہو۔ عمل میں کوتاہی نہ ہونے پائے۔ جس طرح آغاز شباب میں عروس نوکے ساتھ جوش و شوق طبع کا مظاہرہ ہوتا ہے۔ وہ رفتہ رفتہ تکلیف سے بدل جاتا ہے۔ اور بجائے بوالہوسی کے دیرینہ محبت، باہمی وفاداری اسکی جگہ لے لیتی ہے۔ میرا ایک شعر ہے

دیکھئے ملتی ہے کب دولت سکون عشق کی

ہائے و ہوتے جوش تو ہنگامہ آغاز ہے

صاحبزادوں کے حالات معلوم ہوئے۔ اللہ تعالیٰ دین و دنیا کی ترقیات

نصیب فرمائے۔ والسلام

سید لیان ندوی

۱۸ اگست ۱۹۵۳ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بنام مختار احمد خان صاحب

مکتوب

مکتوب حضرت الشیخ

اعظم گروہ

انجمن پان سلیمان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ یاد فرمایا شاد
فرمایا۔ آپ نے مجھے انتخاب فرمایا ہے
تو میری نسبت آپ نے کچھ بھی لیا ہوگا۔
کہ میں اس سلسلے کا سب سے کم سن اور کمترین
ہوں۔ اگر اسکو جان کر بھی آپ میری
طرف متوجہ ہیں۔ تو مجھے خدمت سے
انکار نہیں۔

والسلام۔

مکتوب مترشد

۱۲ اپریل ۱۹۲۲ء

مکرمی و محترمی! السلام علیکم

تین سال حضرت مولانا اشرف علی تھانوی
رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جایا کرتا تھا۔ اور حضرت
سے خط و کتابت بھی تھی۔ اس کے بعد
حضرت مولانا محمد عیسیٰ سے ملاقات ہوئی
اور خط و کتابت بھی رہی۔ ان کا انتقال
ہو گیا۔ اب جناب سے درخواست ہے
کہ بندہ کی اصلاح فرمادیا کریں اور مرید بھی

فرمائیں۔
خادم
مختار احمد

ان سچمان سلیمان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

بالفعل اعظم گروہ یا اس کے اطراف کا کوئی قصد نہیں ہے۔ اعظم گروہ کے سفر کو وقت مناسب تک ملتوی رکھتے۔ میں آج کل وہاں نہیں ہوں

دُعا | آپ کی سعادت داریں اور کامیابی کیلئے دل سے دعا ہے اور آپ کے والد ماجد کی صحت کیلئے بھی اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے۔ گو ایک مسلمان بھائی کی دُعا دوسرے مسلمان بھائی کے حق مستجاب ہے۔ مگر مناسب یہ ہے کہ ضرورت مند خود پورے خضوع و خشوع سے درگاہ الہی میں متوجہ ہو کر دُعا مانگیں۔ ہو سکے تو تہجد کے بعد دُعا مانگی جاتے۔

طلب رزق | آپ سکرٹریٹ اور قانون کے لئے جو دعا کرانا چاہتے ہیں۔ اس کے متعلق دل میں یہ نیت کیجئے کہ طلب رزق کا جو حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔ اسکی تعمیل میں یہ کوشش کر رہا ہوں۔ انشاء اللہ دعا کامیاب ہوگی۔ خواہ بعینہ ہو۔ یا بثلہ۔ اور ہر ایک پر بخوشی رضا مند رہنا چاہیئے۔

والسلام

۵ مئی ۱۹۴۴ء

مکتوب ۳۸

حفظہ شیخ — دیبندہ ضلع پٹنہ

۱۶ جون ۱۹۴۱ء ۶ جولائی ۱۹۴۲ء

جناب مختار احمد صاحب، ممتاز ہاؤس
مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ

محبت عزیز، زکرم اللہ صلحاء

۱۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ خاکسار اس وقت اعظم گڑھ سے
دور صوبہ بہار کے ایک گاؤں میں جمع میرا قدیم وطن ہے۔ مقیم ہے اور جون
بھر یہاں قیام رہے گا۔ انشاء اللہ جلد ملاقات کی صورت نکلے گی۔

۲۔ حسن معاشرت | اخلاقاً آپ کے مہمان کے دوست کو آپ سے
اجازت یعنی چاہیے تھی۔ اور آپ کے دوست کو آپ کے استفسار و
اجازت کے بعد دوسرے کی دعوت قبول کرنی چاہیے تھی۔ آپ مختار
تھے۔ کہ اجازت دیتے یا نہ دیتے۔ تاہم اگر ان کی خوشدلی کے خیال
سے اپنے اوپر ان کو ترجیح دیتے۔ تو اس میں بھی ثواب پاتے۔ جس
طرح مہمان کی خاطر تواضع کا ثواب ہے۔

۳۔ آپ کی سعادت دارین کی دلی دعا ہے۔

۴۔ حلاوت ایمانی و ذکر | حلاوت ایمان ذکر کی کثرت اور اطاعت

الہی کے مروت سے حاصل ہوتی ہے

سے پورٹ کا خط ہے

۱۵۔ مواظظ تھانوی | حضرت مولانا تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مواظظ کم از کم

ایک سو پڑھیں۔ اس کے بعد استفسار مزید فرمائیں۔ تعلیم الدین کو بار بار مطالعہ کی خاطر نہیں بلکہ عمل کی نیت سے پڑھیں اور عمل پر دھیان دیں۔

۱۶۔ تصانیف مودودی صاحب | مولانا ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کی کتابیں

اور رسائل ان نوجوانوں کے لئے مفید ہیں جو بالمشوازم و سوشلزم و نسزم وغیرہ تحریکات میں مبتلا ہو کر اپنا دین و ایمان کھو رہے ہیں۔ جو لوگ اس فتنہ سے محفوظ ہیں۔ ان کیلئے حضرت مولانا تھانوی رحمہ اللہ

کی تصانیف و رسائل مفید ہیں۔ والسلام

سید سلیمان ارجمند

مکتوب - ۸۱

اعظم گڑھ

اخی فی اللہ دام سعدکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

۱۔ سفر میں تراویح | سفر میں اگر تراویح باجماعت نہ ہو سکے تو چند رکعت

رات کے کسی حصے میں پڑھ لیجئے۔ انشاء اللہ باعث برکت ہوگا

۲۔ طلب رزق | اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کی تلاش رزق میں کامیاب

فرمائے۔

۳۔ دنیا کی غفلت پر تاثر | اس عیش طلب اور غافل دنیا کو دیکھ کر تو

اس تو پوائسوس کرنا چاہیئے نہ کہ اس سے یہ اثر قبول کیا جائے۔ کہ

خود بھی عیش طلب اور غافل بن جائے۔ یہ تو الٹی منطق ہے۔
۴۔ علی گڑھ کی حاضری کے مواقع تو کئی ملے۔ مگر سفر کی صعوبتوں کے سبب سے ہمت نہیں ہوتی۔ اور نہ آئندہ کوئی معین تاریخ ابھی ہے۔

۵۔ آپ آلہ آباد سے اعظم گڑھ آسکتے ہیں۔ انشاء اللہ شعبان و رمضان قیام یہیں رہے گا۔

۶۔ نماز کی ادائیگی | نماز فجر کے لئے اگر عزم کر لیا جائے تو کچھ مشکل عزم پر منحصر ہے | نہیں۔ اگر صبح کی گاڑی سے کہیں جانا ہو تو کیسے اٹھ جاتے ہیں۔ اگر اس پر سبھی وقت پر آنکھ نہ کھلے تو جس وقت آنکھ کھلے۔ اسی وقت پڑھی جاتے۔ بشرطیکہ عین طلوع کا وقت نہ ہو۔

۷۔ مطالعہ برائے عمل | صرف پڑھنا نہیں بلکہ عمل کی خاطر سے پڑھنا چاہیے۔

۸۔ بہترین زندگی کی طلب اور | بہترین زندگی کی خواہش دنیا اور دین دونوں میں ہے۔ تو بتائیے کہ ان دونوں میں دنیا و آخرت کا فرق

اصل کون ہے۔ وَإِنَّ الدَّارَ الْآخِرَةَ لَهِیَ الْمُحْسِنِ (بے شبہ آخرت ہی کی زندگی زندگی ہے)۔ اگر اس زندگی کے تحت دنیا کی زندگی بھی مل جائے۔ جس کو لوگ آرام کی زندگی کہتے ہیں۔ تو بہت بہتر دعا الہی ہے۔ سَابِقَاتِنَا فِي الدُّنْيَا وَحَسَنَاتِنَا فِي الْآخِرَةِ حَسَنَةٌ وَقَدْ آتَيْنَا لَكُم مِّنْ خَيْرٍ مِّنْ ذَلِكَ إِن كَانُوا يَشْكُرُونَ

دنیا و آخرت ہے ۷ مباد اول آن فرود ماہ شاد
کہ از بہر دنیا دہر دین بیاد

پہچمان سلیمان

۱۴ شعبان ۱۳۶۳

مترشد۔ بخیر۔ ۱۹ ستمبر

مکرمی و معززی السلام علیکم

۱۔ میری بہبودی داریں، ڈپٹی ملکٹری کے امتحان کی کامیابی۔ والد صاحب کی صحت (جو کہ کافی طویل رہے) اور قرضہ کی ادائیگی کیلئے دعا فرمائیں۔ قرضہ کی دہر سے مجھے معاش کی جستجو و نگر اور زیادہ ہو گئی ہے۔

۲۔ سفر میں نماز کم ہو پاتی ہے۔ اکثر سفر کے بعد کئی وقت کی قضا سکون سے پڑھ لیتا ہوں۔ کوئی حرج تو نہیں!

۳۔ روزانہ صبح قرآن شریف مع ترجمہ کے پڑھ لیتا ہوں۔ مولانا محمود الحسن صاحب کا ترجمہ دیکھ لیتا ہوں کوئی حرج تو نہیں۔

۴۔ آپ نے جو وظائف لکھ کر عنایت فرمائے تھے۔ ان کی پابندی کی کوشش کرتا ہوں۔ ابھی تک تو کامل طریقہ پڑ پابندی نہیں کر پایا۔

۵۔ مقابلہ کے امتحان کی مشغولیت کے بنا پر اعظم گڑھ سے آنے کے بعد صرف حضرت مولانا کا ایک وعظ ہی پڑھ سکا۔ باقی فرصت نہ ملی۔

۶۔ قبلہ والد صاحب کی خدمت نہ کرنے کا افسوس ہوتا ہے۔ اول ملازم نہ ہونے کی بنا پر۔ دوم امتحانات کے سلسلے میں باہر رہنے کی دہر سے بعض اوقات اس فرض کی کوتاہی سے تعلق ہوتا ہے۔ مگر کیا کیا جاتے۔

۷۔ قومی خدمت اور گھر والوں کی خدمت ایک دوسرے کی منافی معلوم ہوتی

ہیں۔ کس خدمت کو ترجیح دی جائے۔ طبیعت قوم کی خدمت اور کام کرنے کو سب سے چاہتی ہے۔

۱۲

۸۔ مسلمان میاں کو دعاء۔ دیگر زقواء اور مسعود علی صاحب وغیرہ کی خدمت میں سلام نیاز پیش ہے۔

۹۔ بعض اوقات اس خیال سے کہ میں ذمیوی علوم میں نہ کوئی خاص قابلیت رکھتا ہوں۔ یعنی اردو۔ فارسی۔ انگریزی۔ تخریر و تفسیر پر جامی اور تہ نقوی و مذہبی علوم میں دخل اپنی کم مائیگی پر تعلق ہوتا ہے۔ زندگی کے تیس سال قطعاً ضائع ہوئے اور اس پر اور افسوس کہ اب اسکے تدارک کی صورت نظر نہیں آتی۔

۱۰۔ ریل میں بغیر ٹکٹ سفر کرنے یا سٹروڈ کلاس کا ٹکٹ لے کر انٹرن میں بیٹھ جانے سے گناہ تو نہ ہوگا۔ _____ خادم۔ مختار

حضور ایشیخ

۱ طلب رزق | آپ کی کامیابی کے لئے بدل بارگاہ الہی میں دعا ہے۔ اگر قبول ہو۔ تو شکر کیجئے اپنے پروردگار کا۔ اور اگر خدا نخواستہ نہ ہو۔ تو ہمت نہ ہاریئے۔ صبر کیجئے۔ غرض دونوں حال میں بندہ خدا تعالیٰ ہی سے لگا رہے۔ ماں مارتی بھی ہے تو بچہ ماں ہی گوو سے چٹا رہتا ہے۔ آپ کے والد بزرگوار کیلئے بھی دعا ہے۔

۲ نماز سفر | یہ درست نہیں۔ نماز سفر ہو یا حضر ہر وقت کی پابندی سے ادا کرنا ضروری ہے۔ سفر میں وقت ضرور ہوتی ہے۔ لیکن بندہ اگر عزم مصمم کرے تو وہ ضرور ہی پوری ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ آپ

آزما کر دیکھیں۔ قصداً بلا مغذرت تحقیقی ترک نماز کا گناہ ہے۔ اگرچہ بعد کو ادا کر لی جائے۔

۱۳۔ تلاوت قرآن بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ برکت عطا فرمائیں۔ نیت عمل کی ہو۔
کچھ ہرج نہیں۔ اس کے حواشی بھی پڑھ لیں۔

۱۴۔ معبولات کی پابندی عزم پر موقوف ہے | ہمت کیجئے ہمت سے دین اور دنیا کے کام ہوتے ہیں۔

۱۵۔ مواعظ سٹھانویؒ | کچھ ہرج نہیں۔ جب فرصت اور موقع ہاتھ آئے۔ تو اس سے محروم نہ رہیئے۔

۱۶۔ خدمت والدین | بے شک افسوس کے قابل بات ہے۔ اپنے اختیار کی بات میں کمی نہ کیجئے۔ اور جو امر اختیار سے ہو۔ اس کے لئے دعا کیجئے۔

۱۷۔ خدمت دین | قومی خدمت کیا چیز ہے۔ گھر والوں کی خدمت تو میں سمجھا۔ قومی خدمت تو کوئی چیز مجھے نہیں معلوم ہوتی۔ ہاں دین کی خدمت اور مسلمانوں کی خدمت تو میں جانتا ہوں۔ مگر اس خدمت کے لئے تیاری کی ضرورت ہے۔ جو ابھی آپ کو حاصل نہیں ہے ابھی تو آپ اپنی خدمت کیجئے۔

۱۸۔ مسلمان کی طرف سے سلام قبول کیجئے۔ مولوی مسعود علی صاحب سے آپ کا سلام یاد رہا۔ تو کہہ دوں گا۔ مگر یہ رسمی باتیں ہیں۔ ان کا ترک ہی ہمارے اور آپ کے درمیان اولیٰ ہے۔

۹۔ تواضع سبب کاہلی نہیں | واقعہ اور اس کے نتیجہ کو ذرا دوسری نگاہ سے دیکھتے۔ اور یوں کہ آپ گو بہتوں سے کم ہیں۔ مگر بہتوں سے زیادہ بھی جانتے ہیں۔ تو یوں سمجھنا چاہیے۔ کہ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے بہتوں سے اچھا بنایا ہے۔ مگر یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے بندہ کو اس میں فخر کی جگہ نہیں۔ کیونکہ یہ سب اللہ تعالیٰ کی عاریت ہے اسی نے دیا ہے۔ اپنے کو حقیر سمجھ کر کاہل دست نہ ہوں۔ یہ غلط ہے۔ بلکہ اور زیادہ تیز ہوں۔ اللہ سے مزید کے طالب ہوں بالفرض جو ضائع ہو جاوے ضائع ہوا مگر لقیہ عمر کے اس ضائع جانے سے کیا۔ صرف افسوس میں ضائع نہ کیجئے۔ بلکہ اس کی تلافی میں خروج کیجئے۔ اور اللہ تعالیٰ سے پُر امید رہیے۔ دیکھتے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے کو تواضع اور خاکساری کی بناء پر اپنے کو سب سے کم سمجھتے تھے۔ مگر پھر بڑے بڑے کام کرتے تھے۔ ملک فتح کرتے تھے، سلطنت کرتے تھے۔ دین اور مسلمانوں کے کام کرتے تھے۔

۱۰۔ بغیر ٹکٹ کے سفر | ریل میں بغیر ٹکٹ سفر کرنا یا کم درجہ کے ٹکٹ سے بڑے درجہ میں سفر کرنا اور اس کا کرایہ نہ ادا کرنا، دوسروں کے مال میں تصرف ہے۔ جو ناجائز ہے۔ البتہ اگر سگاری ریل ہو۔ اور آپ کو ٹی ٹیکس غیر واجبی ادا کرتے ہوں۔ تو بعض علماء نے اس ٹیکس کے مطابق اجازت دی ہے۔ پھر بھی زیبا نہیں کہ اس مسلمانوں کے اخلاق پر دھبہ لگتا ہے۔ والسلام۔ - پیمبران۔ سید سلیمان۔

مکتوب ۱۸۳

اعظم گدھ۔ شبلی منزل

مخرم زادکم اللہ تعالیٰ توفیقاً

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ خاکسار ۳۱ شوال سے یہاں مقیم ہے اس درمیان میں آپ تشریف لاسکتے ہیں۔ اگر زحمت نہ ہو تو مولانا نامی کی خدمت میں اس گم نام کا سلام پہنچا دیجیے۔ والسلام
بھیمکن سید سلیمان۔ ۳۱ شوال ۱۳۶۳ھ

مکتوب ۱۸۴

حضرت اشیر

از بھیمکن سلیمان باخنی فی اللہ ودام سعیدکم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ آپ کی بہبودی
اور آپ کے والد صاحب کی صحت کیلئے
دل سے دعائے ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمادیں
۱۔ بہت مبارک اور بہت خوب اللہ
تعالیٰ اپنی طرف سے تاثیر بخشیں۔

طلب رزق | یہ مذاق صحیح اور
درست ہے۔ لیکن طلب رزق سبھی

مترشدن ڈیوٹی ہو سٹل ۴ اکتوبر علیگڑھ

مکرمی و مخرمی السلام علیکم۔

۱۔ میرے لئے بہبودی دالین کی دعا
فرمائیں۔ اور قبلہ والد صاحب کے لئے
صحت کی۔

۲۔ پہلے خط کے لکھنے کے بعد
مولانا اشرف علی تھانوی صاحب کے تقریباً
دس مواعظ پڑھے۔

مواعظ وغیرہ پڑھتا ہوں تو محسوس ہوتا
ہے کہ دینی اور ثواب کا کام کر رہا ہوں مگر

بھی فرض ہے۔ اور اس کے حصول کی مباح تدبیریں بھی اختیار کرنا ضرور ہیں۔

طلب مال و جاہ | جسے شبہ طلب مال اور طلب جاہ بغرض و فاع ظلم صحیح ہے۔

مطالعہ برائے عمل ہو | اس نیت سے پڑھنے میں عمل کی توفیق ملتی ہے

رشوت | رشوت دینا اس غرض

سے کہ دوسرے کا حق مارا جائے حرام ہے لیکن اپنے سے ظلم کو دور کرنے یا تکلیف کو دفع کرنے کی غرض سے

دینا درست ہے

۱۷ یہ عمل درست ہوا

مقابلہ کے امتحان و نیزہ کی تیاری میں خوب طبیعت نہیں لگتی کیونکہ محسوس ہوتا ہے کہ دین اور ثواب کا کام نہیں حالانکہ دماغ میں ایک حدیث بھی ہے کہ دوسرے فرائض کے بعد تلاش معاش فرض ہے مولانا کے ایک وعظ سے معلوم ہوا کہ مال اور جاہ بھی مطلوب ہیں۔ بشرطیکہ حب مال و حب جاہ نہ ہو کچھ عرصے سے کتب عمل کی نیت سے پڑھتا ہوں۔

کیا رشوت دینا اس حالت میں بھی حرام ہے کہ بغیر رشوت کے کام نہ چلتا ہو ؟

۱۲۔ ایک دفعہ دہلی سے والد صاحب کیلئے طبیب لایا۔ بغیر رشوت کے گاڑی میں جگہ نہیں ملتی تھی آخر کار کلک کو رشوت دے کر جگہ کرائی۔ یہ عمل درست تھا۔

۱۴۔ ماہ اکتوبر و نومبر میں آپ کا قیام کہاں رہے گا۔

۱۵۔ طبیعت چاہتی ہے کہ ہر لمحہ کام اور ہر کام حضور مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں ہو۔ اس سلسلے میں جو چیزیں معین اور مفید مقصود ہوں تحریر فرمائیں

۱۶۔ حضرت مولانا کا وعظ محاسن الاسلام

۱۷۔ قیتاً یا عاریتاً اگر مل جاتے تو روانہ کرا دیکھئے۔

یہاں لکھنؤ میں تلاش کیا۔ نہیں ملا میرے پاس نہیں مل سکا۔

۱۸۔ طبیعت چاہتی ہے کہ کسی بی۔ اے یا ایم۔ اے پاس لڑکی سے شادی کروں۔ کیونکہ خیال ہے اس طرح زندگی اچھی گزرے گی ساتھ ساتھ مذہبی تعلیم کا بھی خیال ہے۔

۱۹۔ انتخاب زوج | احادیث میں ہے کہ نکاح میں عورت کا انتخاب تین وجہوں سے ہوتا ہے۔ اس کی خوبصورتی کے سبب سے یا اسکی دولت کے سبب اور یا اس کے دین کے سبب تو عورت کا انتخاب صرف دین کے اعتبار سے کرنا چاہیے۔ یعنی مسلمان ہو۔ نیک ہو پابند شرع ہو، مطیع اور شوہر کی اطاعت گزار ہو۔ شریف اخلاقی ہو نیک خو ہو۔ اگر نیری تعلیم یافتہ خاتون

۲۰۔ آپ کا کیا مشورہ دراتے ہے۔ شادی کا طریقہ عین اسلامی کا ہے؟

۲۱۔ انتخاب زوج | احادیث میں ہے کہ نکاح میں عورت کا انتخاب تین وجہوں سے ہوتا ہے۔ اس کی خوبصورتی کے سبب سے یا اسکی دولت کے سبب اور یا اس کے دین کے سبب تو عورت کا انتخاب صرف دین کے اعتبار سے کرنا چاہیے۔ یعنی مسلمان ہو۔ نیک ہو پابند شرع ہو، مطیع اور شوہر کی اطاعت گزار ہو۔ شریف اخلاقی ہو نیک خو ہو۔ اگر نیری تعلیم یافتہ خاتون

۲۲۔ طبیعت چاہتی ہے کہ کسی بی۔ اے یا ایم۔ اے پاس لڑکی سے شادی کروں۔ کیونکہ خیال ہے اس طرح زندگی اچھی گزرے گی ساتھ ساتھ مذہبی تعلیم کا بھی خیال ہے۔

۲۳۔ آپ کا کیا مشورہ دراتے ہے۔ شادی کا طریقہ عین اسلامی کا ہے؟

۲۴۔ طبیعت چاہتی ہے کہ کسی بی۔ اے یا ایم۔ اے پاس لڑکی سے شادی کروں۔ کیونکہ خیال ہے اس طرح زندگی اچھی گزرے گی ساتھ ساتھ مذہبی تعلیم کا بھی خیال ہے۔

۲۵۔ آپ کا کیا مشورہ دراتے ہے۔ شادی کا طریقہ عین اسلامی کا ہے؟

۲۶۔ طبیعت چاہتی ہے کہ کسی بی۔ اے یا ایم۔ اے پاس لڑکی سے شادی کروں۔ کیونکہ خیال ہے اس طرح زندگی اچھی گزرے گی ساتھ ساتھ مذہبی تعلیم کا بھی خیال ہے۔

۲۷۔ آپ کا کیا مشورہ دراتے ہے۔ شادی کا طریقہ عین اسلامی کا ہے؟

۲۸۔ طبیعت چاہتی ہے کہ کسی بی۔ اے یا ایم۔ اے پاس لڑکی سے شادی کروں۔ کیونکہ خیال ہے اس طرح زندگی اچھی گزرے گی ساتھ ساتھ مذہبی تعلیم کا بھی خیال ہے۔

۲۹۔ آپ کا کیا مشورہ دراتے ہے۔ شادی کا طریقہ عین اسلامی کا ہے؟

۳۰۔ طبیعت چاہتی ہے کہ کسی بی۔ اے یا ایم۔ اے پاس لڑکی سے شادی کروں۔ کیونکہ خیال ہے اس طرح زندگی اچھی گزرے گی ساتھ ساتھ مذہبی تعلیم کا بھی خیال ہے۔

۳۱۔ آپ کا کیا مشورہ دراتے ہے۔ شادی کا طریقہ عین اسلامی کا ہے؟

۳۲۔ طبیعت چاہتی ہے کہ کسی بی۔ اے یا ایم۔ اے پاس لڑکی سے شادی کروں۔ کیونکہ خیال ہے اس طرح زندگی اچھی گزرے گی ساتھ ساتھ مذہبی تعلیم کا بھی خیال ہے۔

وہ پھول ہے جو خوش رنگ ہے مگر
خوشبو نہیں۔ جیسے انگریزی پھول ہوتے
ہیں شباب کی انگ میں ایسی بیویاں
نوجوانوں کو پسند آتی ہیں۔ مگر شوہر
کی زندگیاں بعد کو تلخ ہوتی ہیں۔ بہر حال
اگر آپ تعلیم یافتہ چاہتے ہیں تو ساتھ
ہی دیندار کی قید بھی لگا دیجئے۔

خطبتہ بذریعہ ولی ہو | جی نہیں پیام
ولی کی معرفت دینا چاہیے گو شریعت
میں عورت کو سبھی براہ راست پیام دیا
جاسکتا۔ تاہم ولی کی رضامندی اور
اطلاع بہت مناسب ہے۔ والسلام
سید سلیمان ۲۲ شول ۱۳۶۳ھ

لڑکی خود پیغام دینا اولگت و شنید
کرنے یا بذریعہ خط و کتابت
معاملات طے ہونا چاہیں۔ یا پیغام
لڑکی کے والد کو خود دیا جائے۔
خادم مختار۔

مکتوب ۸۴ (بنام مختار احمد خان)

مترشد — مکرمی و محترمی السلام علیکم۔

۱۔ امید ہے کہ آپ بخیرت ہوں گے۔

۲۔ میرے لئے بہبودی داریں اور صحت کیلئے دعا دیجئے گا اور قبلہ والد صاحب

کے لئے بھی عرصہ سے عیال ہیں۔

۱۔ آج کل فنانس اور وپٹی کلکٹری کا امتحان دے رہا ہوں۔ وپٹی کلکٹری کا وہلی میں دیا تھا۔ ان میں کامیابی کے لئے دعا فرمادھیئے۔

۲۔ اگر خدا نخواستہ ان امتحانات میں رہ گیا تو ابھی سے آئندہ کیلئے تیاری کرنا پڑے گی۔ اور یا اسال مارچ میں ایم۔ اے پورا کروں گا۔ بہر حال اس صورت میں میں یہ طے نہ کر سکا کہ اسال ایم۔ اے کروں یا نہ۔ اس لئے آپ استخارہ سے مشورہ کے طور پر تحریر فرمائیں کہ کونسی صورت اختیار کیجائے۔

۵۔ بہت سے گناہوں سے توبہ کرتا ہوں۔ مگر بہت جلد توبہ غائب۔ اور سپہراں گناہوں میں ملوث ہو جاتا ہوں۔ توبہ کامل کیسے نصیب ہو۔
 خادم مختار
 حضرت الشیخ

انھی فی اللہ زادکم اللہ تعالیٰ توفیقاً۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

۱۔ الحمد للہ مع الخیر ہوں۔

۲۔ آپ کے بہبود و کامیابی و فلاح کیلئے بدل دعاء اور آپ کے والد کیلئے بھی۔

۳۔ طلب رزق | طلب رزق کیلئے جو کوشش بھی ہو۔ اس کی کامیابی کی دعا ہے۔

۴۔ استخارہ کی حقیقت | استخارہ صاحب معاملہ کو خود کرنا چاہئے

استخارہ ایک دعاء ہے۔ اس کا معاملہ بھی دعاء کا ہے۔

تکمیل علم | ایم۔ اے پورا کر لینا اچھا نظر آتا ہے۔ اس کا ادھورا رکھنا برا معلوم ہوتا ہے۔

۵۔ توبہ پر استقامت بغیر بہت وعزیمت کے ممکن نہیں | اس کا علاج سبز

ہمت اور عزیمت کے کچھ نہیں یا یہ کہ اللہ تعالیٰ خود توفیق عطا فرمائیں ،
دعاء کیا کیجئے۔ یہ فقیر بھی آپ کے لئے دعا کرتا ہے۔

والسلام، بیچران سلیمان ۱۶ ذیقعدہ ۱۳۶۳ھ

مکتوب ۹/۱۵

(پوسٹ کارڈ ہے۔ اعظم گڑھ کی ۳ نومبر ۱۹۴۴ء کی مہر ہے)

اعظم گڑھ — اخی فی اللہ، زکرم اللہ الصبر والاسقامہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ آپ کے والد صاحب مرحوم کی وفات کی
اطلاع ہوئی۔ اللہ تعالیٰ اذبحی مغفرت فرمائے۔ دلی دعا ہے۔ اور آپ
لوگوں کو صبر و استقامت نصیب فرمائے۔ یہ دنیا یوں ہی رہی ہے۔
یوں ہی رہیگی۔ الی یوم القیامہ۔

میت کیلئے خیرات | مرحوم کیلئے مساکین کو خیرات اس نیت سے
دیجئے کہ اس کا ثواب مرحوم کو ملے۔ سوم، پنجم و چہلم اور کھانا پکوا کر
تقسیم کرنے میں خرابیاں ہیں۔ ان سے احتراز لازم ہے۔ نقد یا کپڑا یا
غلہ بغیر ریاء اور نمائش کے دینا چاہئے۔ قرآن پاک تلاوت کر کے
بخشیں۔

آپ کی ملازمت کی کامیابی کی دعا ہے

والسلام

بیچران سلیمان

مکرمی و محترمی السلام علیکم

۱- جب سے جاگ اصلاح کا سلسلہ جاری ہے دو نفاذ جن کے اند ایک ایک سادہ نفاذ بھی تھا بھیج چکا ہوں۔ کہ جن کے جواب محروم رہا شاید نہ پہنچ سکے

۲- اپنا ایمان قوی محسوس نہیں ہوتا۔ بعض اوقات عقائد کے متعلق وساوس و شبہات پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ اس کے متعلق کیا عمل کیا جائے۔

۳- اسلام میں تو انسان کی بڑی صرف تقویٰ پر منحصر ہے۔ پھر اخوت کے خلاف شیخ، سید، مغل، پٹھان، ورزی، جولاہے کے امتیازات کو کیوں حیثیت دی جاتے۔ اور ان میں ایک کو دوسرے سے اچھا کیوں سمجھا جائے۔

اسلام اس تفریق کو مٹانے کیلئے آیا تھا۔ بہشتی زیور میں صلاح ۱۱ پر حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی تحریر بہ عنوان ”کون کون لوگ اپنے برابر اور کون کون لوگ اپنے برابر اور میل کے نہیں“ دیکھ کر تعجب ہوا اور کچھ میل ہیں یا

۴- سوٹ پہننے کے متعلق کیا حکم ہے۔ کیا اب بھی اس سے تشبہ بانگھا ہوگا جبکہ مسلمان بھی کافی تعداد میں اسکو پہننے لگے ہیں۔

۵- چٹھی دار پاجامہ پہننے کے متعلق کیا حکم ہوگا۔

۶- پہلے خط کے بعد سے جبکہ جواب مجھے نہیں ملا۔ مولانا کے کچھ مواعظ اور پڑھے۔

۷- بیسوی وارین اور فائننس کے امتحان میں کامیابی کیلئے دعاؤ فرما دیجئے گا۔

۸۔ مقابلہ کے امتحان کیلئے پھر تیاری شروع کر دی ہے۔ مگر طبیعت اس طرف

کم لگتی ہے۔ مذہبی کتب کا مطالعہ کرنے کو طبیعت چاہتی ہے۔

۹۔ اپنے اندر تعدیل جذبات نہیں پاتا۔ اس کے حصول کا کیا طریقہ ہے۔

۱۰۔ نماز پنجوقتہ تقریباً جماعت سے ہو جاتی ہے۔ فجر کے بعد قرآن شریف دو چار

رکوع مع ترجمہ کے پڑھتا ہوں۔ فجر کے بعد قرآن کریم اور بتائے ہوئے

وظائف پڑھتا ہوں۔ سوتے وقت پانچ مراقبہ موت کرتا ہوں۔

۱۱۔ کیا اپنے پرانے گناہ یاد کرنے چاہئیں۔ اس کو یاد کر کے دل پر عیب

یاس و افسوس کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔

۱۲۔ کیا مشاعرہ میں بحیثیت شاعر یا سامعین کے شرکت جائز ہے یا نہیں۔ اگر

نیت ہو کہ اس سے اردو کی ترقی ہو۔

۱۳۔ ایک سوال نل میں آیا۔ جواب سمجھ میں نہیں آیا کہ یعنی ایک کافر اور مسلمان کے

آخر کے امتیاز چھوڑتے ہوئے دنیا میں کیا فرق ہے۔ بشرطیکہ دونوں کا

اخلاق ایک سا ہو۔ دونوں کی زندگیاں یکساں طور پر گزر رہی ہوں۔ دونوں کا

ماہ الامتیاز کیا ہوگا۔

۱۴۔ اسلام کا نظریہ شاعری کے متعلق کیا ہے۔ کس حد تک جائز ہے۔ مختار

حضرت الشیخ

۱۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ دونوں خطوط ملے

۲۔ تقویت ایمان کیلئے دعاء و علاج | ایمان میں قوت کیلئے دعاء کیجئے۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا يَا مَعْزِلُ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِي وَعَلْوِ دِينِكَ

اردو میں دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ ثبات ایمان بخشیں وسواس و شبہات اگر قوی ہوں اور قائم ہوں تو پوچھ کر دفع کر لیجئے۔ ورنہ اتفات نہ فرمائے وسواس کچھ نہیں۔

۳۔ انساب کا اختلاف و امتیاز | انساب کا اختلاف و امتیاز صرف نکاح کے باب میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے یہاں بزرگی اور مقام صرف تقویٰ اور عمل سے ہے۔ نسب سے نہیں اور نہ پیشہ سے ہے۔ اس طرح قانون میں سب مسلمان برابر ہیں۔ ہر ایک کیلئے ایک حکم ہے۔ کفو کا فائدہ | یہ بیان نکاح کے متعلق ہے۔ نکاح میں کفو کا مسئلہ معاشرت خاندانی میں یک جہتی کی خاطر ہے۔ اگر خاندان والوں کو اعتراض نہ ہو تو نکاح میں کوئی حرج نہیں۔

۴۔ سوٹ کا حکم | ہندوستان میں ضرورتاً شبہ بانصاری کے حکم میں ہے۔
۵۔ چوڑی دار پانچامہ | چوڑی دار پانچامہ صلحاء کا لباس نہیں۔ اور اگر ٹخنے کے نیچے ہو تو ناجائز ہے۔

۶۔ مواعظ تھانویؒ | مبارک (۱) دلی دعا ہے

۸۔ طلب رزق | طلب رزق ہر دروازے سے کی جاسکتی ہے۔ طبیعت خیر کی طرف مائل ہے بشکر کیجئے۔ ظاہری اعزاز کوئی چیز نہیں۔
۹۔ اصول حق پر طریق استقامت | اصول حق پر استقامت کے ساتھ پہلے تکلف سے زبردستی قائم رہیئے۔ پھر عادت ہو جائے گی۔ پھر اخلاص سے عبادت ہو جائے گی۔

- ۱۰۔ معمولات | مناسب ہے۔ اللہ بרכת میں
 ۱۱۔ گذشتہ معاصی کی یاد | جی نہیں استغفار کر کے معمول جاتیے
 ۱۲۔ مشعرہ میں شرکت | نیت بخیر ہو تو شریک ہوں۔ بشرطیکہ فضولیت
 میں شرکت سے پرہیز ہو۔

۱۳۔ امتیاز کافر و مسلم | بڑا فرق یہ ہے کہ مسلمان کا ہر کام خواہ وہ اخلاقی
 ہی ہو صرف اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں ہوتا ہے۔ اور کافر اس مجرم مرتبا ہے اس
 لئے اسکا کوئی کام بھی بظاہر نیک سمجھا جاتا ہے۔ نیک نہیں۔ نیک کام وہی
 ہیں جو صرف خدا تعالیٰ کی رضامندی کیلئے اور اس کے حکم کی تعمیل
 میں ہو۔

۱۴۔ مستحسن شاعری | شاعری جس میں حق کی حمایت اور خدا و رسول کی
 حمد و مدح اور مواعظ اور اخلاقی تعلیمات ہوں۔ جائز ہیں یا جن سے
 نیک جذبات کی تحریک ہو

مکتوب ۱۱۷

مترشد

- ۱۔ اکثر طبیعت پریشان رہتی ہے۔ سکون کم ملتا ہے
 ۲۔ علی گڑھ کی فضا تو عجیب ہے۔ جو میری طبیعت کو موافق نہیں۔ یہاں کے
 لوگوں سے کس طرح میل ملاپ رکھا جاتے۔
 ۳۔ قرآن شریف روزانہ بلا ترجمہ پڑھتا ہوں۔ ترجمہ سے پڑھنے کو طبیعت چاہتی ہے

- ۴۔ جھوٹ بولنے کی عادت کافی ہے۔ اس کے چھوڑنے کی کیا صورت ہے
- ۵۔ کسی غیر مسلم یا مسلم سے اس نظریہ سے دوستی رکھنا کہ کبھی اس سے نفع پہنچنے کی امید ہے تو کل کے خلاف اور برا تو نہیں ہے۔
- ۶۔ کس صورت سے اسلام پر مکمل طریقہ سے عمل ہو سکتا ہے۔
- ۷۔ اپنے کو دنیا جیسے ہیچ سمجھنا ہوں۔ اس کا یہاں تک اثر ہوتا ہے کہ اپنے کو کچھ معطل سا پاتا ہوں۔
- ۸۔ مزاج میں تلون بہت زیادہ ہے۔ ذہنی کشمکش سے قوت ارادی بہت کمزور ہو گئی ہے۔ معاملات بہت دیر میں طے کر پاتا ہوں۔
- ۹۔ سہویتی واریں کیلئے دعا فرما دیجئے
- ۱۰۔ کبھی کبھی اجاب سینا لے جانے پر مجبور کرتے ہیں۔ میں عام طور سے پچ جاتا ہوں۔ لیکن کبھی مجبوراً جانا پڑتا ہے۔ اس معاملہ میں رویہ ہونا چاہیے
- ۱۱۔ صبح فجر کی نماز کے بعد تلاوت قرآن شریف کرتا ہوں۔ اور کچھ حصہ حیات المسلمین پڑھ لیتا ہوں۔ اس کے علاوہ پنجوقتہ نماز اکثر جماعت سے اور جب یاد آجاتا ہے تو لا الہ الا اللہ اس کے علاوہ اور کیا معمولات ہونے چاہئیں۔

- ۱۱۔ میری صحت تو اچھی نہیں ہے۔ کیا ہر جمعہ کو روزہ رکھ لیا کروں؟
- ۱۲۔ شکر کرنا بہت مشکل معلوم ہوتا ہے۔ اس کے حصول کا کیا طریقہ

ہونا چاہیے۔ خادم مختار

حفظہ الشیخ رحمہ

۱- پریشانی کا سبب کیا ہے۔

۲- لوگوں سے میل ملاپ کا طریقہ | اپنے کاموں میں مصروف رہیں اور

غیر سے بلا ضرورت میل جول نہ بڑھائیں۔ صالحین سے ملنا چاہیے اور غیر صالح سے بقدر ضرورت۔

۳- مطالعہ ترجمہ قرآنی برائے عمل ہو | مولانا حضرت اشرف علی تھانوی مراد ہیں

ترجمہ کا ترجمہ پڑھیں اور اگر کوئی بات سمجھ میں نہ آئے تو دریافت کر لیں۔ ترجمہ صرف عمل کی نیت سے پڑھیں۔

۴- کذب | استغفار کیجئے۔ اوس مواخذہ کو یاد کیجئے جو کاذب سے

کیا جائے گا۔ اور اوس عذاب کو یاد رکھئے۔ جو جھوٹے کو دیا جائے گا۔ اللهم رحمننا۔ خدا نے جھوٹے پر لعنت بھیجی ہے۔

۵- مسلم اور غیر مسلم سے میل | کسی مسلمان یا غیر مسلم سے اس نیت

سے میل رکھنا کہ اوس کے شر سے بچا رہوں جائز ہے۔ نفع کی امید تو خدا تعالیٰ ہی سے ہے

حب و بغض للذہن | محبت اور دشمنی صرف خدا کیلئے چاہیے۔

۶- اسلام پر عمل کا طریقہ | تدبیر اور آہستگی سے کام شروع کیجئے۔

پہلے عقائد درست کیجئے۔ پھر عبادات کی تکمیل کیجئے پھر اخلاق

سنواریتے۔ پھر آگے بڑھئے۔ گناہوں سے فی الفور کنارہ کشی

اور استغفار ضروری ہے۔

تواضع | یہ باتیں اچھی ہیں۔ ابھی گو مستقل نہیں پھر انشاء اللہ مستقل

ہو جائیں گی۔

۷۔ تلون مزاجی | اس کے ازالہ کی اللہ تعالیٰ سے دعاء کیجئے۔ اور

اس سے مد مانگیئے۔ وہ انشاء اللہ مد فرمائیں گے۔ مایوس نہ ہوئے

۸۔ دل سے دعاء کرتا ہوں۔

۹۔ سینما کا حکم | کبھی نہ جانیے۔ اور دوستوں سے صاف کہہ

دیجئے کہ یہ خدا تعالیٰ کے حکم کے خلاف ہے۔

۱۰۔ معمولات | بالفعل یہ کافی ہے۔

۱۱۔ روزہ | دو شنبہ کو یا جمعرات کو رکھ سکتے ہیں۔

۱۲۔ شکر کیا ہے | شکر کے معنی یہ ہیں کہ انعامات کو محض فضل

الہی جانا جاتے۔ جو اس نے اپنے بندہ کو اس بندہ کے کسی

ذاتی استحقاق کے بغیر عطا فرماتے ہیں۔ سبحان اللہ یہ کسی مسلمان پر

شکل نہیں ————— ”سید سلیمان“

مکتوب ۱۲/۸۸

۱۷

علی گڑھ — از سید محمد سلیمان بر انجی فی اللہ دام رشده

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ میں تین ماہ سے مدراس و بمبئی و دکن کے

سفر سے دو تین روز ہوتے کہ واپس آیا ہوں۔ آپ کے کئی خطوط ملے

آپ کی اس محبت اور یاد فرمائی کا شکر یہ۔ اللہ تعالیٰ جزائے

خیر دیں۔

۱۷ پوسٹ کارڈ ہے۔ علی گڑھ ضلعی سے لکھا گیا ہے۔ ڈاکٹری نے مہرا عظم گڑھ کی ہے (مترجم)

کچھ اعزہ و اجاب اگر بے تکلف بلا دعوت و اہتمام جمع ہو جائیں تو کچھ حرج نہیں ورنہ خلاف سنت ہے۔

مسواک و برش کا حکم | حدیث شریف میں خاص طور سے پیلو کی مسواک کی خصوصیت نہیں آئی۔ تاہم اتباع کامل اسی کو چاہتا ہے۔ ٹوٹھ برش اگر کسی ضرورت یا مصلحت سے کیا جائے جیسے مصنوعی دانتوں کے سٹ کی صورت میں تو جائز ہے۔ ورنہ اس سے بچا جائے۔

سینما اور اس کے ذریعہ تعلیم کا حکم | سینما میں شرکت ہر حال میں برا ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہ اوسکی برائی کم یا زیادہ ہو جائے گی۔ سینما کے ذریعے سے تعلیم کا وہی حکم ہے جو تصاویر کے ذریعے سے تعلیم کا۔

دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو قلبی و جسمانی راحت عطا فرمائیں۔

والسلام۔ سید سلیمان ۲ ربیع الثانی ۱۳۶۲ھ

مکتوب ۱۳/۸۹

مکرمہ

۱۱۔ مکرہی و محترمی۔ السلام علیکم
اس سے قبل کئی عریفہ ارسال کر چکا ہوں۔ مگر جواب سے محروم رہا۔
شاید آپ سفر میں تھے۔

۱۲۔ امسال P.C.S اور finance کے امتحانات میں ناکامی

رہی۔ آئندہ سال پھر ان دونوں امتحانات میں بیٹھنے کا خیال ہے۔ آپ بہبودی داریں کے لئے دعا فرمائیں۔

۱۳۔ آج کل سکون قلب قائم نہیں رہتا۔ ان ناکامیوں کی بناء پر اپنی ناقابل محسوس ہوتی ہے۔

۱۴۔ جو کام کرتا ہوں ثواب کی نیت اور یہ سمجھ کر کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔ پھر نہ معلوم مقابلہ کے امتحان کی تیاری کیوں نہیں کر پاتا۔

۱۵۔ کچھ خانگی مالی حالت کی وجہ سے طبیعت پریشان رہتی ہے۔ اور ہر وقت یہ محسوس ہوتا ہے کہ جتنی زندگی گزری سب ضائع ہوئی۔

۱۶۔ آج کل چار وقت کی جماعت ہے۔ فجر کی اکثر قضا ہو جاتی ہے۔

۱۷۔ یہاں پر ہم لوگوں نے ایک مجلس سلامیات قائم کی ہے۔

ہم لوگ دارالمصنفین کی بھی اکثر اچھی مذہبی کتابیں اپنے یہاں رکھنا چاہتے ہیں۔ مجلس نے مجھے اس کام پر مامور کیا ہے۔ اگر مناسب ہو تو کتب میرے پتہ پر سمجھا دیکھئے گا۔

۱۸۔ پچھلے خطوط میں جناب کے تشریف لانے کے متعلق اصرار کر چکا ہوں۔

آپ ماچ میں تشریف لائیں تو بہت بہتر ہوگا۔

۱۹۔ میرے دوست جو کہ اچھے عہدوں پر ہیں وہ جب مجھے ملنے آتے ہیں

تو ان کے سامنے ذلت محسوس ہوتی ہے۔

۲۰۔ شاید خلفشار کی وجہ سے بھی لوگوں کے ذہنوں میں ترسم ہے کہ جسکے پاس عزت

مال ہے۔ اسکی کانیا زندگی ہے۔ اور غریب شخص کی ناکامیاب۔ (خادم مختار)

۱- السلام علیکم ورحمۃ اللہ - معذوری لکھ چکا۔
 ۲- طلب رزق | اللہ تعالیٰ کی مصلحت اسی میں ہوگی۔ پریشانی اور مایوسی نہ ہو۔ ہر وہ شے جس کو ہم پسند کرتے ہیں ضرور نہیں کہ وہ ہمارے لئے بہتر ہی ہو۔ علم غیب خدا ہی کو ہے۔ اسی کو معلوم ہے کہ ہمارے لئے کیا مفید ہے۔ ہمارا غم اپنے جہل کے سبب ہے یہی وہی دیکھ داریں کی دعا ہے۔

۳- اسباب معیشت میں ناکامی کی حکمت | مایوس نہ ہوں۔ خدا پر توکل رکھیں کہ وہ ہم پر ہم سے زیادہ مہربان ہیں۔ کیا ڈاکٹر زخم پر نشتر جو لگاتا ہے۔ جن سے ہم کو تکلیف ہوتی ہے۔ مگر وہی نشتر ہمارے لئے بہتر ہے۔
 کاسمان ہے۔

۴- اعمال صالحہ کا صلہ رضائے دنیا نہیں | اس کا خیال نہ کیجئے۔ دیکھئے انبیاء علیہم السلام اور آئمہ اور اولیاء رحمہم اللہ پر کیسی کیسی مصیبتیں آئیں نیک کاموں کا صلہ تو کبھی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی مقبولیت اور حصولِ رضائے الہی ہے۔

۵- نیک عمل ضائع نہیں ہوتے | جو نیک اعمال اس عمر میں ہو جاتے ہیں۔ وہ ضائع نہیں ہوں گے۔ انشاء اللہ۔

۶- مناسب ہے جماعت کی پابندی اپنی طرف سے قائم رکھتے غفلت ہو جاتے تو استغفار کیجئے۔

۱۰۔ مبارک ہے۔

آپ منجبر صاحب دارالمصنفین کو لکھیں۔

۱۱۔ معذرت ظاہر ہے۔

۱۲۔ فکر دین نعمت عظمیٰ ہے | اس سے شرمندہ نہ ہو جسے۔ بلکہ شکر

کیجئے کہ آپ پر اللہ تعالیٰ نے یہ رحم فرمایا کہ دین کا خیال بخشا۔ اس نعمت کی قدر کیجئے اور سب نعمتوں سے بڑھ کر سمجھئے۔

زخارف و نبوی لائق التفات نہیں | سوٹ بوٹ، کوٹھی اور موٹر وغیرہ

بے وقعت چیزیں ہیں۔ دنیاوی اہل کمال تک ان چیزوں کو خاطر میں نہیں لاتے پھر دینی اہل کمال ان کو کہاں تک وقعت کے قابل سمجھ سکتے ہیں۔

۱۱۔ معیار عزت تقویٰ | بے شبہ یہی بات ہے۔ عزت کا معیار غلط

ہے۔ اس کو سمجھ لیں تو سپر خلتار نہ ہو۔ عزت کا معیار تقویٰ ہے نہ کہ مشاہرہ و تنخواہ

مکتوب ۱۲/۹۰

مترشد

۱۔ مکرمی و محرمی السلام علیکم۔ امید ہے کہ جناب بخیر ہوں گے۔

۲۔ میرے لئے بہبودی داریں کی دعا فرمادیا کیجئے۔

۳۔ طبیعت مذہبی کتب کے مطالعہ کو چاہتی ہے۔ قرآن شریف کی تلاوت

مع معنی کرتا ہوں۔

۲۔ مقابلے کے امتحانات کی تیاری بھی خبر کر کے کرتا ہوں۔

۱۵۔ آج کل معاشی و مالی مسائل کی بنا پر طبیعت پریشان رہتی ہے۔ جب پریشانی زیادہ ہوتی ہے تو قرآن شریف کی تلاوت کر لیتا ہوں۔ اس کیلئے بہتری کی دعاء فراد بھیجئے۔

۱۶۔ تقویٰ کس چیز کو کہتے ہیں۔ اور اس کے حصول کے فرائع کیا ہیں۔

حضرت ایشیح

ازہجہ عمران سلیمان بہ انھی فی اللہ تحقق اللہ اماکم

۱۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ الحمد للہ۔ حسب سابق مع الخیر ہوں۔

۲۔ بدل اللہ تعالیٰ سے آپ کے لئے دعاء ہے

۳۔ مطالعہ کتب دینی | یہ شغل مبارک ہے

۴۔ طلب رزق | ذریعہ حصول رزق سمجھ کر اسکی طرف لگائیے۔

۵۔ ذکر سب اطمینان ہے | اچھی بات ہے۔ اللہ کے ذکر سے

اطمینان ہوتا ہے۔ ہر حال میں دعاء ہے۔

۶۔ اہمیت و تحقیق تقویٰ | تقویٰ قلب کی ایک کیفیت ایمانی کا نام

ہے۔ جس کی بناء پر بندہ کو ہر وقت اپنے مالک کی رضا جوئی کا اہتمام

رہتا ہے۔ اور ہر کام کے کرتے وقت یہ خیال قائم رہتا ہے کہ یہ کام مالک

کی نظر میں جائز ہے یا نہیں اور اس کے حکم کے مطابق ہے یا نہیں۔

مطابق ہو تو کرے ورنہ اس سے احتراز کر کے۔

تقویٰ بڑی اہم چیز ہے اور حاصل سارا قرآن پاک اسکی اہمیت سے معمور ہے

۳۔ اپنی سبھی رکتا ہو تو اس کے مقابلے میں اوسکی برائیاں صد ہا مرتبہ زیادہ ہیں۔ یہ گنہگاری اور عریانی اور عفت سوزی کے اڈے ہیں۔ جن کا اعتراف بار بار کیا جا چکا ہے۔ اور ہر روز شاہد ہے وہاں جانا برائیوں اور بدیوں کے ساتھ موالات اور معاونت کرنا ہے۔

۴۔ جواب گذر چکا۔

۴۔ تعریف عمل صالح | عمل صالح ہر وہ کام ہے۔ جس کے کرنے کا شرع نے حکم دیا ہے یا اوس کا کرنا اچھا سمجھا ہے۔

۵۔ کافر کی حکومت کی ملازمت کا حکم | مولانا مودودی صاحب اس بارہ میں جو کچھ کہتے ہیں وہ سب ہی علماء محققین کہتے ہیں۔ فرق صرف اختلاف ہے کہ مودودی صاحب ہر مسلمان پر اوسکو ہر حال میں واجب ٹھہراتے ہیں۔

اور دوسرے علماء اس میں کچھ تفضیل کرتے ہیں۔ تفضیل یہ ہے کہ اصحاب عزیمت کیلئے وہ وہی کہتے ہیں۔ لیکن ضعیف الہمتہ کیلئے جو رزق کی تنگی کی تاب نہ لاسکے۔ اسکی اجازت دیتے ہیں۔ کہ وہ رسوخ ہمت تک

یا کسی دوسری جائز آمدنی کے ذریعہ تک اس ذریعہ سے مستفید ہو۔ اور اپنے اس فعل کب جو دل سے بُرا سمجھے اور اللہ تعالیٰ سے جائز اور

غیر شکوک آمدنی کی دعاء مانگے۔ اور کوشش میں لگا رہے۔ تا آنکہ کامیابی ہو۔ وہ اجازت اس لئے دیتے ہیں۔ کہ ایسا نہ ہو کہ سخت زندگی

یا فقر و فاقہ کی زندگی کی تاب نہ لاکر دوسری بدترین برائی میں گرفتار نہ ہو جاوے دوسری چیز یہ ہے کہ اگر سارے مسلمان گورنمنٹ کی ملازمت کو اپنے

اوپر حرام کر لیں تو اس محکومی کی صورت میں حکومت کے افراد سے اون
 پھر منظم ہوں گے۔ اون کے انسداد کی تدابیر ہوں گی اور مسلمانوں کی
 حالت محکومی کی کیسی ہوگی۔ اس لئے جو لوگ ناچائز گورنمنٹ ملازمت
 میں جاتیں تو یہ دونوں باتیں سامنے رکھ لیں کہ اون کا مدعا صرف حصول
 رزق ہے۔ جو اس وقت صبح ذریعہ سے نہیں مل رہی ہے۔ لیکن جب
 ملیگی تو چھوڑ دیں گے۔ اور دوسری یہ کہ وہ مسلمانوں پر سے مظالم
 کے انسداد کا اہتمام کریں گے۔

۱۶۔ شاید سفر ہو۔ میرٹھ جانا ہوگا۔

۱۷۔ اس کا جواب تفصیل کا محتاج ہے جسکی اسوقت فرصت نہیں۔

(سیڈیلیمان ۸ مئی ۱۹۲۵ء)

مکتوب ۱۶/۹۲

مترشد (بندریو ڈپٹی سیدین صاحب)

مکرمی و محترمی۔ السلام علیکم۔

۱۱۔ امید ہے کہ آپ بخیر ہوں گے۔

۱۲۔ میرے لئے بہبودی دارین کی دعا فرما دیجئے گا۔

۱۳۔ کیا حال میں آپ میرٹھ تشریف لائیں گے۔

۱۴۔ معاش کا سامان نہ ہونے کی وجہ سے طبیعت کو سکون نہیں۔ جو لوگ عیش و عشرت

سے زندگی گزارتے ہیں۔ اور بڑے لوگ کہلاتے ہیں۔ ان کی طرف طبیعت

کھینچتی ہے اور طبیعت چاہتی ہے کہ ویسی ہی زندگی بسر کیجاتے۔

۱۵۔ اپنے گورنٹ سروس کے متعلق جو کچھ لکھا اس سے میں یہ سمجھا کہ تقویٰ اور اہل بہت کیلئے اس سے احتراز ہی لازم ہے۔ لیکن بوجہ مجبوری اس کو اختیار کیا جا سکتا ہے۔ ————— خادم۔ مختار
حضرت الشیخ رحمہ

اِنْحِي فِي اللّٰهِ تَعَالٰى دَامَ تَوْفِيقُكُمْ
السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ
۱۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ بِنَحْوِهَا

۲۔ آپ کے رزق ظاہری و باطنی کیلئے اللہ پاک کی بارگاہ میں دُعا ہے۔

۳۔ میں ۲۱ مئی کو آیا تھا۔ آج ۱۶ جون کو واپس جا رہا ہوں۔

۴۔ طلب رزق و اسباب معیشت بالکل صحیح ہے۔ کہ اچھی طبیعت کو یکسوئی حاصل نہیں۔ کیونکہ آپ اسباب معیشت کی طرف

مطمئن نہیں۔ اور اسباب معیشت سے دوسری طرف قناعت بھی نہیں۔ اسباب معیشت استفادہ جس سے متوسط گزاران ہو سکے گو کافی ہے۔ اور اس سے زیادہ کی خواہش ہوس ہے۔ اور ایسا آدمی جس میں

قناعت نہیں۔ کبھی مطمئن نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اول کوئی رزق کی تدبیر اور کوشش کرنی چاہیے۔ اور جو مل جائے۔ اس پر قناعت کرنی چاہیے۔ ظاہری زندگی کی خوشحالی اللہ تعالیٰ کی نعمت ضرور ہے۔ مگر

اس کا اثر آخرت پر کچھ نہیں۔ جو جتنا ہلکا ہے۔ وہ قیامت میں بھی اتنا ہی ہلکا رہے گا۔

دولت مندی ہی سے عزت نہیں ملتی۔
 عزت نیکی اور نیکو کاری سے ملتی ہے۔ ان العزۃ للہ ولرسولہ
 وللمؤمنین۔ اس خیال کو دور کیجئے۔ اور دنیا کے نعرے ریزوں
 کو عزت کا دار نہ جانئے۔ کہ یہ لوگ اللہ کی راہ سے دور ہیں۔
 آپ صرف رزق ضروری طلب فرمائیں اور جو ملے اس پر قناعت
 فرمائیں۔ یہی اطمینان کا راستہ ہے۔
 ۱۵۔ صحیح ہے۔

والسلام۔ سید سلیمان رحمان ۱۹۴۵ء

مکتوب ۱۶/۹۳

مترشد

- مکرمی و محترمی۔ السلام علیکم
- ۱۔ امید ہے کہ آپ بخیر ہوں گے۔
 - ۲۔ میرے لئے بیہودی داریں کی دعا فرما دیجئے گا۔
 - ۳۔ اس ہفتہ طلب کی عجیب کیفیت رہی ہے انتہا پریشان رہا۔ سکون قطعی
 میسر نہ تھا۔ نماز پنجوقتہ بھی ٹھیک نہ ہو سکی۔ اور حسب دستور قرآن مبارک
 سبھی نہ پڑھ سکا۔ نماز پڑھنے پر طبیعت ٹھیک آئی نہ ہوتی تھی۔
 - ۴۔ آجکل میں *finance* کے امتحان کی تیاری کر رہا ہوں۔ امید کامیابی
 کی کافی ہے۔ لیکن جب ناکامی کا موسم آجاتا ہے تو طبیعت عجب پریشان ہوتی

ہے۔ شاید یہ پریشانی ایمان کی کمزوری کے باعث ہے۔

۵۔ مجھے کچھ محسوس ہوتا ہے کہ میں شکر بہت کم ادا کرتا ہوں۔

۶۔ کیا آپ میرے حال میں تشریف لائیں گے۔ جون و جولائی کا آپ کا کیا پروگرام ہے۔

۷۔ آجکل والدہ صاحبہ اور ہمیشہ بھی علیل ہیں۔ ان کی صحت کے لئے بھی دعا فرما دیجئے گا۔

۸۔ کیا غیر متقی والدین و اعزہ ان غیر رشتہ دار متقی اجاب سے زیادہ قابل

عزت اور تہدار خدمت اور لائق محبت ہیں۔ یا ایک سچے مسلمان کی محبت

متقی لوگوں کی ہے۔ ہونی چاہیے۔ چاہے وہ غیر ہوں یا عزیز، کیونکہ مسلمان

کی دوستی و دشمنی سب بوجہ اللہ ہوگی؟ خادم مختار

حضرت الشیخ

انحی فی اللہ ترکم اللہ تعالیٰ

۱۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ الحمد للہ بخیر ہوں۔

۲۔ ولی وعاہ ہے۔

فرائض کی پابندی طوعاً و کرہاً چاہیے | نماز چنگانہ اون فرائض میں سے

ہے۔ جو کسی حال میں معاف نہیں۔ اگر کسی غایت مجبوری سے ایسا

پیش آئے تو فوراً قضا پڑھی جائے۔ اور استغفار کیا جائے۔ ذرا

ستی کوراہ نہ دیا جائے۔ اس کے بغیر اس راہ کی ہوس بے کار خواہ

دل چاہے یا نہ چاہے سہر حال میں پڑھی جائے۔ دل چاہنے پر یہ امر متوقف نہیں

اگر دل نہ چاہنے پر دل کو مجبور کر کے پڑھا جائے۔ تو مجاہدہ کا ثواب مزید ہوگا۔

دوا مریض کی خواہش کے مطابق نہیں ہوتی | ایسے نشیب و فراز عمر میں پیش آتے ہیں۔ لیکن بہر حال جاوہ استقامت سے قدم نہ ہٹے کیا دوا مریض کے دل چاہنے پر موقوف ہے۔ پھر تو مرض کا ازالہ ہو چکا۔

۴۔ طلب رزق و پریشانی | اللہ تعالیٰ کا مایاب فرمائیں آپ کسی نماز کے بعد "یا رزاق" یا "یا وہاب" ۳۰۰ دفعہ پڑھا کریں۔

یہ بات ایمان کی کمزوری کے باعث نہیں پریشان روزگاری کے باعث ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو جلد دور فرمائیں۔

۵۔ شکر | شکر کے معنی یہ ہیں کہ ہر نعمت کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جانیں۔ زبان سے اور دل سے اقرار کریں۔ زبان سے اُنْحَمْدُ لِلّٰہِ کہیں اور دل سے سمجھیں کہ یہ رب کے فضل سے ہے اور اوس نعمت کا عملاً شکر یہ ہے کہ اس نعمت سے کام لیں اور دوسروں کو بھی اس سے مستفید کریں۔

۶۔ جون تو اب ختم ہے۔ جولائی کے اول میں تو یہیں قیام ہے۔ اواسط میں سورت احاطہ بمبئی کا قصد ہے۔ پھر اواخر میں واپسی۔

۷۔ ان مریضوں کی صحت کی دُعا کی گئی۔ آپ درود کے بعد "یا سلام" ۳۰۰ بار پڑھ کر ان پر دم کریں۔

۱۸۔ محبت، محب طبعی و ایمانی | محبت قلب کا فعل ہے اور خدمت بواج

یعنی اعضاء کا یا مال کا۔ ایمانی محبت تو صرف اہل تقویٰ سے ہو۔ طبعی محبت والدین و اقرباء غیر متقی سے ہو تو کچھ حرج نہیں۔

غیر متقی اعزہ کے تعلق و محبت | والدین اور اعزہ اگر غیر متقی بھی ہوں تو بھی

ان کا حق خدمت ادا کیا جائے۔ یہاں تک کہ کافر ہوں تو بھی۔ ان کی جسمانی امداد مالی امداد کی جائے۔ اگر ضرورت ہو۔

والسلام۔ سچیدان سید سلیمان۔ ۱۶ رجب ۱۳۶۲ھ

مکتوب ۹۴

مترشد

حضرت مرشدی و مولائی۔ السلام علیکم

۱۔ امید ہے کہ جناب بخیر ہوں گے۔

۲۔ فائنٹس کے امتحان کی تیاری کر رہا ہوں۔ کامیابی کا دعا فرما دیجئے۔

۳۔ اس ماہ رمضان میں شمولیت کی بنا پر مسجد میں تراویح پڑھنا مشکل نظر آتا ہے کیا

گھر پڑھنا ضروری ہے۔ یا بعد فراغت امتحان سہی ادائیگی کی کوئی صورت ممکن ہے تراویح کے متعلق کیا حکم ہے۔

۴۔ آجکل فجر کی نماز جماعت سے نہیں ہوتی کہ دیر میں اٹھتا ہوں۔

۵۔ نماز سن بلوغ سے متواتر پڑھتا ہوں۔ لیکن سال میں سب مل کر تقریباً ایک ماہ کی

نمازیں اندازاً قضا ہو جاتی ہوں گی۔ ان کی قضا کا خیال ہے۔ کس طرح ادا کی جائیں۔

۱۶۔ آجکل بعد نماز فجر ایک تسبیح استغفار اور درود شریف کی اور کبھی کبھی نماز کے بعد تسبیح "یا رزاق یا وھاب" کی تین تسبیح پڑھ لیتا ہوں۔

۷۔ بعض لوگ مولانا تھانویؒ کے خلفاء مثلاً محمد علی صاحب و خواجہ مجذوب صاحب پر اعتراض کرتے ہیں کہ وہ لوگ اگر متقی پرہیزگار اور اہل محبت تھے تو کیا آخری عمر تک یہ نہ کر سکتے۔ کہ گورنمنٹ کی ملازمت چھوڑ دیں۔ اور کوئی دوسرا ذریعہ معاش اختیار کریں۔ اگر وہ ملازمت پر مطمئن تھے۔ جیسا کہ ان کے ملازمت کو ترک نہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے تو وہ لوگ اتنے بڑے متقی کہاں ہوتے اس اعتراض کا کیا جواب دیا جاتے۔

۱۸۔ بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ مولانا تھانویؒ اور ان کے مسلک والوں میں جہادی جذبہ کی کمی ہے۔ وہ لوگ غلامی سے مطمئن ہیں۔ اور گورنمنٹ جو باطل کا پتلا ہے اس کے ساتھی ہیں۔ اس اعتراض کا کیا جواب ہے؟

۱۹۔ میں مسلم لیگ کو حق پر سمجھتا ہوں۔ اس بنا پر مولانا حسین احمد مدنی اور دیگر علماء جو کانگریس کے حامی ہیں۔ ان سے بعد ہے۔ کیا ان علماء سے بعد ہونا اور مناسبت نہ ہونا اور تھوڑا سا جذبہ نفرت بھی ہونا معصیت تو نہیں؟

۱۰۔ بخنور کے دیندار لوگوں کی درخواست ہے کہ آپ بجنور تشریف لا کر وعظ وغیرہ فرمائیں۔

۱۱۔ مجھے پونڈ وغیرہ کا کپڑا پہننے میں کچھ عار محسوس ہوتی ہے۔ یعنی اپنے ساتھیوں میں پہننے کو طبیعت نہیں کرتی۔ کیا یہ تکرار ہے؟

۱۲۔ رمضان شریف میں آپ کا قیام کہاں رہے گا۔

۱۳۔ کبھی کبھی کسی دوست کے ساتھ کھانے میں کسی ہوٹل وغیرہ میں پھری کاٹنا

استعمال کرتا ہوں۔ کیا ایسا نہ چاہیے۔ خادم مختار

۳۱ جولائی ۱۹۴۵ء

حضرت اشینح^{رح}

اخی فی اللہ تعالیٰ ادام توفیقکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

۱۔ الحمد للہ یہ سیمپان مع الخیر اور داعی خیر ہے

۲۔ ولی دعاء ہے۔

۳۔ قضاء تراویح | تراویح کی قضا نہیں۔ اگر جماعت کے ساتھ نہ ہو سکے تو

گھر پر پڑھ لیں۔ مگر معمولی عذرات پر جماعت کی تراویح ترک نہ کریں۔ امتحان
کی تیاری کی محنت کے سبب سے عذر موقت ہو تو گھر پر پڑھ لیا کریں

۴۔ غزیت صبح اٹھنے کیلئے ضروری ہے | صبح کو اٹھنا ضروری ہے۔

عادات میں تبدیلی غزیت سے ہوتی ہے۔ جیسے کہیں سویرے سے
جانا ہو تو کیسے اٹھ جاتے ہیں۔ ساتھ ہی توفیق کی دعاء مانگئے۔

۵۔ قضائے نماز | نماز کسی وقت کی کسی حال میں سوائے اضطراری

مجبوری کے قضا نہیں کی جاسکتی۔ اور قضا نماز کو ایک ساتھ ایک دفعہ

یا فرض نمازوں کے پہلے یا پیچھے قضا کی نیت سے ہر وقت کی نماز
ادا کر لی جاتے۔

۶۔ پڑھا کریں۔

۷۔ ملازمت کا حکم | سرکار کی تمام ملازمتوں کا یکساں حکم نہیں۔ مثلاً فوجی

ملازمت اور قضائے خصوصاً مات (جہی و منصفی و ڈپٹی کلکٹری وغیرہ)

کا جو حال ہے۔ وہ ڈاکخانہ اور ریلوے کی ملازمتوں کا نہیں۔ اسی طرح تعلیمات کی ملازمتوں کا درجہ بھی محرمات بعینہ کا نہیں ہے۔ خواجہ صاحب کا حال آپ کو معلوم نہیں کہ ڈپٹی کلکٹری سے مستعفی ہو کر تعلیمات کی انسپکٹری قبول کی تھی۔ اسی طرح مولانا عیسیٰ صاحب جو بی۔ اے تک پڑھے تھے۔ اسکول میں انگریزی کے ماسٹر تھے۔ مگر بفضل خدا انہوں نے عربی پڑھی اور عربی کے مدرس ہو گئے۔ کوئی اتنا بھی تقویٰ کرے تو بہر حال ہم سے اور معترضوں سے بہتر ہے۔

۸۔ جہاد | جہاد صرف کانگریس کی ممبری اور اس کیلئے جیل جانے کا نام نہیں۔ بلکہ دین کی بلندی اور اعلاء کلمۃ اللہ کیلئے تکالیف جانی و مالی کو گوارا کرے۔ یہاں تک کہ جان بھی اس راہ میں چلی جائے۔ گو جان دین کے بھی شرائط ہیں۔

۹۔ شخصی نفرت جائز نہیں | شخصی نفرت نہ کیجئے۔ اوس کے اوس کام کو برا سمجھئے۔ خصوصاً مولانا حسین احمد صاحب کے تو بڑے مرتبے ہیں۔ مگر اونکی رائے کی اگر غلطی ہے۔ تو ایسی غلطی ہر ایک سے ممکن ہے۔ بہر حال اکرام مومن یعنی مومن کا بحیثیت مومن کے اکرام ضروری ہے دل پر اگر قابو نہیں تو مخدوری ہے۔ مگر زبان اور ہاتھ پاؤں سے بالقصد اس اکرام کے خلاف کوئی بات نہ ہو۔

۱۰۔ بوجہ ضعف اور بیماری کے میرا حال تقریر و وعظ کیلئے یکساں نہیں رہتا۔ ممکن ہے کہ کبھی طبیعت حاضر ہو تو میں حاضر ہو جاؤں۔ مگر وعدہ نہیں کرتا۔

۱۱۔ تکبر و نجاست | اگر آپ دل سے اس کو برا سمجھتے ہیں تو یہ تکبر ہے۔ اور اگر الف و عادت کے خلاف ہونے کی وجہ سے آپ کو شرم محسوس ہوتی ہے، تو کوئی حرج نہیں۔ جیسے آپ بے شیروانی کے کبھی گھر سے باہر نہ نکلنے میں عادت کے خلاف ہونے کی وجہ سے حجاب محسوس کرتے ہیں۔ تو یہ تکبر نہیں۔ تاہم کبھی کبھی بالقصد اس عادت کے خلاف کرنے سے یہ بات دور ہو جائے گی۔ انشاء اللہ

۱۱۔ غالباً یہیں رہے گا۔

۱۲۔ چھری کانٹے کا حکم | اگر سخت معذوری نہ ہو تو پرہیز کرنا چاہیے کہ یہ ہمارے ملک میں تشبہ بالنصاری ہے۔ مگر یورپ میں تشبہ نہیں کہ وہاں سب ہی اس طرح کھلتے ہیں۔ مگر سنت کے ثواب سے محرومی ہوگی۔ والسلام۔ شیخ ان سلیمان ۲۸ شعبان ۱۳۶۲ھ

مکتوب ۱۹/۹۵

۹۔ ممتاز ہاؤس۔ اکتوبر ۱۹۵۲ء

۱۔ مکرمی و محترمی السلام علیکم

۲۔ اس سے قبل دو تین خطوط جو میں نے ارسال کئے۔ ان کے جواب سے اب تک محروم ہوں۔

۳۔ یہاں پر میں نے اسل اپنے احباب کی مدد سے ایک مجلس اسلامیات قائم کی ہے۔ جس میں خدا کا شکر ہے کہ خلوص سے کام کرنے والے

تقریباً ۱۰۰ طلبہ اور اساتذہ شامل ہو گئے ہیں۔ یہاں پر اشتراکیت کے مقابلہ میں اسلامی لٹریچر کی خاص ضرورت ہے۔

۱۔ آپ بھی تشریف لاکر مجلس اسلامیات میں تقریر فرمائیں۔

۵۔ مجلس اسلامیات کے سلسلے میں ہم نے ایک ریڈنگ روم اور لائبریری بھی

قائم کی ہے۔ اگر آپ مجلس اسلامیات کے سکریٹری کے نام معارف

جاری کرا دیں تو بہتر ہوگا۔ ابھی چارے پاس فنڈ بہت ہی کم ہے۔ خادم مختار

حضرت الشیخ ^{رحمہ}

از: شیخ محمد سلیمان

۱۔ انھی فی اللہ زادکم اللہ توفیقاً۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

۲۔ میں سفر میں تھا اور ڈاک یہیں ملکی رہی۔ آپ کے متعدد خطوط ملے رب کے

جواب علیحدہ علیحدہ لکھتا ہوں اور نفاذے واپس کرتا ہوں۔

۳۔ اشتراکیت کے مقابلے کا اسلامی لٹریچر مبارک کام ہے ضرور شرکت

کیجئے۔ اس تمام لٹریچر کو جمع کیجئے جو مسلمانوں نے اس بحث پر

لکھے ہیں۔ مثلاً، (۱) رسائل مولوی ابوالاعلیٰ صاحب مودودی۔

(۲) مضامین مولوی مسعود عالم صاحب ندوی۔ (۳) اسلام اور سوڈ“ ڈاکٹر انور اقبال قریشی

حیدرآباد دکن۔ (۴) مضامین مولانا مناظر احسن صاحب گیلانی۔

(۵) رسائل اشتراکیت اور اسلام“ مولوی مسعود عالم ندوی۔ دار المصنفین۔

۴۔ اس وقت حاضری سے معذوری ہے۔

۵۔ معارف میرا ذاتی رسالہ نہیں۔

مترشد۔ ۱۱۔ مکرمی و محرمی۔ السلام علیکم

حضرت اشیحؒ؟۔ انھی فی اللہ اسعدکم اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مترشد۔ ۱۲۔ امید ہے کہ آپ بخیریت ہوں گے۔ کچھ پریشانیوں کے سلسلے میں
باہر رہا۔ شملہ وغیرہ۔ آج کل جاڑے بنار میں مبتلا ہوں۔

حضرت اشیحؒ؟۔ اللہ تعالیٰ بخیر و عافیت رکھے اور کامیاب فرمائے

ہی مترشد؛ میرے لئے صحت و سہبودی دارین اور فائینس میں کامیابی کے
لئے دعا فرادیں۔

حضرت اشیحؒ؟۔ آپ کی صحت اور کامیابی کی دعا بدل و جان ہے۔

۱۳۔ مترشد۔ ۱۴۔ ڈپٹی کلکٹری کے امتحان میں تو ناکامی رہی۔

حضرت اشیحؒ؟۔ طلب معاش میں ناکامی | اس میں سبھی اللہ تعالیٰ کی کوئی

مصلحت ہوگی۔ مصلحت سے کوئی کام اللہ تعالیٰ کا خالی نہیں۔ گو ہم

کو معلوم نہ ہو۔ عدم علم کی بناء پر اس حکمت سے ناواقف ہو کر بے خبری

اور شکایت کا کلمہ منہ سے نکالتے ہیں۔ استغفر اللہ

۱۵۔ مترشد۔ ۱۶۔ میں کس صورت سے ہر لمحہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی

کی پیروی میں گزار سکتا ہوں

حضرت اشیحؒ؟۔ حیات نبوی مرکز امت ہے اس پر عمل کا طریق | بے شبہ

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی ہمارا مرکز ہے۔ اور اسی کی اتباع

پیروی میں دارین کی کامیابی ہے۔ اس کے لئے دو باتوں کی ضرورت ہے

ایک تو اس علم کی کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کیسی تھی۔ اس کا ذریعہ کتابیں ہیں یا بزرگوں کی صحبت ہے۔ دوسری چیز اسکی پیروی پر عمل ہے اس کیلئے ملائحت کے دل میں عزم اور ہمت پیدا ہونی چاہیئے۔ جس عزم و ہمت سے ہم آپ دنیا کے کاموں میں کامیاب ہوتے ہیں۔ اسی عزم و ہمت سے دین کے کاموں میں بھی کامیاب ہو سکتے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ

۱۶۔ مترشد :- آپ سے ملاقات کو طبیعت چاہتی ہے۔ کیا حال میں علیگڑھ یا گرو نواح میں تشریف لائیں گے۔

حضرت اشعہ :- بالفعل علی گڑھ کا قصد نہیں۔ دہراس و دکن کا ارادہ ہے۔

۱۷۔ مترشد :- حضرت تھانویؒ کے تقریباً ۱۰ مواعظ پڑھے۔ (خادم مختار)

حضرت اشعہ :- بہت خوب۔ اللہ تعالیٰ برکت و فائدہ بخشیں۔

بیچران سلیمان

۲۱
مکتوب ۹۷

پوسٹ کارڈ
اعظم گڑھ

جناب مختار احمد خان صاحب

انحی فی اللہ تعالیٰ ادام توفیقکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ میرا ارادہ ۱۰ نومبر تک میرٹھ پہنچنے کا ہے۔ مقام قیام

حیدرآباد صاحب ڈپٹی کلکٹر میرٹھ کینڈونمنٹ لال کرتی میں سکیم پل کے پاس ہے۔

کامیابی کا داعی ہوں۔ اللہ تعالیٰ افضل فرمائیں۔ والسلام

بیچران سلیمان

۱۷ اکتوبر ۱۹۳۵ء

عزیزی مختار احمد خان معرفت جلیل ولد احمد خان صاحب ایم۔ اے
لیکچرار۔ وارڈن آفتاب ہوسٹل علیگڑھ مسلم یونیورسٹی

کینٹونمنٹ میرٹھ بنک اسٹریٹ

مکان سیدین صاحب ڈپٹی کلکٹر

عزیزی محترم تحقق اللہ تعالیٰ آماکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ میں ۷ نومبر کو یہاں آ گیا۔ آپ آسکتے
ہیں۔ باقی خیریت ہے۔ شاید کہ پروفیسر رشید احمد صاحب کے
یہاں چند روز میں اگر وہ ضرورت سمجھیں تو میں خود سبھی آؤں۔ ہنوز
طے نہیں ہوا۔ والسلام

سیدان سید لیمان ۵ نومبر ۱۹۲۵ء

- ۱۔ مسترشد۔ مکرمی و محترمی! السلام علیکم
حضرۃ الشیخ۔ انھی فی اللہ تعالیٰ زاد اللہ تعالیٰ توفیقکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ
- ۲۔ مسترشد۔ امید ہے کہ جناب بخیر و عافیت ہوں گے۔
حضرۃ الشیخ۔ الحمد للہ بخیر ہوں۔
- ۳۔ مسترشد۔ والدہ صاحبہ علیین رہیں۔ اب خدا کا شکر ہے بخیر ہیں۔

حضرت اشیحؓ: اللہ تعالیٰ آپ کی والدہ صاحبہ کو جلد شفا سے عاجل و کامل بخشیں
ان کی خدمت اور خوشنودی جنت کی کنجی ہے۔

مستر شد: (۴) میرے لئے بیہودی دارین، استقامت اور امتحان میں اعلیٰ کامیابی
کی دعا فرما دیجئے گا۔

حضرت اشیحؓ: ولی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ دین و دنیا کے حسنت اور امتحان کی
کامیابی سے شاد فرمائیں۔

مستر شد: (۵) آپ کا ماہ جنوری کا کیا پروگرام رہے گا۔

حضرت اشیحؓ: میں انشاء اللہ ۱۰ جنوری کو لکھنؤ جاتا ہوں۔ ندوہ بادشاہ باغ
میں قیام رہے گا۔

مستر شد: (۶) طبیعت چاہتی ہے کہ گناہ بالکل نہ ہوں اور اگر ہو جائیں تو یوں محسوس ہوتا
ہے کہ اس وقت تک کی تمام زندگی بے کار ہوئی۔ خواہش ہوتی ہے کہ

پچھلے گناہوں کے تدارک کی کیا صورت ہو کہ پچھلی زندگی بے داغ نظر آئے۔
حضرت اشیحؓ: گناہ نہ ہونے کی خواہش | یہ تمنا ضرور رکھنی چاہیئے۔ مگر انسان

انسان ہے۔ اس لئے اس کے اہتمام کے ساتھ ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے

اپنی مغفرت کی دعا مانگتے رہنا چاہیئے۔ جب تک گناہ نہیں ہوا اس کے

روکنے کا اہتمام چاہیئے۔ اور اگر معمول تھا ہے۔ فوراً اللہ تعالیٰ سے استغفار

کیا جائے۔ تدارک کی صورت یہ ہے کہ پچھلے تقصیرات میں سے جس کی

تلافی ہو سکتی ہو اسکی تلافی کی جائے۔ جو حقوق باقی ہوں۔ ادا کئے جائیں

نمازیں یا دوسرے فرائض باقی ہوں۔ ان کی قضا کی جائے۔ جن بندوں

کے حقوق باقی ہوں ادا کئے جائیں۔ یا اون سے معاف کر لیا جائے۔

مترشد: (۶) خشیت الہی پیدا ہونے کی کیا صورت ہے؟
 حضرت اشعریؒ: خشیت الہی کا حصول | اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلال پر نظر رکھی
 جائے۔ موت اور قیامت کے ہولناک مناظر کا استحضار کیا جائے۔

مترشد: (۸) معمولات پر پابندی کیسے نصیب ہو۔

حضرت اشعریؒ: معمولات پر طریق استقامت | اس کا علاج ہمت و عزیمت ہے
 بہر حال جب چھوٹ جائے تو پھر مستعدی سے شروع کر دیا جائے۔
 یوں ہی کرتے کرتے ایک دن لڑکا دوڑنے لگتا ہے۔

مترشد: (۹) ذہن میں سختی کے ساتھ ہر وقت اسلامی تصورات نہیں رہتا۔ عام
 ساتھیوں کی صحبت سے مادی زندگی کا اثر پاتا ہوں

حضرت اشعریؒ: غیر اسلامی تصورات کا علاج | دینی کتابیں مطالعہ میں رکھیں اور
 بلا ضرورت شدید ایسے احباب کی صحبت سے پرہیز کیا جائے۔

مترشد: (۱۰) ذکر وغیرہ میں کیفیت پیدا نہیں ہوتی حصول کیفیت کی کیا صورت ہے
 کہ جو کچھ زبان سے نکلے اس کا اثر قلب پر ہو۔

حضرت اشعریؒ: معمولات مثل دوا ہیں | ان امور کا فائدہ نفس کی اصلاح اور
 قلبی ترقی ہے۔ کیفیات پر نظر نہ رکھنی چاہیے۔ یہ اعمال مثل دوا کے ہیں۔
 دوا اگر خوش مزہ نہ بھی ہو اور جی بھی اس کے کھانے کو نہ چاہتا ہو۔ اور
 پھر بھی کھاتے رہیں۔ تو انشاء اللہ اس کا فائدہ ضرور ہوگا۔

مترشد: (۱۱) ضائع شدہ زندگی کا انوس ہوتا ہے۔ اور اس کے تدارک کی فکر رہتی ہے

حیات دنیاوی کی ناپائیداری اور طلب معاش | تدارک کی صورت پہلے بیان کی گئی۔
 اسی دنیاوی زندگی ہے کٹے دن کی جو آپ پر اسی فکر مسلط رہتی ہے
 تاہم کوشش اس کیلئے بھی جاری رکھی جائے۔ اور طلب رزق کی تبدیروں
 سے غفلت نہ کی جائے۔ تاہم اپنے سامنے بڑی بڑی نوکریوں اور
 عیش و آرام کا جوخیل ہم نے اپنے سامنے کر رکھا ہے۔ وہی بیماری
 بے اطمینانی کا سبب ہے۔

اللَّهُمَّ قَدِّعْنِي بِمَا رَزَقْتَنِي (اے اللہ مجھے رزق مقسوم پر نفاعت عطا فرمائے)
 یہ دعائے ثورہ ہے۔ زندگی کی ناکامی بڑی نوکری نہ ملنے کا نام نہیں۔
 بلکہ گناہوں کی زندگی کا نام ہے۔

مترشد: (۱۲) صبر و شکر کا مطلب کیا ہے اور حصول صبر و شکر کی ذرائع ہیں۔

تعریف صبر | صبر نام ہے نفس کو ناخوشگوار واقعات پیش آنے
 پر بھی حق بجانب رکھنا اور اس ناخوشگواری کے باوجود احکام الہی کی سجا
 آوری میں کمی نہ کی جائے۔ جیسے مال حرام کھانے کو جی چاہے۔ اور
 ضرورت بھی محسوس ہو) تاہم نفس کو اوس سے باز رکھنا۔ جاڑوں میں وضو
 کرنے میں تکلیف ہوتی ہے۔ مگر اس تکلیف کو برداشت کر کے
 وضو کر لیا۔ کسی نے آپ کے ساتھ برائی کی۔ اوس سے انتقام لینے کو جی
 چاہتا ہے۔ مگر نفس کو اوس سے باز رکھنا۔

شکر | شکر کے معنی یہ ہیں کہ ہر نعمت کو محض اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھا جائے۔ دل سے بھی زبان سے بھی الحمد للہ کہہ کر اس کا اقرار کیا جائے۔ اور عمل سے بھی۔ والسلام ۲ صفر ۱۳۶۵ھ

۲۲
مکتوب ۱۰۰

مسترشد: (۱) ۲۵ محرم الحرام - مکرمی و محترمی! السلام علیکم
حضرت ایضاً: — انھی فی اللہ تعالیٰ اوام اللہ فتوکلیم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ
مسترشد: (۲) امید ہے کہ جناب بخیر و عافیت ہوں گے
حضرت ایضاً: — الحمد للہ مع الخیر ہوں۔

مسترشد: (۳) میرے لئے بہبودی داریں کی دعا فرما دیجئے گا
حضرت ایضاً: — دلی دعا ہے

مسترشد: (۴) بعض اجاب مجھے مسلم لیگ کے ایکشن کے کام میں حصہ
لینے کیلئے مجبور کر رہے ہیں۔ اگر اجازت ہو تو حصہ لوں۔

حضرت ایضاً: — یاست میں شرکت کی اجازت | حصہ لینے پر آپ
مصر میں تو حصہ لیکر تجربہ کر لیجئے: کہ آپ کی زندگی اور روزانہ کاموں پر
قلبی کیفیت پر اس کا کیا اثر ہوتا ہے۔ تجربہ کے بعد جو بات معلوم
ہوگی۔ وہ بہتر ہوگی۔ اسلئے اجازت ہے۔

مسترشد: (۵) میری پھلی نمازیں بہت قضا ہیں۔ زندگی کا کوئی اعتبار نہیں
ارادہ کرتا ہوں کہ فوراً شروع کروں۔ پھر خیال ہوتا ہے کہ معاشی الجھنوں

سے فرصت ملے تو شروع کروں۔ اس کے بارے میں جو ارشاد ہو عمل کروں گا۔
 حضرت ایشیحؓ؟ — قضائے نماز | فرصت کا انتظار نہ کیجئے۔ فوراً
 شروع کر دیجئے، ہر نماز کیساتھ اوس وقت کی قضا پڑھ لیا کیجئے۔

۶۔ مسترشد :- بہت سی احادیث اور آیات کا ترجمہ۔ روزانہ حیوۃ المسلمین
 سے پڑھتا ہوں۔

حضرت ایشیحؓ؟ — ایسا ہی کیجئے

۸۔ مسترشد :- جو پڑھتا ہوں۔ اس پر اپنے کو عامل نہیں پاتا۔ یا عمل کی رغبت
 پیدا نہیں ہوتی۔ مثلاً یہ حدیث شریف پڑھی کہ "اللہ تعالیٰ طاقتور مسلمان کو کمزور
 مسلمان سے زیادہ پسند فرماتے ہیں۔" مگر اس پر عمل پیرا ہونے۔ یعنی
 طاقت پیدا کرنے کی زیادہ کوشش کی رغبت نہیں ہوتی۔

حضرت ایشیحؓ؟ — توکل اور مراقبہ قدرت الہی | مسلمان کی توت اللہ
 تعالیٰ پر توکل اور اعتماد سے ہے۔ قادر مطلق کی قدرت کا استحضار کیجئے
 إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اور اِنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيعًا کا مراقبہ
 کیجئے۔ اور عمل غیر میں عجلت فرمائے۔ اور شر سے بچنے میں قوت دکھائیے
 اور کسی غیر مسلم طاقت کے سامنے اظہار حق سے نہ گھبرائیے۔

۹۔ مسترشد :- خشیت الہی اپنے اندر کم پاتا ہوں۔

حضرت ایشیحؓ؟ — (خادم۔ مختار)

دوسرے خط میں اس کا جواب آچکا۔

پیمبران سلیمان۔ ۱۲ صفر ۱۳۶۵ھ

مکتوب ۲۵/۱

۱۔ مسترشد :- مکرئی و معمری! السلام علیکم

حضرت ایضاً :- انھی فی اللہ تعالیٰ وام تو فتکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ

۲۔ مسترشد :- امید ہے کہ جناب بخیر ہوں گے۔

حضرت ایضاً :- الحمد للہ مع الخیر ہوں۔

۳۔ مسترشد :- میرے لئے بہبودی داریں اور فائننس کے امتحان میں کامیابی

کی دعا فرادیکجئے گا

حضرت ایضاً :- ولی دعاء ہے۔

۴۔ مسترشد :- میں چاہتا ہوں کہ اسلامی تاریخ کا بغور مطالعہ کروں۔ اس لئے

کوئی مختصر جامع اور صحیح کتاب اسلامی تاریخ کی تجویز فرادیکجئے گا۔

حضرت ایضاً :- مختصر تاریخ اسلام ہماری بادشاہی تو آپ دارالمصنفین

سے لے گئے۔ طویل سلسلہ "خلفاء راشدین اور تاریخ اسلام" ہے

مطبوعات دارالمصنفین۔

۵۔ مسترشد :- مولانا حفیظ الرحمان کی کتاب "اسلام کا اقتصادی نظام" کے

متعلق جناب کی کیا رائے ہے

حضرت ایضاً :- وہ کتاب بہت حد تک صحیح ہے۔

۶۔ مسترشد :- میں بعض اوقات انٹر کلاس کا ٹکٹ لیتا ہوں۔ لیکن اسٹیشن پر سیکنڈ

کلاس کے ویٹنگ روم میں آرام کے خیال سے یا جبکہ کی وقعت کی بناء پر ٹھہر جاتا ہوں

کیا یہ بھی غیر مناسب اور ناجائز ہے۔

حضرت ایشخؒ:۔۔۔ ریل انٹرکلاس کاسٹ اور سیکنڈ کلاس کا ویننگ روم

بلاشبہ احتیاط اور تقویٰ کے خلاف ہے۔ اس سے احتراز کرنا چاہیے

جس کا افن مالک سے نہیں ملا اور جس کا کرایہ نہیں دیا۔ اس سے فائدہ

اٹھانا درست نہیں۔ اس لئے گناہ کی حد تک بھی پہنچ سکتا ہے۔

۷۔ مسترشد:۔ شاہ ایاس صاحب (قدس سرہ) اور ان کی تحریک کے میں جناب

کی کیا رائے ہے۔

حضرت ایشخؒ:۔۔۔ اچھی رائے ہے۔

۸۔ مسترشد:۔ دل چاہتا ہے کہ میں جلد اسلامی تعلیم مکمل کر لوں۔

حضرت ایشخؒ:۔۔۔ دل سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی اس

آرزو کو پورا فرمائیں۔

اب خط اعظم گڈھ کے پتہ سے لکھا کریں۔ والسلام

سیچان سلیمان۔ ۱۹ جنوری ۱۹۲۶ء

۲۶
مکتوب ۱۰۲

۱۔ مسترشد:۔ محرمی و محرمی! السلام علیکم

حضرت ایشخؒ:۔۔۔ انجی فی اللہ تعالیٰ۔ اسعدکم اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

۲۔ مسترشد:۔ امید ہے کہ جناب بخیر ہوں گے۔

حضرت ایشخؒ:۔۔۔ الحمد للہ مع الخیر ہوں۔

۳۔ مسترشد:۔ ایک ماہ مسلم لیگ کے کام میں مشغول رہا۔ اس سلسلے میں سفر

بھی کئے۔ اس کام کو اہم سمجھنا ہوں۔ لیکن اس مشغولیت اور سفر کی بنا پر رزاندہ کے مغولات ٹھیک نہ ہو سکے۔ اور طبعیت کو انتشار رہا۔ اس لئے میں نے فیصلہ کیا کہ باوجود ضروری ہونے کے یہ کام میرے مناسب نہیں۔ حضرت ایشخؒ؟ — بالکل صحیح فیصلہ ہے۔ یہ کام مبتدی کا نہیں۔

۱۲۔ مترشدؒ: میرے لئے فائننس کے امتحان میں اعلیٰ کامیابی کی دعا فرما دیجئے گا۔

حضرت ایشخؒ؟ — ولی دعا ہے

۵۔ مترشدؒ: آپ کا قیام ماہ مارچ میں اعظم گڑھ میں رہے گا یا کہیں باہر۔ حضرت ایشخؒ؟ — ۲۰ مارچ تک اعظم گڑھ میں رہے گا۔ پھر لکھنؤ جانا ہوگا۔ پھر کہیں اور۔

۶۔ مترشدؒ: جاہد کی راتے مبارک میں اس وقت کانگریس حق پر ہے یا لیگ حضرت ایشخؒ؟ — سیاست | علم غیب اللہ تعالیٰ کو معلوم۔ اور قیاس سے جو کچھ کہا جائیگا۔ اوس کا یقینی ہونا ضروری نہیں

۷۔ مترشدؒ: اور مسلمانوں کا مفاد کس جماعت میں شامل ہونے میں ہے۔ (نقاد) حضرت ایشخؒ؟ — آپ اپنا کام کیجئے۔

سیچوان سیلیان۔ ۲۰ مارچ ۱۹۲۶ء

۲۶
مکتوب ۱۰۳

۱۔ مترشدؒ: مکرئی و مکرئی! السلام علیکم

حضرت ایشخ؟ — انہی فی اللہ تعالیٰ ادا م اللہ توفیقکم ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ

۱۲۔ مسترشد: — امید ہے کہ جناب سنجیر ہوں گے۔

حضرت ایشخ؟ — الحمد للہ مع الخیر ہوں۔

۱۳۔ مسترشد: — پانچ اور اپریل میں جناب کا قیام کہاں رہے گا۔

حضرت ایشخ؟ — پانچ تو ختم ہو رہا ہے۔ آج ۲۶ مارچ کو لکھنؤ جا رہا ہوں۔

۲۹ کو میٹرٹھ اور شروع اپریل میں پٹنہ منظر پور اور پھر انشاء اللہ تعالیٰ جولائی

کے وسط تک اپنے وطن دینہ (P. O. Desna) ضلع ٹینہ میں

۱۴۔ مسترشد: — میرا ارادہ وارہی رکھنے کا ہے۔

حضرت ایشخ؟ — وارہی مبارک خیال ہے۔ خدا کرے یہ ارادہ

جلد قوت سے فعل میں آجاتے۔

۱۵۔ مسترشد: — اس سال پھر فائننس کے امتحان میں ناکامیاب رہا۔ حالانکہ اس

کا شبہ بھی نہ تھا۔

حضرت ایشخ؟ — تقدیر اللہ تعالیٰ کی اس میں کوئی مصلحت ہوگی صبر اور

تقدیر کا ایمان ایسے ہی موقع پر کام آتا ہے

۱۶۔ مسترشد: — میرے لئے بہبودی دارین کی دعا فرادیں

حضرت ایشخ؟ — دل سے دعا کرتا ہوں۔

۱۷۔ مسترشد: — ایک بات سمجھ میں نہیں آتی۔ کہ آجکل (باوجود صلہ رحمی کے بھی)

اقربا اور اعزہ کی نسبت اغیار زیادہ ہمدرد اور شفیق پاتے جاتے ہیں۔ نہ

معلوم کیوں؟

حضرت ایشخؒ: — صلہ رحمی | صحیح ہے۔ دنیا کا تجربہ ایسا ہی ہے۔
مگر اس پر سبھی ہم کو اپنی طرف سے ادائے حقوق اور صلہ رحمی ہی کا
برتاؤ کرنا چاہیے۔

۸۔ مسترشد:۔ ترقی کا مفہوم کیا ہے؟

حضرت ایشخؒ: — ترقی کا مفہوم | ترقی کا دینی مفہوم یہ ہے۔ کہ
انسان اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں اس کے مرضیات کی تعمیل کرے اور
گناہوں سے بچے۔ دنیاوی ترقی مال و دولت اور سلطنت و حکومت کو
سمجھا جاتا ہے۔ اگر یہ سب بھی حسب مرضیات الہی ہو تو یہ بھی خیر
ہیں ورنہ سلیح۔

۹۔ مسترشد:۔ کیا قوموں اور افراد کی ترقی کے فطرتی اصول منضبط نہیں کہ جو ان
اصولوں پر چلے کامیاب ہو۔ اور جو نہ چلے نہ ہو۔

حضرت ایشخؒ: — اصول ترقی | سب اصول منضبط ہیں۔ مگر ترقی کے
حقیقت سمجھنے میں اختلاف ہے۔

۱۰۔ مسترشد:۔ پھر اس کے کیا معنی ہیں کہ مسلمان قوم کی ترقی کے اصول ہی
جدا ہیں۔ یعنی یہ ان اصولوں پر ترقی کر سکتی جن اصولوں پر عمل کرنے سے غیر
قویں ترقی کر رہی ہیں۔

حضرت ایشخؒ: — مسلمانوں کی ترقی | مسلمان قوم کی ترقی کا
مفہوم تحت احکام الہی اور اس کی ہر نوع کی اطاعت کے اندر
منحصر ہے۔

۱۱۔ مسترشد :- کیا ترکی نے ترقی (گومادی سہی) ان مغربی اقوام کے اصولوں پر ہی عمل کرنے سے نہیں کی۔

حضرت الشیخ :- مجھے تو ترکی قوم کی کسی ترقی کا حال معلوم نہیں۔

۱۲۔ مسترشد :- مسلمان افراد اور مسلمان قوم کی ترقی تو اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام پر عمل کرنے پر منحصر ہے۔
حضرت الشیخ :- بالکل ٹھیک

۱۳۔ مسترشد :- پھر کیا وجہ ہے کہ مغربی اور دیگر اقوام بغیر ایمان کے اور بغیر اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام پر عمل کئے ترقی یافتہ اور طاقتور ہوئے اور مسلمان کمزور اور ذلیل۔

حضرت الشیخ :- ترقی کے مفہوم کی تعین کر کے دیکھئے کہ آپ ترقی کس کا نام رکھتے ہیں۔ اگر مسلمان چند صدی پہلے اصول اسلامی پر عمل کر کے ترقی کر سکتے تھے۔ تو آج کیوں نہیں کر سکتے۔

۱۴۔ مسترشد :- ترکی نے جو ترقی کی ہے۔ اس کو ہم تنزل کہیں گے یا ترقی؟
حضرت الشیخ :- عرض کر چکا کہ ترکی کی کوئی ترقی ہم کو معلوم نہیں۔

۱۵۔ مسترشد :- شاید قرآن شریف کی آیت ہے کہ نماز فحش اور خراب باتوں سے روکتی ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ ہم لوگ نماز بھی پڑھتے ہیں اور خراب باتوں میں بھی مبتلا رہتے ہیں۔ (خادم - مختار)

حضرت الشیخ :- نماز اور فواحش | یہ نہیں ہے جیسی ہماری نمازیں ہیں اسی حد تک ہم فواحش سے بچے ہیں۔ جن کی جیسی نماز ہوتی ہے

ویسے ہی وہ فحاش سے محفوظ رہتے ہیں۔ والسلام
سید سلیمان - ۱۸ ربیع الثانی ۱۳۶۵ھ

مکتوب ۲۸
۱۰۴

جہانگیر منزل / بجنور

۱- مسترشد - مکرمی و محرمی! السلام علیکم۔
حضرت اشخ^۲ - پٹنہ بجنور پوکھر نڈر لیسید ابو عامر صاحب وکیل
انجی فی اللہ تعالیٰ ادام اللہ توفیقکم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ
۲- مسترشد - امید ہے کہ جناب بخیر ہوں گے۔
حضرت اشخ^۲ - الحمد للہ بخیر ہوں۔

۳- مسترشد - میرے بھتیجے بیہوشی وازین کی دعا فرور فرمادیں۔

حضرت اشخ^۲ - آپ کے لئے بدل و جان دعا ہے

۴- مسترشد - آجکل مسلمان اسوجہ سے مسلمان ہیں کہ وہ مسلمان گھرانوں میں پیدا ہوئے اور

کافراں لئے کہ وہ کافر گھرانوں میں پیدا ہوئے۔ اور دونوں اپنے باپ دادا اور

اپنے مذہب کو برحق سمجھتے ہیں۔ تو جس طرح بلکہ مسلمان سے عدم تلاش حق کا مواخذہ

نہ ہوگا تو کافر سے کیوں مواخذہ ہوگا

حضرت اشخ^۲ - پس مسلمان مسلمان کیوں ہیں | یہ بات پوری طور پر صحیح نہیں ہے بلکہ

وہ یہ اس لئے مسلمان ہے کہ مسلمان گھرانے میں پیدا ہوا اور بلوغ کے

بعد اپنے کو برحق پر اور اپنے دین کو برحق مانتا ہے۔ خواہ یہ ماننا دلائل

سے نہ ہو اور اسکی ضرورت نہیں کہ دلائل سے بھی جانے۔ اور جب تک کوئی اپنے کو حق پر اور اپنے دین کو برحق نہ مانے گا مومن نہ ہوگا۔
۱۵۔ مسترشد :- اگر کوئی کافر غور و محض کے بعد اس بات پر قائم ہو کہ اس کا مذہب صحیح ہے۔ تو کیا اس سے بھی مواخذہ ہوگا۔

حضرت ایشیحؓ :- کافر جن تک دعوت نہیں پہنچی کافر پر اگر اس تک دعوت اسلام پہنچ چکی اور حق واضح کیا جا چکا ایمان لانا ضروری ہے۔ اور اگر

اس پر سبھی وہ ایمان نہ لائے گا تو وہ جہنمی ہوگا۔ اور اگر اس تک دعوت نہیں پہنچی تو وہ جانور ہیں۔ اون کے ساتھ جانوروں کا معاملہ ہوگا۔
۱۶۔ مسترشد :- کیا اس مسلمان کا درجہ جو کہ کافی غور و محض کے بعد شعوری طور پر مسلمان ہوا۔ اس مسلمان سے جو کہ بغیر کسی غور کے اپنے آبا کے اسلام پر قائم ہے بڑا ہوگا۔ اور اسکی کڑکاوٹ و محنت کا کچھ ثمرہ ہوگا۔

حضرت ایشیحؓ :- ایمان کامل اور اسکے اثرات ایمان خواہ دلائل سے ہو یا بغیر دلائل کے، اس ذریعہ ایمان کے اختلاف سے مرتبہ کا اختلاف نہ ہوگا۔ بلکہ مرتبہ کا اختلاف کیفیات ایمان، کمی زیادتی اور ضعف شدت سے ہوگا۔ جس کا ایمان بقنا زیادہ قوی ہوگا اور اعمال صالحہ کا باعث بنے گا۔ آتنا ہی وہ اعلیٰ و اکمل ہوگا۔

۱۷۔ مسترشد :- میں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ جلد سکون عطا فرمائے تو اپنی عربی کی اسلامی تعلیم مکمل کر لوں۔

حضرت ایشیحؓ :- کام سکون پر موقوف نہیں اللہ تعالیٰ آپ کو یہ سکون عطا فرمائیں

مگر حصولِ تعلیمِ عربی اس سکون پر موقوف نہیں یہ ہمت اور عزیمت اور دھن پر موقوف ہے۔

۸۔ مسترشد :- سوچنا ہوں جب ہماری تعلیم کا مقصد ہی ملازمت کے ذریعہ کمانا ہے تو تجارت کیوں شروع نہ کروں۔ آپ کی کیا رائے ہے۔

حقوقہ اشیح :- طلبِ رزق اگر اپنے میں یہ اہلیت پائیں تو کر سکتے ہیں۔

۹۔ مسترشد :- (ا) کیا خاص تو جہاں بھی ملازمتِ خاص کی طرف ہی رکھی جائے ؟

(ب) یا تجارت کی طرف رخ کیا جائے ؟

(ج) کیا یہ ممکن ہے کہ تجارت ذریعہ معاش رہے اور ملی دینی و تبلیغی کام سبھی ہوتا رہے ؟

(د) اگر فی الحال کوئی ایسی صورت ہو جائے کہ میں کسی اسلامی علی ادارہ میں کام کرتا رہوں اور وہ ادارہ میری معاشی ضروریات کا کفیل ہو جائے۔

(ه) محسوس ہوتا ہے کہ تجارت وغیرہ میں پڑ کر دینی و اسلامی خدمت کے کام نہ ہو سکیں۔ کیا یہ صحیح ہے ؟

حقوقہ اشیح :- طلبِ رزق

(۱) کسی ذریعہ رزق کا حصول ہو جائے تو کافی ہے۔

(۲) اگر آپ میں اہلیت ہو۔ (۳) ہو سکتا ہے۔

(۴) اگر کوئی صحیح المسلك ادارہ ایسا آپ کو مل سکے تو حرج نہیں۔

(۵) جب مال کا نتیجہ تغافل ہر ذریعہ رزق میں پیدا ہو سکتا ہے۔

(۶) انشاء اللہ تعالیٰ

۱۰۔ مسترشد :- کیا جناب جولائی تک بہار میں رہیں گے۔

حضرت ایشیحؓ :- انشاء اللہ

۱۱۔ مسترشد :- (ر) بخجوتہ نماز باجماعت پڑھتا ہوں۔ کبھی کبھی فجر قضا ہو جاتی ہے۔ صبح کو

تلاوت قرآن مع تفسیر بیان القرآن کے کرتا ہوں۔ پھر حرمۃ المسلمین
سے کچھ احادیث کا ترجمہ، پھر مناجات مقبول اور اگلے بعد تین تسبیح

”یا راح“ ”یا وہاب“ اور ایک استغفار کی پڑھ لیتا ہوں۔

(ب) کیا بیان کردہ معمولات مناسب ہیں۔ (عام۔ مختار)

سفرت ایشیحؓ :- (ر) معمولات الحمد للہ معمولات پر پابندی فرماتیں۔ فجر کا اہتمام

رکھیں۔ اسکی بڑی تاکید آئی ہے۔ قرآن پاک میں ہے

إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا

(ب) مناسب ہے۔ والسلام

بیمبران سید سلیمان / ج ۱۴ - ۱ - ۱۳۶۵ھ

۲۹
مکتوب ۱۰۵

۱۔ مسترشد :- معزومی و محرمی ! السلام علیکم

حضرت ایشیحؓ :- ولینذہ ضلع پٹنہ

انھی فی اللہ تعالیٰ۔ دام توفیقکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

۲۔ مسترشد :- امید ہے کہ جناب بخیر ہوں گے۔

حضرت ایشیحؓ :- الحمد للہ مع الخیر ہوں۔

۳۲۰

۱۲۔ مترشد :- میرے لئے بہبودی داریں کی دعا فرمائیں۔

حضرت اشیح[ؒ] :- فلاح دین و دنیا کی دلی دعا ہے

۱۳۔ مترشد :- میں تفسیر بیان القرآن کا ایک رکوع روزانہ مع تفسیر کے پڑھتا ہوں۔ بغیر

ترجمہ یا تفسیر کے قرآن شریف پڑھنے میں دل نہیں لگتا۔ کیا اس کی عادت ڈالنا

ضروری ہے۔

حضرت اشیح[ؒ] :- تلاوت و مطالعہ تفسیر | حصول ثواب کیلئے تلاوت روزانہ کی

عادت الگ ڈالنے اور یہ مطالعہ بھی جاری رکھیں

۱۴۔ مترشد :- معلوم ہوا ہے کہ خطبات مدرس کا انگریزی ترجمہ بھی ہو گیا ہے۔ یہ

کہاں سے دستیاب ہو سکتا ہے۔

حضرت اشیح[ؒ] :- چار خطبوں کا ہوا ہے۔ آپ مکتبہ دین و دانش نیا محلہ بانسلی پور

پٹنہ سے پوچھئے۔

۱۵۔ مترشد :- اسلام کے اقتصادی نظام میں زمینداری کی کیا حیثیت ہے۔

حضرت اشیح[ؒ] :- زمینداری | زمینداری کی حیثیت یہ ہے کہ جائز ہے۔ مگر کاشتکار

سے تعلق صرف اجیر کا ہے۔ حقوق کچھ نہیں۔

۱۶۔ مترشد :- آج کل ہمارے معاشرے میں رسمی دعوتیں ہوتی ہیں۔ ان کی کیا حیثیت ہے

(ب) رسمی دوستی و تعلقات کو بنا کر جو دعوتیں ہوتی ہیں۔ ان میں ثواب کی نیت

بناوٹی ہوتی ہے۔ اور اصل دلی نیت رسمی ہوتی ہے۔ کیا ایسی دعوتوں

کو ترک کر دیا جائے۔

حضرت اشیح[ؒ] :- ضیافت کا حکم | رلی یہ ریاء اور نمائش سے ہو تو گناہ ہے۔

اخلاص سے ہو تو جائز اور ثواب کا موجب ہے کہ طرفین کی محبت بڑھتی ہے۔

(ب) مصلحت دین دنیا پر نظر رکھ کر فیصلہ کر لیا جائے

۸۔ مسترشد: ہمارے اکثر و بیشتر انگریزی تعلیم یافتہ اجاب ایسے ہیں کہ گویا ان کے کچھ عقائد نہیں ہیں۔

علم و ایمان و عقائد میں کیا فرق ہے۔

حضرت الشیخ: عقائد و ایمان | عام حالت یہی ہے اور اسکی اصلاح فوری ہے۔

علم حقیقی اور ایمان ایک چیز ہے عقائد ان امور کو کہتے ہیں۔ جن پر ایمان لایا جائے۔

۹۔ مسترشد: کبھی کبھی شیطانی و بھوانی خیالات کا غلبہ محسوس ہوتا ہے۔ ایسی

حالت میں اپنی نماز، ذکر و تلاوت بہت ہی بیکار محسوس ہوتی ہیں۔

حضرت الشیخ: مجاہدہ و تقاضائے طبعی | تقاضائے طبیعت کو تو مٹایا نہیں

جاسکتا۔ البتہ اوس اقتضاء پر عمل نہ کیا جائے۔ یہی مجاہدہ ہے۔

اور اسی کا ثواب ہے۔ تقاضائے طبیعت کے ظہور سے پریشان

نہیں ہونا چاہیے۔ یہ تقاضا نہ ہو تو پھر گناہ سے بچنا کیا مشکل ہے۔ پھر

انسان سبھی دیوار کی طرح ہے۔ اگر اوس میں تقاضا نہیں تو پھر اس

کیلئے یہ کمال بھی نہیں۔

۱۰۔ مسترشد: آجکل کے کالجوں اور سکولوں کے اساتذہ جن کے عقائد و اخلاق

اسلام کی رو سے بالکل خراب ہوں۔ کیا اسادی کے اسلامی حقوق رکھتے ہیں۔

اس سلسلہ میں کافر استاد کا حق ہوگا۔

۱۱۔ حضرت الشیخ: حسن معاشرت | صاحب بالجنب ریعنی رفیق کار کا بھی حق ہے، اگرچہ وہ غیر مسلم ہوں۔ الا یہ کہ اُس سے علم یا عمل کی خرابی پیدا ہو۔

۱۲۔ مترشد: جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے حالات پڑھتا ہوں تو ایک نئی اور عجیب کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ ایک خاص جذبہ محسوس ہوتا ہے۔ لیکن عمل کے میدان میں آتے ہیں۔ خود کو اس عمل سے کوسوں دور بھاگتا ہوں۔ غرض ذہنی کشمکش میں مبتلا ہوتا ہوں۔

حضرت الشیخ: کشمکش ذہنی | یہ اچھی کیفیت ہے۔ کشمکش ہی سے عمل کی توفیق ملے گی۔ کشمکش اگر عمل کی طرف نہ لے جائے تو بے کار ہے

۱۳۔ مترشد: ممکن ہے کہ اس کشمکش کی وجہ حب مال و حب جاہ ہو۔

حضرت الشیخ: حب مال و طلب مال | حب مال بے شک برا ہے مگر طلب مال بضرورت بری نہیں۔ حرص مال سے طبیعت کو بچانا چاہیے۔ ورنہ نفس کسی مرتبہ پر قانع نہ ہوگا۔ اور ہمیشہ بے اطمینانی رہے گی۔

۱۴۔ مترشد: صحابہ کرام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے

طریقے کے مطابق زندگی بسر کرنے کو طبیعت چاہتی ہے۔
لیکن عملی دنیا میں اپنے کو اس سے بہت دور پاتے ہیں

خادم
مختار

حضرت الشیخ: اتباع نبوت |

ظاہر ہے کہ سنت راشدہ نبویہ پر پورا پورا عمل تو
مشکل ہے۔ مگر صحیح راستہ پر ایک قدم سبھی پڑے گا۔
تو وہ کچھ نہ کچھ منزل کو قریب کر دے گا۔

والسلام

سید محمد ان

سید سلیمان

ج: ۲ - ۱۲۶۵ھ

~ ~ ~ 0 ~ ~ ~

۱۰۔ مترشد۔ مرشدی دمولائی
حضرت ایشخؒ: انھی فی اللہ تعالیٰ دام توفیقکم۔

۱۱۔ السلام علیکم
حضرت ایشخؒ: السلام علیکم ورحمۃ اللہ
۱۲۔ مترشد۔ امید ہے کہ حضرت بخیر ہوں گے۔

حضرت ایشخؒ: الحمد للہ مع الخیر ہوں
۱۳۔ مترشد۔ میرے لئے بہبودی و ارین اور راحت و سکون قلب کی دعا

فرماویں
حضرت ایشخؒ: باخلاص تمام آپ کی راحت و سعادت اور کثافت رزق
کے لئے بدگاہ باری تعالیٰ دعا کرتا ہوں۔

۱۴۔ مترشد۔ حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مواعظ و ملفوظات و تصانیف
پڑھتا ہوں۔ اور کسی چیز میں بھی جی نہیں لگتا۔ حالانکہ امتحان قریب
ہے۔ عجیب و غریب کیفیت ہے۔

حضرت ایشخؒ: طلب رزق | آپ کا یہ حال اچھا ہے۔ مگر یہ تو بنگامی حال ہے
اگر آپ رزق کی طرف سے مطمئن نہیں ہیں تو طلب رزق کے لئے
سنی و محنت بھی ضروری ہے۔ اس سے تغافل نہیں برتنا چاہیے
۱۵۔ مترشد، حضرت تھانویؒ کی اس تحریر کا کیا مطلب ہے کہ اس مردار دنیا کو حاصل

کرنے کے بعد چھوڑنا چاہیے

حضرت اشع[ؑ] طلب رزق و توکل۔ اصل مطلب یہ ہے کہ رزق کی طرف سے مطمئن ہونا چاہیے۔ یہ اطمینان اگر واقعی صدق توکل کے نتیجے میں پیدا ہو گیا ہے تو بہت بہتر درجہ سعی و محنت سے کسب رزق کرنا چاہیے۔

۷: مترشد۔ اب خدا کا شکر ہے کہ کچھ خیال خاص طور سے محنت کا ضرور ہو گیا ہے کہ ہمت سے کام لیں۔ خیالات کچھ بھی آتے رہیں۔

حضرت اشع[ؑ] ہمت۔ ہمت ہی اصل میں کامیابی کے لئے ضروری ہے۔ دین کے کاموں میں بھی اور دنیا کے کاموں میں بھی۔

۸: مترشد۔ میرے بہت سے انگریزی تعلیم یافتہ دوست چھوٹے بڑے عہدوں پر فائز ہیں۔ مگر دین کی طرف کوئی رجحان نہیں رکھتے۔ ان لوگوں سے تعلقات چھوڑنے کا خیال ہوتا ہے۔ مناسب ہے

حضرت اشع[ؑ]۔ اہل دنیا سے تعلقات | جی ہاں ایسے لوگوں سے دلی مناسبت اور قلبی موانعت پیدا کیجئے کہ خود اپنے پھسلنے کا اندیشہ اور ان کے ریس کرنے کا شوق پیدا نہ ہو۔ لیکن ادب سے بھی وقت پر ملازمت اور محسن غفلت برتنا چاہیے۔

۱۹: مترشد۔ اسلامی اور صحابہ کا لباس کون سا ہے جس کو اختیار کیا جائے۔ ہمارے علماء کرام جو لباس پہنتے ہیں۔ نہ معلوم اس کا سنت سے کیا تعلق ہے مجھے تو ہر اسلامی ملک کا لباس علمی و معلوم ہوتا ہے۔ اب تو اکثر ممالک میں مغربی لباس رائج ہو گیا۔ بہر حال لباس کے متعلق کیا حکم ہے۔

حضرت اشع[ؑ]۔ اسلامی لباس | اسلامی لباس وہی ہے جو اوس ملک کے مسلمان
پہنتے ہوں۔ ہمارے ہاں کرتہ گھٹنوں تک اور پاجامہ ٹخنے سے ذرا اونچا اور
ٹوپی مروج ہے۔ اسلامی لباس ہر ملک کے صالحین کا
ملک کی آب و ہوا اور ضرورت کے لحاظ سے الگ الگ ہے۔

منوعات لباس جیسے ریشم، شوخ رنگین وغیرہ کپڑے اور ٹخنے سے نیچے
پاجامہ اور زرد تار کپڑے مردوں کے لئے حرام ہیں۔ اس طرح ناز و تکبر کے کپڑے
اور غیر قوموں کی تقلید حرام ہے۔ یورپ میں البتہ یورپ کے کپڑے پہنیں
گئے۔ بکثاتی اگر صلیب کی نشانی ہو تو اوس سے پرہیز چاہئے۔

۱۰۔ مترشد۔ میں آج کل یہ لباس پہنتا ہوں۔ علی گڑھ کٹ پاجامہ بوٹ جو ترمح مزہ
جناح کیپ، قمیض کفدار اور شیرازی استعمال کرتا ہوں۔ اور کبھی کبھی چل کرتہ اور دو
کلیہ ٹوپی بھی گھر پر پہن لیتا ہوں اس کا کیا حکم ہے۔

حضرت اشع[ؑ]۔ مباح ہے

۱۱۔ مترشد۔ کبھی کبھی انٹرویو وغیرہ میں سوٹ پہن لیتا ہوں۔

حضرت اشع[ؑ]۔ انٹرویو وغیرہ اس کے بھی کامیاب ہوتے دیکھا ہے۔

۱۲۔ مولانا تھانویؒ کے سوانح کا چوتھا حصہ پڑھ کر عجب کیفیت طاری ہوئی شدت
سے گریہ طاری ہو گیا۔

حضرت اشع[ؑ]۔ اللہ تعالیٰ مبارک کریں۔

۱۳۔ مترشد۔ درسی کتب، مقابلہ کے امتحان کی کتابیں۔ انگریزی زبان یا مغربی سیاسیات

مصول معاش کی نیت سے یا تبلیغ دین میں معاذت سے پڑھی جائیں تو کیا کار ثواب نہ ہوگا۔

حضرت الشیخ[ؒ] نیت | جی ہاں یہ سب امور نیت کے مطابق ثواب یا گناہ ہیں۔
۱۱۴۔ مترشد۔ اسلامی کتب کے مطالعہ میں لذت محسوس ہوتی ہے۔ اس لئے گاہے خیال ہوتا ہے کہ کہیں میں یہ مطالعہ حظ نفس کے لئے تو نہیں کر رہا۔

حضرت الشیخ[ؒ] احتساب نفس | نفس کا جائزہ لیتے رہیے اور حسن نیت کی کوشش میں لگے رہیے۔

۱۵۔ مترشد۔ محسوس کرتا ہوں کہ میں اپنے آپ کو غیر شعوری طور پر دیندار سمجھتا ہوں کیا یہ برا ہے

حضرت الشیخ[ؒ]۔ اپنے کو دیندار سمجھنا : اس احساس میں ذرا اصلاح درکار ہے یوں سمجھیے کہ بفضلہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کی توفیق سے دین پر قائم ہوں۔ خود اپنی محنت سے نہیں لا حول ولا قوۃ الا باللہ کے یہی معنی ہیں

۱۶۔ مترشد۔ بعض غیر دیندار لوگوں میں فضائل کا مشاہدہ ہوتا ہے اور بعض اخلاقِ رذیلہ مثلاً کبر و حسد و بغض اُن میں نظر نہیں آتا۔ حالانکہ بعض کا اسلام کے ساتھ کوئی خاص علاقہ بھی نہیں ہوتا۔

کیا یہ فطری بات ہے۔

حضرت الشیخ[ؒ]۔ حقیقت فضائل | فضائل وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی رضا کی نیت سے ہوں اور ایمان کے بعد ہوں یعنی جن کی بنیاد ایمان صحیح پر ہو۔ اگر ایسا نہیں ہے تو یہ ظاہری فضائل درحقیقت فضائل نہیں۔ صورت فضائل کی ہے حقیقت فضائل کی نہیں۔

۱۷۔ متر شدہ۔ اگر مسلمان دنیا چھوڑ کر فقر کے حامل ہو جائیں اور بقدر ضرورت دنیا پر اکتفا کریں تو پھر موجودہ دنیا میں وہ بحیثیت ایک قوم کے کفار کا مقابلہ کیسے کریں گے۔

حضرت ایشیحؓ: دین و فقر کے ساتھ دنیا پر غلبہ پایا جا سکتا ہے |
جیسے ہمارے اسلاف کرام اور صحابہ عظام نے کفار کا مقابلہ کیا۔ اور فارس و روم کو زیر کیا۔

۱۸۔ متر شدہ۔ جب معاشی حالت اچھی نہ ہو، تجارت و صنعت و حرفت کی باگ ڈور اُن کے ہاتھ میں نہ ہو اور اس لئے جنگی قوت نہ ہو تو کفار کا مقابلہ کیسے کریں گے۔ اور کفار کے مقابلے میں باعزت و وقار زندگی کیسے بسر کریں گے۔

حضرت ایشیحؓ: یہ سب چیزیں ہوں گی۔ اور ہو سکتی ہیں۔ مگر بہ تحت احکام الہی۔

۱۹۔ متر شدہ۔ کیا صحابہ کرام کی طرح دنیا کی طرف توجہ نہ دیتے ہوئے بھی اس زمانہ میں انہیں کی طرح جاہ و ملک سے لطف اندوز ہو سکتے ہیں حضرت ایشیحؓ: ہو سکتے ہیں۔ صحابہ کرام کی روح پیدا کرنی چاہیے۔

۲۰۔ متر شدہ۔ اپنے اندر کبر کا غلبہ تو نہیں، مگر کبھی کبھی اپنے کو دوسرے سے افضل سمجھتا ہوں۔ اگر اپنے کو دوسروں سے افضل نہ سمجھے تو کیا حقرو کتر سمجھنا چاہیے۔ صحیح تخیل کیا ہے؟

حضرت ایشیحؓ: علاج تکبر یہ سمجھنے کہ یہ فضیلت جو مجھے حاصل ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اسکی عطا سے ہے۔ اور آخری فضیلت جو

آزادی ہے۔ اس کا حال معلوم نہیں اس لئے کسی کی تحقیق جائز نہیں
صحیح طریق یہ ہے کہ اپنے عیب پر اور دوسرے کے ہنر پر نظر رہے
تا کہ اپنے اندر غرور اور دوسرے کی تحقیق کا خیال پیدا نہ ہو۔

والسلام۔ سید محمد ان سلیمان

۲ ج ۱۲ - ۱۳۹۵ھ

مکتوب ۱۰۷

۱۔ مترشد، مرشدی و مولائی! السلام علیکم
حضرت ایشخ؟ انجی فی اللہ تعالیٰ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔
۲۔ مترشد، امید ہے کہ جناب بخیر ہوں گے۔
حضرت ایشخ؟ الحمد للہ مع الخیر ہوں۔

۳۔ مترشد، میرے لئے بیہودگی و ارین کی دعا فرمادیں
حضرت ایشخ؟ دلی دعا ہے۔

۴۔ مترشد، جب کسی معصیت کا خیال پیدا ہوتا ہے۔ تو ساتھ ہی ساتھ شعوری
یا غیر شعوری طور پر یہ بھی خیال ہوتا ہے کہ اگر گناہ ہو گیا تو اللہ تعالیٰ معاف
فرمادیں گے۔ اس سے گناہ کی طرف رغبت پیدا ہوتی ہے اور
خشیت کم ہوتی ہے۔

حضرت ایشخ؟ خشیت و احتراز عن المعصیت کا طریق | اللہ تعالیٰ کی قہاری
و جباری کا تصور کیجئے نیز یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ہر گناہ کے معاف کر دینے

کا وعدہ نہیں فرمایا ہے۔ وہ چاہے معاف کرے چاہے نہ کرے اور گناہ پر اصرار ایسا گناہ ہے جس سے صغیرہ بھی کبیرہ ہو جاتا ہے۔

۵۔ مترشدہ حضرت تھانویؒ نے تعلیم الدین میں بخل کی تعریف میں لکھا ہے کہ جس چیز کا فروغ کرنا شرعاً یا مردۃ ضروری ہو۔ امین منگلا کرنا بخل ہے کیا شرعاً میں مردۃ نہیں آگیا۔ پھر مردۃ کے کیا معنی ہوتے۔

حضرت الشیخؒ مروت و شرع | مروت میں شرعاً نہیں آگیا۔ شرعاً سے مقصود ضروری ہے اور مروت سے مقصود اخلاقاً یعنی جس کا کرنا اخلاقاً مناسب ہے۔ مگر شرعاً اس کا کرنا واجب نہیں۔

۶۔ مترشدہ اللہ تعالیٰ کے واسطے بغض رکھنا تو جائز ہے لیکن۔ فاعل سے نفرت نہ ہو۔ بلکہ فعل سے نفرت ہو۔

حضرت الشیخؒ فعل سے نفرت اور فاعل سے نفرت نہ ہونے کا طریق اکثر ایسا ہی ہوتا ہے۔ مگر بار بار بالقصد عمل کرنے سے اس میں سہولت ہو جاتی ہے۔

حصول کا طریق یہ ہے۔ کہ اپنے عیوب اور نقائص کو سامنے رکھ کر دوسرے شخص پر نظر کیجئے۔ موانئ اللہ اصلاح ہو جائیگی۔

۷۔ مترشدہ کبر کی کیا تعریف ہے۔ بعض لوگ عقائد و اعمال کے لحاظ سے صریحاً خراب ہوتے ہیں۔ اپنے آپ کو ان سے شعوری یا غیر شعوری طور پر افضل سمجھتا ہوں۔ کیا یہ کبر ہے کیا کفار و مشرکین سے اپنے کو افضل سمجھنا بھی کبر ہے۔

حضرت الشیخؒ کبر کی تعریف کس کمال میں اپنے کو دوسرے سے اس طرح بڑا

سمجھنا کہ اوس کو فقیر و ذلیل سمجھے اگر ایسا سمجھنا غیر اختیاری طور پر ہے تو مؤاخذہ نہیں ہے۔

لیکن اوس کے مقتضا پر عمل نہ کرے یعنی اپنی زبان سے اپنی فضیلت اور دوسروں کے نقص قول و عمل سے نہ کرے اور اگر بالقصد اپنے کو اچھا اور دوسرے کو برا سمجھتا ہے تو وہ کبر کا ترکب ہے اس کا علاج یہ ہے کہ اوس دوسرے شخص کی حمد و ثنا بالقصد زبان سے کرے اور بڑاؤ میں تعظیم و مکرم کرے۔

تواضع اور اپنے کو فقیر سمجھنا کفار مشرکین سے تارکین صلوة سے اپنے کو اچھا سمجھنا باعتبار فعل کے صحیح ہے۔ مگر اعتبار اوس اچھائی یا برائی کا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں ہو اور اوس کا حال کسی کو معلوم نہیں۔ کیا معلوم جس کو آپ کافر مشرک سمجھتے ہیں۔ وہ تائب ہو کر ہم سے آپ سے بہتر ہو۔ اور آخرت میں اوس کا درجہ بڑا ہو۔ علاج یہی ہے کہ اپنی کوتاہیوں پر نظر رہے۔

۸: مترشدہ میں اپنے اعزہ جو قریب ہی رہتے ہیں۔ اس خیال سے اکثر نہیں

جاتا کہ جب بھی جاؤں، غیبت ہوتی ہے۔ جس کا گناہ ہے۔ کیا اس

صورت میں اس وجہ نہ مننے میں مسرا طرز عمل ٹھیک ہے۔

حضرت الشیخ: حسن معاشرت | رو، ٹھیک ہے مگر حقوق سے غفلت نہ ہو۔

۹: مترشدہ میں ایک شخص دوست کے پاس مہمان تھا انکی کہیں دو سر دوست نے دعوت کی

مجھ اپنے میزبان دوست اصرار کر کے لے گئے۔ رواج یہی ہے کہ مہمان بھی مدعو ہوتا ہے۔ کیا میرا جانا

صحیح تھا۔ والسلام۔ خادمِ غنبار

حضرت الشیخ: (رب) احتیاط اسی میں تھی کہ آپ نہ جاتے۔ جب تک تصریح نہ ہوتی۔

پانچ سوالوں سے زیادہ ایک وقت میں نہ کیا جائے۔ والسلام۔ سید سلیمان

مکتوب ۱۰۸
۳۲

مستر شہ۔ مرشدی و مولائی۔ السلام علیکم
حضرة الشیخ:۔ انھی فی اللہ تعالیٰ دام توفیقکم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مستر شہ۔ امید ہے کہ حضرت بخیر ہوں گے۔

حضرة الشیخ:۔ الحمد للہ مع الخیر ہوں

مستر شہ۔ میرے لئے فلاح دارین کی دعا فرمائیں

حضرة الشیخ:۔ داعی خیر ہوں

مستر شہ۔ پھللا علیٰ عین میری خاص کیفیت کی بنا پر انتہائی طویل ہو گیا۔ بہر حال اوجھی طوالت

کی معافی چاہتا ہوں۔

خادم مختار

حضرة الشیخ: خیر ہو چکا۔ وہ ہو چکا۔ آئندہ خیال رکھیں کہ طول نہ ہو۔

والسلام۔ ہسچران سلیمان

مکتوب ۱۰۹
(پوسٹ کارڈ پر)

از ہسچران سلیمان بہر محب عزیز و فقہم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ ابھی علی گڑھ کے سفر کا موقع نہیں

۱۔ نمازِ خوشی ہوئی کہ نماز کے آپ پابند اور متعدد اوقات کی جماعت کی شرکت

میں سعادت اندوز ہوتے ہیں۔ اللہم نہاد فرج

۲۔ مطالعہ برائے عمل | تعلیم الدین کا مطالعہ بہ نیت عمل مفید ہے۔ اس پر ہر حال میں عامل رہیں۔ ان کتابوں اور دعاؤں کی مشغولیت بھی نائدہ مند ہے۔ آئندہ کے لئے دل میں کشک عین مطلوب ہے۔ یہی ترقی کا دروازہ ہے۔

۳۔ دعا و نتیجہ دعا | آپ کی کامیابی کی بدل دعا ہے۔ لیکن دعا کی مقبولیت کے یہ معنی نہیں کہ مطلوبہ چیز بعینہ مل جائے کیا عجیب کہ ہم جس کو خیر سمجھ کر مانگتے ہوں، عالم الغیب کی نگاہ پاک میں وہ ہمارے لئے خیر نہ ہو۔ اس سے دل گیر نہ ہوں۔ اور ہر حال میں امیدوار اور شاکر رہیں۔ بندہ کو یہی سمجھنا چاہیے کہ اس کے ہاتھ میں ضرر گوش ہے۔ نتیجہ اوس کے ہاتھ میں نہیں۔ تیمار دار اور طبیب و دوا تجویز کرتے ہیں۔ اور پلانے کے ذمہ دار ہیں۔ دواؤں کا موثر ہونا یا موثر نہ ہونا طبیب کے امکان میں ہے نہ تیمار دار کے یہ صرف قادر مطلق اور شافی حقیقی کے ہاتھ میں ہے۔ جبوا اختیار کے مسئلہ کے لئے آپ سیرت جلد چہارم میں اس مسئلے کا باب پڑھیں۔ آپ کے والد صاحب کے لئے دعا کی گئی۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمادیں۔

۴۔ مسئلہ کفو | اسلام میں قانون کفو کا بعض مسائل میں اعتبار ہے۔ بجز مقبولیت عند اللہ اور سعادت اخروی میں اصلاً فرق نہیں

۱۱۰
۳۴ مکتوب

مستشرقہ۔ مرشدی و مولائی۔ السلام علیکم
حضرت اشیح: انھی فی اللہ تعالیٰ۔ ادام اللہ توفیقکم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مسترشد :- امید ہے کہ جناب نجیر ہوں گے۔

حضرت اشیحؒ :- الحمد للہ مع الخیر ہوں۔ آئندہ بھوپال ہی کے پتہ سے کچھ دنوں تک خط لکھیں

میرا نام کافی ہے

مسترشد :- میرے لئے بہبودی دایرین کی دعا فرمائیں۔

حضرت اشیحؒ :- دلی دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں

مسترشد :- بجنود کے ویندار لوگ جناب کی زیارت کے خواہش مند ہیں۔ اور میرے ذریعے

جناب کو مدعو کرنا چاہتے ہیں۔ لہذا آپ کب تشریف لاسکیں گے

حضرت اشیحؒ :- قیام بھوپال اور مشاغل | ان صاحبوں کا کرم اور حسن ظن ہے۔ بالفعل تو یہ خاکسار

ریاست میں بعض عربی مدارس کی اصلاح و تنظیم میں مصروف ہے جس سے فرصت

کہیں ایک سال کے بعد ملے گی۔ اس لئے بالفعل معذرت ہے

مسترشد :- مولانا تھانویؒ کے مواعظ پڑھے۔ جن سے بعض اوقات پریشانی کی حالت میں

سکین و راحت محسوس ہوتی

حضرت اشیحؒ :- الحمد للہ

مسترشد :- اب تو خدا کا شکر ہے۔ طبیعت سکون پر ہے۔ پچھلے عرصہ میں شیطانی خیالات

و دساوس کا غلبہ دبا۔ گناہ کے بعد بڑی وحشت ہوتی ہے۔

حضرت اشیحؒ :- گناہ بعد الہی کا سبب ہے | اس سکون پر مبارکباد۔ بہر حال گناہ سے

دوبار الہی سے بعد ہو جاتا ہے۔ اور اس کا علاج استغفار ہے

صد بار اگر توبہ شکتی باز آ

مسترشد استغفار کرتا ہوں مگر استغفار کرتے ہوئے بھی معلوم

ہوتا ہے کہہ زبان سے ہے دل سے نہیں۔
حضرت الشیخ: خشیت الہی کے مضامین و آیات پڑھا کریں۔

مترشد: بہت سے گناہ موقیع نہ مٹنے کی وجہ سے نہیں کرتے۔ اگرچہ دل میں مزہ ہونے کی وجہ سے ان کے کرنے کی خواہش ہوتی ہے۔ معاصی سے کس طرح بچا جائے
حضرت الشیخ: گناہ سے بچنے کا طریقہ | ایسی حالت میں فوراً عذاب الہی کا تصور کیجئے کہ دوزخ کی آگ دھک رہی ہے ادم اس میں پڑا چاہتے ہیں۔ یا موت اور قبر کا تصور کیجئے۔ سب مزہ کر رہے ہو جائے گا۔ نیز یہ مراقبہ کیجئے۔ کہ اللہ تعالیٰ ہم کو دیکھ رہے ہیں۔ والسلام

ہیچمن سلیمان
۲۶ شعبان ۱۳۶۵ھ

مکتوب ۱۱۱
۳۵

مترشد: جہانگیر نزل بجنور

۱۶ رمضان المبارک

مرشدی و مولائی۔ السلام علیکم

حضرت الشیخ: اذہبوا بالمشعل بوقت مسجد

آئی فی اللہ تعالیٰ دام توفیقکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مستر شد، امید ہے کہ جناب بخیر ہوں گے
حضرت اشیحؒ۔ الحمد للہ مع الخیر ہوں

مستر شد۔ اس سے قبل ڈاک خانہ کی ہڑتال شروع ہونے سے پہلے ایک عرفینہ
دینہ کے پتے پر روانہ کر چکا ہوں۔ تاہم نوز جواب سے محروم رہا۔
حضرت اشیحؒ۔ جواب دینا یاد آتا ہے۔

مستر شد۔۔ بخیر اور کے دیندار لوگ عرصہ سے آپ کی تشریف آوری کے خواہش
مند ہیں۔

حضرت اشیحؒ۔ ان صاحبوں کی یہ محبت اور حسن ظن ہے۔ اب تو ایسے سفر سے مفرت
ہے۔ کچھ دنوں کے لئے بھوپال میں پابند ہو گیا ہوں۔

خود بخود آزاد ہوں خود گرفتار آدم
یہاں قضا اور عربی مدارس کی نگرانی کا کام مجھے متعلق ہو گیا ہے۔

وَاللّٰهُمَّ بَسِّدِ اللّٰهَ

مستر شد۔۔ جناب کا قیام اگست اور ستمبر میں کہاں رہے گا
حضرت اشیحؒ۔ اب تو قیام یہیں رہے گا۔

مستر شد۔۔ میرے لئے بہبودی داریں کی دعا فرمادیں۔
حضرت اشیحؒ۔۔ دلی دعا ہے

مستر شد۔۔ عرصہ سے میری خواہش تھی کہ اسلامی تعمیر کاموں کے لئے کوئی
ادارہ قائم کیا جائے۔ حضرت تھانوی کی دو کتابوں حیوۃ المسلمین اور ہیئۃ المسلمین
میں نے تحقیقی، تعلیمی و تبلیغی کاموں کیلئے ایک سکیم مرتب کی ہے اور اسکو
چند محترم بزرگوں اور علی گڑھ کے احباب نے پسند فرمایا۔

حضرت اشیحؓ۔ اجتماعی کام رکسم بن جاتے ہیں | آپ کے اخلاص اور حسن نیت میں شک نہیں، اگر چند مخلصین آپ کو مل گئے ہیں تو خیر! ورنہ ایسے اجتماعی کاموں میں رسوم اصل کام کی جگہ لے لیتی ہیں۔

مترشد۔ اس سلسلے میں مولانا شبیر احمد عثمانی اور مفتی محمد شفیع سے ملنے دیوبند گیا۔ اور سہارنپور اور ڈاھیل وغیرہ کے علماء سے ملاقاتیں ہوئیں۔ اور علی گڑھ میں کئی فضلاء کو متفق پایا۔ اساتذہ میں ڈاکٹر برہان احمد صاحب، ڈاکٹر فضل الرحمان، ڈاکٹر محمود صاحب، ڈاکٹر عشرت صاحب، ڈاکٹر سید ظفر الحسن صاحب، ڈاکٹر افضال احمد صاحب وغیرہ بھی ہیں۔ آئندہ ستمبر میں اجتماع رکھ کر ان سب حضرات کو مجتمع کر کے مشورہ کرنے اور لائحہ عمل طے کرنے کا خیال ہے۔

حضرت اشیحؓ۔ اصلاحی کام | خوشی ہوئی کہ آپ نے اتنی محنت کی اور جدید و قدیم اصحاب الرائے سے گفتگو اور ملاقاتیں کیں۔ اور ان کو متفق کیا۔ اب آئندہ اجتماع کے موقع پر جو کام طے پائے اس سے مطلع فرمائیں گے۔

مترشد۔ اس سلسلے میں اسلامی تحقیقی کام کے لئے اسلام پر غلط کتابوں کے رد کے لئے ایک ایڈیٹیو قائم کرنے کا بھی خیال ہے۔ اور تعلیمی اصلاح اور تبلیغی نظام بھی صلاح و مشورہ سے قائم کرنے کا خیال ہے۔

(ا) ان گزارشات کے بارے میں جناب کی کیا رائے ہے۔

(ب) اس سلسلے میں جناب کی توجہ اور شرکت کی خاص ضرورت ہوگی۔

(ج) ستمبر میں کون سی تاریخیں رکھی جائیں کہ جناب علی گڑھ تشریف لائیں

اور دوسرے حضرات کو بھی مدعو کر لیا جائے۔

حَقِّقْ اَشِيْخٌ :- رُوْی خِیَال اچھا ہے۔ اگْر عمل سے متقَرَن ہو۔

(ب) حسب استطاعت و توفیق شرکت ہوگی

(ج) ستمبر کے ۲۰ تک سہارنپور کا قصد ہے۔ جہاں آج کل عزیز میسرین

سپلائی آفیسر ہیں۔

مُتَرَشِد :- اس کام کے سلسلے میں خیال ہوتا ہے کہ کہیں یہ کیدِ نفس ہو اور یا

حِظِ نَفْس کے لئے ہو۔ اس بارے میں اخلاص کا علم کیسے ہو۔

والسلام۔ خادمِ مختار

حَقِّقْ اَشِيْخٌ :- اِجْتِمَاعِی کاموں میں اخلاص کا معلوم کرنا | اگْر آپ کے دل میں یہ ہو

کہ اگْر کوئی آپ سے بہتر مل جائے تو بخوشی یہ کام اس کے سپرد کر کے آپ

اس کے تابع ہو جائیں گے۔ تو یہ اخلاص ہے۔ ورنہ اس میں کچھ نہ کچھ حصولِ

نام کو دخل ہے۔

آپ نے نفاذ کو بری طرح چکایا تھا۔

والسلام

ہاشمیان سلیمان

مکتوب : ۱۱۲ / ۳۶

مُتَرَشِد :- مرشدنا و مولانا۔ السلام علیکم

حَقِّقْ اَشِيْخٌ :- اخی فی الغیر ذمّ توفیقکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ !

مترشد۔ امید ہے کہ آپ بخیر ہوں گے

فقیر اشیحؒ۔ الحمد للہ علی کل حال

مترشد۔ میرٹھ کب تک تشریف لائیے گا۔

حضرت اشیحؒ۔ تاریخ کا تعین نہیں کر سکتا۔

مترشد۔ میں دوستوں اور بزرگوں کے خطوط میں اخیر میں خادم مختار لکھ دیتا ہوں
کیا یشرعاً نامناسب تو نہیں۔

حضرت اشیحؒ۔ کوئی حرج نہیں

مترشد۔ کوئی عنایت کرے، اس کے جواب میں "شکریہ" کہہ دینا اسلاف
کے طریق کے خلاف تو نہیں۔

حضرت اشیحؒ۔ شکریہ بھی کہہ سکتے ہیں۔ مگر جزاک اللہ کہا کیجئے۔

مترشد۔ کیا حضرت تھانویؒ کا کوئی خاص رسالہ گورنمنٹ لٹریچر کے بارے میں ہے۔

حضرت اشیحؒ۔ کوئی خاص رسالہ نہیں۔

مترشد۔ بعض اوقات مسجد کی دوری کی وجہ سے جماعت کی نماز میں پہنچنا مشکل
ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں کیا کیا جائے

حضرت اشیحؒ۔ مسجد کی دوری | رخصت پر عمل کیجئے۔

مترشد۔ حضرت مولانا کے مواعظ میں دیکھا ہے کہ وکیل کی کمانی حرام ہے۔ تو

کیا وکیل دعوت کرنے تو اسکی کھا سکتے ہیں۔

حضرت اشیحؒ۔ استفسار مسائل بغیر نیت کے مناسب نہیں | کھا سکتے ہیں اور لوکری بھی

کر سکتے ہیں۔ جب تک عمل کی نیت نہ ہو۔ مسئلہ نہ پوچھئے۔

مترشد: باجوہ توہم کے گناہ ہو جاتے ہیں اور توہم ٹوٹ جاتا ہے
 حضرت اشیحؒ: ہر بار توہم کیجئے۔

مترشد: میرے لئے یہودی دارین کی دعا فرمائیں۔
 حضرت اشیحؒ: دلی دعا ہے

مترشد: اردو میں کوئی تفسیر ٹرنا چاہتا ہوں

حضرت اشیحؒ: مولانا تھانویؒ کی تفسیر البیان پڑھیے

مترشد: آپ نے مطالعہ کے لئے تسلیم الدین اور مواظظ اشرفیہ کے ۱۰۰ مواظظ

تجویز فرمائے تھے۔ میں وہ پڑھ چکا۔ اب جو تجویز فرمائیں

والسلام - خادم - مختار

حضرت اشیحؒ: مطالعہ برائے عمل | مطالعہ کافی ہو چکا۔ اب عمل کا وقت ہے

پہچان سلیمان

۲۷ شوال ۱۳۶۵ھ

مکتوب ۱۱۳/۳۷

مترشد: جہانگیر منزل بجنور / ۲۸ ستمبر

مرشدی و مولائی۔ السلام علیکم

حضرت اشیحؒ: از سہارن پور۔ مکان ڈچی مسیحین

انجمنی التذہالی دام توفیقکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مترشد۔ میں اس خیال سے کہ آپ ۲۰ تاریخ تک سہارنپور تشریف لائیں گے، میں
 امد میرے ایک بھائی ۲۰ ستمبر کی شام تک سہارن پور پہنچ گئے ہوں گے لیکن
 ۲۵ ستمبر تک آپ تشریف نہ لائے۔ اس لئے ۲۶ کو واپس آ گیا
 حفیظ اشیحؒ :- میں برسوں ۲۷ ستمبر کی دوپہر کو پہنچا۔ اب یکم اکتوبر براہِ کھنڈو اعظم گڑھ جا
 رہا ہوں غالباً ۸ کو کھنڈو واپس پہنچ جاؤں گا۔

مترشد۔ ۲۳، ۲۴ کو کچھ اجاب بھی جناب کی ملاقات کی نیت سہارن پور حاضر
 ہوتے۔

حفیظ اشیحؒ :- آپ کے اجاب کا شکریہ۔

مترشد :- علی گڑھ میں اسلامک ایڈمی کے سلسلے میں مولانا ظفر احمد صاحب، مولانا
 شیر علی صاحب سے مولانا ظہیر الحسن امد نواب احمد علی خان صاحب کی معیت میں
 ملاقات کی سب نے اپنے تعاون کا یقین دلایا۔

حفیظ اشیحؒ :- علی گڑھ سے امیر احمد صاحب قدوائی کا خط آیا تھا۔ جواب دیا گیا۔ کل مولانا
 ظہیر الحسن صاحب نے آکر اپنے سفر علی گڑھ کی کل کیفیت بیان فرمائی۔

مترشد :- آپ کا اکتوبر کا پروگرام ہے

حفیظ اشیحؒ :- مجھے صرف ۱۸ روز کی رخصت ہے۔ جس میں سہارنپور، کھنڈو اور اعظم گڑھ
 جانا ہے ادا آنا ہے۔ آپ اس کام میں مولانا ابراہیم صاحب مدرسہ اشرف المدارس
 پر دوئی سے کام لیں۔ بڑے مخلص اور حضرت کے نوجوان خلفاء میں سے ہیں۔

مترشد :- جناب پر سب کچھ منحصر ہے۔ جناب کی تشریف آوری سے امید ہے کہ اچھی
 تحریک علی گڑھ سے چل سکے گی۔

حقوق اشیح :- مجھ پر انحصار رکھنا صحیح نہیں۔ میں سال ڈیڑھ سال کے لئے اپنے کو بھوپال کے نذر کر چکا۔ حضرت کے جن خلفائے آپس مل چکے۔ اور ان کو متفق بنا چکے وہ

کافی ہیں۔

مترشد :- عوام کی تبلیغ کے لئے دستور العمل ابھی واضح طور پر متعین نہیں ہو سکا
حقوق اشیح :- عوام کی تبلیغ | عقائد توحید اور نماز کی تحریک عوام تک پہنچانے کے لئے
کافی ہیں

مترشد :- میرے لئے یہودی داریں کی دعا فرمادیں۔

حقوق اشیح :- دلی دعا ہے

مترشد :- امید ہے کہ جناب بخیر و عافیت ہوں گے۔

والسلام۔ خادم۔ محمد احمد

حقوق اشیح :- الحمد للہ تعالیٰ

بھوپال۔ سید سلیمان

مکتوب ۱۱۴
۳۸

(پوسٹ کارڈ)

دارالمصنفین اعظم گڑھ

اخی فی اللہ تعالیٰ زدکم اللہ تعالیٰ الصلاح فی الدارین

اسلام منکم ورحمۃ اللہ میں سہانہ پودے برسوں پہاں آیا۔ ۷، کو اشاد اللہ لکھنؤ

جاؤں گا۔ الحمد للہ بخیر ہوں۔ اس وقت میرا عملی گڑھ جانا ممکن نہیں۔ سہانہ پودے میں

مولانا ظہور الحسن صاحب سے عرض کر دیا ہے کہ وہ کام کو انجام دیں۔ میری دعاء شامل حال رہے گی۔ قذوائی صاحب کا خط بھی آیا۔ جواب مغذرت کے ساتھ دیا گیا۔ مولانا ظفر احمد صاحب تھانوی اساء اللہ تعالیٰ آپ کا کام کریں گے۔

والسلام

سید سلیمان - ۳ اکتوبر ۱۹۳۶ء

مکتوب ۱۱۵ / ۳۹

مترشد۔ - مرشدی و مولائی۔ السلام علیکم
حضر اشیح۔ - انھی فی اللہ تعالیٰ دام توفیقکم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ
مترشد۔ - امید ہے کہ جناب بخیر ہوں گے۔

حضر اشیح۔ - الحمد للہ کہ اب اچھا ہوں۔

مترشد۔ - میرے بے بہبودی دارین اور فائینس کے امتحان میں کامیابی کی دعاء فرمادیجئے۔

حضر اشیح۔ - آپ کی فلاح دارین کے لئے دلی دعاء ہے۔ اللہ تعالیٰ کامیاب فرما کر آپ کو مطمئن فرمائیں۔

مترشد۔ - ۲۶ اکتوبر کو میرا امتحان ختم ہوگا۔ اس کے بعد آپ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا ہوں۔ میرے کب آئیے گا۔

حضر اشیح۔ - یہ فیقر الی اللہ اوس زمانہ میں یہاں نہیں ہوگا۔ لکھنؤ کا قصد ہے۔ اور اوائل نومبر میں

میرٹھ کا اور وہاں کچھ فنون قیام رہے گا

مستر شد۔۔۔ میں گھر میں ایک بوڑھی عورت جس کی عمر پچیس سال یا اس سے زائد ہوگی ملازم ہے۔ وہ پردہ نہیں کرتی اور نہ اس سے کیا جاتا ہے۔ اس صورت میں کیا گیا جائے۔
حضرت الشیخؒ:۔ اس سے پردہ نہیں۔

مستر شد۔۔۔ کچھ بے پردہ پھرنے والی عورتیں جن کا ہمارے خاندان کے ساتھ واسطہ ہے گھر میں آجاتی ہیں۔ ان میں جوان اور بوڑھی دونوں سے گھر والوں کا پردہ نہیں ہوتا۔ میں بھی نہیں کرتا۔ بوڑھی عورتیں اور نابین گفتگو بھی کر لیتی ہیں۔ کیا صورت اختیار کی جائے۔
حضرت الشیخؒ:۔ پردہ ان سے عورتوں کا نہیں۔ البتہ آپ غض بصر یعنی آپ ان پر نظر نہ ڈالیں۔ خصوصاً جوان عورتوں پر۔

مستر شد۔۔۔ گھر میں بڑے بھائی بھی رہتے ہیں۔ اور بھابھی صاحبہ مجھ سے پردہ نہیں کرتیں حالانکہ گفتگو بھی نہیں ہوتی۔ ایسی صورت میں مجھے کیا کرنا چاہیئے
حضرت الشیخؒ:۔ آپ غض بصر سے اور تنہائی میں ایک جانی سے پرہیز کریں۔

مستر شد۔۔۔ میری بہن دہبائی صاحبہ وغیرہ جب کبھی شفا خانہ وغیرہ جاتی ہیں تو برقعہ وغیرہ پہن کر یا صرف ٹانگے والے کے ساتھ چلی جاتی ہیں اور یا اپنے گھر سے چپراسی یا ملازم کے ساتھ۔ کیا اس میں کوئی حرج ہے۔

حضرت الشیخؒ: اگر وہ معتبر ہیں تو بضرورت کچھ حرج نہیں مگر بہتر ہے کہ کوئی محرم عزیز یا بوڑھی عورت ساتھ ہوں۔ اس میں اور بھی فائدہ ہے۔

مستر شد۔۔۔ آپ کی تقریر علم کے بارے میں جو آپ نے راندھیر میں فرمائی (ماہ شعبان میں) مدینہ میں شائع ہوئی۔ اس سے بڑا فائدہ ہوا۔ کیا وہ معارف میں بھی شائع ہوئی

حضرت شیخؒ، وہ رسالہ جاتا ہے

مترشد :- کیا جناب کی سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم جلد ہفتم شائع ہو گئی۔

حضرت شیخؒ: نہیں

مترشد :- معمولات کا پابند ہوں۔ الحمد للہ

حضرت شیخؒ :- خدا کا شکر کہ میرے کمزیر توفیق ہو۔

مترشد :- استقامت کی دعا فرمادیجئے گا۔

خادم - مختار

حضرت شیخؒ :- دلی دعا ہے۔

بیچران، سلیمان۔

مکتوب ۱۱۶

مترشد :- مرشدی و مولائی۔ السلام علیکم

حضرت شیخؒ :- اخی فی اللہ تعالیٰ دام توفیقکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

مترشد :- امید ہے کہ جناب بخیر ہوں گے۔

حضرت شیخؒ، الحمد للہ مع الخیر ہوں

مترشد میرے لئے یہودی و دارین اور توفیق عمل کی دعا فرمادیں۔

حضرت شیخؒ :- دلی دعائیں آپ کے لئے اللہ تعالیٰ قبول فرمادیں۔

مترشد :- اس سکیم کے سلسلے میں جس کام میں نے تذکرہ کیا تھا کہ اسلامی نظام میں

تعلیم نسواں ضروری ہے۔ اس کا نصاب کیا ہو۔

حضرت اشع[ؒ] :- تعلیم نسواں اعلیٰ درجوں کی مناسب تعلیم ہے شبہ ضروری ہے۔ پردہ کے

اہتمام اور مذہبی تعلیم کے ساتھ دنیاوی خانہ داری اور ابتدائی طبی، حفظانِ صحت، اور صنعت و معرفت، کچھ تاریخ، کچھ جغرافیہ کی تعلیم ہو سکتی ہے۔

مستر شد :- انفرادی طور پر گھروں میں تعلیم کی بجائے اسکولوں میں اچھی اور باقاعدہ تعلیم ہو سکتی ہے۔ زمانہ سکولوں میں پردہ کا انتظام اور دیندار استانیوں کا اہتمام ہو سکتا ہے

حضرت اشع[ؒ] :- اسکول میں سب کچھ کرنے کے بعد بھی زمانہ کے فسادات سے بچانا مشکل ہی معلوم ہوتا ہے

اگر کوئی نمونہ کام کر کے دکھائے تو شاید رائے بدل جائے۔

مستر شد :- نصاب کے سلسلے میں اگر تفسیر و حدیث و فقہ کے علاوہ تھوڑا حساب ریاضی، جغرافیہ، تاریخ، انگریزی ہو۔ تو گویا پائی سکول تک کی ضروری تعلیم ہو گئی۔

حضرت اشع[ؒ] :- جالندھر میں ایک مدرسہ البنات قائم ہے۔ اس کا نصاب اور اس کے قواعد منگوا کر دیکھئے۔ ہو سکے تو خود جا کر اس کو دیکھئے۔

مستر شد :- تعلیم کے متعلق جناب کے مضامین کہاں سے مل سکتے ہیں۔

حضرت اشع[ؒ] :- میرے تعلیمی مضامین اس موضوع سے متعلق نہیں ہیں۔

مستر شد :- ڈاکٹری کے لئے مستورات کا ایف۔ ایس سی اور بی۔ ایس سی ہونا ضروری

ہے۔ اس طرح دوسروں کی تعلیم کے لئے ان کا ایم۔ اے، بی۔ اے ہونا

ضروری ہے۔ تو جناب کی کیا رائے ہے۔ کہ اگر پردہ اور اسلامی تعلیم کا اہتمام

ہو جائے۔ والسلام

خادم۔ مختار احمد خان

حضرت اشیحؒ: باقی امور کے متعلق کیا کہا جائے۔ تجربہ نے اب تک کوئی عکسہ نمونہ
پیش نہیں کیا۔ والسلام

سید سلیمان

۷ ذی الحجہ ۱۳۶۵ھ / ۲ نومبر ۱۹۴۶ء

مکتوب ۱۱۶ / ۲۱

مترشد۔ مرشدی و مولائی۔ السلام علیکم

حضرت اشیحؒ: محبتی و عزیز دامت توفیقکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ:

مترشد۔ امید ہے کہ جناب بخیر ہوں گے۔

حضرت اشیحؒ: الحمد للہ کہ بخیریت ہوں

مترشد۔ میرے لئے بیہودئی داریں کی دعاؤں فرمادیں

حضرت اشیحؒ: دل سے دعا کرتا ہوں

مترشد۔ اسراف کو شرعاً برا سمجھنے کے باوجود اپنے میں اس کی عادت پاتا ہوں

اسے کس طرح دگو کیا جائے۔

حضرت اشیحؒ: اسراف اسراف کے معنی یہ ہیں کہ انسان بلا ضرورت واقعی یا عمل

یا اپنی حد سے زیادہ صرف کرے۔ اللہ تعالیٰ نے مسرف کو شیطان کا بھائی

کہا ہے۔

اِنَّ الْمُبَدِّرِيْنَ كَانُوْا اِخْوَانَ الشَّيَاطِيْنَ ؕ

اس کا علاج یہ ہے کہ ہر طرف کے وقت یہ سوچا جائے۔ اگر یہ نہ کیا جائے تو کیا ضرر ہے۔ اگر ضرر نہ معلوم ہو تو نہ کیا جائے۔

مسترشد: کذب کی عادت بھی ابھی تک کلی طور پر دور نہیں ہوئی۔ گو کذب دوسروں کے لئے غیر مفید ہوتا ہے۔ شاید اسکی منشاء دوسروں پر اپنی عظمت جتاننا ہو یا کہبر کا نتیجہ ہو کہس تدبیر سے اس کو ختم کیا جائے۔

حرفۃ الشیخ: کذب یہ عادت بہت بری ہے۔ کذب ہر بیماری کی جڑ ہے۔

کذب سے بچنے کی تدبیر | بڑا بھنے کی خواہش تو بری نہیں مگر اس کے مقتضی پر عمل کرنا بڑا ہے۔ اس کو اور عجیب حکمت

اس تدبیر سے ختم کر دیجئے۔ کہ آپ لوگوں سے کہہ دیجئے۔ کہ میں جھوٹ بولا کرتا ہوں۔ میرا اعتبار نہ کیا کریں۔ آپ اس پر اس طرح عمل کریں کہ نفس کو کہیں کہ میں لوگوں سے کہہ دوں گا۔

مسترشد :- اپنی زندگی کو پُر معاصی پاتا ہوں۔ طبیعت چاہتی کہ زندگی کا پُر معاصی حقہ الگ ہو کہ باقی زندگی بے داغ اور عین اسلامی گذاری جائے۔ بہر حال اب اس

کے تدارک کی کیا صورتیں ہیں

حرفۃ الشیخ :- اسلامی زندگی گزارنے کا عزم | یہ کیفیت خط زدہ بہت اچھی ہے۔ اب آپ ایک روز تہتہ کر کے وضو اچھی طرح کیجئے اور جنموں سے درگت نماز تو بہ ادا کیجئے۔ اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے گناہوں کی معافی پوسے

خضوع اللہ شروع مانگیں اور عزیمت کریں۔ اور اللہ تعالیٰ سے توفیق مانگیں۔ کہ
اب کوئی عصیان کا کام نہ ہونے پائے۔

مترشد :- طبیعت چاہتی ہے کہ سوائے اپنی اصلاح کی فکر کے اور کوئی کام نہ کیا
جائے۔ اس وجہ سے تبلیغ سے بھی رکاوٹ ہوتی ہے۔ کیا یہ جذبہ صحیح ہے
یا نہیں ؟

خادم۔ مختار احمد

حفرۃ اشیح :- تبلیغ کی تربیت | بے شبہ اول خویش بعدہ درویش ہے پہلے خود

نیئے پھر دوسروں کو بنائیے۔ جذبہ صحیح ہے

والسلام

محمد ان سلیمان

۲۵ ذی الحجہ ۱۳۶۵ھ

مکتوب ۱۱۸
۳۲

حفرۃ اشیح :- مجھی عزیز زاد توفیق کم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مترشد :- امید ہے کہ خراب بخیر ہوں گے

حفرۃ اشیح :- الحمد للہ خیریت ہے

مترشد :- کسی معاملہ میں سفارش کرنا یا کرنا جائز ہے یا نہیں

حفرۃ اشیح | سفارش | سفارش اگر کی جائے جس میں صفات اصلاحیہ واقعہ

کا انبار ہو تو جائز بلکہ مستحسن ہے۔ اور کار ثواب ہے
وَمَنْ يَشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَكُنْ لَهُ نَصِيبٌ

مِنْهَا الْاٰیة -

مترشد: کبھی تو بڑے بڑے گناہ کر جاتا ہوں اور کبھی چھوٹے چھوٹے تو ابوں اور
مستحبات کی بھی فکر ہوتی ہے۔ اس سے کوفت ہوتی ہے کہ جب بڑا گناہ کر لیا تو
چھوٹے ثوابوں اور مستحبات کی فکر کیوں۔

حضرت شیخ: نیکیوں پر عمل و احتراز گناہ | بڑے بڑے گناہوں سے بچنے کی کوشش کیجئے
اور ان چھوٹی چھوٹی نیک باتوں کو بھی کیجئے۔

مترشد: مولانا ابوالکلام آزاد کی تفسیر "ترجمان" مستند و صحیح ہے یا غیر مستند اس
کو پڑھا جائے یا نہیں۔

حضرت شیخ: آپ کے لئے مفید نہیں۔

مترشد: آپ کی تشریف آوری لکھنؤ و سہارن پور وغیرہ کی طرف کب ہوگی۔

خادم - مختار احمد

حضرت شیخ: ابھی نہیں۔

والسلام - سید سلیمان

۳ محرم ۱۳۶۶ھ

۱۱۹ / ۴۳ مکتوب

مترشد: مرشدی و مولائی - السلام علیکم

حضرت اشیحؒ از جہوپال

غریزی زاد کم اللہ توفیقاً

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مترشد :- امید ہے کہ جناب بخیر ہوں گے۔

حضرت اشیحؒ :- الحمد للہ مع انجیروں

مترشد :- میرے لئے بہبودی دارین کی دعا فرمائیے۔

حضرت اشیحؒ :- دلی دعا ہے

مترشد :- سہارن پور میں جناب سے ملاقات کے بعد دیوبند توتا ہوا علی گڑھ گیا تھا۔ دیوبند میں مفتی شفیع صاحب، مولانا ظفر احمد صاحب، مولانا شبیر احمد صاحب سے ملاقات ہوئی تھی۔ علی گڑھ میں مجلس اسلامیات کا کام پروفیسر حضرات اور طلباء میں کرتا رہا۔ اس کے بعد حسب قرار داد مولانا قاری طیب صاحب، مولانا شبیر علی صاحب، مولانا ظہور الحسن صاحب، مفتی شفیع صاحب تشریف لائے۔ دو روز کے بعد تشریف لے گئے۔ آئندہ کام کے متعلق بھی خاصہ مذاکرہ، مشورہ و گفتگو ہوئی۔

حضرت اشیحؒ :- علامہ اور تعلیم یافتہ اصحاب کا میل جول ابہر حال کچھ نہ ہونے سے ہونا بہتر ہے۔ علامہ اور تعلیم یافتہ اصحاب کا یا ہم میل جول دونوں کے لئے مفید ہوگا۔

مترشد :- علماء کرام کے آنے سے دوسرا بڑا فائدہ یہ ہے کہ ڈاکٹر انصاف قادری صاحب مسلم لیگ کی طرف سے تعلیمی اسکیم پر کام کر کے شائع کرانے والے ہیں۔ اور اس طرح پروفیسر تعلیم صحابہ مسلم لیگ کی (Planning)

(Comette) کے سیکرٹری کی معاشی سکیم پر کام کر رہے ہیں۔

اس لئے اگر ان لوگوں کو ملاؤ کے صحیح شورے ملتے رہیں تو مسلم لیگ کے پاس صحیح اسلامی سکیم پہنچ سکتا ہے۔

حقو الشیخؒ۔ مجھے بھی ان کاموں سے بہادری ہے۔

مستر شد۔ دارالعلوم ندوہ لکھنؤ جانے کا پہلی مرتبہ اتفاق ہوا۔ مفتی سعید صاحب شاہ عظیم شاہ اور مولوی اسحاق صاحب سے مختصر ملاقاتیں ہوئیں۔

حقو الشیخؒ۔ خدا کرے کہ یہ ملاقات مفید برکات ہو۔

مستر شد۔ آئندہ تعلیم کے لئے انگلستان جانے میں شرعاً تو کوئی حرج نہیں جبکہ صرف اپنی قابلیت بڑھانے اور لوگوں کو فائدہ پہنچانے کی ہو۔

حقو الشیخؒ۔ تعلیم کے لئے انگلستان جانا اس خیال سے اور پوری اہمیت سے جانے میں کچھ حرج نہیں۔

مستر شد۔ اکثر سفر پیش آنے سے معمولات چھوٹ جاتے ہیں نماز بھی ٹھیک اوقات میں نہیں ہوتی۔

والسلام

خادم۔ مختار احمد

حقو الشیخؒ۔ معمولات تو خیر مگر فرض میں سستی نہ کی جائے۔ اس لئے سفر بضرورت کیا جائے۔

سید محمد انیس سلیمان

۲۴ محرم ۱۳۶۶ھ

مکتوب ۱۲۰

مسترشد: مرشدی و مولائی - السلام علیکم
 حضرت اشیح: - محب مخلص ادا م اللہ تو فیکم - السلام علیکم ورحمۃ اللہ
 مسترشد: امید ہے کہ جناب بخیر ہوں گے۔

حضرت اشیح: الحمد للہ مع الخیر ہوں

مسترشد: میرے لئے یہی وہی دارین کی دعاء فرمائیں۔

حضرت اشیح: دل سے بارگاہ الہی میں دعا کرتا ہوں

مسترشد: دسمبر اور جنوری کا آپ کا کیا پروگرام ہے

حضرت اشیح: بظاہر یہیں قیام رہے گا۔

مسترشد: حسب حکم کئی روز تک رات کو نماز توبہ پڑھی اور گناہوں سے معافی چاہی
 اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا ارادہ کیا ہے لیکن اب بھی کبھی کبھی نماز فجر تفسا ہو جاتی ہے
 اور کبھی جماعت نہیں ملتی۔

حضرت اشیح: آپ کی کوشش جاری رکھیں۔ اور حق تعالیٰ سے دعا کرتے رہیں۔

مسترشد: اسلامی و قومی کام کے سلسلے میں ایک سال قبل مولانا آزاد سے کچھ گفتگو

ہوئی تھی۔ پھر ایک دو خط بھی ان کو لکھے۔ پھر سلسلہ ختم ہو گیا۔ کیا اس تعمیر کام

کے سلسلے میں ان کو متوجہ کرنا مفید ہو گا۔

حضرت اشیح: ملتے، گفتگو کیجئے۔ ہر چند کہ وہ اپنی رائے میں مستقل ہیں۔

مسترشد: دعوت اجاب میں چاہئے دوست ہوں یا علماء وغیرہ۔ روزانہ کے کھانے

رکھنے کی ہمت نہیں ہوتی۔ جب تک کہ معیاری دعوت نہ ہو۔

حضرت شیخؒ: ضیافت میں ماہِ حُضْر نہ رکھنا | اس کے اندر غور کیجئے کہ کہیں آپ اپنی شہرت اور تعریف یا پوزیشن کے ڈر سے تو ایسا نہیں کرتے۔ کہ لوگ کیا کہیں گے۔ تو یہ ریا ہے، اس سے بچئے۔

مترشد: کیا کسی کی دعوت اس غرض سے کرنا کہ آئندہ چل کر اس سے کام لینا ہے؛ گناہ ہے؛ دعوتیں تو بالکل ایسی ہوتی ہیں۔ — خادمِ مختار احمد

حضرت اشیحؒ: ضیافتِ بِنِزْ مَطْلَبِ بِلَدِی | جی ہاں۔ یہ اخلاص کے خلاف ہے۔ اور ثوابِ اخروی سے خالی ہے۔ ہر کام میں حسن نیت کی کوشش کیجئے

پیمان سلیمان

۲۲ محرم ۱۳۶۶ھ

مکتوب ۱۲۱/۴۵

مترشد:۔ مترشدی و مولائی۔ السلام علیکم
حضرت اشیحؒ: غیزی زادکم اللہ توفیقا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

مترشد: امید ہے کہ جنابِ خیر ہوں گے

حضرت اشیحؒ: الحمد للہ مع الخیر ہوں

مترشد: میرے لئے بہبودی داریں کی دعا فرماویں

حضرت اشیحؒ: دل سے دعا کرتا ہوں

مترشد: اعلیٰ تعلیم کے لئے آکسفورڈ جانے کا خیال ہے۔ امید ہے گورنمنٹ

سے وظیفہ مل جائے گا۔ ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب آکسفورڈ وظیفوں کی کمیٹی

میں ہیں اگر مناسب ہو اور خلاف اصول نہ ہو تو آپ ڈاکٹر ذاکر حسین کو

تعمیر فرماویں کہ اس سلسلے میں کوئی مدد فرماویں۔

حضرت اشیحؒ: بشوق جاہلیئے مگر احتیاط کی زندگی اور نماز قائم رکھئے۔

ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب کے نام خط لکھ کر بھیج رہا ہوں۔ آپ اونہیں بھیجواویں

مستر شدہ اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے بعد مجھے اُمید ہے کہ میں خود بھی فائدہ اٹھا سکوں

گا۔ اور دوسروں کو بھی فائدہ پہنچا سکوں گا۔

حضرت اشیحؒ: اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ایسا ہی ہو۔

مستر شدہ آج کل طبیعت فدا شکنہ اور بالوس سی رہتی ہے۔ اور جب معمولات

دیگرہ گم ٹھہر جاتے ہیں۔ تو اور پریشان ہو جاتی ہے۔ اور کون کم محسوس ہوتا ہے۔

خادم مختار

حضرت اشیحؒ: بالوس سی اور کم ہمتی نہ چاہئے

سے ہمت بلند دار کہ پیش خدا و خلق

باشد بقدر ہمت تو اعتبار تو

والسلام۔ سید سلیمان

۴ صفر ۱۳۶۶ھ

مکتوب : ۱۲۲ / ۴۶

مستر شدہ، مرشدی و مولائی۔ السلام علیکم
حضرت اشیحؒ، محبی و مخلصی دام توفیقکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مستر شدہ۔ میرے لئے فلاح دارین گی دعا فرمائیں۔

حضرت اشیحؒ: آپ کی فلاح دارین کیلئے بدل دعا ہے

مستر شہدہ پچھلے دالانامہ میں جناب نے تحریر فرمایا تھا کہ ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب کو خط لکھ کر بھیج رہا ہوں۔ تاکہ وہ میرے انگلستان جانے میں مدد فرمائیں۔ مگر خط معلقوف نہ تھا۔ ممکن ہے جناب نے براہ راست ان کو روانہ کر دیا ہو۔ براہ مہربانی اگر ان کو تحریر نہ فرمایا ہو تو تحریر فرمادیں گے۔

حضرت اشیح[ؒ] بے شبہ مجھے یاد نہیں رہا۔ میرے ذہن سے بات بھی اتر گئی۔ اور یہ بھی یاد نہیں رہا کہ آپ کس غرض سے جانا چاہتے ہیں۔ اور اس کا تعلق ڈاکٹر ذاکر حسین سے کیا ہے کل وہ میرے پاس تھے۔ اور دیر تک رہے۔ اور ابھی تک ہیں۔ میں نے ابھی ٹیلیفون پر اون سے آپ کے متعلق کہہ دیا ہے۔ اونہوں نے یہ کہا کہ آپ اون سے دلی میں مل لیں۔ اگر وہ کچھ کر سکتے ہوں۔ تو انشاء اللہ تعالیٰ دریغ نہ کریں گے۔

مستر شہدہ اپنی زندگی میں بے اطمینانی زیادہ محسوس ہوتی ہے۔
حضرت اشیح[ؒ]۔ جی ہاں۔ زندگی کی بے اطمینانی قلب کی بے اطمینانی، معاش کی بے اطمینانی
تھی ہے۔

مستر شہدہ، خدا کا شکر ہے کہ ہم اسلامیات کے ذریعے کچھ اسلامی خدمت کر رہے ہیں۔ بیداری محسوس طریقہ پر ہو رہی ہے۔

والسلام - مختار احمد

حضرت اشیح[ؒ]، تبلیغی خدمت | اسلامیات کی خدمت مبارک ہو۔ کبھی کبھی حالات سے مطلع کرتے رہتے۔

والسلام

سیچیدان سیلما - ۱۹ جنوری ۱۹۴۷ء

مکتوب ۱۲۲
۳۶

مشرشد۔ مرشدی و مولائی۔ السلام علیکم
حضرة الشیخ محیی و غزنی زادکم اللہ توفیقاً۔
السلام علیکم ورحمة اللہ

مشرشد۔ امید ہے کہ جناب بخیر ہوں گے۔

حضرة الشیخ ہما الحمد للہ مع الخیر ہوں۔ اور داعی خیر ہوں۔

مشرشد۔ خدا کا شکر ہے کہ مجلس اسلامیات کا کام تین چار ہفتوں سے زور

پر ہے۔

حضرة الشیخ: مجلس اسلامیات کے حالات معلوم ہوئے۔

مشرشد: ۲۱ جنوری ۱۹۷۴ کو مولانا طیب صاحب اور مولانا ظہور الحسن صاحب شریف

لائے۔ پروفیسر حضرات اور وائس چانسلر صاحب کیساتھ گفتگو ہوئی۔ مختلف

پروفیسر حضرات کے یہاں مختلف اوقات میں چائے و طعام کی دعوتیں ہوئیں

اور تقاریروں میں

حضرة الشیخ: رسم پرستی | ان تقریروں کے پروگرام میں کھانے پینے ہی کے تذکرے

ہیں۔ جو تمام تر علی گڑھ کی روایات کے مطابق ہیں۔ اور وہی رسوم پرستی ہے

جو علی گڑھ کی رگ و پے میں سرایت کئے ہوئے ہے۔

مشرشد: آج کل یہاں پر طلباء میں اشتراکیت اور اشتمالیت کے خیالات کا زور

ہے

دیکھیں میں بہ نسبت لڑکوں کے زیادہ تیزی سے مغلخانہ خیالات

پھیل رہے ہیں۔

بہت ضرورت ہے کہ ایک ہفتہ یا تین چار دن کے لئے تشریف لائیں
حضرت اشیحؒ، ان خیالات کی تصحیح کے لئے مودودی صاحب کے رسائل مفید ہوں گے۔
کبھی حاضر ہوں گا انشاء اللہ۔ اس وقت تو معاف رکھا جائے۔

مستر شہد، میں نے ان تین چار مہینوں میں ملک کے اطراف میں مختلف حضرات سے
تبلیغی سلسلہ میں ملنے کے لئے سفر کئے۔ خط و کتابت میں اپنی حیثیت سے زیادہ
روپیہ اور زیادہ وقت صرف کیا۔ لوگوں نے بہت افزائی کی۔ مگر وقت پر اپنی جگہ
رہے۔ جس کی وجہ سے مایوسی ہو رہی ہے۔ اور انفرادی کام کی طرف مائل ہو
رہا ہوں

حضرت اشیحؒ، تجربہ کے بعد چھڑوانا۔

اچھا ہے کہ آپ کو خود بھی دنیا کا تجربہ ہو جائے۔

مستر شہد، اگر آپ فروری میں تشریف لاسکیں تو مناسب ہوگا۔ تشریف آوری کی

تاریخ سے مطلع فرمائیں۔ والسلام

غلام مختار احمد

حضرت اشیحؒ بہ بالفعل معذرت ہے۔

سیچان سلیمان / ۱۳ فروری ۱۹۴۷ء

مکتوب ۱۲۲
۴۸

مستر شہد۔ مرشدی و مولائی۔ السلام علیکم

حضرت اشیحؒ: عزیز محرم دامت توفیقکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ
مسترشدا، امید ہے کہ جناب بخیر ہوں گے۔ میرے لئے بہبودی داریں کی دعا
فرماویں۔

حضرت اشیحؒ: دل سے دعا کرو تاہوں

مسترشدا، اپنی زندگی دینی اور دنیوی دونوں حیثیتوں سے ناکام محسوس کرتا ہوں۔ تمام
زندگی پر ظلمت چھائی ہوئی ہے۔

حضرت اشیحؒ: یاس نہ ہونا چاہیے | اگر یہ احساس واقع بھی ہو۔ تو بھی مایوسی کی
کی کوئی وجہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ آمَنُوا أَلَيْسَ لَنَا فَتْنًا مِمَّا كُنَّا نَفْسِهِمْ فَلَا تَعْتَوُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ

اے میرے گنہگار بندو اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو
صد بار اگر توبہ شکتی باز آ

مسترشدا:- تمام زندگی میں ہمیشہ گناہ ہوتے رہتے ہیں۔ اس وجہ سے شکتگی اور
مایوسی ہوتی ہے

حضرت اشیحؒ: جواب گدڑ چکا۔

مسترشدا:- توبہ کرتا ہوں۔ پھر ٹوٹ جاتی ہے۔ طبیعت چاہتی ہے۔ کہ ایک دفعہ توبہ کرنے
کے بعد پھر گناہ نہ ہوں۔

حضرت اشیحؒ: تجدید توبہ | تجھے چلنے میں گرتے ہیں۔ تو کیا کر کر پھر اٹھ نہیں جاتے۔

اور نہیں چلتے۔ اسی طرح بار بار توبہ کیجئے۔ اور گذشتہ پر ندامت اور مستقبل

کے لئے غم کیجئے کہ گناہ نہ ہو جاتے۔ ہو جائے۔ تو پھر توبہ کیجئے۔ پھر غم
کیجئے۔

مستر شد۔ میرے بھائی صاحب کی اکلوتی بیٹی کا انتقال ہو گیا۔ اس کے دل پر خاص اثر ہے۔

حضرت الشیخؒ: اللہ تعالیٰ اس بچے کو والدین کیلئے باعث اجر بنائے۔

مستر شد۔ کبھی تو یہ محسوس ہوتا ہے کہ اگر موت جلد آگئی تو اعمال صالحہ کی پونجی تو میرے پاس نہ ہوگی۔

حضرت الشیخؒ: اس کے لئے زندگی کی خواہش کرنا۔ تاکہ اعمال خیر میں زیادتی ہو سکے۔ جائز ہے۔

مستر شد۔ کیا آپ مارچ میں علی گڑھ تشریف لاسکیں گے۔

والسلام۔ خادم مختار

حضرت الشیخؒ: نہیں۔ ادھر سفر کا قصد نہیں۔ والسلام

سید سلیمان

المارچ ۱۹۴۶ء

مکتوب ۱۲۵/۲۹

مستر شد، مرشدی و مولائی۔ السلام علیکم

حضرت الشیخؒ: عزیز ہی و محبی دام تو فیکم

السلام علیکم رحمۃ اللہ!

مستر شد۔ امید ہے کہ جناب بخیر ہوں گے

حضرت الشیخؒ: الحمد للہ مع الخیر ہوں۔

مترشد: میرے لئے سکون قلب و بیہوشی دارین کی دعا فرمائیں۔
حضرت الشیخ: دل سے دعا کرتا ہوں

مترشد: تہیہ کر چکا ہوں کہ کوئی کام خلاف احکام خداوندی نہ کروں گا
حضرت الشیخ: اس غزم اور فیصلہ پر دل مبارکباد قبول کیجئے۔ اللہ تعالیٰ استغامت بخشیں۔

مترشد: آج کل میں کوٹھی میں رہتا ہوں، قریب میں کوئی مسجد نہیں ہے۔ اس لئے
کوٹھی ہی پر بغیر جماعت کے نماز پڑھ لیتا ہوں۔ کبھی کبھی دوسرے اصحاب کیساتھ
کوٹھی پر جماعت کر لیتا ہوں۔

حضرت الشیخ: مجبوری ہے۔ تو معذوری ہے۔

مترشد: عرصہ سے خواہش ہے کہ حضرت کی خدمت میں حاضر رہوں اور تقریباً چالیس

روز رہوں۔ والسلام

خادم مختار احمد

حضرت الشیخ: انشاء اللہ تعالیٰ اس کا موقع بھی کبھی حاصل ہوگا۔

مہجران سلیمان

مکتوب ۱۲۶/۵

مترشد: مرشدی و مولائی۔ السلام علیکم
حضرت الشیخ: حب عزیز و تفکم اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مترشد: امید ہے کہ جناب بخیر ہوں گے۔

حضرت الشیخ: الحمد للہ خیریت ہے۔

مسترشد: میرے لئے بیہودئی دارین، سکون قلب، استقامت دین اور حصول دین کی
دعا فرمائیں

حضرت اشیحؒ: آپ کے سکون اور فلاح دارین کی دلی دعا ہے

مسترشد: میری عمر اب تقریباً ۲۵ سال کی ہے۔ اس کو میں دنیوی و دینی لحاظ سے بیکار و
ضائع سمجھتا ہوں۔ پچھلے اعمال کے تدارک کی کیا صورت ہے۔

حضرت اشیحؒ: ضائع پر افسوس نہ، بلکہ تلافی مافات | جو ضائع ہوا اس کے صرف
افسوس میں حال کو ضائع نہ کیجئے۔ اب تلافی مافات کا موقع ہے۔

تدارک اعمال کا طریقہ | پچھلے اعمال کے تدارک کی صورت یہ ہے کہ توبہ و

استغفار کیا جائے۔ اور جن فرائض متروکہ کی قضا ہو۔ اسکی قضا کی جائے۔ اور

حقوق عباد یا معاف کرائے جائیں یا ادا کئے جائیں

مسترشد: جب تک معاصی سے کلیتہً اجتناب نہ ہو تو کیا اس وقت تک زبان سے
استغفار بے معنی ہے۔

حضرت اشیحؒ: احتراز معاصی | حی نہیں۔ ہر حال میں استغفار جاری رہے۔ اور معاصی

سے کلیتہً احتراز کی عزیمت کی جائے۔ اور اللہ تعالیٰ سے استقامت کی دعا مانگی

جائے۔ یہ دوسو ہے۔ اس کو دور کیجئے۔

مسترشد: جب یہ خیال ہوتا ہے کہ آئندہ کچھ گناہ ہو جائیں گے۔ اور توبہ قائم نہ رہے گی

تو مستقل توبہ میں تامل ہوتا ہے۔

حضرت اشیحؒ: مستقل توبہ نہ کرنا کہ توبہ ٹوٹ جائیگی |

صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

مترشد: جناب کا سہارن پور کی طرف کب تک سفر کا ارادہ ہے۔
والسلام۔ خادم مختار

حضرت الشیخؒ: بالفعل کوئی ارادہ نہیں۔
والسلام
ہیچمن سید سلیمان

مکتوب ۱۲۷/۵۱

مترشد:۔ مترشد مولائی۔ السلام علیکم
حضرت الشیخؒ:۔ محب مخلص ادام اللہ توفیقکم۔ السلام علیکم رحمۃ اللہ۔
مترشد:۔ امید ہے کہ بناب بخیر ہوں گے
حضرت الشیخؒ:۔ الحمد للہ خیریت ہے۔

مترشد:۔ اکثر محسوس ہوتا ہے کہ ایمان اپنا بہت کمزور ہے۔ نماز وغیرہ میں کوئی جان
سی معلوم نہیں ہوتی۔ حصول تقویت ایمان اور اسکی حلاوت کے احساس کیلئے کیا
تدابیر اختیار کی جائیں۔

حضرت الشیخؒ: اللہ تعالیٰ کے حاضر ہونے کا مراقبہ آپ تنہائی میں کسی وقت خاص میں
کم از کم آدھ گھنٹہ با وضو بیٹھ کر آنکھیں بند کر کے پہلے استغفار کریں۔ ۱۲ مرتبہ
پھر ۱۲ مرتبہ درود پڑھیں۔ پھر یہ مراقبہ اور سوچیں۔ اللہ تعالیٰ ہم کو دیکھ رہے ہیں
اللہ تعالیٰ آپ کے پاس ہیں۔ آپکی ہر آواز سن رہے ہیں اور آپکی ہر حالت کو دیکھ رہے ہیں پھر درود
ایک دفعہ پڑھ کر آنکھیں کھول دیں۔ اگر آدھ گھنٹہ وقت نہ ملے تو ۱۰-۱۵ منٹ
جس قدر وقت ہو سکے اس کو مقرر کیجئے۔

مسترشد، جو معاصی ہو جاتے ہیں وہ بھی اس کا نتیجہ ہیں کہ ایمان میں وہ پختگی نہیں جو کہ ایک مسلمان کو حاصل ہونی چاہیے۔

حضرت الشیخ، صیح ہے اللہ تعالیٰ کے حاضر و ناظر ہونے کے عیانی یقین کی کمی ہے
مسترشد، مختلف اشخاص کی دنیاوی طور پر کامیابی دیکھ کر اس طرف طبیعت مائل ہو جاتی ہے۔

حضرت الشیخ، اہل دنیا پر رشک | جہاں اُن کی ظاہری زندگی پر رشک آنے لگے
ان کی باطنی حالت پر غور کیجئے تو رشک نہ آئے گا۔

مسترشد، پھر طبیعت اس طرف لگتا ہوں کہ سب سے زیادہ کامیاب زندگی وہ ہے
جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں گزر جائے۔ اور آخرت کے لئے بڑا سامان
مہیا کرے

حضرت الشیخ، درست ہے

مسترشد، اس تخیل کے استحضار رکھنے اور برتری محسوس کرنے کے لئے کیا تدبیر
اختیار کی جائے۔ والسلام

خادم مختار

حضرت الشیخ، مراقبہ آخرت | آیت ہے

”گھائے میں وہ ہیں جو قیامت کے دن گھائے میں ہوں گے“

اس کا استحضار رکھا کیجئے اور سمجھئے کہ یہ ظاہری زندگی فانی اور آنی اور اصل
زندگی اور غیر فانی زندگی آخرت کی ہے۔

سید محمد سلیمان / ابرہہ ۱۹۶۶ء

مکتوب ۱۲۸
۵۲

مترشد: مرشدی و مولائی۔ السلام علیکم
حضرة الشیخ: عزیز مخلص فی اللہ و نعم اللہ تعالیٰ
السلام علیکم ورحمة اللہ

مترشد:۔ میرے لئے بہبودی داریں کی دعا فرمائیں۔ امید ہے کہ جناب بخیر ہوں گے۔

حضرة الشیخ: الحمد للہ خیریت ہے اور آپ کے حق میں دعائے خیر ہے

مترشد: گو مذہبی، روحانی و اخلاقی قدر ذہن میں سب سے بہتر ہے۔ لیکن علمی قدر کا بھی طبیعت میں ایک خاص اثر ہے۔ اگرچہ ذہن میں یہ چیز ہے کہ علم کا حصول بڑا کمال نہیں اصل چیز ایمان و عمل صالح ہے۔ تاہم علم کے حصول کا جذبہ پانا ہوں اور حصول کی کوشش بھی کرتا ہوں۔

حضرة الشیخ: حصول علم کا حکم جی ہاں۔ علم سے اگر مقصود علم دین ہے۔ تو ظاہر ہے۔ اور اگر علم معیشت ہے تو وہ بھی رزق حلال ہونے کے سبب سے ضروری ہے۔ اور دوسرے مباح علوم کو بھی فی الجملہ کمال میں دخل ہے اس لئے اُن کا حصول بھی ممنوع نہیں۔

مترشد: کچھ عرصہ سے علمی اور تبلیغی کام کرنے کے بعد طبیعت پر یہ اثر غالب ہے کہ پہلے اپنی اصلاح مکمل ہو۔ پھر ان کاموں میں شرکت کی جائے۔

حضرة الشیخ: تبلیغ کا طریق پہلے اپنی فکر یہ جذبہ بالکل صحیح ہے۔ اگر ہمارے ہاتھ گندے ہوں تو ہاتھوں سے ہم دوسروں کو پاک نہیں کر سکتے۔

مستر شہد :- اللہ تعالیٰ کے حاضر ہونے کا جو مراقبہ آپ نے پچھلے خط میں تجویز فرمایا تھا
اس پر اسی روز سے عمل ہے ۔ والسلام

خادمِ مختار

حضرت اشیخؒ ، مبارک ۔

سید سلیمان / ۱۹ مئی ۱۹۴۶ء

مکتوب ۱۲۹
۵۳

(پوسٹ کارڈ)

حضرت اشیخؒ :- محب عزیز دام توفیقکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

الحمد للہ خیریت ہے۔ کوئی خط بے جواب نہیں دیا ہے

دل سے دُعا کرتا ہوں

مئی جون میں ادھر آنے کا خیال نہیں۔

ہیچمان سید سلیمان

مکتوب ۱۳۰
۵۴

مستر شہد ، مرشدی و مولائی۔ السلام علیکم

حضرت اشیخؒ ، برادر مخلص و تقم اللہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسترشد: امید ہے کہ جناب بخیر ہوں گے۔ میرے لئے بہبودی دارین کی دعا فرمائیں
حضرت اشیحؒ: خیریت ہے اور دعائے خیر ہے۔

مسترشد: خدا کا شکر ہے کہ یہاں پر علی گڑھ یونیورسٹی میں حضرت ^{مولا} تھانویؒ کے
معتقدین کا ایک گروہ پیدا ہو گیا ہے۔ گو ابھی چند ہی حضرات پر مشتمل ہے۔
حضرت اشیحؒ: بحمد اللہ تعالیٰ!

مسترشد: حال ہی میں لوگوں نے حضرت تھانویؒ کے خلیفہ مولانا جلیل احمد صاحب
کی سپر سٹی میں "صیانتہ المسلمین" قائم کی ہے۔ خیال ہے کہ مجلس اسلامیات
کا بھی نظام عمل صیانتہ المسلمین کے مطابق بنا دیا جائے۔

حضرت اشیحؒ: حافظ مولوی جلیل احمد صاحب سے میں واقف ہوں حضرت والا رحمہ
اللہ تعالیٰ کے مخصوص خلفاء میں ہیں۔ ان کے مشورہ سے آپ جو کچھ کریں گے امید
ہے کہ وہ باعث برکت ہو گا۔

مسترشد: محمد اسد جو انگریز نو مسلم ہیں۔ ان کے عقائد و اعمال کے متعلق جناب کی
کیا رائے ہے۔ انہیں ہم نے بلایا ہے۔

حضرت اشیحؒ: محمد اسد وغیرہ | یہ لوگ اس لائق نہیں کہ ان کی تقلید کی جائے۔

مسترشد: اسلام کے معاشی نظام میں معیار زندگی کا دوسرا کیا ہے۔

حضرت اشیحؒ: اسلام میں معاشی معیار | سادہ اور کم خرچ زندگی پسندی ہے۔ مگر

جو لوگ کہ اہل وسعت ہیں ان کو چاہیے کہ اپنی وسعت کے مطابق اپنی راحت کا
سامان کریں۔ اور جمع سامان راحت میں اتنا تکلف اور اتنا ہنگام نہ ہو کہ ذکر الہی سے تغافل

ہو۔ والسلام سید بیان
۱۹ مئی ۱۹۴۷ء

مکتوب ۱۳۱
۵۵

بنام مختار احمد خان صاحب

حضرت الشیخؒ - عزیزی و مخلصی - وقتکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

الحمد للہ خیریت ہے۔

آپ کا کوئی لفاظ ایسا ہے۔ جبے جواب رہا ہو۔ ممکن ہے راہ میں
ضائع ہو گیا ہو۔

الحمد للہ مع الخیر ہوں

دعا ہے۔ والسلام

سید محمد سلیمان

۲۹ جون ۱۹۴۶ء

مکتوب ۱۳۲
۵۶

مترشد:- مرشدی و مولائی۔ السلام علیکم

حضرت الشیخؒ، عزیز محترم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مترشد:- امید ہے کہ جناب بخیر ہوں گے۔

حضرت الشیخؒ، الحمد للہ خیریت ہے

مترشد:- میرے لئے بیہودی دارین کی دعا فرمادیں

حضرت الشیخؒ، دل سے دعا کرتا ہوں۔

مستر شرد۔ میری زندگی کا عجیب حال ہے۔ جیسی گزارنا چاہتا ہوں ویسی نہیں گزرتی۔
اس لئے میں ایک ڈیڑھ مہینے کے لئے بھوپال ہونا چاہتا ہوں۔ تحریر فراویں
کہ کب مناسب ہے۔

حضرت الشیخؒ: معیاری زندگی نہ ہونا | ایسی تو کسی کی امیدیں زندگی نہیں۔ تاہم اپنی اصلاح
میں لگا رہنا چاہیے بالفعل میں عید بعد چند روز کے لئے دلی جاتا ہوں۔ پھر
اخیر ستمبر میں ۲۵ تک سہارن پور کا قصد ہے۔ پھر کراچی جو کہ حج کا قصد ہے
مستر شرد۔ ۲۸ اگست کو جناب نے دہلی تشریف لانے کو فرمایا ہے۔ اس سلسلہ
میں کیا سہارن پور وغیرہ بھی تشریف لائیں گے۔

حضرت الشیخؒ: ۲۳ اگست کو دہلی سینچوں گا۔ اس وقت سہارن پور کا قصد نہیں
اگر ہو سکی تو ایک دو روز کے لئے۔

مستر شرد، اکثر معمولات ٹھیک شروع ہو جاتے ہیں۔ مگر دوام نہیں ہونے پاتا۔ اس
کے لئے کیا صورت ہو۔ یہی سلسلہ گناہوں سے توبہ میں ہے کہ مستقل نہیں

رہتی۔
حضرت الشیخؒ: دوام عمل کا طریق | ہمت سے آپ کام نہیں لیتے۔ ہمت یغیر
کچھ نہیں ہو سکتا۔ والسلام

سیچمان سید سلیمان

۲۵ رمضان المبارک

۱۳۶۶ھ

مکتوب ۱۳۳
۵۷

مترشد ۱۔ مرشدی و مولائی۔ السلام علیکم
حضرت اشیحؒ، عزیز بنی و مخلصی ادا م اللہ توفیقکم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مترشد ۲۔ امید ہے کہ جناب بخیر ہوں گے، میرے لئے یہودی داریں کی
دعا فرماویں۔

حضرت اشیحؒ، بخیریت ہوں۔ بحمد اللہ۔ اور آپ کی فلاح داریں کا داعی
مترشد ۳۔ ستمبر کے پہلے و دوسرے ہفتے میں جناب کا قیام کہاں ہوگا۔ خیال
ہے کہ اس وقت حاضر خدمت ہوں آپ جہاں بھی تشریف رکھتے ہوں
ورنہ جو ارشاد ہو۔

حضرت اشیحؒ: ستمبر کے ۱۳، ۱۴ کو میں دہلی میں ہوں گا۔ آپ مولوی سمیع اللہ صاحب
مالک کتب خانہ عزیز بنی زیر جامع مسجد دہلی سے میرا حال پوچھ سکتے ہیں یہاں
کا سفر مشکل ہے۔ آخر ستمبر میں سفر حج کا قصد ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

مترشد ۴: مجھے ضرورہ اکثر سفر درپیش آتے ہیں۔ معمولات گڑبڑ ہو جاتی ہے
حضرت اشیحؒ: سفر میں معمولات | ضرورہ سفر درپیش ہونے میں حرج نہیں۔ حتی الوسع
معمولات کا اہتمام چاہیئے۔

مترشد ۵: حج سے جناب کی واپسی کب ہوگی۔

حضرت اشیحؒ: انشاء اللہ تعالیٰ دسمبر کے آخر میں۔ واللہ

بیچران سلیمان / ۲۶ اگست ۱۹۴۷ء

مکتوب ۱۳۲
۵۸

مستر شہد:۔ مرشدی دمولائی۔ السلام علیکم
حضرت الشیخ:۔ محب عزیز ادا م اللہ توفیق کم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ
مستر شہد: امید ہے کہ جناب بخیر ہوں گے۔

حضرت الشیخ:۔ الحمد للہ

مستر شہد: میرے لئے بہبودی دارین کی دعاء فرمائیں
حضرت الشیخ:۔ ہمیشہ دعاء ہے

مستر شہد: کیا حضرت تھانویؒ کی سوانح جو آپ تصنیف فرما رہے تھے شائع ہو گئی
سیرت النبیؐ کی ساتویں جلد تک شائع ہو گی۔

حضرت الشیخ:۔ نہیں مرتب بھی نہیں ہوئی
اور یہ بھی مرتب نہیں ہوئی۔

مستر شہد:۔ کیا جناب کی دہلی، سہارن پور یا کراچی وغیرہ کا پروگرام ہے
حضرت الشیخ:۔ راہ کی بدامنی سے سفر ناممکن معلوم ہوتا ہے۔ نہ دہلی کا نہ کراچی کا
اور نہ حج کا۔

مستر شہد:۔ حج کے سفر سے پیشتر ہفتہ عشرہ جناب کے پاس رہنا چاہتا ہوں کس
جگہ چند دن کیلئے حاضر خدمت ہو جاؤں۔ والسلام۔ مختار

حضرت الشیخ:۔ بالفعل کوئی صورت سامنے نہیں۔ ذرا صبر کریں

والسلام۔۔۔ سید سلیمان

مکتوب ۱۳۵
۵۹

مستشرق۔ مرشدی دمولائی۔ السلام علیکم
حضرتہ الشیخ۔ محبی۔ السلام علیکم درجۃ اللہ
مستشرق۔ اُمید ہے کہ جناب بخیر ہوں گے۔
حضرتہ الشیخ، الحمد للہ تعالیٰ۔

مستشرق۔ میرے لئے یہودی دارین کی دعا فرادیں
حضرتہ الشیخ۔ دلی دعا ہے۔

مستشرق۔ آپ نے تحریر فرمایا تھا کہ ۱۳، ۱۴ ستمبر کو آپ وہلی میں ہوں گے۔ کیا
اس سلسلہ میں سہارن پور بھی تشریف لائیگا۔

حضرتہ الشیخ۔ راہ کی بلامنی سے سفر مشکوک ہے۔

مستشرق۔ کیا اپنے پھیلے گناہوں کا اس لئے یاد کرنا مناسب ہے کہ استغفار کے
لئے متوجہ ہو۔

حضرتہ الشیخ، گناہ کی یاد ہو سکتا ہے۔ مگر بہتر یہ ہے کہ استغفار کیا جاتے

اور اگر بلا قصد گناہ کا خیال آجائے تو کچھ حرج نہیں ورنہ بالقصد گناہ کو یاد کرنا

بزرگوں نے اس لئے منع کیا ہے۔ کہ اس سے ودی ہوتی ہے۔

مستشرق۔ استغفار و ذکر معلوم ہوتا ہے کہ زبان سے ادا ہوتا ہے۔ مگر

حالی قلبی کیفیت پیدا نہیں ہوتی۔ اس کے لئے کس چیز کا لحاظ رکھا جائے

والسلام۔

خادم مختار

حضرت اشیحؒ۔ ذکر لسانی کا اثر دل تک پہنچ ہی جاتا ہے |

آپ زبان ہی سے کئے جاتے۔ وہ انشاء اللہ تعالیٰ دل تک
اثر کر لے گا۔ والسلام

سچچان سید سلیمان

۲۰ شوال ۱۳۶۶ھ

مکتوب ۱۳۶

مستر شہ۔ مرشدی دمولائی۔

حضرت اشیحؒ۔ عزیزم ادام اللہ توفیقکم

مستر شہ۔ السلام علیکم۔ امید ہے کہ جناب بخیر ہوں گے۔

حضرت اشیحؒ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ الحمد للہ علی کل حال

مستر شہ۔ میرے لئے سبب دوستی دارین کی دُعا فرادیں۔

حضرت اشیحؒ۔ دل سے دعا کرتا ہوں۔

مستر شہ۔ آج کل ہندوستان میں مسلمانوں پر جو مصائب کی عمومیّت ہے۔ اس

کی وجہ کیا ہے۔ کیا ان کے اعمال اور اس کا حل کیا ہے۔

حضرت اشیحؒ۔ جبے شبہ مسلمانوں کے گناہوں اور غفلتوں کی سزا ہے۔ علاج

استغفار اور توبہ ہے۔

مستر شہ۔ اب اس طرف (سہارن پور، دہلی وغیرہ) کب تک تشریف

آوری کا ارادہ ہے۔

حضرت الشیخؒ: آپ کو معلوم ہے کہ مسلمان کے سفر کے لئے سب راہیں ادھر سے بند ہیں۔

مترشد۔ معمولات تو روزانہ پورے ہو جاتے ہیں۔ لیکن بعض اوقات پنج وقتہ باجماعت نماز نہیں ہوتی۔

حضرت الشیخؒ: معمولات جو ہوتا ہے اس پر شکر کیجئے۔ اور جو نہیں ہوتا اس کے لئے کوشش کیجئے۔ نماز کا رہ جانا تو کسی حالت میں درست نہیں بلا اضطرار ترک کی اجازت نہیں۔

مترشد۔ مناجات مقبول۔ تلاوت کلام مجید آدھ پارہ۔ تین تسبیح یا زق یا دھاب۔ تین تسبیح استغفار، ایک تسبیح لا حول ولا قوۃ الا باللہ ایک تسبیح دو درخیرین ایک تسبیح یا متقلب القلوب ثبت قلبی علی دینک

والسلام

خادم، مختار

حضرت الشیخؒ: جاری رکھیں۔

والسلام

ہیچمان سید سلیمان

مکتوب ۱۳۷

حضرت الشیخؒ: جب عزیز امام اللہ تو فیصکم
مترشد۔ امید ہے کہ جناب بخیر ہوں گے۔

حضرت شیخؒ۔ الحمد للہ خیریت ہے

مستر شہ۔ میرے لئے یہودی دارین و عافیت کی وعاد فرماویں

حضرت شیخؒ۔ اللہ تعالیٰ آپ کو فلاح دارین عنایت فرمائیں

مستر شہ۔ میرے ذمہ تقریباً بارہ سو روپے قرض ہے۔ اسکی ادائیگی زیورہ چ

کر کر سکتا ہوں۔ لیکن جن حضرات کا وہ قرض ہے۔ وہ فی الحال مانگتے نہیں

بہر حال۔ جناب کی رائے ہو

حضرت شیخؒ؛ صفائی معاملات اور ادائیگی قرض

قرض جس قدر جلد ادا کیا جائے۔ بہتر ہے۔ اس وقت شاید

زیورات کی قیمت بھی زائد مل سکے

مستر شہ۔ میرا اور متعلقین کا جلد یہاں سے ترک وطن کر کے پاکستان میں سکونت

اختیار کرنے کا ارادہ ہے۔ اس سلسلہ میں بھی رائے سے مطلع فرمائیں۔

حضرت شیخؒ۔ ترک ہند | اگر کوئی اضطراب ہو تو خیر ورنہ استقامت بہتر ہے

مستر شہ۔ اب تک عمر میں جو بہت سے گناہ ہوتے رہے ہیں۔ ان کے جلد تدارک

کی کیا تدبیر ہے۔ ہر نماز کے ساتھ ایک نماز قضا اور روزانہ دو چار تسبیح

استغفار پڑھ لیتا ہوں۔ والسلام

خادم مختار

حضرت شیخؒ؛ تدارک معاصی | فرائض الہی جن کے ترک کا گناہ ہے۔ اس کو

ادا کیا جائے۔ اور استغفار کیا جائے۔ جن کی قضاء نہیں۔ اون کے

لئے محض استغفار۔ حقوق العباد میں جو کمی ہو اس کو ادا کیجئے۔ یا

لوگوں سے معاف کمانے اگر وہ یا اون کے وارث زندہ ہوں۔ اور اگر زندہ نہ ہوں، تو اون کی طرف سے خیرات کیجئے۔ اور ان کے لئے دعا مغفرت کی جائے۔

نوٹ: ہوائی ڈاک کا ٹکٹ بیکار ہے۔ آپ کا ۱۷ کا خط یہاں ۲۹ کو پہنچا

والسلام
سید سلیمان

مکتوب ۱۳۸
۴۲

مستر شہد۔ مرشدی و مولائی۔ السلام علیکم
حضرت الشیخ، محبی و عزیز و فقہم اللہ تعالیٰ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مستر شہد۔ امید ہے کہ جناب بخیر ہوں گے
حضرت الشیخ: الحمد للہ تعالیٰ۔ مع الخیر ہوں

مستر شہد۔ میرے لئے عافیت و بہبودی و اربین کی دعا فرمادیں۔
حضرت الشیخ: دل سے دعا کرتا ہوں۔

مستر شہد، مجھے غصہ جلد اور زیادہ آتا ہے۔ کیا یہ گناہ ہے۔ اور اس کا علاج کیا ہے؟
حضرت الشیخ: غصے کا علاج | غصہ کے وقت یہ سوچئے کہ جتنی قدرت مجھے اس شخص

پر ہے۔ اللہ تعالیٰ کو مجھ پر اوس سے کہیں زیادہ قدرت حاصل ہے۔ اور بہتر ہے کہ آپ اگر کھڑے ہوں تو بیٹھ جائیں۔ اور بیٹھے ہوں تو لیٹ جائیں یا

وضو کر لیں۔

مستر شہدہ ہندوستان کے مسلمانوں کے مصائب کا سبب ہم لوگوں کے گناہ اور غفلت ہے۔ اس وقت ہم لوگوں کو بطور علاج و تدبیر انفرادی اور اجتماعی طور پر کیا کرنا چاہیے۔

حضرت اشیحؒ، عذاب گناہ کا نتیجہ ہے | بے شبہ عذاب گناہ کا نتیجہ ہے۔ استغفار اور ساتھ ہی صدق عمل اس کا علاج ہے۔ معصوموں کو مارنا مسلمان کی شان نہیں گناہ عظیم ہے۔ اور اس کا عذاب دہاں عظیم ہے۔

مستر شہدہ ولی آگرہ اور اودھ میں جہاں پر سینکڑوں سال مسلمانوں کی حکومت رہی مسلمانوں کی آبادی کم کیوں ہے۔ کیا یہ سب انقلاب انگریزوں کے زمانے میں ہوا۔ یا ان کے زمانے میں بھی یہی حالت تھی۔

حضرت اشیحؒ، دعوت | اس لئے کہ سلاطین نے خراج و باج کو منتہائے مقصد سمجھا۔ اور اعلیٰ کلمۃ اللہ کی طرف دھیان نہیں دیا۔ پہلے بھی یہی حالت تھی۔

والسلام

سید سلیمان

۱۲ ذی الحجہ ۱۳۶۶ھ

مکتوب ۱۳۹
۶۳

حضرت اشیحؒ، عزیز مکرم۔ دام توفیقکم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مستر شد۔ امید ہے کہ جناب بخیر ہوں گے
حضرت الشیخ، الحمد للہ خیرت ہے

مستر شد، میرے لئے عافیت و بہبودی داریں کی دعا فرمائیں۔
حضرت الشیخ، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ عافیت داریں عطا فرمائے۔

مستر شد، کیا عنقریب جناب کا اس طرف دہلی یا سہارن پور تشریف لانے کا
پروگرام ہے۔

حضرت الشیخ، نہیں

مستر شد۔ حال ہی میں تقریباً ایک ہفتہ بیمار رہا۔ اس میں بعض نمازیں قضا ہو گئیں
اب ہر نماز کے ساتھ ایک قضا نماز پڑھ لیتا ہوں۔

حضرت الشیخ، پڑھ لیجئے

مستر شد، کیا مناجات مقبول کا بھی روزانہ معمول رکھا جائے۔

حضرت الشیخ، رکھا جائے۔

مستر شد، ایک خاص صلاوت ایمانی یا دھن و جذبہ دینی کی کمی محسوس کرتا ہوں۔ جو

کہ تمام زندگی میں جاری و ساری ہو۔

حضرت الشیخ، دائمی جذبہ و دھن و دھیان

ایک عمر چاہیے کہ گوارا ہو نیش عشق

رکھی ہے آج لذتِ زخمِ جگر کہاں

والسلام

سید محمد انیس

مکتوب ۱۳۰
۶۳

بنام محنت اراحد خان

مسترشدہ۔ مرشدی و مولائی۔ السلام علیکم

حضرت اشیحؒ، محبی و عزیز نبی نصرکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مسترشدہ۔ امید ہے کہ جناب بخیر ہوں گے۔

حضرت اشیحؒ۔ الحمد للہ بخیر ہوں

مسترشدہ۔ میں نے نئے عافیت و بہبودی دارین کی دعائے فرمائیں

حضرت اشیحؒ۔ دعائے کرتا ہوں

مسترشدہ۔ آج کل کے حالات کی بناء پر سکون قلب بالکل ختم ہو گیا ہے۔ طبیعت

میں انتشار رہتا ہے۔ کیا سبب ہے اور کیا علاج؟

حضرت اشیحؒ۔ بہر زمین کہ روی یا درت خدا باد

تقسیم کی پریشانیوں سے بچاؤ ایک تو یہ کہ اخبارات نہ پڑھے جاویں۔

اور نہ اسکی گفتگو کی جائے۔

مسترشدہ۔ پچھلے مہینے علی گڑھ۔ خدا کا شکریہ ہے کہ ہماری مجلس اسلامیات اس

پر آشوب زلزلے بھیگ کافی اور پہلے سے زیادہ کام کر رہی ہے

حضرت اشیحؒ۔ خدا کرے کہ کامیابی سے جاری رہے۔

مسترشدہ۔ آج کل معمولات پورے کرنے کی کوشش کرتا ہوں

والسلام۔ خادم محنت اراحد

حضرت اشیحؒ، اس توفیق پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیجئے کہ اور زیادہ ملے

والسلام

سید سلیمان، ۲۰ نومبر ۱۹۴۷ء

مکتوب ۱۳۱/۶۵

بنام محنت راحمد خان

مستر شد، مرشدی و مولائی۔ السلام علیکم

حضرت اشیحؒ، عزیز کا دام اللہ توفیق کم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مستر شد، امید ہے کہ جناب بخیر ہوں گے۔

حضرت اشیحؒ، الحمد للہ خیریت ہے۔

مستر شد، میرے لئے بہبودی داریں کی دعا فرمادیں

حضرت اشیحؒ، بدل و جان و علمتے فلاح داریں ہے

مستر شد، میں ۲۸ نومبر کو بجنور سے روانہ ہو کر لکھنؤ، الہ آباد، بمبئی رکنا ہوا۔ آج

۸ دسمبر ۱۹۴۷ء کو کراچی پہنچا۔ لکھنؤ میں مولانا محمد حسن صاحب مالک انوار بکڈپو

اور میٹری میں حضرت تھانویؒ کے عزیز ظفر احمد صاحب جو کہ انجنیئر ہیں۔ ملاقات ہوئی

بڑی خوبیوں کے مالک ہیں۔

حضرت اشیحؒ، آپ کا سفر طولانی سجد اللہ کہ بخیر ختم ہوا۔ راہ میں بھوپال بھی پڑا ہو گا۔ مولوی

محمد حسن اور مولوی ظفر احمد صاحب دونوں صاحب حضرت والا رحمہ اللہ تعالیٰ

کے خاص تعلق رکھنے والے ہیں۔

مستر شہاب خدا کا شکر ہے کہ پہلے جیسے بے چینی اور بے اطمینانی تھیں۔
حضرت الشیخؒ، سکون | الحمد للہ کہ آپ کو سکون حاصل ہے۔
مستر شہاب، کیا جناب کا قیام دسمبر و جنوری میں بھوپال ہی میں ہوگا۔ حاضر خدمت
ہونے کا ارادہ ہے۔ والسلام۔

خادم مختار

حضرت الشیخؒ، جنوری کے آخر میں امید ہے کہ قیام بھوپال میں رہے گا۔
والسلام

سید سلیمان - ۲۸ محرم ۱۳۶۸ھ

مکتوب ۱۳۲۶

نام مختار احمد صاحب

مستر شہاب۔ مرشدی و مولائی السلام علیکم

حضرت الشیخؒ، عزیز می دام توفیق کم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مستر شہاب، امید ہے کہ جناب بخیر ہوں گے۔ اس سے قبل ایک عرضیہ ارسال

خدمت کر چکا ہوں۔ جواب سے محروم رہا

حضرت الشیخؒ، الحمد للہ خیریت ہے۔

جواب دیا گیا تھا۔ شاید اب مل گیا ہوگا۔

مستر شد۔ میرے لئے یہودی دارین کی دعا فرمائیں

حضرت ایشیحؑ۔ دل سے دعا کرتا ہوں

مستر شد۔ جناب کا ارادہ اس طرف تشریف آوری کا حال میں تو نہیں ہے

حضرت ایشیحؑ۔ بظاہر یہیں قیام رہے گا۔

مستر شد۔ مولانا شبیر احمد صاحب، مولانا احتشام الحق صاحب اور مولانا بدر عالم صاحب

یہاں موجود ہیں۔ مفتی محمد شفیع صاحب کے بلانے کی بھی تجویز ہے۔ اسلامی نظام

کی تشکیل کا سلسلہ جاری ہو گیا ہے ہم لوگ بھی حتی المقدور جدوجہد کر رہے

ہیں۔

حضرت ایشیحؑ۔ معلوم ہو کر اطمینان ہوا۔

مستر شد۔ کیا مولانا محمد اسحاق صاحب جناب کے ارشاد پر اس سلسلہ میں (نظام

اسلامی کی کوشش میں) مدد کے لئے آسکتے ہیں۔

حضرت ایشیحؑ۔ بالفعل اُن کا سفر مشکل ہے

مستر شد۔ اسلامی نظام کے سلسلے میں مولانا محمد اسحاق صاحب جو کتا میں لکھی ہیں یا

جناب کی جو تحریریں اُن کی سخت ضرورت ہے۔ غالباً مولانا محمد اسحاق صاحب نے

مسلم کمیٹی کے سلسلہ سے اسلامی معاشی نظام و سیاسی نظام جناب کی

سرکردگی میں مرتب کیا تھا۔ شاید شائع ہو گیا ہوگا۔

حضرت ایشیحؑ۔ اسلامی نظام کی کوشش | ایک رسالہ تو اون کا حیدرآباد میں چھپا

ہے۔ اصل کتاب کا مسودہ نواب صاحب چھتاری کو بھیجا گیا تھا۔ معلوم نہیں

اون کے پاس ہے یا نہیں۔ وہاں کراچی میں کسی نظام اخبار کے ایڈیٹر جناب

عزیز ہندی صاحب ہیں۔ نیپر روڈ ۶۰۸ اون کا پتہ ہے۔ ان صاحب نے مولوی
 عبد الماجد صاحب سے نظام اسلامی مرتبہ مولوی محمد اسحاق صاحب کا ٹائپ
 شدہ مصحف نسخہ دیکھنے کے لئے منگایا تھا۔ اور پھر واپس نہیں کیا۔
 بڑا کام ہوگا۔ اگر آپ اس مسودہ کو حاصل کر کے مجھے مطلع کریں۔ چاہے
 آپ اُون کو میری یہ تحریر دیکھا دیں۔ میں نے اُن کو سی پی کے پہلے پتہ سے
 خط لکھا تھا۔ جواب نہیں ملا۔ اس کام کو آپ ضرور انجام دیں۔

مستر شہ۔ لاہور سے کچھ آدمی آئے تھے۔ وہاں پر مولانا مودودی صاحب اور علامہ
 اسد صاحب کوشش کر رہے ہیں۔ پنجاب و سرحد کے علماء و عوام اس نظام
 اسلام کی جدوجہد کے سلسلے میں سندھ سے آگے ہیں۔ راتے عامہ اس کی
 منتظر ہے۔ کہ اس سلسلے میں کوئی ان کو آگے بڑھائے۔ توجہ و جہد کریں۔ چاہے
 انقلاب کی صورت میں رونما ہو۔ اس سلسلے میں مولانا عثمانی صاحب کے یہاں
 بھی سندھ و سرحد و پنجاب کے علماء جمع ہوتے رہتے ہیں۔

حضرت اشیحؒ: دینی انقلاب | خدا کرے۔ ان سے کوئی مفید کام ہو سکے۔

ضرورت دل و دماغ کے انقلاب کی ہے۔ جو صحیح دعوتِ فکری ہو سکتی
 ہے۔ جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی سے ظاہر ہے۔ اس کے لئے
 شور و غل اور ہنگامہ اور دعوتِ جنگ و نبرد کی راہ غلط ہے۔ ہمارے علماء
 جدید ذرائع و وسائل کار سے ناواقف ہیں۔ جو شس سے کام لیتے ہیں۔ ہوش
 سے نہیں۔

جہاد بالقلم | جہاد باسیف سے زیادہ ضروری کام جہاد بالقلم ہے

حقوق زمینیں | افسوس ہے کہ وہاں کے لوگ حقوق زمین سے

بے خبر ہیں۔ اور بجائے فائدہ کے نقصان پہنچا رہے ہیں۔ ان حضرات میں سراسر
جوش ہی جوش ہے۔ جو اس زلزلے میں چنداں مفید نہیں۔ دلوں کا انقلاب
غیظ و غضب، جوش و خروش اور جذبہ انتقام اور استعمال سے نہیں پیدا
ہوتا۔ بلکہ ذرا سی غلطی "سلب نعمت" کا سبب بن سکتی ہے۔ امن و امان
اور ملت کی وحدت کا فیاض خسران زمین ہے

مکتوب ۱۲۳/۴

مستر شہد، مرشدی مولائی

حضرت اشیحؒ، عزیزی اعزکم اللہ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ خط کا آغاز بغیر سلام و دعا و سمجھ میں نہیں آیا۔

شاید آپ بھول گئے۔

مستر شہد، امید ہے کہ جناب بخیر ہوں گے۔ میرے لئے بہبودی داریں کی دعا

فسر ادیں

حضرت اشیحؒ، الحمد للہ خیریت ہے۔ آپ کے لئے دعا کرتا ہوں۔

مستر شہد، عزیز ہندی صاحب سنا ہے کراچی میں ہیں۔ ۲۳۵ نیپر روڈ پر نظام اخبار

کا دفتر ہے۔ وہاں سے ان کا پتہ نہیں چلا۔ نظام اخبار سے ان کا کوئی تعلق

نہیں۔ امید ہے کچھ معلوم ہو ہی جائے گا۔ مل جائیں۔ تو ان سے سو وہ

لے لوں گا۔

حضرت اشیحؒ۔ عزیز ہندی سے مسودہ ضرور واپس لیں۔ انہوں نے بڑا نقصان کیا۔
 مسترشد۔ یہاں آنے کے بعد مجھے اپنے معاشی مسئلہ کو حل کرنا تھا۔ اس تک دو
 ٹین گورنمنٹ کی دو تین عارضی ملازمتیں بھی مل گئی تھیں۔ اس کے علاوہ سورت
 کے احمد میاں، محمد میاں وغیرہ چار بھائی ہیں۔ ان کا تجارت کا کام جو ہنر جوگ وغیرہ
 میں بھی ہے۔ ان لوگوں نے یہاں ایک فرم کھولی ہے۔ میں نے ان کے پاس
 ڈیڑھ سو روپیہ کی ملازمت کر لی ہے۔ اسڈہ تنخواہ کل بڑھ جائے گی۔ ایسے سرکاری
 ملازمت کے ایک امتحان میں شریک ہوا تھا۔ اس کا انٹرویو باقی ہے۔ اسکا
 ہے کہ حکومت۔ / ۲۵۰ یا ۳۵۰ روپے ماہوار پر تقرری کرے۔ بہر حال میں
 ہر چیز پر تجارت کو ترجیح دی۔ فی الحال کام شروع کر دیا ہے۔ لیکن آخری فیصلہ
 آپ کی مرضی پر چھوڑ دیا ہے۔

حضرت اشیحؒ۔ تلاش رزق | اس معاملہ میں آپ خود اچھا فیصلہ کر سکتے ہیں لیکن
 مجھے تو یہ تجارتی سلسلہ اچھا معلوم ہوتا ہے۔ میں ان لوگوں سے مولانا محمد یوسف
 صاحب بنوری کے ذریعہ واقف ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو کامیاب کرے۔ اور
 برکت دیں۔

میرے بڑے داماد سید ابو عاصم ایم۔ اے ایل ایل۔ بی (ملیک) جو
 پٹنہ میں کئی سال سے وکالت کر رہے تھے۔ بہار کے ہنگامہ میں پریشان
 ہو کر میرے پاس آ گئے تھے۔ وہ دارالمصنفین میں بھی کچھ کام کر چکے تھے۔
 اردو کے ایم۔ اے ہیں۔ انگریزی بھی اچھی ہے۔ حضرت مولانا تھانوی رحمہ اللہ
 تعالیٰ کے فیوض سے آشنا ہیں۔ ایک سال وہ یہاں کی مجلس نشر و تالیف

میں انگریزی سے ایک تاریخی اسلامی کتاب کا ترجمہ کر رہے تھے۔ اس سے پہلے حضرت والد کی پسندیدہ کتاب ”سائنس اور اسلام“ کا انگریزی میں ترجمہ کر چکے ہیں۔ یہاں کی مجلس کی سرکاری امداد بند ہونے سے وہ بھی پاکستان مزم رکھتے ہیں۔ کل بمبئی گئے ہیں اور وہاں سے کراچی کا خیال رکھتے ہیں۔ کہ وہاں کوئی علمی یا تعلیمی یا تجارتی کام شروع کریں۔ اون کے بعض احباب اور اعترہ وہاں ہیں۔ میں نے اون کو ہدایت کی ہے۔ کہ وہ آپ سے بھی ملیں اور آپ سے سبھی مشورہ کریں۔ اگر وہ آپ تک پہنچیں تو آپ سے امید ہے کہ آپ انہیں مخلصانہ مشورہ دیں گے۔ اور جو مدد ممکن ہو۔

غزنی سید حسین کا تبادلہ شاید سیتاپور ہو۔

مستر شہدہ اسلامی نظام کے سلسلے میں جدوجہد جاری ہے۔ دیکھئے کیا نتیجہ نکلتا ہے۔

حضرت شیخؒ۔ نظام اسلام کی کوشش جاری رکھئے۔ ہم پر کوشش فرض ہے نتیجہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے

ابھی آپ کا کارڈ ملا۔ جس سے نظام اسلام اور غزیر ہندی کا پتہ چلا۔ جو ابی لفاظہ پرنٹنگ اس وجہ سے نہیں لگایا کہ پاکستان کے ٹکٹ لگانے سے یہ سیرنگ ہو جاتا ہے۔ اور ہندوستانی ٹکٹ نہیں تھا۔

والسلام، مختار عفی عنہ

حضرت شیخؒ۔ کوئی حرج نہیں۔

والسلام، سید محمد سلیمان

مکتوب ۱۲۲

مستر شد۔ - مرشدی و مولائی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
حضرت اشیحؒ۔ عزیز مکرم دام توفیقکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ
مستر شد۔ امید ہے کہ جناب بخیر ہوں گے۔

حضرت اشیحؒ۔ الحمد للہ خیریت ہے

مستر شد۔ - میرے لئے سکون قلب و بہبودی دارین کی دعا فرمائیں
حضرت اشیحؒ۔ دل سے دعا کرتا ہوں

مستر شد۔ - پھپھی دفعہ نہ معلوم کیوں خط کے آغاز میں القاب لکھنا بھول گیا۔
حضرت اشیحؒ۔ کچھ حرج نہیں۔ میں نے تینیا لکھ دیا ہے

مستر شد۔ - فی الحال میں جی۔ ایم سید صاحب کے یہاں مقیم ہوں۔ دو چار یوم میں جبکہ
میرے اور گھر والوں کے لئے جو کچھ عرصے بعد آنے والے ہیں۔ انتظام ہو جائیگا
تو یہاں سے چلا جاؤں گا۔

حضرت اشیحؒ۔ سن کر خوشی ہوئی۔ کہ انتظام ہونے والا ہے

مستر شد۔ - اسلامی نظام کے سلسلہ میں جدوجہد جاری ہے۔

حضرت اشیحؒ۔ سچر حال معلوم نہیں ہوا۔

مستر شد۔ - آج کل سکون قلب محسوس نہیں ہوتا۔ جسکی وجہ ایک جگہ پر قیام نہ ہونا ہے

حضرت اشیحؒ۔ امید ہے کہ اب حالات میں بھی سکون پیدا ہو گیا ہوگا

مستر شد۔ - پریشانی کے باعث صبح کے معمولات اور نماز باجماعت بھی نہیں ہونے پاتی۔

والسلام۔ مختار عفی عنہ

حضرت الشیخؒ۔ انشاء اللہ اب سامان ہو گیا ہوگا۔

سید سلیمان

مکتوب ۱۲۴۱
ب ۶۸

مے یہ گرامی نامہ گذشتہ مکتوب کے کاغذ پر لکھا ہوا ہے۔ مستقل خط ہے
لیکن کیونکہ حضرت والائے سابقہ خط کے ساتھ ہی اسے بھی لکھ دیا ہے
اس لئے مستقل نمبر اسے نہیں دیا گیا۔ بلکہ امتیاز کیلئے ۶۸ ب کر دیا ہے

(مرتب)

حضرت الشیخؒ: آپ کا دوسرا خط مورخہ ۱۲ اپریل کو ملا۔ اس میں آپ کے لئے کوئی
ہدایت کی ضرورت نہ تھی۔ اور یہاں اس کی ضرورت بوجہ مشورہ کی تھی۔ اس لئے
اس کو واپس نہیں کرتا۔

اسلامک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کے متعلق مزید معلومات کی ضرورت ہے
مجھ سے اس کے بانی کیا جاتے ہیں۔ وہاں مستقل قیام۔ یا چند روز کی حاضری
تفصیلات سے مطلع کیجئے۔ یہ انسٹی ٹیوٹ کہاں قائم ہوگا۔

میں یہاں ریاست کا ملازم ہوں۔ جب تک یہاں سے مستقل قطع تعلق نہ
ہو، مستقل آمد کیوں کر ہو سکتی ہے۔ پھر ہندوستان میں ندوہ اور دارالمصنفین کا کام
بھی مجھ سے متعلق ہے۔ اس کا انتظام بھی کچھ کرنا ہوگا، بہر حال اگر یہ معلوم
ہو کہ وہاں واقعی مجھ سے کام انجام پاسکے گا۔ تو بہت کی جائے۔ میں درس و
تدریس کے کام کا نہ ہوں۔ عمر ساٹھ سے اوپر ہو چکی ہے۔ یہ بھی لکھیں کہ کیا

جلسہ علمی کا دفتر ڈابھیل سے کراچی آگیا۔ اور محبی مولوی یوسف صاحب بنوری کہاں
ہیں۔ کیا کراچی آگئے ہیں۔

والسلام

سید سلیمان

مکتوب ۱۲۵
۶۹

مترشد: مرشدی و مولائی!

حضرت الشیخ: عزیز ذی وقکم اللہ تعالیٰ

مترشد: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید ہے کہ جناب بخیر و عافیت ہوں گے۔

میرے لئے بہبودی داریں کی دعاء فرادیں

حضرت الشیخ: السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ الحمد للہ کہ مع الخیر ہوں

دل سے فلاح داریں کی دعاء کرتا ہوں

مترشد: کچھ دنوں سے طبیعت پریشان و منتشر رہتی ہے

حضرت الشیخ: شاید مسافرت کے سبب یہ پریشانی ہوگی۔

مترشد: بعض اوقات بکسی سی محسوس ہوتی ہے۔ جیسے کہ قلب کو کسی دست

و مددگار کی تلاش ہو۔

حضرت الشیخ: دوست اللہ ہیں | دوست و معاون تو صرف ایک ہی ہے۔ آپ یہ

دعاء پڑھا کریں۔ حسبی اللہ نعم الوکیل۔ نعم المولیٰ ونعم النصیر

مترشد: بھائی عاصم صاحب سے ملاقات ہوگئی ہے۔ اب تقریباً روزانہ ہوتی ہے

حضرت الشیخ: اچھا ہوا۔ کہ ملاقات ہوگئی۔ اون کیلئے اللہ تعالیٰ جلد کوئی صورت پیدا کریں۔ آمین

مستر شد۔ نماز تو دن میں تقریباً تین چار وقت کی ہو جاتی ہے۔ گوجاقت ہی کرتے ہیں
حضرت اشیحؒ۔ دوری مسجد کے سبب سے اگر یہ ہے۔ تو خیر کچھ عذر ہے۔

مستر شد۔ مناجات مقبول، قرآن کریم پاؤ پارہ بغیر ترجمہ تلاوت اور گیارہ تسبیح استغفار
ورد و شریف، لا الہ الا اللہ اور یا مقلب القلوب ثبت قلبی علی دینک
لا حول ولا قوۃ الا باللہ کی ملا کر لیتا ہوں یا رفاق یا دھاب کی
تین تسبیح بھی کر لیتا ہوں۔

حضرت اشیحؒ معمولات | یہ سب ٹھیک ہیں۔

مستر شد۔ تقریباً ایک ماہ سے دارہی بھی رکھ دی ہے
حضرت اشیحؒ۔ دارہی | بارک اللہ۔ اللہ تعالیٰ مزید توفیق بخشیں۔ اور استقامت
عطا فرمائیں۔

مستر شد۔ اس سے قبل ایک عریضہ ارسال خدمت کر چکا ہوں۔ جواب سے ہنوز
محروم ہوں۔

حضرت اشیحؒ۔ کوئی خطبے جواب نہیں رہا۔ یا تو خط آیا نہیں۔ یا جواب آپ تک
پہنچا نہیں ہے۔

فقیر و سچوچران سید سلیمان

مکتوبہ ۱۲۶

امیر جامعہ احمدیہ۔ قاضی ریاست

بھوبال

انه من سليمان وانه بسم الله الرحمن الرحيم

عزیز مکرم۔ اداام اللہ توفیقکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ خدا کا شکر ہے کہ میں خیریت سے ہوں۔ اور اپنے کاموں میں مصروف ہوں۔ آپ کے لئے دعاؤں کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو فلاح دارین عنایت فرمادیں۔ آپ کا نفاذ ملا۔ حالات سے واقفیت ہوئی جن حضرات کے نام آپ نے لکھے ہیں۔ اون میں سے اکثر سے واقف ہوں میری موجودہ وابستگی جو اس ریاست سے ہے۔ اس کو تو میں نے کبھی بھی مستقل طور سے قبول نہیں کیا تھا۔ خیال تھا کہ ایک امیر وقت اپنے حدود ریاست میں عربی و مذہبی تعلیم اور علمی مجلس کی ترویج و اشاعت میں مجھ سے میری خدمت کا طالب ہے۔ اور مجھے بہر حال کسی نہ کسی خطہ میں مسلمانوں کی خدمت کرنی ہے۔ یہاں چلا آیا۔ اور ظاہر کر دیا تھا کہ یہ قیام ڈیڑھ دو برس کے لئے ہے۔ آگے اللہ جانے۔ اس لئے موجودہ گرفتاری میرے لئے زنجیر پا نہیں۔ جو ہے وہ نذرہ اور دار المصنفین ہیں۔ اور خصوصیت کے ساتھ نذرہ جہاں اس وقت میری سخت ضرورت ظاہر کی جا رہی ہے۔ مولوی احتشام الحق صاحب تشریف لائے تھے۔ چند روز ٹھہرے پھر تھانہ بھون گئے۔ شاید وہ دلی سے بذریعہ ہوائی جہاز واپس جاتیں۔ مجھے جس کام کے لئے آئے تھے وہ میری سمجھ میں نہیں آیا۔

قوموں کی تعمیر | قومیں کاغذوں اور مسودوں سے نہیں بنتیں وہ
دلوں کے بدلنے اور ذہنیوں کی اصلاح اور تعلیم و تربیت سے بن سکتی

میں۔ ایک بات صاف کہوں کہ میرے تو ان کے جسمانی و دماغی میں باقتضائے
 عمر اب ضعیف ہے۔ حاکمانہ اور منظمانہ قوت بھی مضاعف ہے۔ جو کچھ ہے وہ
 زبان اور قلم کی قوت ہے۔ جس سے کچھ کام لے سکتا ہوں۔ باقی میرے
 متعلق دوسرے سننے والے حسن ظن میں مبتلا ہوں۔ جو بہتر ہے۔ دور پہلے
 مولوی عبدالباری صاحب لکھنؤ میں بے کار ہیں۔ وہ آسکتے ہوں گے ان
 سے علماء اور طلبہ سب کچھ سیکھ سکتے ہیں۔ مگر وہ آدمی بہت اصول کے ہیں
 نے ابھی تک یہ طے نہیں کیا ہے کہ مجھے کیا کرنا چاہیے۔ اور کہاں رہنا چاہیے
 اگر ہندوستان کے لئے میں بیکار ہوا تو پھر کوئی دوسرا خطہ تلاش کروں گا۔
 بالفعل مجاز کے سفر کا قصد مقدم ہے۔ اس سے فراغت کے بعد فیصلہ
 ہو سکے گا)

عزیزی عام سلمہ کا خط بہت دنوں سے نہیں آیا ہے۔ خدا کرے کہ
 اون کے لئے کوئی بہتر صورت پیدا ہو سکے
 ابھی اون کا خط آیا۔ نقی بھی خط نہیں لکھتے۔ اون سے کہیے۔

والسلام

سید سلیمان۔ ۲۲ اپریل ۱۹۴۸ء

مکتوب ۱۳۶/۴۱

عزیزم وفقکم اللہ تعالیٰ
 السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ الحمد للہ خیریت ہے

طالبین پر شفقت | مدت سے آپچی خیریت نہیں معلوم۔ عزیز ابوعاسم سلمہ
کا بھی تو کوئی حال نہیں معلوم۔ سب کے لئے دعاء خیر کرتا ہوں۔ سفر حجاز کا قصد ہے
مگر حاجیوں کی کثرت سے جگہ (کی) مشکل پڑ رہی ہے۔

یاد رہے، اور ملاقات ہو تو مولوی احتشام الحق، مولوی محمد حسن اور حافظ

محمد عثمان صاحبان سے سلام کہہ دیں۔ والسلام

فقیر سید سلیمان

۲۶ اگست ۱۹۳۸ء

مکتوب ۱۳۸/۷۲

مستشرق۔ مرشدی و مولائی

حضرت الشیخ۔ عزیز ابوعاسم سلمہ کے توفیق کم

مستشرق۔ السلام علیکم

حضرت الشیخ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مستشرق۔ امید ہے کہ جناب نجیر ہوں گے۔

حضرت الشیخ الحمد للہ تعالیٰ خیریت ہے۔

مستشرق۔ میرے لئے بہبودی داریں کی دعاء فرمادیں۔

حضرت الشیخ، دل سے دعا ہے

مستشرق۔ جناب حج کے لئے کب تشریف لیجا رہے ہیں

حضرت الشیخ، جانے کی تاریخ ۲۷، ۲۸ ستمبر ۱۹۳۸ء ہے۔ اگر توفیق ملی سید حسین کا

بڑا لڑکا اناؤ میں ٹانٹھا ٹیڈ میں دو ہفتوں سے علیل ہے۔ والدہ مسلمان
مع مسلمان کل اناؤ روانہ ہوئے۔ اب معاملہ بچہ کی صحت پر موقوف ہے
اللہ تعالیٰ اوس کو صحت کاملہ و عاجلہ دیں۔ اور مانع سفر دور فرمائیں
جہاز کے کراچی رکنے کا قرینہ نہیں ہے۔

مستر شد : ابو عاصم صاحب سے روزانہ ملاقات ہو جاتی ہے۔ بخیر
ہیں۔ پریکٹس شروع کی ہے۔

حضرت اشینؒ : غیر نزی عاصم کے لئے ہر روز دعا کرتا ہوں۔

مستر شد :۔ میاں صاحب ابو ظفر صاحب ندوی مصنف تاریخ سندھ کی تاریخ
گجرات کو دیکھنا چاہتے ہیں اور طباعت کی شرائط طے کرنا چاہتے ہیں۔

حضرت اشینؒ : اس معاملہ کے متعلق آپ مولوی سید ابو ظفر صاحب ندوی سے
حب ذیل پتہ سے مراسلت کریں۔

گجرات ڈرنیکلر سوسائٹی احمد آباد

مستر شد : مولوی عبدالباری صاحب اور مولوی ابرار الحق صاحب کو بلانے
کے لئے لکھا جا چکا ہے۔ غالباً آجائیں گے

حضرت اشینؒ :۔ مولوی عبدالباری صاحب اور مولوی ابرار الحق صاحب کے سفر کا حال
معلوم ہوا۔ ایک کارڈ بھی آپ کو بھیجا ہے۔ شاید آپ کو ملا ہو۔

آپ کا ایک تولیہ یہاں چھوٹ گیا ہے

سیچدراں۔ سید سلیمان

۶ ستمبر ۱۹۴۸ء

مکتوب ۱۲۹/۲

مترشد، مرشدی و مولائی۔ السلام علیکم
حضرت الشیخ، عزیز زری و حبیبی و فقہم اللہ تعالیٰ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

مترشد، امید ہے کہ جناب بخیر و عافیت ہوں گے
حضرت الشیخ، الحمد للہ خیریت ہے
مترشد، سید حسین کا بچہ اچھا ہوگا۔

حضرت الشیخ، سید حسین کا بچہ بھی اب اچھا ہے۔ میں نے آپ کو کارڈ طلب
خیریت کا لکھا تھا۔ شاید نہ ملا۔

مترشد، میرے لئے یہودی دارین کی دعا فرمائیں۔

حضرت الشیخ، اللہ تعالیٰ سے آپ کی فلاح دارین کی دعا ہے۔

مترشد، پچھلے دنوں گھر والوں کو لینے بیٹھی گیا تھا۔ ہفتہ عشرہ بیٹی گذرا۔ اب
سب یہیں ہیں۔ ابو عاصم صاحب بھوپال آنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

حضرت الشیخ، اچھا ہوا آپ کے گھر کے لوگ بھی آپ کے ساتھ آگئے عام میں
کل شام کو بخیریت پہنچے۔

مترشد، مولانا عبدالباری صاحب اور مولانا ابرار الحق صاحب سفر ختم کر کے
اپنے اپنے مقام پر پہنچ گئے۔ ابھی تک اپنے فیصلہ سے مطلع نہیں کیا۔

حضرت الشیخ، مولوی عبدالباری صاحب کا خط پہنچنے کا لکھنؤ سے آیا ہے۔
مترشد، آج کل طبیعت میں انتشار ہے۔ سکون قلب نہیں ہے۔ معمولات

میں بھی کوتاہی ہو جاتی ہے۔ قضا نمازوں کا کوئی صحیح اندازہ نہیں۔ خیال ہے کہ ہر نماز کے ساتھ ایک قضا ادا کر لیا کروں۔ سکون کے لئے بھی دعاء فرمادیں۔

حضرت اشیحؒ، معمولات میں کوتاہی | یہ حالت تو سخت قابل اصلاح ہے اور عزیمت کے سوا اس کا کوئی علاج نہیں۔ اس حالت سے مرض شروع ہوتا ہے۔ اس لئے آپ کو سخت تنبیہ کی سخت ضرورت ہے۔
مترشد، آپ نے اپنا فیصلہ حج تک ملتوی کیا تھا۔ اب آپ نے کیا فیصلہ فرمایا۔

حضرت اشیحؒ، ابھی کوئی فیصلہ نہیں۔

مترشد، مفتی صاحب، مولانا محمد حسن صاحب، مولانا احتشام الحق صاحب سے ملاقات ہوتی رہتی ہے

والسلام - مختار

حضرت اشیحؒ، ان صاحبوں سے ملاقات ہو۔ تو سلام کہہ دیوں۔

والسلام

سید سلیمان ۲۲ ذی الحجہ ۱۳۶۷ھ

مکتوب ۱۵۰/۷۴

مترشد، مرشدی و مولائی۔ السلام علیکم۔
حضرت اشیحؒ، عزیز نبی مکرم ادام اللہ توفیقکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مترشد: امید ہے کہ جناب بخیر ہوں گے۔
حضرت اشیحؒ: الحمد للہ تعالیٰ۔

مترشد: میرے لئے بہبودی داریں کی دُعا فرمادیں۔
حضرت اشیحؒ: اللہ تعالیٰ آپ کے لئے فلاح داریں فرمادیں۔

مترشد: طبیعت میں انتشار ضرور ہے۔ گو پہلے سے کم۔ معمولات پورا کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ اور نماز پنجوقتہ کی بھی۔

حضرت اشیحؒ: پابندی معمولات | جو کچھ ہو رہا ہے اس پر شکر کیجئے۔ اور نہیں ہو رہا ہے اس کے لئے ہمت کیجئے۔

مترشد: بھائی عاصم صاحب معلوم نہیں کب تک واپس ہو رہے ہیں۔ جناب نے بھی غالباً کوئی فیصلہ (اپنے آئندہ جانے قیام وغیرہ کا) فرمایا ہوگا۔

حضرت اشیحؒ: وہ یہاں سے روانہ تو ۷ نومبر کو بیٹی ہو گئے۔ مگر بیٹی میں اُن کو رکنا پڑا۔ اب ۷ مارچ کو چلے جائیں گے۔

تفویض شیخ | میرا فیصلہ کیا۔ اللہ تعالیٰ سمان فرمائیں گے۔

مترشد: ایک ماہنامہ "مستقبل" مجلس علمی کی طرف سے ماہ محرم سے شائع کر رہے ہیں۔ اس کیلئے جناب سبھی کوئی مضمون چاہے مختصر ہی ہو۔ روانہ فرمادیں۔

والسلام۔ منجد

حضرت اشیحؒ: بہت اچھا ہے۔ نکلیئے۔ ابھی ذہن میں کسی نئے پر کچھ سوچنے کی صلاحیت نہیں۔ کجا دانشدہ حال ماسبکساران ساحلہا

والسلام: فقیر سچان سید سلیمان۔ ۱۸ محرم ۱۳۶۸ھ

مکتوب ۱۵/۷

مستر شد : مرشدی و مولائی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت اشیحؒ : محبی و عزیز بنی ادم اللہ توفیقکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مستر شد : امید ہے کہ جناب بخیر ہوں گے۔

حضرت اشیحؒ :- الحمد للہ خیریت ہے۔

مستر شد : میرے لئے بہبودی دارین کی دعا فرمادیں۔

حضرت اشیحؒ : بدل و جان دعا کرتا ہوں۔

مستر شد :- ابو عالم صاحب سے ملاقات ہوتی رہتی ہے۔

حضرت اشیحؒ : الحمد للہ تعالیٰ

مستر شد : معمولات میں کوتاہی ہو رہی ہے۔ جس کیلئے ندامت ہے۔ آئندہ

کیلئے کوشاں ہوں۔

حضرت اشیحؒ : معمولات میں کوتاہی اور اس کا علاج | معمولات میں کوتاہی اگر کسی

عذر کے سبب سے ہے۔ تو خیر ورنہ بظاہر اس کمی کا سبب تو اپنے

ارادہ اور عزیمت کو کام میں نہ لانا ہے۔ پھر ندامت کس سے ہے۔ مجھ

سے تو ہو نہیں سکتی کہ میرے کام تو قصور ہوا نہیں۔ ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ

سے ندامت ہے۔ مگر ایسی ندامت جس کے ساتھ آئندہ کی عزیمت

نہ ہو۔ کار ہے۔ اور رسی ہے۔

مسترشد بر طبیعت منتشر سی رہتی ہے۔ سکون قلب محسوس نہیں ہوتا۔ مشغولیت بہت زیادہ رہتی ہے اور کاموں کے سلسلے میں لوگوں سے ملنے ملانے میں بھی کافی وقت صرف ہوجاتا ہے۔ غالباً اس بناء پر انتشار رہتا ہے اس کیلئے کیا کیا جائے۔

حضرت شیخ: علاج غفلت | ضروری اشغال میں غفلت کا علاج وقتاً فوقتاً قلب کو اللہ تعالیٰ کی طرف مشغول کر لینا ہے

مسترشد: مولانا محمد حسن صاحب، مولانا احتشام الحق صاحب مفتی محمد شفیع صاحب و بھائی صاحب سب بخیر ہیں اور سلام عرض کرتے ہیں۔

والسلام۔ خادم مختار

مسترشد: ان بزرگوں کو بھی بوقت ملاقات میرا سلام پہنچا دیں
والسلام

سید سلیمان۔ ۱۵ جنوری ۱۹۴۹ء

(رہوائی ڈاک کے لغافہ پر ۳ کے ٹکٹ لگتے ہیں)

مکتوب ۱۵۲/۷۶

مسترشد: رشدی و مولائی۔ السلام علیکم۔

حضرت شیخ: محب صمیم ادام اللہ توفیقکم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

مسترشد: امید ہے کہ جناب بخیر ہوں گے۔

حضرت الشیخ، الحمد للہ تعالیٰ کہ خیریت ہے۔ کچھ کوششی اسباب سے طبیعت مضحمل ہے
مسترشد: میرے لئے بہبودی داریں کی دعا فرمادیا کریں

حضرت الشیخ، اللہ تعالیٰ فلاح اور اصلاح داریں عنایت فرمادیں۔

مسترشد: کچھ عرصہ سے سکون قلب میسر نہیں۔ معمولات میں بھی کوتاہی ہوتی
ہے۔ کچھ لوگوں کے غلط معاملات کی بناء پر تکدہ ہوتا ہے۔ بعض اوقات
یہ محسوس ہوتا ہے کہ اگر لوگوں سے بہت کم تعلق رکھا جائے اور گوشہ تنہائی
میں آدمی زندگی گزارے تو سکون ملے۔ ملنے والے معاملات میں تکلیف
دہ ہوتے ہیں۔

حضرت الشیخ: سکون قلب نہ ہونے کا سبب | سکون قلب کیوں میسر نہیں۔

اگر دنیا کے معاملات میں قناعت اور دین میں حرص پیدا ہو جائے۔ تو
سکون قلب برہم نہ ہو۔ مگر ہم اس کا اٹا کرتے ہیں۔ یعنی دین میں قناعت
اور دنیا میں حرص اس کا لازمی نتیجہ ہے اطمینانی ہے۔

لوگوں سے ملاقات | ایک کاروباری ملنا ہے۔ جیسے بازار میں جا کر

بوقت ضرورت دکانداروں سے ملتے ہیں۔ اس ملاقات کا کوئی برا اثر انشاء اللہ

نہیں پڑے گا۔ اور ایک وہ ملاقات ہے۔ جس میں قلب کا لگاؤ اور

ملاقات کی لذت بھی شامل ہے۔ یہ ملاقات بے شبہ نا اہلوں سے پیدا

کرنا دین کو مضر ہے۔ ان سے بچنا چاہیے۔

مسترشد: میاں عاصم صاحب بخیر عافیت ہیں۔ ملاقات ہوتی رہتی ہے۔

والسلام نختار احمد عفی عنہ۔

حضرت الشیخ: میاں عاظم صاحب کی خیریت ایک مہینہ سے نہیں معلوم۔ ان کو سنا تھا کہ مکان کی تکلیف ہے جس مکان میں پہلے تھے وہ پردہ دار نہ تھا۔ اب معلوم نہیں کیا حال ہے۔ وہ مکان شاید میاں صاحب کا ہے۔ اگر آپ ان کی اس بارہ مدد کر سکتے ہوں تو کیجئے۔ یہ بھی نہ معلوم کہ اب ان کی صحت کیسی رہتی ہے۔

والسلام
فقیر سید محمد ان سید سلیمان

مکتوب ۱۵۳

مترشد: مرشدی دمولائی
حضرت الشیخ: غزنی و محبی و فقہم اللہ تعالیٰ۔

مترشد: السلام علیکم
حضرت الشیخ: السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

مترشد: اُمید ہے کہ جناب بخیر ہوں گے
حضرت الشیخ: الحمد للہ تعالیٰ خیریت ہے

مترشد: میرے لئے بہبودی دارین کی دعاء ضرور فرمادیں
حضرت الشیخ: حسب دستور دعاء کرتا ہوں۔

مترشد: جمعیت قلب اب بھی میسر نہیں۔ گو پہلے سے کیفیت بہتر ہے۔

حضرت اشیحؒ: جمعیت قلب | جمعیت قلب کیوں حاصل نہیں۔ اس پر غور کیجئے
کیا وہ دنیاوی پریشانی ہے۔ یا دینی ہے۔

مسترشد: معمولات پر پورے طور پر عمل کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ نماز
چار وقت کی توجاعت سے ہو جاتی ہے۔

حضرت اشیحؒ: معمولات پر عمل | معمولات پر پورے طور پر کوشش عمل کی ہے
مگر یہ کوشش کامیاب ہوتی ہے۔ یا ناکام۔ اگر ناکام ہوتی ہے۔ تو
کیوں۔

مسترشد: کچھ شکوک بھی ذہن میں آج کل کے نوجوانوں کی طرح آتے
رہتے ہیں۔ جو کہ تکلیف دہ ثابت ہوتے ہیں۔

حضرت اشیحؒ:۔ شکوک کا علاج | شکوک کا علاج تو بڑا استغفار ہے اور
اپنے کام میں انہماک بشکوک بیکاروں کو ہوتے ہیں۔ کام کرنے والوں
کو نہیں

مسترشد: ابو عاصم صاحب بخیر ہیں اور گاہے گاہے ملتے رہتے ہیں۔
حضرت اشیحؒ: عاصم میاں کی خیریت تو معلوم نہیں۔ مگر آپ مکان کے متعلق
اون کا کوئی کام کر سکے یا نہیں۔

مسترشد: کیا آپ بھوپال میں مقیم رہیں گے۔ یا لکھنؤ وغیرہ تشریف
لیجانے کا خیال ہے۔ والسلام مختار

حضرت اشیحؒ: ابھی تک فیصلہ نہیں کیا ہے۔ والسلام

بندہ بھوپال سید سلیمان

مکتوب ۱۵۲
۷۸

مسترشد: مرشدی و مولائی

حضرت اشیح: محبی و عزیز زادم اللہ تعالیٰ توفیقاً

مسترشد: السلام علیکم

حضرت اشیح: السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مسترشد: امید ہے کہ جناب بخیر ہوں گے۔ غالباً ابو عاصم صاحب تو پہنچ گئے ہوں گے اور یہاں کے مفصل حالات بیان کئے ہوں گے۔

حضرت اشیح: آج کل وطن میں مقیم ہوں وسط جون میں بھوپال والی ہوگی عاصم میاں پہنچے۔ حالات معلوم ہوئے۔ ایم۔ بی۔ اے احمد صاحب کا کوئی خط مجھے نہیں ملا۔

مسترشد: پنجوقتہ باجماعت نماز اور معمولات پر عمل کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ اب قلبی کیفیت بہتر ہے۔ گو کچھ دنیوی تفکرات اور کچھ دینی مکمل نہ ہونے کی وجہ سے رہتے ہیں

حضرت اشیح: معمولات اللہ آپ کی اس کوشش کو کامیاب فرمادیں۔ حالت کی بہتری پر مبارکباد۔

دینی زندگی کی عدم تکمیل | اگر یہ عدم تکمیل آپ کے اختیاری امور

میں ہے تو علاج عزم صحیح ہے۔ اگر غیر اختیاری امور میں سے ہے تو پھر تفکر بیکار ہے۔

مسترشد: میرے لئے بہبودی دارین و سکون قلب کی دعا فرمادیں

حضرت الشیخ: آپ کے لئے دلی دعا ہے
 مترشد: معلوم نہیں آج کل جناب کہاں ہیں اور آئندہ کیا پروگرام ہے
 حضرت الشیخ: آج کل رخصت پر وطن میں ہوں وسط جون تک بھوپال واپسی
 ہوگی، بھوپال پہنچ کر معلوم ہوگا کہ آئندہ کیا صورت ہوگی۔ ذی قعد
 میں پھر سفر حج کی نیت کرنا ہوں۔ والسلام
 ۲ شعبان ۱۳۶۸ھ

دمہربانی کر کے دوسرا خط مولوی احتشام الحق صاحب تک پہنچادیں
 اگر وہ وہاں مقیم ہوں۔)

مکتوب ۱۵۵/۹

مترشد: مرشدی و مولائی
 حضرت الشیخ: محبی و عزیز ادا م اللہ تعالیٰ توفیق کم۔
 مترشد: السلام علیکم
 حضرت الشیخ: السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔
 مترشد: اس سے قبل دو عریضے ارسال خدمت کر چکا ہوں مگر جواب
 سے محروم رہا۔

حضرت الشیخ: عجب بات ہے۔ کہ آپ نے دو خط پہلے بھیجے۔ مجھے
 ایک ملا۔ مگر وہ بھی خدا جانے کہاں گم ہو گیا۔ اب تک نہیں ملا۔ پتہ
 یاد نہ رہنے کے سبب سے جواب نہ دے سکا۔ اب آپ کا تیسرا خط آیا

آپ کا ایک تولیہ یہاں چھوٹ گیا ہے
 مترشد، جناب حج کے لئے کب تشریف لے جائیں گے۔
 حفرة الشیخؒ؛ میرا ارادہ ہے کہ ستمبر کے وسط میں سفر حج اختیار کریں
 ممکن ہے یہ جہاز کراچی ٹھہرے۔

مترشد:- کچھ نخلص ویندار حضرات کا خیال ہے کہ یہاں پر ایک جماعت
 ویندار حضرات کی بنائی جائے۔ جس میں ہر عمر کے لوگ شامل ہوں جو دین
 کی خدمت معمولی تنخواہ پر کر سکیں۔ آپ کی کیا رائے ہے۔ اصول کیا ہوں۔
 شجاعت علی صاحب صدیقی ڈپٹی ایڈیٹر جنرل پاکستان بھی اس
 سلسلہ میں کافی کوشاں ہیں۔ والسلام

مختار عفی عنہ

حفرة الشیخؒ: خدمت دین | درکار خیر حاجت بیسج استخارہ نیست
 مناسب ہے کہ ایسی جماعت بے غرض اور قانع وینداروں کی بنائی جائے
 نام خدام الدین رکھ لیں۔ مقاصد یہ ہوں۔

۱: نوجوانوں اور طالب علموں میں دینی لٹریچر کی اشاعت یا ماہانہ
 دینی جلسوں میں دعوت

۲- عام طور سے لوگوں کو دین کی طرف دعوت دینا۔

۳- نماز کی تاکید

۴- صورت و شکل و خیالات و عقائد و اعمال میں اتباع دین کی

تحریر۔

۱۵۔ زکوٰۃ کی ترغیب

۱۶۔ اسلامی اخلاق کی تعلیم

۱۷۔ شبینہ مدارس یا زبانی تعلیم سے ناواقفوں کو مسائل دین کی تعلیم

جو صاحب کوشاں ہوں۔ وہ انشاء اللہ اجر عظیم کے مستحق ہوں گے

عزیزی ابو عاصم کے متعلق معلوم نہیں کہ اون کو کوئی ذریعہ رزق

حاصل ہوا یا نہیں؟ والسلام

فقیر و سچیدان سید سلیمان

۲۷ رمضان المبارک ۱۳۶۸ھ

مکتوب ۱۵۶/۸۰

مستر شد :- مرشدی و مولائی

حضرت الشیخ :- عزیزی و فقہم اللہ تعالیٰ

مستر شد :- السلام علیکم

حضرت الشیخ :- السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مستر شد :- امید ہے کہ جناب بعافیت ہوں گے۔

حضرت الشیخ :- الحمد للہ بعافیت ہوں۔

مستر شد :- میرے لئے بہبودی داریں کی دعاء فرمادیں۔

حضرت الشیخ :- آپ کی خیر داریں کے لئے بدل و جان داعی ہوں

مستر شد :- جناب مجاز میں تشریف رکھتے تھے۔ ایک عریضہ ارسال کیا تھا

مگر جواب سے محروم رہا۔
 حفرة الشيخ :- ممکن ہو، ملا ہو، مگر جواب نہ جاسکا ہو۔
 مسترشد :- ابو عاصم سے صبح و شام ملاقات ہوتی رہتی ہے۔ آج کل اُن کی
 چھوٹی بچی کی طبیعت کچھ علیل ہے۔
 حفرة الشيخ :- اس بچی کی خیریت ایک ہفتے سے معلوم نہیں۔ اگر آپ لکھ
 سکیں تو لکھیے۔

مسترشد :- مولانا احتشام الحق صاحب کو پرسوں ہم لوگوں نے رخصت کیا غالباً
 پہنچ گئے ہوں گے۔ ہم سب لوگ منتظر ہیں
 حفرة الشيخ :- جی ہاں آئے تھے۔ مستقبل کا حال اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے یہ خط
 ادن کی موجودگی میں آیا تھا۔ وہ انتظامات میں مصروف ہیں
 مسترشد :- کچھ بے سکونی سی رہتی ہے۔ معمولات بھی مکمل طور پر پورے نہیں
 ہو پاتے۔ وجہ غالباً ہمت و ارادہ کا ضعف ہو۔

والسلام

مختار عفی عنہ - پوسٹ بکس نمبر ۲۷۸، کراچی

حفرة الشيخ :- معمولات کی بہار ہمت پر موقوف ہے | جی ہاں، ہمت کی کمزوری
 معمولات کی ساری بہار کو کھو دیتی ہے۔ اس کا علاج خود آپ کے
 ہاتھوں میں ہے۔

والسلام

سید سلیمان - ۲۲ مارچ ۱۹۵۰ء

مکتوب ۱۵۷/۸۱

مترشد: مرشدی و مولائی
 حفرة الشيخ: عزیز مکرم وفقکم اللہ تعالیٰ
 مترشد: السلام علیکم۔ امید ہے کہ جناب بعافیت ہوں گے۔
 حفرة الشيخ: السلام علیکم ورحمة اللہ۔ الحمد للہ تعالیٰ خیریت ہے
 مترشد: ۱۔ بہبودی دارین اور مقدمہ کے سلسلے میں بریت کی خاص طور پر
 دعاء فرماویں۔ فیصلہ اپریل کے اوائل تک ہوگا۔

حفرة الشيخ: آپ کی بہبودی دارین اور براعت کی دعاء ہے
 سالک کو مواقع تہمت سے بچنا چاہیئے | آپ کو بھی مواقع تہمت
 سے بچنے کی پوری کوشش کرنی چاہیئے ورنہ سلسلے کی بدنامی اور
 دین کی اہانت کا باعث ہوتا ہے۔

مترشد: پنجوقتہ نماز باجماعت کی کوشش کرتا ہوں۔

حضرت الشيخ: مبارک

مترشد: اگر صبح کو دیر میں آنکھ کھلے اور جماعت جاتی رہے یا نماز
 قضا ہو جائے۔ تو اگر یہ قصداً نہ ہو۔ تو کیا گناہ ہے۔
 حفرة الشيخ: قصداً اگر نہ ہو۔ تو گناہ نہیں صبح کو جس وقت آنکھ کھلے
 بشرطیکہ مکروہ وقت نہ ہو نماز پڑھ لی جائے۔

مترشد: کیونکہ گھر پر اٹھنا میرے لئے دشوار ہے۔ اس لئے اکثر
 مکی مسجد یا تبلیغی جماعت کے ساتھ دوسری مساجد میں سوتا ہوں تاکہ

نماز تہجد بھی ہو جائے۔ کچھ ذکر کا وقت بھی ملے اور نماز فجر بھی باجائز
ہو جائے۔ ذکر بالجہر کر لیتا ہوں بہ نسبت خاموشی سے کرنے کے

مفید معلوم ہوتا ہے

حضرت الشیخؒ، مناسب ہے۔ اللہ تعالیٰ مزید توفیق بخشیں۔

مترشد؛ کیا دنیاوی پریشانیاں سب گناہوں کی وجہ سے ہوتی ہیں۔

والسلام۔ مختار

حضرت الشیخؒ؛ دنیاوی پریشانیوں کا سبب

سُکھ تو نہیں مگر بعض
ہوتی ہیں۔

والسلام

فقیر الی اللہ سلیمان

یکم جادی الثانی ۱۳۷۰ھ

مکتوب ۱۲/۱۵۸

مترشد؛۔ مرشدی و مولائی

حضرت الشیخؒ؛۔ عزیز مکرم و فقہم اللہ تعالیٰ۔

مترشد؛۔ السلام علیکم

حضرت الشیخؒ؛۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مترشد؛ امید ہے کہ جناب بعافیت ہوں گے۔

حضرت الشیخؒ؛۔ الحمد للہ خیریت ہے۔

مسترشد :- بندہ کے لئے بہبودی دارین اور سکون قلب کی دعاء فرمادیں
حضرت الشیخ :- آپ کے لئے دل سے دعاء ہے۔

مسترشد :- اس ڈیڑھ سال کی پریشانی کے بعد ۱۵ دسمبر سے میں نے
انجمن اشاعت قرآن میں -/۳۵۰ روپے ماہوار عارضی طور پر بطور معاوضہ
اعزازی قبول کر لیا ہے۔ مستقل طور پر تجارت ہی کی طرف رہنے کا
خیال ہے۔

حضرت الشیخ :- تلاش رزق اچھا کیا کہ یہ کام اپنے ذمہ لے لیا۔ ہم حیرا و
ہم ثواب

مسترشد :- طبیعت اکثر پریشان رہتی ہے۔ سکون قلب حاصل نہیں ہوتا۔
حضرت الشیخ :- انشاء اللہ ظاہری پریشانی ختم ہونے سے باطنی پریشانی بھی دور
ہو جائے گی۔

مسترشد :- کبھی کبھی اپنے اندر کبر کا شبہ معلوم ہوتا ہے۔ بظاہر ایسا تو نہیں ہے
حقیقتاً نہ معلوم کیا صورت ہے

حضرت الشیخ :- کبر کبر خود سے نہیں لگ جاتا۔ جب تک غیر کی تحقیر کی نیت
شامل نہ ہو۔

مسترشد :- انجمن اشاعت قرآن کے علاوہ کچھ وقت تبلیغی جماعتوں اور ماہنامہ
مستقبل کے لئے صرف کرتا ہوں۔

حضرت الشیخ :- رضا باقضا اور تفویض میں راحت ہے | تبلیغی کام میں شرکت اور
"مستقبل" اور رابطہ قرآن وغیرہ کے کام حسن نیت سے کریں

تو مناسب ہے، المصنوع کا سبب زیادہ تر بندہ کی اپنی تجویزیں ہوتی ہیں۔ ان تجویزوں کو ختم کر کے راضی برضا ہو جائے۔ تو کوئی المصنوع نہیں۔

مستر شدہ: خواہش ہے کہ کسی ایسے تعلیمی ادارہ یا یونیورسٹی کی تشکیل کر سکوں۔ جس میں علوم معاش و علوم معاد کو صحیح توازن کے ساتھ سمویا جاسکے۔ اور اس کے ساتھ ایک علمی تحقیقی ادارہ بھی ہو، حضرت والا کا کیا مشورہ ہے۔

حضرت الشیخ: اپنی بساط سے بڑھے ہوئے کام کا ارادہ! ابھی اس باب میں کوئی خاص مشورہ نہیں دے سکتا۔ ابھی اسی راہ پر آپ چلتے ہیں۔ جس پر چل رہے ہیں۔

مستر شدہ: بعض حضرات تو دستور سازی وغیرہ کی مہم کو ہی سب سے زیادہ اہم سمجھتے ہیں۔

والسلام

خادم۔ مختار عفی عنہ۔

حضرت الشیخ: سیاست! آپ ادھر متوجہ نہ ہوں

والسلام

۱۴ جنوری ۱۹۵۱ء

مکتوب ۱۵۹/۸۳

مستر شدہ: مرشدی و مولائی
حضرت الشیخ: عزیز مکرم و فقہم اللہ تعالیٰ۔

مترشد :- السلام علیکم
 حفرة الشيخ :- السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ
 مترشد :- امید ہے کہ حضرت بخیر دعائیت ہوں گے۔
 حفرة الشيخ :- الحمد للہ خیریت ہے

مترشد : میرے لئے بیہودگی داریں کی دعاء فرمائیں۔ اب میرے معاملہ کی
 تاریخ ۱۲ اپریل مقرر ہوئی ہے

حفرة الشيخ : آپ کے لئے درگاہ الہی میں دعاء ہے۔ اللہ تعالیٰ بری فرما کر
 آپ کو توفیق خیر عطا فرمائیں
 مترشد : مجھے عرصہ سے اسراف کی عادت ہے۔ اس کو دور کرنے کی کیا
 تدبیر ہے؟

حفرة الشيخ :- اسراف | اس کی تدبیر یہ ہے کہ آپ مال کو اللہ تعالیٰ کی
 امانت سمجھیں اور ایک امین کو امانت میں جس طرح احتیاط برتنی چاہیے
 برتیں اور اس کا استحضار رکھیں کہ آپ کو اس کا حساب دینا ہوگا۔

مترشد :- کذب کا بھی صدور ہو جاتا ہے۔ گو اکثر بے ضرر قسم کا ہوتا ہے۔
 اس سے نجات کی کیا صورت ہے۔

حفرة الشيخ :- کذب | کذب خواہ بے ضرر ہی ہو۔ پھر بھی وہ کذب ہے
 اور یہ بہت سی برائیوں کی جڑ ہے۔ یہ تصور فرمائیں کہ ہر آن اللہ تعالیٰ کسی
 طرف سے آپ کے ہر قول و عمل کی نگرانی ہو رہی ہے۔ اور آپ اللہ تعالیٰ
 کی نگاہوں سے پوشیدہ نہیں ہیں۔

مترشد :- عزم و ہمت میں ضعف کی وجہ سے گناہ ہو جاتے ہیں ہمت
 میں تقویت کی کیا تدبیر ہے کہ گناہ نہ ہونے پائے
 والسلام۔ مختار عفی عنہ

حضرت اشیحؒ :- عزم و ہمت نہ ہونے کا شہبہ | عزم و ہمت میں تو ضعف
 معلوم نہیں ہوتا۔ ورنہ بڑے بڑے کام آپ نہ کر سکتے بلکہ برائی سے
 بچنے میں آپ اپنی ہمت صرف نہیں کرتے اور ظاہری فوائد پر نظر
 رکھتے ہیں۔ یہ عادت چھوڑ دیجئے۔

والسلام۔ سید سلیمان

مکتوب ۸۴ / ۱۶۰

مترشد :- مرشدی و مولائی
 حضرت اشیحؒ :- محب مخلص۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مدد فرمائیں۔
 مترشد :- السلام علیکم
 حضرت اشیحؒ :- السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ آپ کا تار بھی ملا۔
 مترشد :- اب مقدمہ کی تاریخ ۲۲ اپریل ہے۔ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ
 اس سے جلد نجات بخشیں۔ والسلام۔ مختار عفی عنہ
 حضرت اشیحؒ :- دل سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس ابتلا سے نجات بخشیں۔
 آج شام تبلیغی جماعت کے اصرار سے پشاور جاری ہوں جلد واپس آؤں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

والسلام۔ سید سلیمان

۲۱ اپریل ۱۹۵۱ء

۴۱۲
بنا م حکیم مولوی محمد عبداللہ صاحب ندوی

ٹنڈو آدم

متعلق مجوزہ دارالعلوم ندوۃ العلوم لکھنؤ

ٹنڈو آدم



اِنَّهُ مِنْ سُلَيْمَانَ وَاِنَّهُ لَيَسْمُ اللّٰهَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمُ

برادر م مکرم وفقکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

خط ملا حالات معلوم ہوتے۔ تفصیلات معلوم کر کے تشریح

ہوتی بسم اللہ کر کے آپ کام شروع کریں

ایک مسئلہ فقہی باقی رہتا ہے۔ ایک پیسہ یا دو پیسے کسی سے لینے

ہیں۔ کسی سے کسی کا مال بغیر اسکی رضا کے لینا جائز نہیں۔ کیا یہ مقصد ہے

کہ بائع مشتری سے جو قیمت فی گانٹھ مٹا کر لے کر تا ہے اس پر دو پیسہ فی

گانٹھ مشتری سے زائد وصول کرتا ہے۔ اور مسجد میں دے دیتا ہے۔

یا یہ کہ بائع فی گانٹھ دو پیسہ قیمت بڑھا کر مقرر کرتا ہے اور پھر اپنی طرف

سے وہ روپے فنڈ میں دے دیتا ہے۔ پہلی صورت میں وہ رقم مشتری

کی ہے اور وہ اسکی رضا سے مسجد میں داخل ہونا چاہیے۔ اور دوسری

صورت میں وہ رقم بائع کی ہے اور وہ اپنی رضا سے لے سکتا ہے۔ اس

لئے اسکی فقہی صورت معین ہونی چاہیے۔ میرے خیال میں دوسری

صورت واضح اور اسلم ہے کہ قیمت ہی بائع دوپیسے بڑھا کر معین
کریں اور وہ اپنی طرف سے مسجد میں دیں۔

مسجد سے فراغت ہونے لگے تو مدرسہ ابتدائیہ کی بنیاد ابھی سے
ڈال دیں اور اعلان داشتہار سے ابھی بچیں، ابتدائی مدرسہ کا نصاب
اور مختصر قواعد بنائیں۔ دارالعلوم ندوہ سے قواعد اور نصاب منگوائیں۔
الحمد للہ خیریت ہے اور آپ کے لئے دعائیں۔

والسلام

فقیر سید سلیمان

بنبنبنبن

برادرم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

میں کجمد اللہ اچھا ہوں۔ ضعف باقی ہے۔ ۲۳-۲۴ نومبر کی تاریخ
اس لئے مناسب نہیں کہ ماہیں تاریخوں میں بنیادی حقوق کی کمیٹی یہاں ہوگی۔
جس میں شرکت ضروری ہے۔ نومبر میں اب کوئی تاریخ نہیں ہو سکتی۔
۱۶، ۱۷ نومبر بھی نہیں ہو سکتی کہ یہ پنجاب یونیورسٹی کمیشن کی تاریخیں
ہیں۔ اس لئے آپ پسند کریں تو دسمبر کے اوائل میں رکھ دیں۔

مدرسہ کا نام دارالعلوم ندوۃ العلماء پاکستان غور کے قابل ہے
کیا اچھا ہو کہ اشتہار میں یہ نام نہ دیں۔ بالکل یہ دکھیں کہ دارالعلوم ندوہ

کے طرز و اصول اور مقصد کے مطابق مدرسہ قائم کیا جائے۔ والسلام

سید سلیمان

۱۲ نومبر ۱۹۵۱ء

مکتوب نمبر ۳

انہ من سلیمان وانہ بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

برادر عزیز وفقکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مراکش کے جلسوں کی وجہ سے جواب میں چند روز کی تاخیر
ہوتی۔

خوشی ہوئی کہ چندہ کے متعلق مجھے جو شبہ ہوا تھا وہ دور ہو گیا
میں دل سے چاہتا ہوں کہ پاکستان دیوبند اور ندوہ کی تفریق پیدا نہ ہو۔
البتہ کام اپنے اپنے اصول کے مطابق کئے جائیں گے۔ اس لئے آپ
اپنے پیش نظر تنگی کے بجائے وسعت خیال کو رکھیں۔ اس لئے جلسہ میں
جن اصحاب کو بلائیں ان میں علمائے دیوبند بھی ہوں تو مناسب ہے۔
مولانا احتشام الحق صاحب اور مفتی محمد شفیع صاحب کو بھی بلائیں۔ اور ہم
لوگوں کو بھی بلائیں۔ میرے علاوہ یہاں حسب ذیل اصحاب ہیں۔

مولانا محمد ناظم صاحب، مولوی عبدالقدوس ہاشمی۔ مولوی محمود علی خان
صاحب پیرکالونی۔ رئیس احمد جعفری صاحب۔ شاہ حسن متنی صاحب۔ مولوی
محمد کبیری صاحب۔ مولوی عبدالرشید صاحب (سند ووالہ یا مدرسہ دارالعلوم)
مولوی محمد حنیف صاحب گوجرانوالہ۔ مولوی صلاح الدین صاحب کراچی
مولوی عبداللہ صاحب لائل پور۔

جلسہ اور اس کے اشتہار میں تکلف نہ کریں۔ اور نہ عبارت

- ۵ - کارخانہ دار سب کیا آپ کی تجویز سے متفق ہیں
 اخبارات میں کچھ نہ لکھتے
 ۶ - کیا جامع مسجد کی تکمیل ہو گئی۔
 ۷ - کیا مقامی طور سے مدرسہ کے لئے طلبہ مل سکتے ہیں۔
 ۸ - اُمید کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا۔ اور معمولات جاری ہوں گے

والسلام

الفقیہ الی اللہ الغنی

سلیمان

سبند نہایت

اِنَّهُ مِنْ سَلِيْمَانَ وَاِنَّهُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

۲۰ ستمبر ۱۹۵۱ء

کراچی ۵ جن سٹریٹ

برادر عزیز۔ نصر کم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

لغافہ ملا۔ میرادل چند دنوں سے خود آپ سے ملنے اور آپ کے

احوال سُننے کا منتظر تھا خصوصاً آپ کے صاحبزادہ کی صحت کی خبر کا مشتاق

تھا۔ تو آپ نے اس خط میں بھی اُس کا ذکر کیا۔ مہربانی کر کے اب مطلع

فرمائیں۔

خوشی ہوئی کہ آپ نے مشکلات پر قابو پایا۔ اور اس قابل ہو گئے کہ جلسہ بلا سکیں۔ میں اس وقت ایک ہفتہ کے لئے راولپنڈی اور مری پنجاب یونیورسٹی کمیشن کے سلسلے میں جا رہا ہوں۔ یکم اکتوبر تک واپسی ہوگی۔

میں نے ندوہ سے نصاب منگوا لیا ہے۔ وہ میرے پاس آ گیا ہے۔ خوشی ہوئی کہ مفتی محمد سعید صاحب آپ کے استاد غالباً اب اچھے ہیں اور دارالعلوم کے قائم مقام مہتمم ہیں۔ انہوں نے نصاب بھیجا ہے۔ یہاں ایک جلسہ دسمبر تک جمعیتہ علمائے اسلام کی طرف سے ہو رہا ہے۔ اس میں اکثر علماء کو دعوت دی جا رہی ہے۔ اسی کے قریب یہ جلسہ (ہو) تو اچھا ہے۔ جی یہ چاہتا ہے کہ یہاں دیوبندی اور ندوی تصادم نہ ہو میں سفر سے واپس آ جاؤں تو پھر تاریخ کا تعین کروں۔

جامع مسجد کے ساتھ مدرسہ کے تعلق سے دارالاقامہ اور کتب خانہ کی عمارت بھی ہوگی یا نہیں سامنے کے مکان کا جس گڑھ کس طرح ختم ہوا یہاں ندوہ کے بعض اشخاص موجود نہیں مگر ان میں مولوی ناظم صاحب کے سوا کوئی تعلیم و تدریس کا اہل نہیں ہے۔ باقی اور علماء اور مدرس مل سکتے ہیں۔ تنخواہ کا معیار بتائیے۔ اسکو طے کر کے ضرور بتائیے

الحمد للہ خیریت ہے

والسلام سید سلیمان ندوی

مولانا شیر علی صاحب تھانوی حضرت کے بھتیجے کی خدمت میں آپ کو نیاز حاصل ہے وہ حیدرآباد سندھ میں ہیں۔

انہ من سلیمان وانہ بسم اللہ الرحمن الرحیم

برادر عزیز - زادکم اللہ تعالیٰ توفیقاً

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

آپ کا خط مل گیا تھا میرا سفر مولانا احتشام الحق صاحب کے ساتھ تھا وہ اول یہاں موجود نہ تھے۔ اس لئے اول سے مراجعت نہ کر سکا اشتہار بھی میرے پاس بھیجا نہ گیا تھا۔ عین اس وقت پر شام کو مجھے چلنے کیلئے استفسار کیا گیا اپنی بے اطمینانی اور قلبی افسردگی کے سبب سے وقت پر تیار نہ ہو سکا اس لئے میں آپ کو جواب بھی بروقت نہ دے سکا۔ آپ کو یقیناً میری تاخیر جواب سے انتظار جواب کئی تکلیف ہوتی ہوگی۔ لیکن میری پریشانی خیالی اور پریشان حالی پر نظر رکھ کر معاف کر دیں گے۔ یار زندہ صحبت باقی۔

والسلام

سید سلیمان

۳ ذی الحجہ ۱۳۶۱ھ

~~~~~

انہ من سلیمان وانہ بسم اللہ الرحمن الرحیم

برادر عزیز۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

آپ کا ایک لفاظہ ملا جب میں لاہور جا رہا تھا دوسرا  
جب ملا جب میں ڈاکٹروں کی ہدایت کے مطابق بستر علالت  
پر پڑا تھا۔ آج تمیرا ملا۔ رات حکیم نصیر صاحب اور مولوی ناظم صاحب  
آئے تھے۔ ہم لوگوں کا سفر انشاء اللہ ۲۹ نومبر کی صبح کو 7 بجے یہاں  
سے ہوگا۔ سفراء کو دعوت دی گئی ہے۔ مولوی تمیز الدین صاحب سے  
ملاقات ہوئی۔ وہ اپنی صحت کے سبب سے کچھ معذرت کر رہے تھے  
میں نے ان سے پہلے ۳۰ نومبر کی حاضری پر آمادہ کیا ہے۔ وہ کھانا نبریا  
کھاتے ہیں بے مرجح کے۔

مولانا احتشام الحق صاحب کے خط کا مضمون کل حکیم نصیر صاحب نے  
بتایا تھا مجھے انہی باتوں کا شبہ تھا جسکی بنا پر نام سے اختلاف کیا تھا  
بہر حال اب تو اجلاس خود طے کرے گا۔ آپ نے جو جواب ان کو دیا ہے  
وہ مناسب ہے۔ میں نے اپنی علالت کے باعث جسکی بنا پر ہر قسم کی  
دماغی محنت سے روک دیا گیا ہوں خطبہ صدارت لکھا نہیں ہے۔ مولوی ناظم  
صاحب سے کہا تھا مگر انہوں نے بھی نہیں کیا۔ اب تو زبانی ہی تقریر  
صدارت ہو سکتی ہے۔

مولوی عبدالحامد صاحب سے بھی خطہ تھا خدا کر کے کہ وہ پہلو  
بھی محفوظ رہے۔ آپ دوسرے کی مدد کی توقع نہ رکھیں اگر مل جائے  
نبھا ورنہ خود اپنی ہمت و عزیمت اور اللہ تعالیٰ کی توفیق و نصرت پر  
بھروسہ کریں

ایک حیدرآباد کے مولوی عبدالجبار صاحب کو جو سنہ ۱۹۰۵ء میں  
مقرر ہیں چلنے کی دعوت دی ہے۔ شاید کہ انٹر کا کرایہ دینا پڑے۔  
قادری صاحب بھی ہوں گے وہ کہیں نہیں گئے۔  
مولوی امین الحق صاحب غالباً واپس گئے ان کی شرکت سے  
فائدہ بھی نہ تھا۔

والسلام

سید سلیمان

۲۴ نومبر ۱۹۰۵ء

إِنَّهُ مِنْ سَلِيمَانَ وَإِنَّهُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مکتوب

(بنام جناب سید عبدالرحمن صاحب)

مکتوب نمبر 1

مترشد :-

حضرت الشیخ مکرّم - امام الدین توفیقکم  
السلام علیکم ورحمۃ اللہ -

مترشد :- حضرت مولانا احتشام الحق صاحب کی ہمت افزائی سے عرض شوق  
کا موقع حاصل ہوا۔

حضرۃ الشیخ :- فقیر سے آپ کی واقفیت محض سنی سنائی ہے۔ اس لئے آپ  
نے حسن ظن سے کام لیا

مترشد :- بیعت کا خیال اس لئے آتا ہے کہ کوئی ایسی بزرگ شخصیت مادی  
طور پر سامنے رہے جیسے شمال بنا کر صحیح راستے پر چلنے کی کوشش ہو سکے۔  
..... آپ کی ذات ستودہ صفات سے یہ رہنمائی حاصل کی جا سکتی ہے۔ اور  
انشاء اللہ میں تعجل احکام کی پوری پوری کوشش کرونگا۔

عہ یہ مکتوب گرامی مکتوب الیہ کے ۹ رمضان المبارک ۱۳۶۹ھ (۵ جولائی ۱۹۵۰ء) کے خط  
کے جواب میں جو ۶ مارچ ۱۹۵۰ء کو اردگرد کراچی سے مکتوب الیہ نے لکھا۔ مکتوب نگار نے تاریخ  
تحریر درج نہیں کی۔ لیکن ۵ یا ۶ جولائی ۱۹۵۰ء کا خط قیاس کیا جا سکتا ہے کہ کراچی میں جب  
طالبین حاضر ہوتے تھے تو دوستی رقعہ خط کی صورت میں دیتے تھے۔ جن کا جواب دوسرے  
دن عموماً مل جاتا تھا۔ (اشرف) اس مکتوب میں مکتوب الیہ نے تعارف پیش کیا، اپنے ذاتی  
احوال و کوائف تفصیل سے لکھے (اشرف)

حضرت ایشؑ :- جیسا کہ میں نے زبانی کہا بیعت پر نجات موقوف نہیں، لیکن اگر آپ کا دل طالب ہے۔ تو پہلے آپ حضرت والا رحمہ اللہ تعالیٰ کا رسالہ قصہ السبیل ملاحظہ فرمادیں، تاکہ مقصد کا تعین ہو، اور باہمی غلط فہمی نہ ہو، پھر یہ لکھیں کہ آپ کے معمولات کیا ہیں۔

مترشد :- ..... کبھی کبھی دل پر دساوس کا غلبہ زیادہ ہو جاتا ہے۔ اور بعض اوقات خطرات اور خدشات بہت بڑھ جاتے ہیں۔  
حضرت ایشؑ :- آپ کے دساوس و خدشات کا منشا کیا ہے؟  
والسلام۔ سید سلیمان

علیہ  
مکتوب نمبر ۲

(بنام سید عبدالرحمن صاحب)

حضرت ایشؑ :- مکرم۔ وفقکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ آپ کے خط میں کوئی سلام نہیں، جو خلاف سنت ہے۔

مترشد :- آپ کی تعریف سنی بہت تھی۔ اب اللہ تعالیٰ نے آپ کی زیارت سے بھی مشرف فرمایا ہے۔

حضرت ایشؑ :- سننا اور دیکھنا کافی نہیں، جاننا بھی ضروری ہے

یہ مکتوب گرامی رمضان ۱۳۶۹ھ کے مکتوب الیہ کے خط کے جواب میں ہے  
تاریخ تحریر غالباً ۲۵ رمضان ۱۳۶۹ء ہوگی۔ خط کے آخر میں حضرت والا کا دستخط موجود نہیں (اشرف)

مترشد :- ..... میں جو بیعت کی خواہش کر رہا ہوں، اس کا باعث محض یہ امر ہے کہ میں نے تجربہ محسوس کیا ہے کہ اگر میں بزرگوں کے پاس بیٹھوں تو دل میں اچھے خیال زیادہ آتے ہیں۔ اور میرے خیال بہت ہی کم اور بعض اوقات بالکل مفقود ہو جاتے ہیں۔

حضرت الشیخؒ: تاثیر و تاثر کی صحیح بنا صحبت ہی ہے، اور ہمارے سلسلہ میں اس کی بڑی اہمیت ہے۔ اور اس کا قائم مقام مکاتبت ہے۔

مترشد :- یہ تعلق (یعنی بیعت کا تعلق۔ اشرف) قائم ہو جانے کے بعد انشاء اللہ تصور شیخ بھی ہدایت کا سرچشمہ ثابت ہوگا

حضرت الشیخؒ: تصور شیخ پر ہمارے ہاں بنا نہیں۔ اگر از خود بلا تکلف کبھی تصور آجائے تو تہرج بھی نہیں۔ مگر بالقصد اس کا تصور کرنا اور اس کو قائم رکھنے کی کوشش کرنا درست نہیں، کیونکہ اس سے شیخ کے حضور کے غلط عقیدہ کی رہبری ہوتی ہے۔ جو بڑھ کر شرک تک پہنچ جاتا ہے۔

مترشد :- ابھی رسالہ قصد السبیل دستیاب نہیں ہوا ..... " حضرت الشیخؒ :- قصد السبیل ضرور دیکھیں۔

مترشد :- میرے معمولات درج ذیل ہیں۔

صبح ۶ بجے سے ۱۲ بجے تک دفتر اس کے علاوہ باقی اوقات فارغ ہوتے ہیں۔ حضرت الشیخؒ :- یہ معمولات تو خیر ہیں، مقصود معمولات دینی کا پوچھنا ہے یعنی نوافل و اوراد و عبادت وغیرہ

مترشد :- وساس و خدشات ... جنسی خواہشات سے تعلق رکھتے ہیں۔

حضرت الشیخؒ :- یہ وسوس و خدشات تو عدم نکاح کے سبب ہیں آپ میں استطاعت

ہو تو کسی شریف دیندار بی بی سے نکاح کر لیں۔ باقی غرضِ بصر کا اہتمام ضروری ہے۔ روزہ کی کثرت بھی کسرِ شہوت میں مفید ہے۔

مترشد :- الحمد للہ کہ مذہبِ حقہ کے متعلق خدشات پیدا نہیں ہوتے۔

حضرت الشیخ :- بحمد اللہ تعالیٰ کہ اصولِ مذہب میں کوئی خدشہ نہیں۔ اس ایمانِ محکم پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیجئے۔

۱  
مکتوب نمبر ۳

(بنام سید عبدالرحمن صاحب - ۳)

حضرت الشیخ :- عزیزِ مکرم۔ ادام اللہ تعالیٰ توفیقکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مترشد :- ..... باوجود محبت کے شیخ کا تصور انشاء اللہ شرک کی طرف مائل

نہیں ہوگا، اور جب واسطہ آپ جیسے صحیح العقیدہ بزرگوں سے پُرسے تو

انشاء اللہ شرک کا شائبہ بھی نہیں پیدا ہوگا۔

حضرت الشیخ :- انشاء اللہ تعالیٰ یہی اُمید ہے

مترشد :- دینی مشاغل میں نماز اشراق، اوہن اور تہجد کچھ عرصے سے پڑھتا ہوں

مؤخر الذکر میں پابندی پابندی کی حد تک نہیں ہو پاتی۔ انشاء اللہ اب اس

کی کوشش کرونگا۔

۱ :- یہ خط مکتوب الیہ کے ۲۶ رمضان ۱۳۶۹ھ خط (دستی رقم) کے جواب میں ہے۔ تاریخ تحریر غالباً

۲۶ رمضان ۱۳۶۹ھ ہوگی۔ آخر میں حضرت کا دستخط موجود نہیں۔



حضرت الشیخؒ:۔ تہجد کی ۸ سے ۱۲ رکعتوں تک پڑھا کریں، اشراق کی ۴ اور ادا بین کی ۶ پڑھیں

تلاوت کریں اور ساتھ ہی مناجات مقبول کا ایک حزب روزانہ پڑھیں  
عصر اور فجر کی نمازوں کے بعد تسبیحِ ناظمہ یعنی ۳۳ دفعہ سبحان اللہ  
۳۳ دفعہ الحمد للہ اور ۳۴ دفعہ اللہ اکبر پڑھا کریں۔ اور چلتے  
پھرتے اور سوتے وقت استغفار، استغفر اللہ ربی من کل ذنب  
و اتوب الیہ پڑھا کریں۔ سوتے وقت نستر دفعہ پڑھا کریں اور سوتے اور  
اور جاگتے وقت کی دعائیں یاد کریں۔

مسترشد:۔ جب بزرگانِ دین سے کبھی کچھ سننے کا موقع ہو۔ یا ان حضرات کی  
کوئی تحریر پیش نظر ہو تو اپنے عقائد کو ان کے مطابق پاتا ہوں۔ الحمد للہ۔ اور  
اس پر شکر بجالاتا ہوں۔

حضرت الشیخؒ:۔ بھرا اللہ کہ حالت اچھی ہے  
مسترشد:۔ شاید چھوٹا چھوٹا اور تنگ تنگ بکنے سے جناب کو پڑھنے میں  
دقت ہوتی ہو۔

حضرت الشیخؒ:۔ ٹھیک ہے کوئی دقت نہیں ہوتی۔  
مسترشد:۔ قصد السبیل مل گیا۔ اور آج سے مطالعہ شروع کروں گا۔  
حضرت الشیخؒ:۔ مطالعہ کے اثر سے مطلع کیجئے گا۔

مکتوب نمبر ۱۲

( بنام ستید عبدالرحمن صاحب )

حضرت الشیخؒ :- عزیز سی۔ زادکم اللہ تعالیٰ توفیقاً۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مستر شد :- آج صبح سے حب الارشاد و تلاوت باقاعدگی سے شروع کر دی ہے۔ لیکن اسکو کیا کروں کہ دو دن سے تہجد نصیب نہیں ہوئی۔ کل صبح تو اشراق سے بھی محرومی رہی اور قلبی اور دماغی حالت میں بھی انخطاط ظاہر ہوا۔ پھر سے عہد باندھ رہا ہوں کہ انشاء اللہ آج سے معمولات میں سستی نہ ہو۔ استغفار کا شغل بقطرہ تعالیٰ جاری ہے۔ دعاؤں کی ایک کتاب مہیا ہو گئی ہے۔ آج رات سے سونے کی دعا اور کل صبح سے جاگنے کے وقت کی دعا پڑھ لیا کروں گا۔

حضرت الشیخؒ :- تلاوت کے آغاز پر مبارکباد ، اللہ تعالیٰ استقامت بخشیں۔ یوں ہی رفتہ رفتہ حالت انشاء اللہ تعالیٰ سدھرتی جائے گی

مستر شد :- ..... یہ خواہش بڑھ گئی ہے کہ آپ سے تعلق اور باضابطہ ہو جائے ..... مجھے ضرورت ہے کہ ایک باقاعدہ تصویر اپنے دل و دماغ پر نظر آئے

بقول اقبالؒ سے من بندہ بے قیدم شاید کہ گریزم باز

آن طرہ پچاں را در گردنم آدینریس!

۱ :- یہ مکتوب گراں ۲۲ سوال المکرم کے مکتوب نگار کے دستی رفقو کے جواب

میں لکھا گیا۔ تاریخ تحریر غالباً ۲۳ شوال ۱۳۶۹ھ ہوگی۔

اس باقاعدہ تصور سے انشاء اللہ تعالیٰ مجھ ایسے تن آسان کے لئے عمل  
کی گھٹائیاں آسان ہو جائیں گی

تو میری رات کو مہتاب سے محروم نہ دکھ  
ترے شیشے میں ہے ماہ تمام اے ساتی!

حفرۃ الشیخ :- یہ اپنے وقت پر ہوگا۔ بیعت ایک اقرار کا نام ہے۔ اقرار سے پہلے  
اقرار کی تکمیل کے لئے اپنے کو تیار کرنا چاہئے۔ ورنہ یہ اقرار بھی بے سود  
ہوگا۔ واڑھی جب ایک مٹھی تک آجائے تو تراش خراش میں حرج نہیں۔

مترشد :- ویسے بھی یہ چیز علم میں تھی کہ نماز فرض جماعت کے بغیر ادا نہیں ہوتی  
جبکہ دو مسلمان بھی جمع ہو سکیں۔

حفرۃ الشیخ :- نماز تو ہو جاتی ہے مگر ترک سنت کا گناہ ہوتا ہے

مترشد :- ظہر کی نماز دفتر میں ہوتی ہے۔ نماز کا نظام درست نہیں۔ ایک چپراسی  
ہیں جن کو لوگوں نے امام مقرر کر رکھا ہے۔ یوں ان صاحب کی کوئی عزت  
نہیں ہوتی ویسے بھی وہ علم میں ناقص معلوم ہوتے ہیں۔ پھر انہیں خود امام  
بننے سے بہت شغف ہے..... اس خیال سے کہ جب ہمارے دل میں  
اس امام کی عظمت نہیں ہے تو جماعت ادا کیا خاک ہوگی۔ ہم نے جماعت  
سے علیحدگی اختیار کر لی ہے۔ خود انک جماعت کا اہتمام (مغلط فہمی پھیلنے  
کے) اندیشہ سے نہیں کیا۔

حفرۃ الشیخ :- نہیں آپ اُس چپراسی کے پیچھے نماز پڑھیں، تا آنکہ انشاء اللہ  
تعالیٰ دوسرا بندوبست ہو جائے اور آپ کے دل سے چپراسی کا خیال

نکل جائے۔

کوئی گستاخی نہیں۔ والسلام

مکتوب نمبر ۵

(بنام سید عبدالرحمن صاحب)

حضرت الشیخؒ: عزیز محترم وفقکم اللہ تعالیٰ  
السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مسترشد: معمولات مجوزہ میں بہت غفلت ہوتی ہے اور بظاہر ایسی صورت نظر  
آتی ہے کہ پابندی اپنے بس کی بات نہیں:

حضرت الشیخؒ: یہ راہ عزیمت کے بغیر طے نہیں ہوتی

مسترشد: آپ کے ارشاد کے مطابق دفتر میں ظہر کی نماز باجماعت شروع کر دی ہے  
الحمد للہ کہ دل میں کوئی منافرت کا جذبہ پیدا نہ ہوا۔

حضرت الشیخؒ: بحمد اللہ تعالیٰ۔

مسترشد: جس کم نجات کو اپنے فوت شدہ نمازوں کا شمار بھی نہ ہو وہ کیا کرے، قضا  
واجبات کا طریقہ کیا ہے۔

حضرت الشیخؒ: بلاغ کی عمر سے پہلے کی نمازیں چھوڑ کر باقی سال کی نمازیں سے  
ہر نماز کے ساتھ ادا کر لی جائیں۔

مسترشد: ۱۹۴۵ء میں بیوی کو طلاق دی تھی۔ میں نے بہت کوشش کی، لیکن

۱۵ مکتوب گرامی ۱۵ سوال ۱۳۶۹ھ کو غالباً تحریر کیا گیا ہوگا۔ مکتوب الیہ اسی رقمہ ۱۱ سوال ۱۳۶۹ھ ہے۔

ان لوگوں نے حق بہر شرعی واپس نہیں لیا، اور کہہ دیا کہ یہ ادا ہو چکا ہے۔ میں  
پھر سے ادائیگی کی کوشش کروں گا

حضرت الشیخؒ:۔ جی ہاں یا ادا ہو جائے یا معاف ہو جائے۔

مترشد:۔ میں شیخؒ کا مل کی تلاش میں رہوں گا۔ تا آنکہ آپ قبول فرمائیں

حضرت الشیخؒ:۔ آپ جو کام لینا چاہیں اس کے لئے سر دست حاضر ہوں

مترشد:۔ طبعاً خاصہ یہ ہے کہ شیخؒ کو (بیعت کی وجہ سے) زیادہ توجہ ہو جاتی ہے۔

میں اس حکمت کے ماتحت بیعت کا خواہاں ہوں۔

حضرت الشیخؒ:۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی طبیعت میں عزیمت پیدا ہو جائے تو بیعت

بھی ہو سکے گی۔ ابھی آپ اصلاح کا کام جاری رکھیں۔

والسلام

فقیر و سچپران۔ سلیمان

مکتوب ۶۔

(بنام سید عبدالرحمن صاحب)

حضرت الشیخؒ۔ عزیز مکرم وفقکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مترشد:۔ کل سے ہر نماز کے ساتھ ایک قضا نماز پڑھنا شروع کر دی ہے۔

اے:۔ یہ مکتوب گرامی مکتوب الیہ کے ۱۷ سوال ۱۳۶۹ھ کے دستی رقعہ کے جواب

میں ہے۔ تاریخ غالباً ۱۸ سوال ۶۹ھ ہوگی

حضرت الشیخؒ :- مبارک باد

مترشد :- دعا و فرمائیں اللہ تعالیٰ استقامت بخشیں۔

حضرت الشیخؒ :- دعا ہے۔

مترشد :- ہر لئے کرم کوئی ایسا رسالہ تجویز فرمائیں۔ جس سے ضروری احکام سے واقفیت ہو جائے۔

حضرت الشیخؒ :- بہشتی زیور اور بہشتی گوہر دیکھیں۔

مترشد :- مزید دعا کے لئے درخواست کرتا ہوں

حضرت الشیخؒ :- دل سے دعا ہے

مترشد :- محسوس ہوتا ہے کہ آپ کی شفقت پر اندازہ اس فقیر کے شامل حال ہے

ورنہ کہاں میں اور کہاں یہ معمولات، چاہے یہ کتنے ہی ٹوٹے پھوٹے

حضرت الشیخؒ :- اللہ تعالیٰ استقامت بخشیں۔

مکتوب نمبر ۷

(بنام ستید عبدالرحمن صاحب)

حضرت الشیخؒ :- عزیز مکرم وفقکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

مترشد :- میں کوشش کرتا ہوں کہ عصر کے بعد مغرب سے پہلے صحبت والد سے

مستفیض ہو سکوں۔ لیکن کبھی کبھی ادھر ادھر کے بکھیڑن... میں دیر ہو جاتی ہے

حضرت الشیخؒ :- کوئی حرج نہیں۔

۱۔ یہ مکتوب گرامی مکتوب الیہ کے ۲۶، سوال ۱۳۶۹ کے دستہ رقم (خط) کے

جواب میں ہے۔ تاریخ تحریر غالباً ۲۷، سوال ۱۳۶۹ ہوگی۔

مشرشد :- ..... صحیح قسم کی دینی تعلیم سے نابلد ہوں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے آپ کے پاس بیٹھنے اور مکاتیب کی سعادت عطا فرمادیں۔  
 حضرت الشیخؒ :- آپ حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مصنفات و مواعظ و ملفوظات کا مطالعہ کرتے رہیں، انہیں سے دین اور دین کے معلومات کا فائدہ انشاء اللہ ہوگا۔

مشرشد :- رب کعبہ مقصود کا یقین ہو چکا ہے۔ دعا فرمائیں کہ اس کے پہنچنے کے لئے جس عزیمت و ہمت کی ضرورت ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ عنایت فرمائیں۔  
 حضرت الشیخؒ :- انشاء اللہ تعالیٰ عزیمت و ہمت کا کارادہ آپ کریں گے۔ تو یہ چیز سبھی حاصل ہوگی۔ آپ اپنی طرف (سے) امور اختیاری میں تساہل نہ فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جو ہماری راہ (میں) محنت کرے گا۔ ہم اسکو راہ دکھائیں گے۔

والسلام

مکتوبے نمبر ۸

بنام عبد الرحمن صاحب

حضرت الشیخؒ :- عزیز مکرم و فقیہ اللہ تعالیٰ

(حاشیہ لے دو گھر صوفیہ)

اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

انشاء اللہ تعالیٰ کے اثرات بھی ضرور ادبی شکل میں برآمد ہوں گے۔ بقول اقبالؒ

نالہ بہ آستان دیر بے خبرانہ می زدم : تا بہ حرم فدا شدم راہ مقام خورشید

ع

مسترشد :- رات نیند کا غلبہ ہوا۔ میں مناجات کی منزل پڑھ نہ سکا..... سحری کے وقت تہجد کے بعد دوسری منزل پڑھ لی خدا کرے اس کے نقص واقع نہ ہوا ہو۔  
حضرت الشیخ :- کوئی صبح نہیں

مسترشد :- قضا نمازوں کا سلسلہ شروع ہے۔ میں صرف فرائض کو ادا کر رہا ہوں  
قضا صبح کے فرض میں تہجد یا اشراق کے ساتھ پڑھتا ہوں۔ ظہر کی نماز سے پہلے  
یا بعد نماز عصر کے جماعت سے پہلے مغرب کے ادا میں کے بعد اور عشاء کے  
فرض اور دوسرا دن کے وتروں کے بعد یا جماعت سے پہلے صبح طریقہ  
سے مطلع فرما دیں

حضرت الشیخ :- یہ طریقہ ٹھیک ہے

مسترشد :- بہشتی زیور خرید لیا ہے۔ اس کا باقاعدہ مطالعہ انشاء اللہ جلد  
شروع کر دوں گا۔

حضرت الشیخ :- انشاء اللہ تعالیٰ

مسترشد :- دو چار دن جو آپکی صحبت سے محروم رہنا پڑا اس کا فی منزل محسوس ہوتا  
تھا۔ کل یونہی آپ مل گئے جس سے طبیعت کو بہت سکون ملا

حضرت الشیخ :- یہ آثار محبت ہے

مسترشد :- نماز کے وقت وضو کی حاجت ہو جاتی ہے۔ حضور کے اخلاق

کریمانہ کے پیش نظر (حضرت کی جگہ پر وضو کی) جسارت کر لیتا ہوں

حضرت الشیخ :- کچھ حرج نہیں۔

والسلام۔



مکتوب نمبر ۹

(بسم اللہ سید عبد الرحمن صاحب)

حضرت الشیخ :- عزیز زوکم اللہ تعالیٰ توفیقاً۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

مسترشد :- پرسوں آپ کے اشعار سننے کی سعادت نصیب ہو گئی۔ میں نے لکھے  
نہیں شاید غلط یاد کر لئے ہوں درست فرمادیں۔

(حضرت کی اصلاح کے بعد اشعار یہ ہیں۔ اشرف)

شعلے اٹھے ہزار تجلی مگر کہاں :- یہ آگ ہے ضرور مگر طور کی نہیں

ہر ضرب تیشہ ساغرا ایک مہال دست :- جو بات کو کہن کی ہے ضرور کی نہیں

ترے رستے روشن پر وہ نور ہے :- کہ بے پردہ ہو کر بن مستو ہے

حضرت الشیخ :- درست کر دیئے گئے۔

مسترشد :- دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مستعدی اور استقامت عطا فرمائیں۔

حضرت الشیخ :- اللہ تعالیٰ استقامت نصیب فرمائیں

والسلام

سید سیدان

سید سلیمان

مکتوب نمبر ۱۰

(بسم اللہ مستید عبد الرحمن صاحب)

حضرت الشیخ :- عزیز مکرم۔ وفقکم اللہ تعالیٰ  
السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

مستر شد :- کل شام میں ٹائم پینس بدیثہ پیش کرنے کی خاطر لے کر حاضر ہوا تھا لیکن  
معذرت خواہ ہوں۔ کہ میرا پیش کرنے کا طریقہ ہی کچھ ایسا بھونڈا تھا۔ کہ وہ  
قبول نہ ہو سکا۔

حضرت الشیخ :- آپ کی پیش کردہ ٹائم پینس کے قبول کے لئے پہلے یہ ضرور تھا۔ کہ  
آپ مجھ سے اجازت لے لیتے، تاکہ میں آپ کو اپنی ضرورت اور خواہش  
سے مطلع کر دیتا۔ تاکہ وہ خواہش اور پسند کے مطابق نہ مل سکے یا اس کی  
قیمت زیادہ ہو تو آپ اسی کو لے آئیں۔ اور یہ آزمائیں کہ ٹھیک وقت  
دیتی ہے۔

مستر شد :- مناجات مقبول کی ایک منزل روز پڑھ لیتا ہوں..... پہلے خطبہ پھر  
اس دن کی منزل پھر استفادہ۔ اور پھر دعا جو دوح کتاب ہے براہ کرم یہ بتلا  
دیجئے کہ دعا بالکل اسی شکل میں پڑھنی چاہیے یا کسی ردو بدل کے ساتھ  
حضرت الشیخ :- مناجات مقبول کی ایک منزل پڑھ لینا مناسب ہے۔ بالکل اسی طرح  
پڑھیں۔ ساتھ ساتھ ترجمہ بھی پڑھ لیں۔

۱۰۔ یہ مکتوب گرامی مکتوب ایہ ۱۰، رزی قعدہ ۱۳۶۹ھ کے خط کے جواب میں ہے

تاریخ غالباً ۱۱، رزی قعدہ ہوگی۔ (اشرف)

مترشد :- استعاذہ میں دو مقامات کی قرأت کے متعلق شک رہتا ہے۔ پہلا  
مقام یہ ہے۔ وَأَشْرَقَتْ لَهُ الظُّلُمَاتُ وَصَلَّى عَلَيْهِ  
ص پر زبر یا فتح۔ ل پر پیش اور ح پر زیر "صَلَّى" ح  
حضرت الشیخؒ :- جی ہاں اسی طرح ہے۔

مترشد :- اس کے ساتھ دوسرا مقام ہے۔

"ان تَحَلَّى عَلَى غَضَبٍ وَتَنْزِلَ عَلَيَّ سَخَطَكَ"

عَلَى۔ ل کے اوپر کا (ا) زاید معلوم ہوتا ہے۔ زیادہ آسکا ہیں پیدا ہوتا ہے  
حضرت الشیخؒ :- ہاں زائد ہے۔ بلکہ غلط ہے۔ "عَلَى" پڑھئے۔

والسلام

مکتوب نمبر ۱۱

حضرت الشیخؒ :- عزیز نبی و محبی۔ ادا م اللہ تو فیکم  
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مترشد :- قبولیت ہدیہ (نام نہیں۔ اشرف) کیلئے تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔

حضرت الشیخؒ :- آپ کے تحفہ کا شکریہ۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے۔

مترشد :- پچھلے تین چار دن سے تہجد کے لئے آنکھ نہیں کھل سکی، الارام وغیرہ  
ناکافی ثابت ہوئے۔

حضرت الشیخؒ :- انشاء اللہ تعالیٰ عادت پختہ ہو جائیگی۔ تو پھر آپ اٹھنا چاہیں گے  
تو سبھی انشاء اللہ اٹھیں گے۔

مترشد :- اپنی حالت پر طبیعت کڑھنے لگتی ہے۔ اور سوچتا ہوں  
 ے یہ راہ شوق کس سے کبھی طے ہوئی ریاض  
 حضرت اشیحؒ ہر اس قسم کے واقعات پر یہ سمجھ کر سبر کرنا چاہیے، کہ اس وقت مرضی  
 اہلی ہی تھی۔

مترشد :- آپ کی توجہ اور محبت سے محبت پھر بڑھ جاتی ہے۔

حضرت اشیحؒ :- ہمت بلند دار کہ پیش خدا و خلق  
 باشد بقدر ہمت تو اعتبار تو

مترشد :- اپنی دعاؤں میں یاد فرمایا کیجئے۔

حضرت اشیحؒ :- دل سے دعا ہے۔

مکتوب نمبر ۱۲

(بنام سید عبدالرحمن صاحب)

حضرت اشیحؒ :- محب عزیز زادکم اللہ توفیقاً

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مترشد :- کبھی کبھی یہ خیال آتا ہے۔ کہ کہیں آپ واپسی کا قصد نہ فرمائیں۔ اس سے طبیعت

کو بہت دشت ہوتی ہے۔ ویسے تو آپ کے وابستگی ہو گئی ہے۔ کہ انشاء اللہ

زمان و مکان کا بعد اس کو کم نہ کر پائے گا۔ پھر بھی موجودگی موجودگی ہے۔

حضرت اشیحؒ :- اس راہ میں قرب و بعد ایک ہے۔ شیخ کے واسطے جس کا

قرب مطلوب ہے وہ تو قریب مجید ہے اور اقرب من جبل الوریث

— رگ جان سے بھی قریب

اک ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

مترشد: اگر گستاخی نہ ہو تو چند شعر عرض کروں۔ براہ کرم اصلاح فرما دیجئے

کب عشق ہو مفقود گو بڑھ گئے فرزانے

اس دورِ خرد میں بھی مل جلتے ہیں دیوانے

کیوں اسک ڈھلکائے کیا ٹھیس لگی دل کو

موجود تو ہیں اسے شمع کم ہی سہی پڑانے

اب فیضِ محبت سے ہر گام پہ منزل ہے

اک لطف دیا ہم کو اس وسعتِ صحرانے

حضرت الشیخؒ: اچھے شعر میں محتاجِ اصلاح نہیں، لیکن میں شاعر نہیں اور نہ اصلاحِ شعر کی ہمہ گیر اہلیت۔

مترشد: میں اپنے طور پر یہ سمجھتا ہوں۔ کہ ”تجسد“ خیالات کی پریشانی کا

باعث بن جاتا ہے، ہو سکتا ہے کہ یہ محض ایک فریب خیال ہو۔ اور

اللہ تعالیٰ نے اس میں بھی حکمتیں رکھی ہوں، اور خدا ہی جانے تاہل کی زندگی کی

برکات زیادہ ہوں یا تجرد کی دعا فرمائیں کہ ایسے خیالات ذہن اور دل پر

بڑے اثرات نہ ڈالیں۔

حضرت الشیخؒ: جی ہاں تجرد سے خیالات میں انتشار ہوتے ہیں، گو تاہل میں بھی انتشار

ہوتا ہے۔ مگر دونوں انتشاروں کی نوعیت میں فرق ہوتا ہے۔ تجرد میں وداعی

انتشار اور تاہل میں گاہے چنیں و گاہے چنیں، لیکن اخلاق کی درستی اور

نظر کی قید کے لئے تامل بہت مفید ہے۔

مکتوب نمبر ۱۳

(بنام ستید عبدالرحمان صاحب)

حضرت اشیحؒ :- عزیزوی و غلصی ادام اللہ تعالیٰ توفیقکم  
السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مترشد :- ایک دن آپ نے اپنے ارشادات کے دوران 'اللہ' کہا اور پھر  
اس (متعلق) بیان فرمایا۔ اس سے متاثر ہو کر (اللہ کے عنوان سے)  
ایک غزل لکھی جو حاضر خدمت ہے۔

نام ان کا اور جان کے سا پر ۛ ہر رگ جان کھنچ گئی آواز پر  
کچھ تمہارے دیکھنے کا طرز ہے ۛ پھول ہیں شاہد تمہارے ناز پر  
جب پکارا سامنے آپ آگئے ۛ ہم تو مرتے ہیں اسی انداز پر  
شوق بڑھ جائے تو کھل جاتا ہے راز ۛ نوقیت افشا کو ہے یوں انداز پر  
آخر شب ان کا وعدہ ہے ریاض ۛ آفریں ہے گوش بر آواز پر

۱۔ یہ مکتوب گرامی مکتوب الیہ کے ۱۵، ذی الحجۃ ۱۳۶۹ھ کے خط کے جواب  
میں ہے۔ تاریخ تحریر غالباً ۱۶ ذی الحجۃ ۱۳۶۹ھ ہوگی۔ اشرف

۲۔ حضرت والانے پہلے شعر کے دو مصرعے۔ "ہر رگ جان کھنچ گئی آواز پر"۔ نیز  
تیسرے شعر کے دونوں مصرعوں۔ "جب پکارا سامنے آپ آگئے ۛ ہم تو مرتے ہیں اسی انداز پر"

'صاد' کا نشان ثبت فرمایا ہے۔ (اشرف)

حضرت اشیحؓ، اس غزل کے چند مصرعے مجھے پسند آئے۔ جن پر صا و بنا دیا ہے  
خیر غزل تو ایک رنگ طبیعت سے ضرورت اسکی ہے کہ واقعاً اس آواز کو ہر  
رنگِ جان میں اتر جانا چاہیئے۔

مترشد :- بعض اوقات عصر کی جماعت ہونے والی ہوتی ہے یا ہو رہی ہوتی ہے تو  
طبیعت کو گپا گپا سنت چھوڑتے ہوئے کوفت ہوتی ہے۔ لیکن جماعت میں شامل  
ہو جاتا ہوں۔

حضرت اشیحؓ، بے شک جماعت ہی میں شامل ہو جانا چاہیئے اور طبیعت پر ترک سنت  
سے کوفت ہونا۔ بڑی مبارک حالت ہے۔ اس لئے اسکا اہتمام کرنا چاہیئے  
کہ وقت سے پہلے مسجد پہنچ جائیں۔

مکتوب نمبر ۱۴

(بنام سید عبدالرحمنؒ)

حضرت اشیحؓ، - عزیزِ محب زاد کم اللہ تعالیٰ توفیقاً

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مترشد ۱۔ عرصے سے کوئی عریفینہ حضرت کی خدمت میں پیش نہیں کیا معذرت خواہ ہوں۔  
حضرت اشیحؓ، - اس میں معذرت کی کوئی بات نہیں

۱۔ یہ مکتوب غالباً ۲۱ یا ۲۲ محرم ۱۳۷۰ھ کا ہوگا۔ کہ مکتوب الیہ کا ایک دوسرا دستی

رقعہ ۲۲ محرم ۱۳۷۰ھ کا لکھا ہوا ہے۔ اس سے یہی قیاس ہوتا ہے کہ اس رقعہ میں یہ

عبارت تاریخ کے تعین میں رہنمائی کر سکتی ہے۔ (بقی حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں)

مترشد ۱۔ اگرچہ اپنے آپ کو بیعت کے قابل نہیں پاتا پھر بھی... اس گنہگار کو اپنے  
حاشیہ نشینوں میں جگہ دے دیجئے۔

حضرة الشیخؒ :- بیعت کوئی ضروری چیز نہیں۔ تاہم اگر اس سے کوئی دینی نفع  
سمجھتے ہیں، تو مجھے عذر نہیں۔

مترشد ۱۔ تعلیم الدین کو ایک مرتبہ سرسری طور پر پڑھ لیا تھا۔ اب دوسری دفعہ دیکھ  
رہا ہوں۔ اخذ مطالب میں علی الخصوص سلوک کے ابواب میں وقت ہوتی ہے  
و عافرائیں کہ اللہ تعالیٰ انشراح قلب عطا فرمائیں۔

حضرة الشیخؒ :- آمین

مترشد ۱۔ براہ کرم اس عاصی و بیچ میز کے نکاح کی دعا بھی فرمایا کریں۔ کیونکہ جو ٹوٹے  
پھوٹے اعمال بن پڑتے ہیں۔ وہ بھی عدم نکاح کی وجہ سے پیدا شدہ انتشار  
ضائع ہو جانے کے خدشے میں رہتے ہیں۔

حضرة الشیخؒ :- اللہ تعالیٰ کامیاب فرمائیں۔

مترشد ۱۔ آخر میں اپنی بیعت کی درخواست دہرانے کی جارت کرتا ہوں  
دل رکھ دیا ہے سامنے لاکر خلوص سے :- اب اس آگے کام تمہاری نظر کا ہے

حضرة الشیخؒ :- دو شنبہ کی صبح کو بعد نماز و فراغت تفسیر انشاء اللہ تعالیٰ۔

والسلام

(بقیہ حاشیہ) ”آپ نے اس حقیر کی درخواست (بیعت) کوئی سبب اللہ شرف قبولیت بخشا انشاء اللہ کل صبح بعد

از تفسیر اس سعادت کیلئے حاضر ہو جاؤنگا... کل سے دل ایک عجیب کیفیت محسوس کر رہا ہے۔“

بہر حال یہ راقم کا قیاس ہے واللہ اعلم (اشرف) ۲۳ کے رقعہ پر حضرت کے ہاتھ کی کوئی تحریر نہیں۔



مکتوب نمبر ۱۵

(بنام سید عبدالرحمن صاحب)

حضرة الشيخ :- عزیز و محبتی و فقہم اللہ تعالیٰ  
السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مترشد :- آج حضرت سے بیعت کو ایک ہفتہ پورا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس عرصے میں اشغال مامورہ میں کوتاہی نہیں ہوئی بیعت سے مشرف ہو جانے کے بعد یہ خیال آیا آپ نے شفقت سے شغل بھی کم سے بتائے ہیں۔ ان میں تو غفلت مناسب نہیں انشاء اللہ اب اس میں کوتاہی نہ ہوگی..... آخر شب اٹھنے کی عادت راسخ ہوتی جاتی ہے۔ خط کشیدہ عبارت کے مقابل حضرت دالانے 'مبارک' لکھا ہے۔

حضرة الشيخ :- مبارک

مترشد :- دعاء فرمایا کریں کہ جو عمل مجھ ایسے تقویٰ بے عمل سے ہو جائے وہ خامیوں سے بچا رہے۔

حضرة الشيخ :- دعا ہے۔

مترشد :- کل بازار میں ایک کمبل دیکھا تھا۔ میری یہ خواہش ہے کہ اگر اجازت ہو تو وہ خرید کر ہمیشہ پیش کر دوں۔

حضرة الشيخ :- یہ تو آپ کر چکے

مترشد :- اس ہدیہ سے مجھ پر بار بالکل نہیں پڑے گا۔

حضرة الشيخ :- اگر بار نہ ہو تو آپ کو اختیار ہے۔

۱۲۲

۱۔ یہ گرامی نامہ مکتوب الیہ کے یکم صفر ۱۳۴۰ھ کے دستی رقعہ (خط) کے جواب میں ہے  
تاریخ غالباً ۲ صفر ۱۳۴۰ھ ہوگی۔ (اشرف)

مکتوب نمبر ۱۶

(بنام ستید عبدالرحمن صاحب)

حضرتہ الشیخؒ :- مخلص غیزی ادام اللہ توفیقکم  
السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مستر شہ :- حضرت کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ چند دن ہوئے دفتر میں مجھ سے  
پوچھا گیا تھا کہ میں بصرہ جانے کے لئے تیار ہوں۔ میں نے رضامندی ظاہر  
کر دی.....

حضرتہ الشیخؒ :- اللہ تعالیٰ بہتر فرمائیں۔

مستر شہ :- پہلے تو میں کسی دوسرے ملک میں جانے سے پہلے شادی ضروری  
سمجھتا تھا۔ لیکن اب یہ سوچنے لگا ہوں کہ میں واقعات کو اپنے خیال کے  
مطابق تو ڈھال نہیں سکتا۔ جب مشیت ایزدی ہوگی کوئی کام سرانجام دیا  
جانے گا۔ میری تقدیم و تاخیر سے کیا ہوتا ہے۔

حضرتہ الشیخؒ :- اس معاملہ میں آپ کے اہل خاندان بہتر مشورہ دے سکتے ہیں، فقیر دعا  
کرتا ہے۔

۱۳۴۰ھ  
۱۔ گرامی نامہ مکتوب الیہ کے ۱۴، ۱۸ صفر کے دستی رقعہ (خط) کے جواب میں ہے

تاریخ تقریباً ۱۹ صفر ۱۳۴۰ھ ہوگی۔ (اشرف)

مستر شد :- میں کبھی کبھی عصر کی نماز کے بعد قضا عصر پڑھ لیتا ہے۔ ایک دوست نے اس سے منع کیا۔ صحیح صورت سے مطلع فرما دیجئے۔

حضرت اشخ :- عصر کی نماز کے بعد کوئی نماز نہیں ہے۔ آپ فرض عصر سے پہلے کریں۔

مستر شد :- آج کل بہت ایذا پہنچ رہی ہے۔ دفتر میں ہمارے سپرنٹنڈنٹ بدل گئے ہیں۔ اور آنے والے صاحب خواہ مخواہ کی پہنچ نکالتے رہتے ہیں... زیادہ میرے ساتھ ہی الجھنا ہوتا ہے۔ دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ سکون عطا فرمائیں

حضرت اشخ :- اللہ تعالیٰ کا کرم چاہیئے۔

دشمن چر کند چو مہر ہاں باشد دوست

مستر شد :- جب آپ لائیں پور تشریف لے گئے تھے تو کچھ شعر لکھے تھے وہ پیش کرتا ہوں، سفر ۴، صفر ۴، حضرت والا نے بعض اشعار پر صا د اور بعض کی حاشیہ پر اصلاح فرمائی ہے جو درج ہے : اشرف

۴۔ آپ جاتے ہیں شوق سے جائیں : ہم کہاں جا کے دل کو بہلائیں

۴۔ آگئی ہے نہی سی آنکھوں میں : منع گریہ نہ دوست فرمائیں

ظلمت شب سے دل لڑتا ہے : پڑ رہی ہیں اندھیری پر چھائیں (پر چھائنا چاہیئے)

یہ محفل اداس و تیرہ و تار : کس کی باتیں دلوں کو برائیں (گرمائیں)

(بے محفل ہے۔ تیرہ و تار کے مقابل نور ہو جائے اور گرمی کے مقابل سردی (حضرت والا)

کاش ممکن ہوں یار کے جلو سے : دل بے کیفیت میں بس جائیں (صحیح لفظ کیفیت ہے)

حضرت الشیخؒ :- دیکھیے اور محفوظ رہو

مکتوب نمبر ۱۷

حضرت الشیخؒ :- (بنام سید عبدالرحمن صاحب)

حضرت الشیخؒ :- عزیز و مخلصی ادا م اللہ تعالیٰ توفیقکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

مستر شہد :- الحمد للہ کہ حضرت والد کے اہل و عیال خیریت آگئے ہیں اب حضرت کے

پاکستان میں مقیم ہو جانے کے امکانات بڑھ گئے ہیں۔

حضرت الشیخؒ :- انشاء اللہ تعالیٰ

مستر شہد :- میرے پاس کافی رقم ہوتی ہے جو یونہی خرچ ہو جاتی ہے۔ اگر اجازت ہو

تو ہر ماہ ۵۰/۰ (پچاس) روپے میں پیش خدمت کر دیا کروں۔

حضرت الشیخؒ :- آپ کی اس ہمت پر آپ کو مبارکباد اللہ تعالیٰ آپ کو مزید خیر و برکت

عطا فرمائیں۔ مجھے بجز اللہ تعالیٰ سر دست ضرورت نہیں، مگر آپ کو (آپ) خود

اپنے لئے پس انداز کیجئے۔ آپ کو بوقت ضرورت کام آئے گا۔

مستر شہد :- اگر صبح کی نماز کے بعد یا پہلے تضا فرض ایسی صورت میں پڑھ لئے جائیں کہ

اشراق کے ساتھ وقت نہ ملنے کا اندیشہ ہو۔ تو بھی شاید درست ہو۔ اگر کسی وقت

۱ :- یہ گرامی نامہ سید عبدالرحمن صاحب کے ۲۳ صفر ۱۴۲۰ھ کے جواب میں ہے

غالباً ۲۲ صفر کا ہوگا۔ اشرف

کی نماز کے ساتھ اس کے قضا فرض کسی وجہ سے نہ پڑھے جاسکیں تو ان کو کسی اور نماز کے ساتھ تو ادا کیا جاسکتا ہوگا۔ صحیح صورت سے آگاہ فرمائیں  
 حضرت الشیخؒ :- جی ہاں فجر کی فرض نماز کے بعد تا طلوع آفتاب کسی نماز کا وقت نہیں  
 قضائے فجر، فجر کی سنت سے بھی پہلے پڑھ لیں، کسی اور نماز کے ساتھ بھی  
 پڑھ سکتے ہیں۔  
 گرمائیں

مکتوب نمبر - ۱۸

( بنام سید عبدالرحمن صاحب )

حضرت الشیخؒ :- عزیز من و مخلص من زادکم اللہ تعالیٰ توفیقاً

مکتوب الیہ نے اپنے گذشتہ خط میں جو غزل بھیجی تھی وہ ترمیم کے ساتھ  
 اصلاح ثانی کے لئے دوبارہ پیش کی۔ حضرت والا نے اس شعر میں 'برمائیں' کو  
 گرمائیں سے بدل دیا

وہ نہیں تو ادا اس ہے محفل :- کسی کی باتیں دلوں کو 'برمائیں'  
 اور اس شعر پر صا و کا نشان لگا دیا۔

وہ تو جاتے ہیں اے ریاض خریں :- ان کے جو ہو چکے کہاں جائیں۔ (اشرف)  
 یہ گرامی نامہ مکتوب الیہ کے ۲۹ صفر ۱۳۸۷ھ کے دستی رقعہ کے جواب میں ہے  
 تاریخ تحریر اسی دن یا اس سے ایک دن بعد ہوگی۔ (اشرف)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

مستر شد :- مناجات مقبول کے ختم پر جی چاہتا ہے کہ حضرت کا اہم گرامی بھی شامل کر لیا کروں۔

حضرت الشیخ :- جی ہاں شامل کر لیجئے اور میرے لئے حسنِ خاتمہ کی دعا کیجئے۔

مستر شد :- اب حضرت والا سے زیادہ اور کسی سے تعلق ہے نہیں

حضرت الشیخ :- یہ آپ کے اخلاص و محبت کا کرشمہ ہے۔ خدا کرے کہ اللہ تعالیٰ اس کو مزید حسنِ عمل کا ذریعہ بنائیں۔

مستر شد :- مکتوب الیہ نے چند اشعار لکھ کر بھیجے جن میں حضرت الشیخ کا بھی تذکرہ کچھ اس انداز سے کیا تھا۔

شیخ کی گفتار الالہ ہے : افضل الذکر الالہ ہے

پیر وی شیخ واجب ہو گئی : شیخ کا کردار الالہ ہے

روئے روشن پر ہے بارشِ نود کی : مصور انوار الالہ ہے

دل میں کب ترے یہ جذبہ دیکھئے : شیخ کی تکرار الالہ ہے

حضرت الشیخ :- میں آپ کے شعروں میں ذکر کئے جانے کے قابل نہیں

مستر شد :- اب حضرت والا کو چھوڑ کر کسی دور دراز جگہ (بصرہ) چلے جانے کے

خیال سے دل کو تکلیف سی ہوتی ہے۔ یہاں دفتر کے حالات کی بنا پر آمادگی

کا اظہار کر دیا ہے۔ اطمینانِ قلب کی دعا کا متمنی ہوں۔

حضرت الشیخ :- آپ سفر سے نہ گھبرائیں۔ کیا عجب کہ بعد و پھر محبت کے اذویا کا

باعث بنے۔ صرف یہ خیال رہے کہ بے دینوں کی صحبت سے احتراز ہوتا

جلئے اور ذکر الہی سے دل کو تازہ رکھا جائے اور اسکو حاضرِ ناظر سمجھا جائے۔  
آپ کے لئے دل سے دعا کرتا ہوں۔

مکتوب نمبر ۱۹

(بنام ستید عبدالرحمن صا)

حضرتہ الشیخؒ، - مخلص عزیز۔ ادام اللہ توفیقکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مترشد :- اس چیز سے خوشی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم چشموں میں رسوا نہیں کیا۔ اور  
جہاں لوگ دنیاوی سفارشوں سے کامیاب ہوتے ہیں۔ وہاں ایک ناکارہ انسان  
بھی کامیاب ہو سکتا ہے۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ سے درخواست کرے۔ مجھے  
کل ۲۴۰/۰ روپے تنخواہ ملے گی۔

حضرتہ الشیخؒ :- اللہ تعالیٰ نے جس طرح آپ کو یہ دنیاوی ترقی نصیب کی۔ آپ کو دینی  
سعادت بھی عطا فرمائیں۔

مترشد :- استخارہ کیا تھا خواب کچھ ایسا دکھائی دیا۔ جس میں ہمارے افسر صاحب  
مجھ سے خواہ مخواہ جھڑپے ہیں۔ اگرچہ مجھے کچھ خاص پریشانی محسوس نہ ہوئی۔  
حضرتہ الشیخؒ :- تو پاک باشش برادر مدار از کس باک

مترشد :- جانے سے پہلے اگر نکاح کی شکل حل ہو سکے تو بہتر ہوگا۔ حضرت سے  
لے :- حضرت والا کا یہ گرامی نامہ ۲۱، ربیع الاول ۱۳۷۰ھ کے مکتوب الیہ کے دستی

رقعہ کے جواب میں ہے۔ تاریخ تحریر ۲۲، ربیع الاول ۱۳۷۰ھ ہوگی۔ (اشرف)

دعا کی درخواست کرتا ہوں  
 حضرت الشیخؒ، نکاح کے لئے میں آپ کو کیا مشورہ دے سکتا ہوں۔ اس کے  
 لئے آپ کو اپنے حلقہٴ قرابت میں کوشش کرنی چاہیے۔ اسی میں انجام کی  
 راحت ہے۔ دعا برابر کرتا ہوں۔

مکتوب نمبر ۲۰

(بنام سید عبدالرحمن صاحب)

حضرت الشیخؒ :- عزیز و مخلصی سلمکم اللہ تعالیٰ  
 السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

مترشد :- چند روز بعد بصرے روانگی ہوگی..... وہاں کی فضا بھی کچھ سازگار  
 نہیں اور مسافر ابھی سے شکست خوردہ ہے۔ دعا فرمائیں کہ ایسے بے یار  
 و مددگار مسافر کو اللہ تعالیٰ پناہ عطا فرمائیں۔

حضرت الشیخؒ :- وہاں جانا مبارک ہو۔ خدا کرے دنیا کے ساتھ دین کا بھی فائدہ ہو  
 اس کے بہتر ہے کہ حضرت والا رحمۃ اللہ تعالیٰ کے مواعظ اور رسائل بھی ساتھ  
 لیتے جائیں اور مطالعہ میں رکھیں

مترشد :- پچھلے دنوں اپنے ہاں کے دور کے عزیزوں میں سے ایک رشتے کا پتہ

۱۳ ربیع الثانی ۱۳۶۰ھ کے عبدالرحمن صاحب کے خط کے جواب میں ہے

تاریخ تحریر ۱۳ ربیع الثانی ہوگی۔



چلا تھا۔ ماموں جان نے ان سے کچھ ذکر کیا۔ انہوں نے آمادگی سے نطابہر کی  
 ابھی پیام کا سلسلہ نہیں ہوا۔ میں کچھ مطمئن نہیں۔ ان کا وہی نقشہ ہے جس  
 سے مجھے چڑسی ہے۔ دین سے دوری اور دنیا میں انہماک۔ طبیعت کو ذرا  
 برابر انشراح نہیں۔ یہ اس لئے عرض کر رہا ہوں۔ کہ اس سے قبل جو رشتہ  
 ہوا تھا وہ بھی اسی وضع کے لوگ تھے۔ اور پہلی ملاقات میں جو پہلی فرمائش  
 ہوئی تھی۔ وہ ڈاڑھی منڈانے کی تھی۔

حضرت الشیخؒ :- شادی میں لڑکی کا انتخاب

میری رائے میں تو کسی مناسب جگہ دیکھ کر آپ فیصلہ کر لیں۔ اور  
 اس کو حضرت کی تصانیف کے مطالعہ کے ذریعے راہ راست پر لائیں، معمولی  
 تعلیم کی لڑکی ہو تو بہتر ہے۔

مستر شہ :- موجودہ رشتے کے متعلق یہ بھی عرض کر دوں کہ لڑکی کے والد صاحب نے  
 خود غیر سید رشتہ کیا تھا۔ اور شاید اس سے نجیب الطرفین ہونے میں سہما  
 فرق آجاتا ہے۔

حضرت الشیخؒ :- آپ پہلے سے شرائط طے کر لیں۔ نجابت خاندان کے باب میں  
 اس درجہ تدقیق نہ کریں۔

مستر شہ :- آپ سے دعا کی درخواست ہے  
 حضرت الشیخؒ :- آپ کے لئے دعا گو ہوں۔

مکتوب نمبر ۲۱

(بِسْمِ مَسْتَدِ الرَّحْمَنِ صَب)

حضرتہ الشیخؒ :- محب عزیز زادکم اللہ تعالیٰ حباً فی اللہ  
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مترشد :- سوتے وقت بعض اوقات استغفار ۷۰ مرتبہ پورا نہیں ہوتا.....  
اب کہ بصرہ میں فرصت زیادہ ملنے کے امکانات ہیں..... خواہش ہے  
کہ حضرت کچھ مزید شغل تجویز فرمادیں۔ باقی کمی بیشی حضرت والا کے فیصلے پر  
منحصر ہے۔

حضرتہ الشیخؒ :- استغفار سو مرتبہ کریں۔ اگر آپ ذکر کہتے ہوں تو اس کے  
تعداد بڑھادیں۔ اور آپ بکثرت تسبیح سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر،  
لا الہ الا اللہ اکثر زبان سے پڑھا کریں۔ اگر ذکر نہ کرتے ہوں۔ تو ذکر کی  
صورت مجھ سے سمجھ لیں۔

مترشد :- گھر کے سامان میں کچھ ایسا ہے کہ اسے بصرہ لے جانا مشکل ہے۔ اگر اس میں  
سے کوئی چیز حضرت کے کام آسکے تو اجازت بخشیں کہ میں خدمت والا میں  
پیش کر سکوں۔

حضرتہ الشیخؒ :- یہ چیزیں آپ چاہیں تو ہمارے ہاں رکھوادیں۔ والسلام

یہ گرامی نامہ مکتوب الیہ کے ۲ جمادی اول ۱۳۷۰ھ کے خط کے جواب میں ہے  
تاریخ تحریر ۳ جمادی الاول ۱۳۷۰ھ ہوگی۔

مکتوب . نمبر ۲۲

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

انہ من سلیمان واندہ بسم اللہ الرحمن الرحیم  
سورۃ ۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۶ھ -

عزیزی سید عبدالرحمن صاحب وفقہ اللہ تعالیٰ -

عزیزی وخلصی وحبیبی فی اللہ تعالیٰ رزقکم اللہ تعالیٰ رزقا حسنا فی الدنیا و الآخرة  
اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ -

آپ کو میں نے کل ذکر زبانی اجازت دی تھی۔ اب تحریری دیتا ہوں۔ بعد تمہید  
اللہم صل علی محمد وعلی آلہ وصحبہ وبارک وسلم  
اللہم صل علی محمد وعلی آلہ وصحبہ وبارک وسلم  
پڑھ کر یہ دعا پڑھیں اللہم نور قلبی بانوار معرفتک و طہر قلبی  
عَمَّا سِوَاک ۳۰ دفعہ پھر ڈھائی ہزار دفعہ اللہ ذرا ہلکی آواز سے پڑھیں۔ ضرب کے  
ساتھ یا بلا ضرب ( مگر یہ سمجھیں کہ ضرب کوئی دینی امر نہیں۔ بلکہ محض علاج کہ طور پر ہے  
کہ موثر ہو ) اس کے بعد دو دفعہ ذکر پڑھ کر ختم کر دیں۔

ذکر کے وقت یہ تصور کریں کہ عرش سے نور آپ کے قلب پر پڑ رہا ہے ( یہ

تصور بھی دینی امر نہیں ہے۔ بلکہ بطور معالجہ کے ہے، تاکہ یکسوئی ہو )

یہ نقیر الی اللہ حب سے پاکستان آیا ہے۔ آپ کی محبت برابر اس کے ساتھ رہی  
اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دیں۔ اور دین و دنیا میں آپ کو سعادت عطا فرمائیں۔ آپ جا رہے

لے بصیر (جامع)

ہیں۔ میری دلی دعائیں آپ کے ساتھ ہیں، وصیت کرتا ہوں کہ قدم استقامت کی راہ پر قائم رہے، اور نگاہ محارم سے بچیں۔ حضرت والا رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصانیف زیر مطالعہ رہیں۔ نماز باجماعت کا حتیٰ الوسع اہتمام رہے۔

مشائخ رحمہم اللہ کے طریق پر ایک تسبیح و داعی بدیہ کے طور پر قبول کریں۔ اللہ تعالیٰ

برکت دیں۔

والسلام

الفقیر الی اللہ الغنی

سلیمان

مکتوب نمبر ۲۳

(بنام ستید عبدالرحمن صاحب)

انہ من سلیمان وانہ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

کراچی ۵

عزیزی غلص ادا م اللہ تعالیٰ توفیقکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ کا تار بروقت ملا اور آپ کا خط بھی پہنچا، آپ کے بختیت

تمام پہنچنے سے اطمینان ہوا۔ آپ کے خط کا انتظار تھا۔ بھدا اللہ تعالیٰ کہ وہ دور ہوا۔

گو میں عراق نہیں گیا، لیکن آنے جانے والوں سے جو کچھ سنتا رہا، اسی کی بنا پر میں

نے آپ کو چند نصیحتیں لکھی تھی، یہ دنیا اس طرح مفاسد سے بھر گئی ہے، کہ کسی دیندار

اے حضرة حکیم الامتہ مولانا تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ (جاسع)

آدمی کو اس کے تقاضے کے مطابق مناسبتاً ہو گیا ہے، ہر گوشہ سے فتنے سز نکالے ہوئے ہیں۔ اب انسان کی حفاظت کے دو ہی راستے ہیں، ایک انسان کی عزیمت و ہمت جو اللہ تعالیٰ نے اسی لئے اپنے بندہ کو ودیعت کی ہے، دوسرے اس کو توفیق، پس انھیں دو ذریعوں سے کام لینا چاہیے، اپنی عزیمت و ہمت کو اپنی وقت و لادہ سے ہمیشہ مضبوط رکھنا چاہیے۔ اور دوسرے اللہ تعالیٰ سے توفیق کی دعا، ہمیشہ مانگا و مانگنا، اُٹھ چاہیے۔ اور دعاؤں میں کہنا چاہیے۔ کہ خداوند اہم میں کیا ہے تیری توفیق ہم کو برائیوں سے بچا سکتی ہے، اور نیکی کی راہ پر چلا سکتی ہے۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم۔ کے یہی معنی ہیں، کہ انسان میں نیکی کی قوت اور برائی سے بچنے کی صلاحیت صرف اللہ تعالیٰ کی مدد سے ممکن ہے۔ یعنی معنی سمجھ کر لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم کی کثرت کی جائے۔

ما محرم عورتوں سے خلوت میں ملنا بڑے خطرہ کی بات ہے۔

اپنے لباس میں اور جسم میں صفائی اور بے تکلف صفائی اور ستھرائی کا خیال رکھنا چاہیے۔ لیکن اس سے نمائش اور دیکھا دے کا جذبہ نہ اُبھرے۔

نماز پنجگانہ باجماعت اور تلاوت اور تہجد اور ذکر کا اتہام چاہیے۔ آپ نے نکاح کے متعلق فیصلہ کر لیا ہوتا تو جسم و قلب کے اطمینان کا باعث ہوتا۔ معمولی دنیاوی فائدوں کیلئے غلط راہ اختیار نہیں کرنی چاہیے کہ وہ تشویش قلب کا باعث بھی بنتی ہے، اور خسارۂ آخرت بھی۔

عزیزی غلام محمد صاحب نے کہا ہے کہ اگر آپ کے مکان میں میرے قیام کے سبب آپ کو کوئی زحمت ہو رہی ہو تو بے تکلف آپ انہیں لکھ دیں۔ وہ تعمیل کریں گے۔ آپ کیلئے دعا ہے۔

والسلام — فقیر سید سلیمان - ۴، مارچ ۱۹۵۱ء

مکتوب نمبر ۲۲

(بسم سید عبد الرحمن صاحب)

انہ من سلیمان وانہ بسم اللہ الرحمن الرحیم

غیر غلصے و تفکرم اللہ تعالیٰ و سلم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

آپ کا لغافہ ملا۔ آپ کے پہلے لغافہ کے جواب میں جو خط میں نے لکھا ہے۔ وہ شاید آپ کو مل چکا ہو، آپ کے اس تازہ خط سے آپ کے مزید حالات معلوم ہوئے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ (آپ) کو نیکی کی توفیق اور اپنی ذمہ داریوں سے کما حقہ عہدہ برآ ہونے کی سعادت عطا فرمائیں، بے شبہہ اللہ تعالیٰ کی امداد و توفیق کے بغیر کوئی کام انجام نہیں پاسکتا۔ انسان کو اپنے فرض سے کام رکھنا چاہیے۔ لوگوں کی قیل و قال کی پرواہ نہ کی جائے۔ آپ ابو لہیہ کہنے سے چڑھیں نہیں، کیا کوئی آپ کو مسلم کہہ کر چڑھائے تو چڑھے گا۔ اور اسلام چھوڑ دیجے گا۔

آپ نے فرنجیہ کے لئے مشورہ پوچھا ہے، تو کوئی حرج نہیں، خرید لیجئے۔ اس سے خوشی ہوئی کہ آپ کے معمولات جاری ہیں، اللہ تعالیٰ راہِ حق پر قائم رکھیں۔ دنیا تماشگاہ ہے، اس سے زیادہ کوئی حقیقت نہیں۔ **وَلَا خِرَافَةَ خَيْرٌ وَآلِقَىٰ۔**

عزیزی سلیمان اور ابو عاصم صاحب کی طرف سے سلام قبول فرمائیے

یہاں حالات پراسن اور باسکون ہیں۔ والسلام

الفقیر الی اللہ

۱۳۷۰ھ

سلیمان۔ ۳۰، جاری المادلی

مکتوب نمبر ۲۵

(نام سید عبدالرحمن صاحب)

کراچی ۵۔ چین اسٹریٹ

صدیق مخلص و عزیز صادق الوداد و فقہم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

آپ کا خط مورخہ (نمارد) سلا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔ کہ آپ مع الخیر اپنے

فرائض و معمولات میں مصروف ہیں، عبادت کے بعد سب زیادہ اہمیت معاملات

میں صفائی اور حسن خلق کا درجہ ہے۔ حضرت والا رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصانیف اور رسائل

و مواظبہ کے مطالعہ سے یہ حقیقت اب آپ پر مخفی نہ رہی ہوگی، اسلامی ملکوں پر تفریح

کا اثر سید غلو کے ساتھ پڑا ہے۔ اور وہاں کے مسلمانوں نے یورپ کی ظاہری معاشرت

ہی کی نقالی کو سمجھا ہے۔ اسکی اہم دفعات عورت، شراب اور سامان آرائش و تفریح

کو سمجھا ہے۔ حالانکہ یہ یورپ کے تمدن کے عیوب ہیں، ہنر نہیں ہیں۔

[میں نے (۹)..... لباس اور جسم کی صفائی سے میرا مقصود یہ ہے۔ کہ لباس صاف

ستھرا رکھئے، لباس ایسا پہنیے جو ملک میں اچھے اخلاق والوں کا شیوہ ہو، مثلاً شروانی

پہن کر نکلیں، صرف قمیض، پاجامہ میں نکلنا وہاں معیوب سمجھا جاتا ہوگا۔ بدن بھی صاف

رہے۔ داڑھی اور بالوں (اور) گنگھا کیجئے۔ داڑھی کے بالوں جو ادھر ادھر بے تامل ہوئے

ان کو کتر واکر تباعدہ بنا لیں، کہ دیکھنے میں بُری نہ معلوم ہو۔ تاکہ لوگ آپ کی بے پڑہی سے

نفس داڑھی کو برا نہ سمجھنے لگیں، مونچھیں بڑی نہ رہیں۔ کہ ان کو لب پر نہ آنے دیجئے

بلکہ بہت چھوٹی رکھئے۔

عدالت کی معذرت سے اگر معمولات میں اتفاقاً رخصتہ پڑ جائے تو کوئی حرج نہیں۔  
انشاء اللہ تعالیٰ اس کا بھی ثواب ملے گا۔ آپ اپنے اندر سستی و کوتاہی کے سبب سے  
کوئی رخصتہ نہ پڑنے دیں۔

مسجد میں قرآن پاک کا سلسلہ پھر شروع کر دیا گیا ہے۔  
آج میں ایک ہفتہ کے لئے لاہور پنجاب یونیورسٹی کمیشن میں جا رہا ہوں۔  
بحمد اللہ تعالیٰ خیریت ہے۔

غلام محمد صاحب نے آپ کو خط لکھا ہے۔ جس میں کوارٹر کی صورت حال لکھ دی  
ہوگی، وہ بھی میرے ساتھ چند روز کے لئے آج لاہور جا رہے ہیں۔  
ابو عاصم اور سلمان اور ان کی والدہ کی طرف سے بھی سلام سنون قبول کریں۔ دو ہوائی  
فانے آپ کے پہنچے تھے۔ میرے دو خط بھی آپ کو ملے ہوں گے۔ والسلام

سید سلیمان

۲۴ مارچ ۱۹۵۱ء

مکتوب نمبر ۲۶

(نام سید عبدالرحمن صاحب)

حضرت اشع<sup>ؒ</sup>۔ محب عزیز حفظکم اللہ تعالیٰ وسلم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ الحمد للہ تعالیٰ خیریت ہے۔

۱۔ یہ گرامی نامہ سید عبدالرحمن صاحب کے بصرہ کے ۱۶ جمادی الآخر ۱۳۷۱ھ کے خط کے جواب میں ہے۔

حضرت والا کے خط پر تحریر تاریخ ثبت نہیں۔



مترشد ۱۔ ۸ جمادی الآخر کو ڈبیر گیا تھا۔ اسے پرانا بصرہ کہنا چاہیے، وہاں حضرت طلحہ، زبیر اور حسن بصری رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مزارات کی زیارت ہوئی۔ حضرت طلحہ کی قبرستہ حالت میں ہے۔ ایک گنبد میں ایک بڑی سی قبر ہے اور کوئی خدام وغیرہ وہاں نہیں۔ پاس ایک ویران آبادی کے نشانات ہیں۔ خدا آگے بڑھ کر زبیر نامی آبادی ہے۔ جامع مسجد میں حضرت زبیر آرام فرمائیں۔ اس آبادی سے ملحقہ قبرستان میں حضرت حسن بصری مدفون ہیں۔ وہاں ایک خاص اطمینان سا محسوس ہوا۔ ان مقامات پر حاضری کے آداب سے واقفیت کی خواہش ہے کیونکہ وہاں جانے کو جی چاہتا ہے۔

حضرة الشیخ :- مزارات پر حاضر ہو کر اصحاب مزارات کے لئے دعا کرنی چاہیے اور دعائے قبرستان پڑھنی چاہیے۔ ان سے کوئی دعا اپنے لئے نہیں چاہنا چاہیے۔ اس کا لحاظ رہے۔

مکتوب نمبر ۲۷

(بنام سید عبدالرحمن صاحب)

حضرة الشیخ :- عزیز نبوی و حبیبی و فقہم اللہ تعالیٰ السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ۔

مترشد ۱۔ داڑھی کے متعلق میرا خیال یہی تھا۔ کہ کترن درست نہیں حضرت والا کے لئے۔ یہ گرامی نامہ مکتوب الیہ کے عشرہ بصرہ کے ۲۲ جمادی الآخر ۱۳۷۰ھ کے خط کے جواب میں ہے۔ تاریخ تحریر

ارشاد کے بعد میں اسے درست کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔

حضرت الشیخؒ :- دائرہ کی لمبائی ایک مشت سے زیادہ ہو تو اسکو تین چھ سے لے لیں

موتھیں ہوں سے نیچی رہیں

مترشد :- اللہ تعالیٰ سفر لاہور کو ہر طرح مبارک فرمائیں۔

حضرت الشیخؒ :- بخیریت واپسی ہوئی۔

مترشد :- اللہ تعالیٰ مسجد میں درس قرآن پاک میں اور برکت عطا فرمائیں اور یہ

فیض کا سرچشمہ جاری رہے۔

حضرت الشیخؒ :- اللہ تعالیٰ اس سے مجھے اور سننے والوں کو نائدہ پہنچائیں۔

مترشد :- میں نے برادر محترم غلام محمد صاحب کی خدمت میں ایک دوسرا عرضہ

ارسال کیا تھا.... خدا کرے اسٹیٹ آفیسر کو اور ٹرکے سلسلے میں مناسب ڈائی کی ہو۔

حضرت الشیخؒ :- مجھے یاد رہا تو ان سے پوچھوں گا۔

مترشد :- اللہ تعالیٰ عبادات، صفائی معاملات اور حسن خلق سے بہرہ یاب فرمائے۔

حضرت الشیخؒ :- آمین

مترشد :- سید ابو عاصم و سلمان سلمہ اور حضرت پیرانی صاحبہ کی خدمت میں سلام۔

حضرت الشیخؒ :- ان کی طرف سے بھی سلام قبول ہو۔

«عوائت» کے متعلق ہر خط میں کچھ نہ کچھ لکھا کریں۔

مترشد :- حضرت کو میرے خط کے جواب میں کچھ نہ کچھ خوب کرنا پڑ رہا ہے

«الگریہ» برکریاں کار ہا و شوازیست

تاہم یہ خیال تکلیف دہ ہے۔ اجازت فرمائیں تو کوئی شکل نکالوں۔

حضرت الشیخؒ ۱۔ میرے پاس جب تک سامان ممکن ہے ضرورت نہیں کوئی سامان  
اگر کر سکتے ہوں تو کر لیجئے۔

مکتوب نمبر ۲۸

( نام سید عبدالرحمن صاحب )

حضرت الشیخؒ ۱۔ عزیز و محبی زادکم اللہ تعالیٰ توفیقاً  
السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

مستر شد ۱۔ ایک عرضتہ میں بفتے پہلے ارسال کیا تھا۔ جواب نہ آنے سے طبیعت بچھین  
رہتی ہے۔ خدا کرے حضرت والا بخیر و عافیت ہوں..... اگر حضرت والا نے  
مشغولیات کی وجہ سے نہ لکھا ہو تو خیر مضائقہ جس چیز سے ڈر رہا ہوں وہ یہ  
ہے کہ کہیں خاطر اشرف پرتو نہیں گذرا.....“

حضرت الشیخؒ ۱۔ الحمد للہ تعالیٰ کہ خیریت ہے، البتہ کئی ماہ سے داہنے ہاتھ میں درد ہے  
اللہ تعالیٰ شفا دیں۔

آپ کے خطوط ملتے رہے۔ آپ کی خیریت معلوم ہوتی رہی۔ آپ کے لئے دعاؤ خیر و برکت  
اور ترقی ظاہری و باطنی کرتا ہوں۔

مستر شد ۱۔ میرے معمولات میں رخصت پڑتے گئے ہیں اور میں انہیں بعد از وقت لیورا  
کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ کچھ روح ہی مفلوج سی نظر آتی ہے۔ براہ کرم اس  
حقیر ترین خلایق کی کوتاہیوں پر نگاہ عنود کرم ڈالیئے۔

حضرت الشیخؒ ۱۔ معمولات میں رخصت پڑنا ترک ہونے کی تمہید ہے۔ اگر حضرت والا رحمہ اللہ تعالیٰ

کے رسائل روزانہ مطالعہ میں رہتے تو یہ کیفیت نہ ہوتی، نماز، نوافل، ذکر، تلاوت اور اخلاق و معاملات کی نگرانی، یہ چند امور ہیں، جو لحاظ کے قابل ہیں ان پر ہمیشہ نظر رہے تو روح منطوج نہ ہوگی۔

فقیر سید سلیمان

مکتوب نمبر ۲۹

(بنام سید عبدالرحمن صاحب)

انہ من سلیمان وانہ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

مؤرخہ ۶ مئی ۱۹۵۱ء

عزیز مکرم سلمکم اللہ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

آپ کا خط ملا تھا۔ جس بات کی آپ نے تصریح کی ہے اس کو تو اشارہ و کنایہ سے آپ نے یہاں بھی ظاہر کیا تھا۔ میں نے اسی اشارہ و کنایہ میں آپ کو جواب بھی دے دیا تھا۔ پھر تصریح چنداں ضروری نہ تھی۔ نکاح اور بیاہ کے معاملات اہل خاندان ہی میں مفید ہیں، اسی لئے میں آپ کو اسی کا مشورہ دیتا رہا، اور اب بھی یہ مشورہ رہا۔ آپ نے ایک دفعہ کسی کے ہاتھ کھجور بھیجی تھی۔ وہ کھجور محفوظ نہیں پہنچی، بکس توڑ کر ۸ ہینڈل نکالے گئے تھے، معلوم نہیں کہ یہ آپ ہی نے کیا تھا، یا کسی نے راستہ میں کیا، پھر ایک اور صاحب کے ہاتھ کھجوریں پہنچیں جو محفوظ تھیں۔ ان میں دو پکیٹ تھے، ایک خط کے ساتھ پندرہ روپے بھی ملے۔

آپ نے جو کبیل ہدیہ دیا تھا۔ لاہور کے سفر میں دوسری چیزوں کے ساتھ وہ بھی  
چوری ہو گیا۔ کچھ حرج نہیں، واللہ الحمد  
یہاں ہر طرح خیریت ہے۔

والسلام

سید سلیمان

مکتوبے نمبر ۳

(بنام سید عبدالرحمن صاحب)

عزیزی المخلص ادام اللہ تعالیٰ توفیقکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

میں تقریباً ایک عشرہ کے سفر لاہور و راولپنڈی کے بعد کراچی واپس آیا، الحمد للہ

تعالیٰ خیریت ہے۔

آپ کا خط مورخہ ۲ شعبان ملا۔ حالات سے آگاہی ہوئی، آپ کے لئے بارگاہ الہی

میں دعاء ہے کہ وہ آپ کی حفاظت فرمائے اور آپ کو اپنی توفیق سے بہرہ در فرماتا ہے۔

بیشک کہتے ہیں نصیحت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی یاد سے غفلت نہ ہو۔ تہجد اور ذکر گراہم

رہے۔ حضرت والا کی تصانیف کا مطالعہ انشاء اللہ تعالیٰ ہر بے راہ روی سے آپ کو چھپائے

گا۔ اور آپ کے قلب کو اللہ تعالیٰ سے وابستہ رکھے گا۔

عراق کی سرزمین عجائبات سے لبریز ہے۔ نفس شش پا کا موقع ہر ایک نڈر پر ہے۔

بشار کہ رہ بردم تیغ است قدم را

۶۲  
معاملات پر خصوصیت سے نظر رہے۔

آپ نے جو پندرہ روپیہ بھجوائے ہیں، ان کو میں آپ کی ڈاک میں صرف کرتا ہوں  
مگر احتیاط کے ساتھ اس کا پورا حساب رکھنا مشکل ہے۔ اس لئے اگر اُس میں پوری  
احتیاط برتی نہ جاسکی تو آپ معاف کر دیں، اور تصریح کر دیں۔ کہ یہ آپ کی امانت ہے۔  
جو غرض خاص کے لئے میرے پاس رکھوائی ہے۔ یا اس میں مجھے تصرف کی بھی اجازت ہے۔  
آپ نے چھوٹے موٹے تحفوں کی اجازت چاہی ہے تو اسکی اجازت ہے

والسلام

سید سلیمان

۲۵ شعبان ۱۳۴۰ھ

مکتوب نمبر ۳۱

(بنام سید عبدالرحمن صاحب)

کراچی

عزیزی و مخلصی و فقہم اللہ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

الحمد للہ تعالیٰ خیریت ہے۔ رمضان المبارک کے دن بخیر و خوبی سے گزر

رہے ہیں۔ آج پندرہواں روزہ ہے۔ رات کو تراویح میرے ہی صحن میں ہوتی ہے۔ غلام محمد صاحب

اور محلہ سے ڈاکٹر برکت صاحب اور دو مین اہل محلہ اور میرے گھر کے اعزہ اور ملازمین شریک

ہوتے ہیں، والحمد للہ تعالیٰ۔

آپ کا لفظ ملا۔ حالات معلوم ہوئے۔ آپ نے میرے اُس فقرہ کے جو آپ کے  
مرسلہ پندرہ روپوں کے بارہ میں آپ کو لکھا تھا غلط معنی سمجھے۔ آپ کے روپے محفوظ ہیں  
میں نے حساب لکھ لیا ہے۔ اب تک صرف ۱۲ خرچ ہوئے ہیں، باقی سب موجود ہیں۔  
کسی روپے کی ضرورت نہیں بلکہ یہ امانت بھی بار ہے۔ میری قلت حافظہ کی بنا پر اس  
میں اگر کمی میشی ہو جائے تو اس کے معاف کئے جانے کی خواہش کی تھی اور بس۔

اور صاحبوں کی معرفت کھجوروں کے بکس پہنچے۔ جزاکم اللہ تعالیٰ پہلے صاحب نے  
بحفاظت پہنچایا۔ یہ کوئی تاجر تھے، دوسرے صاحب جو ساتھ میں ایک شکستہ تولیہ اور  
ایک میز پوش لائے تھے بکس ٹوٹا ہوا اور اُس میں سے دو پکیٹ نکلے ہوئے تھے۔  
میز پوش وغیرہ بھیجنے کی زحمت گوارا نہ فرمائیں۔ یہ اسباب دسامان اب میرے لئے  
بیکار ہیں۔ اور کھجوروں کا یہ تانتا بھی اب موقوف کریں۔ برس میں ایک دو دن دکاتی ہے۔  
دعا ہے کہ آپ کے معمولات جاری ہوں گے۔ اور حالات بہتر ہوں گے۔

حضرت حکیم الامتہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصانیف سے غفلت نہ کریں گے معلوم  
نہیں وہاں تراویح کا کیا اہتمام ہے۔ اور تلاوت کلام پاک کی کیا صورت ہے، تہجد کا  
اہتمام ہے یا نہیں۔

آپ کی آمد کی خبر سے خوشی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ خیریت سے لائے۔

والسلام

سید سلیمان

۱۵ رمضان المبارک ۱۳۷۰ھ

مکتوب نمبر ۳۲  
( بنام سید عبدالرحمن صاحب )

سید سلیمان ندوی

کراچی ۵

روز ۲۷ اگست ۱۹۵۱ء

عزیز مخلص سے و محب گرامی زادکم اللہ تعالیٰ توفیقاً  
استلام علیکم ورحمۃ اللہ

مدت سے آپ کا کوئی خط نہیں، اور مجھے بھی فرصت ہاتھ نہیں آئی، مگر دل  
برابر آپ کی خیریت کا جو یاد رہا۔ اور آپ کے حسن احوال کے لئے دعا گو رہا۔ اُمید ہے کہ آپ  
بخیریت ہوں گے، اور اپنے معمولات کی بجا آوری میں مصروف ہوں۔

آپ نے اپنے آنے کی خبر بھی تھی۔ مگر پھر معلوم نہ ہوا، مانع بخیر ہو۔  
آپ جہاں ہیں وہاں اچھی صحبت میسر نہ آتی ہوگی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو  
ہر طرح محفوظ رکھیں۔ اور اپنے مرضیات پر چلنے کی توفیق بخشیں۔ اور قدم و نظر کی پوری  
حفاظت کریں۔

یہاں کے حالات قرین شکر ہیں، اور کوئی خاص بات قابل ذکر نہیں۔ بارے ہمسایہ  
ڈاکٹر بروت صاحب بخیریت ہیں۔

میں نے آپ کو لکھا تھا کہ بغداد کے کسی کتب فروش عربی کی فہرست لے کر میرے

پاس بھیجیں۔ شاید یاد نہ رہا ہو۔ والسلام

فقیر الی اللہ

سلیمان ندوی



مکتوب نمبر ۳۳

( بنام سید عبدالرحمان صاحب )

سید سلیمان ندوی

عزیزی و محبی و مخلص حفظکم اللہ تعالیٰ -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ -

آپ کا خط مورخہ ۳۰ ذی قعدہ ۱۳۷۶ھ ملا۔ حالات مندرجہ سے

آگاہی ہوئی۔ ۲۵ اگست کا خط نہیں ملا۔

آپ کو تجربہ ہو گیا ہوگا کہ ایک ناجائز پہلو کتنے ناجائز پہلوؤں کا دروازہ کھول

دیتا ہے۔ اور پھر بھی قلب کا وہ اطمینان موجب نہیں بنتا۔ بلکہ وہ پریشانیوں میں

اور اضافہ ہی کرتا ہے۔ قلب کی طمانیت صرف روپے سے نہیں ہوتی، بلکہ اسکے حصول

کی اور راہیں بھی ہیں۔ جن میں سے سب سے زیادہ مفید فناعت اور صداقت کا راستہ ہے۔

معمولات میں اتفاقاً کوتاہی کا تو کچھ حرج نہیں مگر مسلسل کوتاہی قلبی احوال کے منزل

کا ذریعہ ہوتا ہے۔ اور پھر وہ دوری بڑھتی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ محرومی تک وہ پہنچا دیتی ہے۔

یہ راہ بہت اور عزیمت کے بغیر طے نہیں ہوتی۔ اسی کا نام مجاہدہ ہے۔

وجہا ہدوا فی اللہ حق جہادہ اللہ کی راہ میں پورا پورا مجاہدہ کرو۔

مجاہدہ کرو۔ مجاہدہ یہی ہے کہ باطل خواہشوں سے اعراض برت کر مقصد حق کو پورا کیا جائے

اور اسی پر دین اور دنیا دونوں کی کامیابی منحصر ہے

یہاں خیریت ہے آپ کی خیریت کے لئے دعا گو ہوں۔ یہاں ۳ ستمبر کو عید اضحیٰ شاد ہو۔

میں نے آپ سے کسی عربی کتب خانہ تجارت کے عربی مطبوعات کی فہرست طلب

کی تھی۔ اگر مل جلتے تو بھیجیں۔

والسلام

الفیقر الی اللہ یدعیان

۴ ستمبر ۱۹۵۱ء

مکتوب نمبر ۳۴

(بنام ستید عبد الرحمن صاحب)

کہاچی۔ ۵

عزیزی و مخلص و تقم اللہ تعالیٰ لما یحب و یرضے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

آپ کے دو لغزانیہ پیچھے۔ آپ کے حالات سے واقف ہو کر اور معمولات کی پابندی

کی خبر سے خوشی ہوئی۔ یہ معلوم کر کے کہ آپ رخصت لے کر آنا چاہتے ہیں آپ کی ملاقات کا

خیال کر کے مزید مسرت ہوئی۔

یہ سن کر افسوس ہوا۔ کہ بغداد میں کتابوں کی فہرست نہیں ملی۔ تعجب ہوا۔ کہ اس درجہ

تنزل میں ہے۔ اللہ تعالیٰ محفوظ رکھیں۔

بڑی نعمت اس دنیا سے ایمان و عمل صالح کے ساتھ رخصت ہو چکی ہے۔ جس کا نام

حسن خاتمہ ہے۔

شہید ملت لیاقت علی خان کی شہادت عالم اسلامی کیلئے سانحہ غم ہے۔ قوم میں افراد کی

کمی ہے جو جاتا ہے۔ اپنا بدل نہیں چھوڑتا۔ اللہ تعالیٰ پاکستان اور امت مسلمہ پر رحم فرمائے۔

بجہ اللہ میں اور میرے اہل و عیال بختیت ہیں۔ سب کی طرف سے سلام سنونے

والسلام

قبول کیجئے۔

الفقرالی اللہ سیدیمان

۳۱ اکتوبر ۱۹۵۱ء / ۲۸ محرم ۱۳۷۱ھ

مکتوب نمبر ۳۵

(بنام سید عبد الرحمن)

کراچی۔ ۵

مخلصی و عزیزی ادام اللہ توفیقکم لما یحب و یرضے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

ارنہ دنوں میری طبیعت زکام اور کھانسی اور نزلہ کے سبب سے کچھ خراب رہی  
اب بجہ اللہ تعالیٰ اچھا ہوں، آپ کے خطوط ملتے رہے۔ آپ کا فرستادہ تحفہ کھجوروں کا بھٹ  
ملا۔ جزاکم اللہ تعالیٰ۔ آپ نے میرے لئے الارم گھڑی اور کمبل خریدنے کا ارادہ  
ظاہر کیا ہے گھڑی تو میرے پاس آپ والی موجود ہے۔ وہ چوری نہیں ہوئی ہے۔ آپ کو  
غلطی ہوئی۔ البتہ آپ کا کمبل چوری ہو گیا۔ مگر اللہ تعالیٰ (نے) ایک اور قسم کا کمبل دلوا دیا،  
مجھے ضرورت گھڑی کی مطلق نہیں، البتہ اگر کمبل ولایتی وہاں کا ایسی عمدہ ملے تو لے لیجئے، مگر  
قیمت آپ کی رحمت سے زیادہ نہ ہو، جبر نہ ہو، بلکہ رضائے خاطر سے ہو۔

ان دنوں مسجد کا درس جاڑوں کے سبب اور میری سستی طبع کے موقوف ہے۔ آپ کے

معمولات کا حال سن کر خوشی ہوئی۔ آپ کے عراق جانے سے آپ کے متعلق خطرہ تھا کہ آپ

ماحول سے متاثر نہ ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ توفیق بخشنے والے اور محافظ ہیں

آپ کے مکان کی نسبت غلام محمد صاحب نے کاروائی کر لی ہے۔ اب آپ پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ آپ کا کوئی تعلق اب اوس مکان سے باقی نہیں رہا۔ اب بس آہ راست ان کا تعلق اسٹیٹ آفس سے ہو گیا ہے۔ آپ بے فکر رہیں۔

انسان کو ہر حال میں اپنے سے چوکنار رہنا چاہیے۔ کہ اس کا نفس اسکو فریب میں مبتلا نہ کرے۔ معاملات میں ہمیشہ صفائی اور ایمان داری اور سچائی پیش نظر رکھے۔

آپ کے لئے دل سے دعاء کرتا ہوں، معلوم نہیں آپ کی درخواست رخصت

والسلام

منظور ہوئی یا نہیں۔

سید سلیمان

۲۲ دسمبر ۱۹۵۱ء

مکتوب نمبر ۳۶

(بنام سید عبدالرحمن صاحب)

کراچی

غزنی و مخلص ادا اللہ توفیقکم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

آپ کا محبت نامہ ملا، آپکی خیریت معلوم کر کے خوشی ہوئی۔ اب عراق کے نئے سفیر جا رہے ہیں۔ خدا کرے کہ آپ کو ان سے مناسبت اور ان آپ سے مناسبت ہو۔ میں

ان سے واقف نہیں ہوں مگر نیک امید رکھتا ہوں۔

بغداد میں اختر امام صاحب جو پاکستان کے نمائندہ ہیں۔ وہ مجھ سے واقف ہیں، وہ بہار کے اصلی باشندہ ہیں، اور میرے ایک عزیز کے عزیز ہیں۔ ابھی عراق سے یہاں علماء الاسلام کے جو دو نمائندے آئے تھے۔ وہ بیان کرتے تھے کہ اختر امام مجھ سے محبت رکھتے ہیں۔ گو میری ان کی ملاقات نہیں ہے۔

معلوم نہیں۔ آپ کی رخصت کی درخواست منظور ہوگئی یا نہیں۔ اگر یہاں رخصت کے متعلق کوئی کوشش کرنا چاہتے ہوں، تو دیکھئے کہ کس سے کہا جائے۔

اللہ تعالیٰ آپ کی باطنی حالت کو آراستہ کرے اور باطنی احوال میں ترقی غایت فرمائے  
برسات میں اور ہر حال میں رضائے مولیٰ پر نظر رہے، اور نماز کی تحسین اور آراستگی کا پورا  
خیال رہے۔

والسلام

الفقر الی اللہ تعالیٰ

سید سلیمان

۲۰ ربیع الثانی ۱۳۷۱ھ

مکتوب نمبر ۳۷

(بنام سید عبدالرحمن صاحب)

عزیزی و مخلصی زادکم اللہ تعالیٰ توفیقاً

یا سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا نفاذ ملا۔ جس سے آپ کی خبریت بصرہ پہنچ جانے کی اطلاع ملی۔ اللہ تعالیٰ

آپ کو خیریت و سلامت (سلامت) اثر سے رکھیں۔ اور آپ کے لئے آپ کے لئے خاگی تجر بہ

کو مبارک کریں۔ اسکی کامیابی کے لئے طرفین کا صبر و تحمل ضروری ہے۔

عزیزہ موصوفہ کو دینی کتب و رسائل پڑھنے کو دیتے رہیں۔ اور نماز اور تلاوت کی تاکید رکھیں۔

نماز کی تحسین کے معنی یہ ہیں۔ کہ نماز کے سارے آداب مستحسن اور سنن کا لحاظ رکھا جائے، ارکان کے ادا کرنے میں تعدیل ہو۔ رکوع و سجود کی تسبیحات ۳۳ سے زیادہ بڑھائی جائے، سنون وقت کا خیال رکھا جائے۔

بغداد کا سفر بالفعل ملتوی کر دیا، کچھ تو مجھے لاہور، ملتان و بھالپور کے سفر میں دیر ہوئی۔ ۲۲ کو کراچی پہنچا۔ کچھ آپ کی حکومت نے جواب میں تاخیر کی اس لئے سفر ملتوی کرنا پڑا، انشاء اللہ تعالیٰ پھر کہیں۔

الحمد للہ تعالیٰ یہاں خیریت ہے۔ میں بھی اچھا ہوں، غلام محمد صاحب بھی خیریت ہیں۔ سب کی طرف سے اپنی اہلیہ کو دعائے خیر کہہ دیجئے۔

والسلام

سید سلیمان

۲۶ مارچ ۱۹۵۲ء

مکتوب نمبر ۳۸

کراچی۔ ۵

عزیزہ و محبی زادکم اللہ تعالیٰ عرفاناً

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

آپ کے بصرہ پہنچنے کا خط ملا تھا۔ میرا پورا اپریل کا مہینہ لاہور و ملتان و راولپنڈی و جہلم و دلائی پور کے سفروں میں گزر گیا۔ اب چند روز ہوتے کہ واپس آیا ہوں۔ الحمد للہ تعالیٰ خیریت ہے۔

آپ کے اور آپ کی اہلیہ کے لئے دعا گو ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ دونوں میں موافقت اور موانعت پیش از پیش پیدا کریں۔ اور یہ مقصد صرف دین کی اتباع میں منسیر آسکتی ہے۔

امید ہے کہ اب آپ اپنے معمولات پر قادر ہو گئے ہوں گے۔ سب سے بڑی چیز فرائنص کے بعد اخلاق رزیدہ سے نجات حاصل کرنا ہے۔ جس کے لئے دعاؤ کے علاوہ کوشش کرنا بھی ہے۔

عراق کا سفر نہ ہو سکا کچھ عوائق و موانع پیش آگئے۔ اب ایران کا خیال ہے اور اس کے ساتھ عراق کا بھی۔ واللہ اعلم

الحمد للہ خیریت ہے۔ عزیزم غلام محمد صاحب کے لڑکی تولد ہوئی ہے۔

والسلام علیکم

الفقیر الی اللہ

سید سلیمان ندوی

۱۔ یہ مکتوب ایرلیٹر پر مرقوم ہے۔ جس پر چھ مئی ۱۹۵۲ء کی مہر کراچی کی ثبت ہے

تاریخ تحریر ۵ مئی ہے جیسا کہ دوسرے مکتوب سے معلوم ہوتا ہے (اشرف)

مکتوب - ۳۹

( بنام سید عبد الرحمن صاحب )

کراچی - ۵

عزیزی و محبی شفا کم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

کل سفر سے واپس آکر میں نے آپ کو سرسری خط لکھ دیا ہے۔ آپ کا خط نہیں ملا تھا۔ اب خط ملا۔ تو اس میں بعض باتیں جواب کے قابل تھیں۔ ان دواؤں کی تحقیق تو میں نے نہیں کی۔ لیکن سنا ہے۔ کہ دواؤں والا الکحل محض لکڑی کے برادہ سے بنتا ہے۔ اس لئے اس کے استعمال میں خراج نہیں۔ خصوصاً جبکہ ڈاکٹروں کی تجویز میں حصول صحت کے لئے کوئی دوسری مفید دوا نہیں۔ آپ دوائیں استعمال کریں اور استغفار کریں۔

اللہ تعالیٰ آپ کو صحت عطا فرمائے۔ شکر آنے کا علاج پابندی سے کرائیں۔ یہاں ہوتے تو طبیب کا علاج بھی ہو سکتا۔ وہاں تو صرف ڈاکٹروں کا ہی علاج ممکن ہے

اپنی خیریت سے جلد مطلع کیجئے۔ اپنی اہلیہ سلمہا کو دعا کیجئے۔ یہاں ہر طرح خیریت ہے

والسلام

سید سلیمان ندوی

۶ مئی ۱۹۵۲ء



مکتوب نمبر ۴۰  
(بنام سید عبدالرحمن صاحب)

کراچی

محبت عزیز نزع بل اللہ شفاء کم

اسلام علیکم ورحمۃ اللہ

ڈاکٹروں کی تجویز محض سطحی ہوتی ہے۔ ایک دفعہ مجھے تجویز کر دیا کہ فارورہ میں شکر ہے۔ مگر بالکل غلط تھی۔ بہر حال شکر کے خیال کا جب تک پورا دفعیہ نہ ہو جائے۔ ادھر سے بے توجہی بھی نہ کی جائے، جس کو شکر آتی ہے۔ اس کی تین علامتیں بہت ظاہر ہیں۔ ایک یہ کہ ایسے شخص کو پیاس بہت معلوم ہوتی ہے اور پانی بہت پیتا ہے۔ دوسری یہ کہ اس کو پیشاب آتا ہے۔ تیسری یہ کہ اس کے پیشاب میں چیونٹیاں بہت لگتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو محفوظ رکھے، تاہم آپ اس کی طرف سے بے فکر نہ ہوں۔

دشمن تو اس حقیر و بیچارہ شمر د

آپ کی سنیارٹی کی خبر سے خوشی ہوئی، شادی کے بعد آپ کی طبیعت میں جو سکون ہوا۔ اس کو ذکر خدا اور فکر آخرت میں خرچ کیجئے۔

آپ کی طرف سے ایک صاحب کھجور کا ایک بکس دے گئے یہ رمضان المبارک

کا تحفہ ہوا۔ یہاں رمضان آج ۲۶ مئی سے شروع ہوا۔ تراویح گھری پر باہر چوتراہ پندرہ

ہو رہی ہے۔ اس چوتراہ پر کل رات پہلی تراویح میں تین صفیں ہو گئی تھیں۔ اللہ تعالیٰ

پوری فرمائیں۔

سب کی طرف سے سلام و دعاء، اور گھر میں بھی سب کی طرف سے سلام و دعاء  
کہیں۔ رمضان کے مہینہ میں تلاوت کا شغل زیادہ مفید ہے۔

والسلام

سید سلیمان

یوم رمضان المبارک ۱۳۷۱ھ

مکتوب نمبر ۴۱

(بنام سید عبدالرحمن صاحب)

کراچی۔ ۵

غیر مذکور زاو کم اللہ تعالیٰ توفیقاً

السلام علیکم ورحمۃ اللہ الخیر اللہ تعالیٰ خیریت ہے۔ رمضان بخیریت تمام ہوا عید ۲۲ جون

کو ہوئی۔ غلام محمد صاحب کے یہاں خیریت ہے۔ ان کی بچی اب اچھی ہے۔

میرا اس وقت رات کو سفر ہے۔ نتیجاً گلی جانا ہے۔ وہاں (سے) ایک ہفتہ قیام

رہے گا۔ بنیادی حقوق کی سب کمیٹی کا جلسہ ہے۔

امید ہے کہ آپ مع اہلیہ سلمہا بخیریت ہوں گے۔ اور اپنے معمولات میں مصروف ہوں گے

آپ نے بصرہ کے رمضان و تراویح کی کیفیت نہیں لکھی۔

سب کی طرف سے آپ اور آپ کی اہلیہ سلمہا سلام و دعاء قبول کریں

والسلام۔ سید سلیمان ندوی

۲۸ جون ۱۹۵۳ء

مکتوب نمبر ۴۲  
(بنام سید عبدالرحمن صاحب)

کراچی

غزیری و محبی ادا م اللہ تعالیٰ توفیقکم  
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

میں نے بہت دنوں سے خط نہیں لکھا۔ میں ایک ماہ سے کراچی سے غائب  
تھا۔ راولپنڈی میں زیر علاج تھا۔ آخر جولائی کو کراچی واپس آیا۔ بھرا اللہ کہ اب اچھا  
ہوں۔ کچھ ضعف کی شکایت ہے۔ اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ یہ بھی بتدریج  
دور ہوگا۔

آپ کا خط ملا تھا۔ خدا سے دعا ہے کہ آپ کو صحت جسمانی و روحانی حاصل  
ہو۔ اپنے کام میں لگے رہیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے خشیت و محبت کی دو گونہ دولت طلب  
کیجئے۔ ایمان کی حقیقت انہیں دونوں کے بیچ میں ہے۔  
ضعف کے سبب سے زیادہ نہ لکھ سکا۔ والسلام  
اپنی اہلیہ کو دعا کہیے۔

فقیر

سید سلیمان

۲۵ ذی قعدہ ۱۳۷۱ھ

مکتوب نمبر ۲۳

کراچی ۵

عزیز مکرم ادا م توفیق کم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

الحمد للہ تعالیٰ کے اب میں پہلے سے بہت اچھا ہوں۔ بال فعل تنفس کی تکلیف نہیں رہی ہے۔ انگریزی علاج ہے۔ نمک اور روغن کھانا بالکل منع کر دیا گیا ہے۔ اُبلتا ہوا بے نمک کا کھانا ایک ماہ سے کھا رہا ہوں۔

آپ کا خط ملا تھا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مشکلوں کو حل فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اولاد سے بھی نوازیں۔ انھم ہبلی من أزواجی وذرتی قرۃ أعین واجعلنی للمتقین اماماً دعاء میں پڑھا کریں۔

ابھی رئیس الدین صاحب بصرہ سے آپ کے پاس سے ہو کر آئے اور کھجوروں کا بس ان کے ذریعے سے محفوظ پہنچا۔ شکریہ عراق کی مذہبی حالت بہت خراب ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت کرے۔ اور توفیق سعید بخشے۔

یہ آپ کا آخری کاغذ ہے۔ اپنی اہلیہ کو سلام و دعاء کہیئے۔ والسلام

سید سلیمان ندوی

۴ دسمبر ۱۹۵۲ء

نہ : یعنی Letter (ہوائی ڈاک کا چھ آنے والا خط کا کاغذ) اشرف

مکتوب نمبر ۴۴

(بنام سید عبدالرحمن صاحب)

غزیری و مخلصی و محبتی ادا م اللہ تعالیٰ تو فیقکم

اسلام علیکم ورحمۃ اللہ

الحمد للہ تعالیٰ خیریت ہے۔ آپ کا خط ملا۔ ایک صاحب کی معرفت کھجور

کا دوسرا ڈبہ بھی بحفاظت ملا۔ شکر یہ۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے۔

غلام محمد صاحب ابھی تک اسی مکان میں ہیں۔ اور ان کے دفتر کا پتہ بھی وہی ہے

گو بلڈنگ بدل گئی ہے۔ اسسٹنٹ وزارت مالیات (سی۔ سی۔ آئی برانچ) بلاک ۸۵

کمرہ ملا کراچی۔

یہ سن کر خوشی ہوئی کہ آپ کے چھوٹے بھائی حسن ظاہر اب کمینوزم سے کس قدر کٹ

گئے ہیں۔ خدا کرے کہ وہ جلد صراط مستقیم پر آجائیں، اور ان کو کامل ہدایت نصیب ہو۔

آپ دونوں زوجین میں حسن سلوک اور موافقت کی دعا کرتا ہوں۔ مگر ایک نصیحت

بھی سن لیں کہ یہ راہ بغیر تحمل، برداشت اور ایک دوسرے کے ساتھ حدود شرع کے

اندر رواداری کے بغیر طے نہیں ہوتی۔ جب ایک کو غصہ آئے تو دوسرا برداشت کرے

اور خاموش ہو جائے۔ غصہ کا مقابلہ غصہ سے نہ کیا جائے۔

اپنی اہلیہ کو سلام و دعا سب کی طرف سے کہہ لیجئے۔ اور یہ خط بھی پڑھنے

کو دیجئے۔ تاکہ وہ بھی بات کو سمجھیں اور عمل کریں۔ والسلام

سید سلیمان ندوی

۱۲ فروری ۱۹۵۳ء

مکتوب نمبر ۲۵  
(بنام سید عبدالرحمن صاحب)

کراچی - ۵

حبیبی فی اللہ وفقکم اللہ تعالیٰ  
السلام علیکم ورحمۃ اللہ

آپ کا خط ملا۔ الحمد للہ تعالیٰ خیریت ہے۔ میں مشرقی پاکستان گیا تھا۔ اور واپسی  
ہندوستان ہو کر ہوئی۔ مجد اللہ کہ تمام سفر بخیر و خوبی طے ہوا

معمولات پر استقامت ضروری ہے۔ اگر کسی عذر شرعی سے ناغہ ہو جائے تو خسروغ  
نہیں۔ مگر جیسے ہی موقع طے پھر اپنے کام میں لگ جانا چاہئے۔

زیوروں کی زکوٰۃ کا طریقہ یہی ہے کہ پہلے کل وزن معلوم کر لیا جائے۔ اس میں  
سے چالیسواں حصہ نکال لیا جائے۔ اب خواہ وہی سو نایا چاندی زکوٰۃ میں دیدیجئے۔ یا  
اس کی بازار میں اس وقت جو قیمت ہو ادا کر دیں۔ زکوٰۃ روپیہ یعنی نقد کی شکل میں ادا  
کریں۔ نوٹ یا چیک کی شکل میں نہیں۔

غلام محمد صاحب بخیریت ہیں۔ انہوں نے ہوائی خط کے پانچ کاغذ مجھے آپ کے لئے دیئے ہیں  
آپ کی اہلیہ کی صحت سے خوشی ہوئی۔ سب کی طرف سے سلام قبول فرمائیں۔  
مسلمان ارمی کو امتحان کے لئے لاہور گئے ہوئے ہیں۔

مولانا تھانویؒ کی تصانیف کا مطالعہ جاری رکھیں۔ یہی ہمارا طریقہ فیض ہے

والسلام۔ سید سلیمان

۳ مئی ۱۹۵۳ء

مکتوب نمبر ۲۶  
(بنام سید عبدالرحمن صاحب)

کراچی - ۵

اخی فی اللہ زادکم اللہ تعالیٰ جباراً فی اللہ  
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ کا نفاذ سلا۔ مجھے جواب کی تاخیر سے حیرانی تھی۔ بجز اللہ کہ دور ہو گئی معمولات  
پر استقامت اور اپنی اصلاح کی فکر میں گئے رہنا کامیابی کی بڑی دلیل ہے، مواظظ  
و مفوظات کے مطالعہ کی مداومت ہر مرض کے لئے اکیس ہے۔ اور روحانی ترقی کی  
کامیاب تدبیر ہے۔

ہمارے یہاں خیریت ہے۔ موسم اچھا ہے۔ بدستور چبوترہ پر تراویح کا اہتمام  
ہے۔ ایک حافظ صاحب اچھے مل گئے۔ دو صفوں کی جماعت ہو جاتی ہے۔ بجز اللہ  
سنان میاں اچھے ہیں۔ ابھی نتیجہ نہیں نکلا

آپ کے لئے دعا کرتا ہوں، اپنی اہلیہ کو دعا کہیں۔

والسلام

سید سلیمان

۲۰ رمضان المبارک ۱۳۷۲ھ

۱۔ ایرلیٹر کے کاغذ پر کراچی ۲ جون ۱۹۵۳ء اور لیسرہ ۸ جون ۱۹۵۳ء لکھا ہے

مکتوب نمبر ۷۷  
( بنام سید عبدالرحمن صاحب )

کراچی۔ ۵

محبی و مخلصی زادکم اللہ تعالیٰ توفیقاً

اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

الحمد للہ تعالیٰ کے بخیریت ہوں۔ حکیم ابرار الحق صاحب صدیقی سے میں واقف

نہیں ہوں۔ اور نہ ان سے ملنا مجھے یاد آتا ہے۔ بہر حال ظاہر صورت سے انہوں نے جو تیا س

کیا وہ آپ سے بیان کیا۔ میں بحمد اللہ اچھا ہوں۔

آپ کے لئے مآلاً جو بہتر اور مفید ہو وہی اختیار کیا جائے۔ میری ملاقات

تو خیر عارضی رخصت پر بھی ہو سکتی ہے۔ آپ کی اہلیہ بھی اپنے عزیزوں سے ملنا چاہتی ہوگی

اور ان کی یہ خواہش بجا بھی ہے۔

استقامت اور مداومت حصول مقصد کا سب سے کارگر ذریعہ ہے۔ اگر نیند

کا غلبہ ہو۔ تو نوافل تہجد کی جگہ پر دن کو بعد اشراق پڑھیں، یا نماز عشاء کے بعد

وتر سے پہلے پڑھ لیں۔ ذکر کا وقت دن کو کسی سکون کے وقت مقرر کر لیں۔

نور کے تصور کا استحضار نہیں ہوتا تو کوئی حرج نہیں۔ یہ مقصود خود نہیں مقصود کسی ہے تو وہ ذکر

کے وقت دراصل مذکور اللہ تعالیٰ کی طرف ہو۔ ورنہ ذرا کہنی قلب کی طرف ہو۔ ورنہ ذکر کی طرف ہو

سب کی طرف سے دعاء و سلام پہنچے۔ اپنی اہلیہ کو بھی دعا کہہ دیں۔

والسلام۔ سید سلیمان ندوی

۳۰ جولائی ۱۹۵۳ء



مکتوبات بنام نizam الدین صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ آپ کا ایک طویل خط مورخہ .....

وقت پر ملا تھا۔ آپ کا یہ خط مختلف اور کثیر الجہات مسائل پر مشتمل تھا۔ اس لئے چاہتا تھا کہ اس کے بتفصیل جواب کے لئے موقع ملے۔ بھرا اللہ تعالیٰ کہ آج اس کے لئے موقع

ہم پہنچا۔ تاہم اتنے طویل خط کا جواب آسان نہیں۔ آپ نے میرے نام کے ساتھ مولانا یاقبلہ یا شریف نہیں لکھا تو اچھا کیا۔ اس سے مجھے کبھی معذرت کی ضرورت نہیں۔ آپ نے دیکھا

ہوگا کہ میری تصانیف پر میرا سادہ نام دیتا ہے۔ مولوی تک نہیں ہوتا۔ اس سے یہ تو معلوم

ہو سکتا ہے۔ کہ ان ادب و اتعاب کا میں طالب نہیں۔ علامہ لکھتا بھی میری طرف سے

نہیں ہے۔ اجاب یوں اپنے حُسن ظن سے لکھ دیں تو یہ اُن کی محبت کا نشان ہے۔ اب

رہی مسئلہ کی حیثیت۔ تو وہ یہ ہے۔ کہ مولانا میں مولیٰ کے معنی آقا کے ہیں، نا کے معنی

ہمارے، مولانا؟ ہمارے آقا؟ تو اب اس لفظ کی کراہت کہ وہ غیر خدا کے لئے نہ بولا

جائے۔ ظاہر ہے کہ "نا" یعنی ہمارے لگنے کی وجہ سے نہ ہوگی۔ بلکہ نفس مولیٰ کی وجہ سے

ہوگی۔ خواہ وہ متکلم کی طرف مضاف ہو یا غائب کی طرف یا مخاطب کی طرف۔ یعنی مولانا

نہ یہ مکتوب گرامی ایک استفسار کے جواب میں کے عنوان سے "ماہنامہ مستقبل" کراچی

نے اپنی ماہ اکتوبر ۱۹۵۷ء کی اشاعت میں شائع کیا تھا۔ راقم نے وہیں سے نقل کر لیا ہے۔ کہ

اس میں بھی بعض مسائل تصوف و سلوک کا جواب و اشارہ پایا جاتا ہے۔

(ترجمہ)

اگر درست نہیں۔ تو مولا ہم اور مولا کم سبھی درست نہ ہوگا۔ اب دیکھئے۔ کہ مولی اللہ تعالیٰ کو بھی کہا گیا ہے۔ جیسے نعم اطولی و نعم النصیر، اور بندہ کے لئے بھی کہا گیا ہے۔ جیسے۔ وھو کل علی مولاہ۔ باقی قبلہ تو وہ حقیقی معنی میں سمت نماز کے معنی میں بولا نہیں جاتا۔ البتہ مرکز ہدایت کے معنی میں بولا جاتا ہے۔ تو مسئلہ کی رو سے تو یہ ناجائز نہیں۔ لیکن احترام کعبہ کے لئے نہ بولا جائے تو اچھا ہے۔

شرف کے لفظ کے بولنے میں جیسے مزاج شریف، خدمت شریف لکھنے یا بولنے میں کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ شریف میں کوئی مذہبی احترام نہیں ہے۔ جیسے قرآن مجید میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے خط کے لئے ملکہ سبائے کتاب کریم کہا ہے۔ بہر حال عام طور سے یہ تکلف کی باتیں ہیں۔ جس کا رواج صحابہ میں اور صدر اول میں نہ تھا۔ وہاں تمام تر سادگی اور بے تکلفی تھی۔ صحابہ اور ائمہ کے ناموں تک کے ساتھ 'حضرت' یا 'سیدنا' تک نہیں لکھتے تھے۔ سادہ نام لکھتے اور بولتے تھے۔ یہ تکلفات اہل عجم سے مسلمانوں میں آئے ہیں۔ آپ کی توحید کی پختگی کے خیالات سے بڑی خوشی ہوئی۔ اس اعلیٰ انگریزی تعلیم کے ساتھ یہ پاکیزہ خیالات سچ قابل قدر ہیں۔ پاکستان کی نسوانی دنیا کی بے اعتدالی اور بے پردگی پر آپ کی تنقید یا نکل درست ہے۔ کاش آپ جیسے حضرات سبک میں نکل کر باتیں کریں۔ کہ ملاؤں کے کہنے سے آپ کا کہنا زیادہ مؤثر ہے۔

مبتدعانہ تصوف پر آپ کی تنقید تاہم درست ہے۔ وحدۃ الوجود کے مسئلہ کی غلط تعبیر نے بہت سی گمراہیاں پیدا کی ہیں۔ لیکن حقیقی اور شرعی تصوف جس کا صحیح نام احسان ہے روح دین اور جان ایمان ہے۔ یہ اخلاص فی اللہ اور تزکیہ قلب اور علم حصول تقویٰ کا نام ہے

اس کو سب سے کہ یہ باتیں ملاقاتوں میں طے ہو سکتی ہیں۔ خطوط میں لکھنا اور سمجھنا

مشکل ہے۔

یہ کہنا صحیح ہے کہ کسی شخص کو یعنی طور سے ولی اللہ ماننا یا کہنا غلط ہے کہ اس میں غیب دانی کا دعویٰ ہے۔ لیکن کسی کے حالات اور آثار اور قرآن و اعمال سے اس کے ولی ہونے کا غلبہ ظن درست ہے۔ اور حقیقت اللہ تعالیٰ کے سپرد کی جائے۔ مولانا رومی اور مولانا جامی وغیرہ کی نسبت جو کچھ خیالات آپ نے ظاہر کئے ہیں۔ باوجود اس کے کہ میں وحدۃ الوجود کے مسئلہ کا ان کی عامیانہ تشریح میں قائل نہیں۔ تاہم ان بزرگوں کی نسبت زبان دراز کرنا ناپسند کرتا ہوں۔

مولانا رومی کی مثنوی جس مرض کی دلا ہے۔ آپ مجدد اللہ اس کے مریض نہیں ہیں اس لئے اس کی قدر آپ کی نگاہ میں نہیں۔ مگر جو اس مرض کے مریض ہیں ان کے لئے وہ شریا دین محبت و شفای ہے۔ اور تجربہ اس پر شاہد ہے۔

کرامات کا صدور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی ہوا ہے۔ یہ سب بہ تبعیت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہوا ہے۔ جس طرح سے حکومت چیرا پیلو اور ادنیٰ ملازموں تک کے احکام آپ مانتے ہیں۔ یا آپ احترام کرتے ہیں۔ مگر یہ ان کا شخصی نہیں بلکہ امیر وقت یا حکومت کے احترام کے تحت میں ہے۔ گو بہت سے کرامات کے قصے گھڑے ہوئے بھی ہیں۔ مگر ان کے صحیح ملنے یا نہ ماننے کو ایمان میں کوئی دخل نہیں۔ قبروں کو سجدہ کرنا، غیر خدا سے دعائیں مانگنا، اور اس قبیل کی چیزیں بے شبہ مشرکانہ رسوم ہیں۔ اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔

زچہ کی نماز کا جو مسئلہ آپ نے نقل کیا ہے۔ اس کی تفصیلات آپ ہشتی زیور  
باب حیض و نفاس میں ملاحظہ فرمائیں۔ تاہم کسی چیز کے مسئلہ پر اختلاف رائے  
ہو سکتا ہے۔ تقلید و عدم تقلید کے مسئلہ میں اتنا کچھ کہا جا چکا ہے کہ اس پر گفتگو  
مزید ضروری نہیں۔ مولانا تھانوی جیسے عالم اپنے آپ کو اجتہاد مطلق نہیں سمجھتے تھے  
ان کا فیصلہ اپنے باب ہمارے آپ کے فیصلے سے زیادہ صحیح ہوگا۔ کوئی عالم بخیر کتاب اللہ  
اور حدیث نبوی کے اسناد یا قیاس کے نہ کسی چیز کو حرام کر سکتا ہے، نہ حلال۔ اگر کوئی  
عالم ہو کر ایسا کرے تو اس کا علم ہی معتبر نہیں

بے شبہہ و اعظوں کا غیر اہم یا بیکار مضامین کا بیان کرنا تضيغ وقت ہے۔ اور  
افسوس ہے کہ ملت میں اچھے واعظ اور خطیب کم ہیں۔ اور وہ بہت کچھ اصلاح  
کے محتاج ہیں۔ ضرورت ہے کہ قوم کے عیوب اور حیات ملی کے اصل مقاصد پر  
خطبے چوں۔

جن مولانا صاحب کا آپ نے تذکرہ کیا ہے۔ ان کے خیالات کی نسبت کچھ کہنا  
اس لئے بے سود ہے۔ کہ وہ اس طبقہ کی نمائندگی کرتے ہیں، جن کے خیالات معلوم ہیں  
لیکن مجھے یہ معلوم نہیں کہ ان کا یہ فعل یا قول ان کے طبقے میں بھی درست ہے۔  
یا نہیں۔ یہ 'یوم' کی ہوا جو قوم میں چلی ہے۔ مجھے بھی پسند نہیں۔ یہ غیروں کی نقالی  
کے سوا کچھ نہیں ہے۔ ریڈیو والوں نے اپنے دن کاٹنے کے لئے یہ طریقے ایجاد  
کئے ہیں۔

عامہ افراد ملت خواہ وہ لیڈر ہوں یا وزیر ہوں یا سفیر ہوں۔ اسلامی تعلیم و  
تربیت سے کلیتہً محروم ہیں۔ عام امت جہل کے سبب سے اور تعلیم یافتہ گروہ خالصتہً

دنیوی مدنی تعلیم پاکر دین سے بے بہرہ ہے۔ جب تک ہماری تعلیمی درسگاہوں میں صحیح انقلاب نہ ہوگا۔ ملت کی اصلاح نہیں ہو سکتی۔ ضرورت ہے کہ یہ آواز نئی جماعت کے سمجھدار طبقہ کی طرف سے بلند ہو کہ ملاؤں کی باتیں تو توجہ کے قابل نہیں رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ جیسے لوگوں کو توفیق بہت اور عزیمت دے۔ آپ سے مل کر بہت خوشی ہوگی۔ تاکہ دوسرے امور پر بھی گفتگو ہو سکے۔ اور افراط و تفریط سے ہٹ کر صراطِ مستقیم اختیار کیا جاسکے۔

والسلام

سید سلیمان ندوی

## استفسار

صاحب الفضل والکرم سلام مسنون

نیاز مند نے اس سال حج بیت اللہ کا ارادہ کیا ہے۔ دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ قبول فرمادیں۔ خلاصہ عرض ہے کہ میرے شہر میں ایک آدمی ہیں۔ وہ فرما رہے ہیں کہ۔ مکتوب امام ربانی علیہ الرحمۃ دو صد و نہم میر محمد نعمان بدخشی عبارتہ کہ در رسالہ مبدا و معاد واقع شدہ کہ

بعد از یک ہزار و چہد سال از زمان آن سرور کائنات زلمنے می آید کہ حقیقت محمدی از مقام خود عروج فرماید و بمقام حقیقت کعبہ متحد گردد، این زمانہ حقیقت محمدی حقیقت احمدی تام باید و منظر ذات احد جل سلطانہ گردد و بہر دو اسم مبارک ہمسی متحقق شود و مقام سابق از حقیقت محمدی خالی ماند تا زین کہ حضرت عیسیٰ علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام نرول فرماید و عمل بشریعت محمدی نماید علیہا الصلوٰۃ و التحیات ..... و الوقت حقیقت عیسوی از مقام خود عروج

فرمودہ بمقام حقیقت محمدی کہ خالی ماندہ بود استقرار کند

مکتوب سنیا اور فرمایا کہ اس وقت حقیقت محمدی روضہ اقدس میں موجود نہیں۔

اور حقیقت محمدی اور حقیقت کعبہ دونوں منظر ذات احد جل سلطانہ " احمد زمان لواری دال"

ضلع حیدرآباد سندھ میں موجود ہے۔ احمد زمان لواری والد نے تقریباً اوس سال پہلے

منظہریت کا دعویٰ کیا تھا۔ اب اس کی (کا) مزار لواری شہر ضلع حیدرآباد میں ہے۔  
 صاحب مذکور فرما رہا ہے۔ کہ اس وقت نہ حج ہے۔ نہ روزہ نہ زکوٰۃ وغیرہ  
 میدان بالکل خالی ہے۔ جب تک حقیقت عیسوی نزل فرمائیے گی۔ حقیقت عروج  
 کرنے کا دلیل یہ ہے۔ کہ اب ساری دنیا میں شریعت کا کما حقہ نشانیاں نہیں۔ نہ اس  
 کی پابندی نہ اس کا وقار نہ روضہ اقدس کی حریت ہے۔ نہ کوئی فیض و کرامات کا نشان  
 وہ سب منقاپے۔

اگر روضہ اقدس میں کوئی حقیقت موجود ہو۔ تو اپنی شریعت کا ضرور کچھ نہ کچھ  
 احساس ہو۔

حضرت براہ نوازش مذکورہ عبارت مفصل اور واضح طور حل لکھ کر روانہ کریں  
 تاکہ سوال جواب وغیرہ میں جرات ہو۔ نیاز مند نے پہلے بھی سندھی مولویوں کو درخواست  
 کی ہے۔ لیکن تاحال کوئی خاطر خواہ جواب روانہ نہ کیا ہے۔ اب آپ بزرگوں کے بغیر  
 کوئی چارہ نہیں۔ براہ نوازش ہمیں جلد مطلع فرادیں۔ فقط والسلام

نیاز کیش نظام الدین

بمقام ڈیرہ ڈاکخانہ خیر پور۔ ناقہوشاہ

داد و سندھ

(بنام جناب نظام الدین صاحب (ڈیوہ ڈاکخانہ خیرپور منڈ)

## الجواب

محترم و مکرم۔ زادکم اللہ تعالیٰ توفیقاً  
السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

آپ کا خط سے معلوم کر کے کہ آپ نے حج کا ارادہ فرمایا ہے۔ خوشی  
ہوئی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو حج کے برکات و ثمرات سے متمتع فرمائے اور قبول فرمائے۔

آپ کے اس خط میں درحقیقت دو سوال ہیں۔ ایک تو شخص مذکور کے خیالات  
کی نسبت جو حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کے مکتوب دو صد و نہم کی بنیاد پر اوس  
نے قائم کئے ہیں۔ دوسرا یہ کہ مکتوب مذکور کا صحیح مطلب کیا ہے۔

امراؤں یعنی شخص مذکور کے ہفوات تو وہ تمام تر ضلالت اور کفر کی باتیں ہیں  
ان سے ہر مسلمان کو توبہ کرنا چاہیے۔ اس کے ان باطل خیالات کو حضرت امام ربانی  
کے مکتوب مذکور سے اصلاً تعلق نہیں ہے۔

احمد زمان لواری جو تیرہ سو برس کے بعد ظاہر ہو کر مدعی مظہریت الہی کا ہوا ہے

اے یہ گرامی نام مع مکتوب الیہ کے استفسار خط کے ماہنامہ مستقبل کراچی کی ماہ اکتوبر ۱۹۵۷ء

کی اشاعت میں شائع ہوا تھا۔



وہ مفتری اور دروغ گو ہے۔ اُس کا قول مستلزم کفر ہے۔ وہ امام ربانی کے قول کو بالکل نہیں سمجھا ہے۔ اور اس کی بنیاد پر جو دعویٰ اس نے کیا ہے۔ وہ تمام تر باطل ہے۔

امام ربانی نے جس چیز کی نسبت کلام کیا ہے۔ اس کے ظہور کا زمانہ اس کے ایک ہزار اور چند سال بتایا ہے۔ نہ کہ ایک ہزار تین سو، ہزار اور چند سال خود حضرت امام ربانی کا زمانہ ہے۔ نہ کہ ان سے بھی تین سو برس کے بعد، اس لئے احمد لواری کا امام ربانی کے کلام کا خود مصداق جاننا لغو ہے۔ بلکہ اس کے مصداق خود امام ربانی ہیں۔ جس کی تصریح خود اسی مکتوب میں موجود ہے، اسی طرح عروج کے معنی معدوم ہو جانا سمجھنا جہالت ہی جہالت ہے۔ عروج کے معنی ارتقاء اور بلندی کی طرف جانے کے ہیں۔ قرآن شریف میں ہے

وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا.

جو آسمان سے نزول کرتا ہے اور جو آسمان کو عروج کرتا ہے

حدیث شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج کے موقع پر ہے  
عرج بی الی السماء : مجھے آسمان کی طرف اوپر چڑھایا گیا۔

اسی طرح حضرت صوفیہ نے عروج و نزول کی اصطلاحیں بنائی ہیں۔

امام ربانی کے اس مکتوب پر بنیاد رکھ کر شخص مذکور کا یہ کہنا کہ اس وقت نہ حج ہے، نہ روزہ ہے۔ نہ زکوٰۃ۔ قول باطل ہے۔ احکام قرآنی کو کوئی کتنا ہی بڑا دلی ہونسخ نہیں کر سکتا۔ نہ اولیاء کے کشف و الہام سے انبیاء علیہم السلام کے لئے ہونے احکام منسوخ ہو سکتے ہیں۔ ایسے کشف و الہام جو وحی نبوت

کے خلاف ہوں۔ باطل اور وسوسہ شیطانی ہیں

شخص مذکورہ کو چاہیے کہ وہ اپنے اس عقیدہ باطل سے توبہ کرے اور پھر سے کلمہ اسلام پڑھ کر دوبارہ مسلمان ہو۔

امام ربانی نے ایک بات اصول کے طور پر خود فرمادی ہے کہ ذاتی علوم و معارف بلکہ کشف و الہامات جب ہی قابل تسلیم ہوتے ہیں۔ جب وہ کتاب و سنت اور عقائد حقہ کے مطابق ہوں۔ ورنہ وہ قابل رد ہیں۔ اور یہ وہ حقیقت ہے۔ جس کو امام ربانی نے مکتوبات شریف میں جا بجا لکھا ہے۔ چنانچہ اسی مکتوب دوسم و نہم کے آخر میں فرماتے ہیں۔

”انبیاء الواعزم کے ایک دوسرے سے افضل ہونے کے بارہ میں جو کچھ کہا گیا ہے وہ چونکہ کشف و الہام پر مبنی ہے۔ جو ظنی ہیں۔ اس لئے اس کے نکلنے اور حقیقت میں تقریر کرنے سے توبہ کرنا ہے۔ کیونکہ قطعی دلیل کے سوا اس میں گفتگو کرنا جائز نہیں۔“

اس سے معلوم ہوا۔ کہ صرف کشف و الہام سے قطعیات کے بغیر گفتگو کرنا توبہ کے قابل ہے اسی حقیقت کو مکتوب چہل و یکم میں ظاہر فرماتے ہیں۔

”فرق در میان علم کہ بطریق وحی است و علم دلی کہ بطریق الہام است  
 این است کہ در وحی قطع و یقین است و در الہام ظن و تخمین۔ حیرا کہ  
 وحی بواسطہ ملک است و ملائکہ معصوم انداز خطا و الہام اگر چہ عمل عالی  
 دارد و آن قلب است کہ از عالم امر است، اما قلب را با عقل و نفس  
 نحوے از تعلق متحقق است، پس خطا را درون موطن مجال پیدا شد“

اس عبارت سے ظاہر ہے۔ کہ اولیاء کے الہامات ممکن الخطا ہیں اور انبیاء علیہم السلام کی وحی خطا سے خالی ہے۔ اس لئے ممکن الخطا الہام سے ناممکن

الخطا و وحی منسوخ نہیں ہو سکتی بلکہ امام ربانی کا قول ہے۔ کہ الہام کی صحت کامیاً  
یہ ہے۔ کہ وہ علمائے اہل سنت کے قول کے مطابق ہو۔ اور اگر ذرا بھی اس سے  
مخالف ہو تو وہ دائرہ صواب سے خارج ہے۔ مکتوب صد و دوازدہ میں فرماتے ہیں  
” مصداق صحت کشف و الہام مطابقت با علمائے اہل السنۃ

و اگر سر مو مخالفت امت از دائرہ صواب بیرون است هذا  
هو العلم الصحيح والحق الصریح فما ذا بعد  
الحق الا الضلال “

جو لوگ صوفی بن کر اس قسم کی باتیں کرتے ہیں۔ جن سے نماز، روزہ وغیرہ  
عبادات کا مقصود نہ ہونا ثابت ہو وہ گمراہ ہیں۔ چنانچہ مکتوب چہل و سوم میں  
فرماتے ہیں۔

” اکثر ابنائے این زمان بعضے بہ تعلید و بعضے ببحر و علم و بعض دیگر  
بعلم متنزج بذوق و بعضے بالحد و زندقہ دست بدان توحید و جودی  
زود اند و ہمہ را از حق میدانند و گرد نہایت خود را از ربکہ تکلیف  
شرعی باین حیل می کشانید، و مدانہات در احکام شرعیہ می نمایند  
و باین معاملہ خویش وقت و حور سندی شوند، و انیاں او امر شرعیہ را  
اگر اعتراف و ازند طفیلی می دانند و مقصود اصلی و رائے شریعت خیال می  
کنند و عشا و کلا نعوذ باللہ من هذا اعتقاد احمقہ “

مکتوب، صد ملاحص کشمیری کے جواب میں جنہوں نے لکھا تھا کہ شیخ کیہ  
یعنی ایک بزرگ کا قول ہے۔ کہ حق تعالیٰ جنزئیات کا علم نہیں رکھتے فرماتے ہیں:

» مخی و ما بقدر اتاب استماع اشغال این سخنان اصلانیت، بے  
 اختیار رگِ ناز و قیَم در حرکت می آید و فرصت تاویل و توجیہ نمی دهد  
 قائل این شیخ کبیر مینی باشد یا شیخ اکبر شامی، کلام محمد عربی علیہ آله  
 الصلوٰۃ والسلام در کما است نہ کلام محی الدین عربی و صد بالمدین  
 قنوی مارا بانص کار است نہ بانص، فتوحات مدینہ از فتوحات  
 مکہ مستغنی ساخته ست «

پس جس پیامنہ سے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ  
 واسعاً نے دوسرے اولیاء اور بزرگوں کے اقوال اور ان کے الہامات اور کشف  
 کو ناپا ہے۔ اسی پیامنہ سے حضرت کے اقوال و الہامات و کشف کو بھی ناپا جائے  
 گا۔ اور اس لئے حضرت امام ربانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا کوئی کشف و الہام یا ذوق و ہمدان  
 ہرگز ظاہر شریعت کے خلاف تسلیم نہیں ہو سکتا ہے۔ اور نہ اس کا ایسا مطلب  
 لیا جاسکتا ہے۔ جو تمام تر خلاف شرع ہو۔ اس بنا پر ہر شخص مذکور کا قول تمام تر مغلطانہ  
 اور زندیقانہ ہے۔ اور حضرت امام ربانی کا قول کا جو مطلب سمجھا ہے وہ حضرت  
 امام ربانی پر اخترا و دہشتان ہے۔

اب رہ گیا امر دوم کہ حضرت امام ربانی کی اس عبارت کا مطلب کیا ہے  
 تو حضرت مدوح نے اس مکتوب ۲۰۹ کے اندر اس عبارت کی خود تشریح فرمائی ہے  
 جس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ حضرات صوفیہ کے نزدیک یہ عالم امکان تمام تر اسما و  
 صفات الہی کا مظہر ہے۔ اور جسم اسم الہی کا جوشی مظہر ہے۔ اس شے کی حقیقت  
 وہی اسم الہی ہے۔ اس بنا پر حقیقت محمدیہ تعلیم ہے۔ اور حقیقت احمدیہ

اس معنی سے کہنا یہ ہے، جو اس شان کا مبداء ہے۔ اور حقیقت کعبہ بھی اس معنی سے مراد ہے؛ یہ حضرت کے اصل الفاظ کا ترجمہ ہے۔ اس مکتوب کے آخر میں حضرت امام ربانی فرماتے ہیں کہ حدیث مجددیت سے ظاہر ہے۔ کہ ہر سو برس کے بعد ایک مجدد کا ظہور ہوتا ہے جو بدعات کو مٹا کر سنت کو قائم کرتا ہے۔ لیکن ہزار برس بعد جو مجدد پیدا ہوگا اسکی شان تجدید صدی کے مجدد سے ہر چیز میں بڑھ کر ہوگی بقصود یہ ہے کہ ایک ہزار اور چند سال کے بعد حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کا ظہور ہوا ہے۔ نام نامی ان کا احمد تھا۔ امام ممدوح نے اس وقت جب کہ سلاطین و امراء کی ضلالت کے سبب سے دین اسلام مسخ ہو رہا تھا اپنی تجدید سے شریعت محمدیہ کو دوبارہ رونق بخشی اور شریعت محمدیہ طریقت احمدیہ سے متحد ہو گئی، طریقت احمدیہ نے اس چیز کو ظاہر و واضح کیا۔ جو شریعت محمدیہ میں تھی۔ اور بدعتی صوفیہ کے طریقے مٹ کر احمدی طریقت سلوک جاری ہوا۔ جو شریعت محمدیہ کے ساتھ عین متحد ہے اور شریعت و طریقت میں کوئی فرق نہیں رہا۔ شریعت عین طریقت ہے اور طریقت عین شریعت ہے۔ اور محمدیت و احمدیت کا یہ تجدیدی اتحاد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول تک قائم رہے گا۔ جو خود شریعت محمدیہ کے تابع ہوں گے۔ غور فرمائیے کہ امام ربانی کے قول کی جو تشریح شخص مذکور نے آپ کے سامنے کی ہے وہ کس درجہ غلط اور مسخ ہے۔ حقیقت احمدیہ حقیقت محمدیہ کی امامت کیلئے ہے نہ کہ اسکی نسخ و ابطال کیلئے۔ ایسی ہی غلط تاویلات ہیں جس نے قادیانیت کو پیدا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ امت کو ضلالت سے محفوظ رکھے۔ واللہ اعلم بالصواب

والسلام۔ سید سلیمان ندوی۔

## تلخیص مکاتیب

بنام جناب عظمت خاتون صاحبہ

مکتوب - ۱

حضرت الشیخ :- عزیزہ سلمیٰ اللہ تعالیٰ و دو فقہا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مترتہ ۱۔ موصوف نے ایک طویل خط میں اپنے حالات اور بکثرت  
دینی کتابوں کا ذکر لکھنے کے بعد لکھا تھا کہ حضور کے حکم و ہدایت  
(بذریعہ سید محمدی الدین صاحب) کے بعد اب تو جو کچھ ہے، بہشتی  
زیور ہی ہے۔

حضرت الشیخ :- عورتوں کا سلوک | تم نے جو کچھ لکھا ہے۔ اس کو  
پڑھ کر خوشی ہوئی، اگر بہشتی زیور کوئی عورت صحیح طور سے سمجھ  
کر پڑھ لے، اور اس کے مطابق زندگی بسر کرے، تو انشاء اللہ تعالیٰ  
وہ اللہ تعالیٰ کی پیاری بن جائیگی، اپنے عقیدوں کو اس کتاب کے  
مطابق صحیح کرنے اور قلب کی صفائی اس کے مطابق کر کے اعمال  
کو درست کرے تو انشاء اللہ بہشت کے دروازے اس کیلئے  
کھل جائیں گے۔

مطالعہ بہشتی زیور برائے اصلاح و عمل

تم نے یہ کتاب چھوٹی عمر میں پڑھی ہوگی۔ اب اصلاح اور عمل کی نیت سے  
اس کو پڑھو، تو اور ہی کیفیت حاصل ہوگی۔

مسترشده :- دولہا بھائی کی زندگی میں یکایک انقلاب آیا ..... اور گھر میں لوگوں کی تربیت اور اصلاح کا کام شروع کیا۔

حضرت اشیحؒ :- تلفیق شکر تمہارے دولہا بھائی کو اللہ تعالیٰ نے جو توفیق بخشی وہ اللہ تعالیٰ کی ان پر بڑی نعمت ہے، اس کی وہ قدر کریں اور استواری سے اس پر قائم رہیں۔

مسترشده :- درخواست کرتی ہوں کہ حضور اس گنہگار کی بیعت فرمائیں۔  
حضرت اشیحؒ :- بیعت | بیعت آئندہ حالات کے جاننے پر منحصر ہے ابھی انتظار کرو۔ خدا کرے کہ وہ وقت جلد آئے۔ اس کی فکر نہ کرو۔ اپنے کام میں لگی رہو، اصل مقصود کام ہے، بیعت اصل مقصود نہیں۔

مسترشده :- پکارا ارادہ اور عزم صمیم کر لیا ہے کہ دین پر نہایت قدم رہوں گی، اور کوئی کام اور کوئی قدم انشاء اللہ تعالیٰ دین کے خلاف نہ ہوگا۔

حضرت اشیحؒ :- دعائے استقامت | اللہ تعالیٰ ہر اطمینان مستقیم پر قائم کرے  
مسترشده :- میرے معمولات وہی تھے، جو میری خالوں جابر سعید خاتون اور کلثوم النساء صاحبہ کے بیعت سے پہلے تھے، اب میں نے بھی ان تمام اوراد و اذکار دعائے گنج العرش وغیرہ چھوڑ کر وہی معمولات اختیار کر لئے ہیں، جس کی ہدایت حضور نے دولہا بھائی کے خط میں کی ہے۔

حضرت اشیحؓ پر غیر سنون اوراد | ہاں دعائے گنج العرش وغیرہ چھوڑ  
دیجئے۔

مستردہ :- قضا نمازوں اور روزوں کی ادائیگی شروع کر دی ہے۔  
حضرت اشیحؓ :- تلاوت۔ مناجات مقبول | قضا نمازیں اور روزے اگر  
باقی ہوں تو ادا کیجئے، تاکہ آئندہ کمی راہ صاف ہو، قرآن پاک  
کی تلاوت اور مناجات مقبول روزانہ پڑھیں۔  
دل سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ فلاح و صلاح دارین  
عطا فرمائیں۔

مکتوب - ۳ (بنام عظمت خاتون صاحب)

حضرت اشیحؓ :- عرضینہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ  
مستردہ :- حضرت والا کے خط پانے سے انتہائی خوشی ہوئی۔ لیکن جب  
حضرت کے اس جملہ پر پہنچی کہ »بیعت آئندہ حالات کے جاننے  
پر منحصر ہے، تو آنکھوں کے سامنے مایوسی اور بدبختی کا تاریک  
پردہ حائل ہو گیا، اپنی بد نصیبی پر روئی کہ حضرت نے مجھے بیعت کے  
لائق نہیں سمجھا اس لئے کہ میں گناہوں سے لہری ہوئی ہوں۔  
حضرت اشیحؓ :- بیعت لڑکی | اس میں مایوسی اور ناامیدی کی کوئی بات  
نہیں، نہ اسکو بدبختی سمجھیں۔ بات یہ ہے کہ جب تک لڑکی کا نکاح  
نہیں ہو جاتا، اسکی زندگی پوری نہیں ہوتی، معلوم نہیں اس کا آئندہ



شریک حیات کون ہوگا۔ اور کیسا ہوگا۔ اس لئے مصلحت کا تقاضا یہ ہے، کہ اوس کا لحاظ کیا جائے، باقی آپ کی تعلیم جاری رہے گی۔ آپ اپنے معمولات لکھ کر بھیجیں۔

مستر شہ :- ہم لوگوں نے اپنی پوری زندگی کو دینی بنا لیا ہے۔ ہر وہ کام جس سے اللہ کی ناراضی ہوتی ہے اس سے بچتی ہوں، بہشتی زیور کا مطالعہ بخور کر چکی ہوں، اور بغرض اصلاح و عمل اب بھی کرتی ہوں، وعدہ کرتی ہوں کہ اپنی زندگی کے ہر بہر شعبہ کو اللہ اور اس کے رسول کے بتائے اسوہ پر گزاروں گی۔

حضرت الشیخ :- دعائے توفیق | یہ سب حالات اچھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مزید توفیق بخشیں۔

مکتوب ۳ (بنام عظمت خاتون صاحبہ)

حضرت الشیخ :- عزیزہ سلمہا اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مستر شہ :- اپنے معمولات لکھتی ہوں، تقریباً تین برسوں سے نماز پنجگانہ کی شدت سے پابند ہوں۔ تقریباً ڈھائی برس سے تہجد کی پابند ہوں، تہجد کے لئے کبھی ۳ بجے کبھی ۲ بجے اٹھتی ہوں، ۱۲ تسبیح پڑھتی ہوں۔ اگر وقت ملا فجر کی نماز سے پہلے بھی قرآن مجید پڑھتی ہوں، فجر کی نماز کے بعد نصف پارہ قرآن پاک ترتیب

سے پڑھتی ہوں، اس کے بعد مناجات مقبول کی ایک منزل پڑھتی

ہوں، اس کے بعد اشراق کی نماز پڑھتی ہوں، چاشت بھی پڑھتی

ہوں، پھر خانہ داری کے کاموں میں لگی رہتی ہوں، ظہر کی نماز پڑھتی

ہوں حسب موقع بہشتی زیور کا مطالعہ کرتی ہوں، اور کوشش جاری ہے

کہ اسی کے مطابق اپنی زندگی گزاروں.... اس کے بعد عصر کی نماز

پڑھتی ہوں، عصر اور فجر کی نماز کے بعد ۳۳ بار سبحان اللہ ۳۳ بار

الحمد للہ، ۳۴ بار اللہ اکبر پڑھتی ہوں۔ مغرب کی نماز کے بعد ادا میں

پراکتفا کرتی ہوں بقیہ چار نماز کے اختتام پر ۱۰ مرتبہ سبحان اللہ۔

حضرت الشیخ :- استقامت | آپ کے حالات معلوم کر کے خوشی

ہوتی۔ آپ کے معمولات ٹھیک ہیں، اسی پر قائم رہیے، استقامت

اصل میں بڑی چیز ہے۔ اسکی دعاء مانگئے، کہ اسی پر حسن خاتمہ ہو۔

سید سلیمان

(تلخیص مکاتیب بنام کلتوم النساء صاحبہ)

مکتوب - ۱

حضرت الشیخ :- عزیزہ مکرمہ وفقکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسترشدہ :- آپ کی نوٹڈی ہجرت کر کے کراچی چلی آئی ہے وہاں معاش کی کوئی

سبیل نظر نہ تھی، میں بیوہ ہوں، چند بچے بچیاں یتیم ہیں، جنکی خوراک

دوپوشاک کا بار مجھ سیکس پر ہے۔

حضرت الشیخؒ، مولوی محی الدین صاحب کے خط سے آپ کے قصد کراچی کی اطلاع ملی تھی، یہاں آنا مبارک ہو، اور یہاں اللہ تعالیٰ آپ کے لئے سکون قلب اور رزق جلال کا سامان فرمائیں۔

مترشدہ :- میں ٹل ٹریننگ پاس ہوں، یہاں میں اپنے حقیقی بھائی کے ساتھ ٹھہری ہوں، یہاں ایک بس میرے بھائی چلاتے ہیں، اس میں میرا کچھ حصہ ہے۔ یہ امید لے کر آئی ہوں، کہ منافع آتا ہو جائیگا کہ بسر اوقات ہو جائے گی، مگر اب تک بظاہر نفع گویا ہے ہی نہیں۔

حضرت الشیخؒ :- رزق حلال | یہاں زنانہ اسکول اور مدرسے ہیں، شاید کوئی جگہ مل جائے۔ بس کا کاروبار تو یہاں چلتا ہوا ہے، پھر نفع نہ ہونے کی وجہ معلوم نہیں، شاید انتظام و نگرانی اچھی نہ ہو۔

مترشدہ :- اللہ تعالیٰ رزق کا سامان فرمادیں گے۔

حضرت الشیخؒ :- انشاء اللہ تعالیٰ

مترشدہ :- اب میں چاہتی ہوں کہ حضور اقدس اجازت مرحمت فرمائیں کہ یہ لونڈی ایک آدھ گھنٹہ کے لئے حضور اقدس کے در پر حاضری دے سکے، مقصد بجز اس کے کچھ نہیں کہ حضور کے پُرانوار قیام گاہ کی زیارت ہو جائے، اور شرف سے مستفیض ہو سکوں۔

حضرت الشیخؒ :- ہمارے یہاں آج کل کچھ مہمان ٹھہرے ہیں جو ۲۲ دسمبر کو جانے والے ہیں۔ آپ ۲۳ کے بعد تشریف لائیں، جہانگیر روڈ

۵۰۲

پر ہندوستان ہائی کمشنر کا دفتر ہے اسی کے مقابل گلی ہے جس کا نام  
چین اسٹریٹ ہے، اس گلی میں چوتھا مکان ہے، مکان پر سید ابو عاصم  
ایڈوکیٹ کی تختی لگی ہوئی ہے۔

والسلام

سید سلیمان ندوی

۱۷ جنوری ۱۹۵۳ء

مکتوب - ۲

(بنام کلثوم بی صاحبہ)

جنابہ کلثوم بی صاحبہ

اشتیاق اطلاع احوال مریدین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مدت کے بعد آپ نے یاد کیا  
آپ کا خیال بار بار آتا رہا۔ کہ معلوم نہیں آپ کا کیا ہوا اور کوئی جگہ  
آپ کو ملی یا نہیں؟

شفقت شیخؒ میں ادھر چند ماہ سے بیمار تھا، اور

اب بھی ہوں۔ امید ہے، کہ اب صحت شروع ہو رہی ہے

اب جب چاہیں صبح ۹ بجے سے ارب بجے تک آسکتی ہیں۔

والسلام

سید سلیمان ندوی - ۱۷ نومبر ۱۹۵۳ء

مکتوب نمبر ۱  
 بنام سید علی احمد صاحب سابق صدر آزاد کشمیر  
 مورخہ ۲۱ رمضان المبارک ۱۳۷۰ھ  
 عزت مآب نصر کم اللہ تعالیٰ  
 والا نامہ، افتخار کا باعث ہوا۔ یاد آوری کا شکریہ۔

اس سے پہلے ایک رسالہ بھی انگریزی میں موصول ہوا تھا۔ جس سے آپ کی  
 مذہبی دلچسپی اور قرآنی اطلاع کا حال معلوم کر کے بڑی خوشی ہوئی تھی۔ یہی وہ  
 کمی ہے جس سے ہمارے اکثر ارباب اقتدار محروم ہیں .....  
 ..... ذلک فضل اللہ یؤتیه من یشاء

نصیاً گلی جانے کی خبر قبل از وقت تھی۔ اب دستور ساز کمیٹی کا اجلاس  
 ۱۶ جولائی کو کراچی ہی میں منعقد ہوگا۔ البتہ پنجاب یونیورسٹی کمیشن کا اجلاس  
 ۱۷ جولائی سے تک سری میں ہوگا۔ میرا قیام وہاں ۱۲ تک رہے گا مجھے معلوم  
 نہیں کہ مظفر آباد وہاں سے کتنی دُور ہے۔ اگر یہ ممکن ہو تو میں راولپنڈی  
 وقت سے پہلے پہنچ جاؤں، تاکہ مظفر آباد کے لئے موقع مل سکے

والسلام

دعا گو فقیر الی اللہ تعالیٰ

سید سلیمان ندوی

مکتوب نمبر ۲

نام جناب سید علی احمد شاہ صاحب سابق صدر آزاد کشمیر

مورثہ ۳ اگست ۱۹۵۱ء

ڈارمنزل۔ چن اسٹریٹ

کراچی۔ ۵

محترم و مکرم جناب سید علی احمد شاہ صاحب صدر حکومت آزاد کشمیر  
دام فضلكم نصرکم اللہ و ایدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

میں اپنی علالت، ہاتھ میں درد کے سبب سے اس زمانہ میں  
سفر نہ کر سکا۔ آپ کے عنایت نامہ کے لئے آپ کا سر ابا پاس گزار ہوں۔  
اب ۸۔ ۱۱ اگست ۱۹۵۱ء کو مجھے مری میں بسلسلہ تاسیس دارالعلوم حاضر  
ہونا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس کے لئے وقت مل سکے گا کہ مظفر آباد حاضر  
ہو سکوں۔ حضرت میر واعظ صاحب اور چوہدری غلام عباس صاحب کا شکریہ  
کہ اس ناچیز کو یاد فرماتے ہیں

اللہ تعالیٰ آپ کی مساعی جمیلہ کو قبول فرمائیں

والسلام

سید سلیمان ندوی

مکتوب بنام میاں جی عادل صاحب

کراچی نمبر ۵۔ ۴ جنوری ۱۹۵۲ء  
خدمت مکرمی جناب میاں جی عادل صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ آپ لوگوں کے حالات معلوم ہوتے رہتے ہیں۔ دل سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کے رفقاء کو اتباع مرضیات کی توفیق عطا فرمائیں اور بخیریت منزل مقصود تک پہنچائیں آپ لوگ اس وقت بفضلہ تعالیٰ ایک بڑے مقصد کے لئے سفر کر رہے ہیں۔ اس راستہ کا توشہ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اور باہم ایک دوسرے کے ساتھ حسن سلوک اور مسلمانوں پر شفقت۔ آپ لوگ اس وقت اسلام کے پیغام اور قاصد اور اللہ تعالیٰ کے حامی ہو کر نکلے ہیں سلامتی اور محبت کے یہ پیغام مسلمانوں میں پھیلاتے ہوئے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام سے مسلمانوں کا دل بڑھاتے اپنے راستہ کو طے کریں ذکر و شکر الہی ہر وقت جاری رہے۔ میری اور سب کی طرف سے سب کو سلام مننون پہنچائیں۔

والسلام

سید سلیمان ندوی

یہ مکتوب گرامی حضرت والا رحمہ اللہ تعالیٰ نے میاں جی عادل صاحب کو جو اس پہلی حج والی پیدل جماعت کے امیر تھے۔ جو حضرات تبلیغ بسلسلہ مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ نے کراچی سے پیدل حج کے لئے راستہ میں تبلیغ کرتے ہوئے روانہ کی تھی۔ میں نے خط روانگی سے پیشتر لے کر نقل کر لیا تھا۔ (محمد اشرف)

مکتوب نمبر ۱

(بنام صوفی محمد ادریس صاحب)

مکرمی صوفی صاحب۔ ادا م اللہ تعالیٰ توفیقکم  
السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

میں ۲ نومبر کو لاہور سے واپس آیا۔ آپچی خیریت کی فکر  
مجھے تھی۔ بارے آپکے خط سے آپ کا حال معلوم ہوا۔ اللہ تعالیٰ صحت  
ظاہر و باطن عطا فرمائیں۔

میرے مرض تنفس میں علاج سے کج اللہ تخفیف ہے۔  
ملتان کے اجتماع میں شرکت اپنی علالت کے سبب شاید نہ ملے  
گھر میں خیریت ہے۔ سب کی طرف سے سلام لیجئے۔  
لاہور میں قاری مدرار اللہ صاحب نے میری بڑی خدمت کی۔  
اللہ تعالیٰ جزائے خیر دیں۔

والسلام

سید سلیمان

۱۶ نومبر ۱۹۵۲ء

بینہ بینہ

(مکتوب نمبر ۲ بنام صوفی محمد ادریس)

کراچی۔ ۵

محبت مکرم جناب صوفی صاحب زاو کم اللہ توفیقاً



۱۰۷  
السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

بحمد اللہ کہ میں ان دنوں بخیریت ہوں۔ اور سانس کی تکلیف نہیں ہے۔ لیکن اسکے لئے مجاہدہ بھی سخت کرنا پڑتا ہے۔ یعنی بغیر نمک اور روغن کا اُبلنا ہوا کھانا، مگر صحت کے حصول کے لئے یہ کر رہا ہوں۔ اور اس سے بفضلہ تعالیٰ فائدہ ہے۔

آپ کے احوال۔ ماشاء اللہ بہت اچھے ہیں۔ اللہم زدو فرود۔ آپ جو کچھ کر رہے ہیں۔ ٹھیک ہے۔ اللہ تعالیٰ نفع روزی کرے۔ ڈاکٹر صاحب کبھی کبھی آتے رہتے ہیں۔ بخیریت ہیں؟ اور آپ کی صحت اب کیسی ہے۔ عزیزان عاصم و سلمان کی طرف سے سلام قبول کیجئے۔

والسلام

سید سلیمان ندوی

۳ جنوری ۱۹۵۳ء

لے ڈاکٹر عبدالحی صاحب

# خطوطِ بنامِ ملیا علی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مکتوب نمبر ۱

ملیا علی

بسین ضلع تھانہ

۲۸ جنوری ۱۹۴۵ء

بخدمت مخدومی و مطاعی قبلہ صاحب دامت فیضکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خادم سید کا رعیت سے آنجناب کی خدمتِ اقدس میں حاضر سے  
کا ادادہ رکھتا ہے۔ مگر دنیاوی الجھنوں اور ناگفتہ بہ حالات نے موقع نہیں دیا  
نہ معلوم آجکل میری طبیعت حضرت والا کی طرف مائل کیوں ہو گئی ہے فطری  
طور پر جناب والا سے مجھے انس یا یوں کہتے عشق ہو گیا ہے دل بار بار یہ کہتا  
ہے کہ جناب والا کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر فیضِ باطن سے سرفراز  
ہو جاؤں مگر دنیاوی چیزیں بیچ میں حائل ہیں۔

بذریعہ اخبارات یہ معلوم کر کے نہایت خوشی ہوئی کہ قبلہ عتیٰ میں جمعیۃ العلماء  
کے اجلاس کیلئے تشریف فرما ہیں۔ بندہ نامہ سید، مارے خوشی کے کہ اب  
قسمت کی یاوری ہے ہر چند کوشش کر کے عتیٰ گیا اور سیدھا خلافتِ آفس میں  
بمشکل پہنچا، مگر ہوا کہ آنجناب "اندھیری" گئے ہوئے ہیں۔ دوبارہ خلافت  
آفس کا چکر لگایا۔ جواب وی ملا جو پہلے تھا۔

مجھے مایوس ہونا پڑا اور آخر کار مولانا محمد طیب صاحب مظلہ العالی کی وعظ جو  
 بابو حجام محلے میں ہوتی، سُن کر ٹوٹنا پڑا۔ مگر دل میں کشش جناب والا  
 کی طرف لگی رہی۔ کاش ایک مرتبہ آنجناب سے ملتا اور اپنی مردہ  
 زندگی میں تازہ روح پھونکتا !!

حضرۃ الشیخؒ : ازہر سچان سلیمان

بہ برادر دینی ملپا علی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ آپ کا خط پا کر خوشی ہوئی۔ حضرت  
 مولانا عیسیٰ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کا متعلق ہونا سُن کر اور خوشی  
 ہوئی۔ یہ خاکسار اُن کی تجہیز و تکفین اور نماز جنازہ میں شریک تھا۔ اور  
 باوجود میری نااہلی کے اُن کو میرے ساتھ شفقت تھی۔

حضرت حاجی حقدار خان صاحب بڑے بزرگ ہیں۔ ان کی واپسی کا  
 حال مجھے بھی معلوم نہیں۔ اس ناپیز کے ساتھ آپ کی غائبانہ محبت مجھ پر  
 اللہ تعالیٰ کے انصال میں سے ایک ہے جو میری بے استحقاقی کے باوجود (بغیر)  
 دوستوں کو میری طرف محض اپنے فضل و کرم سے متوجہ فرماتے ہیں۔

آپ نے تکلیف بھی اٹھائی لیکن میری آپ سے ملاقات نہ ہو سکی  
 میں یکم فروری کی رات کو جاؤں گا۔ موقع ملے تو مل سکتے ہیں۔ میں اندھری  
 میں پروفیسر نجیب صاحب ندوی کے جگہ میں ہوں۔

مترشد : میں ایک نوجوان یتیم لڑکا ہوں، اللہ کے فضل و کرم سے اہل اللہ  
 سے خاص دلی تعلق ہے اور خدا سے یہی تمنا ہے کہ اپنے فضل و کرم

سے مجھے بھی اپنے مقبول اور محبوب بندوں میں سے بنائے۔

حضرت الشیخ :- اللہ تعالیٰ سے بہ دل و دعا ہے کہ آپ کو صلاح و تقویٰ سے آراستہ فرمائیں اور اپنا محبوب و مقبول بنائیں۔

مترشد :- صدق میں بارہا آپ کے مضمون پڑھتا ہوں، علاوہ جب کلکتے میں تھا۔ معارف کا تو باقاعدہ مطالعہ کیا کرتا تھا۔ مگر ولی لگاؤ پیدا نہیں ہوا تھا۔ اب نہ معلوم کیوں اچانک آنجناب سے دلی لگاؤ پیدا ہو گیا ہے۔ اور اسی اضطراب کی حالت میں حضرت والا کو خط لکھ رہا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ حضرت والا اس تئیم اور سیہ کار کی حالت پر ترس کھاکر اپنی زرین ہدایات سے خادم کو مطمئن فرمائیں گے۔

حضرت الشیخ :- اللہ تعالیٰ کے محبوب ہونے کا قانونی نسخہ ایک ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں لگا رہے۔ طلب رزقِ حلال میں لگنا بھی عبادت ہی ہے اگر اللہ تعالیٰ کے زیرِ حکم ہو۔

مترشد ، مجھے تو اپنی زندگی ایک حقیقی مسلمان بن کر گزارنا ہے۔ میں نے پہلے مرحوم مولوی محمد عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ سے تعلق پیدا کیا۔ افسوس، حضرت اس دنیائے فانی سے کوچ کر گئے۔ بعد ازاں میں نے حضرت قبلہ مولوی حاجی حقدار خان صاحب سے تعلق جوڑ لیا ہے۔ حضرت مرشدی نظر اللہ تعالیٰ حج سے اب تک لوٹے یا نہیں معلوم نہیں۔ خط ارسال خدمت کر چکا ہوں، ہنوز ہدایات سے سرفراز نہیں ہوا۔ اس لئے پریشان حال ہوں۔

حضرت الشیخ :- انفاسِ عیسیٰ، مولانا عیسیٰ صاحب کی کتاب مطالعہ میں رکھیے بڑی

عجیب کتاب ہے۔

مجھے معلوم نہیں کہ آپ کے معمولات کیا ہیں۔ اس باب میں آپ کو حاجی صاحب کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔

مشرشد :- لیلۃ آنجناب اپنی زرین ہدایات سے مستفیض فرمائیں گستاخی معاف کیجئے گا۔ فقط والسلام

خادم مہیا علی

حضرت الشیخؒ، مجھ سے جو خدمت متعلق ہو، اس کے لئے اس خاکسار کو اپنا خادم تصور کیجئے۔ والسلام

۱۲/صفر ۱۳۶۴ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مکتوب نمبر ۲

مہیا علی

۲ مارچ ۱۹۴۵ء

بسن

بخدمت مخدومی و مطاعی قبلہ صاحب دام برکاتکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اعظم گڑھ

انزیمچران سلیمان

انحی فی اللہ ارشدکم اللہ تعالیٰ.

مسترشد : واضح باد کہ مدت کے بعد لکھنؤ سے خط موصول ہوا اور مرشدی قبلہ مظللہ العالیٰ کی تشویشناک علالت کی خبر نہایت افسوس کے ساتھ پڑھی گئی۔  
حفرۃ الشیخؒ، حضرت حاجی مقدر خان کی ملاقات سے لکھنؤ میں مشرف ہوا۔ اب بحمد اللہ صحیح و سلامت ہیں۔

مسترشد، جب سے خط آیا ہے خادم نہایت مضطرب و پریشان ہے مگر ملائق اور سیر کار بجز دعا کے اور کچھ کر نہیں سکتا۔ وقتاً فوقتاً حضرت کی صحت یابی کے لئے دعا کیا کرتا ہوں۔ اللہ پاک حضرت مرشدی قبلہ کو جلد از جلد صحت ملی عطا کرے۔ دعا کیجئے گا۔

حفرۃ الشیخؒ : یہی کرنا چاہیے

مسترشد : حضرت مرشدی قبلہ کی روانگی حج اور بعدہ باعث علالت خادم مدت دید سے ارشادات سے محروم ہے۔ نہ معلوم خداوند کریم کی اس میں کیا مصلحت ہے آج کل طبیعت کچھ پریشان تھی ہے۔ خاص کر ابھی تو زیادہ پریشان ہے۔

حفرۃ الشیخؒ : یہ پریشانی بھی باعث اجر ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اس لئے کہ یہ بھی خدا کے لئے ہے۔

مسترشد : حسب ارشاد مرشدی قبلہ مظللہ العالیٰ، بعد مغرب ہر رکعت نفل اور بعد عشاء ۸ رکعت نفل پڑھ کر دو تہ پڑھ لیتا ہوں اور سونے کے قبل پانچ صد بار لا حول پڑھتا ہوں۔ علاوہ مسجد بھی ادا کیا کرتا ہوں اور تسبیح دوازده اور اسم ذات عین ہزار مرتبہ کا بھی معمول ہے اور مناہا

مقبول ہر صبح درود کیا کرتا ہوں۔ بچہ بھی دل کو چین نہیں۔ اور جب نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہوں تو اللہ کی طرف مائل ہونے کی کوشش کرتا ہوں مگر وہی ان خدا کی طرف سے ہٹ جاتا ہے اور دوسری دنیاوی چیزیں دماغ پر سوار ہوا کرتی ہیں۔

حضرت الشیخ :- اگر تہجد پڑھا کرتے ہیں تو بعد عشاء وتر سے پہلے ۸ رکعات نفل کی ضرورت نہیں۔ یہ ان کے لئے ہے جو تہجد میں نہیں اٹھتے۔ یہ سب معمولات ٹھیک ہیں۔ قائم رکھئے۔ نماز میں یہ تصور کیجئے کہ نور کے حرفوں میں لفظ اللہ آپ کے دل میں لکھا ہے۔ اس کی طرف متوجہ رہتے اور خیال کیجئے کہ سامنے کھڑے ہیں۔ الفاظ پر بھی اگر توجہ رہے تو بالفعل کافی ہے۔

مسترشد :- علاوہ اب تک یہ معلوم نہ کر سکا کہ مجھ میں کون کون سے اخلاق ذمیمہ موجود ہیں۔ میں ہر وقت اس کی تحقیق کیا کرتا ہوں۔ مگر بیاعت لا علمی معلوم نہ کر سکا۔

حضرت الشیخ، اخلاق ذمیمہ اگر خود نہیں معلوم ہو سکتے تو اپنے خالص اجاب سے پوچھتے۔ ورنہ درحقیقت انسان کو اپنا حال خوب معلوم ہوتا ہے ذرا غور کرنے کی ضرورت ہے۔

مسترشد، ہمیشہ یہی خوف دامن گیر ہے کہ کہیں کوئی مرض جڑ پکڑ کر بیٹھ نہ جائے اور میں معرفت کی نعمتِ عظمیٰ سے محروم ہو جاؤں۔ اللہ پاک میری تمام کوتاہیوں کو معاف فرمائے اور معرفت کی نعمت سے

مالا مال فرماتے۔ آمین۔ دعا کریں۔  
 موجودہ کافرانہ ماحول میں حلال اور پاک رزق ملنا بھی محال ہو گیا  
 ہے اس لئے یہ بھی خوف ہے کہ کہیں حرام غذا اس مبارک اور  
 عظیم نعمت سے محروم نہ رکھے۔ بہر حال مجھے تو ہر طرح سے اپنے اندر  
 کوتاہی دکھائی دیتی ہے۔ اللہ پاک اپنے فضل و کرم سے میری کوتاہیاں  
 میری آنکھوں کے سامنے لاتے جن کو میں آپ بزرگواروں کی شفقت  
 و مدد سے دور کروں اور فیض باطنی سے فیض یاب ہو جاؤں۔ دعا کریں  
 اللہ پاک اپنی معرفت سے مالا مال فرماتے۔

حرفۃ الشیخ: بے شبہ یہ زمانہ ایسا ہی ہے ہمیشہ اپنی طاقت بھرا احتیاط کیجئے اور باتیں  
 استغفار کیجئے۔

مسترشد: یہاں آپ بزرگوں سے بہت دور پڑا ہوں۔ ورنہ وقتاً فوقتاً قدم بوسی  
 کے شرف سے مستفیض ہولیتا۔

اللہ پاک ہم سب کو اپنی معرفت سے منور فرماتے۔ آمین۔ خادم  
 ہدایات کے لئے بے تائب اللہ جلد از جلد زرین ہدایات سے مستفیض  
 فرمائیں۔ فقط طالب ہدایات والسلام۔ گستاخی معاف فرمائیے  
 آپ لکھا گار خادم ملیا علی

حرفۃ الشیخ: ولی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو مزید توفیقات سے بہرہ ور فرمائیں۔  
 مسترشد: یہاں والوں سے اب تک کوئی میل ملاپ نہیں ہوا حسب ارشاد و انجذاب  
 ایک دو مرتبہ اپنا خیال ان پر پیش کیا۔ مگر کوئی خاص اثر پیدا نہیں ہوا۔ لوگ  
 مذہب سے بالکل بے بہرہ ہیں۔



حضرت شیخ :- اپنا فرض صرف کہنا ہے، لوگوں کا ماننا نہیں۔ حضرات انبیاء علیہم السلام کی بات کفار نے نہیں مانی مگر ان کے اجر میں اس سے کمی نہیں ہوتی۔

مکتوب نمبر ۳  
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

علیہ علی

ببین ضلع تھانہ۔ ۲۴ اپریل ۱۹۴۵ء

خدمت محمدی و مطاعی حضرت والادامت برکاتکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت والا کا ہدایت نامہ شرف صدور ہو کر کئی دن ہوئے۔ خادم کچھ مشغولیت اور طبعی الجھنوں کے باعث بروقت دوبارہ خط ارسال خدمت اقدس کیجئے سکا۔ معاف فرمائیں۔

حسب ارشاد آنجناب نماز کے اندر تصور کر لیتا ہوں۔ امید ہے کہ بفضل خداوند پاک فائدہ ہوگا۔ دعا کیجئے کہ اللہ پاک ایک حقیقی مسلمان بنا لے۔

حقیرہ اشیح :- اخی فی اللہ۔ اوام اللہ تو فیکم

ہر وقت جواب دینا ضروری نہ تھا اور نہ کوئی تمیزی طرف سے سوال تھا اس لئے عفو خواہی کی آپ کو ضرورت کیا ہے۔

امید ہے کہ انشاء اللہ فائدہ پہنچے۔ عمل سے فائدہ ہوتا ہے۔ صرف  
تمنا سے نہیں۔ ہاں اللہ تعالیٰ سے دعا کرے کہ وہ بھی عمل ہی ہے۔

مستر شدہ: خادم بزرگوں کی صحبت مقدسہ سے دور اور خود جاہل ہونے کی بنا پر  
اندرونی امراض کی تشخیص کرنا مشکل معلوم ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے اب تک  
کسی قسم کے مرض باطنی سے آگاہ ہو کر اپنی اصلاح کرانہ سکا۔ عمر اور وقت  
ضائع ہو رہا ہے۔ مگر خادم اصلاح سے مزین نہیں ہوتا۔ اس پر سخت افسوس  
ہے۔ وجہ یہ کہ بزرگوں کا سایہ فیض موجود ہوتے ہوئے بھی کوئی اگر اپنی  
اصلاح نہ کرے تو اس سے بڑا بد بخت اور کون ہوگا۔

حضرت الشیخ :- آپ حضرت والارحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف و رسائل دیکھا کریں  
عیوب و نقائص کا پتہ چل جائے گا اور ان کا علاج بھی معلوم ہوگا۔  
بد بخت کوئی نہیں محروم کہتے۔ اللہ تعالیٰ نے قسمت، بخت اور نصیب  
سب صحیح اور عین مطابق حکمت بنائے ہیں۔

مستر شدہ: میں صرف اپنے مالک حقیقی سے مخلصانہ دعا دکتا ہوں کہ بار الہی!  
میرے باطنی امراض مجھ پر آگاہ کر اور صلاح و تقویٰ سے آراستہ فرما۔  
حضرت الشیخ: دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو یہ معرفت عطا فرمائیے۔

مستر شدہ: حسب تحریر سابق مرشدی قبلہ مظلہ العالی کی زرین ہدایات پر عمل  
جاری ہے۔ دعا کیجئے کہ ثبات اور استقلال عطا ہو  
حضرت شیخ: مبارک

مستر شدہ: آج کل آمدنی کا ذریعہ کچھ محیط سا ہو گیا ہے اور اخراجات بچد

بڑھ گئے ہیں۔ علاوہ میرا خانگی ماحول کچھ ایسا ہے، دولت کے پایسے طالب شہرت و نام۔ ساتھ ہی ساتھ خود میرے بڑے بھائی صاحب اس وقت اللہ کے فضل و کرم سے کچھ پیسے والے ہو گئے ہیں اور خادم ایک غریب اور مسکین حالت رکھتا ہے۔ اب تک ہم دونوں بھائی ساتھ ہیں اس لئے کچھ تردد و سائیدا ہوتا ہے کہ خادم کی اپنی غریبی کی حالت میں ایسے ماحول میں کس طرح اپنی زندگی گزارنا ہوگا۔ اور اس کے لئے کن کن چیزوں کا خیال اپنے پیش نظر رکھنا ضروری ہے

حضرت الشیخؒ:۔ دل سے بارگاہ الہی میں یہ نقرہ دست بدعلہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی مالی مشکلات دور فرما کر آپ کو وسعتِ رزق اور قناعت عنایت فرمائیں۔  
مستشد:۔ موجودہ کاروبار ایک دیہات کے اندر بہت ہی ادنیٰ پیمانے پر ہے۔ اللہ پاک بڑے اچھے رزاق ہیں۔ رزق ضرور عطا فرمائیں گے۔ آپ بھی دعا فرمائیں مگر دنیاوی نقطہ نظر سے یہ بات دل کے اندر کھٹکتی ہے کہ اتنے چھوٹے کاروبار میں دو تین شریک کار۔ بیوپار کی حالت یہ اور اخراجات آئے دن بڑھ رہے ہیں۔ اس لئے بعض اوقات یہ خوف پیدا ہوتا ہے کہ جس نے ہماری امداد مالی کی ہے اس کے پاس کہیں شرمندہ ہونے کی نوبت نہ آجائے۔ اللہ پاک اپنے فضل و کرم سے عزت و آبرو بچائیں سب کچھ اسکے سپرد ہے اور یقین ہے کہ اللہ میاں سب کچھ ٹھیک کر دیں۔ فقط دعا کیجئے کہ اللہ پاک ہم سب کو معرفت سے مالا مال فرمائیں۔ والسلام گتھی معاف فرمائیں طالب ہدایت دعا  
خادم علیا علی

حضرت الشیخؒ: آمین سید سلیمان ندوی۔ ۱۵۔ ج ۱۳۶۴ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مکتوب نمبر ۴

ملیا علی۔ مدراس

۲ اگست ۱۹۴۵ء

خدمت مخدومی و مطاعی قبلہ صاحب دامت برکاتکم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

افسوس صد افسوس کہ حضرت والا کی خدمت اقدس میں خادم اپنا نامہ

سیاہ پیش نہ کر سکا۔ مدت سے خادم آنجناب کی ہدایات سے مخدومی پر بہت

بی پریشان ہے

اعظم گڑھ / بحیم رمضان المبارک ۱۳۶۷ھ

حضرت ایشیخ: انھی فی اللہ تعالیٰ زاد اللہ تعالیٰ توفیقاً

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ کچھ حرج نہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو مزید

طمانیت بخشیں الحمد للہ کہ آپ کو معاملہ رزق کی طرف سے تھوڑی طمانیت ہوئی۔

مستر شہ۔ گزشتہ خط میں خادم اپنے ذریعہ معاش کی تنگی کے متعلق تحریر

کر چکا تھا۔ خدا کے فضل و کرم سے مدراس میں ایک لائسنس ملا اور

فورا دکان بھی ملی۔ دکان ملنے کی خبر پہنچتے ہی خادم متوکل علی اللہ ہو کر مدراس

آیا اور بسم اللہ کہہ کر دکان کھول دی۔ دکان کھول کر آج قریب مہینے

سے زائد دن ہوتے اللہ کے فضل و کرم سے کاروبار اچھا ہے۔ مگر

اس وقت دکان پر میں ایک ہی آدمی ہوں۔ مال خرید کرنا۔ دکان داری کرنا۔

حساب کتاب رکھنا سب کچھ صرف خادم ہی کو کرنا پڑتا ہے۔ اس لئے

جب سے یہاں آیا ہوں تہجد، ذکر، اور سب کچھ فوت ہو جاتا ہے اس لئے بہت پریشان ہوں کہ کیا کروں۔ درد اور وظیفہ جب سے فوت ہونا شروع ہوا ہے دل بھی بے چین اور بے قرار ہوتا گیا ہے، اللہ ہی اپنا فضل و کرم کرے اور ایمان اور قربت الہی کی نعمت عطا فرمائے۔

حضرت الشیخؒ: ہمت کیجئے یہ وقت ہمت کا ہے۔ جس طور سے ہوجمولات پر قائم رہتے۔ اسکے فضل و کرم سے یا یوسی کی کوئی وجہ نہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ظاہری و باطنی دونوں نعمتیں آپ کو دیں۔

مسترشد: چند دن پہلے ایک خواب نظر آیا کہ جمعہ کے دن نماز کی تیاری کر کے نماز کرنے جا رہا تھا۔ معلوم ہوا کہ قبرستان کو صاف کر کے نماز کا انتظام ہوا ہے۔ دیکھنے کے لئے قبرستان گیا۔ قبل بجائے مغرب کے مشرق کی طرف کیا گیا ہے۔ میں دیکھ ہی رہا تھا کہ معلوم ہوا، جمعہ کی نماز ہو گئی مجھے سخت افسوس ہوا پھر دوسرے دن خواب دکھائی دیا کہ میں ایک بزرگ سے خواب بیان کر رہا ہوں۔ اور بزرگ خواب کی تعبیر یہ بتا رہے ہیں کہ انشاء اللہ فریضہ حج ادا ہو جائے گا۔ نہ معلوم اس خواب کی حقیقت کیا ہے۔

حضرت الشیخؒ: خواب کی حیثیت محض بشارت کی ہے۔ خوش ہو جائے کہ اچھی کیفیات کے خواب دیکھے۔

مسترشد: مجھے افسوس اس بات کا ہے کہ جب سے یہاں آیا ہوں کتا بول کا مطالعہ تک کر نہیں سکتا۔ علاوہ ازیں بزرگوں سے خط کتابت کرنے سے

بھی محروم ہوں۔

حضرت الشیخؒ، اطمینان کر کے ان دنوں کاموں کی طرف بھی توجہ کیجئے گا۔

مختصر یہی سہی مگر سلسلہ نہ ٹوٹے

مترشد :- اللہ پاک مجھے ایک حقیقی مسلمان بنائے۔ آمین۔ دعا کیجئے گا اور

زیرین ہدایات سے مستفیض فرمائیے گا۔ فقط والسلام

آپ کا خادم

سیہ کار ملیا علی

حضرت الشیخؒ، دلی دعا ہے

یحیٰی محمدان سلیمان۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکتوب نمبر ۵

ملیا علی

مدرباس - ۱۷ اکتوبر ۱۹۶۵ء

بخدمت مخدومی و مطاعی قبلہ صاحب دامت برکاتکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ حضرت والا کا ہدایت نامہ باعث ہدایت ہوا مگر انہوں کو خادم

مزید ہدایات سے مستفیض نہ ہو سکا۔

اعظم گڑھ

اخی فی اللہ تعالیٰ دام توفیقکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مستر شہداء: خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس سید کا رانا اہل کو نبردگوں کے فیض باطن سے بہرہ ور ہونے کا کم از کم موقع مل ہی جاتا ہے۔ یہی اس نابکار نالائق کے لئے بہت ہی بڑی نعمت ہے۔ عجب نہیں آپ حضرات کی توجہ خاص سے یہ نابکار دربار الہی میں مقبولیت کا درجہ حاصل کر لے اور فضل خداوندی سے بہرہ ور ہو جائے۔

حضرت الشیخ :- اپنے ترک عمل اور غفلت پر حسرت بھی ثمرات و برکات کا موجب ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دل زندہ ہے۔ مر وہ کو سوئی چھوٹنے سے تکلیف نہیں ہوتی

مستر شہداء: خادم سید کا عملی میدان میں بہت ہی پیچھے بلکہ کالعدم ہی ہے مگر دل عمل کے لئے مضطرب اور بے تاب رہتا ہے اور اپنی بے عملی پر افسوس کیا کرتا ہے۔ اللہ ہی عمل کی توفیق عطا فرماتے۔ کئی ایک دن سے عمل کی رغبت مفقود ہو چکی تھی۔ الحمد للہ آج دو ایک روز سے کچھ رغبت سی محسوس ہوتی ہے۔ اللہ پاک استقامت عطا فرماتے۔

حسب ارشادِ والامین نے دو دن سے مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات کا مطالعہ شروع کیا ہے۔ دعا فرمائیں کہ اللہ پاک ہدایت فرمائے مطالعہ کے لئے وقت بہت ہی کم ملتا ہے۔ صبح دس پندرہ منٹ مشکل سے نکال لیتا ہوں۔

حضرت اشیحؓ: جی ہاں! حضرت والارحمۃ اللہ کے ملفوظات و تالیفات کے مطالعے سے نئی قوت پیدا ہوگی۔ دس پندرہ منٹ بھی غنیمت ہیں۔

مستر شد: ایک خواب کی تعبیر میں حضرت مولانا عبدالماجد صاحب مدظلہ العالی نے تحریر فرمایا ہے کہ خواب دیکھنے والا بعض بدعتوں میں مبتلا ہے مگر اہل شریعت سے مضبوط تعلق ہونے کی بنا پر شیطان اپنا قبضہ انشاء اللہ جمانہیں سکے گا۔ خادم خود متفکر ہے کہ اپنے اندر کون سی بدعت ہے۔ میں کون کون سی بدعتوں میں مبتلا ہوں۔ بے علم ہونے کی بنا پر واقف نہیں ہو سکا۔ بدعتوں سے واقف ہونے کے لئے کون سی کتاب موزوں اور بہتر ہے جس کا مطالعہ کر کے اپنی بدعتوں سے آگاہ ہو کر اصلاح کرا سکوں۔ لہذا تحریر فرمائیں۔

حضرت اشیحؓ: متعدد بزرگوں سے خط و کتابت کرنا برکت کی حد تک تو خیر ہو سکتا ہے۔ مگر متعدد لوگوں سے تعلیم لینا اور اپنے احوال کو پیش کرنا اور مشورہ کرنا طالب کے لئے خود مناسب نہیں۔ آپ نے خواب کی تعبیر جہاں سے پوچھی ہے وہیں سے بدعت کا حل بھی معلوم کرتے۔ میرا مقصود یہ ہے کہ آپ اپنا مرکز ایک شخص کو بنائیں سب سے بہتر تو جناب حاجی مقداو خان صاحب دام فیضہ ہیں یا پھر جس سے آپ اپنا تعلق قلب مضبوط پائیں۔ بحث کسی شخص کی نہیں آپ حضرت والا کی کتاب تعلیم الدین ملاحظہ فرمائیں سنت اور بدعت کا حال معلوم ہو جائے گا۔



مترشد، عرصہ راز سے ما اہل لغیر اللہ بہ کی تفسیر کے متعلق محققانہ تفصیل حاصل کرنے کا خیال تھا۔ مگر حاصل نہ کر سکا۔ آج اتفاقاً ایک سوال پیدا ہوا۔ آج یہاں ہندوؤں کا تہوار دیوالی ہے۔ جن کا نیا حساب ہوتا ہے۔ وہ آج اپنے بتوں کی پوجا پارٹ کر کے مٹھائیاں وغیرہ تقسیم کرتے ہیں اور خاص کر دکانداروں اور کارباری سلسلے میں تعلقات رکھنے والوں کو دعوت دیتے ہیں۔ یا مٹھائیاں بھیج دیتے ہیں۔ فوراً دماغ سوال کرنے لگا کہ یہ مٹھائیاں یا کوئی چٹیر جو وہ آج اپنے معبودوں کے نام پر نامزد کر کے تقسیم کرتے ہیں۔ وہ ہم مسلمانوں کو کھانا بروئے آیت بالا حرام تو نہیں۔ اگر کوئی مسلمان کھالے تو اس کے لئے شریعت مقدسہ میں کیا حکم ہے؟ ایسے موقعوں پر غیر مسلموں کا تحفہ قبول کرنا چاہیے۔ یا رد کرنا چاہیے؟

حضرت الشیخؒ۔ ما اہل لغیر اللہ کی صحیح تفسیر تو یہی ہے کہ جو غیر خدا کے نام پر ذبح کیا جائے۔ لیکن مراسم شرک و بت پرستی اور کے سبب سے ایسی پوجا پارٹ کی مٹھائیوں سے بھی پرہیز کرنا چاہیے۔ اگر کسی نے نادانی سے کھالیا تو استغفار کرے

مترشد۔ ۱۔ دعا کیجئے کہ اللہ پاک اس خادم سیدہ کار کو اپنی معرفت سے مستفیض فرمائیں اور زرین ہدایات سے بہرہ ور فرمائے۔

خادم کا دل یہی چاہتا ہے کہ بزرگوں کے قدموں کے نیچے جاگے مگر جانہیں سکتا اور معاصرین سے نہیں سکتا۔ فقط والسلام

طالب معافی آپ کا خادم سیہ کار

ملیا علی

حضرت الشیخؒ۔ یہ جذبہ قابل قدر ہے۔

محمدان سلیمان

ذی قعدہ ۱۳۶۳ھ

مکتوب نمبر ۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ملیا علی

مدرا س ۱۱ اکتوبر ۱۹۴۵ء

بخدمت محذومی و مطاعی قبلہ صاحب دامت برکاتکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت والا کا ہدایت نامہ باعث فیض ہو کر کئی دن گزر چکے۔ افسوس کہ کاروباری مشغولیت کے باعث خدمت اقدس میں خط پیش کرنے کا جلدی کے گزشتہ پرچے میں حضرت قبلہ گاہی کی علالت کی خبر پڑھ کر سخت رنج ہوا اور خداوند پاک سے عاجزانہ دعا کی کہ حضرت کو جلد از جلد صحت یابی عطا کرے اور قومی و ملی خدمات انجام دینے کا بیش بہا موقع عطا کر دے

حضرت الشیخؒ ۲۲ ذی الحجہ ۱۳۶۵ھ

میرٹھ بذریعہ سید حسین ڈی پی کلکٹر

اخى العزيز - اسعدكم اللہ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مستر شدہ صدق کا پرچہ دیکھنے کے فوراً بعد صحت سے آگاہ ہونے کے لئے  
خط لکھنے کا خیال مضمم ہوا مگر فی الفور کاروباری سلسلے میں سلیم اور کوٹھنبو  
جانا پڑا اور خادم بروقت صحت سے مطلع نہیں ہو سکا۔

اب تک آنجناب کی صحت یابی کے متعلق کوئی تشفی آور خبر نہیں ملی  
اس لئے خادم پریشان ہے۔ اللہ حضرت اپنی صحت یابی کے متعلق تشفی  
بخش خط تحریر کر دیں۔ خادم کے لئے سکون قلب کا باعث ہوگا۔

خداوند کریم کے فضل و کرم سے حضرت والا کو شفایابی ہوئی ہوگی۔ اللہ

پاک جناب کو دائمی صحت عطا کرے۔ آمین

حضرت الشیخ الحدیث محمد کریم فقیر اب اچھا ہے۔ آپ کی محبت کا شکریہ۔

اللہ تعالیٰ آپ کو اس اخلاص کی جزائے خیر دیں۔

مستر شدہ: حسب ارشاد آنجناب، خادم نے اپنا تعلق حضرت مرشدی حاجی  
صاحب مظلہ العالی سے رکھا ہے۔ دعا کیجئے کہ اللہ پاک اس خادم  
سید کار کو اپنی معرفت سے بہرہ ور فرمادیں اور اخلاقِ حسنہ سے  
مترن فرمائیں۔

حضرت الشیخ:۔ بہت اچھا کیا کہ آپ نے مشورے پر عمل کیا۔ تعلیم کا تعلق

صرف ایک سے رکھنا چاہیے۔ دوسروں سے کسب فیوض بھی کر سکتے

ہیں۔ مگر فصاحت کی حد تک۔ مگر اپنے حالات و واردات و کیفیات

کا اظہار صرف شیخ ہی سے کرنا چاہیے۔ اور اسی سے علاج اور

تدبیر پوچھنا چاہیے۔

مستر شدہ سب سے بڑی کمی مجھ میں علم کی ہے، پھر بزرگوں کی محبتِ مقدسہ سے سزایا محروم۔ اس بنا پر کسی چیز میں توازن اور اعتدال پیدا کرنا محال ہوتا ہے۔ اور وقتاً فوقتاً ٹھوکریں کھانا پڑتا ہے۔

پھر بھی موجودہ ملحدانہ دور میں محقق بزرگوں سے تعلق پیدا ہونا خدا کی بہت بڑی نعمت سمجھتا ہوں۔

حضرت الشیخ: بیشک یہ نعمت ہے۔ اسکی قدر دانی کرنی چاہیے۔

مستر شدہ، خادمِ ہر وقت بزرگوں کی ہدایات اور زرین ارشادات کا طالب اور متلاشی ہے۔ لہذا زرین ارشادات سے ہر وقت مستفیض فرماتے رہیں تاکہ خادمِ راہِ راست پر آجائے اور قربِ الہی سے مستفیض ہو جائے انشاء اللہ ہفتہ عشرہ کے اندر اپنے مادر وطن بھٹکل جانے کا ارادہ ہے۔ انشاء اللہ خلاصہ احوال بھٹکل جانے کے لکھوں گا۔ اب میں صرف آپکی صحت کی خوشخبری کا مستطرب ہوں۔ اللہ جلد از جلد صحت سے آگاہ فرمائیں۔ فقط والسلام

طالبِ دعا و ہدایات

ملیا علی

حضرت الشیخ: بس اپنے کام میں لگے رہیے اور اپنی اصلاح کی فکر سے

کبھی غافل نہ رہیے۔ والسلام

سید محمد ان سلیمان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مکتوب نمبر ۷

مدراس

۳۱ جولائی ۱۹۶۶ء

مترشد - خدمت مخدومی و مطاعی قبلہ صاحبہ و ام فیضکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ مدتِ مدید کے بعد خادم اپنا احوال نامہ حضرت والا کی خدمت  
اقدس میں پیش کرنے کا شرف حاصل کر رہا ہے۔

سجواں متصل موتی مسجد

حضرۃ الشیخؒ؛ اخی فی اللہ تعالیٰ - ادام اللہ تعالیٰ توفیقکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

شرفِ عزت کو کہتے ہیں۔ ہم فقیروں سے کسی کو عزت حاصل نہیں ہوتی

عزت کے معنی غیروں کی نگاہ میں اس کے مرتبے کا بڑھنا ہے۔ وہ

یہاں مطلوب نہیں۔ مطلوب اس سے سعادت اور برکت ہے۔

مترشد، خدائے ذوالجلال سے دعا ہے کہ جناب والا کو جزائے خیر عطا

فرمائے اور خادم کو فیضِ باطنی سے مستفیض ہونے کے لئے زیادہ

سے زیادہ موقع عطا فرمائے

کئی سال سے خادم اختلاجِ القلب کے مرض میں مبتلا رہا۔ بفضل

خدا دو سال سے افاقہ سا ہو گیا ہے۔ تاہم طبیعت کچھ گری گری رہتی

ہے۔ ایک نہ ایک شکایت رہا کرتی ہے۔ علاج کراتے کراتے تنگ

آگیا ہوں، تاہم صحت یابی نصیب نہیں ہوئی۔ علالت اور کچھ دنیاوی  
 الجھنوں کے باعث خادم اب تک مرشدی قبلہ مدظلہ العالی کے  
 مبارک ارشادات پر پابندی کے ساتھ عمل کرنے سکا۔ اس لئے سخت  
 تاوم اور پریشان ہے۔ اللہ دعا فرمائیں کہ خداوند پاک خادم کو کامل صحت  
 اور طاعات کی رغبت و توفیق عطا فرمائیں۔

حضرت الشیخ، دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس مرض سے شفا بخشیں۔  
 عموماً یہ مرض معدہ کی خرابی سے ہوتا ہے۔ معدے کی اصلاح کی فکر کریں۔  
 اگر عدم صحت کے عذر صحیح کی بنا پر کوتاہی روزانہ ہوتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ  
 اُمید ہے درگزر فرمائیں گے اور آپ کی خواہش کے مطابق آپ کو  
 توفیق عطا فرمائیں گے۔

مترشد، رمضان کا مبارک مہینہ ہے۔ اللہ پاک ہر لحاظ سے ہم سب کے لئے  
 یہ مہینہ مبارک کرے۔ آمین! قرآن پاک کو حفظ کرنے کا ارادہ ہے  
 روزانہ ایک آیت یا معنی یاد کرتا ہوں۔ اب تک سورہ بقرہ کے چار  
 رکوع حفظ کر لئے ہیں۔ دعا فرمائیں کہ اللہ پاک سارے قرآن مجید کو  
 دل میں آتا رہیں اور دل معرفت الہی سے نور علی نور ہو جائے

حضرت الشیخ: ماہ رمضان المبارک کے قرآن پاک کی تلاوت سے خاص مناسبت  
 ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مراد پوری کریں اور حفظ کی دولت عطا فرمائیں  
 اس کے لئے ہمت اور استقلال کے ساتھ کئی سال تک لگے رہنے  
 کی ضرورت ہے۔

مسترشد، میں ایک حقیقی خداوندِ پاک کا مسلم و مقرب بندہ ہونا چاہتا ہوں۔  
یہی میری دلی آرزو ہے۔ وہ دن میرے لئے باعثِ مسرت ہوگا۔ جب  
کہ میں اپنے مالکِ حقیقی کے دیدار سے مشرف ہو جاؤں گا۔

حضرت الشیخؒ، آپ کا یہ جذبہ مبارک ہے۔ اس کا راستہ صرف ایک ہی ہے  
کہ آپ دل سے احکامِ الہی کو پوری طرح سجائیں۔ اللہ تعالیٰ افضل  
فرمائیں گے۔

مسترشد: دعا فرمائیں کہ خادمِ جلد سے جلد قربتِ الہی سے مستفیض ہونے  
کا اہل ہو جائے۔

حضرت الشیخؒ، دلی دُعا ہے

مسترشد: میں حضرت الشیخؒ سے بہ ادب التجا کرتا ہوں کہ اس سلسلے میں جن  
امور کی ضرورت ہے، حضرت والا وقتاً فوقتاً ذرین ہدایات سے سرفراز  
فرمائیں۔ وجہ یہ ہے کہ خادم ایک جاہل اور بے علم آدمی ہے۔

حضرت الشیخؒ: مختصر طور سے اوپر صلہ عرض کر چکا۔

مسترشد، دین کو دنیا پر غالب کرنا چاہتا ہوں مگر کسی نہ کسی طرح دنیا دین پر  
غالب آتی ہے یہ میری کمزوری!

حضرت الشیخؒ: اس کا علاج توفیقِ الہی کے بعد صرف عزیمت اور سہم ہے  
آپ یہ تصور کریں کہ دنیا فانی ہے اور آخرت باقی ہے۔ فانیات

بسیح ہے اور اصل باقی کے لئے کھڑا ہے۔ فانیات

اور آخرت کے لئے کھڑا ہے۔

مشرشد کئی مدت سے بزرگوں کی خدمت میں حاضری دینے کا شائق ہوں۔ مگر دنیاوی  
الھنبوں کے باعث اب تک خدمت گزاری سے محروم رہا۔

حضرۃ اشیحؒ، یہ خیال دل میں رکھئے۔ اسکی ناکامی میں بھی کامیابی ہے کہ تعلق تو اہل حق  
سے قائم رہتا ہے۔

مشرشد، رمضان کا مبارک ماہ گزر رہا ہے۔ زکوٰۃ کا مہینہ ہے اسلئے زکوٰۃ کے متعلق کچھ معلومات  
حاصل کرنا چاہتا ہوں۔

حضرۃ اشیحؒ، خاص طور سے زکوٰۃ کو رمضا کے لئے روکن نہیں چاہئے لیکن سنت ہے کہ رمضان  
میں خیرات اور صدقات زیادہ دیئے جائیں۔

مشرشد، زکوٰۃ آمدنی پر ہوتی ہے یا بچت پر؟ ایک کانڈار کو طرح زکوٰۃ نکالنا چاہئے؟ آیا اکل آمدنی پر  
نکالنا چاہئے یا سال کے آخر میں جو آمدنی بچ جائے اس پر فرض ہوتی ہے۔ بشد زین بدایات مستفیض  
فرمائیں۔ فقط والسلام۔ آپجی زین ہدایت کا طالب۔ خادم ہلپا علی

حضرۃ اشیحؒ، زکوٰۃ اس مال پر ہے جو سال بھر تک مالک کے پاس رہے اور وہ نصاب سے  
سے زائد ہو جو آمدنی خرچ ہو جائے اس پر زکوٰۃ نہیں سال بھر تک ضرورت سے زیادہ  
جو مال بچا رہے اور وہ قابل زکوٰۃ ہو اور نصاب سے زائد ہو اس پر چالیسوا حصہ زکوٰۃ ہے  
تاجر کے پاس نقد اور اسبابی صورتیں جتنا سرمایہ ہو اسکا چالیسوا حصہ زکوٰۃ میں دیا جائے تو اس  
رمضان میں آپکے پاس ۵۰۰ نقد ہے اور دو ہزار کا تجارتی سامان تو ڈھائی ہزار پر زکوٰۃ ہوگی۔  
اب اگر قرض بھی اسکے ذمہ ہے تو بقدر قرض سرمایہ سے منہا ہو جائیگا جیسے اس شخص  
پر پانچ سو روپے قرض ہے تو پانچ سو نکال کر صرف دو ہزار پر زکوٰۃ ہوگی۔

والسلام، سچو لائے سلیمان



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مکتوب نمبر ۸

ملیا علی بھٹکل

۲ ربیع الاول ۱۳۶۵ھ

سجدهت مخدومی و مولائی قبلہ صا۔ دام ظلکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت الشیخ :- اخی فی اللہ تعالیٰ وفقہم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسترشد :- واضح باد کہ مدت مدید کے بعد خادم حضرت والا کی خدمت اقدس میں احوال نامہ پیش کر رہا ہے۔

افسوس صد افسوس کہ خادم کو بزرگوں سے تعلق پیدا کرنے کے لئے بہت ہی کم موقع ملا کرتا ہے۔ علاوہ بزرگوں کی صحبت مقدس سے تو خادم ایک نخت محروم ہی ہے۔ اس لئے فیض باطن سے بہرہ ور ہونے نہیں سکتا۔

اصلاح نفس کے لئے کوشاں ہوں مگر ذاتی کوشش اب تک کامیاب نہیں ہوئی۔ اللہ پاک ہی اپنے فضل و کرم سے ظاہر و باطن سنوارے۔ مرشد نامولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے مواعظ بھی آج کل نایاب ہو گئے ہیں۔ اس لئے مواعظ کے مطالعے سے بھی محروم ہوں۔

حضرت الشیخ: کچھ حرج نہیں۔ آپ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات و مواعظ پڑھا کریں۔ یہ خود قائم مقام صحبت ہے آپ کوشش

جاری رکھتے اور محبت و عزیمت کو کام میں لایئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ  
کامیابی نصیب ہوگی۔

مستر شد، بفضلِ خدا مولانا مرشدی مدظلہ سے سلسلہٴ رشد و ہدایت قائم ہے  
اللہ پاک اپنے فضل و کرم سے اس گناہ گار روسیہ کار کو معرفت سے  
فیض یاب فرمائیں۔ آمین! دعا کیجئے۔

حضرت الشیخؒ، میری بھی دلی دعا ہے۔

مستر شد، ۱۲ ربیع الاول کو سر جگر میلاد منائی جاتی ہے۔ یہاں بھی حسبِ معمول  
۱۴ سال جشن میلاد کے نئے عالی جناب پروفیسر محمد امین (بار ایٹ لاء)  
صاحب کو لاہور سے بلوانے کا انتظام ہو کر دعوت دی گئی تھی۔  
آنجناب نے شرف قبولیت سے ساکنانِ بھٹکل کو ممنون فرمایا۔ لہذا  
دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایسی محفلوں میں شرکت کرنا بروئے  
شریعت کیا حکم رکھتا ہے۔ بدعت تو نہیں؟ اور ایسی محفلوں میں جا کر اپنے  
ناچیز خیالات اظہار کرنا درست ہے یا نہیں؟ لہذا جلد زرین ہدایات سے  
مستفیض فرمائیں۔ تاکہ دل کے اندر کسی قسم کا کھٹکا یا وسوسہ نہ رہے۔  
حضرت الشیخؒ، ایسی مجالس میں اگر بدعات کا شمول ہو تو شامل نہ ہونا چاہیے  
ورنہ شامل ہو سکتے ہیں۔

مستر شد، الیکشن کی وبا یہاں بھی اچھی خاصی تاثیر دکھلا رہی ہے۔ مسلم لیگ  
کی صرف ایک ٹکٹ پر دو شخص کھڑے ہیں۔ اور آپس میں بے جا اشتعال  
پیدا کر کے اتفاق و اتحاد کی بجائے خواہ مخواہ تفریق اور پھوٹ پیدا کر

رہے ہیں۔ ایک نسل ایک قوم اور ایک ہی قبیلے میں دو پارٹی ہو کر ناشائستہ  
حرکات کر رہے ہیں۔ اللہ ہی ان کی حالت پر رحم فرمائیں اور نیک توفیق  
عطا فرمائیں۔

حضرت الشیخؒ، افسوس ہے

مسترشد، خادم غیر جانبدارانہ طور پر اپنی رائے محفوظ رکھ کر دونوں پارٹیوں  
سے بالکل الگ ہے۔

حضرت الشیخؒ، بہت اچھا کرتے ہیں۔

مسترشد، انشاء اللہ ہفتہ عشرہ کے اندر خادم کو مدرا س روانہ ہونا ہوگا۔  
آنجناب سے عاجزانہ التماس ہے کہ لیدر خادم کے لئے دعا فرمائیں  
کہ خادم فیض باطن سے مستفیض ہو جائے اور ایک مسلمان کی زندگی  
بسر کرنے کے لائق ہو جائے۔

حضرت الشیخؒ، ولی دعا ہے

مسترشد، خداوند کریم حضرت والا کو جزائے خیر عطا فرمائیں۔ آمین

ہدایت کا منتظر ہوں۔ والسلام

آپ کا گناہ گار خادم

ملیا علی

حضرت الشیخؒ، آمین

ہیچمدان

سید سلیمان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مکتوب نمبر ۹

۲۰ ستمبر ۱۹۴۶ء

بخدمت مخدومی و مطاعی قبلہ صاحب دام برکاتکم

مترشد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گزارش ہے کہ حضرت والا کا ہدایت نامہ باعث فیض ہو کر کئی

دن ہوتے، مگر دوبارہ احوال نامہ بروقت خدمت اقدس میں پیش نہ

کر سکا۔ معاف فرمائیں

بھویال۔ موتی مسجد

حضرت الشیخ، اخ فی اللہ تعالیٰ۔ محل اللہ شفاکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

الحمد للہ مع الخیر ہوں۔

مترشد:- کئی دن سے خادم کی طبیعت کچھ ناساز ہو گئی ہے۔ ڈاکٹروں

کی رائے ہے کہ آنت میں پھوڑا نکلا ہوا ہے۔ جس کا علاج بہ

احتیاط جلد از جلد کرنا از بس ضروری ہے۔ اس لئے ڈاکٹروں نے

یہی رائے دی ہے کہ ہسپتال میں داخل ہو کر علاج کرایا جائے۔ اگر

علاج سے بھی مرض دور نہیں ہوا تو آپریشن کرنا ہوگا۔ ڈاکٹروں کے

مشورے کے بمطابق دو ایک روز میں انشاء اللہ تعالیٰ ہسپتال

میں داخل ہونے کا ارادہ ہے۔ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ جلد سے

جلد صحت کلی عطا فرمائیں اور اپنی مصرفت سے مستفیض ہونے

کا زیادہ سے زیادہ موقع دیں۔

حضرت الشیخؒ:۔ آپ کی علالت کی خبر سے افسوس ہوا۔ دلی دعا ہے اللہ تعالیٰ  
آپ کو صحت عاجلہ و کاملہ عنایت فرمائیں۔

مستر شد:۔ اپنی علالت کی بنا پر خادم آج تک مرشدی قبیلہ  
مظلہ العالی کے ارشادات عالیہ پر پوری پابندی کے ساتھ  
عمل کرنے سکا۔

حضرت الشیخؒ:۔ کچھ حرج نہیں نیت تو بشرط صحت عمل کی ہے  
مستر شد:۔ دعا کرتا ہوں کہ »خدا یا میری تمام گناہوں کو معاف  
فرما۔ اور اپنی معرفت سے مستفید فرما۔ ساتھ ہی ساتھ صحت  
کاملہ عطا فرما۔ آمین۔ ثم آمین۔

حضرت الشیخؒ:۔ آمین

مستر شد:۔ اللہ میری صحت کے لئے دعا فرمائیں اور زرین ارشادات سے  
مستفیض فرمائیں۔

فقط والسلام

دعا کا طالب

مریض خادم ملباعلی

حضرت الشیخؒ:۔ بارگاہ الہی میں شفاء عاجلہ و کاملہ کی دعا ہے

والسلام۔

یہ سچا رہا سلیمانے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مکتوب نمبر ۱۰

۱۶ اپریل ۱۹۴۷ء

بخدمت مخدومی و مولائی آنجناب قبلہ صاحب دام فیضکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حقوق اشخاص :- محبی و مخلصی دام توفیقکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مسترد :- گذارشیں اینکہ مدت گزری حضرت والا کی خدمت میں احوال نامہ

پیش کرنے سکا۔ خیریت سے بھی اطلاع نہ دینے پر خادم شرمندہ ہے۔

چار پانچ ماہ قبل میری علالت کی خبر تحریر کی تھی۔ اسی علالت کی بنا

پر ہسپتال بھی داخل ہونا پڑا مگر ہسپتال سے خارج ہونے کے بعد

اب تک حضرت والا کی خدمت اقدس میں والا نامہ پیش نہیں کیا

یہ میری بد قسمتی!

ہسپتال میں ۲۲ دن رہنے کے بعد بغیر آپریشن خارج ہوا۔

بہت کمزور ہوا تھا۔ اس لئے وہاں سے سیدھے وطن جانا پڑا۔

ہسپتال کی دواؤں سے مرض میں کچھ تخفیف تو ضرور ہوئی مگر مرض

کا استیصال نہیں ہوا۔ اس لئے وطن جانے کے بعد بھی علاج پر

توجہ دینا پڑا اور ہومیوپیتھک علاج کرتا رہا۔ اب تک علاج جاری

ہے۔ بفضل خداوند کریم کمزوری رفع ہو چکی ہے۔ مگر دم زائدہ کی

شکایت اس وقت بھی موجود ہے۔ ہومیوپیتھک علاج جاری ہے

دعا فرمائیں کہ خداوندِ پاک صحتِ کامل و عاجل عطا فرمائیں۔ اسی  
 علالت اور کچھ دوسری الجھنوں کی بنا پر خادم احوال نامہ پیش کر نہ  
 سکا۔ غالباً آنجناب میری صحت کے منتظر ہوں گے معاف فرمائیں۔  
 حضرت الشیخؒ: اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ آپ کو اس نے تحفیف عطا فرمائی  
 مزید صحتِ کاملہ عطا فرمائے۔

مستر شد: وطن آنے کے بعد معلوم ہوا کہ مجھے کلکتے میں تجارتی لائسنس  
 ملا۔ اس لئے کلکتے کا رخ کرنا پڑا۔ بیوپار شروع کرنے کے لئے  
 ۱۶ مارچ کو کلکتہ آیا۔ مگر کلکتہ کے حالات مکدر ہو گئے ہیں۔ اس  
 لئے اب تک کاروبار کا افتتاح نہیں کیا۔ انشاء اللہ ہفتہ عشرہ  
 کے اندر افتتاح کرنے کا ارادہ ہے۔ دعا فرمائیں کہ اللہ پاک دین  
 و دنیا کی بھلائی عطا فرمائیں اور ناگہانی آفت سے محفوظ رکھیں۔ اس  
 وقت کلکتہ میں ہندو مسلم فساد کی بنا پر کہیں آنے جانے میں خوف  
 معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے کہیں آنا جانا نہیں ہوتا۔ دل پر ایک  
 قسم کی دہشت سی محسوس ہوتی ہے۔ اللہ پاک اپنے حفظ و امان  
 میں رکھے۔ دعا فرمائیں

حضرت الشیخؒ: اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی حالات پر رحم فرمائیں اور آپ  
 پر رزق کا دروازہ کھولیں۔

مستر شد: اللہ یہ تحریر فرمائیں کہ ایسے نازک وقت میں جب کہ ہندو  
 ہر طرح سے مسلمانوں کو مٹانے پر تیلے ہوئے ہیں اور طرح طرح

کے مظالم دن دھاڑے ڈھائے جا رہے ہیں۔ ہم مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیے۔ کس طرح ان سے محفوظ رہنا چاہیے اور حدودِ شریعت کے اندر کیا کرنا چاہیے؟

حضرت الشیخؒ:۔ اپنی حفاظت اور مدافعت کریں۔ کسی بے قصور پر حملہ نہ کریں۔ یہ بڑی بُری بات ہے

مترشد:۔ علالت کی بنا پر اپنے معمولات کو کبھی پابندی کے ساتھ ادا کر نہ سکا۔ خدا کا شکر ہے کہ کچھ دن سے پھر اعادہ کر رہا ہوں اور پابندی کے ساتھ ادا ہو رہے ہیں۔ افسوس صد افسوس کہ اب تک اپنی نفس کی اصلاح نہ کر سکا۔

حضرت الشیخؒ:۔ جو کچھ ہو سکا اس پر شکر کیجئے اور جو نہ ہو سکا اس پر استغفار کیجئے اور دعا مانگیئے۔

مترشد:۔ الحمد للہ مرشدی قبلہ مدظلہ العالی سے خط کتابت جاری ہے دعا فرمائیں کہ خداوند پاک کی تالبعاری میں زندگی ختم ہو جائے اور خدام معرفت کی نعمت سے سرفراز ہو جائے۔ لیلۃ اللہ میاں سے لو لگانے کیلئے کچھ نسخہ تجویز فرمائیں۔ عین عنایت ہوگی۔ فقط ہدایات کا منتظر

ہوں اور طالب دعا ہوں۔ والسلام۔ آپکانا چیز خادم، ملیا علی

حضرت الشیخؒ، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ظاہری و باطنی صحت عطا فرمائیں۔ حضرت والا کے مواعظ پڑھا کر رہے اور اپنے مرشد سے مکاتبت کر رہے

والسلام، سید محمد انیس سید سلیمان 1 جمادی ۱۳۶۶ھ



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مکتوب نمبر ۱۱

کلکتہ

۱ جون ۱۹۲۶ء

بخدمت مخدومی و مطائی قبلہ صاحب دام برکاتکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت شیخ :- عزیز مخلص دام توفیقکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مترشد :- الحمد للہ حضرت والا کا ہدایت نامہ شرفِ صدور ہوا۔ دُعا ہے کہ اللہ پاک حضرت والا کو اور اس سیدہ کار کو فیضِ باطن سے سرفراز فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

حضرت شیخ :- اللہ تعالیٰ مجھے بھی توفیقِ ارزانی فرمائیں اور آپ کو بھی۔  
مترشد :- میں نے تاریخ ۲۵ مئی اپنے کاروبار کا افتتاح کیا ہے۔ اللہ پاک برکتِ عطا فرمائے۔ فی الوقت یہاں کی فضا بہت خراب ہے جس کا اثر بیوپار پر بہت بُرا پڑا ہے۔ بذاتِ خود کسی فرد کو چین نصیب نہیں ہے۔ ہر وقت خوف لگا ہوا ہے۔ اللہ پاک ہر قسم کی ناگہانی آفتوں سے محفوظ رکھے۔ دُعا کیجئے۔

حضرت شیخ :- ولی دُعا ہے اللہ تعالیٰ برکت دیں

مترشد :- اینڈس کی پرانی شکایت اب تک باقی ہے۔ خدا کرے کہ جلد صحت ہو جائے۔ اس بنا پر خادم کچھ متفکر ہے ہو میو تھک علاج

جاری ہے۔ اللہ صحت عطا فرمائے۔ دعا کیجئے۔ اسی مرض کے باعث علی الصباح اٹھنے میں کچھ کاہلی سی پیدا ہوتی ہے۔ اللہ پاک معاف فرمائے۔ یونانی علاج کرنے کا ارادہ تو مدت سے ہے۔ مگر یہاں یونانی حکیموں کے پاس جلتے ہوئے خوف محسوس ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ طبابت کو تجارت سمجھتے ہیں اور قابل اعتبار حکیم صاحب کا ملنا بھی دشوار ہے۔

حضرت الشیخؒ :- ہر طبیب تو ایسا نہیں ہوتا۔

مستر شد :- مرشدی قبلہ مدظلہ العالی سے الحمد للہ مراسلت جاری ہے۔ خداوند پاک قبلہ گاہی کو عمر طویل عطا فرمائیں۔ اور اس ناچیز کو اپنی نفس کی اصلاح کرنے کا زیادہ سے زیادہ موقع عطا فرمائیں۔

حضرت الشیخؒ :- آمین

مستر شد :- اس وقت "الدین القیم" نامی کتاب جو حضرت قبلہ مولانا مناظر احسن گیلانی مدظلہ کی ہے، زیر مطالعہ ہے۔ ساتھ ہی ساتھ انفاس عیسیٰ نامی کتاب دوبارہ مطالعہ کر رہا ہوں۔ انشاء اللہ تعالیٰ مواعظ بھی بلاناغہ مطالعہ کیا کروں گا۔ فی الوقت میرے پاس مواعظ بالکل ناکافی تعداد میں ہیں۔ مواعظ آج کل کمیاب ہوتے جا رہے ہیں۔ اس لئے تلاش کرنے پر بھی حاصل کرنا مشکل ہو گیا ہے اس لئے خادم مواعظ کے فراسم کرنے سے قاصر ہے

حضرت الشیخؒ :- کوشش میں رہیے۔

مترشدہ جناب والا! میں نہایت شرمندہ اور پریشان ہوں کہ اب تک میرے اندر نچتہ اعتماد اور خدا پر بھروسہ پیدا نہیں ہوا۔ آج کل ہم جس کمرے میں رہتے ہیں اس کے مقابل کی کوٹھی میں کچھ ہندو آباد ہیں۔ ان کے خوف سے رات کے وقت اٹھ کر تہجد پڑھنے سے محروم ہوں۔ اس قسم کا خوف انسان کے دل میں ہو تو وہ کس طرح اپنے مقاصد میں کامیاب ہوگا۔

علاوہ ازیں طاعتِ خداوندی میں کسی انسان کا خوف اور ڈر حائل ہو جائے تو اس کے ایمان کا کیا کہنا۔ میں اپنے اندر وہ صفت پیدا کرنا چاہتا ہوں جس کے متعلق قرآن مجید نے مومنوں کو مخاطب کیا ہے۔ اَلَاِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ  
حضرت الشیخ :- یہ تو ضعفِ طبعی ہے۔ بحمد اللہ ضعفِ اعتقادی نہیں اور فاعلِ حقیقی اللہ تعالیٰ کو جانتے اور ملتے ہیں۔

مترشد :- خدا کرے کہ مجھ میں ایک پکے مسلمان کی تمام صفتیں پیدا

ہو جائیں۔ آمین

حضرت الشیخ :- آمین

مترشد :- آج کئی دن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقدس نام

محمد (فدا ابی دمی) دیکھنے سے دل بہت خوش ہوتا ہے

اور اس حرفِ شریف کو چومنے کی خواہش پیدا ہوتی ہے، اور چوم

بھی لیتا ہوں۔ آیا شرعی نقطہ نگاہ سے چومنے سے کوئی حرج تو

نہیں، اللہ تحریر فرمائیں۔ فقط گستاخی معاف فرمائیں۔ آپ کی ہدایات

کا منتظر ہوں۔ والسلام

آپ کا ناچیز خادم

طالب دعا ملیا علی

حضرت اشیحؒ: یہ عمل تنہائی میں اضطراب غلہ شوق میں کبھی کر لیں تو حرج نہیں

مگر دوسروں کے سامنے نہ کریں یا اس کو اپنا دستور نہ بنالیں

والسلام

سید سلیمان

۷۸۶

مکتوب نمبر ۱۲

ملیا علی۔ مدراس

۱۵ جنوری ۱۹۲۸ء

بخدمت اقدس حضرت مخدومی (قبلہ گاہی) دام فیضکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت اشیحؒ، بھوپال

عزیز گرامی دام توفیقکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مشرشد: واضح باد کہ چند ماہ کا عرصہ ہوا خادم اپنی الجھنوں میں پھنس کر حضرت

قبلہ گاہی کی خدمت اقدس میں احوال نامہ پیش نہ کر سکا۔ شاید

جناب والا پریشان ہوتے ہوں گے۔ معافی کا طلب گار ہوں۔  
 مندرجہ ذیل وجوہ کی بنا پر خادم احوال نامہ پیش نہ کر سکا  
 حضرت الشیخؒ:۔ علامات معلوم ہوتے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مشکلیں دور فرمائیں۔  
 مسترشد: کلکتے کی ہنگامہ آرائی نے ہم سب کو پریشان کر رکھا تھا۔  
 کاروباری حالت بہت ناگفتہ بہ ہو گئی تھی۔

کاروباری سلسلے میں مدراس جانا پڑا، اچانک ممبائی، جس نے ماں  
 کے بعد ہماری پرورش کا بوجھ سنبھال لیا تھا، بیمار ہوئی اور  
 حالت نازک سے نازک تر ہونے لگی۔ آخر مجھے مار آیا کہ حالت  
 نازک ہے۔ روانہ ہو کر آجاؤ۔ خادم فی الفور روانہ ہوا۔ مگر خدا  
 کی مشیت کہ پہنچنے سے قبل ہی انتقال ہوا۔ مرحومہ کو بتاریخ ۱۷  
 ذیقعدہ گیارہ بجے دفن کیا گیا۔ خادم اسی شام چھ بجے گھر پہنچا۔

ان اللہ وانا الیہ راجعون ۵

حضرت الشیخؒ:۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائیں اور آپ کو تسکین بخشیں۔  
 مسترشد: ممبائی کی ناگہانی موت، علاوہ ازیں انہیں دیکھ بھی نہ سکا۔  
 نہایت قلق و افسوس ہوا۔ اسی سلسلہ میں کچھ دن وطن میں ٹھہرنا  
 پڑا۔ مگر خدا کی مشیت کہ یکایک میری اہلیہ کی طبیعت بیاعت  
 اختلاج قلب خراب ہوئی۔ اور دو روز بے ہوشی کے عالم میں رہی  
 بہت پریشان و سرگرواں ہو گئی۔ میری پریشانی و گنی ہو گئی  
 خدا کے فضل و کرم سے مرض میں کچھ تخفیف ہوئی۔ رات دن

میں لگا رہا۔ کچھ اطمینان کے بعد مجبوراً وطن سے کلکتہ جانا پڑا۔  
حضرت الشیخؒ: مریضہ کو اللہ تعالیٰ جلد شفا بخشیں۔

مستر شد، اسی پریشانی میں مبتلا تھا کہ اچانک لکھنؤ سے مولانا مرشدی  
رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال پر پڑلال کا خط موصول ہوا۔ اب خادم کسے  
پریشانی کی حد نہ رہی۔ اس دل سوز خبر نے میرے سر پر ناقابل برداشت  
غم کا پہاڑ کھڑا کر دیا۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون ۵

حضرت الشیخؒ، حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ کے حادثے کا علم مجھے بھی  
لکھنؤ کے خط سے ہوا۔ اللہ تعالیٰ ان کو مغفرت سے نوازیں اور  
ان کے مدارج بڑھائیں۔

مستر شد، اب میں روحانی طور پر بھی تسیم ہو گیا ہوں۔ لہذا میری رہنمائی  
فرماتیں مدت سے آپ کی خیریت کی خبر سے بھی محروم ہوں۔ لہذا  
جلد از جلد خیریت سے مطلع فرمائیں۔

اب میری حالت ناگفتہ بہ ہے۔ جلد ہدایات سے مستفید فرمائیں  
والسلام گستاخی معاف فرمائیں۔

آپ کا ناچیز خادم

ملیا علی

حضرت الشیخؒ، فقیر بنجیر ہے۔ آپ اپنے کام میں بدستور لگے رہیں۔ اور  
کبھی کبھی حالات سے مطلع کرتے ہیں۔

سید محمد ان سیلیمان

۲۲ جون ۱۹۴۸ء

مخدمت مخدومی و مطاعی قبیلہ صاحب وام فیضکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ

حضرتہ الشیخؒ۔ بھوپال

عزیزی و فقکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مستر شہ گزارشس ہے کہ میں کاروباری سلسلے میں مدراس آیا ہوں۔ آپ

کا ہدایت نامہ مجھے یہاں ملا۔ افسوس دنیاوی مشاغل میں پھنس کس

بروقت احوال سے آگاہ نہ کر سکا۔ معاف فرمائیں

معاشی طور پر مجھے اب تک اطمینان نہیں ملا۔ خرچ روز بروز

بڑھتا جاتا ہے، مگر آمدنی کا کوئی خاطر خواہ انتظام نہیں ہوا، اس

لئے ہر وقت متفکر رہا کرتا ہوں۔ علاوہ ازیں طبیعت بھی مضطرب ہوتی

جاتی ہے۔ جس کے باعث اپنے معمولات سے بھی محروم ہوں۔ علاوہ

آج کل دل سے خدائے پاک کا خوف اٹھ گیا ہے۔ غیر عورت کی طرف

دیکھنے کی خواہش پیدا ہوتی ہے۔ ذکر میں کمی پیدا ہو گئی ہے۔ عبادت

کرنے کو دل نہیں چاہتا۔ سستی اور کاہلی پیدا ہوئی ہے۔ نوافل

اور اوراد و طائف سے یک لخت محروم ہو گیا ہوں۔ ایسا

معلوم ہوتا ہے کہ دل شقی ہو گیا ہے۔ اپنی موجودہ غفلت اور خدا کے پاک سے دوری دیکھ کر مجھے سخت افسوس ہوتا ہے۔ دنیاوی فکر نے مجھے خدا کی یاد سے غافل کر دیا ہے۔ نہ معلوم کب دنیاوی تفکرات سے چٹکارہ ملے گا۔ بہت پریشان ہو گیا ہوں۔ دنیا میرے سامنے اندھیر ہو گئی ہے۔ میں سخت متفکر ہوں۔

حضرت الشیخؒ؟۔ انکار کے سبب معمولات میں فرق آجانا گو طبعی بات ہے۔ تاہم کوشش اس کی کرنی چاہیے کہ فرق کسی حال میں نہ آنے پاتے گھبرانے کی بات نہیں۔ توبہ و استغفار کے بعد پھر لگ جاتیے۔

اضطراب نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور رزاقی پر بھروسہ کریں۔

مترشد، انشاء اللہ بتاریخ ۲۷ ماہ رواں کلکتے کو روانہ ہو رہا ہوں۔ وہاں سے انشاء اللہ چنگاؤں چلا جاؤں گا۔ دل آپ کی طرف لگا ہوا ہے خدا جلد قدم بوسی کے شرف سے مستفیض فرمائے

آمین۔ والسلام

ناچیز خادم

ملیا علی۔ مدراس

حضرت الشیخؒ؟ انشاء اللہ تعالیٰ ملاقات کی راہ بشرط حیات نکلے گی۔

والسلام۔ سید سلیمان



مکتوب نمبر ۱۲  
 بسم اللہ الرحمن الرحیم  
 بخدمت مخدومی و مطاعی قبلہ صاحب دامت برکاتکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ  
 حضرتہ اشیحؒ :- عزیز می۔ ادام اللہ توفیقکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مسترشد :- گزارش اینکہ اس کے قبل خادم ایک خط خدمتِ اقدس  
 میں ارسال کر چکا ہے۔ بہت دن سے ہدایات سے محروم ہے  
 حضرتہ اشیحؒ :- خط کا جواب گیا۔ افسوس ہے کہ آپ کو نہیں ملا۔ آج  
 کل ڈاک کا یہی حال ہے

مسترشد :- آج کل کاروباری خستہ حالی کے باعث قرض کا واجب الادا  
 بوجھ میرے سر پر پڑا ہوا ہے۔ علاوہ کاروباری حالت دن بہ دن  
 ناگفتہ بہ ہوتی جاتی ہے، جس کے باعث آتے دن پریشانی میں  
 اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ ان پریشانیوں کا برا اثر صحت پر بھی پڑ رہا  
 ہے۔ اللہ رحم کرے۔ علاوہ موجودہ زمانے کے ناخوشگوار حالات  
 نے پریشانی میں مزید اضافہ کر دیا ہے۔ رات دن تفکر میں لمحات  
 گزارنا پڑا ہے۔ ایسے نازک ترین وقت پر ہم جیسے نابکار گنہگار  
 لوگوں کو کیا کرنا چاہیے۔ کس طرح اپنی زندگی کو سنوارنا اور گزارنا  
 چاہیے۔ سمجھ میں نہیں آتا۔ خادم بہت ہی متفکر ہے۔ اور آٹے  
 دن حضرات والا کے ہدایت نامے کا انتظار کرتا ہے۔

حضرت الشیخؒ، جی ہاں! پریشانی کی حالت میں طبعاً طمانیت نہیں ہوتی۔  
مگر اللہ تعالیٰ سے لو لگانے کا وقت بھی یہی ہے۔ دُعا ہے کہ  
اللہ تعالیٰ صحت اور تجارت کی کامیابی دیں۔

مستر شد :- ایک طرف گھروالے جو اپنے ساتھ نہیں ہیں، ان کی فکر  
ہے اور دوسری طرف موجودہ کاروباری خستہ حالی کے باعث جو  
قرض واجب الادا ہے اس کی ادائیگی کی فکر ہے

بعض اوقات میری حالت پریشانی کے باعث ناقابلِ برداشت  
ہو جاتی ہے، اس پر بزرگوں کے فیض سے محروم ہونے پر  
ناقابلِ تحمل صدمہ اور پریشانی ہوتی ہے۔

حضرت الشیخؒ؛ یہ احساس بھی نعمت ہے۔ کتنے ایسے غافل ہیں کہ ان کو  
اپنی غفلت پر ندامت بھی نہیں ہوتی۔

مستر شد؛ بفضلِ خداوند پاک، حسبِ ارشاد حضرت والا، عمل کرنے پر  
غض البصر مرض میں تخفیف ہوتی جا رہی ہے۔ اللہ پاک استقامت  
عطا کرے۔ آمین۔

حضرت الشیخؒ؛ سبحان اللہ تعالیٰ! غض البصر کے مرض میں تخفیف ہے یہ مرض  
پوری کوشش اور اپنے کو قابو میں لانے بغیر نہیں جاسکتا۔  
الامشاء اللہ

مستر شد؛ الحمد للہ، بفضلِ خدا نے ذوالجلال، صبح کی نماز باجماعت ادا  
ہوتی ہے۔ اور معمولات بھی پابندی کے ساتھ ادا کر رہا ہوں۔ اللہ

پاک کے فضل و کرم سے دل بھی مالکِ حقیقی کی طرف مائل سا ہو گیا ہے مگر افسوس ہے کہ تہجد کی ادائیگی میں کاہلی ہو جاتی ہے اور کچھ خوف معلوم ہوتا ہے جس کے باعث تہجد سے محروم ہوں۔ اللہ پاک تہجد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت الشیخؒ:۔ معمولات کی پابندی پر مبارک باد۔ تہجد کی ادائیگی میں خوف ہونا سمجھ میں نہیں آتا۔

موجودہ پریشانیوں کے باعث بہت ہی متفکر اور مضطرب ہوں۔ کیا کروں۔ کس طرح اس سے نجات ملے گی۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ اللہ پاک میری پریشانیاں رفع فرمائے۔ آمین  
صرف آپ کی ہدایات کا منتظر ہوں

والسلام

آپ کا ناچیز خادم  
طالب دعا۔ ملپا علی

چٹکام۔ ۲ اکتوبر ۱۹۴۸ء

حضرت الشیخؒ:۔ وعالیٰ کجئے اور قوت بھرتدیر میں لگے رہیئے۔ آخر وقت تک ناامیدی کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ پر ہمیشہ بھروسہ رکھیئے اس کے در سے کوئی ناامید نہیں ہوتا۔ والسلام

فقیر پیران سید سلیمان

۱۲ ذیحجہ ۱۳۶۷ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مکتوب نمبر ۱۵

۲۵ جولائی ۱۹۴۸ء

مطابق ۱۷ رمضان المبارک ۱۳۶۶ھ

بخدمت مخدومی و مولائی قبیلہ گاہی دام برکاتکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت الشیخؒ :- عزیز مکرم - ادام اللہ توفیقکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مستر شہ :- الحمد للہ یکم رمضان المبارک سے باقاعدہ معمولات ادا

کر رہا ہوں۔ خدائے پاک دوام عطا کرے۔

حضرت الشیخؒ :- استقامت اور مداومت ہر علاج کا اصلی اصول ہے

خدا کرے اب آپ کو استقامت نصیب ہو۔

مستر شہ :- مگر افسوس کہ بد نظری کا مرض ترقی کر رہا ہے۔ ہر چند تدارک

کر رہا ہوں تاہم مبتلا ہوں۔ وجہ یہ ہے کہ ہم کلکتے میں جس مکان

میں مقیم ہیں اس کے اطراف عورتیں رہا کرتی ہیں۔ وہ بھی عربیانی

کے ساتھ۔ اس لئے ہر چند کوشش کے باوجود دیکھنے کی خواہش

پیدا ہوتی ہے۔ اللہ پاک نیک توفیق عطا فرمائے اور بُرے خیالات

اور بُرے افعال سے بچائے۔

حضرت الشیخؒ :- بد نظری کا انسداد تو امور اختیار یہ میں ہے۔ آپ

عزیمت کریں کہ نظر اٹھا کر بالقصد نہیں دیکھیں گے اور اتفاقاً نظر پڑ جائے۔ تو دوبارہ نظر اٹھائیں گے۔ ایسے موقع پر لاجول ولاقوة الا باللہ پڑھ کر قوت حاصل کریں۔

مستر شہ: طبعی کمزوری اور بیماری کے باعث خادم بہت پریشان تھا۔ مگر خدائے پاک کی مہربانی سے حضرت قبلہ حاجی محمد شفیع صاحب مدظلہ العالی سے تعلق پیدا ہو گیا ہے اور اب حضرت والا کا روحانی علاج جاری ہے۔ اُمید ہے کہ خدائے پاک صحتِ کامل عطا فرمائیں گے حضرت قبلہ گاہی نے تعویذ وغیرہ عنایت فرمایا ہے جسے پہننا ہوا پہن لیا اور دعا فرمائیں کہ اللہ پاک صحت عطا فرمائیں۔

حضرت الشیخ: حاجی صاحب کا تعلق اُمید ہے آپ کے لئے نافع ہوگا۔ بڑے اللہ والے بزرگ ہیں۔

مستر شہ: یہاں ہیں کاروبار میں تقریباً پندرہ ہزار کا خسارہ ہو گیا ہے۔ اس لئے میں بہت پریشانی ہوں کہ اتنی بڑی رقم کس طرح ادا ہوگی۔ رات دن قرض کی ادائیگی کی فکر دامن گیر ہے۔ اللہ پاک رحم کرے اور ہم کو اس سے سبک دوش کرے۔ آمین۔ فقط۔ فی الوقت پریشانی ہے

والسلام۔ آپکا ناچنر خادم ملیا علی

حضرت الشیخ: اللہ تعالیٰ آپ کی مشکل کو حل کریں۔ اور آپ کی مدد فرمائیں

والسلام۔ فقیر سید محمدان سید سلیمان

۲۴ رمضان ۱۳۶۷ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مکتوب نمبر ۱۶

بخیرت مخدومی و مولائی و قبلہ گاہی دام فیضکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت الشیخ :- ۱۹ محرم ۱۳۶۸ھ

عزیزی و حبیبی شفاکم اللہ تعالیٰ -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مستر شد :- الحمد للہ، بعد از شدید انتظار، کچھ دن پہلے حضرت والا کا فیض نامہ موصول ہو کر مستفیض ہوا۔ خدا ہم سب کو اپنی معرفت سے بہرہ فرمائے۔ آمین۔

خدا نے قدوس سے میری ولی دعا ہے کہ حضرت والا کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ہم جیسے گناہگاروں کو فیض باطن سے بہرہ یاب ہونے کا زیادہ سے زیادہ موقع ملے۔ آمین۔ ثم۔ آمین

حضرت الشیخ :- آمین

مستر شد :- آج کل بفضل خداوند رحیم اپنے معمولات پر پابندی کے ساتھ عمل کر رہا ہوں۔ مگر تہجد کے لئے جب جاگتا ہوں تو طبعاً دل میں ایک قسم کا خوف محسوس ہوتا ہے اور وضو کرنے کے لئے یا رفع حاجت کو جانے کے لئے ڈر معلوم ہوتا ہے۔ تاہم خادم ہمت کر کے جاتا ہے مگر ڈر کی وجہ سے کچھ پریشانی ہے۔ یہ شاید شیطانی وسوسہ ہے

اس کے لئے کوئی تجویز بتلا دیں تو اچھا ہوگا، تاکہ ماسوا اللہ کا خوف  
 زائل ہو جائے اور خداوندِ حقیقی کا خوف دل میں بیٹھ جائے  
 حضرت الشیخؒ:۔ خوف کس بات کا ہے۔ محض وہم ہے۔ آپ لاسول ولا  
 قوة الا باللہ العلیٰ العظیم پڑھ لیں۔ آمین  
 مترشد:۔ الحمد للہ غصن بصر کے مرض سے بھی نجات ہوئی۔ آپ کے  
 ارشادات عالیہ پر عمل کرتا ہوں۔ دعا فرمائیں کہ خداوند پاک کی عظمت  
 و محبت دل میں کوٹ کوٹ کر بھر جائے اور خادمِ نعمت قرب سے  
 مالا مال ہو جائے۔

حضرت الشیخؒ: الحمد للہ کہ فائدہ ہوا۔ مزید کوشش جاری رکھیں۔ بے خوف  
 نہ ہونا چاہیے۔

مترشد:۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ، دلی بے چینی اور اضطراب بفضلِ خدا  
 قدرے کم ہو گیا ہے۔ مگر بیرونی پریشانی میں کمی نہیں ہوئی ہے۔ قرض  
 کی ادائیگی کی فکر اور ساتھ ہی ساتھ اقتصادی و مالی کمزوری کے باعث  
 خادم پریشان ہے۔ خداوند پاک جلد سے جلد قرض سے بری کرے  
 اور بقدر ضرورت حلال و پاک رزق عنایت فرما کر ہماری موجودہ  
 پریشانی رفع فرمائے۔

حضرت الشیخؒ، اللہ تعالیٰ آپ کی مشکلوں کو حل فرمائیں اور رزقِ حلال بخشیں۔  
 مترشد:۔ دعا فرمائیں، خداوند پاک کی معرفت و قربت سے خادم بہرہ ور  
 ہو جائے اور ہم سب کا خاتمہ بحسن ہو جائے۔

حضرت الشیخؒ: اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں۔

مستر شد، نماز میں حضور قلب نہیں ہوتا۔ خشوع و خضوع سے نماز پڑھنے کی کوشش کرتا ہوں۔ مگر دل منتشر رہتا ہے۔ اس لئے ناوم ہوں۔ حضرت الشیخؒ: کوئی حرج نہیں آپ کوشش کریں اگر حاصل نہ ہو تو کوئی حرج نہیں۔

حضرت الشیخؒ: اس وقت دعواتِ عبیدت کا مطالعہ کر رہا ہوں صبح اسلامی تعلیم اور ایمانی دلولہ پیدا ہو جائے اور حقیقی مسلمان کی حیثیت سے دربار الہی میں پہنچ جاؤں یہی میری دلی آرزو ہے۔ حضرت الشیخؒ: مطالعہ جاری رکھیں۔

مستر شد، یہاں اردو میں بہترین کتابیں نہیں ملتی ہیں۔ اس سے تفکر بڑھتا ہے۔ کوئی اچھی سوسائٹی بھی نہیں ہے۔ علاوہ ازیں گھروالے بھی ساتھ نہیں ہے۔ بارہا خیال ہوتا ہے کہ گھر والوں کو ساتھ رکھوں مگر کاروباری حالت غیر تسلی بخش ہونے کی وجہ سے کچھ ترود ہوتا ہے۔ مگر ساتھ نہ ہونے پر بھی پریشانی ہوتی ہے۔ کیا کیا جاتے کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ خدا ہی مدد فرمائے اور صبح راہ بتلائے، زیادہ کیا عرض کروں۔ حضرت الشیخؒ: طبیعت کو مصروف رکھنے کے تاکہ لغویات کی طرف متوجہ نہ ہو، مطالعہ مواعظ میں مصروف رہیں۔

مستر شد: آخر میں میری التجا ہے کہ میری صحت کے لئے ہر وقت دعا کریں۔ باوجود علاج کے صحت ہر وقت ناسازی رہتی ہے۔ نہ



معلوم خداوند پاک کی مصلحت کیا ہے۔ اگر اس کو یہی منظور ہے تو مجھے بھی کوئی غدر نہیں۔ خدا ہی بہتر جانتا ہے۔  
 حفرة الشيخ :- اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ آپ کو صحت بخشیں۔ راضی برضا ہونے کے یہی معنی ہیں۔

مترشد، آپ بزرگوں کی دعاؤں کا طالب اور ہدایات کا منتظر ہوں

والسلام

آپ کا ناچیز خادم پلای علی

چٹکام ۱۲ نومبر ۱۹۴۸ء

حضرت الشيخ : والسلام

فقیر و سچیدان سید سلیمان ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکتوب نمبر ۱۷

چٹکانگ

۵ دسمبر ۱۹۴۸ء

بخدمت اقدس مخدومی و مطاعی قبلہ صاحب دام برکتکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حفرة الشيخ :- محبی۔ وفقکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مترشد :- الحمد للہ حضرت والا کا ہدایت نامہ باعث فیض ہوا۔ ہدایت

نامے کے ملنے پر دلی سکون حاصل ہوا۔ خدا کرے۔ خادم زیادہ سے زیادہ  
اطمینانِ قلب کی دولت سے مالا مال ہو جائے اور ہم سب خداوندِ قدوس  
کے مقرب بندے ہو جائیں۔

حضرت الشیخؒ: آمین

مستر شہ: افسوس ہے کہ خادم اپنے دنیاوی دھندوں میں پھنس کر  
بزرگوں کی صحبت سے محروم ہے۔ اس لئے علمی معلومات سے فیضیابا  
نہیں ہو سکا۔ علاوہ ازیں بزرگوں کی صحبتِ اقدس سے جو طہارت  
اور تقویٰ پیدا ہو سکتا ہے۔ اس سے خادم محروم ہے۔ کاش! کچھ  
دن بزرگوں کی صحبتِ مقدس میں رہنے کا موقع ملتا اور اپنے اندر  
نیک صفات پیدا کر لیتا۔ خیر مشیت کو سہی منظور ہے اور ہورہا ہے  
نہ معلوم ولی آرزو کب خداوندِ تعالیٰ پوری کرے گا۔ دعا فرمائیں کہ  
زندگی کے کچھ ایام بزرگوں کی صحبتِ مقدس میں کروانے کا موقع عطا  
ہو تاکہ حقیقی ایمان کی روشنی اور ملکہِ تقویٰ پیدا ہو جائے  
حضرت الشیخؒ:۔ یہ تمنا اور آرزو خود بھی برکتوں کا موجب ہے۔

انشاء اللہ تعالیٰ۔

مستر شہ:۔ دو چار روز پہلے تقریباً تین بجے رات کو ایک خواب نظر  
آیا۔ ایک نامعلوم جگہ پر کچھ اجنبی آدمی جمع ہیں۔ میں بھی وہاں ہوں  
گفتگو غنم حج کی ہے۔ سبھوں نے مجھ سے کہا۔ حج کو چلتے۔ اور چلنے  
پر زور دیا اور کہا کہ کل ہی روانہ ہونا ہے۔ خادم بخوشی تیار ہو گیا۔ میرے

ساتھ ایک اور شخص نے تیاری کا اظہار کیا اور میں نے بھی تیاری کر لی  
 پھر رخصت ہوتے وقت مصافحہ کرنے لگا۔ ان میں دو شخص جذام یا  
 برس کے مریض تھے۔ ان سے بھی مصافحہ کرنے کی نوبت آئی۔ احتیاطاً  
 مصافحہ کیا اور صابون سے ہاتھ دھولیا۔ اس کے بعد نیند ٹوٹ گئی۔  
 نہ معلوم خواب کس قسم کا ہے۔ کچھ ترود ہو گیا ہے۔ اللہ محفوظ رکھے۔  
 حضرت الشیخؒ، کیا آپ کچھ ایسے لوگوں سے تعلق رکھتے ہیں جن سے  
 تعلق نہ رکھنا چاہیے۔

مستر شد، حضرت قبلہ حاجی محمد شفیع صاحب مظہر العالمی کی واپسی حج  
 کی خبر اب تک نہیں ملی۔ حضرت والا کی خبر نہ ملنے پر خام پریشان ہے  
 کیونکہ روانگی کے وقت حضرت قبلہ گاہی کچھ علیل تھے۔ بمبئی کے  
 پتے پر خط ارسال کر چکا ہوں۔ مگر جواب نہیں آیا۔ اس لئے ترود  
 پیدا ہوا ہے۔ حضرت والا کی خبر کا منتظر ہوں۔

حضرت الشیخؒ :- حضرت حاجی صاحب ابھی تک واپس نہیں آئے ہیں۔  
 مستر شد :- الحمد للہ ثم الحمد للہ، بفضل خداوند قدوس معمولات ادا ہو  
 رہے ہیں۔ خدائے تعالیٰ استقامت اور دوام عطا فرمائے۔ آمین  
 حضرت الشیخؒ : الحمد للہ تعالیٰ۔

مستر شد، غصہ لہر کے مرض سے بھی کچھ نجات ملی ہے۔ بہت سے کام لے  
 رہا ہوں اور لا حول پڑھ لیتا ہوں۔ علاوہ ازیں رات کے وقت بھی  
 لا حول پڑھ لیتا ہوں۔ اب تک خدا کے فضل سے تہجد بھی ادا ہوئی

ہے۔ دعا فرمائیں۔ مزید ہدایات کا منتظر ہوں۔

حضرت الشیخؒ: بہت وعظمت سے یہ راہ طے ہو سکتی ہے اور اس کا مراقبہ کیجئے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو دیکھ رہے ہیں۔ وہ آنکھوں کے اشارے کو بھی دیکھتے ہیں۔

مترشد: بفضل خدا موعظ کا مطالعہ جاری ہے مگر کاروباری انہماک کی بدولت مطالعے کے لئے وقت بہت ہی کم ملتا ہے تقسیم ہند کے بعد ہمارے سامنے ایک پیچیدہ سوال پیدا ہوا ہے ہمارا کاروبار اس وقت پاکستان میں ہے اور اہل و عیال ہندوستان میں۔ ایسے میں کیا کرنا چاہیئے۔ سمجھ میں نہیں آتا۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ ہم کچھ متفکر ہیں۔ خدا کرے دونوں ملکوں میں خوشگوار تعلق پیدا ہو جائے اور آزادی کے صحیح لطف سے تمام آدمی بہرہ ور ہوں۔

حضرت الشیخؒ: یہ مشکل بہتوں کے سامنے ہے۔ آپ اپنے اہل و عیال کو آہستہ آہستہ اپنے پاس بلا لیں

مترشد: ہدایات کا منتظر ہوں۔ زمین ہدایات سے مستفید فرمائیں۔ خدا سے دعا ہے، جناب والا کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین والسلام  
آپکا خادم۔ طالب دعا علیا علی۔ ۳ صفر ۱۳۶۸ھ چنگام

حضرت الشیخؒ: والسلام

سید محمدان سید سلیمان ۹ صفر ۱۳۶۸ھ

مکتوب نمبر ۱۸

۷۸۶

بخدمت مخدومی و مولائی قبد صاحب دام فیضکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرتہ الشیخؒ، محب عزیز۔ ادام اللہ توفیقکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مستر شہ۔ گذارشیں اینکہ اس کے قبل ایک خط ارسال خدمت اقدس

کر چکا ہوں اور جواب کا منتظر ہوں۔ مگر نہ معلوم اب تک ہدایات

سے محروم کیوں ہوں؟ شاید حضرت والا کسی دوسری جگہ گئے ہوں گے

بہر حال حضرت والا کی خیریت معلوم کرنے کے لئے خادم بجد بے

قرار مضطرب ہے۔

حضرتہ الشیخؒ ۱۔ جواب بھی گیا شاید ڈاک میں ضائع گیا۔

مستر شہ ۲۔ ۱۹ جنوری کو میری بڑی بیٹی لڑکی کی عمر ۱۶ سال عین جوانی کے عالم

میں مدت تک مرض میں مبتلا رہنے کے بعد آخر کار اس دنیا سے

رخصت ہوئی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مجھے ۲۰ جنوری کو انتقال پر ملال کا تار ملا اور سخت افسوس افسوس

ہوا، کیونکہ بہت سی امیدیں اس سے وابستہ تھیں۔ مگر

”اے بسا آرزو کہ خاک شد“

خدا کی مصلحت ہے، ہم کیا کر سکتے ہیں۔ مالک کی مرضی پر اپنی مرضی کو

قربان کرنا ضروری سمجھ کر صبر کیا اور دعائے مغفرت کی۔ اللہ پاک مرحومہ

کو حجت الفردوس غایت فرمائے۔

کئی روز تک اسی پریشانی اور غم میں مبتلا رہا۔ ساتھ ہی ساتھ آپ کی طرف سے ہدایت نامہ نہ ملنے پر بے حد متفکر و متروہو گیا ہوں۔ خادم حضرت والا کے ہدایت نامے کا منتظر ہے۔

حضرت الشیخؒ: اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت اور آپ لوگوں کو سکون بخشیں۔

مسترشد: خدا کے فضل سے کئی روز کے ناغے کے بعد اب چند دن سے تہجد کی ادائیگی ہو رہی ہے۔ خدائے پاک رغبت و توفیق غایت فرمائے۔

حضرت الشیخؒ: ناغے کا سبب کیا تھا؛ اگر سستی تھی تو اصلاح کے قابل ہے۔ اور اگر کوئی مجبوری تھی تو خیر۔

مسترشد: گذشتہ خط میں اپنی کوتاہیاں تجویز کر چکا ہوں۔ افسوس ہے کہ بزرگوں سے بہت دور ہونے کی وجہ سے فیض صحبت سے محروم ہوں۔ دل یہی چاہتا ہے کہ بزرگوں کی جوتیاں سیدھی کرتا رہوں تاکہ اصلاح و درستی ہو جائے

حضرت الشیخؒ: آپ حضرت والارحمہ اللہ تعالیٰ کی کتابیں دیکھا کریں۔ اس میں بھی صحبت کی برکت ہے۔

مسترشد: خیر خداوندِ قدوس کی یہی مشیت اور مصلحت ہے۔ میں کیا کروں!!

آئے دن پریشانیاں اور تکلیفیں بڑھتی جا رہی ہیں۔ اطمینان نصیب نہیں۔ نہ معلوم کب بزرگوں کی جوتیاں سیدھی کرنے کا موقع ملے گا

خداوند پاک بقدر ضرورت حلال و پاک رزق عنایت فرما کر اطمینان کے ساتھ مجھے اپنی زندگی اسلامی اصولوں پر ڈھال کر بسر کرنے کا موقع عنایت فرمائے۔ اللہ دعا کیجئے۔

حضرت اشیحؒ؟ آمین

مستر شد: خدا کے فضل سے بد نظری سے بچتا آیا ہوں۔ دعا فرمائیں  
علاوہ ازیں تہجد اور تسبیح دوازده اور صبح کی نماز کے بعد تین ہزار مرتبہ اللہ کا ذکر، توبہ، دیگر اوراد، مناجات مقبول اور قرآن پاک کی مختصر تلاوت ہر روز پوری ہی ہے۔ خدائے ذوالجلال توفیق و رغبت زیادہ سے زیادہ عنایت فرمائے۔

حضرت اشیحؒ: آمین

مستر شد: اب مجھے اپنے معمولات میں اور کیا کرنا چاہیے اور کن چیزوں سے احتیاط برتنا ضروری ہوگا۔ خدا کے فضل سے جلد سے جلد اپنی اصلاح کرا سکوں اور حقیقی مسلمان اور خدا کا مقرب بندہ بن جاؤں۔  
حضرت اشیحؒ: پہلے ان باتوں پر ہدایت ہو جائے تو آگے بڑھیے۔

مستر شد: حضرت والا کے ارشادات عالیہ کا منتظر ہوں۔ ۱۳ جنوری اور یکم فروری کو آقائی مجددی حضرت شیخ الاسلام علامہ شمسیر احمد عثمانی صاحب مدظلہ العالی یہاں تشریف فرما تھے۔ بفضل خدا ملاقات کے شرف سے نوازا۔ دو تین مرتبہ ملاقات کے لئے گیا تھا۔ اور وعظ میں بھی شرکت کی تھی۔ حضرت سے ملنے کے بعد دلی تفکر

میں کچھ کمی ہوئی۔ فقط والسلام  
 حضرت الشیخ: اللہ تعالیٰ قائدہ بخشیں  
 مسترشد، خیریت جاننے کے لئے مضطرب ہوں  
 آپ کا ناچیز خادم۔ طالب دعا  
 علیا علی

حضرت الشیخ، فقیہ سید محمد سلیمان  
 ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۶۸ھ

مکتوب نمبر ۱۹

۶۸۶

مسترشد، بخدمت مخدومی و مولائی و آقائی قبلہ صاحب دام فیضکم  
 السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ  
 حضرت الشیخ: عزیز بی و حبیبی ادام اللہ توفیقکم  
 السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مسترشد، الحمد للہ ہدایت نامہ کل دست رس ہوا اور دل مسرور ہوا۔  
 خداوند پاک حضرت والا کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین  
 خدا کے فضل و کرم سے خادم پابندی کے ساتھ مغرب کی فرض نماز  
 کے بعد چھ رکعت نفل نماز، عشاء کے بعد آٹھ رکعت نفل کے  
 علاوہ نماز صبح کے بعد مناجات مقبول اور تین ہزار مرتبہ اسم ذات  
 اور قرآن پاک کی تلاوت کرتا تھا۔ صرف تہجد کی نماز اور بیچ دو اوزہ



ناغہ ہو گئی تھی۔ وہ بھی سستی سے ناغہ نہیں کرتا تھا۔ گاہے گاہے  
علیل رہا کرتا ہوں اور باعثِ علالت ناغہ ہو جاتا ہے۔

حضرت الشیخ - بارک اللہ تعالیٰ۔

مترشد، علاوہ اس کے سب سے بڑا سبب ناغہ ہونے کا یہ ہے کہ  
جب تہجد کے وقت نیند ٹوٹی ہے تو دل میں ایک قسم کا خوف  
رہتا ہے اور مارے ہیبت کے باہر جا کر وضو کرنے کو ڈر معلوم  
ہوتا ہے۔ اس لئے بسا اوقات تہجد اور تسبیح و دوازدہ سے محروم  
رہا کرتا ہوں۔ گزشتہ شب دو بجے نیند ٹوٹی۔ متحرک دل میں ایک قسم  
کا خوف تھا۔ باہر جانے میں پس و پیش ہوا۔ جب باہر ایک  
آدمی کی موجودگی کا علم ہوا تو خدا کا نام لے کر باہر گیا۔ اور وضو  
کیا۔ نہ معلوم ایسا کیوں ہوتا ہے۔ اور اس کمزوری کو کس طرح  
دفع کرنا چاہیے۔ تاکہ خادمِ سیدہ کار تہجد اور تسبیح دوازدہ بھی  
پابندی کے ساتھ ادا کر سکے۔

حضرت الشیخؒ:۔ رات کو اٹھنے میں ڈر معلوم ہونے کا سبب کیا ہے  
ایسے وقت یہ آیت پڑھا کیجئے۔

واللہ یعصم من الناس واللہ خیر حفظاً و

هو ارحم الراحمین۔

مترشد:۔ دعا فرماتیں کہ خداوندِ قدوس میرے دل سے یہ خوف

نکال دے۔ اور اپنی بندگی کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا  
فرمائے۔

حضرت الشیخ :- اللہ تعالیٰ آپ کے دل سے اس ڈر کو نکالے  
 مسترشد :- انشاء اللہ باقاعدہ حضرت والارحمۃ اللہ علیہ کی کتابیں دیکھتا  
 رہوں گا۔ مقروض ہونے کے باعث اور فی الحال ذرائع آمدنی  
 محدود ہونے کی وجہ سے خادم قدرے پریشان ہے۔ اللہ پاک  
 موجودہ پریشانیوں کو دور فرمائیں  
 حضرت الشیخ :- ضرور دیکھا کیجئے بہت نافع ہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کی پریشانی کو دور فرمائے۔

مسترشد :- آج کل کچھ تعجب انگیز اور خوفناک خواب نظر آتے ہیں۔  
 حضرت الشیخ :- پرواہ نہ کیجئے۔ اپنا کام کیجئے۔

مسترشد :- گزشتہ خط ضائع جانے پر سخت افسوس و ملال ہوا۔ خادم  
 منتظر تھا۔ خادم بزرگوں کے بدامیت نامے کے لئے منتظر و  
 مضطرب رہتا ہے۔ فقط

بعض اوقات دل بے حد اداس اور پریشان و تنگ رہتا  
 ہے۔ اللہ پاک جلد جلد اپنی قربت سے سرفراز فرمائے

آمین والسلام

آپکا نادان ناچیز خادم

ملیا علی۔ ۲۴ فروری ۱۹۴۹ء، چکاوں

حضرت الشیخ :- الحمد للہ تعالیٰ خیریت ہے

فقیر و بھرانے سلیمان

۶ مارچ ۱۹۴۹ء

مستر شد۔ بخدمت محدودی و مولائی مرشدی قبلہ دام برکاتکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت الشیخؒ: محبت عزیز۔ زادکم اللہ توفیقاً

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مستر شد۔ کوئی ہفتہ عشرہ ہوا ہے کہ پشت پر ایک قسم کا زہر پھوٹا

بشکل سرطان (اوندھا پھوٹا) نکل آیا ہے۔ کئی روز تک بہت

حیران رہا۔ اب بفضل خدا ڈاکٹری علاج پر روبہ افاقہ ہوں۔ ڈاکٹر

نے بہت احتیاط کے ساتھ ایک روز میں چار پنسلین کے

انجکشن دیئے اور تین چار مرتبہ مرہم ٹپی بدلوائی۔ بعدہ خدا کی رحمت

سے صحت ہو رہی ہے۔ جمعہ کے روز بہت پریشانی تھی۔ غیر

خدا کا فضل ہے۔ اب خادم لکھنے کا اہل ہو گیا ہے

حضرت الشیخؒ: خدا کا شکر ہے کہ آپ کو صحت نصیب ہوئی۔

مستر شد: اولاً اپنی موجودہ ناگفتہ بہ حالات کے باعث پریشان تھا

ہی۔ اس میں اچانک مرض نے مجھے اور پریشان کر دیا۔ اللہ صاحب

کی مرضی سہی تھی۔ وہ ضرور ہماری موجودہ پریشانی رفع فرمائیں گے

اس وقت بہت کمزور ہوں۔ علاج جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ کامل

شفا عطا فرمائے۔ آمین۔ دعا فرمائیں۔

حضرت الشیخؒ: اللہ تعالیٰ شفا کے کامل عطا فرمائے۔

مستشرد، حضرت والا کا ہدایت نامہ باعث فیض ہوا۔ علالت کے باعث  
جواب میں تاخیر ہوئی۔

میرا ذاتی ارادہ ہمیشہ یہی رہا ہے کہ اپنے گاؤں کے قریب ہی محدود  
طریقے پر بقدر ضرورت رزق حاصل کروں مگر افسوس اپنے ارادے  
کے خلاف حالات ایسے پیدا ہو گئے کہ مجبوراً چنگاؤں آنا پڑا۔ ورنہ  
میرا ذاتی ارادہ چنگاؤں آنے کا نہیں تھا۔ اب بھی دل چاہتا ہے  
کہ وطن یا وطن کے قریب ہی محدود طریقے پر زندگی بسر کروں۔ مگر  
اس وقت قرض کا بہت بڑا بوجھ سر پر ہے۔ اس کے ادا کئے  
بغیر دوسری طرف رخ نہیں کر سکتا۔ اگر میں تنہا ہوتا تو کچھ حرج  
نہ ہوتا۔ مگر میرے ساتھ بہن کے دو داماد ہیں اور ایک چھوٹا بھائی  
بھی۔ ان سب کے باعث مجھے زیادہ فکر لگتی ہوئی ہے۔ قرض  
کے لئے بہت پریشان ہوں۔ اللہ پاک مجھے اس سے جلد آزاد  
کرا دے۔ آمین

جب میری حالت زیادہ خراب ہوئی اس روز دو وقت کی  
نماز ادا نہ کر سکا۔ انشاء اللہ بعد صحت قضا پڑھنے کا ارادہ ہے۔  
اگر مرض کی حالت میں خبر سے یا بلا خبر احتلام ہو جائے اور  
مریض اپنی علالت کے باعث غسل نہ کر سکے تو صرف وضو کر کے  
نماز پڑھنا جائز ہے؛ میں نے تو صرف وضو پر اکتفا کر کے نماز  
پڑھ لی ہے۔ اگر نماز درست ہوئی تو انشاء اللہ قضا کر لوں گا۔

حضرت الشیخ؛ غسل کی نیت سے تیمم کیا جاتے اور اس کے بعد نماز پڑھی  
جائے۔ صرف وضو کافی نہیں۔

مترشد، ارشادات کا منتظر ہوں۔ دعا فرمائیں، اللہ پاک اپنی قربت  
سے نوازے اور موجودہ پریشانی رفع فرمائے۔ والسلام

آپ کا علیل و ناچیز خادم

طالب دعا، ملیا علی

۲۶ اپریل ۱۹۴۹ء چنگاؤں

حضرت الشیخ؛ - آمین

بندۂ سچمدان

سید سلیمان - ۷ مئی ۱۹۴۹ء

مکتوب نمبر ۲۱

۷۸۶

بخدمت اقدس حضرت مخدومی و مرشدی قبلہ دام فیضکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت الشیخ؛ عزیز مکرم۔ زادکم اللہ تعالیٰ توفیقکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مترشد؛ گزارش ہے کہ بفضل خداوند کریم اب صحت و برافاقہ ہے

خط کا شکر ہے، کچھ روز سے معمولات پر عمل کر رہا ہوں۔ اللہ پاک

استقامت عطا فرمائے۔ علاوہ اثنائے مرض کی نمازوں کو دوبارہ

ادا کر رہا ہوں۔ اللہ قبول فرمائے

حضرت الشیخ، آمین

مترشد:- کل رات قریب ڈیڑھ بجے نیند میں ایسا معلوم ہوا کہ کسی نے مجھے جھونکا دیا۔ میں مارے خوف کے بیدار ہوا۔ دل کانپ رہا تھا۔

وقت دیکھا تو ڈیڑھ بج چکا تھا۔ کچھ دیر کے بعد تہجد اور تسبیح دوازہ ادا کیا۔ بعض وقت رات کو ایسا ہوتا ہے۔ نہ معلوم ایسا کیوں ہوتا ہے۔ شاید غفلت سے جگانے کے لئے ایسا ہوتا ہوگا۔ ایسے

وقت میں کیا کرنا چاہیے۔ بہت دیر تک دل کانپتا رہتا ہے۔

حضرت الشیخ:- یہ کوئی بات خوف کے قابل نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر

ادا کرنا چاہیے کہ وقت پر بیدار کر دیا گیا۔

شاید آپ کا معدہ اچھا نہیں۔ مضمم صمغ نہیں ہوتا۔ اس

سے یہ صورت پیش آتی ہے۔ آپ کو کسی طبیب سے پوچھ کر سونے

سے تین گھنٹے پہلے کھانا کھانا چاہیے

مترشد:- ہر وقت دل کو ذکر میں مشغول رکھنا چاہتا ہوں۔ مگر اثر غفلت

میں وقت گزر جاتا ہے۔ اللہ پاک اپنی یاد سے غافل نہ کرے۔

دعا فرمائیں۔

حسب ارشاد کام میں لگا ہوا ہوں۔ اللہ پاک قبول فرما کر منزل

مقصود تک پہنچا دے۔ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی مواعظ کا

مطالعہ باقاعدہ کر رہا ہوں۔

افسوس، کہ یہاں پر حضرت قبلہ کی تصنیف شدہ کتابیں نہیں ملتیں کئی روز سے جناب والا کی کتابیں دیکھنے کا ارادہ ہو گیا ہے۔ یہ بھی معلوم نہیں کہ حضرت والا کی کون کون سی کتابیں میرے دیکھنے کے قابل ہیں۔

حضرت الشیخؒ: میری کوئی کتاب دیکھنے کے قابل نہیں۔ تاہم اگر دیکھنا چاہیں تو سیرۃ النبیؐ کی جلدیں پڑھیں۔

مستر شد: خداوند پاک رزق کی کشادگی کر دیتا تو خادم حسب ارشاد بہت سی کتابیں خرید لیتا۔ افسوس، اب تک محرومی ہے۔ اللہ پاک کا فضل ہے کہ مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی کتابیں حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب مظلما العالی (جو یہاں کے دارالعلوم کے پرنسپل ہیں) سے پڑھنے کے لئے لے لیتا ہوں۔ اور بعد از مطالعہ واپس کر دیتا ہوں۔ خداوند پاک کی یہ بھی ایک بہت بڑی رحمت ہے قرض کے لئے بہت متفکر ہوں۔ اللہ پاک جلد قرض کا بوجھ ہلکا کر دے اور عاقبت کے ساتھ اپنی طاعات و عبادات کرنے کا موقع مہیا فرمائے۔

حضرت الشیخؒ:۔ ادا ئے قرض کے لئے تدبیر کے ساتھ دعا بھی کیا کریں۔  
مستر شد: زندگی بے ضابطگی کے ساتھ بسر ہو رہی ہے۔ اللہ پاک صحیح معنوں میں مسلمان بنا کر خاتمہ بحسن کرے۔ آمین  
حضرت الشیخؒ:۔ آمین

مترشد، خادم ہدایات کا منتظر ہے۔ دعا ہے اللہ پاک حضرت  
والاکو جزائے خیر عطا فرمائے اور گناہگار، ناچیز خادم کو فیض  
باطن سے مالا مال کرے۔ آمین  
کچھ روز سے انوکھے انوکھے نامعلوم خواب نظر آتے ہیں۔ فقط

والسلام

آپکا ناچیز خادم

طالب دعا، ملیا علی

۲۲ مئی ۱۹۴۹ء چنگاؤں

حضرت شیخ، یہ معدے کی خرابی سے ہوتا ہے

والسلام

بندہ پیمچران سلیمان

مکتوب نمبر ۲۲

۷۸۶

چنگاؤں

۳ شعبان ۱۳۶۸ھ

بخدمت منورمی و مرشدی قبلہ صاحب دامت فیضکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت شیخ :- عزیز مکرم۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مشکلیں حل کریں

السلام علیکم ورحمۃ اللہ



مترشد :- الحمد للہ، بفضلِ خداوندِ کریم اس وقت صحت اچھی ہے۔ صرف  
ضعف اور پیٹ کی کچھ شکایت باقی ہے۔ اللہ پاک کامل صحت  
عنایت فرمائے۔

حضرت الشیخؒ، اللہ تعالیٰ کامل صحت عطا فرمائے

مترشد :- الحمد للہ، باقاعدہ تہجد کی ادائیگی بعدِ علالت سے ہو رہی  
ہے۔ اور ذکر و شغل بھی پابندی کے ساتھ ادا ہو رہے ہیں۔ اللہ پاک  
استقامت و دوام عطا فرمائیں۔

حضرت الشیخؒ :- آمین

مترشد، خادمِ برایت عالیہ کے لئے منتظر ہے۔ خداوندِ قدوس اپنی  
طاغات اور عبادات کی توفیق عطا فرمائے اور مقرب بنالے۔

چھ دن سے عجیب انوکھے خواب نظر آ رہے ہیں۔ اور اکثر  
ایک قسم کی دہشت نیند میں دل پر طاری ہو جاتی ہے۔ اور مارے  
دہشت خوف کے نیند ٹوٹ جاتی ہے۔ مگر فائدہ اس سے یہ  
ہوتا ہے کہ تہجد ادا ہوتی ہے۔ خدا کا شکر ہے۔

حضرت الشیخؒ :- آپ خواب کے پیچھے نہ پڑیں اور ان کو اپنے لئے بہتر  
ہی سمجھیں۔

مترشد :- کچھ دن قبل خواب میں حضرت شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد  
عثمانی مدظلہ العالی کو پریشانی کے عالم میں لیٹے ہوئے، کچھ علیل دیکھا  
بستر ٹھیک نہیں تھا۔ تکیہ وغیرہ ناکافی تھا۔ اور حضرت متفکر و پریشان

حال تھے۔ خادم نے فوراً اپنا تکیہ وغیرہ دے کر حضرت کو تسلی دینی شروع کی۔ لوگ کسی اہم معاملے کے متعلق مشورہ لینے آئے تھے۔ حضرت نے کہا، اس وقت کچھ نہیں بولوں گا۔ پھر میں نے کہا کہ حضرت جلسے میں آکر بیان دیں گے۔ اس کے بعد نیند ٹوٹ گئی۔

پرسوں رات ایک عجیب خواب نظر آیا۔ ہاتھ میں انگریزی اخبار ہے۔ جس میں بھوپال اسٹیٹ کی خبر تھی کہ ہوشیار گئی ہندوستان کے ساتھ ملحق ہو گیا ہے۔ دو عورتیں میرے سر ہانے کھڑی ہو کر کچھ ایسی تجویز کر رہی تھیں کہ دوسری کو توئی نعمت ہم سے چھین لیں۔ مجھے معلوم ہوا اور دل پر خوف طاری ہو گیا۔ نیند ٹوٹ گئی وقت ایک سچ چکا تھا۔ دل کانپ رہا تھا۔ حسب ارشاد واللہ بعصمت آیت شریفہ تلاوت کی اور کچھ وقت کے بعد تہجد ادا کی مگر دشت باقی تھی نہ معلوم یہ سب کیوں ہو رہے ہیں۔ اللہ ہی بہتر جانتے ہیں۔

اس وقت خادم کا دوبارہ خستہ حالی اور واجب الادا قرض کے باعث بہت ہی پریشان اور متفکر ہے۔ سمجھ نہیں آتا، کہ کس طرح اتنی بڑی رقم ادا ہو جائے گی۔ اور اطمینان و عافیت نصیب ہوگی یہی بڑی فکر اور ناقابل برداشت بوجھ سر پر ہے۔ اللہ پاک موجود پریشانیوں کو رفع فرمائیں۔ آپ دعا فرمائیں

حضرت الشیخؒ فکر اور تدبیر کے ساتھ حضرت رب العزت میں دعا،

بھی کیجئے۔ دُعا کی

مسترشد، حسن اتفاق سے حضرت قاری محمد طیب صاحب مدظلہ العالی یہاں تشریف لائے تھے۔ خدا کا فضل ہے کہ حضرت کی ملاقات سے فیض یاب ہوا۔ اور وعظ سے مستفید ہوا۔

حضرت الشیخ :- بزرگوں کی زیارت موجب برکات ہے  
مسترشد :- وطن کی یاد بستاتی ہے۔ مگر مالی کمزوری کی بنا پر جا نہیں  
سکتا۔

افسوس کہ ذکر قلبی سے اب تک محروم ہوں اور نماز میں خضوع  
و خشوع اب تک پیدا نہیں ہوا۔

حضرت الشیخ :- ذکر لسانی کی کثرت سے ذکر قلبی کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے  
مسترشد :- چند دن سے فقہی کتابیں پڑھنے کا شوق پیدا ہوا ہے۔

تاکہ مسائل شریعت مقدمہ سے بہرہ ور ہو جاؤں۔ چونکہ خادم حضرت  
امام شافعیؒ کے مسلک پر چلتا ہے۔ اس لئے شافعی فقہ کی کتابیں

مطالعہ کرنے کی ضرورت زیادہ محسوس ہوتی ہے۔ اردو میں امام  
موصوفؒ کی کتابیں نایاب دکھائی دیتی ہیں۔ معلوم نہیں اردو میں

شافعی فقہ کی کون کون سی کتابیں ہیں۔ ایسی حالت میں کیا کرنا چاہیے  
کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ اس لئے تردد ہے صرف ایک کتاب "ریاض

النسوان" نامی تھی وہ بھی ارکان اسلام پر مختصراً اردو میں ہے اور  
دوسری کتاب نظر سے نہیں گزری۔

حضرت اشیحؓ :- شافعی فقہ کی کتابیں مجھے اردو میں معلوم نہیں۔ مگر مجبوی والوں میں ایک کتاب مقبول ہے۔ نام یاد نہیں۔  
 مترشد: تیمم کے لئے صاف مٹی اگر نہ ملے تو کیا کرنا چاہیے؟ مثلاً ریل کے ڈبے میں یا کسی شہر کی نچتہ عمارت میں، جہاں صاف مٹی ملنا محال ہے۔

اگر کسی شخص کو علاج کے لئے خون کی ضرورت ہو اور دوسری

جگہ سے خون نہیں مل سکتا ہو۔ اور عورت اپنے شوہر کے لئے اپنا خون دینے کو تیار ہو تو کیا خون سے شوہر کا علاج کیا جاسکتا ہے؟ بیوی کا خون شوہر کے جسم میں داخل کرنے کے بعد ازدواجی تعلق رہ سکتا ہے؟ نکاح فسخ تو نہیں ہوتا؟

حضرت اشیحؓ :- اگر مجبوراً ایسا کیا جائے تو جائز ہے۔ ازدواجی تعلق پر کوئی اثر نہیں ہوگا۔

مترشد :- موجودہ یہودیہ یا نصرانیہ سے مومن نکاح کر سکتا ہے جب کہ اہل کتاب سے نکاح جائز ہے۔

خادم زین ہدایات کا طالب ہے۔ والسلام

آپ کا ناچیز خادم۔ لطیفا علی۔ ۴ جون ۱۹۴۹ء

حضرت اشیحؓ :- جو اپنے کو یہودیہ یا نصرانیہ کہے اور ملنے۔ اس سے مسلمان کا نکاح درست ہے۔ مگر آجکل احتیاط کے خلاف ہے۔ تجربہ شہید ہے

والسلام۔ سید سلیمان

مکتوب نمبر ۲۳  
۷۸۶

مترشد: بخدمت مخدومی و مرشدی و مولائی دام برکاتکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت الشیخ: عزیز مخلص

اللہ تعالیٰ آپ کی مشکلیں دور کرے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مترشد: اس کے قبل احوال نامہ خدمت اقدس میں پیش کر چکا ہوں۔

اللہ پاک آنجناب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔ ثم آمین۔

افسوس کہ دو روز سے نیند غفلت کی لگتی ہے جس کی وجہ سے

تہجد ادا نہیں کر سکا۔ حالانکہ باقاعدہ وقت پر نیند سے بیداری ہوتی ہے

حضرت الشیخ:۔ کسی سوء اتفاق سے ہو تو حرج نہیں۔ ایسی حالت میں

اشراق کے بعد دن میں چند رکعتیں پڑھ لی جائیں۔

مترشد:۔ طبعی شکایتوں کا علاج جاری ہے۔ اللہ پاک روحانی و

جسمانی امراض سے شفا عطا فرمائے۔

حضرت الشیخ:۔ آمین

مترشد:۔ گزشتہ خطوط میں میری موجودہ پریشانیوں کا حال تحریر

کر چکا ہوں۔ اب حالت دگرگوں ہو گئی ہے۔ نازک مرحلے پر پہنچ

گئے ہیں۔ کئی ماہ سے آمدنی کا ذریعہ بالکل مفقود ہو گیا ہے۔ اور

قرض ادا نہ ہونے کے سبب سے معاملہ خراب ہو گیا ہے۔

یہاں تک کہ خانگی حالات بھی ابتر ہوتے جا رہے ہیں۔ کل مدراس سے بھائی جان کا خط آیا ہے۔ لکھتے ہیں کہ کئی مہینوں سے آپ کی طرف سے روپیہ وصول نہیں ہوا۔ بہت بڑی رقم آپ پر باقی رہنے کے باعث میرے شریک کار (یعنی مالکِ کمپنی مدراس) ناراض ہو کر اب فیصلہ کرنا چاہتے ہیں۔ اس سے بے حد مضطرب ہو کر انہوں نے جلد روپیہ ارسال کرنے کیلئے تحریر فرمایا ہے۔

حضرت الشیخؒ، آپ کے ان مشکلات کا علم ہوا۔ میں نے رات آپ کے لئے دعا کی۔ آپ بھی اپنے لئے دعا کریں اور تدریس بھی کریں۔ کسی مناسب وقت پر **يَا وَهَّابُ** سو دفعہ پڑھا کریں اور اول و آخر میں تین دفعہ درود پڑھیں۔

مستشرق۔ خط پاکر میں بہت مضطرب ہو گیا ہوں۔ کیا کروں کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ ہمارے لئے بڑے بھائی صاحب کو بھی مصیبت میں مبتلا ہونا پڑا۔ اور خادم کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہا۔ سخت پریشان ہوں۔ نہ معلوم کس طرح ان کا قرض ادا ہوگا۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے

مگر خدا کی شان ہے کہ اتنی بڑی مصیبت سر پر آپڑی ہے اور ظاہری اسباب سب کے سب منقطع ہو گئے ہیں۔ آنکھوں کے سامنے اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔ داغ رات دن متفکر ہے۔ تاہم اللہ کی مہربانی سے دل پر سکون ہے۔

حضرت شیخ، اللہ تعالیٰ آپ کی مدد فرمائے۔ اور تدبیر اور دعا جاری رکھتے  
مسترشد، خیر اللہ پاک جلد سے جلد غیب سے مدد فرما کر ہماری  
موجودہ ناقابل برداشت مصیبت رفع فرما کر بقدر ضرورت حلال  
رزق کا ذریعہ عطا فرمائے۔ آمین

حضرت شیخ، آمین

مسترشد، اللہ پاک قناعت و توکل کی نعمت سے سرفراز فرمائے

حضرت شیخ، آمین

مسترشد، اب مجھے کیا کرنا چاہیے۔ ارشاد فرمائیں۔

خادم ارشادات عالیہ کا منتظر ہے۔ فقط دعا فرمائیں

والسلام

آپ کا ناچیز خادم لطیف علی

چٹکانوں ۱۸ جون ۱۹۶۹ء

نبیو سیدان سلیمان

۲۶ شعبان ۱۳۴۶ھ

مکتوب نمبر ۲۴

۷۸۶

بخدمت اقدس حضرت قبلہ گاہی دام برکاتکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت الشیخ :- عزیز نخلص بحق اللہ مالکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مسترشد :- قبل اس کے میری موجودہ معاشی پریشانیوں کا ذکر گذشتہ خطوط میں تحریر کر چکا ہوں۔ روز بروز حالات ناگفتہ بہ ہونے اور نقصانات کا برداشت کرنا طاقت سے باہر ہونے کی بنا پر شریک کار والوں کی یہ رائے ہو گئی ہے کہ کاروبار کو ختم کر لیں اور قرضے کو ہر شریک کار اپنے حصے کے مطابق ادا کرے۔ اس لئے مجبوراً موجودہ کاروبار کو ختم کرنا پڑا اور بغیر ختم کئے دوسرا کوئی چارہ نہیں اس لئے ہم اب پریشان ہیں کہ کیا کریں اور کس طرح قرض سے سبکدوش ہو جائیں حضرت الشیخ :- حالات کا علم ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مدد فرمائیں۔ اچھا ہے اگر یہی فیصلہ مناسب ہو۔ شاید اسی میں اللہ تعالیٰ کی مصلحت ہو

مسترشد :- اس وقت کاروباری حالت بہت ہی خراب ہے۔ بلا مبلغ چھوٹے سے پیمانے پر بھی کسی قسم کا کاروبار نہیں ہو سکتا اور میرے پاس روپیہ نہیں اس لئے بہت ہی متفکر ہوں کہ کیا کروں وطن سے آئے ہوئے ڈیڑھ سال کا عرصہ ہوا اب ضمیر خالی ہاتھ وطن جانے کی بھی اجازت نہیں دیتا۔ یہاں کیا کریں کچھ سمجھ میں نہیں آتا اس لئے بڑی پریشانی ہے۔ اسی سلسلے میں ایک ضروری کام کے لئے کلکتے آنا ہوا۔ انشاء اللہ دو ایک روز میں چٹگاؤں جا کر قلعی



فیصلہ کرنا ہوگا

اب میں دنیاوی الجھنوں سے تنگ آ گیا ہوں۔ دل چاہتا ہے  
کہ وطن ہی میں کسی طرح زندگی بسر کروں۔ اللہ پاک میری آرزو  
پوری کرے۔

حضرت الشیخ، آمین

مستر شد :- ہومیو پیتھی طب سے کچھ واقفیت رکھتا ہوں۔ بعض  
بھی خواہوں گی کہ یہ ہے کہ طبابت کیا کروں۔ میں نے اب  
تک سچتہ ارادہ نہیں کیا ہے۔ میرے لئے طبی پیشہ کرنے میں کوئی  
ہرج تو نہیں ہوگا۔ اب میں کیا کروں۔ دل و دماغ متفکر ہے۔  
اب وطن سے دور رہنے کو دل بھی نہیں چاہتا۔ خیر! اللہ  
صاحب کی جو مرضی ہے وہی ہوگا۔ حضرت والا کی زرین ہدایات  
کا منتظر ہوں

حضرت الشیخ :- ہومیو پیتھی تو کرنا درست ہے۔ مگر فن کو اچھی طرح  
سمجھنا ضرور ہے۔

مستر شد :- دعا فرمائیں کہ اللہ پاک موجودہ پریشانیاں رفع فرمائیں  
والسلام - آپکا ناچیز خادم۔

پریشانیوں کے حال

ملیا علی

۳ جولائی ۱۹۴۹ء کلکتہ

حضرت الشیخ: وطن جا کر عزیزوں اور بہی خواہوں سے مشورہ کیجئے۔ شاید اللہ پاک  
کوئی راہ کھولیں۔ والسلام

بندۂ پیمبران

سیدمان

۲۸ رمضان المبارک ۱۳۶۸ھ

۶ جولائی ۱۹۴۹ء

مکتوب نمبر ۲۵

چٹکادوں

۱۹۴۹-۶-۲۷

نجدت اقدس حضرت مولائی و مرشدی قبلہ صاحب دایم فیضکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت الشیخ: عزیز مخلص ادام اللہ توفیقکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مستتر شد:- الحمد للہ ہدایت نامہ شرفِ صہدور ہو کر مستفیض ہوا۔ حسب ارشاد

یا وہاب مع اول و آخر تین دفعہ درود شریف یکصد مرتبہ ہر روز

پڑھا کرتا ہوں۔ علاوہ حسب ارشاد حضرت والا وطن جانے کا ارادہ

ہے۔ مگر قرض ذمہ رہنے کی وجہ سے کچھ تردد و سائپیدا ہو گیا ہے کہ آخر

وطن جا کر کیا کروں۔ کوئی راہ اب تک سامنے نہیں آئی۔ مجھے سب

سے بڑی فکر قرض کی ہے۔ کیونکہ میرے لئے بھائی جان کو کافی

نقصان اٹھانا پڑا۔ وہ مجھ سے ناراض ہو گئے ہوں گے۔ علاوہ ازیں وطن جانے سے خرچہ بھی کافی ہوگا۔ خیر! مگر یہاں اب ایسی حالت میں رہنا بھی مناسب معلوم نہیں ہوتا۔ بہر حال حسب ارشاد حضرت وطن جانا ہی پڑے گا۔ میرے شریک کار بعد عید یہاں سے مدراس چلے جائیں گے۔ خادم ہفتہ عشرہ تک یہاں قیام کرے گا۔ تاکہ موقع اور حالات کا صحیح اندازہ ہو جائے۔ بعد روانہ ہونے کا ارادہ ہے و عافیتیں اللہ پاک سہولتیں فراہم فرمائیں۔

حضرت الشیخ: دل سے دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں

مستر شہادت مدیر سے آنجناب کی خدمت اقدس میں حاضری دینے کے لئے خادم مضطرب اور متمنی ہے۔ مگر افسوس اب تک موقع میسر نہیں آیا۔ اب چونکہ یہاں سے مطلقاً جانا ہے اور وطن جانے کے بعد نہ معلوم میرا رخ کس طرف ہو جائے اور دوبارہ آپ حضرات کی قدمبوسی کا موقع کہاں اور کب ملے۔ اس لئے ارادہ اور خواہش یہ ہے کہ وطن جانے سے پہلے آپ حضرات کی خدمت اقدس میں حاضری دیتا ہوا وطن چلا جاؤں اور حضرت والا کے سامنے اپنے تمام حالات پیش کر کے اصلاح کراؤں۔

چونکہ کلکتے سے دریا باڈا اور لکھنؤ میں حاجی صاحب مدظلہ العالی کی خدمت میں بھی حاضری دینے کا ارادہ ہے۔ اس لئے لکھنؤ ہوتے ہوتے سیدھا بھوپال پہنچ کر حضرت والا کی خدمت میں کچھ دن گزاروں گا

بعدہ بمبئی سے وطن جانے کے لئے مجھے سہولت ہوگی۔ اس لئے خادم حضرت والاس سے اجازت چاہتا ہے کہ اس سیدہ کار کو فیض صحبت سے مستفید ہونے کا موقع عطا فرمائیں  
 حضرت الشیخؒ: میرا قصد سفر حج اور ۱۰ اگست کو بمبئی کا ہے اور شاید ۲۸ اگست کو روانگی ہو۔ اس لئے آنا ہو تو وسط اگست میں آسکتے ہیں۔

مستر شد: یہ بھی معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ وہاں قیام کے لئے کیا انتظام ہے چاہیے، تاکہ خادم حسب ارشاد بندوبست کر لے۔  
 حضرت الشیخؒ: چند روز قیام کے لئے میرے پاس سامان ہو جائے گا۔ انشاء اللہ۔

مستر شد: خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے، الحمد للہ رمضان المبارک کے ماہ میں خادم تراویح، تلاوت اور نوافل اور روزمرہ کے معمولات کو پابندی کے ساتھ ادا کر سکا۔ دُعا فرمائیں اللہ پاک مزید طاعات اور عبادات کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت الشیخؒ: مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں۔  
 مستر شد: آج کل دل میں بہت سے پراگندہ خیالات گزر رہے ہیں۔ جیسے روزی کا ذریعہ نہ ملا اور قرض جلد ادا نہ ہوا تو لوگ حقارت سے دیکھیں گے۔ ذاتی اخراجات کے لئے بھی تنگ ہونا پڑے گا۔  
 حالانکہ اللہ کے فضل سے خادم مطمئن ہے اور خدائے پاک پر کامل

بھروسہ ہے۔ اور یقین ہے، انشاء اللہ میری موجودہ پریشانیاں اور تکالیف اللہ میاں جلد رفع فرمائیں گے۔ مگر شیطان طرح طرح کے ہیبت ناک مناظر پیش کرتا ہے۔ اللہ پاک شیطان سے محفوظ رکھے۔ آمین

حضرت الشیخ، آمین۔

مستر شہد حضرت والا نے ہدایت کی ہے کہ ذکر قلبی، ذکر لسانی کی کثرت سے پیدا ہوتا ہے۔ یہ معلوم نہ کر سکا کہ کون سا ذکر میرے لئے کثرت سے کرنا مفید ہوگا۔ اس وقت بفضل خداوند کریم، خادم اللہ عبدالملک معمولات پر کار بند ہے۔ بعد مغرب چھ رکعت نفل (ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص تین بار) سوتے وقت سومرتبہ استغفار اور سومرتبہ درود شریف (درود شریف کبھی کبھار ناغہ بھی بھی ہو جاتا ہے) تہجد کی آٹھ رکعات رات میں پڑھ لیتا ہوں۔ بعد تیس بج دوازہ اگر وقت رہا اور طبیعت ٹھیک رہی تو کچھ اور بھی درود کر لیتا ہوں۔ صبح کی نماز کے بعد اسم ذات تین ہزار مرتبہ، یا باسط بارہ سومرتبہ، یا لطیف تین سو ساٹھ مرتبہ، یا وہاب ایک سومرتبہ، پھر استغفار ایک سومرتبہ پڑھ کر قرآن پاک کی تلاوت مختصراً، بعد مناجات مقبول پختہ کرتا ہوں۔ علاوہ ازیں وقتاً فوقتاً اٹھتے بیٹھتے کبھی کبھی یا حی یا قیوم۔ کبھی درود شریف کبھی استغفار پڑھ لیتا ہوں۔ روزانہ مواعظ یا ملفوظات میں سے تھوڑا سا مطالعہ کرنے

کی کوشش کر رہا ہوں۔

حضرت الشیخؒ: یہی ذکر کافی ہے۔ اسی سے ذکر قلبی کی کٹائش ہو جاتی ہے  
بقاۃ تعالیٰ۔

مستر شہ: اللہ پاک جلد سے جلد بقدر ضرورت رزق حلال عنایت  
کر کے قرض سے سبکدوش فرما کر سکون قلب عطا فرمائے۔ تاکہ  
خادم اپنی زندگی صحیح معنوں میں اسلامی زندگی بنا سکے اور اللہ سے  
ملنے وقت ایک مسلمان کی حیثیت سے مل سکے۔ فقط دعا فرمائیں  
اور زرین ہدایات سے مستفید فرمائیں۔ والسلام

پریشان حال خادم

ملیا علی

۳ رمضان المبارک ۱۳۶۸ھ ٹھیکانوں

حضرت الشیخؒ: آمین۔ دعا کرتا ہوں

بندۂ سچچران سلیمان

۵ شوال ۱۳۶۸ھ

مکتوب نمبر ۲۶

۷۸۶

چٹاگانک۔ ۵ اگست ۱۹۴۹ء

بخدمت اقدس حضرت مخدومی و مرشدی قبلہ صاحب دام فیضکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت اشیحؓ: عزیزم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مسترشد: الحمد للہ، ہدایت نامہ شرف صدور ہو کر عزم حج سے آکاہی  
ہوتی۔ خدائے پاک ہر طرح مبارک کرے اور خادم سید کار کو کبھی توفیق  
عطا فرماتے کہ زیارت کعبہ و زیارت روضہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم  
سے مستفیض ہو جائے

تمنا ہے کہ ان آنکھوں سے بیت اللہ کو دیکھوں

حضرت اشیحؓ: آمین

مسترشد: حاضری کی اجازت پا کر خادم بیجا مسرور ہوا۔ خدا کا لاکھ لاکھ  
شکر ہے کہ آنجناب نے اجازت دے دی اور عین سفر حج کے  
موقع پر خدا کرے جلد سے جلد سیاہ کار حضرت والا کی خدمت میں  
حاضری دے سکے۔ دل تو چاہتا ہے کہ آج ہی روانہ ہو جاؤں۔ مگر  
تھوڑی بہت ذمہ داری بیچ میں حائل ہے۔ انشاء اللہ حتی الامکان  
سعی سے وسط اگست تک حاضر ہو جاؤں گا۔ دعا فرمائیں اللہ پاک  
میرے ارادے کو کامیاب فرمائیں اور میں فیض صحبت سے مستفیض  
ہو جاؤں۔

کاش! خدا مجھے اس قابل کرتا کہ حضرت والا کے ساتھ

فرض حج ادا کرتا اور میری یہ تمنا پوری ہوتی۔ دل پہلے سے بے چین  
تھا، مگر حضرت والا کی روانگی کی خبر نے دل مضطرب میں پھر

چنگاری ڈال دی ہے کیا ہی اچھا ہوتا کہ خادم سیدہ کارنا بکار حضرت  
والا کی خدمت اقدس میں حاضری دیتے اور خدمت کرتے ہوتے  
حرین شریفین کی زیارت سے بھی مستفیض ہو جاتا۔  
خدا یا میری آرزو پوری کر اور مجھے اپنے مقرب بندوں میں شامل  
کر۔ آمین۔ ثم آمین۔

مدت سے حرین شریفین کی زیارت کا شوق پیدا ہوا ہے۔ خدا  
ہی فضل فرما کر خادم کو حرین شریفین کی زیارت سے مالا مال فرمائے  
لہذا میرے لئے بھی مقدس مقامات پر دعا کیجئے۔ دل مضطرب  
ہے اور عالم اضطراب میں سب لکھ رہا ہوں۔ خدا آنجناب کیندرت  
اقدس میں حاضری دینے کا موقع جلد سے جلد فراہم فرمائے۔

آمین ثم آمین

حضرت الشیخؒ: یہ جذبات تمام تر خیر ہیں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں۔

آمین

مسترد:- آج رات بارہ بجے وطن سے پرملا ٹیلیگرام موصول ہوا کہ میرے  
چھوٹے بھائی کی بیوی نے، جو حاملہ تھی، تولد ہو کر رحلت پائی  
ان اللہ وانا الیہ راجعون ہ یہ اس کا پہلا حمل تھا، عمر نپندرہ سولہ سال  
کی تھی۔ شادی ہو کر صرف تین سال کا عرصہ ہوا ہے۔ خدا کے  
مصلحت، عین جوانی کے عالم میں موصوفہ دنیا سے کوچ کر گئی۔ بجز  
صبر و دعائے مغفرت کرنے کے دوسرا چارہ نہیں۔ خادم نے اللہ



کی مشیت پر راضی ہو کر صبر کیا اور مغفرت کے لئے دعا کی۔ دعا کیجئے اللہ بڑا در عزیز کو صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحومہ کو جوار رحمت نصیب ہو۔

حضرت الشیخؒ:۔ مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت کرتا ہوں۔ اللہ پس ماندوں کو صبر عطا فرمائے۔

مستر شہ:۔ اس وقت ہم پر سخت آزمائشوں کا سلسلہ شروع ہوا ہے خدائے ذوالجلال ہمیں استقامت عطا فرمائے اور نعم البدل عطا فرمائے حضرت الشیخؒ:۔ آمین

مستر شہ:۔ بہت ہی تھوڑے دن بیچ میں رہ گئے ہیں۔ خدا کرے کہ خادم وسطِ اگست تک آنجناب کی خدمت اقدس میں پہنچ جاتے۔

دعا کر رہا ہوں۔ دیکھیں، اللہ میاں کی مصلحت کیا ہے فقط السلام انشاء اللہ روانگی کی اطلاع قبل روانگی بذریعہ خط یا تار کے دوں گا۔

پریشان حال ناچیز خادم

ملیا علی، ۹، شوال ۱۳۶۸ھ

چنگاؤں

مصدق سید ابراہیم سلیمان

۱۵ اگست ۱۹۴۹ء

مترشد: افسوس ہے کہ چند ضروری ذمہ داریوں کے باعث بندہ حضرت والا کی خدمتِ اقدس میں حاضری نہ دے سکا۔ کیونکہ حضرت ۲۰ اگست کو عیثی کی روانگی کا عنزم کر چکے تھے۔

۲۴ شوال المکرم ۱۳۶۸ھ

بمطابق ۲۰ اگست ۱۹۴۹ء

ملیا علی

مکتوب نمبر ۲۶

۷۸۶

بخیرت مخرومی و مرشدی قبلہ صاحب دام فیضکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت الشیخ:۔ غریز سعادت مند ادا اللہ توفیقکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مترشد:۔ گزارش اینکہ مدینہ طیبہ کے پتے پر ایک خط ارسال خدمت کر چکا ہوں۔ اُمید ہے کہ وہ خط آنجناب کو ملا ہوگا۔ بفضل خداوند کریم حضرت والا اب تک بھوپال واپس آئے ہوں گے۔

حضرت الشیخ:۔ مدینہ طیبہ میں خط ملا تھا۔ جواب کا موقع نہیں ملا۔ وہاں میں نے تمام محبتیں کے لئے دعا کی جن میں آپ بھی داخل ہیں۔

الحمد للہ کہ میں ۹ جنوری کو بھوپال پہنچا۔

مترشد: خادم حضرت والا کی خیریت سننے کے لئے مجید مضطرب اور

بیقرار ہے۔ حضرت والا کی عدم موجودگی کے باعث خادم اپنی بہت سی کوتاہیوں کو درست نہ کر سکا۔

امید ہے کہ یہ خط ملتے ہی حضرت قبلہ گاہی اپنی خیریت و زرین ہدایات سے سرفراز فرمائیں گے۔ میں خیریت اور زرین ارشادات کے لئے منتظر ہوں۔

حضرت الشیخؒ: اب اچھا ہوں۔ راہ میں کچھ طبیعت نامانما رہو گئی تھی۔  
مستر شد: افسوس صد افسوس کہ دل یادِ خدا سے غافل ہو گیا ہے۔ توجہ  
الی اللہ اب تک نصیب نہیں ہوئی۔ اب ذکر سے بھی محروم ہوں۔  
تہجد کی ادائیگی ہوتے ہوتے بیچ میں دو ایک دن ناعذہ ہوتا ہے  
اور تسبیح دوازہ وغیرہ بھی اسی رفتار سے ہوتی ہے۔ بہر حال افسوس  
ہے کہ اب تک پابندی کے ساتھ اپنے معمولات پر عامل نہ رہا۔ اسباب  
ہمیشہ طبعی کمزوری اور صحت کی نادرستی ہوا کرتے ہیں۔

حضرت الشیخؒ: ناغے کا سبب شاید کہ اب دور ہو گیا ہو۔ اور امید ہے کہ  
پھر اپنے معمولات آپ نے شروع کر دیئے ہوں گے۔

مستر شد: معاش کی کوئی سبیل اب تک نہ نکلنے اور قرض کا بوجھ سر  
پر رہنے سے اور گھروالی کی صحت ایک دم خراب ہونے کے باعث  
خادم بہت ہی پریشان رہا۔ میری صحت بھی کبھی درست کبھی نادرست  
سی رہتی ہے۔ عجیب تفکرات میں مبتلا ہوں

حضرت الشیخؒ: اللہ تعالیٰ آپ کی مشکلات کو دور فرما کر آپ کی نصرت

فرمائیں۔

مستر شدہ۔ نماز میں باوجود تصورِ مالک حقیقی کے یکسوئی اور خضوع و خشوع حاصل نہیں ہوا۔ دعا، فرمائیں کہ خداوندِ قدوس خادمِ سیہ کار کو یکسوئی اور قرب سے سرفراز فرمائیں۔

حضرت الشیخ: آمین

مستر شدہ۔ رات دن خدائے تعالیٰ سے دعا ہے کہ میری زندگی مستر یا قرآنی زندگی ہو اور صحیح مسلمان بنا کر دنیا سے اٹھائے۔

حضرت الشیخ:۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں۔

مستر شدہ۔ حضرت والا کو خداوندِ قدوس جزائے خیر عطا فرمائے اور عمر و راز عطا فرمائے۔ آمین۔ ثم آمین۔

گھبر والی کی صحت اب تک مکمل طور پر درست نہیں ہوئی۔ یونانی علاج جاری ہے۔ باؤ گولہ کی شکایت بیاعت سیلان الرحم ہو گئی ہے۔ دعا فرمائیں کہ اس کو صحتِ کامل عطا فرمائے۔

حضرت الشیخ: آمین

مستر شدہ: حضرت والا کے فیضِ صحبت سے مستفید نہ ہونے کی بنا پر خادم کو زیادہ رنج و افسوس ہوا۔ نہ معلوم حضرت والا کی صحبت اقدس میں حاضری دینے کا موقع پھر کب ملے۔ خدا جلد سے جلدِ صحبتِ مقدس سے مستفیض کرے۔ والسلام

آپ کا ناچیز خادم۔ طالب دعا

ملیا علی ۱۹ نومبر ۱۹۴۹ء

حضرت الشیخ، آمین۔ والسلام

ہیچمان سلیمان

۲۶ فروری ۱۹۵۰ء

مکتوب نمبر ۲۸

۷۸۶

خدمت مخدومی و مطاعی مرشدی قبلہ صاحب دام فیضکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت الشیخ: عزیز۔ اللہ تعالیٰ آپکی مشکلات کو دور فرمائیں

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مترشد: گزارش اینکہ الحمد للہ ثم الحمد للہ آنجناب کا خیریت نامہ

موصول ہو کر خادم سید کار مسرور ہوا۔ مدت مدید سے حضرت والا

کی خیریت کی اطلاع سے محروم رہنے سے علاوہ ازین اخباری غلط

بیانی کے باعث خادم سخت مضطرب اور منتظر ہدایات تھا۔

اس سے قبل دو خط بھوپال کے پتے پر سپرد ڈاک کر چکا ہوں

آخر کار حضرت مولانا عبد الماجد صاحب مدظلہ العالی سے خیریت

دریافت کی معلوم ہوا کہ اب تک حج سے واپسی نہیں ہوئی۔ بہر حال

خادم خیریت جاننے کے لئے ہی مضطرب تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ

خیریت سے آگاہی ہوئی۔ خداوندِ قدوس حضرت والا کو صحت دائمی

اور عمر طویل عطا فرما کر ہم جیسے گناہگاروں اور ناکارہ لوگوں کو فیض

روحانی سے مستفیض ہونے کا زیادہ سے زیادہ موقع عطا فرمائے  
 افسوس ہے کہ اپنی امکان بھیر سعی کرنے کے باوجود خادم سیہ کار  
 حضرت قبلہ کی خدمتِ عالی میں حاضری کے شرف سے مالا مال نہ  
 ہو سکا۔ اب بھی دل میں یہی آرزو ہے کہ کسی نہ کسی طرح حضرت والا  
 کے در پر کم از کم ہفتہ بھر کے لئے حاضری دینے کا موقع مل جائے  
 دل بیتاب ہے۔ خدا کرے کہ جلد ایسا موقع عنایت ہو کہ خادم  
 آنجناب کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو سکے۔ ملاقات کا شوق  
 دل میں موج زن ہے۔ خدا پورا کرے۔

حضرت الشیخؒ:۔ یہ شوقِ ملاقات تو اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ اس لئے  
 موجب ثواب ہے۔ ملاقات مقدر میں ہوگی تو انشاء اللہ تعالیٰ  
 ہو جائے گی۔

مستر شہ:۔ افسوس ہے کہ صحت کی ابتری کے باعث اب تک باقاعدہ  
 طور پر اپنے معمولات پر عامل نہ ہو سکا۔ سعی و کوشش کر رہا ہوں  
 اور نادم بھی ہوں۔

نماز میں اب تک خشوع و خضوع پیدا نہیں ہوا۔ علاوہ اس  
 کے کثرتِ ذکر سے بھی محروم ہوں۔

حضرت الشیخؒ:۔ اگر واقعتاً تندرستی کی خرابی سے معمولات پورے نہیں  
 ہوتے تو کوئی حرج نہیں۔ نیت خیر ہونے کی وجہ سے بوجہ معذرت  
 انشاء اللہ تعالیٰ اجر ملے گا۔ اسکے دربار میں کس چیز کی کمی ہے۔

مستر شد، اب تک ذریعہ معاش کی خاطر خواہ سبیل نہ نکلنے پر اور قرض کا ناقابل برداشت بوجھ سر پر ہونے کے باعث سخت الجھن ہے۔ سردست وطن ہی میں طبابت کا پیشہ معمولی پیمانے پر گھر میں کر رہا ہوں۔ دوسری کوئی سبیل نہ ہونے کے باعث اس طرح کام چلا رہا ہوں۔ خدا کا شکر ہے کہ روزانہ خرچ کسی طرح نکل رہا ہے۔ مگر قرض کی ادائیگی محال معلوم ہوتی ہے۔ اس لئے اس پر بھی اطمینان نہیں ہے۔ خدا کوئی ایسی سبیل پیدا کرے جس سے میرا موجودہ قرض ادا ہو جائے۔

حضرت الشیخؒ۔ طبابت کا پیشہ کیا، غالباً ہو میو پیٹھیک ہو اگر آپ اس فن سے واقف ہیں تو کیجئے۔ کیا عجب کہ یہی رزق کا ذریعہ بن جائے۔

مستر شد۔ امید ہے کہ حضرت والا زترین ہدایات سے مستفیض فرمائیں گے و عافوائیں کہ خادم کو قلبی اطمینان اور ظاہری آسودگی عطا فرما کر قربت کی نعمت سے مالا مال فرمائے۔

حضرت الشیخؒ۔ دل سے دعا، بدرگاہ قاضی الحاجات ہے۔

یا باسط ویا مغنی اول و آخر میں تین بار درود پڑھ کر بالفعل سو دفعہ بعد نماز عشاء پڑھا کیجئے۔ شاید کہ فضل ہو۔

مستر شد۔ یہاں آج کل بے پردگی اور عمر بانی کا بازار گرم ہوتا جا رہا ہے مجھے طبابت کے سلسلے میں روزانہ محرم و غیر محرم عورتوں سے ملنا پڑتا ہے۔ اس لئے کچھ تردد پیدا ہوا ہے کہ خدا نہ کرے مجھ میں غض البصر کا مرض پیدا نہ ہو جائے۔ فقط والسلام

آپ کا ناخیز خادم  
محتاج دعا - ملیا علی

بھٹکل ۷ فروری ۱۹۵۰ء

حضرت الشیخؒ: طیب کے لئے بشرط ضرورت غیر محرم کو دیکھنا جائز ہے  
مگر اپنی نگاہ پر قابو رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ دیکھ رہے ہیں۔ مسلمان  
عورتوں کو پردہ کے ساتھ دیکھنے کا اہتمام کیجئے۔

والسلام

سید سلیمان

بھوپال

عزیزی - ادام اللہ تعالیٰ توفیقکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

آپ کا ایک لفاظ مجھے کاغذات میں پڑا ملا۔ معلوم نہیں  
اس کے اندر کا خط کیا ہوا۔ ڈھونڈا نہیں ملا۔ بہر حال خیریت ہے  
اور آپ بھی مع اہلیہ مع الخیر ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کی  
اہلیہ کو خیر و عافیت بخشیں۔

اللہ تعالیٰ سے دل لگاتے رکھئے۔ وہی آپ کی سب مشکلوں

کو حل فرمائیں گے۔ والسلام

سید سلیمان - ۱۰ اپریل ۱۹۵۰ء



بخدمت محذومی و مرشدی قبلہ صاحب دام فیضکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت الشیخ: کراچی ۵ چین اسٹریٹ

ڈارمنزل

عزیز مکرم۔ ادام اللہ تعالیٰ توفیقکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مترشد: بمبئی سے ایک خط ارسال خدمت کر چکا ہوں۔ اس میں تحریر کیا تھا۔

کہ گھر والی کو نوٹاں مہینہ لگا ہوا ہے۔ امید ہے کہ ہفتہ عشرہ میں ولادت ہو

الحمد للہ کل تاریخ ۲۹ ذیقعد بروز بدھ ایک بجے دن کو ولادت

ہوئی۔ خداوند کریم نے اپنے فضل و کرم سے دختر عنایت فرمائی۔ بفضل

خدا دونوں بخیر ہیں۔ دلی خواہش ہے کہ نام حضرت قبلہ کی مرضی ہو۔ اس

لئے اب تک نام نہیں رکھا گیا۔ خط کا انتظار کر رہا ہوں۔ لوگوں نے

نام دریافت کرنا شروع کیا ہے۔ اور نیوسپلٹی میں بھی پیدائش کی خبر

مع نام درج کرتا ہے۔ اس لئے نام کا انتظار ہے۔ امید ہے کہ حضرت

والا جلد نام انتخاب کر کے سرور فرمائیں گے۔

حضرت الشیخ: سچی کی ولادت مبارک ہو۔

مترشد: دعا و فرمائیں کہ سچی نیک اور صالحہ ہو اور بلند اقبال بھی ہو۔

حضرة الشيخ :- آمین

مترشد :- الحمد للہ میٹھی میں حضرت حاجی صاحب قبلہ مدظلہ العالی کی صحبت اقدس میں ہفتہ بھر رہا۔ دل کو طہانیت اور سرور حاصل ہوا۔ مدت کا اشتیاق خدانے پورا کر دیا۔

حضرة الشيخ :- بجد اللہ

مترشد :- سخت رنج اس پر ہے کہ خادم بزرگوں کی صحبت سے بہت دور پڑا ہوا ہے۔ شرفِ صحبت سے مالا مال ہونے کا موقع نہیں ملتا۔ اس لئے دلی بے قراری ہے۔ خدا کرے جلد حضرت قبلہ کی صحبت اقدس میں حاضری دینے کا موقع عطا ہو۔ بہت ہی اشتیاق ہے

الحمد للہ! کچھ دن سے دل میں پھر اللہ کی صحبت پیدا ہوئی ہے اور رغبتِ طاعات بھی پیدا ہوئی ہے۔ اندازاً معلوم ہوتا ہے کہ حضرت حاجی صاحب کی صحبت اقدس کی برکت ہے۔

حضرة الشيخ :- بجد اللہ تعالیٰ

مترشد :- کاش خادم کو حضرت والا کی خدمت اقدس میں حاضری دینے کا موقع ملتا اور حضرت کی صحبت میں رہ کر فیضِ باطن سے بہرہ اندوز ہوتا۔ دعا کیجئے کہ مجھے حلاوتِ طاعات اور الفت الہی نصیب ہو

حضرة الشيخ :- آمین

مترشد :- بنایا کا منتظر ہوں بزرگوں کی صحبت بہت بڑی اکسیر ہے۔ مگر بد قسمتی سے دور دراز جگہ میں اپنی مجبوری کی بنا پر پڑھا ہوا ہوں۔ ساتھ ہی ساتھ

ذریعہ معاش کی کسی اطمینان بخش سبیل کے پیدا نہ ہونے سے کچھ پریشانی ہے۔ آتے دن اخراجات بڑھتے جاتے ہیں۔ خدا غیب سے مدد کرے۔

حسب ارشاد حضرت والا یا باسط، یا مغنی بعد عشاء  
ایک سو مرتبہ پڑھتا ہوں۔ علاوہ، یا وہاب کا بھی ورد ہے۔  
ساتھ ہی ساتھ تہجد اور دوسرے معمولات پر بھی قائم ہوں۔ فقط  
زرین ہدایات کا منتظر ہوں۔ والسلام

آپ کا خادم۔ ملیا علی

۳۰ ذی قعدہ ۱۳۶۹ھ

بھٹکل

حضرت الشیخؒ ۱۔ ان معمولات کو جاری رکھتے

والسلام

سید سلیمان

مکتوب نمبر ۳۲

۲۹-۱۱-۵۰

بخدمت اقدس مخدومی و مرشدی قبلہ دام فیضکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت الشیخؒ: ۲۳ جون ۱۹۵۱ء

بمطابق ۸ شوال ۱۳۷۰ھ

حضرت الشیخ :- عزیز مکرم وفقکم اللہ  
الصلاۃ علیکم ورحمۃ اللہ

مسترد :- گذارش اینکہ مسلسل خطوط دار المصنفین کے پتے پر تحریر کرنے کے باوجود خادم ارشادات عالیہ سے محروم رہا۔ گھبر والی متولد ہوتے ہی بچہ کا نام رکھنے کے لئے خط تحریر کیا تھا۔ مگر جواب نہ آنے سے شدید انتظار کے جوابی تار دیا کہ بچی کو کیا نام رکھوں۔ جواب آیا کہ حضرت والا کراچی میں قیام فرماہیں۔ مگر کراچی سے خادم ناواقف تھا اس لئے بروقت کراچی کے پتے پر خط تحریر نہ کر سکا۔ مدت ہوئی خادم حضرت کے فیض باطنی سے محروم ہے۔ اور حضرت کے ارشادات عالیہ سے محرومی پر بے حد بے چین اور مضطرب ہے

حضرت الشیخ :- آپ کے خطوط ملتے رہے لیکن میں اس لئے خاموش رہا کہ شاید یہاں سے خط و کتابت میں آپ کو نقصان پہنچے۔ گو یہ خیال محض وہم کے درجے میں تھا۔ مگر تھا۔ اب اُمید ہے کہ آپ کو تسلی ہوگئی ہوگی۔

مسترد :- شدید انتظار کے بعد چند رھویں دن سچی کا نام عارفہ رکھا گیا۔ ولی تمنا اور آرزو تھی کہ پہلے بچے کا نام حضرت کی مرضی پر رکھ دوں۔ اسی لئے قبل از وقت حضرت کو تحریر کیا تھا۔ دعا فرمائیں کہ بچی صحیح معنی میں عارفہ باللہ ہو جائے اور دین کی خدمت انجام دے سکے۔

حضرت الشیخ :- اُمید ہے کہ بچہ بحیرت ہوگا۔ عارفہ نام مبارک ہو

مترشد، حضرت قبلہ کے پاکستان جانے سے جو ابی خط کے لئے سخت تکلیف  
 آئی ہے۔ اُمید ہے کہ انشاء اللہ حضرت والا جلد بھارت کی طرف رجوع  
 فرمائیں گے۔ حضرت کی غیریت اور ارشاداتِ عالیہ کے لئے سخت  
 مضطرب ہوں۔ جلد سے جلد ارشادات سے بہرہ ور فرمائیں۔  
 حضرة الشيخ :- یہاں بھارت کا لفافے کا رہے۔ اس لئے واپس  
 بھیجتا ہوں۔

مترشد ۱۔ بھمد اللہ، حضرت قبلہ حاجی محمد شفیع صاحب بجنوری مدظلہ العالی  
 سے بوقتِ روانگی حج بمبئی جا کر شرفِ ملاقات سے بہرہ اندوز ہوا تھا  
 حضرة الشيخ :- حاجی صاحب سے فیض حاصل کریں، بڑے بزرگ ہیں۔  
 مترشد :- مدت ہوئی حضرت والا کی صحبتِ اقدس میں حاضری دینے  
 کا ارادہ اور آرزو رکھتا ہوں۔ مگر مشیتِ ایزدی ہے کہ اب تک  
 صحبت سے مستفیض نہ ہو سکا۔ خدا کرے جلد حضرت کی صحبتِ اقدس  
 سے بہرہ ور ہو جاؤں۔

دعا فرمائیں کہ خادمِ قربِ الہی سے مستفیض ہو جائے اب تک ذریعہ معاش  
 کی کوئی مستقل صورت پیدا نہیں ہوئی ہے۔ اللہ غیب سے مدد کرے اور  
 قربت سے نوازے۔ زیادہ شرمندہ ہوں کہ کئی سال سے راہ سلوک میں قدم  
 رکھا ہے۔ مگر اصلاحِ نفس نہ کر سکا۔ کاش، بزرگوں کی صحبت میں رہ  
 کر اپنی اصلاح کر سکتا تھا۔ فقط

زرین ارشادات کا منتظر ہوں۔ والسلام۔

آپ کا ادنیٰ خادم  
طالب دعا ملیا علی

۱۹ صفر ۱۳۷۰ھ

حضرت الشیخؒ :- اللہ تعالیٰ آپ کی معاشن کا سامان فرما کر آپ کو  
مطمئن فرمائیں۔

اصلاح نفس کے لئے بہت شرط ہے۔ پھر توفیق اللہ مدد

کرتی ہے۔ - والسلام

سید سلیمان

مکتوب نمبر ۳۳

۷۸۶

بشکل

۱۲-۷-۵۱

بخدمت اقدس حضرت مرشدی قبلہ دام برکاتکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت الشیخؒ :- ۱۸ جولائی ۱۹۵۱

محبت محرم ادا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مرشد :- حضرت والا کے کراچی تشریف لے جانے کے بعد سے اب تک

خادم ہدایات اور فیوض سے یک لخت محروم ہے

کراچی کے پتہ پر بھی اس سے پہلے احوال نامہ ارسال کر چکا ہوں، علاوہ  
 کئی خطوط اعظم گڑھ کے پتے پر تحریر کر چکا تھا۔ گھر میں سچے پیدا ہونے  
 کے بعد حضرت کو اطلاع دیتے ہوئے نام دریافت کیا تھا۔ آخر کار تار  
 دیا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ حضرت والا کراچی میں تشریف فرما ہیں۔ خادم  
 نے کراچی کے پتے پر احوال نامہ تحریر کیا مگر افسوس اور سو قسمت سے  
 آج دو سال کا عرصہ ہوا کہ خادم حضرت کی زرین ہدایات اور فیوض  
 باطنی سے محروم ہے۔ حضرت کے فیض باطنی اور ارشاداتِ عالیہ کی  
 محرومی کے باعث خادم بے حد دل گیر اور مضطرب ہے۔ نہ معلوم  
 پھر کب حضرت کی صحبتِ اقدس سے فیض یاب ہوں گا اور میری  
 قسمت جاگ اُٹھے گی۔

حضرت کے فیض بند ہونے کے بعد خادم سیدہ کار اپنے کو  
 یتیم پاتا ہے۔

حضرت دریا بادی مدظلہ کی سرپرستی بسا غنیمت سمجھتا ہوں اور  
 وقتاً فوقتاً ہدایات سے مستفید ہوتا ہوں۔ ورنہ میری حالت  
 دگرگوں ہو جاتی

حضرت الشیخؒ ۱۔ بے شبہ مولانا دریا بادی کا فیض غنیمت ہے۔ مگر  
 ان سے بہتر مولانا عبد الباری ندوی ہوں گے۔ ان کا پتہ یہ ہے  
 ہارڈنگ روڈ لکھنؤ

مترشد مدت سے معاشی مشکلات اور قرض کے باعث متفکر اور

پریشان تھا۔ مگر حضرت کے فیض اور ہدایات بندہ ہونے سے دُگنی  
پریشانی ہو گئی ہے۔

حضرت الشیخؒ۔ اللہ تعالیٰ آپ کی پریشانیاں دور فرمائیں۔  
مستر شاہ۔ اُمید ہے کہ حضرت والا اس خادم سیدہ کار کو نہ بھولیں  
گے اور وقتاً فوقتاً فیض باطن اور ارشاداتِ عالیہ سے بہرہ  
اندوز فرمائیں گے۔ خادم حضرت کی خیریت اور ہدایات کا منتظر ہے  
حضرت الشیخؒ، آپ مجھے یاد ہیں انشاء اللہ تعالیٰ یاد رہیں گے۔  
الحمد للہ تعالیٰ خیریت ہے۔

مستر شاہ۔ اللہ ادا اس اور پریشان دل پر رحم کیجئے اور ہدایات سے  
بہرہ در کیجئے۔ فقط منتظر ہدایت ہوں۔

میرے پاس جوابی خط کے لئے پاکستانی لفافہ نہیں اس لئے  
سر دست ہندوستانی لفافے پر پتہ تحریر کر کے اس میں ملفوف  
کر دیتا ہوں۔ اُمید ہے کہ خیریت اور ہدایت سے مستفیض فرمائیں  
گے۔ والسلام

آپ کا ادنیٰ خادم

ملیا علی سھمکل

۵ شوال ۱۳۷۰ھ

حضرت الشیخؒ، اللہ تعالیٰ کی یاد اور اسکی اطاعت میں لگے رہتیے۔ اور اسی سے  
اپنی شکلوں کے حل کیلئے دعا مانگا کیجئے۔ والسلام سید سلیمان



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## تلخیص مکاتیب

بنام جناب مولوی محی الدین صاحب ندوی پٹنہ

مکتوب۔ ۱

مسترشدا، دل کا تقاضا بار بار یہی ہوتا ہے کہ دین کی خدمت کا کام مجھ سے بن جائے۔ اور اللہ تعالیٰ مجھے ایسا بنا دین کہ ان کی بخشی ہوئی تمام قوتیں صرف اسی کے کام آئیں قلب کے اندر دین کی خدمت کا بے پناہ جذبہ بلند ہوتا پاتا ہوں۔ جس کے لئے ہدایت اور صحیح رہنمائی کی ضرورت ہے۔ اور یہ ہی وہ جذبہ ہے جس کے پیش نظر میں نے بیعت کے لئے آپ کی طرف دستِ سوال دراز کیا ہے۔

حضرتہ اشیحہ، عزیز مکرم ادام اللہ توفیقکم  
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سلام | آپ کے خط میں سلام لکھا ہے۔ یہ ترک سنت ہے

فکر اصلاح غیر | دل کا تقاضا بجا ہے۔ لیکن اس کا مشاوریہ ہے اور اپنے سے بھیکری کہ آپ دوسروں کی اصلاح کا کام کریں۔ اس سے

ایک دعویٰ کی صورت نکلتی ہے یعنی یہ کہ آپ خود کو اصلاح سے فارغ پاتے ہیں اور اپنے کو ہر نقص سے پاک اور کامل و مکمل سمجھتے ہیں۔ نوے فیصد لوگ اسی غلطی میں مبتلاء ہیں اور اس لئے دوسروں کی اصلاح

کیلئے تویقاب ہیں۔ مگر اپنی اصلاح سے فارغ ہیں اور یہی سبب ہے کہ ہمارے اندر کام کے آدمی پیدا نہیں۔ اگر آپ اپنے ہاتھوں سے ناپاک کپڑے کو پاک کرنا چاہتے ہیں تو آپ کا فرض ہے کہ پہلے آپ اپنے ہاتھوں کو پاک کر لیں دوسروں کی فکر سے پہلے اپنی فکر

اس لئے دوسروں کی فکر سے پہلے اپنی فکر کر لیجئے۔ اور اس جگہ فقیرہ کا مطلب سمجھئے "اول خیریش بعدہ درویش" اس لئے میری نصیحت ہے کہ کہ دوسروں کی برائیوں اور عیبوں پر نظر ڈالنے سے پہلے خود اپنی برائیوں اور عیبوں پر نظر ڈالئے ۷

پڑی اپنے عیبوں پر جب نظر تو جہاں میں کوئی برائہ رہا  
 محاسبہ نفس | اب ذرا پرانے اور بڑگانے سے قطع نظر کر کے تھوڑی  
 دیر اپنی تائیک آپ بیٹھئے اور غور کیجئے کہ آپ میں کیا عیب ہے۔ آپ ایک ہفتہ  
 تنہائی کے کسی وقت کو مقرر کر کے آنکھیں بند کر کے سر جھکا کر دونوں ہاتھ سینہ  
 پر رکھ کر روزانہ یا چار روزہ کوچھ کر اپنی حالت پر غور کیجئے کہ آپ میں کیا کیا برائیاں  
 اور کمزوریاں (ہیں) اس مراقبہ کے بعد آپ کاغذ پر بطور فہرست کے اپنی بیماریوں  
 کے نام لکھئے۔ اس عمل سے فارغ ہو کر اس فہرست کی نقل مجھے بھیج دیجئے اور  
 ایک اپنے پاس رکھئے۔

اصلاح و تزکیہ کا پہلا قدم | یہ اصلاح و تزکیہ کا پہلا قدم ہے۔

منکٹ بھیجیں۔ نفاق پر اپنا پتہ آپ لکھ کر بھیجیں۔ میرا سفر حجاز شاید ادا سٹ

یا اواخر اگست (میں) ہو۔ والسلام سید سلیمان  
 ۲۷ شعبان ۱۳۶۸ھ

مکتوب - ۲

ایہ گرامی نامہ پوسٹ کارڈ پر ہے

حضرت شیخ :- برادرم زادکم اللہ توفیقا

شفقت شیخ | السلام علیکم ورحمۃ اللہ! میں نے آپ کے حوصلہ مند

خط کا جواب دیا تھا۔ اس محبت کے بنا پر جو مجھ سے آپ کو اور مجھ

آپ سے ہے۔ اس کے جواب کا انتظار رہا۔ شاید نہ ملا ہو۔ یا اگر ملا

تو آپ کو میرا مشورہ قبول نہیں ہوا۔ تو اس کے لئے حافظ کا ایک شعر

یاد آیا۔

بمئے سجادہ رنگین کن گرت پیرمغان گوید

کہ سالک بیخبر نبود رسم و راہ منزلہا

میں انشاء اللہ ۲۲ کو بمبئی اور ۲۸ اگست کو بمبئی سے محمدی جہاز پر جدتہ

روانہ ہوتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ موانع دور فرمائیں

دل انگنہم بسم اللہ محرابیہا و مرسھا

والسلام

بمبئی کاپتہ، بذریعہ محمد حبانہ بھائی ع۔ ۱۵ ناگہیو اسٹریٹ

بمبئی - ۳

سید سلیمان

۲۰ اگست ۱۹۴۹ء

عربیہ نثر

مکتوب - ۳

( بنام مولوی محمد الدین صاحب )

حضرت اشیحؒ: عزیز مکرم ادام اللہ توفیقکم!

السلام علیکم رحمۃ اللہ

مستشرقہ۔ مدت ہوئی۔ کہ عرضیہ ارسال خدمت نہ کر سکا.... مجھے مدت سے جناب کے حلقہ ارادت میں آنے کی تمنا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آخرت کی فکر کروں حضرت اشیحؒ: فکر آخرت | آخرت کی فکر اصلی فکر ہے۔ آپ کے اندر یہ انقلاب طبیعت سعادت کی نشانی ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ دونوں کو آپس کے تعلقات میں برکت عطا فرمائیں۔ اور اس محبت کو حب فی اللہ بناویں

مستشرقہ۔ مجھے یقین ہے کہ جناب والا اس فکر کے لئے بیعت عثمانی لے لیں گے۔ اور مجھے اصلاح نفس کا موقع مرحمت فرمائیں گے۔ حضرت اشیحؒ: انتخاب شیخ | آپ نے مجھ سے تعلق پیدا کرنے کی خواہش ظاہر کی ہے۔ میں جیسا ہوں ویسا ہوں۔ اگر آپ اپنے دل میں میری طرف کشش محسوس فرماتے ہیں۔ تو اس کے مقتضیاً پر عمل کیجئے۔

مستشرقہ۔ میں قصداً سبیل (از حضرت مولانا تھانویؒ) کا مطالعہ کر چکا ہوں۔ اور حضرت تھانویؒ کے مواعظ اور بیان القرآن کا مطالعہ بالالتزام کر رہا ہوں بحمد اللہ اس سے مجھے بڑی تسکین ہوتی ہے۔

حضرت اشیحؒ: تصانیف حضرت تھانویؒ | خوشی ہوئی کہ قصداً سبیل (کو) آپ نے

پڑھ لیا۔ اور مواظظ کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ مواظظ اور ملفوظات کا مطالعہ شمر  
برکات اور باعث ترقیات ہے۔  
مستر شدہ اپنے خواب بیان کرتا ہوں۔

۱۔ میں حرم میں ہوں صبح کی نماز کے لئے کھڑا ہو چکا ہوں۔ میرے نعل  
میں آپ کھڑے ہو گئے ہیں۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد میں آپ کی معیت  
میں جنت البقیع گیا۔ فاتحہ پڑھنے کے بعد آپ نے اشارہ سے مزارات کا  
پتہ بتانا شروع کیا۔ پھر میں آپ کے ہمراہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا  
کے مزار پر پہنچا۔ آپ نے فرمایا کہ ادب کے ساتھ بیٹھ کر فاتحہ پڑھو۔ میں  
نے تعمیل حکم کیا۔ اس کے بعد آنکھیں کھل گئیں

۲۔ دوسرے خواب میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس کے  
سائے ہو کر دلہانہ انداز میں گریہ کے ساتھ صلوٰۃ و سلام پڑھ رہا ہوں۔  
لیکن ایک پردہ ہٹتا ہے اور چہرہ انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ضیا و پاشی شروع  
ہوتی ہے۔ اب میں اپنے ہوش میں نہیں رہتا۔ بے تحاشا رونا جاتا ہوں  
اور صلوٰۃ و سلام پڑھتا ہوں

کہ ایک پولیس کانسٹیبل نے میرا بازو پکڑا کہا کہ ہٹو دوسروں کے لئے  
جگہ خالی کرو۔ دیکھو جو نگاہ پڑی تو کیا دیکھتا ہوں کہ چہرہ انور صلی اللہ علیہ وسلم  
آپ کے روتے مبارک میں مبدل ہو گیا۔ پولیس مجھے کھینچ کر بٹھا دیتی ہے  
اور میں رونا ہوا باہر آتا ہوں۔ کہ آپ پر نظر پڑتی ہے۔ میں نے بے ساختہ طور پر  
سوال کیا۔ حضرت آپ یہاں؟ آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ "میں تم

سے غافل نہیں ہوں۔ پھر آنکھ کھل گئی

حضرت اشیحؓ - تعبیر خواب | آپ کے یہ خواب مبارک ہیں پہلے خواب کا منشار تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے سیر و سلوک میں میرے مشورے مفید و معاون ثابت ہوں گے

دوسرا خواب بھی ادھری ہدایت کرتا ہے۔ چونکہ محبت کا اخفائے حال اور کیفیات و جذبات پر عقل کو غالب کرنا اور عقل پر حکم شریع کو غالب کرنا اصل دین ہے۔ اس لئے پولیس نے آپ کو اس سے روکا۔ میرا یہ منہ کہاں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اتحاد کا دعویٰ کروں۔ مگر آپ کا خواب آپ کو یہی بتا رہا ہے کہ میری تعلیم میں سنت نبویؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اتباع ہے۔

خواب کا حکم | بہر حال خواب محض بشارت ہیں۔ ان پر اعتماد

کر کے اپنی حالت سے غافل نہیں ہونا چاہیے۔

حقیقت سلوک۔ استہام فرائض والتزام نوافل۔ احتراز معاصی

دو باتوں کا خاص لحاظ رکھا جائے۔ اول فرائض کی ادائیگی کا پورا پورا استہام۔ دوم نوافل مسنونہ اور اذکار کی کثرت ان کے علاوہ ہر قسم کے گناہوں سے احتراز کا استہام رکھا جائے کہ دل میں تقویٰ کی کیفیت پیدا ہو مسترشد۔ مولوی انوار احمد صاحب ایڈووکیٹ جو حضرت والاکے مجاز صحبت ہیں میرے بڑے کرم فرما ہیں۔ میرا بڑا وقت ان کی صحبت میں گزرتا ہے مولوی صاحب کی بھی یہی رائے ہے کہ آپ میری بیعت کر لیں انھی المکر

مولوی سید محمد صاحب ندوی بھی بیعت کی سفارش کرتے ہیں۔  
 حضرت اشیحؒ صحبت | خدا تعالیٰ کرے۔ کہ ان کی صحبت آپ کے کیلئے مفید  
 ہو اور کسی دوسرے کی کمزوری آپ کی کمزوری کا بہانہ نہ بنے  
 بیعت | بیعت کے لئے میں تیار ہوں اور یہ بیعت غائبانہ بھی  
 ہو سکتی ہے۔ مگر بہتر ہو کہ آپ اوس کی تیاری بھی کر لیں۔ پہلے مطلع کریں  
 کہ نماز پابندی سے اور جماعت سے آپ پڑھتے ہیں۔ اور دیگر معمولات  
 شب و روز آپ کے کیا ہیں۔ اور کیا آپ اس راہ پر پورے مستقل آخر  
 تک رہ سکیں گے۔

مستر شہ۔ میری بیوہ خالہ ساس آپ سے بیعت عثمانی کی متمنی ہیں۔  
 حضرت اشیحؒ، آپ کی خالہ ساس بھی بیعت کر سکتی ہیں۔ ان کے معمولات  
 بھی لکھئے۔

احساب نفس | اپنے نفس کے عیوب کا بھی جائزہ لیں۔ اس  
 خط کا جواب جلدی دیں۔

والسلام  
 الفقیر الی اللہ تعالیٰ  
 سید سلیمان ندوی۔

مکتوب - ۲

(ریگڑای نامہ مکتوب الیہ کے ۲۶ ذی الحجہ ۱۳۷۰ھ کے پٹرن کے خط کے جواب میں ہے)

حضرت الشیخ: ۱۴ محرم ۱۳۶۱ھ

عزیزی و غلطی زادکم اللہ توفیقاً

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہم۔ آپ کا یہ خط ملا۔ میں ایک سفر میں گیا ہوا تھا۔ واپس آیا تو علیین ہو گیا۔ صحت بچھڑا اللہ کہ ایک ہفتہ کے اندر نصیب ہوئی۔ مگر ضعف پیدا ہو گیا جس کا سلسلہ اب بھی ہے۔ اسی سبب سے آپ کا جواب وقت پر نہ جاسکا۔ جیل کا افسوس ہے۔

مستر شد۔ گرامی نامہ نظر نوازا تھا اللہ علیم وبعیرین کہ وصول گرامی قدر سے کسے درجہ کی خوشی ہوئی کہ اس کے اظہار سے زبان قلم عاجز ہے

حضرت الشیخ: شفقت شیخ | آپ کا خط پا کر بہت خوشی ہوئی۔ اور آپ کے حسن جذبہ پر دل سے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ ہمارے ندوی بھائیوں میں سے جب کوئی ادھر متوجہ ہوتا ہے۔ تو مجھے دلی خوشی ہوتی ہے۔ اور اس کے حق میں دل سے دعا نکلتی ہے۔

مستر شد۔ گرامی نامہ ملنے پر میری غیر معمولی مسرت دیکھ کر والدہ ماجدہ نے نہایت استعجاب سے پوچھا۔ کیا ہے۔ کہاں سے خط آیا کہ تم اس قدر خوش نظر آتے ہو۔ میں نے جواباً عرض کیا کہ یہ میرے حضرت کا خط ہے۔ میں نے گرامی نامہ اور حضرت کے نام کو بوسہ دیا اور آنکھوں سے لگایا۔

حضرت الشیخ: حب فی اللہ | یہ محبت جو صرف خدا کے لئے ہے۔ یہی حب فی اللہ ہے۔ جو اصلاح اور ترقی روحانی کا زینہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو طرفین کے لئے موجب سعادت بنائیں۔



مترشد۔ میں نماز باجماعت کا پابند ہوں

حفرۃ الشیخ: نماز باجماعت | مبارک اللہ تعالیٰ استقامت عطا فرمائیں

مترشد، جب کبھی کانگریس یا جمعیتہ علماء کے حضرات تشریف لاتے ہیں۔

اور جم کر بیٹھ جاتے ہیں تو بسا اوقات تو میں اجازت لے کر مسجد چلا جاتا کرتا ہوں

حفرۃ الشیخ: التزام جماعت | ایسا ہی چاہیئے۔

مترشد۔ لیکن گاہے گاہے ان حضرات کی آمد کی بنا پر جماعت فوت ہو جاتی ہے

جس کا مجھے بعد میں احساس ہوتا ہے۔ اور قلبی تکلیف ہوتی ہے۔

حفرۃ الشیخ: نشان ایمان | یہ تکلیف کا احساس ایمان کی علامت ہے۔

مترشد۔ تہجد کی نماز کیلئے عموماً ۲ بجے اٹھتا ہوں

حفرۃ الشیخ: نماز تہجد | صبح صادق سے گھنٹہ دو گھنٹہ پہلے اٹھنا کافی ہے

آپ اپنے یہاں کے اوقات سے اندازہ لگائیں۔ صبح اٹھنے کے لئے

رات کو سویرے بعد غسل سونا لازم ہے۔ تاکہ صحت پر اثر نہ پڑے

مترشد۔ تہجد کے بعد ۱۲ تسبیح پڑھنا ہوں۔ پھر مناجات مقبول کی ایک منزل،

سورۃ یسین، الرحمن، المنزل، الکہف، الملک۔ صلوٰۃ و سلام، درود

تاج، اسمائے حسنی۔ دعائے گنج العرش، اسمائے نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے

تلاوت اور چند آیات حفظ کرتا ہوں۔ استانہ میں صبح کی نماز کا وقت ہو جاتا ہے

حفرۃ الشیخ: وظائف کی کثرت | یہ بہت زیادہ ہے۔ تہجد کے بعد ۱۲ تسبیح

کافی ہے۔ وقت اس سے زیادہ نہیں مل سکتا۔ وقت ملے تو درود و سلام

مختصر پڑھیں۔ درود تاج اور دعائے گنج العرش اور اسمائے نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

کی تلاوت معمول سے خارج کر دیجئے

طریق تلاوت | ان سورتوں کی اس طرح تلاوت سے بہتر یہ ہے کہ  
کہ روزانہ نماز صبح کے بعد ایک پارہ قرآن پاک بہ ترتیب پڑھیں اور اس کے  
بعد مناجات کا خیر و منزل۔

مترشد۔ ہر فرض کے بعد "فكشفا عنك غطاءك فبصر ك اليوم حديد"  
تین بار پڑھ کر انگشت شہادت پر دم کرنے کے بعد آنکھوں پر اپنی  
انگلیوں کو پھیر لیتا ہوں۔

صرف صبح کی نماز کے بعد سینہ پر دونوں ہاتھ رکھ کر الفتح ۷ بار  
پڑھتا ہوں۔ نیز اللہ لطیف بعبادہ کاینفاق من یشاء بغیر حساب  
۷ بار پڑھتا ہوں۔

حضرت شیخ۔ اور اد مسنونہ اقدم | اگر تبرکاً نور لبصر کے قیام و انزاکش کے  
لئے کرتے ہیں تو خیر ورنہ اولاد مسنونہ میں یہ نہیں ہے۔ اسی طرح صبح کی  
نماز کے بعد الفتح کا پڑھنا کس غرض سے ہے۔ یہ بھی خارج کریں اور  
اللہ لطیف بعبادہ الخ پڑھ سکتے ہیں۔

مترشد۔ ہر فرض کے بعد الولی، العنور، القوی، الودود، الوهاب  
الرحمن، الرحیم، الایمانق ۷، ۶ بار سبحان اللہ، الحمد للہ ۳۳، ۳۳  
بار اللہ اکبر ۳۴ بار لا الہ الا اللہ ۳۳ بار، یا عزیز یا مجیب ۱۱، ۱۱  
بار پڑھتا ہوں۔

حضرت شیخ۔ وظائف و تحمل | ان سب کو موقوف کریں تحمل کے مطابق کرنا چاہیے

البتہ ہر نماز کے بعد سبحان اللہ ۳۳ (بار اشرف) الحمد للہ ۳۳ (بار اشرف) اللہ اکبر ۳۲ (مرتبہ اشرف) پڑھ لیا کریں۔

مستتر شدہ ہر نماز کی فراغت کے بعد لا الہ الا اللہ الحمد للہ اللہ اکبر سو سو مرتبہ پڑھتا ہوں۔

حضرت اشیحؓ کلمہ تجید | اس کو روزانہ اور ہر وقت تسبیح پر پڑھ لیا کریں۔  
مستتر شدہ نماز فجر کے بعد اوراد سے فارغ ہونے کے بعد اپنے گھر والوں کو قرآن پاک ناظرہ کی صحبت و تجوید کے ساتھ مشق کراتا ہوں۔

حضرت اشیحؓ تعلیم اہل و مناسب ہے

مستتر شدہ اس کے بعد اشراق پڑھتا ہوں۔

حضرت اشیحؓ اشراق :- اشراق ضرور پڑھیں۔

مستتر شدہ نماز اشراق کے بعد گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ سو رہتا ہوں

حضرت اشیحؓ نیند کا غلبہ ہو تو سو سکتے ہیں۔ مگر بہتر وقت اس کے لئے قبلولہ کا وقت ہے۔

مستتر شدہ سونے سے اٹھنے کے بعد غسل وغیرہ سے فارغ ہو کر چاشت کی

نماز پڑھتا ہوں۔

حضرت اشیحؓ چاشت :- چاشت کی نماز پڑھا کریں

مستتر شدہ چاشت کی نماز کے بعد مولوی انوار احمد صاحب کے پاس چلا جاتا

ہوں اور کچھ دیر دینی باتیں سننے کے بعد پر لیں آجاتا ہوں۔

حضرت اشیحؓ صحبت صلحاء :- صالحین کی صحبت مفید ہے۔

مسترشد۔۔۔ پریس کے کاموں کی مشغولیت کے دوران میں بھی پاس انفاس صلی اللہ علیہ وسلم جاری رکھتا ہوں۔

حضرت اشیحؒ۔۔۔ کوشش رزق حلال۔۔۔ پریس کے کاموں کو پوری مستعدی سے انجام دیا کریں۔ کیونکہ طلب رزق حلال واجب ہے۔

پاس انفاس۔۔۔ پاس انفاس صلی اللہ علیہ وسلم نہیں جانتا کہ کیا چیز ہے۔ بہر حال یہ ہمارے یہاں مروج نہیں۔ اس کو موقوف کریں۔ پاس انفاس یہ ہے کہ کوئی سانس اللہ کے ذکر سے خالی نہ ہو۔ اور اس کے لئے اللہ کافی ہے۔

مسترشد۔۔۔ ظہر کے نماز کے بعد بھی وہی وظائف پڑھتا ہوں جو اوپر لکھ چکا ہوں البتہ ظہر کی نماز کے بعد کلام مجید کا ناظرہ حسب موقع پاؤ پارہ۔ نصف پارہ، ایک پارہ پڑھ لیتا ہوں۔

حضرت اشیحؒ۔۔۔ تلاوت و اعتدال۔۔۔ ظہر کے بعد تلاوت کا مضائقہ نہیں۔ اگر صبح نہ ہو سکے۔ وظائف کی کثرت کوئی مفید چیز نہیں۔

مسترشد۔۔۔ عصر کے بعد وہی وظائف ہیں۔  
حضرت اشیحؒ۔۔۔ تسبیحات فاطمہ، عصر کے سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر پر کفایت کیجئے۔

مسترشد۔۔۔ مغرب کی نماز کے بعد ان وظائف اور اوراد کے علاوہ اول آخر درود شریف اور لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین ایک سو مرتبہ پڑھتا ہوں۔ اور الباعث، البدیع، الخافض، یا مغنی سو سو مرتبہ

پڑھتا ہوں۔ اور ادا میں کا بھی معمول ہے

حضرت اشیحؓ۔ ادا میں سے۔ مغرب کے بعد ادا میں پر قناعت کیجئے۔

مسترشد۔ ادا میں کے بعد گھر والوں کو بٹھا کر سبقتاً حضرت والا کے مواعظ پڑھ کر سناتا ہوں۔ ان دنوں بیان القرآن کو پڑھ کر سناتا ہوں۔

حضرت اشیحؓ۔ مواعظ تھانویؒ۔ یہ بہت مناسب ہے

مسترشد۔ عشاء کی نماز میں بھی وہی وظائف رہتے ہیں۔ صرف اول آخر سومرتبہ

درد و شریف کے ساتھ پانچ سومرتبہ لاجول و لا قوۃ الا باللہ سومرتبہ

استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ، سومرتبہ الخالق پڑھ لیتا ہوں۔

اس کے بعد کھانا کھا کر سورتہا ہوں۔ کبھی کبھی گھر والوں کے ساتھ

دینی باتیں کرتا ہوں۔

حضرت اشیحؓ۔ معمول بعد عشاء۔ عشاء کی نماز کے بعد سو دفعہ استغفار کے

سونے کے وقت کی دعا لے منون پڑھ کر سورتہا ہوں۔ (سور بیئہ)

عشاء کے بعد کھانے اور سونے کے علاوہ مجلس نہ کریں تو بہتر ہے۔

مسترشد۔ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم شامل حال رہا تو انشاء اللہ تعالیٰ اس راہ پر

آخر دم تک ثابت قدم رہوں گا۔

حضرت اشیحؓ، اللہ تعالیٰ استقامت نصیب فرمائے۔

مسترشد۔ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ فرائض کی ادائیگی کی پورے اہتمام کے

ساتھ توفیق ارزانی فرمائے

حضرت اشیحؓ۔ ۲۴ صیغے

مترشد۔ اللہ تعالیٰ ہر قسم کے گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے  
حضرت شیخ۔ آمین

مترشد۔ میری خالہ ساس (دگر معمولات کے علاوہ) صبح کی نماز سے پہلے تختہ  
الوضوء دو رکعت پڑھ کر سنت اور فرض پڑھتی ہیں

حضرت شیخ؟۔ صبح میں سوائے سنت فجر اور فرض صبح کے کوئی اور نماز نہ پڑھتے  
مترشد۔ فجر کے بعد دگر اوراد و وظائف کے علاوہ

۱۔ درود اکبر، دعائے گنج العرش، مناجات مقبولہ و اشراق کی نماز پڑھتی  
ہیں۔

ب۔ ہر وقت صلی اللہ علیہ وسلم کا پاس انفاں رہتا ہے۔

ج۔ ہر نماز کے بعد آیت الکرسی ایک مرتبہ، سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ، الحمد للہ

۳۳ مرتبہ، اللہ اکبر ۳۲ مرتبہ ۱۹ مرتبہ بسم اللہ پڑھتی ہیں

د۔ ظہر کے بعد دگر سورتوں اور وظائف کے علاوہ دعائے گنج العرش  
اور اسمائے حسنیٰ پڑھتی ہیں۔

حضرت شیخ؟۔ اوراد غیر منونہ

۱۔ درود اکبر اور دعائے گنج العرش موقوف کریں۔

ب۔ یہ پاس انفاں چھوڑ کر اللہ کا پاس انفاں کریں

ج۔ بسم اللہ کا کیا موقع اسکو چھوڑ دیں۔

د۔ دعائے گنج العرش چھوڑ دیں۔

مترشد، ”محمد الرسول اللہ“

حضرت ایشیحؓ - محمد رسول اللہ

(مکتوب ایسے محمد رسول اللہ لکھا حضرت نے اسکی اصلاح فرمائی ہے)

مستر شہد - محترمہ موصوفہ بہت زیادہ وظائف و اوراد پڑھتی ہیں۔ علاوہ از یہ

اسماء حسنیٰ بھی پڑھتی ہیں۔ (مرتب)

حضرت ایشیحؓ - اوراد کی کثرت و اسمائے حسنیٰ کا انتخاب

یہ اوراد کی کثرت کس غرض سے ہے۔ اور یہ مختلف اسماء حسنیٰ

کا انتخاب کس اصول پر کیا گیا ہے

تشتت اسماء سے انتشار پیدا ہوتا ہے۔ ایک اللہ کا نام کافی

ہے۔ اور سب چھوڑ دیں۔

مستر شہد - جناب مولوی محی الدین صاحب ندوی، سعیدہ خاتون صاحبہ اور

محترمہ کلثوم النساء صاحبہ (مرتب)

حضرت ایشیحؓ - مہینوں صاحبوں کی بیعت قبول کرتا ہوں۔

قصد السبیل و بہشتی زیور: آپ قصد السبیل کو پیش نظر رکھیں

اور بیویوں کو بہشتی زیور کا حصہ عقائد و اعمال پڑھنے کو کہئے۔ آئندہ

خط میں مزید ہدایات ہوں گی۔

والسلام

الفقیر الی اللہ تعالیٰ

سید سلیمان

مکتوب - ۵

(بنام مولوی محی الدین صاحب ندوی)

سید سلیمان ندوی

کراچی ۵ چیس اسٹریٹ ڈارمنزل

عزیز مکرم۔ ادا م اللہ تعالیٰ توفیق کم

سیاست | السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ خیریت معلوم کر کے

خوشی ہوئی۔ عزیزم مولوی ریاست علی صاحب کے حالات سن کر بھی مسرت

ہوئی۔ اللہ تعالیٰ علم و عمل عنایت فرمائیں اور سیاست کی فریب کاریوں سے

جن سے زوال دین ہو سچائیں۔ اون کو براہ راست خط نہیں لکھتا۔ اون سے

کہہ دین کہ اگر ان کی کوئی نئی کتاب شائع ہوئی ہو تو میرے پاس بھیج دیں

اور یہ دریافت کریں کہ انفرادی کی تصحیح و مقابلہ کا جو کام میں نے اون کے

سپر و کیا تھا۔ وہ کہاں تک انجام پایا۔ اور اون کا مصحح نسخہ اور مسودہ تقدیرات

کہاں ہے ضرور مطلع کریں۔

برادر م سید محمد کے لئے بجز دعائے خیر کیا کہہ سکتا ہوں۔

بدری بابو اگر مجھے یاد کرتے ہیں تو بہت شکر یہ، میری طرف سے

بھی آداب پہنچا دیجئے۔ کاش ملک میں ایسے شریف و نیک اور بھی

ہوتے۔

والسلام

سید سلیمان۔ ۲۳ اکتوبر ۱۹۵۱ء



## مکتوب ۶۰

( بنام مولوی محی الدین صاحب )

( درج ذیل گرامی نامہ مکتوب ایہ کے ۳۰ اکتوبر ۱۹۵۱ء کے خط کے جواب میں ہے۔ یہ مکتوب ۱۰ نومبر کی قریبی تاریخوں میں لاہور سے لکھا گیا ہوگا۔ جیسا کہ قرائن سے معلوم ہوتا ہے۔ )

مستر شد :- حضرت والا رحمۃ اللہ تعالیٰ کے مشورہ اور مطالبہ پر خواجہ ناظم الدین وزارت نے پاکستان کے مروجہ قانون کو شریعت مطہرہ بنانے کے لئے یہ کمیشن مقرر کیا تھا۔ جس میں علماء حضرات میں سے شروع میں حضرت والا ہی شریک کئے گئے تھے۔ بعد میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ایما سے مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی بھی شریک کر لئے گئے۔ پاکستان اور ملت اسلامیہ کی حضرت والا نے اس طرح ایک عظیم خدمت انجام دی حضرت کے وصال سے پہلے میری آخری حاضری جولائی و اگست ۱۹۵۳ء تک کمیشن کافی حد تک اپنا کام کر چکا تھا۔ ان دنوں میں بکاری سود وغیرہ کے مسائل چل رہے تھے۔ ( محمد اشرف )

حضرت الشیخ، انھی الغزیز ادام اللہ تعالیٰ توفیق کم  
السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

میں لاہور کمیشن (جو یہاں کے ملکی قانون کو فقہی نظر سے ترمیم کرے گا) کے جلسہ کی شرکت کی غرض سے یہاں لاہور آیا ہوں اور ذوروز مزید مجوزہ سرکاری دارالعلوم عربی کے نصاب وغیرہ بنانے کے سلسلے میں

یہاں قیام کروں گا۔ اور ہاں تک کراچی واپس جاؤں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ  
 مستر شہ۔ حضرت کے ہدایت اب تک کم و بیش سو بار پڑھ چکا ہوں۔ اور  
 ہر بار فاتحہ کے بعد اللہ تعالیٰ سے یہی دعا کرتا ہوں کہ یا اللہ العلیٰ جس راہ  
 پر لگا ہوں۔ اسی راہ پر تادم تہر استقامت نصیب فرما۔  
 حضرت اشیحؒ؛ حسب شیخ | یہ کیفیات محبت کے ہیں اور محمود ہیں۔

استقامت | اللہ تعالیٰ استقامت عطا فرمائے۔ کہ جو قدم صحیح  
 سمت میں اٹھ چکے ہیں۔ وہ پھر اس وقت تک نہ رکھیں جب تک  
 مرحلہ حیات ختم نہ ہو جاتے۔ اسی کا نام حسن خاتمہ ہے۔ جس کی تمنا  
 اور انبیاء علیہم السلام تک نے کی ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام  
 (نے) اپنے بیٹوں کو مرتے وقت وصیت فرمائی۔ ولا تموتن  
 الا و انتہ مسلحون۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے سلطنت کے  
 کاروبار میں حصہ پانے کے بعد دعاء کی۔

فاطر السموات والارض انت ولی فی الدنیا والاخرتہ  
 توفنی مسلماً والحقنی بالصالحین۔

یہ دعاء حسن خاتمہ کے لئے پڑھنی چاہیے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں۔

قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَغْمِرْ

مستر شہ۔ حضور نے حلقہ بیعت میں لے کر اس گنہگار پر جتنا عظیم احسان  
 فرمایا ہے۔ اس کے لئے اللہ تبارک <sup>تعالیٰ</sup> کا لاکھ بار شکر گزار ہوں  
 حضرت اشیحؒ؛ ارشاد و تربیت فرض ہے | یہ احسان نہیں ہے۔ فرض

کی بجائے آوری ہے۔

مستر شہد، جب سے معلوم ہوا کہ حضرت نے میری بیعت فرمائی ہے  
میرے کتاب حیات کا نیا ورق اٹا ہے  
حضرت اشیحؒ: احساس مرید | ایسا ہی سمجھنا چاہیے۔ اور اسی کے سمجھنے  
میں فائدہ ہے۔

مستر شہد، جن اوراد و اذکار کے ترک و اختیار کی حضرت نے ہدایت  
فرمائی ہے۔ اس پر اسی لمحہ سے عامل ہو گیا ہوں۔ نیز اپنی دونوں خلیا  
ساس کو بھی بیعت کا شرفہ جانفزا سنا دیا ہے۔ دونوں نے شکر یہ  
ادا کیا۔ اور ہدایت پر کار بند ہونے کا عزم بالجزم کر لیا۔

حضرت اشیحؒ: نماز توبہ | آپ کو اور جن صاحبوں نے بیعت کی ہے۔ ان  
سب کو چاہیے کہ میرے اس خط کے پڑھنے کے بعد اسی روز یا ایک  
آدھ روز کے بعد کسی جمعیت خاطر کے وقت اچھی طرح وضو نیت  
کے ساتھ بسم اللہ الرحمن الرحیم کہہ کر کریں اور دو رکعت نماز کمال  
خشوع و خضوع کے ساتھ نماز توبہ کی نیت سے پڑھیں پہلے میں قل  
یا ایہا الکافرون اور دوسری رکعت میں قل هو اللہ احد پڑھا جائے  
اور اس کے بعد کمال استقامت کے ساتھ گذشتہ معاصی سے بدگاہ  
الہی پوری انابت، عاجزی، مسکینی سے توبہ کی جائے اور آئندہ ان  
معاصی سے بچنے کی پورے اہتمام کا عزم نصیم کیا جائے۔  
اقسام معاصی | معاصی تین قسم کے ہوتے ہیں۔

- ۱۔ ناقابلِ تلافی | ایک تو وہ جن کی تلافی نہیں ہو سکتی جیسے کفر و شرک کا صدور ہوا ہو، کسی سے زنا کا صدور ہوا ہو، تو اسکی توبہ اپنے قصور کے اعتراف بدگاہِ باری، اور ایمان کی تجدید ہے۔ اور اعمالِ ناقابلِ تلافی کی توبہ محض اعتراف اور عفوِ تقصیر کی طلب ہے اور نہ است و پشیمانی کا اظہار زبان سے اور دل سے اور آئندہ سے احتراز کا وعدہ
- ۲۔ قابلِ تلافی حقوق اللہ | دوسرے وہ گناہ جن کی تلافی ہو سکتی ہے جیسے نمازیں قضا ہوں، یا روزے چھوٹے ہوں یا زکوٰۃ نہ دی ہو یا کسی بندہ کا حق باقی ہو، قرض باقی ہو، زمین غصب کی ہو چوری کی ہو تو اس کی توبہ یہ
- ۳۔ قابلِ تلافی حقوق العباد | ہے کہ عفوِ تقصیر کی طلب کے ساتھ اون کی تلافی کرے، نماز اور روزہ قضا کو ادا کرے۔ اسی طرح بندہ کے سب باقی حق یا ادا کرے یا اوس سے معاف کرائے۔ اگر وہ مر گیا ہو تو اس کے وارثوں کو ادا کرے یا معاف کرائے۔ اگر وارثوں کا پتہ نہ چلے تو اوس کے نام سے خیرات کرے۔ اور اس کے حق میں دعاؤں مغفرت کرے۔

مترشد: حضرت کی علالت کی خبر سے سخت تشویش ہوئی

حضرت الشیخ، الحمد للہ تعالیٰ فقیر اس وقت مع الخیر ہے۔

مترشد: خداوند کریم قد مبوسی اور خدمت کے مواقع فراہم فرماویں۔

حضرت الشیخ: خدا کرے کہ ایسا ہو۔

مترشد: برادرِ مولوی ریاست علی صاحب نے حضور کے گرامی نامہ کو

متعدد بار پڑھا ان پر دفعۃً گریہ طاری ہو گیا۔ اور بھرائی ہوئی آواز میں  
فرمایا کہ سبحانی صحیح راہ یہی ہے جس کو تم نے اختیار کیا ہے۔ میں بھی  
تیری میں لگ جاتا ہوں

حضرت اشیحؒ، سہولت طریق | برادر موصوف تک سلام پہنچادیں۔  
راستہ صاف ہے، ہمت شرط ہے۔

مسترشد: ریاست علی صاحب نے فرمایا کہ دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ توفیق دین تو  
میں بھی حضرت سے بیعت کی درخواست کروں۔

حضرت اشیحؒ: تمنا کافی نہیں | یہ تمنا ہے۔ تمنا تنہا کافی نہیں جب تک اس  
کے ساتھ عزیمت نہ ہو۔

مسترشد: کتابوں کا ایک بنڈل جو مجھے ریاست علی صاحب نے دیا اسے  
میں روانہ کر چکا ہوں۔ حضرت اس کے مجاز کل ہیں۔

حضرت اشیحؒ: کراچی کے قیام تک ۶ نومبر تک نہیں پہنچا تھا۔  
مسترشد: الفاروق کی جلد کی تصحیح کا کام اب تک پورا نہیں ہو سکا۔ پہلے  
حصہ کا کام ختم ہو گیا ہے

حضرت اشیحؒ: جو حصہ صحیح ہو چکا ہو۔ وہ رجسٹر تک پوسٹ سے بھیج دینا البقیہ  
یا تو صحیح کرویں یا اصل مع مسودہ مجھے بھیج دیں۔ یہاں تصحیح  
ہو جائے گی۔

مسترشد: بدری بابو کو ابھی تک آپ کا آداب نہیں پہنچا۔  
حضرت اشیحؒ: جب ملاقات ہو، میری یاد دلا دیجئے۔

مستر شہد، میری دونوں سائیاں شکید سلہبا اور عظمت سلہبا اور میری دلہن صاحبہ سلہبا بیعت کی درخواست کرتی ہیں۔ درخواست حاضر ہے۔ حضور کا جو حکم ہو۔

حضرت اشیحؓ: بیعت میں کسی پر زور نہ ہو، آپ کسی پر زور نہ دیں۔ نہ کسی عورت کی بیعت دوسرے کی وکالت کریں۔ اگر اون کی شادیاں ہو گئیں ہیں تو اپنے شوہروں کی اجازت سے خط لکھیں۔ اور اس میں بجائے نام کے اہلیہ فلاں لکھیں۔ شوہر کی اجازت کا رقمہ اس میں رکھ دیں۔ آپ کی اہلیہ سلہبا بھی اس پر عمل کریں۔  
والسلام

مکتوب - ۷

(بنام مولوی محی الدین صاحب)

حضرت اشیحؓ: برادر دینی من۔ توفیق خیر ارزانی باد  
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مستر شہد: رفع ضعف اور صحت یابی کی خبر پڑھ کر خوشی ہوئی۔  
حضرت اشیحؓ: بجز اللہ تعالیٰ اچھا ہوں۔

مستر شہد: حضرت قدس کی ہدایت کے مطابق نماز توبہ میں سے اور منجلی علیا ساس نے پڑھ لی ہے۔ میرے ذمہ زکوٰۃ کی کوئی رقم نہیں۔ جن دونوں کے ذمے زکوٰۃ اور قضا نمازیں ہیں وہ ادائیگی میں مصروف

ہو گئی ہیں۔

حضرت الشیخؒ۔ اللہ تعالیٰ ادا سگی کی جلد توفیق بخشیں۔

مستر شد۔ اپنے ظاہر کا قبلہ حضور کے ظاہر کو اور اپنے باطن کا قبلہ حضور کے باطن کو بنا چکا ہوں۔ اللہ تعالیٰ استقامت دیں۔

حضرت الشیخؒ۔ حب شیخ میں غلو ان اصطلاحات سے میں واقف نہیں قبلہ ایک ہی ہے۔ اور وہ کتاب و سنت کی تعلیم ہے اور اس پر عمل کرنا ہے۔ شیخ کا کام اس پر عمل کرنے کی صحیح اور آسان طریق کی تعلیم ہے۔

مستر شد۔ مولوی ریاست صاحب پٹنہ سے باہر ہیں۔ وہ آجائیں تو حضرت کا پیغام پہنچاؤں گا۔

حضرت الشیخؒ۔ مولوی ریاست علی صاحب کا خط آیا تھا۔ جواب دیا گیا۔  
مستر شد۔ بدری بابو دیگر ممبران مجلس قانون ساز کے ہمراہ دہلی گئے ہوئے ہیں۔ اس لئے ابھی تک حضور اقدس کا آداب نہیں پہنچایا۔  
حضرت الشیخؒ۔ مکارم حسن خلق کچھ ضروری بات نہیں۔ محض اخلاق کا جواب اخلاق سے دینا تھا۔ کوئی دوسرا مقصود نہیں۔

مستر شد۔ مکتبہ سلیمانیہ کی داغ بیل ڈال دی۔

حضرت الشیخؒ۔ حب شیخ میرے نام کی طرف نسبت آپ کی محبت کا نتیجہ ہے اللہ تعالیٰ برکت ظاہری و باطنی دیں۔

مستر شد۔ مکتبہ سلیمانیہ سے پہلی کتاب قصداً السبیل اور حواہیۃ المسلمین

شائع کرنے کا ارادہ ہے۔ تیسری کون سی ہو۔  
حضرت اشیحؒ، تیسری کتاب "تعلیم الدین ہو۔"

مستر شد، کل شب تہجد سے پیشتر خواب دیکھا کہ دسترخوان چاہوا ہے۔ دو رکابیاں آنے سامنے ہیں۔ دونوں میں صاف شفاف چاول ہے اور چاول پر کدو کی قاشیں رکھی ہوئی ہیں۔ حضرت کھانا تناول فرما رہے ہیں۔ حضرت جب تناول فرما چکے تو ایک چوتھائی حصہ بچ گیا۔ جو میں نے بغیر اجازت اپنی رکابی میں انڈیل لیا۔ اور وہاں انداز میں چاول اور کدو کی قاشیں کھانی شروع کر دیں۔ بعد میں بے اجازت لینے کا احساس ہوا، لیکن آپ نے متبسم ہو کر ارشاد فرمایا کہ بھوک تھی تو کھا لیا۔

حضرت اشیحؒ، تعبیر خواب | یہ خواب بصورت دسترخوان فیض و برکت سے عبارت ہے۔ کدو کی قاشیں خاص سنت کی علامت ہے اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔

مستر شد: بس ایک تمنا ہے کہ حاضری و شرف ملازمت کا موقع ملے حضرت اشیحؒ، اللہ تعالیٰ سعادت و ارین عطا فرمائیں۔

مکتوب ۸

بنام مولوی محی الدین صاحب



حضرت الشیخؒ: <sup>۱</sup>عزیزم سلّم اللہ تعالیٰ و وقتکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مترشد: یہ جس بچی (عظمت سلمہا) کا عریفہ ہے۔ اس کی شادی اب تک نہیں ہوئی۔ بچی حدودِ سلیم الفطرۃ دیندار اور زاہدہ ہے۔ اس بچی کی دینی تربیت میری زیر نگرانی ہوئی ہے اور ہو رہی ہے۔ اس لئے وکالت نہیں بلکہ ان گذارشات کی تصدیق کرتا ہوں جو عزیزہ سلمہا کے معروضہ میں درج ہیں۔ عزیزہ موصوفہ نے اپنے دینی اشغال کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے فی الحقیقت بہت گھٹا کر لکھا ہے۔

حضرت الشیخؒ: سلوک کی ہمہ گیری | دینداری آجکل کی اصطلاح میں صرف

نماز روزہ اور ظاہری شکل کا نام رہ گیا ہے۔ ضرورت اس کی ہے کہ حقوق عباد کو بھی پہچانتا ہو۔ اور معاملات میں بھی راست باز ہو۔ ساتھ ہی حقوق زوجیت ادا کرنے کے قابل ہو۔

مترشد: دوسری بچی اشدیکہ سلمہا شادی شدہ ہے۔ وہ اپنے شوہر کا اجازت نامہ لے کر خط لکھے گی۔ موصوفہ کی آٹھ دن ہونے بچی پیدا ہوئی ہے۔ اس کا نام کیا رکھا جائے۔

حضرت الشیخؒ: اللہ تعالیٰ اس لڑکی کی اور اسکی بچی کی حفاظت فرمائیں۔ اور سعادت دارین بخشیں بچوں کے نام والدین کے نام سے مناسبت رکھیں

۱۔ یہ مکتوب گرامی مکتوب الیہ کے ۱۹ نومبر ۱۹۵۱ء کے خط کے جواب میں ہے جو مکتوب

الیہ نے حضرت دالائی خدمت میں اپنی دونوں سالیوں جنابہ عظمت صاحبہ اور  
(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

تو بہتر ہے۔ ماں کا نام معلوم ہوتا تو مشورہ دیتا۔

مکتوب - ۹

( بنام مولوی محی الدین صاحب )

حفظہ الشیخ :- عزیز مکرم ادا م اللہ تعالیٰ توفیقکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

الحمد للہ تعالیٰ خیریت ہے

مسترشد :- بجز اللہ قصد السبیل کا کام مکمل ہو گیا ہے۔ حیوۃ المسلمین کتاب

کا کام اب تک انجام نہیں پاسکا۔ تعلیم الدین حسب ہدایت شائع کرنے

کا عزم رکھتا ہوں

حفظہ الشیخ :- ان کتابوں کی طبع و اشاعت پر مبارکباد، ہو سکے تو مطبوعہ کتابوں کا

ایک ایک نسخہ بھیج دیا کریں۔ تصحیح کی کوشش ضرور کیجئے۔ کسی لائق شخص

کو تصحیح کے لئے مقرر کریں۔

مسترشد :- برادر م مولوی عبداللہ صاحب ندوی حجاز مقدس سے اپنے ماکوف

پہلو اڑی آئے تھے۔ ان سے ملاقات ہوئی۔ ذرہ کے متعلق باتیں ہوئیں

(بقیہ حاشیہ) محترمہ شکیلہ صاحبہ کی بیعت کی سفارش میں لکھا تھا (عرب)

مے محترمہ موصوفہ کے جس عزیزہ کا حوالہ جناب محی الدین صاحب نے اپنے اس خط میں دیا ہے اس

کا جواب اس مجموعہ مکتوبات بنام عظمت خاتون عا خط ہے (اشرف)

وہاں کی اقتصادی حالت کا علم ہوا ارادہ رکھتا ہوں کہ زکوٰۃ کی کل رقمیں  
 زندہ بھیج دی جائیں۔ حضرت کی ہدایت کا طالب ہوں۔

حضرت الشیخؒ :- امدانندہ | ضرور بھیجیں اور تصریح سے لکھیں کہ یہ زکوٰۃ کی  
 رقم ہے۔ مستحقین میں خرچ کی جاتے

مسترشد :- مولوی ریاست علی صاحب کی زبانی معلوم ہوا کہ حضرت اقدس  
 کی زیر سرپرستی ایک مکتبہ "مکتبۃ الشرق" کے نام قائم ہوا۔ اگر مکتبہ  
 کی کوئی تازہ اشاعت ہو، تو اس کی ایک جلد اس عاجز کے نام پر  
 دی۔ پی کرنے کی ہدایت فرما دیجئے۔

حضرت الشیخؒ :- کتابیں ابھی تک وہی چھپی ہیں جو ہندوستان میں پہلے چھپ  
 چکی تھیں۔ کوئی نئی کتاب چھپے تو بھیجوں دی۔ پی کا قاعدہ ہندوستان  
 سے نہیں۔

مسترشد :- بدری بابو صاحب کو حضرت اقدس کی یاد دلائی گئی بڑی محبت  
 اور محبت سے کہا کہ مولانا صاحب کو میرا بہت بہت آداب لکھ دیجئے۔  
 حضرت الشیخؒ :- یہ ادنیٰ خوش خلقی ہے۔ شرافت کے یہی معنی ہیں۔ معلوم  
 نہیں اس الیکشن میں وہ کامیاب ہوتے یا نہیں۔ اگر ہو گئے ہوں  
 تو مبارکباد دیدیجئے گا۔

مسترشد :- حضرت کیا عرض کروں۔ دو ہفتوں سے طبیعت بھی بھری رہتی ہے۔  
 حضرت الشیخؒ :- افسردگی طبع اور معمولات | طبیعت کی افسردگی کا اثر معمولات  
 پر نہ پڑے افسردگی و خوش طبعی کا نشیب و فرار تو دنیا میں ہوتا ہی رہتا

ہے۔ اوس کی فکر نہ کریں۔

مستر شد :- ہر وقت یہ فکر دامن گیر رہتی ہے کہ وہ ساعت کب آئیگی جب  
حضرت کا شرف ملازمت نصیب ہو۔

حضرت الشیخ :- تمنائے ملاقات شیخ | انشاء اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ سامان مناسب

سمجھیں گے تو فرمائیں گے راضی برضاء رہیں۔ اسی میں عافیت ہے

سید سلیمان رحمۃ اللہ علیہ

مکتوب - ۱۰

( بنام مولوی محی الدین صاحب )

حضرت الشیخ :- محبی و حبیبی و مخلصی اسعدکم اللہ تعالیٰ فی الدارين  
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مستر شد :- حضرت کی صحت و عافیت کی اطلاع پا کر روحانی خوشی ہوئی۔

حضرت الشیخ :- الحمد للہ بخیریت ہوں

مستر شد :- تقریباً دو ماہ سے میرے ابا جان علیل ہیں۔ درمیان میں حالت

تشویشناک ہو گئی تھی۔ اس لئے بچوں کو لے کر مونگیر چلا گیا تھا لیکن وہیں بھی

مونگیر میں ہے۔

حضرت الشیخ :- آپ کے والد ماجد کو اللہ تعالیٰ صحت عاجلہ و کاملہ عطا فرمائیں

لے یہ گرامی نامہ مکتوب الیہ ۱۶ اپریل ۱۹۵۴ء کے خط کے جواب میں (محمد اشرف)

کیا آپ کا گاؤں پھر آباد ہو گیا ہے

مستر شد :- بدی بابونے مبارکباد کے جواب میں اپنی دلی مستر کا اظہار کیا  
حضرت اشیح :- حسن خلق | بدی بابونے جو میری مبارکباد پر خوشی کا اظہار  
کیا تو یہ ادن کی شرافت ہے۔

مستر شد :- اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ طبیعت کی افسردگی کا اثر  
معمولات پر اب تک نہیں پڑ سکا۔

حضرت اشیح :- طبعی افسردگی اور معمولات | یہ بڑی چیز ہے کہ افسردگی پر سب  
معمولات میں فرق نہ آئے۔ اس سے استقامت کی نال ملتی ہے۔  
مستر شد :- اگر اللہ چاہیں گے اور ادن کی رحمت شامل حال رہے گی تو  
معمولات میں فرق نہ پڑے گا۔

حضرت اشیح، انشاء اللہ تعالیٰ۔

مستر شد :- قصد السبیل کی درجہ دین حسب الحکم ارسال خدمت ہیں۔ دوسری  
کتابیں طبع ہوئیں تو بھیج دوں گا۔

حضرت اشیح :- قصد السبیل کے دو نسخے ملے، ایک نسخہ ایک تاجر کو بھیجوا دیا  
ہے کہ اگر اوکو ضرورت ہو تو آپ کے یہاں سے منگوائیں۔ کتاب اچھی اور  
صاف چھپی ہے صحت کا حال معلوم نہیں کہ پڑھنے کی نوبت نہیں آئی۔

سلسلہ اشرفیہ | بحمد اللہ کہ سلسلہ اشرفیہ یہاں بھی بڑھ رہا ہے حضرت  
کے کئی خلفاء یہاں مصروف تعلیم و تلقین ہیں۔

انہ جی مسلم آبادی ۱۹۲۶ء کے بہار کے المناک فسادات میں تباہ و ویران ہو گئی تھی (مرتب)

ڈاکٹر محمود صاحب نیک اور دوست صفت آدمی ہیں، صوبہ سے گئے تو  
مرکز میں شاید جاتیں۔ جو ہر لال کی زندگی میں اونکی قدر رہے گی۔ یہی  
حال ابوالکلام آزاد صاحب کا ہے

مترشد، - برادر مولوی ریاست علی صاحب بخیر ہیں۔

حضرت اشیح، - مولوی ریاست علی کی خیر خیریت سے خوشی ہوئی۔ امید ہے  
کہ اونکی علمی مصروفیت بھی قائم ہوگی اور مذہبی حالت سبھی اچھی ہوگی۔  
والسلام۔ سید سلیمان

مکتوب - ۱۱

(بنام مولوی محی الدین صاحب)

حضرت اشیح، - عزیز می و محبی و مخلصی زاد کم اللہ عرفانا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کا یہ خط یہاں ۲۳ جولائی  
کو پہنچا۔ میں ایک سرکاری کمیٹی کے ضمن میں سفر پر تھا۔ وہاں اتفاق سے  
طبیعت مضمحل ہو گئی۔ کئی ہفتے وہاں رکن پڑا۔ اخیراً میں واپس آیا تو کمزوری  
مانع رہی۔ اب گواچھا ہوں مگر اعصاب کے سبب کام میں انتظام  
نہیں۔ آجکل ہو میوٹھیک علاج جاری ہے۔

شفقت اشیح، - آپ کے خط نہ آنے سے خیال ہوتا تھا کہ شاید  
کچھ طبیعت ناساز ہو۔ اس لئے ایک گونہ فکر تھی خط آنے سے  
فکر دور ہو گئی

مترشد بہ حضرت منعم صاحب کے مزار پر مولوی سعید احمد صاحب کی معیت میں حاضر ہوا فاتحہ پڑھا واپس ہوا تو معلوم ہوا کہ مزار اقدس سے روشنی کے فوارے ابل رہے ہیں اور میرا تعاقب کر رہے ہیں۔ صاف مشاہدہ ہو رہا تھا کہ انوار کی مسلسل بارش ہو رہی ہے۔ ہزار اسے وہ ہم مجھ ایکن پریس میں گھر میں، تہجد کو اٹھتے ہوئے انقضائے اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے اور باتیں کرتے (عالم بیداری میں) جس حال میں بھی ہوتا اس حال سے دوچار ہوتا۔ تقریباً پندرہ دن اس حال سے دوچار رہا۔

حضرت الشیخ :- کیفیات حجابات نورانی | میں نے آپ کے یہ حالات پڑھے، ان چیزوں کی طرف التفات نہ کیا جائے۔ نہ اس کا حقیقی ہونا ضروری ہے اور نہ مقبولیت کی نشانی ہے، بلکہ یہ حجابات نورانی حجابات ظلمانی سے زیادہ اشد ہیں، جیسا کہ حضرت نے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مقولہ نقل فرمایا ہے: اصل شے ایک ہی ہے اور وہ احوال مع اللہ تعالیٰ ہیں، علاقہ الہی میں ترقی ہو جسکی علامت عقیدہ اور عمل احکام الہی کا کامل اتباع ہے۔ باقی یہ کیفیات و حالات سفر کے تماشے اور مناظر ہیں جیسے کوئی پٹنہ سے مبعی جائے تو راہ کے مناظر، کھیت، درخت، پہاڑ، چشمے جو کچھ نظر آئیں وہ مقصود نہیں، مقصود تو بیٹی ہی پہنچنا ہے۔ اب اگر کوئی مسافر ان مناظر کے حسن میں پھنس کر رہ جائے تو مقصود سے محروم رہے گا۔

مستر شد :- دریا پور کی مسجد کے تنخواہ دار امام کی جگہ مستقل امامت کا بوجھ لوگوں نے حضرت اقدس کے غلام ہی کے ناتواں دوش پر تقریباً ڈیڑھ سال سے ڈال رکھا ہے۔

حضرت الشیخ :- دریا پور کے وہ امام اب یہاں کراچی میں ہیں۔ مجھ سے کئی دفعہ ملنے آئے۔ یہ اچھا ہوا۔ کہ یہ مسجد اس طور سے بدعات سے پاک ہوئی۔

مستر شد :- اپنا یہ حال ہے کہ ہر نماز کے وقت یہ فکر دامن گیر رہتی ہے کہ کوئی اللہ کا بندہ آجائے جو اس امامت کا عظیم بوجھ ہلکا کرے۔

حضرت الشیخ :- امامت یہ کیفیت صحیح ہے، اس پر عمل کیجئے امام نماز بن جانے سے کوئی واقعی امام نہیں بن جاتا اور نہ یہ کوئی فضیلت کا معیار ہے۔

مستر شد :- سجد اللہ تعالیٰ تنخواہ دار امام کے جانے کے بعد دریا پور کی مسجد بدعات اور رسومات سے تدریج پاک ہو رہی ہے ورنہ پہلے بدعات کا مرکز بن چکی تھی۔ مثلاً علی الفلاح کے بعد اٹھنا، جمعہ کی اذان ثانی سٹرک کے متصل دروازہ پر دینا۔ عورتوں کا بے پردہ اور بے محابا بلا قید مذہب و ملت کے مسجد اندر آنا، گھسی کا چراغ جلانا، منبر پر پھولوں کا بازار چڑھانا وغیرہ۔

حضرت الشیخ :- اس سستی کے یہ افسوس ناک حالات مجھے بے معلوم ہیں۔



مستر شد، جمعہ میں حضرت تھانویؒ کا مرتب کردہ خطبہ ہی پڑھتا ہوں، دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کے قلوب کو خطبہ کے سننے کے لئے کھول دے اور عمل کی توفیق مرحمت فرمائے۔

حضرة الشيخ: آمین

مستر شد :- کبھی کبھی لوگ نماز، روزہ، زکوٰۃ کے مسائل پوچھتے ہیں اور میں اپنی ناقص عقل کے مطابق جواب دیتا ہوں اور بعض اوقات کہہ دیتا ہوں کہ کتابیں دیکھ کر بتاؤں گا

حضرة الشيخ :- مسائل | جی ہاں کتابیں دیکھ کر جواب دیں۔ بہشتی زیور اور بہشتی گوہر پاس رکھو

مستر شد :- گا ہے گا ہے بہت خوف و خشیت کا یہ حال ہوتا کہ کبھی آیتیں کھول اور کبھی چھوٹ جاتیں کبھی قیام و قعود میں تاخیر و تقدم ہوتا۔ الغرض کبھی سجدہ منہور اور کبھی اعادہ نماز کرنا پڑتا تھا۔

حضرة الشيخ :- نماز | قلب کی مشغولیت کے سبب یہ سہو واقع ہوتا ہے۔ نماز میں صرف نماز کے ارکان اور قرأت اور ادعیہ کی طرف توجہ رکھی جائے اور قرآن پاک کی تلاوت روزانہ کا معمول کیجئے، تاکہ قرأت صحیح ہو۔

مستر شد :- عالم بیداری میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پہلو میں قلب کے پاس سوراخ ہے اور اس سے کلمات طیبات نکل رہے ہیں۔

حضرة الشيخ :- ذکر | یہ ذکر کی تاثیر فی القلب کی علامت ہے

مکتوب الیہ نے وساوس سے ملتے جلتے احوال قلم بند کئے تھے (محمداشرف)

حضرت الشیخؒ: وساوس | اس کی کچھ فکر نہ کیجئے۔ اس کا علاج عدم التفات ہے۔

مسترشد: انہی کیفیات کے دنوں میں حضرت اقدس کو بیشتر مرتبہ خواب میں دیکھا۔ کہ دعا مانگ رہے ہیں۔ اور میں آمین کہہ رہا ہوں۔ مزید برآں یوں معلوم ہوتا تھا کہ جو کلمات نماز وغینا میں پڑھنا ہوں، وہ کلمات قلب سے چاند کی طرح نکل نکل کر آسمان کی طرف صعود کرتے ہوئے معلوم ہوتے۔

حضرت الشیخؒ: کیفیات | یہ کیفیت محبت شیخ کی علامت ہے اور یہ روشنی تجلیاں ہیں۔

مسترشد: ان احوال و کیفیات کے غلبہ کی بناء پر مجھے اپنی حالت پر ہنسی آتی اور خیال ہوتا تھا کہ کہیں ہوش و حواس نہ کھو بیٹھوں، ہر دم خاموش رہتا، ملنا جلنا نوے فیصد کم کر دیا۔ ضروری خطوط کے جواب لکھنے بیٹھتا تو معلوم ہوتا کہ حضرت تشریف لے آئے اور بے تحاشا و والہانہ انداز میں کھڑا ہو جاتا۔

حضرت الشیخؒ: اہتمام نوم و خوراک | ان باتوں کی طرف توجہ نہ کی جائے۔ سونے کے اوقات پورے کریں۔ چھ سات گھنٹے روزانہ سے کم نہ ہو پھر کھانے پینے کا بھی اہتمام کیجئے۔ زیادہ شقت دماغی یا عملی نہ کیجئے۔

مستر شد۔ ۶۔ جون کی صبح کو حضرت مولانا عبدالباری صاحب ندوی، حضرت  
 عبدالاجد صاحب دریابادی اور انکے داماد پروفیسر محمد ہاشم صاحب  
 پر مشتمل ایک مقدس قافلہ پٹنہ جککش پہنچا۔ صبح کا ناشتہ، دہپہر کا کھانا  
 مولوی ریاست علی صاحب کے ساتھ ان حضرات کے ہمراہ کھایا اور  
 ان ہی بزرگوں کے ہمراہ گورنمنٹ اردو لائبریری، خدابخش لائبریری،  
 یونیورسٹی لائبریری سرسری مطالعہ میں رہا۔

حضرت اشیح :- جی ہاں اس سفر کی کیفیت اون کے اخبار صدق سے بھی معلوم  
 ہوئی۔ پھر دینے سے بھی خبر آئی۔ یہ اصحاب خیر و برکت والے ہیں  
 ان کی محبت اور صحبت دین کے لئے مفید ہے۔

مستر شد انہیں حضرات کے ہمراہ ہسپتال گئے اور مولانا عبدالباری  
 صاحب کے ایک ملنے والے کے علاوہ، شاہ عزیز منعمی پھلواری کی  
 عبادت کی۔

حضرت اشیح :- پھلواری کے ایک نوجوان شاہ صاحب ابھی یہاں آئے ہیں  
 اون سے معلوم ہوا کہ منعمی صاحب صحیح ہو گئے۔ الحمد للہ  
 مستر شد۔ حضرت مولانا عبدالباری صاحب ندوی کی سادگی اور فنائیت کا قلب  
 پر گہرا اثر ہوا۔ حضرت مولانا عبدالاجد صاحب میں عالمانہ شان کا ظہور  
 تھا۔ اور حضرت مولانا عبدالباری، حبیب صوفیانہ تجمل اور فقیرانہ شان  
 استغناء کی جلوہ افروزیاں نمایاں ہیں۔

حضرت اشیح :- مولانا عبدالباری صاحب کا حال ہم سب میں قابل رشک ہے

اللہ تعالیٰ مزید ترقی عنایت فرمائے۔

مستر شہ۔ ان حضرات کو رخصت کرنے کے بعد رات کو خواب دیکھا کہ حضرت مولانا عبدالماجد صاحب مجھ سے مخاطب ہو کر فرما رہے ہیں کہ میں نے تفسیر کیوں لکھی اور اس تفسیر کی کیا خصوصیت ہے اور بغل میں حضرت مولانا عبدالباری صاحب کو دیکھا کہ حضرت کی آنکھیں بند ہیں۔ ہاتھ میں تسبیح ہے۔ اور قلب سے ذکر کی آواز آرہی ہے۔

حضرة الشیخؒ، تبصیر خواب ایسی کیفیت ان دونوں صاحبوں کی ہے۔ اول الذکر اپنے قلم اور زبان سے دین کی خدمت کر رہے ہیں۔ اور دوسرے صاحب اپنی حالت اور کیفیت قلبی کی بناء پر لوگوں کی رہبری اور اپنی ترقی کی راہ بنا رہے ہیں۔

مستر شہ۔ دعاؤ فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ میرے والدین کو صحت و عافیت کے ساتھ رکھیں۔

حضرة الشیخؒ، اللہ تعالیٰ آپ کے والدین کو صحت کلی عنایت فرمائیں۔

مستر شہ۔ مولوی ریاست علی صاحب ندوی نے یہ جان بخش اور روح پرور اطلاع دی کہ اسلم صاحب نے فرمایا کہ حضرت اقدس متقلاً ہندوستان تشریف لارہے ہیں۔

حضرة الشیخؒ، جی ہاں عزیزوں اور دوستوں سے ملنے کیلئے قصد تھا۔ مگر پرمٹ جس دشواری اور ذلت سے حاصل ہوتا ہے۔ اس کا

خیال کر کے دل رکتا ہے۔ اب پاسپورٹ ہو رہا ہے۔ شاید اس سے کوئی حالت بہتر ہو تو قصد کروں۔

مستر شہ: مولوی عبداللہ صاحب ادیب اول دارالعلوم ندوۃ العلماء نے بھی اس خبر کی تصدیق کی، اور کہا کہ مولوی مسعود علی صاحب ندوی بھی فرما رہے تھے کہ جو انہر لال سے حضرت اقدس کا ذکر آیا۔ تو پنڈت جی نے کہا کہ وہ مولانا کا خیر مقدم کرنے کے لئے ہم ہر وقت تیار ہیں۔

حضرت اشیحؒ :- سجرت شیخ | یہاں کا قیام خدمت دین کے سبب سے ہے۔ کوئی اور داعیہ نہیں۔ ورنہ ظاہر ہے کہ گھبراہٹا کر جس کا بدل یہاں نہیں، بظاہر اپنی حماقت ہی ہے، لیکن اگر اخلاص ہے تو انشاء اللہ آخرت میں اس کا بدل ملے گا۔

مستر شہ :- عظمت خاتون نے (جبکی بیعت کی سفارش بندہ نے کی تھی) خواب دیکھا ہے کہ ایک بڑے کمرہ میں حضرت تشریف فرما ہیں، سامنے وہ بیٹھی ہوئی ہے۔ حضرت کچھ فرما رہے ہیں کہ اس اثناء میں یہ گنہگار کمرہ میں داخل ہوتا ہے۔ اور حضرت پر نگاہ پڑتے ہی پہلے سجدہ میں گر پڑتا ہے۔ پھر دوزانو موڈب بیٹھ کر دعائیں مانگتا ہے۔ اور پھر حضرت کے قریب پہنچتا ہے۔ حضرت ایک لفاظہ عنایت فرماتے ہیں اور یہ گنہگار عرض کرتا ہے۔ « اس میں عظمت کی بھی امانت ہے » حضرت اقدس نفی میں جواب دیتے ہیں۔ پھر میں عرض کرتا ہوں کہ اس میں ان کی امانت بھی ہے۔ آپ سر کی جنبش سے انکار کا

اظہار فرماتے ہیں اور عزیزہ کی آنکھ کھل جاتی ہے۔  
 حفرة الشيخ :- کامل اطاعت | سجدہ میں دیکھنا ظاہر ہے کہ کامل اطاعت

کی طرف اشارہ ہے۔  
 بیعت امانت | ان کی امانت ان کی کا تقاضا ہے۔ انشاء اللہ  
 بشرط حیات پوری ہوگی۔

مستر شہ :- مولوی ریاست علی صاحب بخیر ہیں ان کی دینی حالت بھی  
 اچھی ہے۔

حفرة الشيخ :- برادر مولوی ریاست علی صاحب ندوی کی حالت کی  
 درستی سے خوشی ہوئی۔

مستر شہ :- اللہ تعالیٰ توفیق ارزانی فرمائیں کہ وہ تمام حالات کو دیندارانہ  
 بنالیں

حفرة الشيخ :- آمین

فقیر سید سلیمان ندوی

مکتوب : ۱۲

(بنام مولانا محمد الدین صاحب)

کراچی ۵

مستر شہ :- گرامی والا کا بالامعان بار بار مطالعہ کیا۔ ہر بار قلب کو مزید  
 تسکین اور نور ایمانی میں افزائش محسوس ہوئی۔ فلا الحمد للہ لیکن ناسازی

طبع کی خبر سے دلی تعلق اور عظیم رنج پہنچا۔ اللہ تعالیٰ جلد صحت یاب فرمادیں۔

حضرت اشیحؒ :- عزیز میری و مخلصی زادکم اللہ توفیقاً۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ الحمد للہ کہ تین چار ماہ کی علالت کے بعد اب میں اچھا ہوں۔ قلبی تنفس کی تکلیف تھی ڈاکٹری علاج ہوتا رہا۔ کبھی یونانی، اور کبھی ہومیوپیتھک، آخر علاج ڈاکٹر کرنل عبدالرحمان کا ہے۔ انہوں نے نمک اور روغن موقوف کر دیا، صرف بے نمک کا اہلا کھانا ایک ماہ سے کھا رہا ہوں۔

مستر شد :- (مسائل کا جواب دینے میں) بہشتی زیور، بہشتی گوہر اور دیگر کتب فقہ سامنے رہتی ہیں، اور مسائل کا جواب کتابوں کے مشورہ کے بعد اور اپنی پوری تسلی کے بعد دیتا ہوں۔ (ایسے بھی) بہشتی زیور اور بہشتی گوہر ہمیشہ مطالعہ میں ہے۔

حضرت اشیحؒ :- مسائل میں احتیاطاً یہ بہت اچھا ہے۔ تاکہ نادانیت سے غلط مسئلہ کی ذمہ داری نہ عائد ہو۔

مستر شد :- خبر ملی ہے کہ ڈاکٹر سید محمود صاحب جلد ہی آسام کے گورنر ہو کر جانیا لے رہے ہیں۔ آسام کی کامینہ نے ان کی گورنری پر رضامندی کا اظہار کر دیا ہے۔

حضرت اشیحؒ :- نیک خواہی دوستان | جی آسام میں گورنر ہونے

بھی تو ہمارے کس کام کے۔ گو وہ یہیں کیا کام آتے، تاہم پرانی دوستی و تعلق سے ادن کی بہتری کو دل چاہتا ہے۔

مستر شدہ۔ صر فخر الدین مرحوم کے صاحبزادے مولوی انیس الحق دو تین ہفتوں سے مجھ سے حضرت والا کی تصنیفات مطالعہ کیلئے مانگ کر لیجایا کرتے ہیں۔ ان کے دل میں دین کا ذوق اور مسلمان بننے کا صحیح داعیہ پیدا ہو چلا ہے اور کل مجھ سے حضرت اقدس کا پتہ دریافت کیا ہے۔ غالباً وہ حضرت اقدس سے مراسلت کا سلسلہ قائم کرنا چاہتے ہیں۔

حضرت الشیخؒ: قدر شناسی | وہ صلاحیت کے آدمی ہیں۔ اللہ کرے وہ صراط مستقیم کو پالیں۔

میرے پاس ادن کا کوئی خط نہیں آیا ہے۔

مستر شدہ۔ امی جان بفضل الہی اچھی ہیں۔ اور اباجان بھی اچھے ہیں درمیان میں علیل ہو گئے تھے۔ پیرانہ سالی کمی بنا پر بیماری کا حملہ ہوتا ہے، تو قوت و دفاع کے فقدان کے سبب شدید ہوتا ہے۔

حضرت الشیخؒ: تلقین خدمت والدین | اللہ تعالیٰ ان کو نذر دست رکھے۔ اور آپ کو ان کی خدمت کا بیش از بیش موقع دے۔  
مستر شدہ۔ دماغی کاموں میں کمی اور کھانسنے کا اہتمام اور سونے کا اہتمام حسب الارشاد حضرت اقدس کرنا شروع کر دیا ہے۔



حضرت الشیخؒ :- اہتمام خوراک و نوم | جی ہاں۔ اس کا اہتمام ضروری ہے،  
ورنہ دماغ کی خشکی کا خوف ہے۔

مستر شد :- پاسپورٹ ۱۵ اکتوبر سے جاری ہو رہا ہے۔ اب حضرت  
افدس کو جب موقع ہوگا، پاسپورٹ لے کر رخت سفر باندھا  
جلائے گا۔ یہاں بہت سارے لوگوں کی طرح اس عاجز کو شدید  
انتظار ہے۔

حضرت الشیخؒ :- جی ہاں! پاسپورٹ ہو رہا ہے، دل بھی چاہ رہا  
ہے، مگر اس کے حصول میں جو محنت کرنی ہوتی ہے، او  
دفتروں کی خاک چھاننی پڑتی ہے۔ اس کا حریف میں نہیں  
ہو سکتا، تاہم کوشش کی جائے گی۔

مستر شد :- ہندوستان میں بجز اکا دکا واقعات کے امن رہا حکومت  
نے پوری متعدی سے کام لیا۔

حضرت الشیخؒ :- خدا کرے کہ حکومت اسی طرح اپنا فرض ادا کرے  
مستر شد :- بہار میں حضرت ملک بیارحمتہ اللہ علیہ کے مزار کی  
شہادت کا جو واقعہ ہوا تھا۔ اگر حکومت اسے دوبارہ تعمیر نہ کرتی  
اور شرانگیزیوں کے ساتھ سخت رویہ اختیار نہ کرتی تو معلوم نہیں  
کیا ہوتا۔ بہر حال اللہ تعالیٰ نے فضل کیا  
حضرت الشیخؒ :- الخیر فیما وقع۔

مستر شد :- صبح کی نماز کے بعد ایک پارہ قرأت اور تجوید کی

پوری رعایت کے ساتھ پڑھتا ہوں۔ اور اس کے بعد مناجات  
مقبول کی ایک منزل۔

حضرت اشیحؒ :- دعاے استقامت | الحمد للہ۔ اللہ تعالیٰ استقامت  
بخشیں۔

مترشد :- اس خطا کار کی ایک پیروی ہمیشہ کیلئے کراچی جا رہی  
ہیں۔ یہاں معیشت کا کوئی ذریعہ نہیں تھا۔ وہاں ان کے حقیقی  
بھائی ہیں۔

حضرت اشیحؒ :- معلوم نہیں یہ کون سیوی ہیں اور یہاں ان کا کیا پتہ  
ہے، مجھے نہیں ملیں۔

مترشد :- بہار میں بارش بہت اچھی ہوتی ہے۔ اس لئے فصل  
خریف کی حالت امید افزا ہے۔

حضرت اشیحؒ :- خدا کرے ایسا ہی ہو۔

والسلام

سید سلیمان ندوی

مکتوب - ۱۳

(بنام مولوی محی الدین صاحب)

حضرت اشیحؒ :- مخلصی و عزیز و فکرم اللہ تعالیٰ و زادکم عرفانا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ بے شبہ گذشتہ خط میں دیر ہوئی،

مگر امید ہے کہ آپ کو میرا جواب مل گیا ہوگا۔

بھلا اللہ میری صحت اس وقت اچھی ہے۔ علاج جاری ہے۔

مستر شد۔ والد ماجدہ صاحبہ سخت علیل ہیں۔ والد ماجد صاحب

علیل ہیں۔ مگر اب صحت یاب ہو گئے۔

حضرتہ الشیخؒ:۔ آپ کے والدین کی صحت کاملہ دعا جملہ کے لئے

بدرگاہ شافی حقیقی دعا گو ہوں۔

مستر شد۔ میری ایک پیر بہن کلثوم النساء صاحبہ یہاں سے بہت

کر کے کراچی پہنچ چکی ہیں۔ غالباً اس کی اطلاع پہلے دیکھا ہوں

حضرتہ الشیخؒ:۔ کلثوم النساء صاحبہ کے یہاں آنے کا حال آپ سے

معلوم ہوا۔ یہ کون ہیں اور آپ سے کیا رشتہ ہے۔

مستر شد:۔ حضرت اقدس نے تحریر فرمایا تھا کہ پاسپورٹ کے

نفاذ کے بعد ہندوستان آنے کا قصد ہے۔ نہ جانے کب

حضرت اقدس کی زیارت سے بہرہ ور ہو سکیں گے۔

حضرتہ الشیخؒ:۔ تمنا تو دل میں بہت ہے، دیکھئے کب پوری ہوتی

ہے، جاڑوں میں تو ارادہ نہیں، آغاز گرما ممکن ہے۔

مستر شد:۔ ڈاکٹر محمود صاحب اب تک کچھ نہ ہو سکے، گورنری

کے لئے جہاں جہاں ان کا نام بھیجا گیا، وہاں کی کامیابی

مخالفت کی۔

حضرتہ الشیخؒ:۔ یہ تو پہلے معلوم تھا۔

مستر شد :- صوبہ بہار کی مجموعی حالت ہر اعتبار سے تسلی بخش ہے  
حضرت الشیخؒ :- بحمد اللہ۔

مستر شد :- تبلیغی جماعت (حضرت مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ

کے سسلے کی) ایک جماعت دلی سے پٹنہ پہونچی اور دوسری کلکتہ

سے اسکی نصرت کے لئے پٹنہ پہونچی اور شمس الہدی کی مسجد میں

دونوں جماعتیں ٹھہریں ، برادر م مولوی ریاست علی ندوی نے مجھے

بلا بھیجا ، جماعت کے ارکان سے تعارف کرایا ، قاضی احمد حسین

صاحب اور جناب صفات احمد بھی موجود تھے ، ان تمام حضرات

نے اور مقامی جماعتوں کے تمام ارکان نے شدت سے مجھے پٹنہ

کا امیر الامراء مقرر کر دیا۔ ریاست علی صاحب اور بزرگ قوم قاضی

احمد حسین صاحب نے اس طرح مجبور کیا کہ مجھے مجبوراً مشروط طور

پر ہاں کہنا پڑا۔ میں نے یہ شرط لگائی ہے کہ حضرت کو اطلاع دوں

گا ، اور اسی کی روشنی میں جو ہو گا کروں گا۔ ریاست علی ندوی صاحب

نے فرمایا کہ ”سید صاحب اس تحریک کے ساتھ ہیں۔“ اس

بناء پر خاموش ہو گیا۔ اب آپ سے اجازت کا طالب ہوں

جو حکم ہو ، اسی طرح کیا جائے گا۔“

حضرت الشیخؒ :- تبلیغی جماعت | جی ہاں اس جماعت سے میرا

قدیم سے تعلق ہے ، وہاں بھی تھا اور یہاں بھی ہے۔

تبلیغ اور امیر الامراء کا مطلب | آپ کو کونٹ اور پسٹ

پیش لفظ امیر الامراء کے ظاہری معنوں کے لحاظ سے ہے ،  
 کہ آپ اس کو عہدہ اور منصب سمجھتے ہیں۔ حالانکہ یہ فرائض  
 کی بجائے آدری اور خدمات کی چیز ہے ، آپ امیر الامراء کو خدام  
 الخدام کے معنوں میں سمجھیں تو کونٹ لفظوں سے نہیں ہوگی ،  
 اس صورت میں فرائض کے بارے عظیم سے گھبراہٹ ہو سکتی ہے  
 اور وہ بجا ہے ، مگر اس سے کبر و غرور کا شائبہ پیدا نہ ہوگا ،  
 مگر آپ خلوص اور تواضع کے ساتھ اس جماعت کی خدمت  
 انجام دے سکیں تو قبول کر لیں۔ والسلام

سید سلیمان ندوی

(۲۳ دسمبر ۱۹۵۱ء)

(مولوی محی الدین صاحب ندوی نے اپنا ایک خواب جو ۲۳ ربیع  
 الاول ۱۳۷۱ھ بروز جمعہ دیکھا تھا، اس خط کے ضمیمہ کے طور پر  
 لکھا تھا۔ اس کی تعبیر حضرت والا نے ”الجواب“ کے عنوان  
 سے رقم فرمائی۔ خواب ملخصاً درج ذیل ہے )

مستتر شد :- ” اشراق کی نماز کے بعد امداد المشتاق کا مطالعہ کر  
 رہا تھا۔ دوران مطالعہ میں غنودگی سی طاری ہوئی۔ کان میں آواز  
 آئی سو جائیے ، پھر سنبھل کر مطالعہ میں مشغول ہو گیا ، لیکن متواتر  
 آوازیں آئیں کہ سو جائیے۔ اب میں نے کمر کا دروازہ بند کر کے  
 تاکید کر لی کہ میں اٹھایا نہ جاؤں۔ اور لحاف کے اندر پڑ کر سو رہا۔

خواب میں دیکھا کہ عشاء کا وقت ہے، میں حرم میں ہوں، مسجد حرام میں صفیں سیدھی کی جا رہی ہیں۔ دوران تکبیر میں شور ہوا کہ شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ صاحب کی سواری آرہی ہے۔ سب نمازی حضرت حاجی صاحب کی سواری کی طرف دیکھنے لگے، حضرت آرام کر سی پر آرام فرما ہیں، اور دو بزرگ صورت کر سی کو سہارا دینے ہوئے ہیں۔ یہاں تک کہ سواری اقدس، حرم شریف میں آگئی، شور ہوا کہ بیٹھو بیٹھو، راستہ دو، پھر دیکھا کہ حضرت اقدس (سید صاحب) اگلی صفوں سے نکل کر اور صفوں کو چیرتے ہوئے عین اسی لمحہ میں سواری کے پاس پہنچ گئے۔ جب کر سی رکھی جا رہی تھی، ایک بازو کو حضرت اقدس (سید صاحب) سنبھالے ہوئے تھے۔ ایک کو دوسرے بزرگ جن کے سر پر عربی وضع کی رومال ٹپی تھی، حضرت حاجی صاحب کے پاؤں اس قابل نہ تھے کہ کام کر سکیں۔ اس لئے ایک بازو کو حضرت اقدس سہارا دیئے ہوئے تھے اور دوسرے کو وہی بزرگ مذکور، اس کے بعد نماز عشاء ہوئی۔ اپنے کو پہلی صف میں پایا اور امامت حضرت اقدس (سید صاحب) نے کرائی۔ نماز کے بعد مقتدیوں کی طرف رخ کر کے حضرت دعائیں مانگ رہے ہیں۔ جب میری نگاہ چہرہ اقدس پر پڑی تو دل کی دنیا الٹ گئی۔ آنسو جاری ہو گئے حضرت مصلیٰ سے اٹھ کر اس گنہگار کے پاس لائے، اور ہاتھوں سے پکڑ فرمایا، اُٹھئے۔ اس کے بعد آنکھ کھلی۔“

حضرت اشیحؒ - الجواب

تعبیر خواب | آپ کا خواب مبارک ہے۔ اور اس میں اس کی بشارت ہے کہ آپ کو سلسلہ اشرفیہ و امدادیہ سے طبعی مناسبت ہے۔ اللہ تعالیٰ مزید عنایت فرمائیں۔

مقصد سلوک | مگر یہ خیال رہے، کہ قرب و ولایت کی راہ صرف عقائد صحیحہ اور اعمال صالحہ ہیں، بقیہ جذب و شوق و نداء و روایا محمود ہیں۔ مگر مقصود نہیں۔ اس لئے ان سے دل نہ لگائیں اس کو راستہ کی سیر کا تماشا جانیں۔

والسلام

سید سلیمان ندوی

مکتوب - ۱۲ (بنام مولوی محی الدین صاحب)

حضرت اشیحؒ :- عزیز مکرم زادکم اللہ توفیقاً لما یحب و یرضی  
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسترشد :- شافی حقیقی جلد حضرت اقدس کو صحت کامل عطا فرمائیں  
حضرت اشیحؒ :- بحمد اللہ تعالیٰ بالفعل بخیریت ہوں کوئی تکلیف نہیں ہے  
اور نہ کوئی خاص علاج ہے، البتہ پرہیز جاری ہے۔  
خدا کا شکر ہے کہ آپ کے والدین مع الخیر ہیں، ان کا سایہ غنیمت ہے۔ اور ان کی خدمت جنت کی کنجی۔

مستر شہد، کلثوم النساء میری پیر بہن اور سب سے چھوٹی خلیا  
 ساس ہیں، بیوہ ہیں، معیشت کی بظاہر کوئی یہاں صورت نہ تھی  
 اس لئے ہجرت کرنی پڑی۔

حضرتہ الشیخؒ: کلثوم بی بی چند روز ہوئے کہ ملنے آئی تھیں خدا کرے  
 کہ انہیں راحت نصیب ہو۔

مستر شہد: کلثوم النساء صاحبہ کے حالات کی تفصیل لکھی گئی تھی۔  
 حضرتہ الشیخؒ: یہ تفصیلات معلوم ہوتیں۔

مستر شہد: جماعت تبلیغ کے سلسلے میں حضرت اقدس مدظلہ نے  
 جو کچھ تحریر فرمایا، اس سے دل کو تسکین اور صحیح معنوں میں جمعیت  
 خاطر نصیب ہوئی۔

حضرتہ الشیخؒ: تبلیغ تبلیغی جماعت اور تینیہ اللہ تعالیٰ آپ کی  
 نسامی میں برکت دیں۔ اس تبلیغی سلسلہ میں صرف ایک احتیاطی  
 تینیہ کی ضرورت ہے اور وہ یہ کہ غیر کی اصلاح سے پہلے اپنے  
 اصلاح پر نظر رہے۔ اور غیر کی اصلاح کی فکر بھی اپنی ہی اصلاح  
 اور حصول اجر کی خاطر ہو، تفوق اور اپنی بڑائی کا خیال سبھی نہ  
 آتے۔ والسلام

سیّد قیام

مکتوب - ۱۵ (مولوی محی الدین صاحب)



سید سلیمان ندوی

کراچی ۵، چمن سٹریٹ

عزیز مکرم وفقکم اللہ تعالیٰ.

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ.

اشتباہی ملاقات اجاب اور ان کی احوال پرسی

آپ کا خط پا کر بہت خوشی ہوئی، جامع المتفرقین اس زندگی میں پھر کبھی ملائیں۔ برادر م سید محمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کی خیریت بھی معلوم ہوئی۔ اللہ تعالیٰ انہیں سلامت رکھیں اور ان کی مدد فرمائیں، معلوم نہیں ان کے مدرسے کا کیا حال ہے۔ مولوی ریاست علی صاحب اور مولوی سید احمد صاحب کے حالات اور مشاغل معلوم کرنے کا بھی اشتباہی ہے۔

ندیم اگر نکل رہا ہو اور بھیج سکتے ہو تو بھیج دیا کریں۔ دیگر اجاب کی خیریت سننے کیلئے بھی دل میں بے چینی پاتا ہوں۔

والسلام

مکتوب - ۱۶ (بنام مولوی محمد الدین صاحب)

حضرت الشیخ :- عزیز داغی فی اللہ تعالیٰ رزقکم اللہ تعالیٰ عرفانا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مسترشد :- حضور والا کی عافیت اور صحت کا دل سے خواہاں ہوں

حضرت الشیخؒ :- الحمد للہ تعالیٰ خیریت ہے۔

مسترشد :- ایک عرصہ رمضان المبارک سے پہلے ارسال کیا تھا۔ تا حال  
جواب نہ مل سکا۔

حضرت الشیخؒ :- مزارات پر حاضری | آپ کے خط کا جواب بھیج دیا تھا۔

جس میں آپ نے سفر پیران کلیں اور تھانہ بھون کا ذکر کیا تھا۔ تعجب  
ہے کہ آپ کو نہیں ملا۔ میں نے پوچھا تھا کہ پیران کلیں عرس کے زمانہ  
میں گئے تھے یا اوس سے الگ۔ اگر عرس کے زمانہ میں گئے تھے  
تو جاتا نہیں چاہیے تھا، اور اگر عرس میں گئے تو کچھ حرج نہیں۔

مسترشد :- پرسوں ندہ سے برادر مولوی عبداللہ ندوی کا ایک لفاظہ ملا، اس  
میں یہ پڑھ کر بڑی مسرت ہوئی کہ اس ماہ کے آخری دنوں میں حضرت  
قدس درماہ کے لئے ہندوستان تشریف لارہے ہیں، انہوں نے  
مجھ سے مزید تفصیلات پوچھی ہیں۔

حضرت الشیخؒ :- میری آمد کا ہنوز وقت مقرر نہ ہو سکا۔ یہاں کے بعض  
حالات مقتضی ہیں کہ میں یہاں سے غیر حاضر نہ رہوں۔

مسترشد :- حضرت اقدس! آنے کی صحیح تاریخوں کے متعلق مطلع فرمائیں  
حضرت الشیخؒ :- ابھی بتا نہیں سکتا۔

مسترشد :- تین ہفتوں سے والد ماجد پھر علیل ہو گئے ہیں۔

حضرت الشیخؒ :- اللہ تعالیٰ صحت کاملہ و عاجلہ بخیریت عنایت فرمائیں۔

مسترشد :- اللہ تعالیٰ ان کا سایہ ہم لوگوں پر تادیر قائم رکھے۔

حضرت الشیخؒ۔ آمین  
 مسترشد۔ دلہن سلہما اور منجھلی غلیا ساس سعیدہ خاتون جو حضرت  
 اقدس کے حلقہ بیعت سے مشرف ہو چکی ہیں۔ سلام مسنونے  
 عرض کرتی ہیں۔

حضرت الشیخؒ۔ میری طرف سے بھی سلام کہہ دیں۔  
 مسترشد۔ میں نے اپنے ایک بچہ کو حفظ کرانا شروع کر دیا ہے۔  
 ارادہ ہے کہ تمام بچوں کو انشاء اللہ کلام اللہ حفظ کرا کر عربی  
 پڑھاؤں گا۔

حضرت الشیخؒ۔ اللہ تعالیٰ آپ کے مقصد کو پورا فرمائیں۔  
 مسترشد۔ دعا فرمائیں کہ میرے تمام بچے حافظ قاری، عالم باعمل بن کر  
 دنیا زندہ رہیں۔

حضرت الشیخؒ۔ آمین  
 مسترشد۔ دریا پور کی مسجد کی امامت کا بوجھ اللہ تعالیٰ نے میری  
 گردن سے ہلکا کر دیا ہے۔

حضرت الشیخؒ۔ یہ اچھا ہوا۔ والسلام

سید سلیمان

۳۰ جولائی ۱۹۵۲ء

ریاست صاحب سے ملاقات ہو تو کہہ دیجئے کہ ادن کی کتابوں کے روپے  
 کیلئے اعظم گڑھ صباح الدین صاحب کو لکھ دیا جا رہا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## تلخیص مکتب

بنام جنابہ صابرہ خاتون صاحبہ اہلیہ سید محی الدین صاحب ندوی

حضرتہ اشیحؒ، عزیزہ مخلصہ دین و دنیا کی برکتیں آپ کو ملیں  
السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

مستر شدہ، حضرت کالفانہ گرامی پہنچا تو حضرت اقدس کی اس نونڈی کی خوشی کا  
کیا حال ہوا اس کا نقشہ کھینچنے سے میری زبان و قلم عاجز ہے۔

حضرتہ اشیحؒ، یہ آپ کی خالص محبت ہے، جو اللہ کے لئے ہے۔

مستر شدہ :- حضرت کی علالت کی خبر سے طبیعت سن ہو گئی اور دل دھڑکنے

لگا۔ برابر دعا کرتی رہی کہ اے اللہ میرے حضرت کو تادیر دنیا میں قائم

رکھئے تاکہ حضرت سے فیوض و برکات اور دینی خدمات کا سلسلہ قائم

رہے۔

حضرتہ اشیحؒ :- طلب دعا | بحمد اللہ تعالیٰ کہ اب پہلے سے بہت اچھا

ہوں۔ آپ میری صحت کیلئے دعا کرتی رہیں

سید لیماں ندوی

مکتوب - ۲ (بنام صابرہ خاتون صاحبہ)

حضرت الشیخ ۱۔ عزیزہ سلمہا اللہ تعالیٰ۔ وفقکم اللہ تعالیٰ۔  
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مستر شدہ ۱۔ میری دلی تمنا ہے کہ حضرت اقدس میری بیعت فرمائیں۔ اس سلسلے میں میں نے چھوٹے ادب بڑے گناہوں سے توبہ کر لی ہے۔ وعدہ کرتی ہوں کہ اپنی زندگی کو دینی راہ پر رکھوں گی، اور دین ہی کے صراط مستقیم پر مرتے دم تک قائم رہوں گی۔

حضرت الشیخ ۲۔ بیعت | اللہ تعالیٰ تم کو دونوں جہان کی فلاح عطا فرمائیں خوشی ہوئی کہ آپ کے اندر ماشاء اللہ تعالیٰ صلاح و تقویٰ کی استعداد ہے۔

مستر شدہ ۱۔ یہ عاجزہ اپنے شوہر سے بیعت کی اجازت طلب کرتی ہی ہے۔ بارے آج موصوف نے اجازت دیدی۔ ان کی اس اجازت سے ایسی خوشی ہوئی جو زندگی میں آج تک کبھی نہیں ہوئی تھی۔ میری بیعت فرمائیں اور عاصیہ کی آخرت کے راستے کو ہموار فرمائیں۔

حضرت الشیخ ۳۔ بیعت کی اہمیت اسی قدر ہے کہ اس سے طبائع میں مزید استعداد پیدا ہو جاتی ہے، بہر حال اگر اسکی خواہش ہے تو انشاء اللہ پوری ہوگی۔ آپ حسب ذیل عبارت اپنے قلم سے لکھ کر بھیج دیجئے۔

» میں آپ کی وساطت سے سلسلہ اشرفیہ امدادیہ صابریہ

چشتیہ میں داخل ہوتی ہوں۔

مکتوب - ۳ (بنام جناب صابرہ خاتون)

حضرت اشیحؒ: عزیز سلمہا اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مستر شدہ: حضرات والا کا گرامی نامہ آج مونگی میں ملا۔ جس پر انتہائی

مخوشی ہوئی، اللہ تعالیٰ استعانت، استقامت اور مداومت عمل کی

توفیق دیں۔

حضرت اشیحؒ: دعائے استقامت | اللہ تعالیٰ مداومت عمل اور حسن

توفیق عطا فرمائیں۔

مستر شدہ: حضرت کے فرمان کے مطابق بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

کہہ کر ذیل کی عبارت لکھ کر داخل حلقہ بیعت ہوتی ہوں۔

” میں آپ کی وساطت سے سلسلہ اشرفیہ امدادیہ صابریہ

چشتیہ میں داخل ہوتی ہوں، الحمد للہ رب العالمین۔ “

حضرت اشیحؒ: قبول بیعت | میں نے سلسلہ اشرفیہ امدادیہ صابریہ

چشتیہ میں آپ کی بیعت قبول کی۔

اللہ تعالیٰ اس کے برکات سے آپ کو مالا مال کریں۔

والسلام۔ الفقیر الی اللہ

سیلیمان ندوی

مکتوب - ۴ (بنام جناب صاحبزاد خان صاحب)

حضرت الشیخؒ: السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مستر شدہ: ۱۔ حضرت کی علالت کا پڑھ کر دل بے چین ہو گیا۔

حضرت الشیخؒ: الحمد للہ مع الخیر ہوں

مستر شدہ: بے ساختہ آپ کی صحت کے لئے دعائیں کیں اور اب بھی

کر رہی ہوں۔

حضرت الشیخؒ: آپ کی دعاؤں کا شکریہ۔

سید سلیمان ندوی

تلخیص مکاتیب بنام سعیدہ خاتون

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مکتوب - ۱

مستر شدہ: میری بیعت عزیز سیّدنی الدین کے ساتھ ہوئی تھی۔ اس کے

بعد میرے حالات سن کر وہی میری تسلی کرا دیتے تھے۔ اس لئے

خط لکھنے سے رک جاتی، لیکن اپنی شدید بیماری کی بنا پر کہ شاید اس سے

جان بر نہ ہو سکوں، خط لکھ رہی ہوں۔

حضرت الشیخؒ: بہتر ہے اگر وہاں محی الدین صاحب کی گفتگو اور جواب سے

تشفی ہو جائے۔

مستر شدہ: مجھے مختلف امراض ہیں۔

حضرت اشیحؓ، دعا لمصمت | اللہ تعالیٰ آپ کو شفا بخشیں۔  
 مترشده، بعض اوقات درد کی شدت قابو سے باہر ہو جاتی ہے لیکن  
 زبان سے کلمہ ناشکری کا نہیں نکلنے دیتی ہوں۔  
 حضرت اشیحؓ، تسلی دینا | بحمد اللہ آپ کی یہ حالت اچھی ہے۔ اس حالت  
 میں یہ دعاء پڑھا کریں۔

رب انی مسنی الضر وانت ارحم الراحمین  
 مترشده، حضور کے قلوبوں میں گرنے کے بعد سے بفضلہ تعالیٰ سے  
 ہر طرح کے غیر دینی کاموں سے قلبی نفرت ہو گئی ہے۔ اور مقدور سبھ  
 اپنے اوقات کو برباد ہونے سے بچاتی ہوں اور کوشش اس بات  
 کی رہتی ہے کہ ہر لمحہ اللہ کی اطاعت میں بسر ہو۔

حضرت اشیحؓ، نیکی کا عزم | یہ عزم مبارک  
 مترشده، تقصا نمازیں، روزے اور زکوٰۃ ادا کر رہی ہوں۔  
 حضرت اشیحؓ، دعا و حوصلہ افزائی | بہت اچھا حال ہے۔ اللہ تعالیٰ میرا  
 ادا آپ کا خاتمہ ایمان پر فرمائے۔

سید سلیمان

مکتوب - ۲ (بنام سعیدہ خاتون صاحبہ)

مترشده، میری بچی کا مرض روز بروز افزون ہے۔ اللہ کی یہ مرضی ہے  
 ہر حال میں شاکر ہوں۔



حضرت شیخؒ، اللہ تعالیٰ آپ کی بچی کو اپنے فضل و کرم سے شفا دین، شافی حقیقی وہی ہیں۔

مسٹر شہ، دعا فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ میری بچی کو صحت کاملہ اور عاجلہ عطا فرمائے۔

حضرت شیخؒ، آمین

مسٹر شہ، میں بھی علیل ہوں اور بچی کی تکلیف کے اثر سے مرض بڑھ رہا ہے، لیکن حضور کی جوتیوں کا صدقہ ہے، کہ معمولات میں فرق نہیں آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ثبات و دوام عطا فرمائیں۔

حضرت شیخؒ، معمولات پر استقامت مبارک ہو کہ یہ بڑی سعادت ہے۔ آمین

مکتوب - ۳۳ (بنام سعیدہ خاتون صاحبہ)

حضرت شیخؒ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

مسٹر شہ، اس عاصیہ کے جواب میں حضرت کا خط وصول ہو کر مسرت ہوئی۔ لیکن حضرت کی علالت کی خبر سے سخت صدمہ اور قلق ہوا، اللہ تعالیٰ شفا لئے کامل عطا فرمائے۔

حضرت شیخؒ، اطلاع صحت خود الحمد للہ اللہ تعالیٰ کئی ماہ سے اچھا ہوں، فکر نہ کریں۔ البتہ میری فلاح و بہبود دارین کی دعا کریں۔

مسٹر شہ، حضرت اقدس کی یہ لونڈی بھی بیمار رہتی ہے۔ اور جمع

مفاصل کے مرض میں مبتلا ہے، دعاء اور دوا سے دریغ نہیں کر رہی۔  
 حضرت الشیخؒ :- تعلیم توکل و دعاء اللہ تعالیٰ آپ کو شفاء عنایت  
 فرمائیں، اللہ تعالیٰ سے دعاء کرتی رہیں بشفائی حقیقی وہی ہیں۔  
 مسترشدہ :- میری کچی بھی بیمار ہے، اگر حضرت مناسب سمجھیں تو ہم  
 دونوں کے لئے تعویذ تحریر فرما کر ارسال فرمائیں۔

حضرت الشیخؒ :- تعلیم دعاء برائے صحت | آپ یہ دعاء پڑھا کریں۔  
 اللہم انت الشافی لا شافی الا انت فاشفنی

والسلام۔ سید سلیمان

مکتوب - ۴۷ (بنام سعیدہ خاتون)

حضرت الشیخؒ :- عزیزہ مخلصہ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی محبت عطا کرے  
 السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

مسترشدہ :- گرامی نامہ کے موصول ہونے سے مسرت ہوئی، مگر  
 حضرت اقدس کے مرض کا حال معلوم ہوا تو قلق ہوا اگرچہ میں  
 بھی علیل ہوں، مگر حضرت کے مرض کا حال جان کر اپنا مرض  
 سہول جاتی ہوں

حضرت الشیخؒ :- اطلاع حال خود | الحمد للہ میں اچھا ہوں۔ اللہ تعالیٰ  
 آپ کو بھی صحت بخشیں اور اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق بخشیں۔

والسلام۔ سید سلیمان ندوی  
 ۱۸ دسمبر ۱۹۵۲ء

مکتوب نمبر ۱

۱ بنام مظفر حسین صاحب

۱۲ دسمبر ۱۹۵۱ء

برادر عزیز حفظکم اللہ تعالیٰ وفق لما یحب ویرضی  
السلام علیکم ورحمۃ اللہ

خط ملا۔ میرا خطبہ جو چھپا ہے اور اس کے تین نسخے ملے یہاں  
”مستقبل“ نامی ایک ماہوار رسالہ میں وہ خطبہ چھپ رہا ہے۔  
سروی سے فالج کے اثر والی خبر محض وہم ہے، وہم تھی۔ بحمد اللہ تعالیٰ  
کہ اچھا ہوں۔ مگر ڈاکٹروں کے مشورے سے تقویت اعصاب کا  
علاج جاری ہے۔

یہاں سندھ میں ضلع نواب شاہ کے اندر ٹنڈو آدم ایک اچھا قصبہ  
ہے وہاں حکیم عبداللہ صاحب ندوی ایک بزرگ ہیں وہ اس مدرسہ  
کے منتظم ہیں۔ یکم، دو دسمبر کو اس کا جلسہ تھا۔ بحمد اللہ کہ مدرسہ کی  
بنیاد پڑ گئی۔ شاہد مکان بھی مل جائے جو طلبہ کی اقامت کے لئے  
کام آسکے۔

سماں میاں اچھے ہیں۔ انگریزی پڑھتے ہیں۔ مصروف ہیں۔ مارچ  
آئندہ میں میٹرک کا امتحان دینا چاہتے ہیں۔

ہیتِ حاکمہ کی تبدیلی ہوتی رہتی ہے یہ کوئی اضطراب کی چیز نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری  
قوم میں صلاحیت پیدا کرے اور جب جاہ و مال کے امراض سے ہمارا کار کو شفا بخشے۔

یہاں ایک علماء کافرنس آئندہ فروری کے اوائل میں ہو رہی ہے۔ آپ کو اور مفتی صاحب کو آزاد کشمیر کی طرف سے آنا چاہیے اسکی کوشش کیجئے۔ غالباً میر واعظ صاحب اس کو پسند فرمائیں گے۔ والسلام

سید سلیمان

16

مکتوبے نمبر ۲

برادر عزیز و فقہم اللہ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

آپ کا خط ملا۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مسلمانان کشمیر کے جھلائی کی دعا کرتا ہوں۔

هو مالک الملک یوتی الملک من یشاء وینزع

الملک عن یشاء بیدہ الخیر وهو علی کل

شی قدیر۔

جناب شاہ صاحب کی تدابیر کی کامیابی کے لئے بھی دعا گو ہوں۔

معلوم نہیں آپ کے پاس فقہ و فتاویٰ کی کتابیں بھی ہیں یا نہیں

کم از کم ہدایہ، فتاویٰ شامی اور العبر الراجحی فتح القدر، فتاویٰ امدادیہ

بہشتی زیور وغیرہ رسائل ہیں یا نہیں اگر نہیں تو فوراً بہم پہنچائیے

اور مطالعہ کیجئے۔

۱۔ زمین میں سے کم و بیش جو پیداوار بھی ہو اس پر زکوٰۃ ہے  
بارانی زمینوں پر دسواں حصہ اور سنیچھی ہوتی زمینوں پر پبیسواں  
حصہ۔ حنفی مذہب میں کوئی خاص نصاب نہیں ہے۔

۲۔ اس کی مقدار کا تعین اونٹ کے بوجھ سے آپ نے جو کیا  
ہے اس کو تخمینہ اہل ملک کے تجربہ کاروں کے بیان کے  
مطابق سے کیا جائے گا۔

۳۔ حکومت جو آب پاشی کراتی ہے تو کیا اس کا ٹیکس نہیں لیتی او  
کیا اس آب پاشی بذریعہ نہر یا آبپاشی بذریعہ مشین میں کسانوں  
کو محنت نہیں کرنی پڑتی اس لئے بارانی پر اس کو قیاس  
نہیں کیا جاسکتا۔

۴۔ اونٹ کی تعداد خاص کے بوجھ پر قیاس کر کے کسی گاڑی  
اور لاری پر زکوٰۃ نہیں لگائی جاسکتی، اونٹ پر زکوٰۃ بوجھ  
کی بنا پر نہیں ہے۔ بلکہ اس کے نامی ہونے کی بنا پر ہے۔

۵۔ آلات ساں نامی نہیں ہیں۔ اس لئے ان پر زکوٰۃ نہیں  
ان سے جو مالی منافع حاصل ہوتا ہے اور وہ سال بھر رہے  
نوعقوی کے شرائط اور مترج پر زکوٰۃ واجب ہو سکے۔  
البتہ کوئی آلات یا موٹروں اور لاریوں کی تجارت کرے  
تو اس پر زکوٰۃ ہے

۶۔ نابالغ پر حنفیہ کے نزدیک زکوٰۃ نہیں۔ اس لئے بلوغ کے

کے بعد قبل بلوغ کے مال پر زکوٰۃ عائد نہ ہوگی۔

۷: حکومت اموال ظاہرہ پر زکوٰۃ وصول کر سکتی ہے۔ اموال باطنہ پر زکوٰۃ صاحب زکوٰۃ خود کبھی براہ راست ادا کر سکتا ہے حکومت اموال باطنیہ کی زکوٰۃ نہیں کر سکتی۔ آج کل گوامارت شرعیہ، پھلواری ضلع پٹنہ کی تحقیق کی بنا پر دونوں کی زکوٰۃ کا مطالبہ کر سکتی ہے۔ اموال ظاہرہ مولشی ہیں یا تجارت کا وہ سامان جو ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتا ہے۔ باقی بنک نقدی زیور وغیرہ حسب بیان اہل زکوٰۃ ہے۔ اسکی تحقیق و تفتیش محصلین زکوٰۃ کا کام نہیں۔ یہ معاملہ بندہ اور خدا کے درمیان ہے۔

۸: موٹر اور ریڈیو حاجات اصلہ میں نہیں مگر ان پر زکوٰۃ نہیں باقی عدم تقویٰ کی بنا پر محصلین زکوٰۃ پر رشوت وغیرہ کا جو خیال ہے وہ صحیح ہے۔ گمان ہو سکتا ہے اور حسب استطاعت اسکی دیکھ بھال حکام کا فرض ہے اور تبلیغ کا کام بھی مناسب ہے۔

مسائل علمیہ کے خطوط میں تفصیل لکھا کریں

دو ورقوں پر علیہ و علیہ لکھا کریں

والسلام

سید سلیمان یکم جمادی الثانیہ ۱۳۷۰ھ

عزیز مخلص و فتاکم اللہ تعالیٰ  
السلام علیکم ورحمۃ اللہ

میں سکھر، میرپور اور میرپھر جھنڈا گیا ہوا تھا۔ آج صبح واپس  
آیا ہوں۔ جواب میں تاخیر ہوئی۔

میں یہاں عارضی طور سے آیا ہوں۔ میرے اہل و عیال کے  
اسباب و سامان سب وہاں ہیں۔ حالات کی مجبوری سے مدت  
قیام میں اضافہ ہوتا رہا۔ اہل و عیال کے بلوانے میں اعترہ کے  
اختلاف رائے سے وقتیں حائل ہیں، اگر یہ وقتیں حل نہ ہوتیں  
تو واپسی ناگزیر ہے۔

جی ہاں! میں ابھی تک صدارت قبول نہیں کی ہے کہ  
بجالات موجودہ وہ بیکار سی چیز ہے۔ گفتگو جاری ہے۔  
سٹان میاں جوان تو ہو گئے ہیں مگر میری پریشانی حالی سے ان  
کی تعلیم ادھوری رہی جا رہی ہے۔ سٹہیل میاں مشرقی پاکستان کے  
ملازمت میں ہیں۔ میرے ایک داماد سید ابوالوہاب میاں وکالت کرتے  
ہیں، دوسرے داماد ہندوستان میں ہیں، دونوں کی کشمکش جاری ہے اور اسی  
سے پریشانی خاطر ہے

مجھے جو کچھ پورا رہا ہے۔ مسلمانوں کی مذہبی خدمت میں کمر لیا ہوں  
یہی آپ سے کہنا ہے کہ مسلمانوں کی مذہبی خدمت میں لگے

اے مولانا محترم کے چھوٹے فرزند نے مرحوم کے بڑے فرزند

رہیے۔ مگر اپنی اصلاح سے کبھی بے فکری نہ ہونی چاہیے

إِنْعِظْ نَسَمَ عِظْ

والسلام

سید سلیمان۔

۲۹ اکتوبر

مکتوب نمبر ۳

برادر عزیز۔ رفع اللہ تعالیٰ شانکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

تقریر کا مسودہ ملا جو بعد نظر ثانی واپس ہے۔ آپ نے میری معیت و صحبت کی تمنا ظاہر کی ہے، یہ آپ کا حسن ظن ہے بہر حال اب تو میں وہ کنواں جس کا پانی ختم ہو چکا ہے۔ اور اگر ملت کی کوئی خدمت ہو سکے تو اس کے ساتھ صرف اپنی آخرت کا طالب اور دنیا میں بعافیت گزار کر لینا چاہتا ہوں، میں سمجھ نہیں سکتا کہ آپ مجھے کیا کسبِ کمال کرنا چاہتے ہیں، جب کہ میں اپنے آپ کو ہر کمال سے عاری سمجھتا ہوں۔

آپ ماشاء اللہ مدرس ہیں اور ایک اہم محاذ پر خدمت انجام دے رہے ہیں۔ آپ اخلاص کے ساتھ اپنا کام کریں اللہ تعالیٰ کی نصرت آپ کے ساتھ ہوگی۔



شاہ صاحب کی خدمت میں میرا سلام پہنچا دیں۔ آج بہاولپور  
جامعہ عباسیہ کے کام کے لئے جا رہا ہوں۔

والسلام

سید سلیمان

۳۱ اگست ۱۹۵۱ء

جمن سٹریٹ۔ ڈارمنزل کراچی

عزیز مکرم۔ اسعدکم اللہ تعالیٰ فی الدارين  
السلام علیکم رحمۃ اللہ۔ الحمد للہ تعالیٰ مع الخیر ہوں۔ آپ کا خط پا کر بڑی  
خوشی ہوئی۔ خدا کا شکر ہے کہ میری بعض نصیحتیں آپ کو پسند آئیں  
جن کو آپ نے یاد رکھا اللہ تعالیٰ ان سے مجھے اور آپ کو فائدہ  
پہنچائیں۔

میں تنہا۔ یہاں آیا ہوں۔ سامان میاں ساتھ ہیں۔ ایک لڑکی اپنے  
شوہر کے ساتھ یہاں کئی سال سے ہے۔ باقی اہلیہ اور اولاد سب  
ہندوستان میں ہیں۔ سامان و اسباب بھی سب وہیں ہے۔ اللہ  
مالک ہیں۔

خوشی مزید ہوئی کہ آپ مصروف ہیں، مجھے اور بھی مزید خوشی  
ہوگی اگر یہ معلوم ہوگا کہ آپ اب پہلے سے بھی زیادہ مصروف ہیں۔

اے "شاہ صاحب" سے مراد سید علی احمد شاہ سابق صدر حکومت آزاد جوب کشمیر ہے

مسلمانوں کی دینی و مذہبی خدمت بہت اہم ہے۔  
 معارف کے لئے یہ صورت ہے کہ آپ اوسط چندہ چھ  
 روپے لاہور شیخ مبارک علی تاجر کتب انڈون لوہاری دروازہ بھیجیں  
 اور ان سے معارف کی فرمائش کریں، وہ تعمیل کریں گے۔  
 تعلیم و تربیت پر قدیم عربی رسائل کئی ہیں۔ مگر وہ یہاں میسر  
 نہیں ہو سکتے۔ اس وقت سرسری طور سے یہ چند سطرین حوالہ  
 قلم ہیں۔

آپ کی اور آپ کی جماعت کے لئے دل و جان سے دعا،  
 گو ہوں گے۔ کاش یہاں کے اہل حل و عقد اس کی ضرورت  
 کو دل سے تسلیم کریں۔  
 علی میاں تبلیغ کی ضرورت سے امسال پھر حج کو گئے  
 ہیں۔ شاید مصر بھی جائیں۔

والسلام

سید سلیمان

۲ ذی الحجہ ۱۳۶۱ھ

اعظم گدھ

برادر عزیز رزقکم اللہ درقا حنا

السلام علیکم۔ ندوہ میں اس دفعہ آپ کے والد کی وفات اور آپ کی رخصت کا حال معلوم کر افسوس ہوا۔ پھر عزیزم مولوی مسعود عالم صاحب آپ کی خواہش کا علم ہوا جس کی تعمیل کر دی یعنی سفارشی خط مرسل ہے، شاید کارآمد ہے۔ لیکن سچی بات یہ ہے، کہ ہم آپ کو اپنے سے بخوشی علیحدہ کرنا نہیں چاہتے۔ آپ ایک دو ماہ کو شش کر کے دیکھ لیں، پھر واپس آجائیں۔ دوسرے دو ماہ کیلئے تعطیل ہو گیا ہے بیگم جولائی تک بلکہ شاید رمضان تک وقت ہو۔

میں نے اور ناظم صاحب نے اس سال آپ کے لئے عہدہ ماہوار کی ترقی کر دینے کا خیال کیا ہے۔ اور اس کے بعد بھی آئندہ موقع ملتا رہے گا۔ امید ہے، کہ ہم لوگوں کو اس طرح چھوڑ دینا۔

آپ کے نزدیک بھی پسندیدہ نہ ہوگا۔ ندوہ کی مالی حالت آپ کو معلوم ہے، اگر گنجائش ہوئی، تو کبھی پہلو تہی نہ کی جائے گی۔

والسلام

سید سلیمان۔ ۸ مئی ۱۹۴۳ء

۱۔ نقل مطابق اصل کر دی گئی ہے، ایک نجی بات ہو سکی وجہ سے اس جگہ کو خالی رکھنا مناسب ہوگا۔

## مکتوب نمبر ۵

بنام جناب منظر حسین شاہ صاحب

کراچی۔ ۵

غزیز مکرم و فقہم اللہ تعالیٰ  
السلام علیکم ورحمۃ اللہ

الحمد للہ تعالیٰ بخیریت ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی مرضیات پر  
پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آپ اپنے اندر جو احساس و شعور پیدا کرنا  
چاہتے ہیں۔ ابھی وہ تمنا کی حد میں ہے۔ تمنا کی حد سے نکل کر عمل کے حلا و دلیں  
قدم رکھیے، اس کے لئے حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے ملفوظات  
اور مواعظ نہایت مفید ہیں، ساتھ نماز کی تحسین، احسان کی کوشش اور  
عبادات معلومہ کو بہ نیت حصول رضائے الہی انجام دینے کی کوشش کرنا۔  
مسلمان میاں انگریزی کے بعد عربی کی تکمیل بھی انشاء اللہ کریں گے۔ میری  
تمنا بھی یہی ہے لیکن زمانہ کا طوفان دیکھئے سفینہ کو کدھر لے جائے۔

علماء کافر نس کی طرف سے دعوت نامے پہنچ گئے ہوں گے۔ یا اب  
پہنچیں، فردری کے دوسرے ہفتہ میں اجلاس ہے۔

حکومت نے دارالعلوم کا کام نشر صاحب ہی کے سپرد کیا ہے۔ کلاس  
کے مضامین تیار ہو گئے ہیں، اب اس کے بعد کا قدم زمین اور تعمیر ہے۔  
مستقبل کے جنوری نمبر میں مری، مظفر آباد والی تقریر چھپ گئی ہے۔ صاحب  
رسالہ سے کہوں گا کہ اس کا ایک نسخہ آپ کو بھیج دیں۔ اس خطبہ کا ذکر ڈاکٹر محمود  
حسین صاحب وزیر امور کشمیر سے آیا تھا وہ اس کے دیکھنے کے خواہشمند ہیں۔  
اب تک صرف رحمت عالم، خطبات مدارس، رسول اکرم، نقوش سلیمان  
حیات امام مالک چھپی ہیں۔ یہاں مکتبہ میں دارالمصنفین کی سب کتابیں ملتی ہیں۔  
غازی خدابخش کو سلام کہیں

السلام

سید سلیمان۔ ۸ جنوری ۱۹۵۲ء

لے یہ چند کتب مولانا رحمۃ اللہ کی ذات کتب جن کے متعدد اشاعتیں دارالمصنفین  
سے شائع ہو چکی تھیں مولانا مرحوم نے کراچی میں چھپوائی تھیں۔

اے محمد علی جناح مرحوم پہلے گورنر جنرل پاکستان کی یاد میں حکومت پاکستان نے ایک عظیم دارالعلوم  
کے قیام کا اعلان کیا تھا۔ جس کے لئے زمین کے تعین اور دیگر مسائل پر غور کیلئے  
حکومت پاکستان نے سر عبدالرب نشتر گورنر پنجاب اور جناب مولانا سید سلیمان ندوی  
مرحوم کی طرف رجوع کیا تھا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مترشح، محترم و مخدوم منبع فیوض و برکات

السلام علیکم۔ امید ہے مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ والا نامہ شرف صدور لاکر باعث افتخار ہوا۔ حضرت والا کی یہ تشخیص کہ ابھی تمنا کی حالت ہے لہذا تمنا کی حدود سے بڑھ کر عمل کی طرف بڑھنا مطلوب ہے بلاشبہ حرف بحرف صحیح ہے، کہ راقم عمل کے لحاظ سے تاہنوز صفر ہے، لیکن نہایت ہی مؤذبانہ عرض ہے کہ دعا فرمائی جائے کہ عمل کی طرف آمادگی پیدا ہو، اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں، کہ اللہ کی بخشی ہوئی توفیق عمل کو استعمال کئے بغیر صرف درخواست دعا پر تفاعت کرنا چاہتا ہوں، یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ کہ بحمد اللہ بہت سے واجی مکروہات و خباثت سے مجتنب ہوں، اور اپنی ضروریات کو پورا کرنے میں امکانی حد تک احتیاط کرتا ہوں، اور یہ کوشش بھی رہتی ہے، کہ رخصتوں کے مقابلے میں عزائم کو ترجیح دیجائے۔

وما ابرئ نفسی ان النفس لامارة بالسوء الا ما رحم ربی  
بہر حال آپ حضرات کی صحبتوں، مواعظ اور ہدایات کا کچھ کچھ اثر ضرور ہے۔ لیکن اس سے بہت طلب و تمنا ہے۔ اللہ کیسے، یہ تمنا عمل کی صورت اختیار کر سکے حضرت تھانویؒ کے ملفوظات فراہم کرنے کی کوشش کر دی جو جو مواعظ ملفوظات میسر آتے جائیں گے، وقت نکال کر دیکھنا جائز لگا۔ اپنا حال یہ ہے، کہ بمشکل وقت نکال سکتا ہوں۔

حضرت الشیخ، عزیز مکرم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق مزید عطا فرمائے۔ عقائد کے بعد اعمال اخلاق اور معاملات تینوں گوشوں پر نظر ڈالیتے اور ہر ایک میں ترقی کی کوشش کیجئے اور اپنی کمزوریوں کو ذہن میں رکھ کر ہر ایک کی اصلاح میں لگیئے۔ نوافل میں اضافہ کیجئے کسی تسبیح کا ورد کیجئے۔

مستشرق: ایک "خواب عرض کرنے کی اجازت چاہتا ہوں:-

۱۔ ایک شب گھر سے روانہ ہو کر اپنی والدہ ماجدہ سے ملاقات کے لئے غریب خانہ سے نکلا تو خواب میں اپنے آپ کو ایک بڑھے عجم والے بازار میں پایا۔ وہاں ہائیں آدمیوں کی بڑی آمدورفت ہے۔ کہ یکایک ایک خوشنما جیب کا گزرتی ہے اور اس کا ڈرائیور آواز دے رہا تھا۔ مدینہ چلنے والو! مدینہ چلنے والو! آواز کی یہ پکار اسی قدر ہے۔ لیکن ذہن میں خیال یہ بیٹھا ہوا ہے کہ یہ جیب مدینہ تک مسافروں کو مفت لے جا رہی ہے۔ اور باوجود اتنی پکار کے اس کی سواریاں بہت تھوڑی ہیں، مجھے یہ خیال ہوا، کہ موقع اچھا ہے میں اس جیب پر بیٹھ جاؤں۔ لیکن معایہ خیال بھی آتا ہے، کہ آج کل موسم حج نہیں ایسے وقت جانے سے کیا فائدہ اس وقت کا جانا باعث ناراضگی نہ ہو پھر اس خیال کی ترویج اس طرح ہو جاتی ہے کہ آئندہ موسم حج آنے پر مدینہ طیبہ یا مکہ مکرمہ ہی میں قیام کر لیا جائے گا۔ اس کشمکش میں بہت کر کے جیب کار پر بیٹھ جاتا ہوں، اس کے بعد واقعات

یاد ہی نہیں رہ سکے۔

۱۲۔ ایک شب دیکھتا ہوں کہ میں اپنا دفتر یہاں سے اٹھا کر لکھنؤ دارالعلوم کی عمارت میں لے جاتا ہوں اور میرے دفتر کے نئے حضرت بہتمم صاحب دارالعلوم کی عمارت میں سامنے والا بالائی کمرہ تجویز فرماتے ہیں جو شاید آج کل دارالحدیث ہے اور اس عقبی جانب گنبد اور فرش کے درمیان نئی چھت تعمیر کرائی ہے۔ آج کل موجود نہیں ہے۔

۱۳۔ اچھ میں موصوف سے یہ مغذرت کرتا ہوں کہ میرا دفتر یہاں رکھنے میں حکومت ہند کو اعتراض ہوگا۔ آپ دفتر یہاں رکھنے پر اصرار نہ فرمائیں لیکن موصوف یہ فرماتے ہیں کہ حکومت ہند کے اعتراض کا ہمارے پاس مقبول جواب موجود ہے۔ اس کے بعد کا حال یاد نہ رہ سکا۔

حضرت الشیخؒ: یہ خواب بشارت ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو سامان اصلاح و ترقی کے اسباب فراہم کریں گے۔

۱۴۔ یہ خواب بھی بشارت ہی ہے۔

خواب بشارت ہوتے ہیں ان سے زیادہ کچھ نہیں

مسترشد: ہر بار یہ خیال ہوتا ہے، کہ حضرت والا کی خدمت میں مختصر ہی عرض لکھا جانا مناسب ہے، لیکن عین وقت پر طول بیان کی صورت مجبوراً پیدا ہو جاتی ہے

لذیاد بود و شکایتی دراز تر گفتم

دونوں خوابوں کے متعلق مقتضی حال بھی عرض کر دوں۔ لاکہ دو تین

سال سے زیارت بیت اللہ کی تحریک ہو رہی ہے اور اپنے شفیق



محترم استاد مولانا علی صاحب کی طرف سے اس مبارک ترین اقدام کیلئے پیغامات بھی بھیج چکے ہیں، لیکن وقت کی نامساعدت ہمیشہ رکاوٹ رہی چنانچہ اس وقت بھی قرض کی زیر باری کے سوا کوئی بھی مانع نہیں، اور یہ قرض بھی ایک ناگہانی مصیبت کے سلسلے میں آیا ہے۔ اب حضرت والا ہی فرمائیں، کہ کیا صورت اختیار کروں؟

حضرت الشیخؒ: علی میاں شاید اس اقبال میں آئیں۔ اقبال کا دو نمونہ آپ کو بھیجا گیا ہے۔  
مستشرق: ۱۷ بلاشبہ میرا وطن اور نسبتی رشتہ دار اسی طرف ہیں جہاں اس وقت خود موجود ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے نیاز مند کے دل ہی اس گہوارہ علم و فضل کی بہت بڑی محبت بخشی ہے، جس میں کچھ عرصہ رہ کر رشد و ہدایت کا کچھ حصہ حاصل ہوا ہے، اور اگر خوش نصیبی سے اخبارات و رسائل میں ”کھنٹو“ یا ”اندوہ“ کا لفظ بھی نظر سے گذر گیا، تو آنکھیں کھل جاتی ہیں، احساس بیدار ہو جاتا ہے، اللہ کرے یہ محبت اعتدال کی حد میں ہی رہے اور الحب للقد میں شامل ہو۔

علماء کا فرس کی طرف سے تاہنوز کوئی دعوت نامہ موصول نہیں ہوا، یہاں کی ہیئت حاکم ابھی تک بدستور باہمی انتشار و ریشہ دوانیوں میں مبتلا ہے۔ اس لئے نہیں کہا جاسکتا کہ ہم نیاز مندوں کو کراچی تک حاضری کا موقع مل سکے گا؛ دعوت نامہ آجاتا، تو کوئی سبیل اختیار کرنے کی کوشش کی جاتی۔

عزیز محترم سلیمان میاں کے متعلق عزم سے بڑی مسرت ہوئی

دل سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان میں اپنی مرضیات بڑے بڑے کاموں  
کی صلاحیت و توفیق بخشے، آمین یا رب العالمین  
مستقبل (خطبہ والا پرچہ) کا پرچہ تا حال موصول نہیں  
دست بوسی کا طالب خاکسار

مظفر حسین شاہ ندوی  
ڈاکخانہ رومیل مظفر آباد  
آنرا دکشمیر

حفرۃ الشیخ، ڈار صاحب سے کہنا بھول جاتا ہوں۔

والسلام  
سید سلیمان

# بنام غلام مرتضیٰ صاحب

نمبر 1

انہ من سلیمان وانہ بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکرم ادا م اللہ تعالیٰ توفیقکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

جواب تاخیر سے دے رہا ہوں۔ میرے داہنے ہاتھ میں درد ہے

جس کے سبب سے اکثر معذوری رہتی ہے۔

آپ نے اپنے جو حالات لکھے ہیں۔ یہ تو ایسے امراض ہیں جو انشاء اللہ

تعالیٰ آپ کے عزم و ہمت و توجہ سے جلد دور ہو جائیں گے۔

بے شبہ امت مرحومہ کی پریشان حالی اور پرانگیگی کی کیفیت آپ کو

متاثر کرتی ہوگی مگر غور کیجئے کہ اس کا علاج آپ کے ہاتھ میں ہے جب

آپ کی استطاعت سے وہ چیز خارج ہے۔ تو اس کی فکر میں پڑ کر اپنا وقت

آپ کیوں ضائع کرتے ہیں۔ یہ تو لیڈر انہ قسم کا ایک مرض ہے۔ آپ کو

اختیار اپنے اوپر اور اپنے اہل و عیال اور متبعین کے اوپر ہے۔ آپ اپنی

اور اون کی اصلاح کی فکر کریں۔ کہ یہ آپ کی استطاعت میں ہے۔

آپ کی شدتِ احساس سے متاثر ہوا خدا کرے یہ احساس صحیح

موقع پر صرف ہو۔

اگر آپ دین کا صحیح فہم حاصل کرنا چاہیں تو حضرت مولانا تھانوی  
 رحمہ اللہ تعالیٰ کے ملفوظات اور مواعظ مطالعہ فرمائیں۔ اس کام میں مجھ  
 سے جو امداد ہو سکے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ وہ حاضر ہوگی

آپ کی بے جان نماز میں جان بھی پڑ جائے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ  
 پہلے آپ ان کتابوں کے مطالعہ سے دین کا صحیح فہم پیدا کریں  
 جن لوگوں کے لئے دعاء کرنے کی خواہش کی گئی تھی۔ اللہ  
 تعالیٰ قبول فرمائیں۔ آپ خود بھی دعاء فرمائیں۔

احساس کا پہلا قدم اپنی گذشتہ غلطی اور تقصیر کا اعتراف اور  
 ندامت اور آئندہ اس کی اصلاح کا عزم بالجزم ہے

والسلام

فقیر الی اللہ تعالیٰ

سید سلیمان

۲۷ شعبان ۱۳۷۰ھ

مکتوب نمبر ۲  
( بنام غلام مرتضیٰ صاحب )

انہ من سلیمان و انہ لیسلم اللہ الرحمن الرحیم

مکرم و محترم ادام اللہ تعالیٰ توفیقکم  
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

مکرمت نامہ موصول ہوا تھا۔ آپ کی اس محبتِ مخلصانہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دیں۔ آپ بیمار تھے۔ امید ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے فضل و کرم سے شفا بخشی ہوگی۔ آپ کا یہ لکھنا بالکل صحیح ہے کہ اصلی صحت دین کی صحت ہے۔ لیکن تجربہ سے آپ کو معلوم ہوگا کہ دین کی صحت بھی بہت کچھ جسم کی صحت پر موقوف ہے۔ جس کا جسم صحیح نہیں وہ کیا طاعت و عبادت کر سکتا ہے۔ اس لئے دین کی صحت کی خاطر جسم کی صحت کی بھی فکر ضرور ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو دونوں صحتیں عنایت فرمائیں۔

یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی۔ کہ آپ نے حضرت مولانا تھانویؒ کے ملفوظات حسن العزیز کا مطالعہ شروع کیا ہے۔ اس مطالعہ کا جو اثر آپ محسوس کرتے ہوں۔ اُس سے مطلع فرمائیں۔

میرا مقصد یہ تھا کہ انسان کو پہلے اپنی پاکی کی کوشش چاہیے اس کے بعد دوسرے کی فکر چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ موجود سیاسی

یڈروں کی طرح دوسروں کی فکر تو ہو۔ مگر خود اپنی فکر سے غفلت تام  
ہو۔ اس سے نہ اپنا ہی بھلا ہوتا ہے نہ دوسروں کا۔

آپ نے دو دعاؤں کے لئے لکھا ہے۔ دونوں کے لئے  
دعائیں کی گئیں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں۔

والسلام الفیرقالی اللہ تعالیٰ

سلیمان ندوی - ۲۱ رمضان المبارک ۱۳۷۰ھ

مکتوب نمبر ۳  
(بنام مرکز تفسیر صاحب)

سید سلیمان ندوی

مکرم و محترم ادام اللہ توفیقکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

رمضان المبارک اور عید سعید کی تبریک و تہنیت کا شکریہ۔ اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرمائیں۔

اس خبر کو سن کر خوشی ہوئی کہ حضرت مولانا تھانویؒ کے محفوظات کے مطالعہ سے اب آپ کو قرآن پاک کی تلاوت کا ذوق ملتا ہے اللہ تعالیٰ مزید توفیق بخشیں۔

آپ نے مجھے جو خواب میں دیکھا وہ آپ کی محبت کا نتیجہ ہے اللہ تعالیٰ اس کو طرفین کے لئے موجب خیر فرمائے۔

حضرت مولانا تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کو آپ نے خواب میں دیکھا اس سے برکت کی امید ہے۔ مولانا تھانوی کی یہی صورت تھی۔ جو آپ نے دیکھی۔

میرا تصور بغیر تکلیف کے آجاتے تو خیر کوئی حرج نہیں کہ یہ تقاضائے محبت ہے۔ مگر تکلیف کے ساتھ تصور میں لانے کی کوشش نہ کریں۔

آپ کی جسمانی صحت کی خبر سے خوشی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ روحانی

صحت بھی عطا فرمائیں

آپ کے اور آپ کے عزیزوں کے لئے دل سے دُعا کرتا ہوں  
ابھی تک میرے داہنے ہاتھ میں درد باقی ہے۔  
آئندہ کے جو آپ جو مجھے خط لکھیں۔ اس کے نصف کالم میں آپ  
لکھیں اور دوسرا نصف جواب کے لئے سادہ چھوڑ دین تاکہ بالقابل  
جواب لکھا جاسکے۔

والسلام

فقیر سلیمان

۱۱ جولائی ۱۹۵۱ء

— ۰ —

مکتوب نمبر ۴

(بنام غلام مرتضیٰ صاحب)

محبت مکرم زادکم اللہ تعالیٰ توفیقاً۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

بجہ اللہ کہ ہاتھ کے درد میں تخفیف ہے۔

۲۰ اگست کو راولپنڈی و مری مظفر آباد کے سفر سے واپس آیا۔

ستی کا علاج تو بقول حضرت مولانا تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ

چستی ہے۔ جب تک دل میں وہ ہمت و عزیمت پیدا نہ کریں گے

جو دنیاوی کاموں کے کرنے میں دیکھی جاتی ہے۔ دین کے کام انجام



نہیں پاسکتے ہیں۔ بلاوجہ سستی کوئی شرعی عذر نہیں ہے۔ اس محرومی کی اہمیت کو محسوس کیجئے جو جماعت کی محرومی سے ہوتی ہے۔

دنیاوی پریشانی اگر علاج پذیر ہیں تو تدریس سے کام کیجئے اور اگر علاج سے باہر ہیں تو حوالہ خدا کیجئے، کہ جو ہمارے حق میں بہتر ہوگا۔ وہ فرمائیں گے۔

قرآن پاک اس تصور سے پڑھیں۔ کہ اللہ تعالیٰ ہماری تلاوت کو سن رہا ہے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ اس کو سماعت فرما رہے ہیں تو ہم کو کس ذوق و شوق سے پڑھنا چاہیے۔ اگر یہ تصور ہو کہ ہمارا محبوب ہماری فریاد کو پاس کھڑے اپنے کانوں سے سن رہا ہے۔ تو اس فریاد کی لے کیسی پُر لذت ہوگی۔

اس سے بڑھ کر اور کیا میرے لئے انعام ہے

آپ خود سنتے ہیں اگر جو میرا پیغام ہے

اللہ تعالیٰ آپ کو صحت عاجلہ و کاملہ عنایت فرمائیں

اپنے احباب کو سلام کہہ دیں۔ سب کے حق میں دعا لے

خیر کرتا ہوں

والسلام

فقیر الی اللہ

سید سلیمان

مکتوب نمبر ۵

بنام غلام مرتضیٰ صاحب

کراچی - ۵

عَب و مَكْرَم - اَدَام اللّٰهُ تَعَالٰی تَوَفِّیْكُمْ  
السَّلَام عَلَیْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ -

بِسْمِ اللّٰهِ تَعَالٰی كَمَا فِيں بَهْت اِجْهًا هُوں . اور مَلْتَان اور لَاهُور كے

سَفَر كے لَیْے آمادہ ہوں

آمِیْن

آپ کا ایک خط آیا تھا۔ جس کا جواب دیا جا چکا ہے

آپ کو جب اپنی اصلاح کی فکر لاحق ہوئی ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ

آپ کی حالت روز بروز درست ہوتی جائے گی۔ وقت کی پابندی کے

بغیر استقامت حاصل نہیں ہوتی اس لئے اللہ تعالیٰ نے نماز اور

روزہ اور زکوٰۃ اور حج کے اوقات مقرر فرمائے ہیں۔ پابندی کے بغیر

مداومت اور استقامت نصیب نہیں ہوتی۔ جس طرح بیمار جب تک

پابندی کے ساتھ دوا نہیں پتیا۔ عموماً تندرست نہیں ہوتا۔

دلائل خیرات کی بجائے آپ مناجات مقبول پڑھا کریں۔

آپ مواعظ اور ملفوظات تو ضرور ہی پڑھیں۔ اور کوشش کر کے

پڑھیں۔ بہت اور کوشش کے بغیر دین کی راہ بھی طے نہیں ہو سکتی۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے آپ کو توفیق اور مہمت عطا کرے  
 سب سے پہلے بندہ آمادگی ظاہر کرے تو اللہ تعالیٰ نصرت فرماتے ہیں۔ بے  
 ہاتھ اٹھائے تو لقمہ بھی مٹھ تک نہیں پہنچتا۔ اپنی جیسی کوشش عزیمت  
 کے ساتھ کیجئے پھر تائید الہی انشاء اللہ تعالیٰ شامل حال ہوگی

سب کو سلام پہنچادیں  
 اللہ تعالیٰ ان کی صحیح اور جائز حاجتوں کو پوری فرمائیں اور توفیق خیر

بخشیں

والسلام

الفقیر الی اللہ

سید سلیمان ندوی

۳ صفر ۱۳۷۱ھ

سبب نبینہ

مکتوب

بنام غلام مرتضیٰ صاحب - ۶

کراچی - ۵

مکرم و محترم زاد کم اللہ تعالیٰ توفیقاً

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

الحمد للہ تعالیٰ خیریت ہے۔ اور آپ کی خیریت کا طالب اور

داعی۔

آپ کے حالات معلوم ہوتے۔ امور خیر کی تعمیل اور گناہوں سے بچنا انسان کے اختیار میں ہے۔ پس آپ سب دوسو سو اور خیالات کو چھوڑ دیں اور دل سے یہ طے کر دیں کہ آج سے اللہ تعالیٰ کے کسی چھوٹے یا بڑے حکم کے خلاف نہیں کریں گے اور نماز پنجگانہ جماعت کے ساتھ پڑھا کریں گے۔ دن میں کسی وقت ہو سکے تو قرآن پاک کی تلاوت اور دعا، مناجات مقبول پڑھا کریں گے۔ انا کام آپ ایک ہفتہ میں انجام دے کر پھر اپنی حالت سے مطلع کریں جو حالت اور ضرورت پیش آئے۔ اس کے لئے آپ اللہ پاک سے دعا مانگا کریں۔ اللہ تعالیٰ کا کام بے شبہ حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ لیکن بندہ کی سمجھ میں اُس حکمت کا آجانا ضروری نہیں مگر یقین رکھنا چاہیے۔ کہ وہ کام بندہ ہی کے فائدہ کے لئے ہے۔

آپ قرض کی ادائیگی اور وسعت رزق کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگا کریں۔ اور ہو سکے تو نماز عشاء کے بعد سو سو دفعہ یا مٹھنی اور یا باسط کی تسبیح پڑھ کر ادائے قرض اور وسعت رزق کی دعا اور اللہ تعالیٰ سے گھر گھر کر مانگا کریں۔

۲

۱۔ لے یہ مکتوب مرتفعی صاحب کے پڑھنے کے خط کے جواب میں آیا ہے حال و حقیقت یہ ہے کہ اپنی ہی کوتاہیاں اور نااہلیاں ہیں۔ ان کے تورعت و کرم کے دروازے ہر وقت واہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے میں استعداد عملی پیدا فرمائے۔ حضرت جی آپ نے مناجات مقبول کیلئے اجازت مرحمت فرمائی ہے لیکن ابھی تک اپنی کوتاہی کی وجہ سے کتاب نہ پاسکا۔ جس کی وجہ سے شرمندگی ہے

بقیہ حاشیہ دوسرے صفحہ پر

اللہ تعالیٰ من خاتمہ نصیب فرمائیں

دعا السلام

سید سلیمان ندوی

آپ نے چائے بھی تھی پہنچی ہنشکویہ، جزاکم اللہ تعالیٰ

سید سلیمان

— ۵ —

مکتوب

۳

بنام غلام مرتضیٰ صاحب قریشی۔

کراچی ۵

مکرم و محترم زادکم اللہ تعالیٰ توفیقاً

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

(بقیہ حاشیہ) اللہ کرے کہ اپنی ہر کوتاہی اور غفلت پر شرمندگی کا سرف

ہو حضرت میں یقین اور استحضاد کی انتہائی کمی پاتا ہوں دعا اور دوا کا

محتاج ہوں خصوصی توجہ کا مستحق ہوں بعض اوقات اپنی بے بسی اور بے کسی

پر انتہائی افسوس اور کڑھن ہوتی ہے۔ اپنی ذات پر محض اور لاشے

نظر آتی ہے نہ اپنے کام کا ہوں نہ دوسرے کا اپنی ذاتی حیثیت سے نہ

اپنا دارین کو بنایا اور نہ ہی خیر کی دلالت کا اعتنا بنا۔ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ

اس تبلیغی عرصہ کی زندگی میں نیک عمل کی توفیق دے۔ خاتمہ حسن ایمان

پر فرما دے۔ آمین

الحمد للہ تعالیٰ خیریت ہے

جی ہاں۔ میں سفر میں تھا۔ ۲۲ کو واپس آیا۔ اب ۳ مارچ سے پھر  
لاہور و راولپنڈی وغیرہ کا سفر ہے۔  
بہت مبارک، مناجات مقبول پڑھتے رہیں۔  
بہت مناسب اللہ تعالیٰ تلاوت کے برکات سے آپ کو مالا مال

۴

فرمائیں۔  
جاری رکھتے

شاید آپ کا معدہ ٹھیک نہیں۔ کسی طبیب سے رجوع کیجئے۔  
اللہ تعالیٰ رزق وسیع عنایت کریں۔ دعا کرتے رہئے۔

آمین

اللہ تعالیٰ یہ دعائیں آپ کے حق میں قبول فرمائیں۔

والسلام

سید سلیمان۔ ۲ رجب ۱۳۶۱ھ



۱۔ حالہ الحمد للہ حسب ارشاد مناجات مقبول بلا ناغہ پڑھی جاتی ہیں  
۲۔ حالہ اللہ تعالیٰ کے احسان سے قرآن پاک کی تلاوت بھی رات کو سونے سے پہلے  
نماز کے بعد نصیب ہوتی ہے

۳۔ اگر کسی دن رہ جاتے تو دوسرے روز شامل کر کے پڑھ لیتا ہوں (یعنی  
قرآن کریم) ۴۔ دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ روز افزوں دین دنیا کی نعمتوں سے نوازتا رہے  
انجام بخیر کرے اور خاتمہ حسن کے ساتھ ایمان پر نصیب فرمے۔ آمین۔۔۔۔۔

مکتوب

بنام غلام مرتضیٰ قریشی - ۸

کراچی - ۵

عزیز میری و محبی ادا م اللہ توفیقکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

آپ سے راولپنڈی میں ملاقات نہ ہونے کا افسوس ہے۔ انشاء اللہ  
تعالیٰ زندگی ہے۔ تو ملاقات ہوگی۔

اپنے حالات کی درستی اور معمولات کی پابندی میں لگے رہتے اور غیر ضروری  
انکار و خیالات کو دل سے نکال دیتے۔

اگر مجبوری سے جماعت نہ مل سکے تو حرج نہیں۔ اپنی کوشش جاری رہتی

چاہتے

دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کے حالات کو درست فرمائیں۔

والسلام

سید سلیمان ندوی

— ۵ —

مکتوب

(بنام غلام مرتضیٰ صاحب (۹)

محترم۔ ادا م اللہ توفیقکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

الحمد للہ تعالیٰ خیریت سے رمضان المبارک بخیریت تمام ہوئے۔ روزے پورے ہوئے اور تراویح بھی کامل ہوئیں، بحمد اللہ

آمین

اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی توفیقات سے بہرہ ور فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا موقع عنایت فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کے اس بھائی کو سعادت اور صلاح عنایت فرمائے۔

ضرورت ہے کہ اس کو مذہبی اور اخلاقی کتابیں پڑھنے کو دی جائیں۔ اور

اچھوں کی صحبت میں رکھا جائے۔ سب کو سلام فرمائیے سب کے لئے

دعائے خیر۔

سید سلیمان

۳ شول ۱۳۷۳ھ

۵۵

مکتوب

بنام غلام مرتضیٰ صاحب - ۱۰

کراچی - ۵

عزیز مکرم - دعائے خیر

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

لے حضرت جی! عید سعید کے کچھ روز بعد کراچی میں کچھ وقت حد ضرورت کا ارادہ ہے۔



الحمد للہ کے پہلے سے صحت میں ترقی ہے  
 معمولات کی تکمیل کی کوشش میں لگے رہتے۔ وقت کی پابندی کے بغیر  
 معمولات ناعہ ہوتے ہیں۔ اس لئے وقت کی پابندی کی ضرورت ہے۔ رات کو  
 نہ ہو سکے تو ظہر کے بعد سہی اتھجدر میں اٹھنا نہ ہو سکے۔ تو اس کی دو تدبیریں  
 ہیں۔ ایک یہ ہے کہ عشا کی نماز و سنت پڑھنے کے بعد لیکن وتر سے  
 پہلے دو دو رکعت کر کے رکعتیں صلوٰۃ اللیل کی نیت سے پڑھ لیں۔ پھر وتر  
 پڑھیں۔ دوسری یہ کہ اشراک و چاشت کے وقت تہجد کی قضا پڑھ لیں۔  
 بہر حال گذشتہ پرندامت بھی توبہ کا ایک جزو ہے۔ لیکن صرف یہ ندامت  
 کافی نہیں ضرورت ہے کہ آئندہ ان لغزشوں سے بچنے کا عزم راسخ  
 کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ صلاح بخشیں۔

نگاہ کا گناہ بے لذت ہے۔ اس میں کچھ رکھا نہیں ہے۔ آنکھیں نیچی  
 کر لی جائیں اور باوجود تقاضائے نفس دیکھا نہ جائے۔ اس پر عمل کریں۔ اور  
 سمجھیں کہ جن کو آپ دیکھنا چاہتے ہیں۔ وہ بھی تو کسی کی ماں، بہو اور بیٹی اور  
 بہن ہیں۔ پھر جب ہم اپنی عزیز خواتین کے ساتھ یہ بے حرمتی گوارا نہیں  
 کرتے تو دوسروں کی خواتین کے ساتھ کیوں گوارا کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کی حفاظت فرمائے۔ ملفوظات اور مواضع میں سے جو

ملے اوس کو مطالعہ کریں۔ کم از کم چالیس سچاپس و عظم پڑھ لیں۔

آپ کا منشا معلوم ہوا۔ والسلام

مکتوب

نام غلام مرتضیٰ صاحب - ۱۱

عزیزی و محبی زادکم اللہ تعالیٰ توفیقاً

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

معافی چاہنے کی کوئی بات نہیں۔ میرا جرم آپ نے کیا کیا۔ جو مجھ سے معافی

چاہتے ہیں۔ آپ کے لئے دل سے دعا کرتا ہوں۔

الحمد للہ تعالیٰ پہلے سے بہتر ہوں۔

معمولات کی ادائیگی اور تہجد کی پابندی ہو جاتی ہے تو بڑی بات ہے

آمین

مبارک

آمین

یہی چاہیے

آمین

اللہ تعالیٰ ہر مشکل حل فرمائیں۔

نمبر ۱: اذکار کے متعلق تھا کہ پڑھتا ہوں۔ مناجات مقبول اور

تلاوت کروادی جاتی ہے

نمبر ۵۔ بزرگوں کی دعا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے قرصہ میں کمی کی اطلاع۔

نمبر ۶، میرا ایک محسن دوست اسلم نامی بیمار ہے۔ اسکی صحت کے

لئے دعا کی درخواست ہے۔

رزق حلال کی کوشش بھی دین کے اجزائیں سے ہے۔ نیت درست  
 ہو تو یہ بھی دین کا ایک حصہ ہے  
 دل سے دُعا کرتا ہوں۔ آمین

والسلام

اللہ تعالیٰ آپ کے دوست کی روحانی اور جسمانی تکلیف دور فرمائیں۔



مکتوب

(بنام غلام مرتضیٰ صاحب - ۱۲)

کراچی

مخلصی و عزیزی و فکرم اللہ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

الحمد للہ تعالیٰ بخیریت ہوں۔

طلب کسب حلال فرض ہے جب دیگر ذرائع کامیاب نہیں ہیں۔ تو

ملازمت میں کیا ترحیح ہے۔ اگر وہ کسی شرعی وجہ سے ناجائز نہیں۔

آپ دعا و اور تدبیر میں لگے رہیں۔ جب صورت اچھی نکل آئے تو

تجارت شروع کر دیں۔

آمین

یہ والا نامہ غلام مرتضیٰ صاحب کے ۲۸/۲۰۲۰ کے جواب میں آیا

یہ امور کیوں پیش آتے۔ کیا جہاں آپ کام کرتے ہیں۔ کوئی مسجد نہیں ہے۔ صرف اپنی سستی کے سبب ایسا نہ کیجئے۔ معمولات تورات یا صبح کو انجام پاتے ہیں یہ بھی کام کے اوقات نہیں۔  
دل سے دعا کرتا ہوں۔

معمولات نماز و تلاوت و دعاؤ میں سستی نہ کریں  
دعا کرتا ہوں

سید سلیمان



مکتوب

(بنام غلام مرتضیٰ صاحب۔ ۱۱۳)

محبی و مکرمی اصلح اللہ احوالکم  
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خدا کا شکر ہے کہ رمضان المبارک کا حق ادا کرنے میں پورا کیا گیا  
اس زمانے میں سب سے بہتر عبادت کثرت تلاوت ہے  
مبارک

نیک لوگوں کی صحبت بہت مفید ہے۔ میرے لئے دعاؤ آپ کی  
محبت کا تقاضا ہے۔

عمل کی عزیمت اور سچتہ ارادہ اور مستقل بہت اور دعاؤ کے سوا کوئی  
تدبیر نہیں۔

پڑھتے رہیں  
 بحمد اللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے آپ کی مدد فرمائیں  
 دعا ہے۔ ان سے کہتے کہ سورہ قل اعوذ ب اللہ الفلق اور قل اعوذ ب  
 الناس اور الحمد شریف پڑھ کر اپنے اوپر دم کیا کریں۔

سید سلیمان

۸ سوال ۱۳۷۳ھ

مکتوب

(بنام غلام مرتضیٰ صاحب - ۱۴)

کراچی - ۵

محترم و مکرم زادکم اللہ تعالیٰ توفیقاً

۱ اپنے طور پر صرف سارے رمضان میں ایک دفعہ قرآن پاک نصیب ہوا  
 ۲ الحمد للہ تبلیغی جماعت میں کچھ نہ کچھ وقت گزارا  
 ۳ باتیں اور ارادے کرتا ہوں لیکن عمل کم ہی نصیب ہوتا ہے۔ دعا فرمائیں  
 اللہ تعالیٰ نیک عمل کی دولت سے نواز دے۔

۴

السلام علیکم ورحمۃ اللہ  
الحمید ملئ مع الخیر ہوں۔

محمد اشرف صاحب بختیت ہیں۔ اور ہر روز شام کو آتے ہیں  
آپ کے لئے میں اپنے دل میں محبت پاتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں۔  
کہ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق ہمیشہ از ہمیشہ عنایت فرمائیں  
نفع کے لئے مداومت شرط ہے۔ اگر کسی عذر شرعی سے ناغہ ہو جائے  
تو کچھ حرج نہیں مگر استہام یہ ہو کہ ناغہ نہ ہونے پائے۔  
دل سے دعا کرتا ہوں۔ آمین

آمین

اس طرح کہ آپ ہر روز کسی خاص سکون کے وقت میں تھوڑی دیر اس  
کا مراقبہ کیا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ حاضر و ناظر ہیں اور ہر وقت ہم کو دیکھ رہے ہیں  
جن سے عقیدت اور حسن ظن ہو ان کے پاس بیٹھ کر ان کی باتوں کو  
سنیں اور دل میں اثر لیں

ماریوسی کی وجہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ سراسر امید ہے۔ وہ رؤف و رحیم ہیں۔  
آمین

والسلام۔ سید سلیمان۔ ۲۰ جولائی ۱۹۵۳ء

۱۔ اخلاص کامل نصیب فرما کر عملی زندگی نصیب فرمائے، ایک صحیح مسلمان والی  
زندگی.....  
بملا حضرت جی اللہ تعالیٰ کے ہر وقت حاضر و ناظر ہونے اور انکی ذات عالی پر یقین  
اور حسن ظن کی کیفیت کس طرح روز افزوں قوت بڑھے گی۔

## مکتوب

(بنام غلام مرتضیٰ صاحب - ۱۵)

محبت عزیز - ادام اللہ توفیقکم  
السلام علیکم ورحمۃ اللہ

آپ کے سابقہ خطوط آئے اور ملے۔ میں تقریباً تین ماہ سے قلب کے مرض میں گرفتار ہوں۔ اب بحمد اللہ حالت بہتر ہے چلنے پھرنے، ملنے جلنے اور کام کرنے کی اجازت نہیں۔

خوشی کی بات ہے کہ آپ تہجد پڑھتے ہیں۔ پہلے جو کبھی تہجد کا موقع ملتا تھا۔ اس وقت دعاؤ اور گریہ جو ہوتا تھا۔ وہ کبھی کبھی پڑھنے کی وجہ سے اب مداومت سے پڑھنے پر جو وہ کیفیت رزائنہ نہیں ہوتی تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

ممبران: بزرگوں کی صحبت سے فیض کس طرح حاصل کیا جاتا ہے اور بزرگوں کی صحبت میں کن کن امور کی پابندی اور احتیاط لازم ہوتی ہے۔

ممبر ۵: بندہ تو واقعی کج فہم اور تہی دامن ہے۔ تاکہ داریں میں سرخروئی اور سہ فزائی میسر فرمائے۔

۶۹۸  
یہ ایسی ہی ہے کہ جس کو کبھی کبھی پلاؤ کھانے کو ملتا ہے تو اس  
کو اس میں بہت مزہ ملتا ہے۔ لیکن جب وہی غذا کسی کو روزانہ ملنے لگے تو  
وہ مزہ اس کو نہیں ملتا۔ مساوات بوجھاتی ہے۔ پھر گریہ سے تہجد کی مداومت  
ہزار درجہ بہتر ہے۔ اور شکر کے قابل ہے

اچھی تو بیمار ہوں۔ جب پوری صحت کی خبر ملے تو آسکتے ہیں

والسلام

سید سلیمان



خطبہ نام غلام صابر صاحب مراسلہ نمبر ۱

مکرم و محترم حفظکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

فقیر نے آپ کا خط پڑھا۔ حالات معلوم ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کا  
شکر ادا کیجئے۔ کہ آپ کو صحیح ہدایت نصیب ہوئی۔ کبھی مصیبتیں بھی  
ہدایت کا باعث ہوتی ہیں۔ آپ حضرت مولانا تھالوی رحمۃ اللہ تعالیٰ  
کی کتابوں میں سے پہلے قصد السبیل پھر تعلیم الدین پڑھنا اور حضرت  
کا جس قدر مواعظ اور ملفوظات مل سکیں۔ مطالعہ کرتے رہیں اور استغفار  
کی کثرت کریں۔ اور نماز پنجگانہ باجماعت کا اہتمام کریں اور معاملات  
میں حلال و حرام اور جائز و ناجائز کی تمیز کریں۔ اور اچھے اخلاق اختیار  
کریں۔ اور بُرے اخلاق سے پرہیز کریں۔ اگر آپ کا جی چاہے تو مجھ خط  
و کتابت جاری رکھیں۔ اور اپنے احوال سے مطلع کرتے ہیں۔  
دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی مرضیات پر چلائے۔

”علامہ سید سلیمان“

مسئلہ نمبر ۲  
بنام غلام صابر صاحب

مکرم زادکم اللہ تعالیٰ توفیقاً

استغفار کوئی سا بھی پڑھیں۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ  
ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَيْهِ۔ یہ مختصر ہے بہت بہتر ہے کہ آپ کو حلال و  
حرام کی تیز کا خیال پہلے ہی سے ہے۔

اگر آپ کے والد کی کمائی پاک نہیں۔ تو آپ کو من کا کھانا نہیں  
کھانا چاہیئے۔ آپ خود اپنے کھانے کی فکر کریں۔ کیا آپ کو یقین ہے کہ آپ کے  
کی کمائی حرام سے ہے۔ کیا سو دیتے دیتے ہیں۔ یا غضب و بے ایمانی  
سے حاصل کرتے ہیں۔ تفصیل لکھیے۔

تہجد کا اہتمام جاری رکھیں۔ یہ درود اور تسبیح جاری رکھیں۔ زیادہ پڑھنے کی  
ضرورت نہیں۔ جتنا پڑھتے ہیں اسی پر بس کیجئے۔

آپ حضرت تھانویؒ کے مواعظ پڑھا کریں۔ اس سے سب مر حلقے طے ہونگے۔

سید سلیمان

بناام غلام صابر صاحب

مکرم اتلام علیکم ورحمۃ اللہ

- ۱۔ کوئی حصر نہیں  
وقت مقررہ پر نہیں لیکن کوئی عذر ہو جائے تو دوسرے وقت پورا  
کریں۔
  - ۲۔ آمین
  - ۳۔ بہت خوشی ہوئی کہ آپ نے اپنے رسول کی صورت بنائی۔ اللہ تعالیٰ  
استقامت دیں۔
  - ۴۔ کوشش کیجیے۔ کوشش سے بغضِ تعالیٰ ہر مشکل حل ہوتی ہے۔
  - ۵۔ ایسی حالت میں آپ اپنے والد کے گھر کھا سکتے ہیں اگر دوسری صورت نہیں  
جو اب اوپر گزرا۔
- اللہ تعالیٰ آپ کے حق میں میری نیک دعائیں قبول فرمائیں۔

مراسلہ نمبر ۴  
 بنام غلام صابر صاحب  
 محب محکم و محکم اللہ تعالیٰ  
 السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

- ۱۔ الحمد للہ خیریت ہے۔ اللہ تعالیٰ آپکی پریشانیوں کو دور فرمائیں۔
- ۲۔ جی ہاں۔ اچھی صحبت سے بہت سے امراض کا ازالہ ہوتا ہے۔
- ۳۔ آپکے یہ احوال مبارک ہیں۔
- ۴۔ جی ہاں۔ یہ مسد کراچی کے حالات کی بنا پر مشکل ہے۔
- ۵۔ اگر کسی زندہ کی صحبت حاصل نہ ہو سکے تو حضرت تھانوی کے سوا عطا و  
 ملفوظات بلا ناغہ دیکھا کریں۔ اور بری صحبت سے پرہیز کریں۔  
 انشاء اللہ تعالیٰ صحبت کے فوائد حاصل ہوں گے۔  
 دُعا کرتا ہوں

والسلام

سید سلیمان ندوی

۲۳ اپریل ۱۹۵۳ء

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَارْحَمْنِيْ بِرَحْمَتِكَ الْوَالِدِيَّةِ الْكَرِيْمَةِ

مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَلِّ وَسَلِّمْ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ آپکا عنایت نامہ ملا۔ آپکے مذہبی دلوں کی بڑی قدر ہوئی۔  
اللہ تعالیٰ آپ کو صراطِ مستقیم پر قائم رکھ کر اپنی اصلاح اور تزکیہ کی پیش از پیش  
توفیق عطا فرمائیں۔

آپکا کہنا سب صحیح ہے۔ لیکن اصلاح کی تدبیر کی ہے۔ وہ لوگوں پر یا مسلمانوں پر ماتم  
نہیں ہے۔ بلکہ سب سے پہلے خود اپنی حالت پر ماتم ہے۔ اور جب اپنی حالت کی اصلاح  
سے فراغت ہو جائے۔ تو دوسروں کی فکر ہے۔ صرف دوسروں کی فکر صرف زبان سے کرنا  
اور اپنے سے غافل رہنا لیڈراناہ شان ہے۔ میری مخلصانہ گزارش ہے۔ کہ ہم۔ لوگ  
سب سے پہلے اپنے اپنے احوال پر نظر کریں۔ اپنی صحت روحانی و اخلاقی و دینی کی فکر  
کریں۔ اس کے ساتھ اپنے اہل و عیال اور اپنے خاندان کی خبر گیری کریں۔ اور ان کی  
اصلاح کی فکر میں لگیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ اگر ہم اس طرف متوجہ ہوں گے تو سارے  
مسلمانوں کی حالت بدل جائیگی۔ اور اللہ تعالیٰ کی رحمت و برکت کے ہم مستحق ہونے کے  
کیا آپ اس نکتہ پر غور فرمائیں گے۔

والسلام

سید سلیمان ندوی

۱۹۵۱ء

## مراسلہ اول

محلہ مقرب نمان

شہر پشاور

29-10-43

خدمت جناب علامہ صاحب دام ظلکم العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ -

تکلیف دہی کی معافی چاہتا ہوں۔ برائے مہربانی بندہ کی دو گوار شمس سن کر جواب  
دیکھئے، ممنون ہوں گا۔

آپ احقر سے بہتر جانتے ہیں کہ اس وقت برطانوی ہند کی مروجہ تعلیم کے حاصل  
کرنے سے ہم جاہل ہی رہ جاتے تو بہتر تھا مذہب سے تو اتنے دور نہ جاتے۔ میں سمجھتا

ہوں کہ دینی تعلیم کا نہ ہونا مذہب سے یہ گانگی کا سب سے بڑا سبب ہے۔ میں خود اس  
مذہب شکن تعلیم میں پرورش پابا ہوں اور اب بھی بی اے فائنل کا متعلم ہوں۔

کئی روز سے طبیعت بہت پریشان تھی۔ آخر ہماری اگلی نسل کا کیا حال ہوگا جسکے  
موجودہ نسل ہی بالکل مذہب سے کوری ہے! اسی پریشانی میں تھا کہ جی میں آیا کہ

آنجناب کی خدمت میں ایک عریضہ پیش گزاروں اور ایک ترتیب میرے دماغ میں  
آئی ہے وہ پیش کروں اگر ممکن العمل ہوئی تو فہماور نہ میں کیا اور میری ذہنی اختراں

کہ! خیر وہ سکیم یہ ہے کہ ہندوستان کے جن جن شہروں میں اسلامیہ سکول اور کان  
ہیں انہیں ندوۃ العلماء لکھنؤ یا مسلم یونیورسٹی علیگڑھ سے ملحق کر دیا جائے اور وہ اس

طور پر کہ انکے لئے ایک خاص مذہبی نصاب مقرر کیا جائے اور اس مقررہ نصاب کے  
سالانہ امتحانات مندرجہ بالا یونیورسٹیاں لیا کریں اور طفقہ کالوں اور سکولوں کو اس

بات پر مجبور کیا جائے کہ جب تک وہ اس مذہبی امتحان میں کامیاب نہ ہوں انہیں  
ترقی نہ دی جائے۔ میرا خیال ہے اس طرح کچھ نہ کچھ مذہبی تعلیم عام ہو جائے گی کہ  
عموماً ہر بڑے شہر میں اسلامی سکول وغیرہ موجود ہیں۔ اگر یہ سکیم ممکن العمل ہو تو  
میں عرض کروں گا کہ آپ اپنے اثر و رسوخ سے کام لیکر اس کی کوشش کریں اور اگر  
یہ مقصد حاصل ہو گیا تو آپ کو اللہ تعالیٰ اسکا بڑا اجر دے گا اور اگر یہ سکیم ایک مسودہ  
اور لالی یعنی خیال ہے تو مجھے اطلاع دیکھئے تاکہ میں اس خیال سے باز آ جاؤں۔

دوسری گزارش یہ ہے کہ جن دنوں حکیم الامت امام تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال  
ہوا ان دنوں روزنامہ ڈان (Dawn) دہلی میں بندہ نے یہ پڑھا تھا کہ آنجناب  
مذہبی حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی خلیفہ ہیں۔ اگر یہ سچ ہے تو کیا آپ پیری کی  
بیعت لیتے ہیں؟ اگر لیتے ہیں تو برائے مہربانی تحریر کریں۔ اگر بندہ کرنا چاہے تو  
بیعت کیلئے کیا کیا پابندیاں ضروری ہیں اور آپ کی خدمت میں حاضر ہونا پڑے گا  
یا اتنا بیعت بھی ہو سکتی ہے۔ برائے مہربانی ان دونوں استفسارات کا جواب  
دے کر ممنون فرمادیں۔ امید واثق ہے کہ جواب سے محروم نہ کریں گے اور اگر  
کوئی غلطی ہو گئی ہو تو درگزر فرمادیں گے۔

جواب کیلئے ٹکٹ والا الفاظ ارسال خدمت ہے

نقطہ والسلام

محمد اشرف خان

## جواب مراسلہ اول

عزیز مکرم حفظکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ-

اپکا خط پا کر بہت خوشی ہوئی کہ آپ کے دل میں دین کا درد ہے جو اس زمانے کے مسلمان نوجوانوں میں کم ہے۔ آپ نے جو تجویز سوچی ہے وہ سردست ناممکن العمل ہے۔ آپ ماشاء اللہ ابھی نوجوان ہیں۔ خیالات کی وسعت میں سیرکناں ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ آپ دوسروں کو چھوڑ کر اپنی اصلاح کریں۔ آپ ماشاء اللہ سعادتمند ہیں۔

شنو ایں پند از حافظ کہ از جاں راست تو

دارند جوانان سعادت مند پند پیر دانا را

یہ خاکسار صرف لفظاً پیر ہے اللہ تعالیٰ معنا بھی بنا دے۔ آپ نے ڈان میں جو پند ہے وہ صحیح ہے کہ مجھے حضرت والارحمۃ اللہ تعالیٰ سے تعلق خدمت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تعلیمات کی برکت سے بہرہ مند فرما دے۔

۱۔ بیعت کیلئے حاضری چنداں ضروری نہیں غائبانہ بھی ہو سکتی ہے۔

۲۔ بیعت کیلئے صرف یہ شرط ہے کہ اپنی اصلاح کی عزیمت دل میں پیدا ہو اور جس سے تعلق رکھنا ہو اس سے محبت ہو۔

۳۔ آپ ابھی پڑھ رہے ہیں اسلئے طلب علم جب تک جاری ہے آپ صرف حسب ذیل ہدایات پر کاربند ہوں۔ اب تک اگر ہوں اور اگر ہوں تو مزید تاکید کھیں۔

الف۔ خوب سوچ سمجھ کر جس وقت اس راہ پر قدم رکھنے کی عزیمت ہو جائے، وضو کر کے خضوع و خشوع سے دو رکعت نفل ادا کر کے اللہ تعالیٰ کے حضور میں گڑ گڑا کر دعا مانگیں اور استغفار کیجئے اور دل میں اللہ تعالیٰ سے عہد کیجئے کہ اب اللہ تعالیٰ کے احکام سے فی الامکان سرباہی نہوگی اور جھوٹ غیبت بد نظری اور تمام لغویات سے



ہر روز ہر روز جس قدر ہو سکے ہر نماز کے بعد استغفار استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ چند بار۔  
ان باتوں پر عمل ہو جائے تو آئندہ دریافت کریں۔

پتھیاں سلیمان

۳ ذیقعدہ ۱۳۶۳ھ

مکتوب نمبر ۲

محلہ مقرب خان شہر شاہ

۲۳ - ۱۱ - ۹

مستر شہد ۱۔ بخدمت جناب سیدی علامہ صاحب دام ظلکم العالی

جونپور بزرگ پٹی سید حسین

۱۸ ذی قعدہ ۱۳۹۲ھ

حضرت الشیخ ۱۔ از پیچمان سلیمان بر عزیز سعادت مند محمد اشرف سلمہ اللہ تعالیٰ

مستر شہد ۲۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت الشیخ ۲۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مستر شہد ۱۔ بعد آداب و نوازش تسلیمات کے معروض خدمت عالی ہے کہ بندے کی

خوش قسمتی ہے جناب والا کا موغلت نامہ بندے کے دو استفسارات کے

جواب میں صادر ہو کر باعث تکریم ہوا۔

حضرت الشیخ ۲۔ آپ کا خط پڑھ کر مجھے بہت مسرت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ مزید توفیقات سے

آپ کو بہرہ ور فرمائیں۔

مستر شہد ۱۔ میں نے اپنے پہلے عرفینے میں عرض کی تھی کہ ”حضور کی بیعت کی کیا شرط ہے“

آپ نے ارقام فرمایا ہے کہ :

”اپنی اصلاح کی عزیمت دل میں پیدا ہو اور جس سے تعلق

رکتا ہے۔ اس سے محبت ہو اور بیعت کے لئے حاضر ضروری نہیں۔“

یہ ناہنجار چاہتا ہے کہ کسی طرح عاقبت اور دنیا دونوں سنور جائیں۔ پرسوں آپ کا

مکرمت نامہ صادر ہوا تھا۔ لیکن دو روز اس لیت و لعل میں گزر گئے۔ نفس کسی طرح گوارا نہ کرتا تھا۔ کہ کسی بندش میں آئے۔ لیکن آخر اللہ کا فضل اور آپ کی دعا کا اثر تھا۔ کہ آپ نے جس طرح ارشاد فرمایا تھا کہ:

”خوب سوچ سمجھ کر جس وقت اس راہ پر چلنے کی عزیمت پیدا ہو جائے وضو کر کے خشوع اور خضوع سے دو رکعت نفل ادا کر کے اللہ تعالیٰ کے حضور میں گر گڑا کر دعا مانگیے اور استغفار کیجئے اور دل میں اللہ تعالیٰ سے عہد کیجئے کہ اب خدا کے احکام سے سرتابی نہ ہوگی۔ اور جھوٹ، غیبت، بد نظری، لغویات سے پرہیز کروں گا۔ نماز پنجگانہ کی پابندی، تلاوت قرآن پاک ہر روز جس قدر ہو سکے اور ہر نماز کے بعد استغفار۔ استغفر اللہ

ربی من کل ذنب و اتوب الیہ۔ چند بار۔“

حضرت الشیخؒ۔ الحمد للہ

مستر شہ۔ توبہ سے نئے دو نفل (جہاں تک کوشش ہو سکی) اسی طرح پڑھ کر اللہ سے توفیق مانگی کہ اللہ آگے تمام گناہوں سے بچائے اور اپنے احکام پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین

حضرت الشیخؒ۔ آپ نے دو رکعت نماز پڑھ کر جو دعاء مانگی یہ گزشتہ سے توبہ اور آئندہ کے لئے صحیح راستہ پر چلنے کا ارادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی دعا کو قبول فرمائیں اور آپ کو گزشتہ تقصیرات کے مواخذہ سے معاف فرمائیں۔ اور آئندہ کی توفیق عطا فرمائیں۔ بندہ ہر حال میں گنہگار ہے۔ اور خدا کے بارگاہ میں

اپنے گناہوں کا اعتراف اور اپنی غلط کاری اور تساہل پر مذمت اور آئندہ گناہوں سے بچنے اور احکام الہی پر عمل کرنے پر استقامت اور ساری عمر اسی ریاضت میں گزار دینا یہی اپنی بندگی ہے۔

مستر شہداء - انشاء اللہ العزیز صبوٹ، غیبت، بد نظری اور لغو باتوں سے بھی پرہیز کروں گا۔ لیکن حضور والا کیا کروں۔ سو سائٹی کی کچھ بندشیں، اور کچھ اپنے نفس کی سرکشی چاہتا ہوں کہ جتنی آسانی ہو بہتر ہے۔ خدا را دعا کریں۔ کہ اللہ مجھے مع تمام مسلمانوں کے صراط المستقیم پر قائم رکھے اور نفس اور شیطان کے فتنے سے

بچائے۔ آمین

حضرة الشيخ - آمین

مستر شہداء - میں کچھ بھی نہیں ہوں۔ سراسر نابکار اور گنہگار ہوں۔ لیکن اگر اللہ کی مہربانی

اور آپ کی نظر عنایت ہو جائے تو سب کچھ بن جائے کہ

اثر کس کی نظر کا تھا یا مکتب کی کرامت تھی

سکھائے کس کو اسمعیل نے آدابِ فرزند

حضرة الشيخ - اب آپ کو ان اوقات میں سے جو آپ کی تعلیم سے فارغ ہوئے تھوڑا

وقت مقرر کر کے حواء وہ پندرہ ہی منٹ ہو آنکھیں بند کر کے اپنے کو خدا

کے سامنے حاضر سمجھ کر گویا کہ اللہ تعالیٰ ہم کو دیکھ رہے ہیں۔ تصور کیجئے

کہ ہم خدا کے سامنے ہیں۔

مستر شہداء - ظاہر اہمیت کے ہزار کوشش پر بھی فی الحال بدلنے سے اپنے کو مجبور

پاتا ہوں۔ اللہ مجھ پر اپنا رحم کرے اور سب مسلمانوں پر بھی

حضرت الشیخؒ :- ایام بلوغ سے جو نمازیں چھوٹی ہوں۔ اونکو ہر نماز کے ساتھ ادا کرنا شروع کیجئے۔ اگر روزے رہ گئے ہوں تو ان کو قضا رکھئے۔ اگر زکوٰۃ واجب ہو زکوٰۃ حساب کر کے دیدیجئے۔

مسترشد :- میں جناب کی بیعت کا غائبانہ شرف حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ کیا کچھ آپ نے پہلے وہ ”دونفلوں وغیرہ“ کا ارقام فرمایا تھا۔ وہی بیعت ہے یا کچھ اور طریقہ ہے۔ میں تو اس سے جاہل محض ہوں۔ آن جناب کو روز تکلیف دیتے ہوئے بھی ڈرتا ہوں۔ لیکن کیا کروں۔ شوق مجبور کئے دیتا ہے۔

حضرت الشیخؒ :- تمام گناہوں سے بچنے کا اہتمام رکھیئے اگر غلطی سے کبھی کوئی ہو جائے تو یاد آنے پر فوراً استغفار کیجئے اور نیا عہد کیجئے کہ انشاء اللہ اب اپنے قصد سے اس کا ارتکاب نہ ہوگا۔

مسترشد :- اُمید ہے اس گستاخی کو ادا کر کوئی غلطی سرزد ہوگی تو معاف فرمادیں گے۔ آخر میں پھر گزارش ہے کہ چشم کرم ہو جائے۔ میرے اقربا اور جمیع المسلمین و المسلمات کو بھی اللہ ہدایت کا رستہ دکھائے اور اس پر گامزن کرے آمین

حضرت الشیخؒ :- آپ اس کا کچھ لحاظ نہ کریں۔ آپ کی ہر خدمت دینی ثواب سے جس کا یہ بندہ محتاج ہے۔

مسترشد :- اُمید ہے جواب سے سرفراز فرمائیں گے فقط ہدایت کا طالب

محمد اشرف غفرلہ

بخدمت جناب سیدی علامہ صاحب دلم ظلمک المال

السَّلامِ عَلَیْکِمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُہُ۔ بعد ادائے آداب و نوازش تسلیمات کہ معروض خدمت ہے کہ آنجناب کا عظمت نامہ بندے کے عریضے کے جواب میں تقریباً دو ماہ سے زیادہ کا عرصہ ہوا ملکہ باعث تکریم ہوا تھا جس میں آنجناب نے اور باتوں کے علاوہ یہ رقم فرما دیا کہ تھوڑا وقت مقرر کر کے ہر روز خواہ وہ پندرہ ہی منٹ ہوں آنکھیں بند کر کے اپنے کو خدا کے سامنے حاضر سمجھ کر گویا کہ اللہ تعالیٰ ہمکو دکھ رہے ہیں تصور کیجئے کہ اللہ تعالیٰ ہمکو دکھ رہے ہیں۔

بندہ اگر چہ دن بدن گناہوں میں بڑھتا جاتا ہے۔ سچ کہتا ہوں کہ میری مثال ہے کہ

بے گناہ نہ گزشت برما ساعتی بہ حضور دل نہ کردم ملتے

(”یہی خیال کرنا چاہیئے“)

لیکن آنجناب کے فرمودے کے مطابق جیسا کہ میں اوپر تحریر کر چکا ہوں بندہ باقاعدہ طور پر (بجز دو تین روز کے کہ سفر میں تھا) اسی طرح تصور کرتا رہا ہوں اس تصور میں کبھی کیا خیال پیدا ہوتے ہیں اور کبھی کیا۔ میں

آنجناب کو تحریر کرنے سے اسلئے لیت و لعل کرتا رہا کہ کہیں یہ میرے ذہنی تصورات ہی نہ ہوں لیکن اس خیال سے کہ مبادا کہ میرے عقائد میرے نفسانی خیالات سے خراب نہ ہو جانے پائیں میں آنجناب کی خدمت میں چند ان میں سے تحریر کرتا ہوں۔ یہ بھی عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ بعض وقت کتنی دفعہ انہیں ہٹانا چاہتا ہوں لیکن بار بار آجاتے ہیں انہیں سے جو خیالات صحیح ہوں وہ بتا دیں تاکہ میں انہیں برقرار رکھنے کی کوشش کروں اور باقی دماغ سے باہر کرنے کی سعی کروں انشاء اللہ تعالیٰ۔

شروع میں جب میں یہ تصور کرتا تھا کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہیں ہیں تو خود بخود یہ خیال مجھ پر طاری ہو جاتا تھا اور اب بھی اکثر ہو جاتا ہے کہ گویا اللہ جل شانہ میرے سامنے موجود ہیں اور میں انہیں دیکھ رہا ہوں۔

(۱۰ الحمد للہ مبارک)

پھر کہ دن میرے دل میں یہ خیال آیا کہ حقیقت تو ہے سو روح کی ہے باقی جسم تو ایک عبث چیز ہے اسلئے اللہ تعالیٰ میری روح کو دیکھ رہے ہیں اور میں ہی حقیقت میں روح ہوں اور اسکے علاوہ جسم سے میرا کچھ عجیب قسم کا تعلق ہے لیکن سب سے زیادہ میں جس بات سے حیران ہوا وہ یہ تھی کہ گویا مجھے کوئی کہتا ہے کہ جس طرح تیری روح کا تعلق تیرے جسم سے ہے اسی طرح کا تعلق تجھے زمین کے ہر ذرہ سے ہے اور پھر تیری روح کو اللہ جل شانہ نے چاروں طرف سے گھیر رکھا ہے۔ مرشد من! برائے مہربانی تحریر کریں۔ کہ یہ کیا حقیقت ہے کہیں القائے شیطانی یا ہوائے نفسانی تو نہیں؟

(۱۱ بالکل صحیح۔ قرآن میں ہے "ان الله بكل شئ محيط")

گزشتہ رات اس سے بھی عجیب خیالات اسی تصور میں مجھ پر چھا گئے وہ

اس طرح کہ اسی حالت میں اللہ یعول بن المرود قلبہ پر میں غور کرنے لگا۔

اول تو میں نے اسی حالت میں یہ سمجھا کہ کیونکہ مجھے یعنی میری روح کو اللہ

جل شانہ نے چاروں طرف سے گھیر رکھا ہے۔ اسلئے یہاں مراد قلب سے روح

اور ” المرود “ سے جسم ہے کہ کیونکہ میری روح کے گرد ذات الہی

وطاری ہے اسلئے میرے اور میرے جسم کے درمیان ذات الہی حائل ہے اور

اسکا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ کیونکہ حقیقت میں میرے تمام کام روح ہی کرتی ہے

اور جسم ایک آلہ ہے لیکن جب اس آلہ اور جسم کے درمیان ذات الہی

حائل ہے تو ظاہر ہے کہ یہ کام میری روح اللہ تعالیٰ کے توسط سے کرتی ہے۔

یہ الفاظ میں بہت ڈر کر لکھ رہا ہوں کہ کہیں کفر نہ ہو یعنی اگر میں دیکھتا ہوں

تو اللہ سے اور علی بذالقیاس جو کام بھی کرتا ہوں اللہ سے کرتا ہوں پھر مجھے

اسکے بعد یہ خیال آیا کہ نعوذ باللہ اسطرح تو میں ذات الہی کو اپنے جسم میں

محدود کر رہا ہوں تو یک لخت میرے دل میں یہ آیا کہ نہیں میری روح بھی

میرے جسم میں نہیں بلکہ جسم کے اندر بھی ہے اور باہر بھی۔ اسکے بعد مجھے

اسطرح معلوم ہوا گویا میرے دل میں کوئی کھتا ہے کہ اپنے عقائد کو کیوں

خراب کرتا ہے۔ اللہ پر اسطرح ایمان رکھ کہ وہ بے چلوں ہر چیز کو گھیرے

ہوئے ہے اور تیری روح کو بھی۔ اور اسکی کیفیت معلوم نہیں (صحیح) سید

من! یہ پریشان خیال ہیں جنہیں صرف اسلئے خدمت میں بھیج رہا کہ انہیں

سے جو ٹھیک ہے وہ بتا دیکئے خدا نخواستہ میں کہیں کفر میں نہ پھنس جاؤں

تکلیف دینے پر سخت شرمندہ ہوں۔ لفاظہ برائے جواب ارسال خدمت ہے



نقط والسلام۔

محمد اشرف خان عفی اللہ عنہ

نظر غایت کا طالب۔  
 محمد اشرف غفرلہ ۳ رجب ۱۳۲۱ھ

عزیز سعادت مند دام سعادتکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ - آپ کا خط پڑھا خوشی ہوئی کہ آپ نے عمل شروع کر دیا اللہ تعالیٰ ترقی نصیب فرمائیں۔ آپ نے جو کچھ لکھا ہے وہ مبارک ہے اور محمود ہے مگر مقصود نہیں، یہ راہ کے تماشے ہیں ان سے دل لگانا نہ چاہئے۔ ترقی آگے بڑھنے میں ہے۔ اس مراقبہ سے مقصود یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حاضر و ناظر ہونے پر جو ایمان ہے وہ عملاً نمایاں ہو۔ اب آپ آگے بڑھیں اب یہ کوشش کیجئے کہ نمازوں میں یہ خیال قائم رہے کہ آپ خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہیں اور وہ آپ کو دیکھ رہے ہیں اسکے لئے ضروری ہے کہ نیت کرتے وقت دل میں یہ توجہ کیجئے کہ اب بندہ بارگاہ الہی میں حاضر ہے قرأت قرآن اور تسبیح رکوع و سجود میں اب ایک لفظ پر ارادہ ہو اور سمجھ کر لفظ ادا ہو۔ آپ جو پندرہ منٹ مراقبہ کیلئے وقت نکالتے ہیں اگر کچھ وقت اور ہے جیسے صبح کی نماز کے وقت یا تہجد میں یا کسی اور فرصت کے وقت تو ایک ہزار دفعہ اللہ اللہ ذرا بلکے نغمہ سے آہستہ آہستہ اس حد تک کہ آپکے کان میں آواز آئے تسبیح پر گنگر ذکر کر لیا کیجئے۔ آنکھیں بند ہوں اور یہ تصور ہو کہ اللہ کا کلمہ نورانی حروف میں آپکے سینہ پر لکھا ہے۔

اگر آپ تطہیم یا کسی اور کام میں مصروف ہوں تو اس میں نقصان نہ ہو۔ ہر کام میں خدا کی رضائے کی نیت رہے انشاء اللہ تعالیٰ آپکے لئے دین کا راستہ کھلے

محلہ مقرب خان

پشاور

16-5-44

بخدمت اقدس جناب سینی علامہ صاحب دام ظلکم العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد اوائے آداب و نوازش تسلیمات کہ معروض خدمت ہے کہ (نمبر جواباً حضرت علامہ صاحبؒ نے اپنے قلم سے لگائے ہیں)

۱۔ جب سے آپکا پچھلا موقعت نامہ صادر ہو کر باعث عزت ہوا ہے بندہ حتی الوسع آپکی ہدایات پر چلنے کی کوشش کرتا رہا ہے۔ آپ نے جو ورد بتایا تھا کہ ”ایک ہزار دفعہ اللہ اللہ ذرا بلکے نغمے سے آہستہ آہستہ اس حد تک کہ کان میں آواز آئے تسبیح پر ذکر کر لیا کیجئے“ وہ بھی آپ کے ارشاد فرمائے ہوئے طریقے کے مطابق کرتا رہا ہوں۔

۲۔ خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر جب اب نماز پڑھتا ہوں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا اللہ تعالیٰ میرے سانس کے ساتھ ہیں لیکن بے کیف و بے چگون۔ اور بلکہ مجھ سے میرے ذات سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ اس طرح جب فکر کروں تو یوں ہی قربت معلوم ہوتی ہے

۳۔ لیکن اس کے باوجود اعمال صالحہ میں بہت کوتاہی ہوتی ہے اور سچ تو یہ کہ اکثر دفعہ دنیا کی محبت اور لالچ اور دنیاوی خیالات اس طرح قلب پر چھا جاتے ہیں کہ عمل صالحہ کرنا تو بجا نعوذ باللہ وہ ایک قسم کی مصیبت معلوم ہوتا ہے اور جانتا ہوں کہ یہ سخت گناہ بلکہ کفر ہے لیکن اسقدر نفس کا غلبہ ہوتا ہے کہ مجبور ہو جاتا ہوں۔ خدا را اسکے دفعیے کیلئے کوئی علاج بتائیں تاکہ دنیاوی محبت کم ہو اور نیک

کاموں سے محبت کم ہو اور نیک کاموں کے ساتھ محبت پیدا ہو۔

دوم اسکے علاوہ میں ایسا سمجھتا ہوں کہ گویا میرے دل میں خدا کا خوف اور اسکی محبت اسقدر نہیں جسقدر ہونا چاہیے۔ یہی وجہ ہے کہ میں نیک کاموں میں اسقدر سست ہوں۔ دعا کریں کہ خدا اپنی محبت میرے دل میں ڈالے اور کوئی طریقہ ہو جس سے یہ چیزیں پیدا ہو سکیں تو برائے مہربانی تحریر کریں۔

۴۔ میرے ایک اور بات کے علاج کے متعلق بھی آپکو تکلیف دینا ہوں۔ وہ یہ کہ مجھ پر سوسائٹی اور ماحول کا سخت اثر ہے جو کہ کافی حد تک مغربی تعلیم کی وجہ سے ہے یہ کس طرح دور ہو اور سوسائٹی کی شرم (کہ آجکل سوسائٹی میں اکثر نیک کاموں کا بھی نعوذ باللہ تمسخر اڑایا جاتا ہے اور سوسائٹی سے علیحدگی ناگزیر بلکہ ناممکن ہے) کس طرح جائے کہ انسان نیک کام لوحہ لائم کی پرواہ نہ کرتے ہوئے کرے۔

۵۔ چہاں میرے دل میں دوسے بہت زیادہ پیدا ہوتے ہیں اور اس قسم کے کہ خواہ مخواہ کبھی شک پیدا ہو جاتا ہے کہ وضو میں فلانا عضو نہیں دھویا۔ اکثر یہ جانتے ہوئے بھی کہ میرا وضو ہے یہ شک نماز میں آجاتا ہے کہ ممکن ہے وضو ٹوٹ گیا ہو جس سے اکثر نماز کا حضور چلا جاتا ہے اور اس طرح کے شک اور دوسے اسقدر پیدا ہوتے ہیں کہ تنگ آجاتا ہوں۔ برائے مہربانی اسکا علاج بھی تحریر کریں۔ آپکو تکلیف دینے کی معافی چاہتا ہوں۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مع تمام مسلمانوں کے صراطِ مستقیم پر استقامت بخشیں۔ فقط والسلام۔

ہدایت و نظر عنایت کا طالب

محمد اشرف عفی اللہ عنہ

از یحییٰ سلیمان سلیمان بہ عزیز سعادت مند مجد اشرف اسعدہ اللہ تعالیٰ  
السلام علیکم۔ آپ نے جو حالت اپنی لکھی ہے۔ بحمد اللہ وہ بہت اچھی حالت ہے۔  
اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیجئے اور الحمد للہ کہئے۔ اب نمبروں کے ساتھ جوابات  
پڑھیئے۔

۱۔ اللہ تعالیٰ آپکو برکت عنایت فرمائیں۔ اس طرح وقت اور فرصت کے ساتھ  
ساتھ اس ذکر کی تعداد کو بڑھاتے جائیں، بشرطیکہ کسی دوسری ضروری کام کا حرج  
نہ ہو۔

۲۔ اس کیفیت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیجئے۔ یہ اسکی بخشش ہے۔ یہ بہت  
اچھی حالت ہے۔

۳۔ جب انہماں اللہ تعالیٰ کو ایسا حاضر و ناظر یقین کرتا ہے تو اس سے ضروری  
اعمال صالحہ کی بجا آوری میں سستی کیونکر ہو سکتی ہے۔ وہ جب یقین کرے کہ  
اللہ تعالیٰ ہر حال میں ہمکو دیکھ رہے ہیں اور ہم سے ایسے قریب ہیں تو اوسکو  
شرمندہ ہونا چاہیئے کہ اس حالت اور اس عنایت کے باوجود ضروری اعمال  
صالحہ میں کوتاہی کیوں ہو۔ اگر پھر بھی حالت نہ بدلے تو موت کو پیش نظر رکھنا  
چاہیئے اور یہ سوچنا چاہیئے کہ ایک دن خدا کے سامنے حاضر ہونا اور ایک ایک بات  
کا جواب دینا ہے۔ اس وقت بندہ اس کوتاہی کا کیا جواب دے گا اور پھر دنیا کی  
دولت جسکی محبت میں انسان گرفتار ہے کیا کام آئے گی۔ اوس وقت صرف  
اعمال صالحہ کام آئینگے۔ اس سے خدا کا خوف پیدا ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

۴۔ بری صحبت سے پرہیز کیجئے اور بزرگوں کے تذکرے پڑھیئے۔ سوسائٹی خدا

نہیں کہ اوس سے ڈرا جائے۔ کیا اگر کسی آبادی میں وبا پیدا ہو جائے تو کیا کثرت آبادی کا لحاظ کر کے آپ اپنی بیماری کا علاج چھوڑ دینگے۔ آجکل سوسائٹی حقیقت میں وبا رسیدہ ہے۔ آپ سوسائٹی کو جو خدا تعالیٰ کے غافل ہے قابل رحم سمجھیے۔ کیا اندھے ننگوں کی صحبت میں کوئی آنکھ والا اپنے لیے برہنگی کو پسند کریگا۔ آپ چونکہ یہ سمجھتے ہیں کہ جس سوسائٹی میں آپ ہے وہ جلیل القدر ہے۔ یہ خیال غلط ہے۔ جو خدا اور رسول کے حکم کے خلاف ہوں کبھی جلیل القدر نہیں اور جو جلیل القدر نہیں وہ لحاظ کے قابل نہیں۔

۵۔ وسوسے اگر بکثرت آتے ہیں اور عادت ہو گئی ہے تو آپ وسوسوں کا خیال نہ کیجئے اور ادھر دھیان نہ دیجئے اور بار بار پھر وضو نہ کیجئے۔ نماز میں وسوسوں کے دور کرنے کیلئے یہ کیجئے کہ نماز کے الفاظ کو شہر شہر کر ارادہ کے ساتھ پڑھیے۔

۵ جمادی الثانی ۱۳۶۳ھ

سید سلیمان ندوی

مکتوب نمبر ۵  
(مکتوب مترشد)

علم معرب خان، شہر پشاور

۲۴ ستمبر ۱۹۴۵ء

خدمت اقدس جناب سیدی و مرشدی علامہ صاحب دائم ظلمکم العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ستمبر ۱۹۴۵ء کا 'معارف' پہنچا۔ آپ کی علالت کا پڑھ کر طبیعت سخت

تفکر ہوئی۔ خدا تعالیٰ آپ کو ہم ناقصوں کی تربیت کے لئے تابدیر سلامت رکھے۔ اور  
ہمیں استفادہ کا موقع بخشے آمین۔

میں نے جناب والا کی خدمت میں اس سے پہلے عرض کیا تھا کہ میں بھیجا

تھا۔ جس کے جواب میں جناب کی ہدایات مجھے اسی ماہ میں مل گئی تھیں۔ اس واقعہ

کو تقریباً سوا سال گزر چکا ہے۔ پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کی جرأت اس

لئے نہ کر سکا۔ کہ میرا ارادہ تھا۔ کہ انشاء اللہ بالکل اپنی پوری اصلاح کے بعد

حضور کو خیر دوں گا۔ اگر بندہ ہنوز اصلاح کا محتاج ہے۔ لیکن تاہم خداوند تعالیٰ کا

آپ کی برکت سے اس ناکارہ پر بہت رحم و فضل ہو گیا ہے۔ جس کا شکر یہ ادا کرنے

سے بندہ قاصر ہے۔۔۔

۔۔۔۔۔ تحریر یانی سے مٹ گئی ہے۔۔۔۔۔

آپ کی ہدایت کے مطابق میں نے جس طریقہ سے آپ نے 'اللہ اللہ' کا ذکر بتایا

تھا۔ دو ہزار تک پہنچایا ہے۔ کہ خیال کرتا ہوں کہ اس طرح باقاعدہ اور وقت

ہیں نکال سکتا۔ کہ اسی سال بی۔ اے (B. A) پاس کیا ہے۔ جس کی وجہ سے فرصت نہ  
 ملی اور ممکن ہے۔ کہ آگے ایم۔ اے میں داخل ہو جاؤں اور فرصت نہ مل سکے۔ لیکن  
 ب اللہ کریم کی ایک بڑی مہربانی یہ ہوتی ہے کہ بعض اوقات چلتے پھرتے بیٹھے اٹھتے  
 لہذا یا بے قصد بغیر زبان ہٹے ذکر الہی ہوتا رہتا ہے۔ یا نیک باتوں کا خیال آتا ہے۔ اور  
 میسر ہے کہ اگر اللہ کی مہربانی اور آپ کی نظر عنایت شامل حال رہی تو یہ ذکر دائمی ہو جائے  
 گا۔ کچھ دیر جس طرح آپ نے بتایا تھا۔ کہ اس طرح بیٹھے کہ تمہیں اللہ دیکھ رہا ہے  
 اُس طرح بھی کرتا ہوں۔ نماز میں بھی اکثر حضور رہتا ہے۔ قرآن کریم کی بھی نصف پارہ  
 کے حساب سے ہر روز تلاوت کرتا ہوں۔ دینی کتابیں بھی اکثر پڑھتا ہوں۔ اور آپ کو یہ  
 سن کر خوشی ہوگی کہ میں نے عربی میں شکوۃ شریف مکمل اور بخاری شریف پر محمد سہا ز پوری  
 کے حواشی کے (عربی میں) چوبیس پاروں تک پڑھ لی ہے۔ بخاری شریف کا درس ہنوز  
 جاری ہے۔ اس کے علاوہ حدیث شریف سے جو نئے کلمات ثابت ہیں۔ ان میں سے کئی  
 پڑھتا ہوں۔ جن میں سے بعض تین سال سے اور بعض چار سال سے پڑھ رہا ہوں  
 یہ سب اللہ کی مہربانی اور آپ کی برکت سمجھتا ہوں۔ لیکن ایک بات ہنوز باقی ہے  
 کہ کچھ دن تو خوب حضور ہوتا ہے اور مرزا آتا ہے۔ اور کچھ دن طبیعت اچاٹ ہو جاتی ہے  
 اور ادراہ و اشغال (نعوذ باللہ) جو جہل اور مصیبت معلوم ہونے لگتے ہیں۔ دنیا کی محبت  
 عود کر آتی ہے۔ اور ایسے دوسرے آنے لگتے ہیں کہ کاش (نعوذ باللہ) جو کچھ دوسرے  
 ہم عمر برسے کام کر رہے ہیں۔ میں کیوں نہ کرتا یا نہیں کر سکتا۔ پھر کچھ دن کے بعد یہ  
 شیطانی غلبہ اُتر جاتا ہے۔ اور سکون ہو جاتا ہے۔ برائے مہربانی کچھ ایسا طریقہ بتائیں۔ کہ  
 ہمیشہ کے لئے اطاعتِ الہی میں لطف اور اسکی محبت دل میں پیدا ہو۔ تشکل کی برائے



سے اب تک پر نہیں کر سکا۔ خدا سے دعا کریں کہ اللہ اس کی توفیق دے دے۔

اب بہت عرصہ سے مراقبہ وغیرہ میں کچھ نظر نہیں آتا اور میں بھی اس کی پروا نہیں کرتا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ یہ مقصود نہیں ہے۔ لیکن اب جبکہ خدمت میں حاضر ہوا ہوں ایک بات عرض کرنے سے رہ نہیں سکتا کہ پچھلے سال اغلباً سترہ شعبان کو سو یا ہوا تھا کہ صبح کوئی پانچ بجے کا وقت تھا۔ کہ یکا ایک آنکھ کھل گئی کیا دیکھتا ہوں کہ آسمان میں کچھ عجیب قسم کے بادل کے ٹکڑے ہیں (جو کہ حقیقت میں بادل نہیں تھے) اور کچھ عجیب کیف کا عالم تھا۔ کہ اتنے میں ایک آدمی میرے پاس آتا ہے (حالانکہ میں بیدار ہوں) اور کہتا ہے 'کوہک اصبع ! اور اس کے بعد پشتو زبان میں ایک فقرہ کہتا ہے کہ جس کے معنی ہیں "کہ تیری آنکھیں سبز ہیں" حالانکہ میری آنکھیں حقیقت میں سبز نہیں۔ اس عجیب واقعہ کا کیا مطلب ہے؟

..... عمارت پانی سے مٹ گئی ہے .....

جناب والا ! استفادہ با تقیور سے کیا مطلب ہے۔ کیا یہ ممکن ہے اور جائز ہے

یا ناجائز اور کیا میں اپنی موجودہ حالت میں کر سکتا ہوں؟

اس طویل سماع خراشی کی معافی چاہتا ہوں۔ برائے مہربانی تکلیف دہی کو معاف

فرمائیے گا۔ آپ کا قیمتی وقت ضائع کرنے کا باعث بنا ہوں۔ برائے مہربانی خدا سے

دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس ناکارہ کو ترقی کامل بنا دے، صراط مستقیم پر استقامت بخشنے

اور یہ بندہ دنیاوی منافع میں غرق ہو کر آخرت کو شہول جاوے، اور میرے ماں باپ

بہن بھائی تمام اقارب اور حبلہ مسلمان مردوں اور عورتوں کو اللہ ہدایت بخشنے۔ آمین

فقط والسلام - ہدایت کا طالب - محمد اشرف عظمی اللہ عنہ

مکتوب نمبرہ  
مکتوب حضرت الشیخؒ

اعظم گدھ

انحی فی اللہ تعالیٰ ادا م اللہ توفیقکم  
السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

آپ کا خط گوزمانہ سے نہیں آیا تھا۔ اور آپ کا نام دستہ یاد نہ  
تھا۔ بھگدرہ رہ کر آپ کا خیال آتا تھا۔ اور چونکہ فقیر اپنے تمام مجتہدین  
کے لئے جو یاد ہوں یا نہ یاد ہوں دعاء کرتا ہوں۔ اس لئے اگر اللہ تعالیٰ  
نے اس بندہ محتاج کی دعاء کو قبول فرمایا تو آپ بھی اس میں داخل ہونگے  
گو آپ کا خط بھیگ جانے سے پانی میں کہیں کہیں مٹ گیا ہے  
تاہم جو پڑھا جاسکا وہ پڑھا، ماشاء اللہ آپ کا حال اچھا ہے بشکر کیجئے  
تو مزید بخشش ہوگی۔ بحکمہ وان شکرتم لازید نکمہ ،  
تعلیم اور طلب رزق کے اسباب میں بھی سستی نہ کیجئے، کہ اسی پر  
نفس کا اطمینان موقوف ہے۔ جس کی بہت ضرورت ہے۔

دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے کاموں میں برکت عطا فرمائیں۔ او  
دل جمعی خاطر نصیب فرمائیں۔

تہجد اور ذکر یہ دونوں اس طریق کی ضروری چیزیں ہیں۔ ان پر  
مداومت رکھیے۔

آپ باآسانی سے جن معمولات پر قائم رہ سکتے ہیں قائم رکھیے او

فرصت کے مطابق کیجئے۔

بڑی خوشی ہوئی کہ آپ نے احیث کی کتابیں پڑھ لیں۔ یہ بڑی

دولت ہے۔

طبیعت کے نشیب و فراز اور عدم استقلال کا جو حال لکھا ہے

وہ کوئی نئی بات نہیں۔ یہ طبعی بات ہے اور سب کو اسی طرح پیش آتی ہے، اسکی فکر نہ کیجئے اور اپنے کام میں لگے رہیئے۔

ہر وقت ذکر کی مصروفیت یعنی دوام ذکر قلب کی بڑی نعمت ہے

جو آپ کو مل رہی ہے۔ اس کو جاری رکھیئے

تقویٰ کا خیال، حلال و حرام کی فکر، جائز و ناجائز کی تمیز ہر

کام میں ضروری ہے۔ تقویٰ حاصل اعمال ہے

یا ایھا الناس اعبدوا ربکم لعلکم تتقون

استفادہ بالقبور یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے مردہ مقبولین پر جو رحمت

نازل فرماتا ہے۔ اس رحمت سے زائر بھی تھوڑا بہت حصہ پاتا ہے یہ فعل

اللہ تعالیٰ کا ہے صاحب قبر کا نہیں۔ مگر اس استفادہ کی اہلیت بتدیوں

میں نہیں، منتہیوں کے لئے ہے۔ آپ عمل نہ کریں۔

خواب محض بشارت ہے۔

بعض باتیں نہیں پڑھی گئیں اور ان کے جواب سے معذوری ہے۔

سید محمدان سلیمان

۲۰ شوال ۱۳۶۲ھ

## مکتوب - ۶

۸۴ مال روڈ - شملہ

۱۳ جولائی ۱۹۴۶ء

بخدمت جناب سیدی و مرشدی علامہ صاحب دام ظلکم العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اس ناکارہ نے آنجناب سے تقریباً عرصہ ڈھائی سال کا ہوا کہ تعلق

پیدا کیا تھا۔ آپ کی ہدایت پر چلنے کی کافی عرصہ تک کوشش کرتا رہا۔ گذشتہ

شوال آنجناب کا والا نامہ اس گنہگار کے خط کے جواب میں آیا تھا۔ اس

وقت بندہ کی حالت اللہ کی مہربانی سے بہت اچھی تھی۔ ذکر دوام اور تہجد

کی توفیق مل چکی تھی۔ اور دن بدن حالت رو باصلاح تھی۔ اس لئے آنجناب

نے اپنے شفقت نامے میں بہت ہمت بڑھائی تھی۔ لیکن یکایک طبیعت نے

پٹا کھایا۔ تہجد کی نماز تقریباً گذشتہ آٹھ ماہ سے چھٹ چکی ہے۔ اگرچہ خدا کی

مہربانی سے جیسے کہ آپ نے فرمایا تھا ذکر اللہ کا دو ہزار دفعہ روزانہ تسبیح

پر کر لیتا ہوں۔ لیکن وہ سرور اور سوز باقی نہیں۔ ایسے اب بھی بفضل ایزدی

اکثر اوقات چلتے پھرتے اللہ جل ذکرہ کا ذکر کر لیا کرتا ہوں۔ لیکن نماز میں

حضور نہیں ہوتا۔ رات کو اٹھا نہیں جاتا۔ بلکہ اکثر تقریباً عرصہ دو ماہ سے

صبح کی نماز بھی قضا ہو جاتی ہے۔ نیند کا از حد درجہ غلبہ رہتا ہے۔ اس کے

علاوہ گذشتہ سال بی۔ اے کیا تھا۔ اس کے بعد سے بیکار ہوں۔ اور کوئی

معاشی ذریعہ پیدا نہ ہونے کی وجہ سے سخت پریشان ہوں اور اگر صبح پوچھئے

بہت حد تک میری روحانی خرابی کا سبب یہی معاشی پریشانی ہے۔ دعا کیجئے کہ اللہ کریم میرے لئے کسی تجارت کا پاک ذریعہ معاش پیدا کر دیں۔

میرے اس قدر طویل عرصہ تک حاضر خدمت نہ ہونے کا سبب صرف شرمندگی تھی۔ کہ باوجود آپ سے دھڑوں کے میں آپکی ہدایات پر پوری طور پر عمل نہ کر سکا۔ خدا را اس گنہگار کے حال پر رحم فرمائیے اور قلبی توجہ سے سرفراز فرمائیے اور دعا کیجئے۔ کہ اللہ تعالیٰ مجھے (مع میرے تمام بہن بھائیوں والدہ صاحبہ اور عہلہ مسلمانوں کے) مقفی کامل بنا دے اور ہمیں ان کاموں کی توفیق دے جس سے وہ خود راضی ہوتا ہو۔ اور ان سب کاموں سے باز رکھے جن سے وہ ناراض ہوتا ہے۔ آمین۔ میری اسی معاشی پریشانی کے ذنیعہ کا علاج اور دوسری باتوں سے مطلع فرمادیں۔ تاکہ میں روحانی چین پاسکوں۔

(میں پہلے پشاور میں ہوتا تھا۔ گرمی گزارنے شملہ آیا ہوا ہوں۔ ممکن ہے آپ کو مجھے پہچاننے میں غلطی ہو۔ اس لئے پشاور کا پتہ لکھ رہا ہوں۔ محمد اشرف خان ولد محمد اکبر خان مرحوم محلہ مقرب خان۔ پشاور) سیرت النبی جلد ہفتم کب تک چھپ جائیگی؟ امید ہے آنجناب اس ناکارہ کو اپنی دعائیں یاد فرما کر ممنون فرمادیں گے۔ باقی ہر طرح سے خیریت ہے۔ امید ہے کہ آنجناب کی صحت بھی اب اچھی ہوگی۔ خداوند جل جلالہ علیٰ آپ کا سایہ ہماروں سرور پر ہمیشہ قائم رکھے۔ اور ہمیں آپ سے فیض پانے کی توفیق بخشے آمین۔ (غوث کا کیا مطلب ہے اور کیا کسی آدمی کو غوث کہنا جائز ہے)

فقط والسلام۔ ہدایت و نظر عنایت کا طالب

محمد اشرف غفرلہ

## جواب حضرت الشیخؒ

سہو پال

اٰخى فى اللہ تعالٰى دام توفىقکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ آپ نے اپنے موجودہ حالات جو لکھے ہیں۔ وہ بے شبہ گذشتہ سے فروتر ہیں۔ مگر کوئی مایوسی کی بات تو نہیں۔ بحمد اللہ تعالیٰ جب تک قلب میں اپنی کمی اور پستی کا احساس بہتر حالت و کیفیت کی طلبی کا جذبہ ہے۔ روح کی زندگی کی نشانی باقی ہے اور جب تک یہ کیفیت ہے۔ علاج بہت آسان اور حالات اُمید افزا ہیں۔

باز آ، باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ

اس درگہہ مادرگہہ نو میدی نیست : صد بار اگر توبہ شکستی باز آ  
اللہ تعالیٰ گنہگاروں کو اپنا بندہ کہتا ہے اور فرماتا ہے 'مایوس نہ ہو'  
یٰعبادى الذین اسرفوا علی انفسہم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ  
ترجمہ۔ اے میرے گنہگار بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔

اللہ اکبر! یہ کیسی نوید جانفزایہ ہے۔ بس اتنی دیر ہے۔ کہ بندہ استغفر اللہ  
رَبِّیْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَاتُوبَ اِلَیْہِ " پڑھ کر پھر اپنا کام شروع کر دے  
پھر وہی بخششیں ہوں گی اور وہی نوازشیں ہوں گی۔

غور کیجئے۔ اگر بادشاہ سے ملاقات نہ ہو تو ایک درجہ کی محرومی ہے لیکن  
دربار میں بار پانے کے بعد پھر وہاں سے فرار، اور کسی دوست سے دوستی ٹٹھا  
کر پھر انقطاع نہ صرف اپنی محرومی بلکہ اس بادشاہ کی ناراضی اور اس دوست

کے ملال کا باعث ہے

مصیبت سے تو اور زیادہ حق تعالیٰ یاد آتے ہیں۔ اور انہیں کی یاد سے تسلی ہوتی ہے۔ کیونکہ ان کے سوا کوئی نہیں جو اس مصیبت کو دور کر سکے۔  
 آپ اب توبہ استغفار کر کے اپنا کام پھر شروع کریں۔ اور چند روز تک جب تک دل نہ جھے "لا حول ولا قوۃ الا باللہ" اکثر پڑھا کریں۔ اور پانچوں نمازوں کے بعد اپنی پریشانی کے دور اور وسعت رزق کملنے خود دعا لیا کریں اور کوئی خاص وقت مقرر کر کے۔ "یا رزاق یا وھاب" پانچ سو بار اول و آخر درود کے ساتھ پڑھا کریں۔ اور یقین رکھیں کہ اللہ تعالیٰ موعودہ رزق ضرور عنایت فرمائیں گے۔

آپ تاخیر خط کے سبب سے شرمندگی نہ محسوس کریں۔

سیرۃ مفتم ابھی تک مرتب نہیں ہوئی۔

دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ فضل و کرم کا معاملہ فرمائیں۔  
 غوث صوفیہ کی ایک اصطلاح ہے۔ حق تعالیٰ جس اپنے مقبول بندہ کو اپنے عام بندوں کے مقاصد کے پورا کرنے کا بذریعہ دعا و ہمت ذریعہ بنالیں۔ وہی غوث کہلاتا ہے۔ اس کا دوسرا نام قطب تکوین ہے۔ جیسے قرآن پاک میں حضرت خضرؑ کا قصہ ہے۔ اس اصطلاح کے مطابق جاگز ہے۔

والسلام، سچیان

سید سلیمان

۲۷ شعبان ۱۳۶۵ھ

۶۴۶  
پساور ۱۹ فروری

مکتوب نمبر ۷

مستر شد۔۔۔ بخدمت جناب سیدی و مرشدی حضرت والا دام ظلکم و مد فیوضکم

حضرت الشیخ ۱۔ عزیزی و محبی زادکم اللہ توفیقاً

مستر شد۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت الشیخ ۲۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

مستر شد۔ بعد ادا کے آداب و نوازش تسلیات کے معروفہ خدمت عالی آنکہ اس

ناکارہ کے غلط کے جواب میں آنجناب کا ہدایت نامہ کافی عرصہ ہوا صادر ہوا تھا۔

حضرت الشیخ ۱۔ ان الفاظ کی ضرورت نہیں۔

مستر شد۔ خدا کے فضل اور آپکی عنایت سے اپنی حالت پہلے سے اچھی پاتا ہوں

گذشتہ وظائف یعنی دو ہزار دفعہ اللہ کا ورد اور دیگر معمولات پر اللہ کے فضل سے

پابندی ہوتی ہے۔ لیکن یہ معمولات چھوڑے بغیر کبھی دل سے ادا کرتا ہوں اور

کبھی ایسی حالت ہو جاتی ہے کہ اگرچہ ادا تو کرتا ہوں۔ لیکن وہ لذت نہیں آتی

لیکن حضور کے فرمانے کے مطابق کہ اس راہ کے ہر ایک راہی کو یہ واقعات پیش

آتے ہیں تسلی ہو جاتی ہے

حضرت الشیخ ۲۔ بتائے ہوئے طریقہ کو بے وجہ بلا مجبوری نہ چھوڑیں۔

مستر شد۔ اگرچہ حضور کے قدموں میں حاضر ہونے کی ایک عرصہ سے تمنا تھی۔ لیکن

کچھ دن سے بتیابی بہت بڑھ گئی ہے۔ کہ آنجناب کے در اقدس پر حاضر ہو کر زیارت

اور فیض قلبی سے متمتع ہوں۔ اور اگر اللہ کو منظور ہو تو بیعت کا شرف پا کر دونوں

جہاں کی عزت کا ستلوار ہو جاؤں۔ اُمید ہے کہ آنجناب نظر عنایت فرما کر حاضر



خدمت ہونے کی اجازت عطا فرمائیں گے اور جگہ بھی بتادیں گے کہ کس جگہ آؤں کہ آنجناب اکثر سفر میں ہوتے ہیں۔ میرا دل تو یہی کہتا ہے۔ کہ ایک دفعہ معاصر خدمت ہو جاؤں تو اللہ کی عنایت اور آپ کی نظر سے سارے کام بن جائیں گے۔

حضرت اشع<sup>ؒ</sup>۔ میرا قیام آج کل بھوپال میں ہے جو دور ہے۔ مگر آپ اطلاع دے کر کبھی آسکتے ہیں۔

مستر شہ۔ ایک دفعہ امام فخرانیؒ کی کیمیائے سعادت میں مرشد کے اثرات پڑھ رہا تھا۔ مجھے شک ہوا کہ کیا یہ ممکن ہے کہ ایک انسان ایسے تصرفات کر سکے کہ اسی رات خواب میں بائزید بسطامی (جن کے ذکر میں فخرانیؒ تحریر فرمایا تھا) دیکھتا ہوں۔ اور بسطامی مجھے کہتے ہیں۔ تم جب بجلی پر ہاتھ رکھتے ہو تو بجلی کی رو تمہاری رگ رگ میں دفعۃً سرایت کر جاتی ہے۔ کیا اللہ کے نیک بندوں میں بجلی جتنی سہی طاقت نہیں ہے (ادو کمال قال) امید ہے کہ آپ کی نظر کیمیا اثر سے یہ گناہوں میں غرق بھی اللہ کی عنایت سے نجات پا جائیگا۔

حضرت اشع<sup>ؒ</sup>۔ اس کے لئے عزیمت شرط ہے۔

مستر شہ۔ اپنی چند برائیوں میں سے چند پر میری قاصر نظر سنبھال سکی ہے۔ تحریر کرتا ہوں۔ تاکہ آپ دعا فرمائیں کہ میں آگ اور دگر مہلکات سے نجات پا جاؤں اور ان کے علاج سے بھی مطلع فرمائیں۔ خدا را اس نابکار پر خصوصی نظر کر م فرمائیں ورنہ میرا نفس مجھے ہلاک نہ کر دے (نعوذ باللہ منها) تو صبر خاص او دعا و عنایت کا سخت محتاج ہوں۔ امید ہے کہ نا امید نہ کیا جاؤں گا۔ بکواس

کئے جاتا ہوں لیکن مجبور ہوں آپ کا قیمتی وقت ضائع کر رہا ہوں۔ لیکن معافی کا طالب ہوں۔

کوئی عرصہ پانچ چھ ماہ سے تہجد کی نماز چھٹ گئی ہے۔ الارم بھی گھڑی میں لگا کر سوتا ہوں۔ آنکھ کھلتی ہے۔ لیکن اٹھا نہیں جاتا۔ کبھی سردی مانع آتی ہے۔ اور کبھی نیند دستی۔ اس کا کیا علاج کروں۔ بلکہ کبھی کبھی فجر کی نماز میں بھی دیر ہو جاتی ہے۔ نیند کا بہت غلبہ رہتا ہے۔ وظائف کی حالت میں بھی سو جاتا ہوں۔

حضرت الشیخؒ۔ اس کا علاج بھی عزیزیت ہے۔ اس کا اہتمام کیجئے کہ رات کو سویرے نماز عشاء کے بعد فوراً سو جائیں۔ اور ہو سکے تو دوپہر کو ذرا سالیٹ لیں تو یہ حالت نہ ہوگی۔

مستر شد۔ اس کے علاوہ اپنے میں ایک بڑی کمزوری یہ پاتا ہوں کہ لوگوں کے کہنے اور لومہ لائم کی پرداہ کرتا ہوں۔ اور اگر اپنے کو حق پر سمجھتا ہوں تو دوسروں کی باتوں سے مجبور ہو کر خاموشی اختیار کر لیتا ہوں۔ اور اپنے کو اس جرأت سے عاری پاتا ہوں کہ اس کا صاف صاف اور حق پرستانہ جواب دوں۔ بلکہ بعض اوقات باکراہ نفسی وہ کام خود بھی کر گزرتا ہوں۔ کوئی ایسا طریقہ بتائیے کہ لوگوں کی پرداہ نہ کرتے ہوئے انہیں برائی سے روک سکوں۔ حق بات کا اظہار بغیر کسی خوف و حجک کے فوراً کر سکوں اور خود حق بات پر قائم رہ سکوں۔ اور جو فطرتی کمزوری اپنے میں پاتا ہوں کہ کوئی مجھ سے خفا یا ناراض نہ ہو جائے اگر حق بات پر اسے مجبور کروں۔ تو یہ بے باکی

۷۳۷  
درجرات کیسے پیدا ہو سکتی ہے کہ بقول اقبالؒ

شہابی میں غریبی میں امیری میں فقیری میں

اسی حق پر شاگرد برکت زندہ رہ کر نواپے میں پیدا کرنے کا خواہشمند ہوں۔

حضرت اشعؒ :- اس کا علاج یہ ہے کہ اللہ اکبر کا مراقبہ کیا جائے جب اللہ تعالیٰ کی کبرائی دل میں اثر کرے گی تو سب کا ڈر نکل جائے گا۔

مستر شد :- اپنے میں ایک اور برائی پاتا ہوں۔ اگرچہ میرا مکار نفس مجھے وہ بھی بعض اوقات خوبی بنا کر دکھاتا ہے۔ تاہم حق یہ ہے کہ وہ برائی ہی ہے۔ مجھے اکثر یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ میں لیڈر اور بڑا آدمی بنوں۔ اگرچہ ہمیشہ یہ خواہش اپنے ساتھ یہ خیال لئے رکھتی ہے کہ لیڈر بن کر قوم کی دینی اصلاح کر سکوں لیکن حضور علیہ السلام کی وعید سے خوف کھاتا ہوں کہ جس نے 'امیر بننے کی خواہش کی اس کا کام اسی کے سونپ دیا جائے گا۔ اس لئے اس امارت اور لیڈرشپ کی خواہش ہی میرے دل سے نکل جانے کی دعا کیجئے اور لوجہ اللہ قوم کی خدمت کر سکنے اور امارت کے خیالات دل سے نکلنے کا علاج بتائیے

حضرت اشعؒ :- اس خیال کو دل سے دور کر دیجئے اور اپنے عیوب پر نظر رکھئے جب ان عیوب کا آپ علاج کریں گے تو خود ہی محبوبیت پیدا ہوگی۔

مستر شد :- بعض اوقات غیبت میں بھی مبتلا ہو جاتا ہوں اور بعض محب نفس یا اپنے اعمال کو دوسروں سے اچھا سمجھنے لگتا ہوں۔ ان کے دفعیہ کا بھی علاج تحریر فرمادیں۔ اور رضائے الہی کی جستجو طلب اور حب الہی کس طرح بڑھ

سکتی ہے۔

حضرت الشیخؒ ۱۔ غیبت اور عجب پر جو عذاب آیا ہے۔ اس کا استحضار کیجئے

اور اپنے عیوب پر نظر رکھتے

مستر شد ۱۔ میری ایک چھوٹی ہمشیرہ ہے جو کہ بہت بدخلق ہے ہر ایک سے لڑتی

ہے حتیٰ کہ والدہ سے بھی بات بات پر جھگڑتی ہے اور سب سے بڑی شکل

یہ ہے کہ نصیحت ماننا تو کجا کسی کی نصیحت سنتی بھی نہیں اور اگر کوئی نصیحت

کرے تو اس سے لڑنا بددعائیں دینا اور ردنا شروع کر دیتی ہے اس کے

اخلاق کے لئے دعا کیجئے اور کوئی اسکی اصلاح کا طریقہ بتائیے جس سے

اسے ٹھیک کیا جاسکے۔

حضرت الشیخؒ ۲۔ دل سے دعا ہے۔ مگر آپ ادن کو بہشتی زیور پڑھنے کے

لئے دیکجئے۔

مستر شد ۱۔ میری دو غیر شادی شدہ بہنیں ہیں۔ والد کا انتقال ہو چکا ہے۔

دونوں شادی کے قابل ہیں۔ لیکن کہیں سے ٹھیک پیغام نہیں آتا۔ کوئی

در دیا وظیفہ بتائیں اور دعا کریں کہ خداوند کریم ان کی شادی اچھی اور ہماری

مرضی کے مطابق جگہ پر جلد سے جلد کر دے۔ آمین

حضرت الشیخؒ ۳۔ اللہ تعالیٰ آپ کی اس مشکل کو حل فرمائیں۔ دعا ہے۔

مستر شد ۱۔ صوفیائے سلف جنید بغدادیؒ وغیرہ کے مستند تذکرے اردو میں

کہیں سے مل سکتے ہیں یا نہیں۔ اور آپ کی سیرۃ النبیؐ جلد ہفتم ابھی مرتب

ہوتی ہے یا نہیں۔

حضرت الشیخؒ :- سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جلد ہفتم ابھی نہیں مرتب ہوئی۔  
 مترشح :- آج کا یہ عریضہ حد سے زیادہ طویل ہو گیا ہے۔ امید ہے اس طویل  
 سمع خراشی کو معاف فرمادیں گے۔ اور عنایات و برکات سے فیضیاب فرمادینگے  
 خداوند کریم مجھے میرے والدین خویش و اقارب اور جمیع المؤمنین و المؤمنات  
 کو اپنے نیک لوگوں کے صدقے میں ہدایت نصیب فرماوے۔ امین  
 حضرت حکیم الامت امام تھانوی طریقت کے کس خاندان سے تعلق رکھتے تھے  
 اور آپ کا شجرہ طریقت کیا تھا۔ اگر ہو سکے تو تحریر فرمادیں۔

فقط والسلام

ہدایت و نظر عنایت کا طالب

عزیز فی اللہ محمد اشرف عفرہ

حضرت الشیخؒ :- حضرت مولانا تھانوی رحمہ اللہ چاروں خاندانوں میں بیعت لیتے تھے۔  
 مگر اونکا اصل سلسلہ ہشتی صابری ہے۔ سلسلہ کی تفصیل مناجات مقبول کے  
 آخر میں ہے۔ اگر مناجات مقبول آپ کے پاس نہ ہو تو دارالاشاعتہ دیوبند  
 سے منگوا لیجئے اور پڑھا کیجئے۔ ۱۲ قیمت ہے

محمدان سلیمان

۴ ربیع الثانی ۱۳۶۶ھ

## مکتوب نمبر ۸

از پشاور شہر پاکستان

یکم دسمبر ۱۹۴۷ء

مترشد۔ مکرئی و معظمی قبلہ ام علامہ صاحب دامت برکاتہ و مدظلہم

از جہوپال۔ ڈائرا لٹنٹھا

حضرت الشیخؒ۔ عزیز مکرم و فقہ حکم اللہ تعالیٰ

مترشد۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

حضرت الشیخؒ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

مترشد۔ اس بیچ کارہ نے آج سے کوئی چار سال بیشتر بذریعہ خط آپ سے تعارف

پیدا کیا تھا۔ اور اپنی اصلاح کے لئے ہدایتیں لینی شروع کیں تھیں۔ آپ کا پچھلا

ہدایت نامہ گذشتہ فروری میں صادر ہو کر باعث صد عزت ہوا تھا۔

حضرت الشیخؒ۔ آپ کا خط پا کر خوشی ہوئی۔ کہ آپ نے اس دوری اور اس ہنگامے

کے باوجود یاد کیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دیں۔

مترشد۔ بتائے ہوئے مشاغل پر حتی المقدور عامل ہوں۔ اللہ کا وظیفہ بھی تین

ہزار دفعہ روزانہ دائماً اور مراقبہ اللہ کے حضور میں موجود ہونے کا بھی

باقاعدہ کرتا ہوں۔ نماز و قرآن بھی بفضل ایندوی پڑھتا ہوں۔ گاہے گاہے

بے قصد و ارادہ بھی ذکر شروع کر دیتا ہوں۔ تہجد بھی اب اکثر پڑھنے لگا ہوں

مناجات مقبول کی ایک منزل اور دگر اوراد ماخوذ از احادیث نبوی پڑھتا

ہوں۔ حدیث کا سبق بھی لیتا ہوں۔ شکوٰۃ و بخاری (عربی) ختم ہو چکی ہے

مسلم کی دوسری جلد پڑھ رہا ہوں۔ ان مشاغل پر خدا کا شکر اور آپکی مہربانی کا مقرر ہوں۔ لیکن سیدی! دل میں ایک درد ایک الجھن ہنوز باقی ہے۔ کہ ان تمام مشاغل کے باوجود اپنے کو سچا یا پاک مسلمان نہیں سمجھتا۔ دل میں ایمان کی کمی اور عشق الہی اور عشق رسول کا فقدان پاتا ہوں اور عشق الہی کا دعویٰ کروں تو یقیناً خود فریبی ہے۔ ایک تمنا ہے۔ جو آپ کی توجہ سے پوری ہو سکتی ہے (انشاء اللہ) کہ اللہ اپنے اور اپنے حبیب اور اپنے پیاروں کے عشق میں بالکل منرق کر دے اور اسکے سوا کسی کو نہ چاہوں۔ دیکھوں تو اس سے دیکھوں سنوں تو اس سے سنوں۔ کام کروں۔ تو اسکی مرضی سے کروں۔ غرض میری زندگی و موت میرا ہر عمل اسکی رضا کے مطابق ہو جائے۔ وہ مجھ سے راضی ہو جائے اور میں اسکے سوا کسی سے راضی نہ ہوں۔ ہر کام میں اسکی رضا چاہوں۔ بوجہ نام کی پردہ نہ کروں۔ وہ ہو اور میں ہوں۔ اور اس کا عشق مجھے اس کی ذات کے سوا کسی سے مطمئن نہ کرے۔ ہر لحظہ ہر لمحہ اس کا خیال ہو۔ دنیا کے مشاغل بھی مجھے اس سے غافل نہ کریں۔ اور وہ میری توجہ کا مرکز بنا رہے

حضرت الشیخ محمد اللہ تعالیٰ نے آپ کو استقامت بخشی، اور چار سال سے اس پر قائم ہیں اور ذکر و فکر و نماز اور تہجد اور تلاوت پابندی کے ساتھ کر رہے ہیں۔ یہ بھی خوشی کی بات ہے کہ آپ نے شکوۃ اور بنجاری شریف ختم کر لی اللہ تعالیٰ مزید علم اور علم کے ساتھ عمل عنایت فرمائیں۔

باقی جو آپ کی تمنا ہے کہ آپ کو عشق الہی اور عشق رسول ملے۔ اور اس میں استغراق ہو جائے۔ تو جہاں تک تمنا کا تعلق ہے مناسب ہے لیکن

یہ سمجھنا کہ آپ کو عشق الہی اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم حاصل نہیں، صحیح نہیں ہر مومن کو اس کا مرتبہ کچھ نہ کچھ حاصل ہے۔ اور آپ کی یہ صورت تمنا اس کی دلیل ہے، البتہ اس میں ترقی اعمال خیر میں ترقی ہی سے ممکن ہے۔ جس قدر اعمال میں ترقی ہوگی۔ اور محبوب حقیقی کے احکام کی تعمیل میں ترقی ہوگی اور اس قدر اس مرتبہ میں ترقی ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

باقی استخراق اور انہماک کی طلب تو یہ نا سمجھی سے ہے۔ استخراق و انہماک کمال نہیں۔ چنانچہ حضرات انبیاء علیہم السلام اور ان کے اصحاب رضی اللہ عنہم اس سے پاک تھے۔ آپ غور کریں کہ کسی محبوب کے احکام کی تعمیل میں دیوانہ پن اور بے خبری دلیل کمال ہے یا ہشیاری اور بیداری کمال کی دلیل ہے، سنا ہے کہ انگریز سپاہی شراب میں مست ہو کر لڑتا ہے اور پٹھان پوری ہشیاری اور بیداری سے۔ بتائیے ان دونوں میں شجاعت اور بہادری کا اعلیٰ نمونہ کس میں ہے۔

مشرشد :- سیدی! اپنے میں سب سے بڑی کمزوری پاتا ہوں کہ اس خیال سے کہ کوئی ناراض نہ ہو جائے۔ جو شخص بھی جس چیز کو مجھ سے کرانے پر مہر ہو جاتا ہے۔ کہ مٹھتا ہوں۔ اور اس طرح بعض اوقات گناہ سرزد ہو جاتے ہیں۔ دعا کیجئے اور بتائیے کہ اس جہلی خرابی سے کس طرح نجات پاؤں۔

حضرت الشیخ :- کسی شخص کے کہنے سے یا اصرار سے کام کرنا اگر امر مباح ہو یعنی شرع سے اس کی اجازت ہو تو خیر۔ کسی مسلمان کی خوشی کے ثواب کی نیت سے کر سکتے ہیں۔ لیکن امر اگر غیر مباح اور ناجائز ہے تو کسی حال میں اس کا



کرنا درست نہیں۔ لاطاعة لمخلوق في معصية الخالق۔ دوسرے جس شخص کے اصرار سے آپ کرتے ہیں اوس کی رضا آپ کو مقصود ہوتی ہے۔ تو آیا رضائے الہی مقصود ہونا چاہیے یا کسی غیر کی رضا۔ پھر دعوتے عشق یا تمنائے عشق کے کیا معنی؟

مترشح: جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ بستی 'نظام الدین' دہلی میں مولانا ایاس احمد صاحب کا نذرہ صلی کی جماعت مبلغین کا مرکز تھا۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ موجودہ ہنگاموں میں ان پر کیا گزری۔ اگر وہ بخیریت ہوں تو بہتر ہوگا کہ وہ اپنے خلفاء میں سے چند پر جوش مبلغین کو پاکستان کے کسی مرکزی مقام پر متعین فرما کر ہماری عام لادینی کو ختم کرنے کی کوشش کریں۔ باقی ہندوستان میں رہیں۔ اور جس طرح ہمارے اسلاف گھاپنے خلفاء کو بھیج کر مختلف مقامات میں اشاعت دین کے مراکز قائم کر دیتے تھے۔ یا جس طرح حضرت عمرؓ نے اپنے زمانے میں معاذ بن جبل اور ابن مسعودؓ وغیرہ کو مختلف جگہوں پر اسلام کی اشاعت کے لئے متعین کر دیا تھا۔ اگر مبلغین کی یہ مخلص جماعت بھی پاکستان کے ایک مرکزی شہر میں اپنا مرکز بنا کر ہماری لادینی کو دور کرنے کی کوشش شروع کر دیں تو میرے خیال میں نہایت بہتر ہوگا۔ آپ بہتر سمجھتے ہیں اپنی رائے سے مطلع فرماویں۔ نیز ہندوستان میں عموماً اور پاکستان میں خصوصاً مسلمانوں کی اسلامی بقا کیونکر ہو سکتی ہے۔ اور تبلیغ اسلام آئندہ کس طور پر ہونی چاہیے۔

حضرت الشیخ :- بستی نظام الدین کے لوگ غالباً بخیر ہیں۔ زیادہ حال نہیں معلوم

آپ کے ہاں سبھی انشاء اللہ تعالیٰ کام شروع ہوگا۔ کچھ لوگ کراچی میں کر رہے ہیں۔

تبلیغ کی بہترین صورت یہ ہے کہ انسان پہلے اپنے کو درست کرے پھر دوسروں کی طرف توجہ کرے۔ ایک بیمار دوسرے بیمار کی مدد نہیں کر سکتا۔ آپ اپنے دوستوں اور ملنے جلنے والوں سے دین اور دینداری کی باتیں کیا کیجئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ نافع ہوگا۔

مستر شد :- امید ہے اپنے خیالات گرامی سے مستفید فرمائیں گے۔ اس طویل سمیع خراشی کی معافی چاہتا ہوں۔ اور آخر میں التجا کرتا ہوں کہ برائے مہربانی دعا کیجئے کہ میرے ماں باپ اور جلد رشتہ داروں اور مسلمانوں کے حال پر اللہ رحم فرمائیں۔ صراط مستقیم پر قائم رکھیں اور ظاہر باطن مسلمان کر دیں آمین۔

حضرت الشیخ :- آپ کے اور آپ کے والدین دعا غزوة کی بہتری کیلئے دعا ہے۔  
مستر شد :- حضور والا! خدمت میں پہنچنے کو طبیعت بہت چاہتی ہے۔ بد قسمتی کیلئے کہ اگست ۱۹۷۸ء سے پیشتر اپنی نااہلی کی وجہ سے حاضر نہ ہو سکا۔ اور اب خدمت میں پہنچنے کے ظاہر ذرائع محدود چاہتا ہوں۔ خدا کرے کہ حاضر خدمت ہو کر اپنا دین اور دنیا بنا سکوں۔ آمین۔ اگر کوئی طریقہ آپ بتا سکتے ہیں۔ عین عنایت ہوگی۔ ہم تو یہاں آپکی نظر عنایت کے محتاج بیٹھے ہیں۔ خدا را ہمیں سبھی اپنی یاد میں رکھیئے۔ گناہی ہو جائے تو معاف فرمائیے۔ گنہگار ہوں اور گناہ گاری شیوہ ہے۔ لیکن اگر 'مس خام' ہوں تو کیا ہے

نگاہ کیسا اثر، اس دس خام، کو کندن اور اس خاک مردہ، کو زندگی بخش سکتی ہے۔

اپنی خیریت سے بھی مطلع فرمائیں۔ ملک کی موجودہ فضا کی وجہ سے طبیعت متفکر رہتی ہے۔ ہماری بھی آمدنی کا ذریعہ شملہ میں جائیداد غیر منقولہ تھی جو اب ہمارے ہاتھ سے نکل کر غیر مسلموں کے ہاتھ میں منتقل ہو چکی ہے وعاذ کریں کہ خدا ہمارا کوئی بہتر وسیلہ رزق کا مہیا کر دے۔ آمین

فقط والسلام

محمد اشرف

حضرت الشیخؒ۔ آپ پر شملہ میں جو مصیبت پڑی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے آپ کو صبر دے اور شکر کہجئے۔ کہ مال کا نقصان ہوا، جان تو بچ گئی۔ اور اس سے بڑی چیز ایمان تو محفوظ رہا۔

الحمد للہ خیریت ہے۔ اب آپ دارالقضاء بھوپال کے پتے سے

خط لکھیں۔

سیدھا سلیمان

۴ محرم ۱۳۶۷ھ / ۱۹ دسمبر ۱۹۴۷ء

مترشد، - بخدمت اقدس قبلہ و کعبہ ام سید صاحب دامن ظلمکم و مدنیونکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

حضرتہ الشیخ: عزیز مکرم، ادام اللہ توفیقکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مترشد، - اس ناکارہ کا حضرت دالاسے تعلق تقریباً پانچ سال ہوئے بذریعہ  
خط قائم ہوا۔ اور آنجناب خطوط کے ذریعے ہدایات دیتے رہے۔  
حضرتہ الشیخ: - مجھے یاد ہے۔

مترشد، - اور میں باوجود اپنی تمام گمراہیوں اور نفس کی سرکشیوں کے اسے  
ایمان آفرین ہدایات پر کچھ نہ کچھ عمل کرنے کی کوشش کرتا رہا اور کر رہا ہوں  
اگرچہ میری بدقسمتی ہے۔ کہ ان ہدایات کی کامل پابندی نہیں کر سکا۔ لیکن  
خدا کا فضل و احسان اور آپ کی نظر عنایت ہے۔ کہ کافی فائدہ محسوس کرتا ہوں۔  
حضرتہ الشیخ: - بحمد اللہ تعالیٰ۔

مترشد، کلیمہ اللہ، کا ذکر تین ہزار دفعہ، اللہ کے حاضر ہونے کا مراقبہ بھی  
باقاعدہ کرتا ہوں۔ وگرنہ سنو نہ اوراد بھی کرتا رہتا ہوں۔ اور خدا کا احسان ہے  
کہ اکثر ارادی یا غیر ارادی طور پر اللہ کا ذکر ہر وقت جاری رہتا ہے۔ وگرنہ  
فرائض و واجبات و سنن کی پابندی کی بھی حتی المقدور کوشش کرتا ہوں۔

وغویات سے بچنا چاہتا ہوں۔ لیکن باوجود گناہ سمجھنے کے ابھی تک شکل و صورت کی عام برائی کو نہیں چھوڑ سکا۔ ایک دفعہ کوشش بھی کی لیکن نفس نے اس دھوکے سے کہ یہ ریاکاری ہے۔ پھر اس گناہ میں مبتلا کر دیا۔  
حضرت الشیخؒ:۔ نظر کی حفاظت ریا سے بھی ہوتی بہتر ہے۔

مستر شد:۔ حضرت والا! شریعت میں داڑھی کی کیا مقدار ہونی چاہیے چار انگشت ضروری ہے یا چہرے کی مناسبت سے ہونی چاہیے۔  
حضرت الشیخؒ:۔ ایک مشت (مٹھی بھر) ضروری ہے۔

مستر شد:۔ خدمت میں حاضر ہونے کو بہت جی تڑپتا ہے۔ لیکن سفر کی مشکلات و بعد مجبور کر دیتا ہے! مغربی پنجاب گورنمنٹ نے اسلامک اکیڈمی کی جو تجویز بنائی ہے۔ ان کے تشکیل کرنے والے والے ارکان میں آپ کا نام نامی بھی ہے۔ اگر اس سلسلے میں یا کسی اور وجہ سے آنجناب کا مغربی پاکستان کے کسی حصے میں مستقبل قریب میں آنے کا ارادہ ہو۔ تو اس دور افتادہ کو مطلع کریں کہ خدمت میں حاضر ہو کر قلب و روح کو منور کر سکیں۔  
حضرت الشیخؒ:۔ انشاء اللہ تعالیٰ کبھی وقت ملے گا۔

مستر شد:۔ 'بیعت' کرنے کا بھی کامل ارادہ ہے۔ اسکی کیا صورت کیجائیے  
حضرت الشیخؒ:۔ 'بیعت'، خط سے بھی ہو سکتی ہے۔

مستر شد:۔ گذشتہ چار پانچ ماہ سے اپنے اس لادینی ماحول سے کچھ دن نکال کر نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرنے اور اپنی اصلاح کی نیت سے مولانا ایسا کا ندھلویؒ کی مبلغین کی جماعتوں کے ساتھ جاتا ہوں۔ دینی کافی

نامہ محسوس ہوتا ہے۔

حضرت الشیخؒ: اس صحبت کو جاری رکھیے۔

مترشد: اپنے میں جو سب سے بڑی کمزوری مجھے نظر آتی ہے وہ پختہ ارادے کا فقدان، استقامت کا نہ ہونا اور عدم جرأت ہے۔ اور اسی وجہ سے جلد دوسروں سے مرعوب ہو جاتا ہوں۔ بعض اوقات کسی چیز میں اپنا نقصان صاف نظر آتا ہے۔ لیکن مردت کہیے یا عدم جرأت دوسروں کے کہنے پر اس کا رد کرنا تو کجا، وہ کام کر گزرتا ہوں جس کی وجہ سے دینی یا دنیاوی نقصان میں مبتلا ہو جاتا ہوں۔ برائے مہربانی اس کا کوئی علاج بتائیے۔ کمیری کئی برائیوں کی بنیاد میری یہ حد سے بڑھی ہوئی نرمی ہے۔ کہ کبتا ہوں کوئی ناراض نہ ہو جائے۔ اس لئے وہ کام کر گذرتا ہوں۔

حضرت الشیخؒ: پختہ ارادہ عزیمت سے پیدا ہوتا ہے۔ عزیمت کیجئے جس طرح آپ کو کہیں ریل سے جانا ہوتا ہے تو کیسے جاتے ہیں۔

مترشد: برائے مہربانی میری معاشی فراخی کے لئے بھی دعا کیجئے۔ ہماری شملہ میں جائیداد تھی۔ جو گذر اوقات کا ایک ظاہر ذریعہ تھی۔ گذشتہ فسادات کے بعد وہ جاتی رہی۔ ابھی تک تبادلہ نہیں ہوا۔ اللہ مسبب الاسباب کوئی معاش کا بغیر کسی کی احسان مندی کے ذریعہ بنا دیں۔ کہ بعض اوقات پریشانی ہو جاتی ہے۔ جو توکل کے خلاف ہے۔

حضرت الشیخؒ: دلی دعا کرتا ہوں۔

مسترشد :- اللہ تعالیٰ اپنی ذات پر خالص توکل نصیب فرمادیں اور ہماری  
 دینی و دنیوی حاجات کا خود تکفل فرما کر ہمیں اپنے دین کے کاموں  
 کے لئے چین لیں۔ آمین  
 حضرت الشیخ :- آمین

مسترشد :- زیادہ خیریت ہے اور خداوند کریم سے دعا ہے کہ خداوند تعالیٰ  
 آپ کا سایہ ہمارے سروں پر قائم رکھے۔ اور آپ کی ہدایت سے ہمیں  
 کامل طور پر مستفید فرمادے۔ میری اصلاح کے لئے جو مناسب سمجھیں  
 تحریر فرما کر بھجوں فرمائیں۔

حضرت الشیخ :- صرف تمنا سے مقصد حاصل نہیں ہوتا۔ عمل کیجئے۔ فرائض پر  
 عامل ہوں اور نوافل کو بھی ادا کرنے کی کوشش کریں۔ تہجد کا اہتمام  
 کریں۔

مسترشد :- اور میرے متعلقین کی اصلاح کے لئے بھی دعا کیجئے کہ اللہ  
 تمام مسلمانوں کے ساتھ میرے خویش و اقارب و والدہ اور بہن بھائیوں  
 کو بھی دین کا کامل تابع بناوے۔ آمین  
 حضرت الشیخ :- آمین

فقیر، پھپھران۔ سید سلیمان

مسترشد :- یہاں اب ہندوستان کے ٹکٹ یا لفافے نہیں ملتے۔ اس لئے متقبل  
 میں جواب کے لئے ٹکٹ یا لفافے ڈالنے کے متعلق حیرانی ہے۔ والسلام  
 نظر فرماتے طالب۔ محمد اشرف

پتاور ۱۹ ستمبر ۱۹۷۶ء

مکتوب نمبر ۱۰

مستر شہد - بخدمت اقدس قبلہ و کعبہ امام سید صاحب دام ظلکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

حضرت الشیخ - عزیز مکرم و تقم اللہ تعالیٰ -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ -

مستر شہد و خاکسار کے عرفیہ کے جواب میں آنجناب کا غلط نامہ کئی روز پہلے مل کہ

باعث ترقی ایمان ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپ کا سایہ ہم پر ہمیشہ کے لئے قائم رکھے تاکہ

ہم جیسے ناکارہ آپ سے فیض حاصل کر سکیں۔ آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ بیعت

غائبانہ بھی ہو سکتی ہے۔ عاجز اس غائبانہ بیعت کرنے کا پختہ ارادہ رکھتا ہے اور

انشاء اللہ وقت آنے پر حاضر خدمت بھی ہو گا۔ گذشتہ بتائے گئے طریقوں کی حق المعاد

پابند ہوں اور فائدہ محسوس کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور تمام مسلمانوں کو ظاہراً اور

باطناً اسلام کا صحیح اور کامل نمونہ بنا دے آمین

برائے مہربانی بیعت کی شرائط تحریر فرمائیں۔ انشاء اللہ العزیز بندہ پوری طرح ان

پر کار بند رہنے کی کوشش کرے گا۔ امید ہے کہ اس گنہگار کو اپنے حلقہ ارادت

میں قبول فرما کر میری نجات کا ذریعہ بنیں گے۔ اور نا امید نہ فرمادیں گے۔ اللہ سے امید

ہے کہ آپ جیسے بزرگوں کی کمیما اثر نگاہ سے یہ سچا کارہ بھی کسی قابل ہو جائیگا۔ اس

دورِ حوادث و متن میں جب کہ قدم قدم پر ہم جیسے کمزور ایمان اشخاص کے پاؤں ڈھنگا رہا

ہیں۔ بزرگوں کا سایہ ایک بڑی نعمت ہے اور ممکن ہے کہ کسی کی نسبت کیوجہ سے

بی اللہ ایمان پر خاتمہ کر دیں۔



احب الصالحين ولست مفهم  
لعل الله يبرقني صلاحا

حضرت اشیحؓ: آپ اپنے معمولات میں مصروف رہیں۔ پھر بیعت کی خواہش کریں چنانچہ جب آپ کو اپنے معمولات کی طرف سے اطمینان ہو جائے تو ایک خط میں یہ خواہش ظاہر کریں کہ میں آپ کے ہاتھ پر بیعت ہونا چاہتا ہوں تو پھر میں بیعت انشاء اللہ تعالیٰ لے لوں گا۔

مستشرق:۔ آخر میں تکلیف دہی کی معافی چاہتا ہوں۔ اور دعاء کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور تمام مسلمانوں کو ایمان پر ثبات قدم رکھے اور اپنے پیارے بندوں کے صدقے اسلام اور مسلمانوں کو ہر جگہ کامیاب کرے اور اسلام اور اس کے آثار کو مٹنے سے بچائے۔ آمین

محمد اشرف

حضرت اشیحؓ:۔ آمین

فقیر، سید پران سلیمان

۱۲ ذیقعدہ ۱۳۶۷ھ

مکتوب نمبر ۱۱

محمد اشرف خان

۷۸۶

۱۰ روس کیپل لین پٹنڈورک

نمبرہ واصلی علی رسول اکرم

۲۱-۱۲-۵۰

اے غائب از نظر کہ شدی ہنشین دل

می بیمنت عیال و دعای فرستمت

مکرمی و معظمی و سیدی و مولائی حضرت مکرم مدنیو مکرم و دام ظلکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت الشیخ :- عزیز سعید ادام اللہ تعالیٰ توفیقکم

مستر شد :- ایک دور افتادہ ناکارہ و حقیر طالب نگاہ لطف کا ہدیہ تبریک  
حرین شریفین کی بابرکت زیارت سے واپسی پر قبول فرمائیں۔

حضرت الشیخ :- مبارکباد و کاشکر یہ

مستر شد :- اللہ رب العزت ان فیوض و برکات کو جو ان مقامات مقدسہ کی

زیارت سے حضرت والا پر افاضہ کئے گئے۔ تمام عالم کو مستفید فرماوے او

قیامت تک فیوض الحرمین کے اس چشمہ سے لوگوں کو نفع پہنچانے کے اسباب

بہم پہنچاوے۔

حضرت الشیخ :- اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے اس کا صحیح مستحق مجھے بنائیں۔

مستر شد :- اس بندہ محتاج و حقیر کو جس کی زندگی حضرت کی کمیہا اثر نگاہ سے

اللہ کی عنایات کا مورد و نبی کامل و مکمل طور پر فائدہ اٹھانے کی صلاحیت

بجٹے۔ گناہوں کو اہلیت بخشا اور ناکاروں سے کام لینے کا جب ارادہ فرمایا جاتا ہے۔ تو اپنے مخلص بندوں کو متوجہ کر دیا جاتا ہے۔

حضرت الشیخ، آمین

مستر شد، حضرت والا! یہ ناکارہ خلایق جسے بالمشافہ حاضری کا کبھی شرف حاصل نہیں ہوا۔ آپ سے تقریباً سات سال کا عرصہ ہوا خط و کتابت کے ذریعے مستفید ہونا شروع ہوا۔ تحدیثِ نعمت اور اعترافِ احسان نوازی کے طور پر معروضِ خدمت ہے اللہ اعجابِ نفس، اور شیطان کے فتنہ سے تادمِ آخر محفوظ رکھے) کہ وہ دراندہ انسان جس نے میٹرک کے پاس کرنے تک قرآن کریم بھی پڑھا تھا۔ آج اللہ کے فضل و کرم سے ایسے ماحول میں کہ دینی تعلیم کا عام شغف نہ ہو۔ صحاح کی اکثر عربی میں کتابیں پڑھ چکا ہے۔

آپ کی ہدایات کے مطابق ذکر و شغل کا سلسلہ جاری ہے۔ بگو  
"اللہ کا ذکر تسبیح پر صرف تین ہزار مرتبہ ہی کرتا ہوں۔ لیکن اللہ کی رحمت  
لطف و عنایت اور آپ کی توجہ کا اثر ہے کہ عموماً کوئی وقت ذکر یا تعلقاً  
ذکر سے خالی نہیں جاتا۔ الا ماشاء اللہ و ذلک فضل اللہ علی  
والحمد للہ علی ذلک ولہ المنة۔ اور اومنونہ اور دعوات ماثورہ  
اکثر اپنے اوقات پر، مناجات مقبول کی ایک منزل قرآن کریم آدھا سپارہ  
یا پانچویں سپارہ ترجمہ کے ساتھ، اور دینی تعلیم کے لئے کچھ وقت عموماً اللہ  
رب العزت روزانہ مہیا کر دیتے ہیں

حضرت الشیخ، آپ کے موجودہ حالات کو سن کر بڑی خوشی ہوئی۔ دعا ہے

کہ اللہ پاک مزید فیوض سے آپ کو سرفراز کریں  
 مستر شہ: مولانا الیاس کاندھلوی کے طرز تبلیغ میں بھی بعض اوقات  
 مبلغین کے ساتھ شامل رہتا ہوں۔ ہفتہ میں ایک دو راتیں ان غلصین  
 کے ساتھ گزر جاتی ہیں۔ جو باطنی فائدے کا سبب ہیں  
 حضرت الشیخ: یہ اچھا ہے۔

مستر شہ: عمومی زندگی میں بھی اللہ جل وعلیٰ کے چاہنے سے یہ ناپاک ناکارہ  
 ہر بات میں (جب تک اللہ کی توفیق شامل حال رہے) گناہوں سے پرہیز  
 کی کوشش کرتا ہے۔ اور یہ خاص اس کا کرم اور عنایت ہے کہ گو سراپا خطا  
 ہوں، میری نام نہاد عبادتیں بھی حقیقت میں گناہ ہیں لیکن اکثر لغوی معنوں  
 میں گناہوں سے بچا دیا جاتا ہوں۔ اللہم لا تکلنا الی الفساطیر  
 عین واصلح لنا شاننا کلہ، بہر حال نہ عصمت کا دعویٰ ہے۔ نہ  
 تقدیٰ کا دعویٰ کر سکتا ہوں۔ گناہگار ہوں۔ سراپا خطا ہوں  
 بے گناہ نہ گذشت برما سعتے: با حضور دل نہ کروم طاعتے  
 حضرت الشیخ: یہ کوشش آخر دم تک یوں ہی جاری رہے۔ ورنہ شیطان تاک  
 میں رہتا ہے۔

مستر شہ: صرف احسان شناسی اور تحدیث نعمت کے طور پر رقم طراز ہوں۔  
 اور یقین کرتا ہوں کہ اس ناکارہ غلاتق پر یہ آپ کی نظر عنایت کا اثر ہے  
 کہ یہ عنایتیں ہو رہی ہیں۔ وعا فرمائیں۔ کہ اللہ کریم پوری زندگی ظاہر و باطناً  
 قابلاً و قلباً اپنی مرضیات کے مطابق ڈھال دیں۔ اور آخر ساتس تک اپنے  
 فکر و مرضیات میں لگائے رکھیں۔

حضرت الشیخ، آمین

مسترشد،۔ جہاں تک احوال باطنی کا تعلق ہے گو اخلاص سے اپنے کو  
کو را پاتا ہوں۔ لیکن عنایتِ خداوندی کی دستگیری بہر حال رہتی ہے بعض  
اوقات ذات کو چھایا پاتا ہوں۔ حضور کا تصور بھی اکثر چھا جاتا ہے بعض  
اوقات اپنے سے گم ہوتا ہوں۔ انوارات الہی کے نزول کو محسوس پاتا ہوں  
پہلے مراقبوں میں اکثر کشف ہو کر بعض آئندہ ہونے والے واقعات  
مشتمل ہو جاتے تھے۔ قلب میں بھی کچھ ڈال دیا جاتا تھا۔ اب عموماً اللہ  
کی مہربانی سے اچھے خواب نظر آتے ہیں۔ بعض صحابہ کرام اور دجہانتک  
میرا غالب گمان ہے کہ میں یوں سمجھتا ہوں (دو مرتبہ سرور عالم روحی فداہ  
صلعم کی زیارت ہوئی ہے۔ اگر ارشاد ہو تو تعبیر کے لئے خواب تحریر  
کر دوں۔ اللہ کا فضل و عنایت ہے کہ اللہ اس بے علم کے قلب میں  
ڈال کر بعض اوقات سانا یا تحریراً وہ علمی باتیں کہلو ا دیتا ہے جس کا  
اپنے کو اہل نہیں پاتا۔ اللهم زدنا ولا تنقصنا اکر منا ولا  
قمنا ولا تکلنا الی انفسنا طرفۃ عین، تہجد اگر قضا ہو جائے  
تو دن میں دہرا لیتا ہوں۔ حضرت والا! اپنے حالات کچھ تحریر کر دیئے ہیں  
خدا کی قسم کبر و عجب سے خوف کھاتا ہوں۔ خدا مجھے میرے نفس کی شرارتوں  
سے ہلاک نہ کر وے۔ آمین!

حضرت الشیخ: آپ نے تجریتِ نعمت کے طور پر جو حالات اپنے لکھے ہیں  
وہ سب محمود ہیں۔ اور ان پر حق تعالیٰ کا جو محسن حقیقی ہیں اکثر شکر یہ  
ادا کیا کیجئے۔ ورنہ فدا سے غرور و تکبر اور اپنے نفس کی طرف نظر

رکھنے سے سارا کیا کرایا خاک میں مل جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ان شرور سے محفوظ رکھیں، ہمیشہ تواضع، صغر نفس اور فنا کا خا غالب رہے اور ہر وقت یہ سمجھتے کہ جو کچھ ہے وہ اس بے استحقاق پر محض اولن کا کرم ہے۔ ورنہ کچھ نہیں ہے۔

یہ بھی ذہن میں رہے کہ کشف والہام وغیرہ محض محمود میں مقصود نہیں ان باتوں کو قرب الہی میں کوئی دخل نہیں قرب الہی ایسا عمل صالح کا نتیجہ ہیں۔ اس لئے دوام ذکر اور کثرت اعمال صالحہ کی فکر میں رہنا چاہیے۔ نماز کا کیا حال ہے۔ اوس میں یکسوئی اور خضوع و خشوع اور نماز میں جماعت کی پابندی اوقات مسنونہ کی پابندی اور اتباع سنت کا شوق کہاں تک ہے۔

مسترشد، اس سے پیشتر آپ کے حج شریف جانے سے پیشتر ایک عرفینہ ارسال خدمت کیا تھا۔ لیکن اس کا جواب اغلباً ڈاک کی گٹر بڑکی وجہ سے نہ مل سکا۔ والحقیر فی ماوقع۔

حضرت الشیخ :- آپ کا خط آیا تو ملا نہیں یا اوس کا جواب یہاں سے جو گیا وہ آپ تک نہیں پہنچا۔

مسترشد :- اس سے پیشتر آپ نے تحریر کیا تھا کہ،

” تمہیں اپنے معمولات پر اطمینان ہو جائے تو بیعت لے لوں گا“

حضرت والا! اپنے نفس پر کس طرح اطمینان پاؤں، ہر وقت ہلاکت کا خوف ہے۔ اور واللہ اس میں اصلاً تکلف نہیں۔ شیطان اس راہ سے بہکانے کی کوشش کرتا ہے کہ گمان تک نہیں ہوتا۔ گو اللہ کی رحمت شامل حال رہتی ہے۔ تاہم گنہگار ہوں۔ اپنے نفس سے مطمئن نہیں ہوں۔

گوذات پر یقین ہے کہ وہ اپنے رحمت خاصہ سے اس فقیر کو محروم نہیں  
 فرمائیں گے۔ انی افتقرت الی رحمة الی رحمة اوسع  
 من ذنوبی، بہر حال حالات کچھ تحریر فرما دیئے ہیں۔ اگر بیعت کے  
 قابل سمجھا جاؤں۔ تو زبے نصیب ورنہ بہر حال میں خصوصی طور پر نگاہ  
 التفات کا محتاج ہوں۔ اُمید تھی کہ ممکن ہے۔ پاکستان میں تشریف لے  
 آویں تو ہماری بگڑتی بھگن جاوے۔ لیکن جو اللہ کی حکمت چاہتی ہے۔ وہی  
 ہوتا ہے۔ گذشتہ ہفتہ میں ”مرتبہ خواب“ میں آپ کے نیاز حاصل ہوئے  
 کل، معارف، سے معلوم ہوا کہ آپ بھوپال تشریف لے گئے ہیں  
 کہ ہم اس آس میں لگے بیٹھے تھے کہ آپ یہاں تشریف لائیں گے۔  
 پھر بھی خواب میں یہی دکھایا گیا۔ کہ آپ پشاور آئے ہوئے ہیں  
 پرسوں آپ کے متعلق مراقبہ میں کہا گیا۔ کہ اس حقیر کو صحبت سے نوازیں  
 گے، اس قدر طویل سماع خراشی کی معافی چاہتا ہوں۔ ایک عرصہ کے بعد نیاز کا  
 فخر حاصل کر رہا ہوں۔ اس لئے اگر اتنا کثیر وقت آپ کا صرف کو رہا تو  
 مراحم کریمانہ سے اُمید غفور رکھتا ہوں۔ آخر میں بصد عاجزی مدعا نگار ہوں  
 کہ خدا را چشم گرم کو ہم سے نہ پھیرے۔ خصوصی توجہات کا اس دورانہ  
 کے قلب کو مرکز بنائیے۔ آپ کی عنایتوں میں ڈوبا ہوا ہوں۔ اور طالب  
 ہوں کہ اللہ سے میرے لئے، میرے رشتہ داروں، احباب اور متعلقین کے  
 لئے دعا فرمائیں کہ اللہ رب العزت اپنے رنگ میں رنگ دے۔  
 اور اپنے صدقے میں رسول اللہ صلعم کا کامل اتباع قلباً و قابلاً جسداً و  
 روحاً نصیب فرمائے۔ کامل اخلاص، کامل توفیق بندگی عطا فرمائے۔ دنیاوی

حاجات کا تحفل فرماوے آسانی کا معاملہ ہم ضعیفوں سے کرے۔ اور  
کامل ایمان پر خاتمہ کرے۔

حالات کی نگارش میں کمی بیشی کی معافی اللہ سے چاہتا ہوں  
اور آپ سے بھی دعا کا طالب ہوں۔ مکرمہ والدہ ام بھی سلام نکھواتی  
ہیں اور خصوصی دعا کی طالب ہیں۔ جواب کے لئے خالی لفافہ ارسال خدمت  
ہے کہ ہندوستان کے ٹکٹ نہیں ملتے۔ بیسنگ ہی بھیج دیں۔

نقطہ السلام

متحاج و دور افتادہ نگاہ خصوصی کا طالب

محمد اشرف شاہ عند

آئیے!۔ میں بیعت میں آپ کو لینے کو تیار ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس سے مجھے ادا  
آپ کو فائدہ پہنچائے۔

آپ کو جب یہ خط ملے تو بعد نماز مغرب یا جس وقت آپ کو طہانیت  
ہو اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نماز تنہائی میں نماز توبہ کی نیت سے پڑھیں  
اور پھر اللہ تعالیٰ اپنے گناہوں کی معافی چاہیں۔ اور اوس کے بعد یہ کلمات اپنی  
زبان سے ادا کریں۔ اور پھر مجھے اپنا پورا حال لکھیں۔ کہ کیا ہوا اور کیسے ہوا۔  
کلمات یہ ہیں :

”اے اللہ میں تیری طلب میں حضرت شاہ اشرف علی صاحب تھانوی  
کا ہاتھ اون کے مجاز سلطان ندوی کے واسطے سے پکڑتا ہوں۔  
اور اپنے کو سلسلہ چشتیہ ضابطہ میں ان کے ذریعہ سے  
داخل کرتا ہوں۔ اے پاک پروردگار مجھے اس راہ پر قائم



۷۵

رکھ اور صراطِ مستقیم پر لے چل اور بہکنے نہ دے۔ اے  
 اللہ اپنے احکام کا تابع بنا اور اپنے رسول کا متبع کر۔ اور  
 اپنی محبت اور خشیت میرے دل میں ڈال اور اے پروردگار  
 اس سلسلہ کی برکات سے مجھے مستفید فرما۔“

اول قرآنِ نماز والا درود پڑھ کر ختم کریں۔ سلسلہ رچتیہ صابریہ کا شجرہ  
 مناجات مقبول میں موجود ہے، درود اور قل هو اللہ احد اور  
 قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس اور  
 الحمد پڑھ کر ادین کا ثواب حضرت مولانا اشرف علی اور بزرگان سلسلہ  
 کو بخشیں۔

والسلام

سید محمد سلیمان

۴ ربیع الثانی ۱۳۶۹ء

از بھوپال

مکتوب نمبر ۱۲

۷۸۶

پتہ ذرا/کیم فروری ۱۹۵۷ء

مترشد۔۔۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

میری ساری عمر کا حاصل وہ تیری اک نظر!

جس نے دنیا ہی بدل دی عشق کی میرے لئے

مکرمی و معظمی سیدی و مرشدی حضرت اقدس رفیقِ مضمک و دامِ ظلمک

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

حضرتہ الشیخؒ ۱۔ عزیز محترم اسحکم اللہ تعالیٰ فی الدارين

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مترشد۔۔۔ اس محتاج و بیچارہ کے عرفیند کے جواب میں آنجناب کا حیات بخش ہدایت

نامہ محرفہ، ریح الثانی ۱۹۵۷ء مل کر باعث ترقی ایمان و رشد ہوا۔ اللہ رب العزت

آپ حضرات کا سایہ تربیب ہمارے سروں پر ہمیشہ قائم رکھے۔

حضرتہ الشیخؒ ۲۔ آئینہ سے آپ خط میں دو کالم بنالیں ایک میں اپنا حال لکھیں اور دوسرا

جواب کے لئے خالی چھوڑ دیں۔

مترشد۔۔۔ یہ حقیر در ماندہ اللہ کریم کے کس کس فضل و احسان کا شکر یہ ادا کرے۔ کہ

اپنے میں اس کے ایک ذرہ کی بھی قوت نہیں پاتا اور قوت کہاں سے پائے۔ کہ

گنجینہ قوت بھی وہی ذات معال ہے۔ بہر حال یہ اسی کا کرم و نوازش ہے۔ کہ

اس گنہگار کی ہدایت کے لئے حضرت والا کو متوجہ فرما کر ظاہری اسباب و ہدایت

کا ایک ذریعہ کھول دیا۔ اور اس سلسلۃ الذریب سے منسلک کر دیا۔ جس۔۔۔

لاکھوں نے فیض پائے۔ اس جواد کریم کی بخشش سے امید ہے کہ اس سرایا  
خطا و عصیان کو بھی محروم نہ فرمائے گا۔ وہو انھادی والیہ قصد السبیل  
آپ کی اس کرم فرمائی و ذرہ نوازی کے شکر یہ کا یقیناً نہ تو حق ادا ہو سکتا ہے  
اور نہ اپنے آپ کو اس کا اہل پاتا ہوں۔ لیکن بہت دفعہ اس کی کرمی ٹھہریوں  
کو ہدایت بخش دی اور صحراؤں کو دریا کر دیا۔

نوبہارا حسن گل وہ خار را : زینت طاؤس وہ اس

حضرت الشیخؒ :- آپ نے وقت بیعت کا جو حال لکھا ہے وہ محمود ہے۔ تفصیل آگے  
آتی ہے

مترشد :- آپ کے اس بندہ عاجز کو اپنے حلقہ ارادت میں قبول فرمانا حقیقت میں میری  
سازی عمر کی کمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس بارگراں کے حقوق کی ادائیگی آسان فرمائے  
اور اپنے قرب سے نواز کر اپنے ادا مر کا ظاہر ادا باطناً تابع فرماوے۔ آمین  
حضرت الشیخؒ :- اللہ تعالیٰ اس کے فیض سے مجھے اور آپ کو دونوں کو سرفراز فرمائیں۔  
مترشد :- آپ کی ہدایت کے مطابق اس بندہ نے دو رکعت نماز نفل تو بہ پڑھ کر وہ  
الفاظ جو آپ نے بیعت کے سلسلہ میں تحریر فرمائے ہیں۔ پڑھے۔

حضرت الشیخؒ :- میں نے آپ کو سلسلہ چشتیہ صابریہ میں حضرت مرشدی مولانا اشرف علی صاحب  
تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے واسطے سے داخل کر لیا۔ اور بیعت کر لیا، اللہ تعالیٰ اس  
سلسلہ کو ہم دونوں کے لئے فائدہ مند بنائیں۔

مترشد :- جس وقت یہ الفاظ

اے اللہ میں تیری طلب میں حضرت مولانا شاہ اشرف علی صاحب تھانوی

کا ہاتھ ان کے مجاز سلیمان ندوی کے واسطے سے پکڑتا ہوں۔  
 پڑھے۔ تو ایسا محسوس ہوا گویا اس حقیر کے یہ ہاتھ اللہ سبحانہ و تقدس کے ہاتھ کو  
 پکڑ رہے ہیں۔ اور ذات تعالیٰ کے غیر مرئی ہاتھ کو چھو رہے ہیں۔

( سبحان اللہ تعالیٰ عما یصفون ولہ العکبر ثانی السموت والارض )

حضرت الشیخ بر آپ نے خدا کا ہاتھ محسوس فرمایا۔ بیعت کی یہی حقیقت مثال ہے۔ جیسا  
 کہ ارشاد الہی ہے۔

” اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِیْنا اَنْبِیَا یُعَوِّنُ اللّٰهُ یَدَ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ (الایم) ”

مترشد :- اس کے بعد ایسا محسوس ہوا گویا قلب عاصی کا تعلق ایک بہتے چشمہ سے  
 کر دیا گیا۔ ( واللہ اعلم بحقیقت الامور )

حضرت الشیخ چشمہ جاری علی خیر سے عبارت ہے جیسا کہ حدیث میں ذلک عملہ  
 مترشد :- اس کے بعد الفاظ پڑھ چکا تو غنودگی میں دیکھتا ہوں کہ میری پرانی ٹوپی اتار  
 کر ایک دوسرے شخص کی ٹوپی میرے سر پر رکھ دی گئی ہے۔ اور تعریف کی جارہی  
 کہ یہ ٹوپی تمہیں زیادہ اچھی معلوم ہو رہی ہے۔ اس پر میری زبان پر دعائے ماثورہ  
 الھمد احسنت خَلَقْتِیْ فَاَحْسِنِ خَلْقِیْ جاری ہو گئی۔ حضرت والا اس وقت  
 کے کچھ یہی حالات ہیں جو آپ کے امر کے مطابق لکھ دئے گئے۔

حضرت الشیخ :- قدیم صوفیہ میں یہی رواج تھا کہ مرید ہوتے وقت شیخ اپنی کلاہ مرید کو  
 عنایت کرتے تھے۔

مترشد :- آپ نے وغیرہ کی بابت پوچھا ہے۔ مرشد مکرم ! اس چیز سے ڈرتا ہوں  
 کہ حالات کی نگاہ میں کمی و بیشی کی وجہ سے پکڑ نہ لیا جاؤں۔ یا جو احوال لکھتا ہوں

اخلاص و حقیقت اصلی کی فوٹیدگی کی بنا پر نفاق و کذب کا مرتکب نہ ہو جاؤں یہ حال اس دروازہ و فقیر کا کیا ہے جو کچھ ہے کسی کی عنایتیں ہیں

ماکیم اول توئی، آخر توئی، اپنا ہمہ عکس تست این ہم توئی

حضرت الشیخؒ :- احوال کے بیان میں ہمیشہ صحت و صدق کا خیال رکھنا چاہیے۔ ورنہ غلط یا باطن سے لکھنا ایسا ہی ہے جیسا جھوٹا خواب بیان کرنا۔

مسترشد :- نماز میں کیفیات مختلف رہتی ہیں۔ گو اللہ رب العزت کے خاص احسان و عنایت سے ظاہراً خضوع و خشوع کی حالت طاری ہو کر جسم و پوست نرم و منقاد ہو جاتا ہے۔ لیکن اندرون میں کامل اس کیفیت کا استحضار محسوس نہیں کرتا۔ قرأت میں کبھی اُن سے پڑھتا ہوں۔ کبھی صفات میں فکر اور ذات کے حضور کی وجہ سے مضمون سے ذہول ہو جاتا ہے۔ لیکن طبیعت کو ادھر اللہ چاہے تو لے آتا ہوں۔

حضرت الشیخؒ :- نماز میں کیفیات کا مختلف ہونے میں کچھ حرج نہیں۔ یہ احوال ہیں۔ اور احوال بدلتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایک دن استقامت بھی عنایت فرمائیں گے۔ اسی کا نام مقام ہے۔

مسترشد :- بعض اوقات وسوس و خطرات بھی وارد ہوتے ہیں۔ لیکن جل شانہ کی رحمت سے جلد دور ہو جاتے ہیں۔ بہر صورت جو اخلاص و بندگی کا حق ہے اس سے قطعاً کورا ہوں۔ خداوند کریم مخلصین کے صدقے کامل اخلاص و کامل بندگی نصیب فرمادے آمین۔

حضرت الشیخؒ :- وسوس کا واقع ہونا مضر نہیں۔ چور وہیں آتے ہیں جہاں دولت ہوتی ہے شیطانی وسوس آنے کو بھی ایسا ہی سمجھا جائے۔ اور ان کی طرف سے ذہن کو پھیر

گو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف کر لیا جائے۔ عدم التفات ہی اس کا علاج ہے۔  
 مترشد :- جماعت کی پابندی کی بھی کوشش کرتا ہوں۔ فوت ہو جائے۔ تو رنجیدگی ہوتی  
 ہے۔ اللہ رب العزت کے احسان و کرم سے رسول اکرم راجی فداہ صلعم کے آباء  
 کا شوق بہت حد تک راسخ کر دیا گیا (ربنا لا تقواخذنا ان نسينا او اخطانا)  
 عادات و اطوار میں بھی وہی ادائیں بھاتی ہیں۔ نفس کے شرور سے ڈرتا ہوں۔  
 ورنہ ذات کبریٰ کی کوئی خاص عنایت ہے کہ اب تو فطرتاً وہی چیز بھانے لگی ہیں۔  
 جو محبوب عالم صلعم کو پیاری تھیں۔ اللهم وفقنا لما تحب و ترضی ولا  
 تنزع منا صلح ما اعطینا

حضرت الشیخ :- جماعت کی پابندی ضروری ہے کہ اس کا اہتمام رہے۔ اب معلوم نہیں آپ  
 تہجد اور نوافل ادا میں ۶ رکعت بعد سنت مغرب اور ۴ رکعات اشراق جب  
 آفتاب کچھ نکل کر بلند ہو جائے۔ تہجد میں ۶ رکعات سے ۱۲ رکعات تک نصف  
 شب کے بعد چڑھتے ہیں یا نہیں۔

مترشد :- اس ذات کبریٰ و جواد کی بے پایاں عنایتوں کا تذکرہ امثال امر کے طور پر  
 کر دیا گیا ہے۔ اللہ رب العزت جھوٹ و نفاق، ریا و کبر، اعجاب نفس و جملہ شرور  
 سے محفوظ فرمائے۔ اور ہمارے اعمال کی پاداش میں عطا کردہ نعمتیں نہ چھینے۔  
 (ربنا زدنا ولا تنقصنا واکرمنا ولا تحرمنا)

حضرت الشیخ :- آمین

مترشد :- آخر میں قلب کی اندرونی گہرائیوں کے عجز و نیاز سے دعا نگار ہوں کہ  
 کیا اثر تو جہات سے بندے کو محروم نہ فرمادیں۔ اور خصوصی دعاؤں میں یاد رکھیں

اللہ مجھے میرے متعلقین و محبین اور جملہ مسلمانوں کی تمام حاجتوں کا کفیل فرماتے ہوئے  
اپنی مہنیاات کے ڈھانچے میں ظاہراً و باطناً ڈھال دے۔ فقط والسلام

نظر عنایت کا طالب

فقیر مینوا

محمد اشرف

حضرت شیخؒ - آمین

آپ کے لئے دعائے خیر کرتا ہوں

والسلام

سید سلیمان

مکتوب نمبر ۱۳

پشاور

مستر شہ۔۔ بخیرت اقدس حضرت سیدی و مرشدی سید صاحب دام ظلکم و مد فیوضکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت الشیخؒ۔۔ محب عزیز ادام اللہ تعالیٰ توفیقکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مستر شہ۔۔ امید ہے حضرت والا بعافیت ہوں گے۔ جناب والا سے جب سے

شرف بیعت حاصل ہوا ہے۔ احقر کے حالات میں کوئی خاص تبدیلی محسوس

نہیں ہوئی۔ گذشتہ معمولات پر حتی الوسع عمل پیرا ہوں۔

حضرت الشیخؒ۔۔ بحمد اللہ تعالیٰ کہ آپ نے اپنے جو حالات پہلے لکھے تھے اس میں

تبدیلی نہیں ہوئی۔ معمولات پر پابند ہیں۔ ہر کام میں اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی پر

نظر رہے۔

مستر شہ۔۔ حالت کبھی پست ہو جاتی ہے۔ اور کبھی کیفیات بڑھ جاتی ہیں۔ حضرت

والا گناہوں سے کامل دستگیری کس طرح حاصل ہو۔ اور احکام الہی پر

ثبات و کیفیت احسان کا استحضار کس طرح میسر آئے اور استقامت کس

طرح نصیب ہو۔ نماز میں بھی اللہ کے فضل و کرم سے گو حضور اور الفاظ و معانی

کا عموماً استحضار رہتا ہے۔ لیکن ماسوا سے کامل ذہول اور اپنی نفس پوری

مجبول میسر نہیں آتی۔ کبھی ایک کیفیت سے ادا کرتا ہوں۔ کبھی دوسری

کیفیت سے۔



حضرة الشيخؒ :- کیفیات احوال ہیں۔ وہ یکساں کبھی نہیں رہتیں۔ یوں ہی بدلتی ہیں۔  
سعدیؒ کہتے ہیں۔

بگفت احوالِ مابرقِ جہاں است : ہگے پیدا و دیگر ام نہال است  
اگر درویش بر حالے بماندے : سردوست از دو عالم بر فشاندے  
مرتبہ احسان یہ ہے کہ اعمال اس طرح ادا ہوں جیسے مزدور مالک کے حضور  
میں کام کرتے ہوں

مستر شد۔ حضرت والائے اپنے ایک موعظت نامہ میں تحریر فرمایا تھا۔

” ہمیشہ تواضع بصر نفس اور فنا کا حال غالب رہے۔ “

گو اپنی طرف سے اپنے کو حقیر جانتا ہو۔ لیکن جیسا کہ حسن بصری کا قول ہے  
کہ ہر مٹنے والے سے اپنے کو اونٹنے جاننے کا نام تواضع ہے۔ یہ کیفیت  
قلب میں راسخ نہیں ہوتی۔ اگر ظاہر میں تواضع کرتا بھی ہوں۔ لیکن قلب کی  
گہرائیوں میں حقیقت تواضع نہیں پاتا۔ ظاہراً بعض حضرات کے اعمال اچھے  
نہیں ہوتے۔ ان کی قدر کس طرح قلب میں پیدا کی جلتے۔ شیطان دھوکہ دینے  
کی کوشش کرتا ہے۔ دوئم۔ اپنے فنا کے متعلق تحریر کیا ہے کہ اس کا حال  
ہر وقت غالب رہے۔ اس کا کیا مدعا ہے۔

حضرة الشيخؒ :- آپ تواضع اختیار کریں اور اپنے عیوب اور نقائص پر نظر  
رکھیں۔ اور دوسروں کے کمالات پر، شیطان دھوکا نہ دیکھا۔ انشاء اللہ تعالیٰ  
مستر شد۔ بعض اوقات ذاتِ متعال کو چھایا پاتا ہوں اور اپنے سے گم ہو کر  
ذات کے ہاتھوں میں اپنے کو آگے محسوس کرتا ہوں۔ لیکن یہ حالت کبھی کبھی

ہوتی ہے۔ اسے دوام حاصل نہیں۔ کیفیت فنا کا دوام غلبہ کس طرح حاصل ہو۔  
حضرت الشیخؒ:۔ ابھی یہ کیفیت ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ مقام بھی عنایت فرمائے گا۔ کام  
میں لگے رہیے۔

مسترشد:۔ (گریہ) رونامو ما میسر نہیں آتا۔ اگر کبھی گریہ و رقت طاری بھی ہوتی ہے  
تو مجالس تبلیغ و حلقہ ہائے درس و ذکر وغیرہ میں طاری ہوتی ہے۔ خلوت میں  
شاذ ہی یہ کیفیت ہوتی ہے۔ تنہائیوں میں خوف و ذوق الہی میں رونائے کس طرح  
حاصل ہو سکتا ہے۔

حضرت الشیخؒ:۔ گریہ محمود ہے۔ لیکن اگر تنہائی میں اپنے گناہوں اور تقصیروں پر گریہ  
نہ آئے تو کچھ حرج نہیں۔ اصل شے افسوس اور ندامت اور آئندہ اون سے  
احتراز کا عزم۔ یہی توبہ کی حقیقت ہے

مسترشد:۔ پچھلے کچھ عرصہ سے بعض اوقات رسول اللہ صلعم کی ملاقات و زیارت  
روحہ اقدس کا شوق بے قرارانہ طاری ہو جاتا ہے۔ گو ظاہری اسباب میسر نہیں  
لیکن زیارت حرمین کا خیال بھی آتا ہے۔ توجح سے زیادہ خدمتِ دربار رسالت  
صلی اللہ علیہ وسلم کا جذبہ پاتا ہوں۔ اس سلسلہ میں بعض اوقات یہ خیال دماغ  
پر مستولی ہو جاتا ہے۔ کہ حضور علیہ السلام سے تزکیہ و استفادہ اتنے بعد کے  
باوجود میسر آ سکتا ہے۔

برائے مہربانی تحریر فرمائیں۔ کہ سرور کائنات روحی فداہ صلعم اللہ علیہ وسلم  
کا فعل تزکیہ کیا ہنوز حضور علیہ السلام کی ذات اقدس سے جاری ہے۔ اور  
کیا اب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم استفادہ ممکن ہے۔ اور بعد مکانی

کے باوجود یہ فیض میسر آسکتا ہے۔ یا نہیں، دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ حضور علیہ السلام کا کامل اتباع اور زیارت حرمین شریفین سے مع متعلقین و محبین کے جلد سر فراز فرماوے۔ آمین

حضرت الشیخؒ: اس میں کوئی حرج نہیں۔ مگر یہ حال ہے تو کہہ اور تصفیہ تو حضور علیہ السلام کے ارشادات پر عمل کرنے ہی سے ہو سکتا ہے۔

حضور کے فیوض و برکات ہر وقت جاری ہیں۔ اپنے میں استغداد کا مادہ ہونا چاہیے۔ اور اس کی صورت حضور علیہ السلام کی محبت عقلی ہے جس کا مظہر اتباع احکام و سنت ہے۔

مترشد: مولانا الیاس کاندھلوی کے طرز تبلیغ میں کچھ شرکت کے سبب سے اصلاح خلق کا خیال بہت چھٹا جاتا ہے۔ اور اپنی حالت دیکھ کر طبیعت کڑھتی ہے۔ دل چاہتا ہے۔ کہ اللہ میں دین کے پھیلاؤ کا ذریعہ و سبب بنا دے  
حضرت الشیخؒ: آمین

مترشد: حدیث شریف اور قرآن کریم میں جو نافرمانی سبیل اللہ ہجرت الی اللہ اور جہاد کے فضائل ہیں۔ آنجناب سے مستفسر ہوں۔ کہ کیا تبلیغ و دعوت کے سلسلے میں اپنے امکان و اہل عیال کو چھوڑ کر دین کے پھیلانے کی کوشش پر ان فضائل کی چسپاکی ہو سکتی ہے۔ اور اس سلسلہ میں یہ فضائل بیان کئے جاسکتے ہیں۔

حضرت الشیخؒ: جی ہاں۔ اس اصلاح خلق سے مقصود پس پردہ خود اپنی اصلاح ہونی چاہیے۔ ورنہ جو خود پاک نہیں وہ دوسروں کو پاک نہیں بنا سکتا۔

مسترشد بستنے میں آ رہا ہے۔ کہ آنجناب پاکستان تشریف لائیں گے۔ کیا اس میں کوئی حقیقت ہے۔ اگر ہم دور افتادہ پرنگا ہے کرم ہو جائے تو زبے نصیب۔  
حضرت الشیخؒ: جب تک واقعہ واقع نہ ہو۔ واقعہ نہ جائے۔

مسترشد: باقی جملہ خیریت ہے۔ برائے مہربانی توجہات خصوصی سے اس نکتے کو دور نہ فرمادیں۔ اللہ رب العزت ہمیں ہمارے اعترہ اور جملہ متعلقین و مجاہدین کو کامل اپنی مرضیات کے سانچے میں ظاہراً و باطناً کامل اخلاص عطا فرماتے ہوئے ڈھال لے۔ اور ہماری حاجتوں کا تفضل فرمائے۔ آمین

حضرت الشیخؒ: اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ آپ کو ان مقاصد میں کامیاب فرمائیں۔  
مسترشد: میرا معاشی سلسلہ ابھی تک کوئی باقاعدہ نہیں بن رہا۔ جس کی وجہ سے بعض اوقات پریشانی ہو جاتی ہے۔ اس سلسلہ میں اپنی حالت کا بیان اور کسی سے مشورہ طلب کرنا یا کاروبار کے لئے مدد و طلب کرنا تو توکل کے منافی نہیں ہے؟ دعا فرمادیں۔ کہ اللہ قرضوں کو ادا کر دے اور فراخی نصیب فرمائے اور کسی کا محتاج و دست نگر نہ کرے۔ آمین۔

حضرت الشیخؒ: ہرگز منافی نہیں، طلب رزقِ حلال بندہ پر واجب ہے۔ اور کس کتا بیر اختیار کرنا بھی واجب، مگر نظر اللہ تعالیٰ پر رہے کہ وہی رزاق ہیں۔

مسترشد: شملہ میں جو جائداد وغیرہ رہ گئی ہے۔ اس کے ملنے کے لئے بھی دعاؤں میں یاد فرمائیں۔ والدہ اور ہمیشہ گان بھی دعا کے لئے عرض کرتی ہیں فقط

طالبِ نظر عنایت

احقر محمد اشرف

۷۶۷

حضرت الشیخؒ ۱۔ ان سب کے لئے دعا کرتا ہوں۔ مجیب الدعوات قبول فرمائیں۔

والسلام

سید سلیمان

۲۰ رجب ۱۳۶۹ھ

۹ مئی ۱۹۵۰ء

---

مکتوب نمبر ۳

کراچی چمن سٹریٹ ڈار منزل

مکرم و فیکم لله تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جی ہاں میں ایک ماہ سے زیادہ سے یہاں ہوں۔  
مدت قیام کچھ بتا نہیں سکتا۔ پتہ اوپر لکھا ہوا ہے۔ اپنے حالات سے مطلع فرمائیں۔  
فقیر دعا گو ہے۔

والسلام۔

سید سلیمان

۳ سوال ۱۳۶۹

متر شہر بخدمت جناب قبلہ و کعبہ ام سیدی و مرشدی سید صاحب دام ظلکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

حضرت الشیخ: کراچی عین اسٹریٹ، ڈارمنزل

محبی و مخلصی ادا اللہ تعالیٰ توفیقکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

متر شہر ۱۔ آنجناب کا کراچی میں درود و قیام ہم اہل پاکستان کے لئے انتہائی اطمینان

مسرت کا سبب ہوا۔ اللہ رب العزت آپ کے فیوض و برکات سے ہم

کامل طور پر مستفید اور آپ کی تعلیمات و ہدایات سے پورے طور پر بہرہ مند

فرماوے۔ آمین! اس سچکارہ کا ارادہ بھی خدمت اقدس میں حاضر ہونے

کا تھا۔ اور ۳ ماہ حال کو یہاں سے روانگی کا ارادہ بھی کر چکا تھا۔ لیکن قضاء

ربانی اسے نہیں چاہ رہی تھی کہ گذشتہ ۲۴ ماہ سے اس عاجز کی صحت کچھ

خراب سی رہ رہی ہے (والحمد للہ علی کل حال) جس تاریخ کا ارادہ کر

تھا۔ دفعۃً شدید بخار پھر عود کر آیا۔ بیماری کے اثرات و کمزوری ہنوز باقی

خدمت میں حاضری کے لئے بیتابی ہے۔ دعا فرمادیں کہ اللہ رب العزت جا

سے جلد آپکی خدمت میں حاضری کا موقع نصیب فرمادیں۔ اور اسے میری کا

اصلاح و تزکیہ باطنی کا سبب بنا دیں کہ وہ ہر چیز پر قادر ہیں۔ اپنا جی تو ڈر

ہے کہ مبادا آپ کی ہندوستان کو دوبارہ مراجعت ہو جاوے اور بندہ محتاج فیض سے محروم رہ جاوے۔

حضرت الشیخؒ: آپ کی ملاقات نہ ہو سکنے کا افسوس ہے۔ معلوم نہیں یہاں کا قیام کب تک ہے۔

مترشد: جہاں تک اس سراپا گناہ کے احوال کا تعلق ہے۔ گو بقدر استطاعت وہ اب مطلق کے خاص لطف و احسان سے تمام معمولات کی پابندی کرادی جاتی ہے تاہم بیماری و ضعف کی وجہ سے جماعت کی نماز اور معمولات کی ادائیگی میں تقدیم و تاخیر ہو جاتی ہے۔ اللہ کا احسان ہے کہ باوجود بخار کی انتہائی حرارت (105، 106 درجہ) کے نوافل تہجد و اوامین اور اشراق ادا کروا دئے گئے۔ (فللہ الحمد وعلیہ السلام) اور خاص مہربانی یہ رہی کہ ذکر کا دامن ہاتھ سے نہ چھڑوایا جس سے ہر حال میں سکون میسر رہا۔

حضرت الشیخؒ: آپ کے معمولات اور احوال کو معلوم کر کے خوشی ہوئی۔ اسی طرح چلے چلئے۔

چلا چل تو منزل بہ منزل یوں ہی

ٹہرنے کی منزل ابھی دور ہے

مترشد: بہر صورت ادھر سے نوازشیں ہی نوازشیں ہیں۔ اور اس نابکار کی طرف سے غفلتیں تساہل اور ضعف و گناہ کے سوا کچھ بھی نہیں۔ بلکہ نام نہاد طاعت و بندگی بھی سوائے اس کی درگاہ عالی میں گناہ کے سوا کچھ نظر نہیں آتی۔ اگر رحم و کرم ہو جائے تو ایک بے استحقاق پر خصوصی عنایت ہوگی۔ ورنہ اعمال و خلوص



سے حقیقتاً ہی دست ہوں۔ اللہ رب العزت غلصین کے صدقے اپنی کامل توفیق  
بندگی اور مرضیات کے مطابق زندگی پورے خلوص سے مع تمام مسلمانوں کے نصیب

فراویں۔ آمین ؟

حضرت الشیخؒ :- آمین

مترشد :- اپنے میں اخلاص کی انتہائی کمی پاتا ہوں۔ باوجود اپنی طرف سے  
احتیاط کے اعمال عوامی نفسانی دریا سے ملوث ہو ہی جاتے معلوم ہوتے  
ہیں۔ نماز میں کامل کیسوئی ہنوز میسر نہیں ہوئی۔ گو اللہ کا فضل و احسان ہے۔ کہ  
عمومی طور پر حضور قلب اور معافی کا استحصال رہتا ہے۔

حضرت الشیخؒ :- اخلاص کے بغیر تو اعمال مردہ ہیں۔ مگر اخلاص و ریا کی حقیقت سمجھ  
لیں، اخلاص نام ہے۔ خالق کی رضا کے لئے کام کرنے کو اور ریا نام ہے۔  
مخلوق کی رضا کے لئے کام کرنے کو۔ اب آپ اس روشنی میں اپنے اعمال پر  
نگاہ کریں۔

مترشد :- اللہ رب العزت کو اپنے پر چھایا پانے اور اپنے کو آکر محض سمجھنے کا  
خیال اور اللہ کے ہر وقت حاضر و ناظر ہونے کا تصور (حقیقت احسان) گاہے گاہے  
میسر آتا ہے۔ دوام حاصل نہیں۔ کہ ہر وقت ہی اپنے کو معیت الہی اور حضور  
خداوندی میں پاؤں۔ اگرچہ بفضل ایزدی اعمال کی ادائیگی کے وقت اللہ رب العزت  
کے حکم کا استحصال ہو جاتا ہے۔ لیکن عموماً حضور کی لذت کامل نصیب نہیں ہوتی۔  
حضرت الشیخؒ :- یہ کیفیت احسان گاہے گاہے ہی میسر آئے تو بہت ہے۔ اس پر شکر  
کیجئے اور ترقی کی دعا مانگئے، لذت نصیب ہونا گو ایک نعمت ضرور ہے

مگر اس کو قرب الہی میں کوئی دخل نہیں۔

مستر شد۔ اپنے عیوب کا بھی کما حقہ تقصد کرنے سے قاصر ہوں۔ اپنے کو ادا نہ سمجھنے

کا جذبہ گو عطا کر دیا گیا ہے۔ لیکن تواضع کی کامل کیفیت کا ہنوز فقدان ہے۔

حضرت الشیخؒ۔ تواضع کی کیفیت کی کمی اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلالت مراقبہ سے دور ہوگی

مستر شد۔ حق کوئی دبیہا کی کا جذبہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ الا ماشاء اللہ

پاس رکھنا بہت کچھ قریب معلوم ہونا ہے لیکن اتنا طبیعت سے اپنے کو محروم رکھنا ہرگز

کہ حد سے زیادہ طبیعت میں نرمی اور

دوسرے کی بات کو نہ ماننے کا جذبہ ودیعت کیا گیا ہے۔ اللہ خود ہی اس نااہل

کو اہلیت بخشیں ع

نوبہار احسن گل وہ خار را

زینت طاؤس وہ این ماہ را

حضرت الشیخؒ۔ حق کوئی ہو مگر اس طرح کہ کسی کی دل آزاری نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کی مرضی

کے خلاف کوئی کام دیکھیں تو اسی موقع پر حق کوئی مفید ہے۔ جب لوگ آپ

کی بات سننے کو آمادہ ہوں درنہ طلب سے اسکو برا سمجھیں۔

مستر شد۔ حضرت ایاس کا نڈھلوی کے طریقہ دعوت پر کتاب و سنت کی روشنی میں

اللہ تعالیٰ کے احسان سے کچھ مکہ رہا ہوں۔ کتاب کی تکمیل نہیں ہوئی لیکن تقریباً

دو سو صفحات تک جا پہنچی ہے۔ اشاعت سے پہلے آپ کی کیا اثر نظر سے گزارنا

چاہتا ہوں۔ اگر اجازت ہو تو جب حاضری میسر آئے مسودہ ساتھ لے آؤں کہ

اپنی نفسانی گندگیاں۔ دوسرے کی گمراہی کا سبب نہ بن جائیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں نفس و شیطان کے شر سے محفوظ رکھیں۔ آمین

میری والدہ محترمہ، بہن بھائی اور دیگر متعلقین دینی اور دنیاوی بھلائی کی  
 دعا کے لئے ملتمس ہیں۔ اپنی خصوصی دعاؤں میں اس عاجز و فقیر کو مع متعلقین  
 و محبین کے یاد رکھیں۔ اللہ تمہاری تمام حاجتوں کا کفیل فرماتے ہوئے اپنی مرضیات

اکامل اتباع نصیب فرادیں۔ آمین۔ فقط والسلام

طالب دعا

محمد اشرف

حضرت الشیخؒ :- انشاء اللہ تعالیٰ دیکھوں گا۔ والسلام

سید سلیمان

مکتوب نمبر ۱۱۱

مستر شہ۔۔ بخدمت جناب قبلہ و کعبہ ام سید صاحب دام ظلکم و رفیوکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرتہ اشیحؒ۔۔ عزیز می و محبی دامت توفیقکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مستر شہ۔۔ حضرت والا کے ارشاد گرامی کے مطابق اپنے حالات لکھتا ہوں۔ گو

اپنی برائیاں اور عیوب اپنی نظروں سے اوجھل ہیں۔ اس لئے ان کا لکھنا

شکل معلوم ہوتا ہے۔ تاہم اس قدر عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ اپنے

عیوب کے تفہیداً حاضر رہنے کی وجہ سے ابھی تک اپنے میں نہایت کمی محسوس

کرتا ہوں اور اب تو اکثر یہ اندیشہ چھایا رہتا ہے کہ خدا نخواستہ اپنی کوتاہیوں

کی وجہ سے کہیں ناکامی و شرمندگی نہ اٹھانی پڑے۔ العیاذ باللہ مقصد یہ

ہے کہ وہ کیا طریقہ اختیار کیا جائے۔ کہ اپنے عیوب کھل کر سامنے آجائیں اور

اور انکی اصلاح کی جائے۔

حضرتہ اشیحؒ۔۔ اپنے عیوب اور نقائص جاننے کا طریقہ یہ ہے

یک زمانے در کمین خویش باش

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

مل الانسان علی نفسه بصیرة ولو انتی معاذیرة

مستر شہ۔۔ جہاں تک ارشاد و نصیحت معمولات کا تعلق ہے۔ اپنی طرف سے ادا

کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ اور صورتاً اللہ چاہے تو تمام معمولات کی

پابندی کی جاتی ہے۔ لیکن گذشتہ کچھ عرصہ سے اپنے احوال میں کمی محسوس کرتا ہوں۔ پہلے کی نسبت 'فنا' کا غلبہ کم رہتا ہے۔ گو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے گاہ بے گاہ ہے کیفیت احسان (اللہ کی موجودگی اور سامنے حاضری کا تصویر) چھا جاتا ہے۔ ذکر اللہ رب العزت کے فضل و عنایت سے جہاں تک میں اندازہ کر سکا ہوں۔ عموماً ہر وقت جاری رہتا ہے۔ اللہ ماشاء اللہ۔ تہجد و ادا بین و اشراق پڑھادی جاتی ہے۔ نماز میں بعض اوقات بالکل یکسوئی اور حضور کی کیفیت ہوتی ہے اور گاہ بے گاہی و سادس اگر طبیعت میں انتشار پیدا کر دیتے ہیں۔ گذشتہ کچھ عرصہ سے بیماری اور دوسرے عوارض کی وجہ سے جماعت کی پابندی میں کمی واقع ہو گئی ہے۔

حضرت الشیخؒ :- احوال قرین شکر ہیں۔ ان پر دل سے شکر ادا کیجئے کہ ترقی مزید ہو۔ ولست شکرتم لا زید نکم۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت عطا فرمائیں اور جمعیت خاطر نصیب فرمائیں۔

مستر شہ :- اپنے میں مردت اور کسی کی بات کے رد نہ کرنے کا جذبہ کمزوری کی حد تک پہنچا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ بیباکی اپنے میں نہیں پاتا۔ اور اپنی غیر مستقل مزاجی کی وجہ سے دینی و دنیاوی نقصان کا اندیشہ لگا رہتا ہے۔ کہ اپنے میں عزم بالجزم کا تقریباً فقدان پاتا ہوں۔ توکل و استغنا کی بھی کمی ہے۔

حضرت الشیخؒ :- شاید کہ یہ ضعف قلب کے باعث ہو۔ بہر حال عزیمت کے سوا ضعف ارادہ کا کوئی علاج نہیں اللہ تعالیٰ دعا بھی فرماتے رہیں۔

مستر شہ :- اپنے کاروبار کا کوئی سلسلہ ابھی تک نہیں بن سکا۔ اس لئے دوسرے

کی پابندی کی وجہ سے دینی خدمت و تبلیغ میں بھی اپنی کوتاہی کی وجہ سے کمی واقع ہو جاتی ہے۔ دعا فرمائیں کہ اللہ رب العزت معاش کا کوئی ایسا اچھا ذریعہ ہم پہنچا دیں کہ غیر اللہ کی قطعاً احتیاج و پابندی کے بغیر پوری زندگی اطمینان و چین سے اللہ رب العزت کے دین کی خدمت و فروغ میں آسانی و فراغت کے ساتھ گزار دی جائے کہ اللہ رب العزت کا بارگاہِ عالی میں یہ کوئی مشکل نہیں۔

حضرت الشیخؒ۔ امین

مستر شد۔ گذشتہ دو سال سے مروجہ سیاست سے کنارہ کشی اختیار کر کے ہوئی تھی۔ پچھلے جمعہ کو بغیر اپنی خواہش و کوشش مسلم لیگ پشاور کا جنرل سیکرٹری اور پراونشل کونسل کا ممبر بنا دیا گیا ہوں ابھی تک اس سلسلہ میں کوئی عملی قدم نہیں اٹھایا۔ آئندہ کے لئے حیرانی اور کشمکش کی کیفیت ہے فوائد و منافع کے دونوں پہلو سامنے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس فیصلہ پر پہنچاویں جن میں ان کی رضا اور دارین کی بہبودی منطوقی ہو۔

حضرت الشیخؒ۔ اللہ تعالیٰ اس کی قوت آپ کو عطا کریں۔ جب واقعہ ہو چکا تو مشورہ دینے کا موقع نہیں۔ اللہ تعالیٰ بہتر کریں۔

مستر شد۔ اللہ رب العزت نے خاص اپنے فضل و احسان سے خدمتِ اقدس میں حاضری کا شرف بخشا ہے۔ انتہائے قلب سے ملتی ہوں کہ اپنی کامل قلبی توجہات اور فیوض و برکات سے اس بندۂ عاصی کی بدایت کا وسیلہ بن کر جس خام کو گندن بنانے کا ذریعہ بن کر اس ذلیل و حقیر کو شرف بخشیں۔

بزرگوں کی مجلس کے آداب سے بھی گورا ہوں۔ خدا را کوئی گستاخی ہو تو معاف فرمادیں۔ اور میری اصلاح نفس کے لئے جو بھی مناسب سمجھیں ہدایت فرمادیں۔  
 حضرت اشیحؒ: اللہ تعالیٰ اپنی توفیقات سے آپ کو بہرہ ور فرمائیں۔ اور ہر وقت اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جانیں اور ہر کام اخلاص کی ترازو میں تولا کریں۔ اخلاص کے معنی میں محض رضائے الہی کی طلب انشاء اللہ تعالیٰ ایسا ہی ہوگا۔

مسترشد :- اللہ تعالیٰ ہمیں ہمارے والدین بہن بھائی عزیز و اقارب متعلقین و محبین اور جملہ مسلمانوں کو کامل اپنی مرضیات کے سانچے میں ڈھال کر خلوص و معرفت اتباع و امتثال امر کی دولت سے نوازتے ہوئے ہماری دنیاوی حاجات کا تکفل فرمادیں۔ آمین۔ فقط والسلام

ہدایت و نظر عنایت کا طالب  
 احقر محمد اشرف عفی اللہ عنہ

حضرت اشیحؒ، دل سے دعا گو ہوں۔

سید سلیمان

مکتوب نمبر ۷۱

۱۰ روس کیسل لین پشاور کینٹ

۴ - ۱۲ - ۵۰

مستر شہ: بخدمت اقدس مگر می و معظمی سید صاحب دام ظلکم و برفیو شکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت الشیخ: عزیز محترم ادام اللہ تعالیٰ توفیق کم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مستر شہ: آنجناب سے جدا ہونے کے بعد بندہ تبلیغی جامعہ کے ساتھ ایسے علاقے

میں پھرتا رہا۔ جہاں ڈاک کی سہولتیں پوری نہ تھیں نہ ہی اپنے مقام کا پتہ چلتا تھا۔

صبح ایک جگہ تو شام دوسری جگہ جانا ہوتا تھا۔ اس لئے کوئی عریضہ ارسال خدمت

نہ کر سکا لیکن اللہ تعالیٰ کی عنایت سمجھتے کہ جدائی کے بعد عمومی حالت یہ ہو گئی ہے کہ

اے غائب از نظر کہ شہری ہمنشین دل

می سمینت عیاں و دعای فرستمت !

حضرت الشیخ: مبارک ہو کہ آپ نے دین کی خدمت کے لئے اپنے پاؤں کو گرو

آلودہ کیا۔

ایک جا رہتے ہیں عاشق بدنام کہیں

دن کہیں، رات کہیں، صبح کہیں، شام کہیں

مستر شہ: بیماری کی حالت میں آپ کو چھوڑا تھا۔ امید ہے کہ اب آپ اللہ رب العزت

کے فضل و کرم سے بالکل بعافیت و صحت مند ہوں گے۔ برائے مہربانی اپنی



خیریت سے مطلع فرما کر ممنون فرماویں۔

حضرت الشیخؒ: الحمد للہ کہ اچھا ہوں گو دوا ابھی تک استعمال میں ہے۔ میں آپ کی خیر خیریت کا طالب تھا۔ کئی صاحبوں سے پوچھا۔ اب آپ کے خط سے اطمینان ہوا۔ معلوم نہیں حکیم نصیر احمد صاحب کی دوا آپ کو مفید ہوئی یا نہیں۔ اپنی خیریت سے آگاہ کیجئے۔

مستر شد:۔ یہ ناکارہ جتنی مدت نیاز حاصل کرتا رہا۔ حقیقت میں زندگی کا حاصل وہی نعمات تھے۔ لیکن نہ معلوم کس قدر غلطیاں اور کوتاہیاں ہوئی ہوں گی۔ برائے مہربانی میری تمام گستاخیوں کو معاف فرماتے ہوئے اپنی دلی دعاؤں سے اس عاجز پر احسان فرمادیں۔

حضرت الشیخؒ: سفر میں آپ کی خدمت سے جی خوش ہوا۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دیں۔  
مستر شد:۔ معمولات کی پابندی اللہ تعالیٰ کے خاص لطف و احسان سے حتی المقدور کرائی جا رہی ہے۔ کیفیات و احوال میں کوئی خاص تبدیلی محسوس نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ ظاہر و باطن میں اپنی مرضیات کے مطابق ہماری زندگی بسر کروادیں۔ آمین  
حضرت الشیخؒ:۔ یہاں واپسی میں میرے بستر سے ایک روپیہ نکلا۔ میرا نہیں ہے۔ معلوم نہیں کس کا ہے۔ آپ کا تو نہیں۔

معمولات کی پابندی استقامت کی دلیل ہے۔ اس کے آثار اعمال معاملات

اور اخلاق میں نمایاں ہونے چاہئیں۔

مستر شد:۔ اپنے میں تواضع و سیاہ کاری کے سوا کچھ بھی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحم اور بزرگوں کی دعاؤں کے سہارے جی رہے ہیں۔ وہی حافظ و ناصر ہو کر شیطان

دلفس کے شرور سے بچاتے ہوئے اپنی رضا سے بہکنارہ کر دیں۔ آمین  
 حضرت الشیخؒ کی کیفیات و احوال کی طرف توجہ نہ کیجئے اور صرف حسن عمل اور کثرت ذکر  
 کی طرف توجہ رکھیئے۔

مستر شہ۔ میری والدہ صاحبہ اور بہنیں دعاؤ کے لئے کہتی ہیں۔ والدہ صاحبہ حج او  
 ایمان کی دعا کروانا چاہتی ہیں۔ باقی جملہ خیریت ہے۔ برادر محترم سلمان صاحب  
 کی خدمت میں سلام۔ امید ہے آپ کے اہل۔ عیال بھی بخیریت ہوں گے۔ اللہ  
 تعالیٰ آپ کا سایہ ہمارے سروں پر ہمیشہ رکھے۔ اور آپ کے فیوض و برکات  
 سے ہمیں ہمارے دوستوں رشتہ داروں۔ احباب و مجاہدین اور جملہ مسلمانوں کو  
 مستفید فرما کر اپنے ادا پر چلنے کی توفیق دے اور ہماری مشکلات آسان فرما  
 اور ہماری حاجتوں کا تکفل فرمادیں۔ آمین

نقطہ والسلام

طالب دعا و بندہ محتاج

محمد اشرف

حضرت الشیخؒ اللہ تعالیٰ آپ کی والدہ کو حج اور حسن خاتمہ کی دولت عطا فرمائیں، آپ کی  
 بہنوں کو بھی اللہ تعالیٰ اپنی توفیقات سے بہرہ در کریں۔ پروردگار اللہ آپ کی مشکلوں  
 کو حل فرمائیں۔

فقیر سلیمانے

۳۰ صفر ۱۳۷۰ھ

پندرہ ورگیٹ  
۱۶ دسمبر ۱۹۵۶ء

مکتوب نمبر ۱۸

مستر شہ۔۔۔ بخدمت اقدس حضرت قبلہ کعبہ امیر صاحب دام ظلکم و فیوضکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرتہ اشیحؒ، محب عزیز ادام اللہ تعالیٰ توفیقکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مستر شہ۔۔۔ والا نامہ صادر ہو کر باعثِ عزت و طمانیت ہوا۔ اللہ رب العزت

علم و فیض کے اس ذریعہ ہدایت کو ہمارے لئے بغایت ہمیشہ قائم رکھیں

آمین۔

آپ کی خیریت کا پڑھ کر اطمینان ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپ کا سایہ ہمارے

بہوں پر ہمیشہ قائم رکھے۔ اور آپ کے علوم و فیوض سے تمام عالم کو مستفید

فرمادے آمین!

حضرتہ اشیحؒ۔۔۔ اللہ تعالیٰ طرفین کے لئے موجب سعادت بنائیں۔

مستر شہ۔۔۔ بندہ کو حکیم نصیر احمد صاحب کی دعائی سے کافی افادہ ہوا ہے۔

حضرتہ اشیحؒ۔۔۔ الحمد للہ تعالیٰ۔

مستر شہ۔۔۔ پیش اور پیٹ کی تکلیف ظاہراً بہت حد تک ٹھیک ہو گئی ہے۔

سوچ رہا ہوں۔ کہ کراچی سے ان کا علاج جاری رکھوں۔ دوری کی وجہ سے

ان کا علاج ابھی تک جاری نہیں رکھا۔ کہ نہ معلوم بعد مکان کی بنا پر تشخیص

و علاج بہتر رہے یا نہ رہے۔ آپ کا اگر مشورہ ہو۔ تو انہیں اپنی حالت تحریر

کر دوں۔

حضرت اشیحؓ۔ اب آپ اپنا پورا حال لکھ کر حکیم صاحب کو بھیجیں۔ وہ دو انشاء اللہ  
تعالیٰ بھیجیں گے۔ آپ کے مرض کو بحمد اللہ وہ سمجھ گئے ہیں جسے پوچھا تھا۔  
مستر شد۔ عمومی صحت الحمد للہ اچھی ہے۔ کل پھر کچھ بخار کی شکایت ہوگئی  
تھی۔ گو اس وقت اچھا ہوں۔ لیکن منہوز کا مل افاقہ نہیں ہوا۔ اللہ رب  
الغرت اپنے دین کی خدمت کے لئے صحت و قوت عطا فرادیں۔ آمین  
حضرت اشیحؓ۔ آمین

مستر شد۔ آپ نے اپنے گرامی نامے میں ارقام فرمایا ہے۔ کہ آپ کے  
بسترے سے لائیلپور کی واپسی پر ایک روپیہ نکلا ہے۔ ”مجھے معلوم نہیں کس  
کا ہے۔ خیال نہیں ہے۔ کہ میرا ہو۔ اغلباً کسی اور صاحب کا ہوگا۔ بھائی  
مختار احمد صاحب یا احمد شاہ صاحب سے دریافت فرمائیے گا۔ کہ عموماً ہم  
تین ہی آپ کے بستر کے پاس جاتے تھے۔

حضرت اشیحؓ۔ ان میں سے کسی نے اپنا ہونا نہیں بتایا۔ میں نے پوچھا تھا۔  
مستر شد۔ آپ نے اعمال و معاملات اور اخلاق میں استقامت کے آثار نمایاں  
ہونے کے متعلق ارشاد فرمایا ہے۔ خداوند قدوس اس بیچ محض و ناکارہ خلأقی  
کو اپنی مرضیات سے کامل طور پر نوازیں۔ ان کی عنایت سے کوشش تو کرتا ہوں  
لیکن نہ معلوم قدم کہاں کہاں ڈگلا جاتا ہوگا۔ اپنی ذات سے سوائے کمزوری  
عجز و قصور کے کسی چیز کی امید نہیں رکھتا۔ اللہ تعالیٰ جن کے ہاتھ میں ہاتھ دیا ہے  
ان کی برکت سے اس نا اہل کو اہلیت بخشے۔ اور میری زندگی اسوہ کاملہ صلی اللہ  
بیہ سلم کے رنگ میں لاکر نکھار دے۔ وما ذاک علی اللہ بجزیز۔

نوبہار! حسن گل وہ خازرا : زینت طاؤس وہ اس ماہرا  
 حضرت الشیخؒ : جی ہاں۔ اصل میں یہی مرحلہ ہے جسکی طرف توجہ کم کی جاتی ہے۔ اس  
 کے لئے ضرورت ہے کہ رسالہ حقانی معاملات پڑھیں۔

آمین

مترشد :- الحمد للہ کیفیات و احوال کی طرف توجہ نہیں رہی۔ بلکہ ابتداء میں کشف وغیرہ  
 کا مجموعہ تھا۔ اب نہیں ہے۔ اور نہ اسکی طرف رغبت ہے۔ صرف اطلاع احوال  
 کے لئے تحریر کر دیا ہے۔

حضرت الشیخؒ :- بحمد اللہ تعالیٰ کہ آپ نے اس گھائی کو پار کر لیا۔

مترشد :- اب تو اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے یہی خیال چھایا رہتا ہے کہ  
 اللہ تعالیٰ اپنے دین کی خدمت ہم سے لے لیں۔ اور بناری اصلاح فرماتے  
 ہوتے داعی الی اللہ کی پوری صفات ہم میں پیدا فرما کر عالم میں حضور اکرم صلی  
 اللہ علیہ وسلم والے طریقہ زندگی کی ترویج کا ہمیں ذریعہ بنالیں۔ آمین  
 حضرت الشیخؒ :- دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ سے یہ کام لیں اور آپ کو پہلے اپنا  
 بنائیں اور پھر دین کی خدمت کا ذریعہ آپ کو بنائیں اور بتائیں۔

:- برادر مختار احمد صاحب کے خط سے معلوم ہوا کہ آپ کے اہل عیال  
 بھی ہند سے پاکستان تشریف لاکچکے ہیں۔ ان کا یہ آنا مبارک و سعید ہو۔ اور  
 اللہ تعالیٰ آپ کی اور اہل خانہ کی کامل عافیت و آرام کے ساتھ پاکستان میں  
 آپ کے قیام کو اہل پاکستان کے لئے دینی و دنیاوی لحاظ سے  
 فائدہ مند بنادیں۔

حضرت الشیخؒ: جی ہاں آگئے اور بخیریت ہیں۔

مستر شد:۔ برادرِ مسلمان صاحب اور دیگر احباب کی خدمت میں سلام۔ والد صاحبہ بہنوں اور ہمارے چچا اہل خانہ کی طرف سے سوڈانہ سلام اور درخواست دعا۔ اس قدر طویل سمجھ خزاہشی کی معافی چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمارے جلد خاندان و احباب محبین متعلقین اور تمام اہل اسلام کو عافیت دارین اور اپنی توفیقات سے بہرہ ور فرمائیں۔ فقط

بندہ ناچیز

محمد اشرف

حضرت الشیخؒ:۔ سب کو سلام و دعا پینچا دیں۔

فیقر الی اللہ

سلیمان

مراسلہ - ۱۹

عزیز مکرم عافا کم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

آپ کا دوسرا نفاذ بھی ملا۔ آپ کا پہلا نفاذ بھی وقت پر ملا تھا۔

مگر وہ کاغذوں میں دب گیا اور میں بھول گیا۔ کل یاد آیا تو آج آپ کا دوسرا

خط بھی ملا۔ اس خط میں کوئی نئی بات نہیں اس لئے اس کو واپس نہیں

کرتا۔ نفاذ البتہ واپس بھیجتا ہوں۔ حکیم صاحب کا پتہ یہ ہے۔

حکیم نصیر احمد ندوی۔ فریر روڈ۔ نظامی دو خانہ۔ کراچی

موٹے کاغذ استعمال نہ کیجئے کہ ڈاک میں وزن ہوتا ہے۔

پشاور چھاؤنی

۵۱-۱-۲۹

مترشد :- بخدمت اقدس قبلہ و کعبہ ام مرشدی دمولائی سید صاحبہ دام ظلکم و در فیوضکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت الشیخ، صدیق حمیم و عزیز صمیم رفیع اللہ تعالیٰ احوالکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مترشد :- تحریر خط کے لئے بھی کشمکش رہتی ہے۔ دل شرفِ مکاتبت کیلئے

بے تاب رہتا ہے۔ لیکن ادب ہاتھ روکتا ہے کہ بار بار حضرت والا کو

تکلیف دینی نامناسب سہی معلوم ہوتی ہے۔ اللہ رب العزت آپ

کا سایہ بعافیت نام ہمارے سروں پر قائم رکھے اور جس کے ہاتھ میں ہاتھ

دیا ہے اس کے صدقہ اس نسبت عالی کا اہل بنائے۔ اور آپ کے فیوض

وبرکات سے پورا پورا حصہ نصیب فرما کر دارین کی سرخروئی نصیب فرمائے

حضرت کی عنایات کا اعتراف نہ کرنا حقیقت میں اللہ رب العزت کی بھی

ناشکری ہے یہ اسی کا خاص احسان تھا کہ اس دور افتادہ، ناکارہ اور حقیر و

عاجز کو بزرگوں کی نظر عنایت کے قابل بنایا۔

حضرت الشیخ :- حسن ادب مانع مکاتبت نہیں ہے خصوصاً جبکہ مکاتبت از دیار

فوائد کا باعث ہو۔

مترشد :- حضرت والا۔ اپنی کوتاہیوں کا معترف ہوں۔ ستر و رحمت والا

معاملہ ہو گیا تو امید ہے کہ نجات کی کوئی صورت نکل آئے ورنہ زاپنا



کوئی عمل بھی سنرا اور قبولیت نہیں پاتا۔ خوف ہوتا ہے کہ نہ جانے کیا دعا ہو۔ اللہ رب العزت سے میرے عاجز کے لئے خصوصی دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ کامل ایمان پر خاتمہ کر دیں اور میری خطاؤں کی وجہ سے مجھے یا عالم کو ہلاک نہ کر دیں۔ نہایت ہی گناہگار ہوں۔ اللہ کے جتنے مجھ پر احسان ہیں۔ ان کا کوئی شمار نہیں۔ لیکن اس طرف سے سوا کمزوری اور عجز کے کچھ بھی نہیں۔ اللہ تعالیٰ دستگیری فرادیں۔

حضرت الشیخؒ:۔ اب جو یہ صورت حال تو واضح اور افتادگی کی پائی جاتی ہے۔ اُس حال سے بہتر ہے جو آپ کی کشف و واذاات کی تھی، وہ خطرناک تھی کہ اس میں کبر و غرور کا شائبہ پیدا ہو جاتا ہے اور وہ مانع ترقی ہے۔ مترشد:۔ حضرت جی! بھلا اللہ معمولات پورے کرادئے جاتے ہیں لیکن کہاں میں اور کہاں ان کی بارگاہ رفیع۔ بس رحم ہی ہو جائے تو امید ہو سکتی ہے آپ کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اس، سیح و ناکارہ محض کو اپنی عیالہ خصوصی کا سنرا بنا یا۔

حضرت الشیخؒ:۔ یہ کیا کم احسان ہے کہ معمولات پورے کرادئے جاتے ہیں۔ جائے شکر ہے۔

مترشد:۔ آپ ہی سے درخواست ہے کہ اس عاجز کے لئے دعا فرادیں کہ اللہ تعالیٰ خصوصی رحمت و کرم فرماتے ہوئے اپنے الطاف خصوصی سے بندہ کو بخش دیں۔ اور حساب نہ لیں۔ کہ ایک بات کا جواب نہ دے سکوں گا۔

حضرت الشیخؒ:۔ اللہ تعالیٰ سے دلی دعا ہے۔

مسترشد :- ذکر و مشاغل اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے ادا کروائے جا رہے ہیں عمومی حالات میں کوئی تغیر محسوس نہیں کیا۔

حضرت الشیخؒ :- یہ بھی محل شکر ہے کہ ترقی نہیں محسوس ہوئی تو منزل بھی نہیں ہوا۔

مسترشد :- چند دن ہوئے مولانا تھانویؒ کو خواب میں دیکھا کہ سامنے کھڑے ہوئے ہیں اور ایک بڑی روٹی جس پر کچھ لکھا ہوا ہے۔ اس میں سے توڑ کر بندے کو عنایت کر رہے ہیں۔ کچھ ارشاد بھی فرمایا لیکن یاد نہیں رہا اللہ تعالیٰ بہتر فرمادیں۔

حضرت الشیخؒ :- یہ خواب مبارک کہ روزی ظاہری و باطنی کی بشارت اس میں معلوم ہوتی ہے۔

مسترشد :- امید ہے آپ ڈھاکہ سے تشریف لے آئے ہوں گے۔ اور بحیرت تمام ہوں گے۔ میں بفضل ایزدی اچھا ہی ہوں۔ کچھ نہ کچھ عارضہ حکمت الہی ہے۔ کہ لگا ہی رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ابتلاء و آزمائش سے محفوظ رکھیں حضرت الشیخؒ :- بھگد اللہ تعالیٰ ڈھاکہ سے بحیرت واپس آیا۔ اب آج ایک ہفتہ کے لئے لاہور کا قصد ہے۔

مسترشد :- برادر م سلمان صاحب اور دیگر اہل خانہ امید ہے بحیرت ہوں گے۔ باقی جملہ بحیرت ہے۔ جملہ اہل خانہ متعلقین و محبین بحیرت و عنایت دارین کی دعا کے طالب ہیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے میرے اہل خانہ رشتہ داروں احباب اور جملہ اہل اسلام کو جملہ دینی اور دنیاوی پریشانیوں سے محفوظ رکھے۔ فراخی و وسعت نصیب فرما کر اپنے دین پر خود کو

۷۸۹  
چلنے اور دوسروں کو چلانے والا بناوے۔ آمین

فقط والسلام

دعاؤں کا طالب

بندہ محتاج

محمد اشرف سے ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۶۰ھ

حضرت الشیخ :- یہاں سے بھی سب کی طرف سے سیلام مسنون پہنچے۔

والسلام

فقیر الی اللہ

سلیمان

۲۲ ربیع الثانی ۱۳۶۰ھ

مترشد۔ خدمت اقدس سیدی و مولائی حضرتہ المکرم دام ظلکم و مد فیوضکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرتہ الشیخ۔ حبیب مخلص و نفعکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مترشد۔ امید ہے کہ حضرتہ والا بعافیت ہوں گے۔ اس سے پیشتر تقریباً پندرہ دن

ہوئے ایک عرصہ ارسال خدمت کیا تھا۔ نہ معلوم خدمت عالی تک پہنچ سکا یا نہیں

حضرتہ الشیخ۔ یہ تو لکھ خط میری یاد میں مجھے نہیں ملا۔

مترشد۔ جواب سے ہنوز محرومی ہے۔ باید خیریت ہو۔ لاہور بھی ملاقات کی نیت

سے جانا ہوا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو منظور نہ تھا۔ کہ دیدار سے مشرف ہو سکتا۔ اسی

میں حکیم مطلق کو بندہ عاجز کی بھلائی منظور ہوگی۔

میل ماسوائے وصال میل اد سوائے فراق

ترک کار خود گرفتہ تا بر آید کار دوست!

حضرتہ الشیخ۔ لاہور کے سفر کا حال معلوم ہوا تھا۔ ارادہ و نیت کا ثواب تو آپ

کو انشاء اللہ تعالیٰ مل گیا۔

مترشد۔ بندہ کی عجیب حالت ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ارادے ختم کرائے

جا رہے ہیں۔ بے قصد و ارادہ جو چاہتے ہیں کرا دیتے ہیں۔ اپنے اختیار میں کچھ

معلوم نہیں ہوتا۔ مگر ارادہ کرتا ہوں۔ تو عموماً اس کے فسخ کی اضطراراً صورتیں

پیدا ہو جاتی ہیں۔ جو چاہتے ہیں کر رہے ہیں۔ سچ محض یونہی ہے اختیار مختار کل کے ہاتھوں میں ہے۔ بس حضرت یہی التجا ہے کہ اس ناچیز کے ساتھ فضل و احسان والا معاملہ ہوتا رہے۔ اب تک بزرگوں کی برکت سے سراپا قصور و خطا نوازا جاتا رہا ہے۔

حضرت الشیخؒ۔ جی ہاں تسلیم و رضا کا یہی مقام ہے۔ خدا کرے کہ یہ حال آپ کا مقام بن جائے۔ ع

کار ساز ماساز کار ما

فکر ما در کار ما آزار ما

مستر شد۔ آئینہ بھی اللہ تعالیٰ ابتلا و آزمائش سے بچا دین

حضرت الشیخؒ۔ آمین یا رب العالمین۔

مستر شد۔ اپنے میں تو کچھ ہے ہی نہیں۔ جسے پیش کیا جاسکے۔ عجز و گناہ قصور و خطا ہی کی نسبت اپنی طرف ہو سکتی ہے۔ سراپا ستائش و حمد تو اسی کی ذات ہے۔ اگر کوئی ذرہ خیر مل گیا۔ تو اس میں اپنا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے شکر کی توفیق بخشیں۔

حضرت الشیخؒ۔ یہ نہایت عمدہ حال ہے۔ اس پر شکر کریں کہ مزید عنایت ہو۔

مستر شد۔ ہیں تو اس کی نعمتوں کو پہچانتا بھی نہیں آتا۔ لیکن باوجود تمام کوتاہیوں کے رحیم و کریم آقا کے لطف و کرم کا دریا امنڈا چلا آ رہا ہے۔ کتاب و سنت کے متعلق باطنی و قلبی علوم کا دار و مدار ہو جانا صرف اللہ رب العزت کا احسان اور فیض مرشد ہے۔ ان چیزوں کا دل و دہ ہو جانا ہے۔ جن کا یہ بندہ حقیر و نااہل کسی

طرح قابل نہیں۔ اسی طرح معاش کے ظاہری اور باقاعدہ اسباب کے اپنے ہاتھوں میں نہ ہونے کے باوجود ہر طرح کی کفالت فرمائی جاتی ہے۔ گو اضطراب کی کیفیت کبھی طاری ہوتی ہے۔ لیکن قلب کو ایک گونہ سکون ہو جاتا ہے۔ کہ وہی پہنچے لاجو حکیم و رحیم آقا و مولا چاہیں گے۔

حضرت الشیخؒ: ان سب امور پر شکر ادا کیجئے۔

مستر شد: دنیاوی عزت بھی بغیر بندہ کی کوشش و سعی کے وہ دی جا رہی ہے۔

جس کا یہ تغیر اپنے حالات کی بنا پر قابل نہیں۔ لیکن حق تو یہ ہے

واجب اورا قابلیت شرطیت ہے

عطا فرما رہے ہیں۔ اتنا دے رہے ہیں کہ بندہ عاجز اپنے کو اس کا اہل نہیں پاتا۔

حضرت الشیخؒ: دنیاوی عزت مقصود نہیں ہے۔ حاصل اس کا محض ضرر سے حفاظت

ہے۔ اپنی قابلیت کا شاہد بھی نہ گزرے کہ یہ راہ کبر و خود بینی کی ہے۔

مستر شد: اللہ رب العزت اپنی مہربانیاں اور عنایتیں ہم پر کامل فرمادے اور جن

کے فیض و برکت سے عطا ہو رہا ہے۔ ان کے حقوق کی ادائیگی کی توفیق بخشنے

آمین۔

حضرت الشیخؒ: آمین

مستر شد: آپ کے ارشاد گرامی کے مطابق حکیم نصیر الدین صاحب سے دوائی

منگوائی تھی۔ اللہ رب العزت کا احسان ہے کہ پیٹ کی تکلیف اب نہیں ہے۔

حضرت الشیخؒ: بحمد اللہ تعالیٰ

مستر شد: اور گذشتہ تین چار مہینے سے بفضل ایزدی بخار بھی نہیں ہوا۔ گو

معمولی معمولی دگر عوارض کبھی کبھی ہوتے رہتے ہیں۔ اللہ رب العزت سے دُعا  
 فرماویں کہ بندہ ناچیز کو کامل روحانی و جسمانی صحت عنایت فرما کر اپنی تمام دکال  
 نعمتوں و رحمتوں سے نوازتے ہوئے اپنے رضا کے کاموں میں پوری زندگی  
 آسانی و تسہیل کے ساتھ گزار دے آمین۔

حضرت الشیخؒ :- دل سے دُعا کرتا ہوں۔

مترشد :- میری والدہ صاحبہ ہمیشہ گان و بھائی بعض اقارب و محبین عموماً سلام و  
 دُعا کی درخواست کے لئے خدمت اقدس میں لکھنے کو کہتے ہیں۔ ان کی جملہ  
 حاجات کی کفالت پریشانیوں کے وسیعہ اور دینی بھلائی و سرخروئی کے لئے  
 دُعا فرماویں۔

حضرت الشیخؒ :- ان سب لوگوں کے لئے دُعا کرتا ہوں، قادر مطلق اور شافی حقیقی  
 قبول فرمائیں۔

مترشد :- میرے ایک محب محمد داؤد صاحب کافی عرصہ سے بیمار اور ہسپتال میں  
 ہیں۔ ان کی صحت کے لئے دُعا فرماویں۔

حضرت الشیخؒ :- داؤد صاحب کی شفا کے لئے دُعا کی گئی۔ اللہ تعالیٰ قبول فرماویں

والسلام۔

سید سلیمان

مسترد شد

۱۰ روس کپل لین پشاور چھوٹی

۱۹ مارچ ۱۹۵۱ء

بخدمت اقدس والا مرتبہ سیدی وسندی قبلہ و کعبہ دام ظلکم المال  
 السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اس سے پیشتر ایک عرصہ خدمت عالی میں  
 ارسال کر چکا ہوں۔ اقب خیال ہے کہ آپکی لاہور کی روانگی کیوجہ سے جواب  
 میں دیری ہوئی ہوگی۔ بندہ ناچیز بھی لاہور خدمت اقدس میں حاضر ہو جاتا لیکن  
 اللہ رب العزت کی مشیت یونہی تھی ہر حال بھلایا نہ جاؤں۔ دور رہوں یا  
 نزدیک نگاہ کرم و چشم التفات سے محرومی نہ ہو کہ ساری عمر کا حاصل اور حقے  
 میں نجات کی امید بزرگوں ہی کا تعلق اور شفاعت معلوم ہوتی ہے

حضرت الشیخ

کراچی ۵ چمن اسٹریٹ ڈار منزل

عزیز سعید رفق اللہ تعالیٰ احوالکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

لاہور سے آپکے خط کا جواب بھیج دیا تھا ملا ہوگا۔

دوسرا یہ خط لاہور میں ملا

مسترد شد

اپنے پاس تو سوائے کوتاہیوں، خود فریبیوں اور گناہوں کے کچھ بھی نہیں۔ اللہ  
 تعالیٰ اپنے مخلص بندوں کے طفیل رحمت و فضل والا معاملہ فرمادیں۔ محاسبہ و



مواخذہ کے قابل نہیں۔ عہد میں بے حد و حساب ہیں اور یہاں نہ شکر کی قابلیت، نہ طریقہ ادا صحیح، سوائے اعتراف گناہ، مجز و ندامت کے کچھ بھی نہیں۔ ہزار اپنے کو فریب دوں کہ یوں ہوں یوں ہوں لیکن حق تو یہ ہے کہ کچھ بھی نہیں کچھ بھی نہیں۔ اگر خیر کا کوئی ذرہ بندہ میں نظر آتا ہے تو سب انکا ہے۔ اندروں برائیوں سے بھرا ہوا ہے۔

حضرت الشیخ  
آپکو ایسا ہی خیال کرنا چاہیے

مستتر شد

اجاب نفس کا مرض موجود ہے کبر کا داعیہ هنوز باقی ہے۔ جب جاہ ابھی تک مشغول نہیں ہوتی۔ ہمارے اکابر تو کہتے ہیں کہ اپنے کو کتے سے زیادہ حقیر سمجھو یہاں حالت یہ ہے کہ اپنے ابنائے جنس سے بھی اپنے کو حقیر نہیں سمجھا جاتا۔ تواضع کی حقیقت مفقود ہے۔ دوسروں کی اصلاح کا خیال غالب رہتا ہے۔ دوسروں کی شرمی کمزوریاں اور برائیاں کھٹکتی ہیں۔ حق گوئی و بیباکی کا فقدان ہے۔ مہمانت کا اپنی جان پر خوف ہے۔ کسی میں کوئی ایسا عیب پاتا ہوں جو مسلمانوں کو یا مذہبی کام کو تیری دانست میں نقصان پہنچانے والا ہوتا ہے تو اس شخص کو اپنی مہمانت و کمزوری کی وجہ سے کہ نہیں پاتا بلکہ غائبانہ ایک دوسرے سے لے کے متعلق بیان کرتا ہوں اور اس میں نفس مصلحت اندیشی کا فریب و بہانہ سامنے لا کھڑا کرتا ہے۔ غرض نہ معلوم کن کن برائیوں سے نفس آلودہ ہے۔ خدمت عالی میں تحریر اسلئے کر دیا تاکہ علاج و دماغ سے لے کے ازالے کی صورت پیدا ہو سکے۔

حضرت الشیخ

اجنب نفس کا مرض موجود ہے تو اس سے دستکاری کی فکر سے قائل نہ رہیں۔  
یہ تو اس راہ کا سم قائل ہے اسکا علاج یہی ہے کہ اپنے عیوب پر ہمیشہ نظر رہے۔

پڑی اپنے عیوب پہ جب سے نظر تو نظر میں کوئی برا نہ رہا

اور جو عیوب آپ نے لکھے ہیں بلاشبہ یہ لیے ذمہ ہیں جن کا ازالہ ضروری ہے  
اور ان سب کا طریقہ وہی ایک ہے کہ اپنے عیوب پر گہری نظر رہے۔ ہر شخص کو  
اپنے عیوب تو بالیقین بدیہی طور سے معلوم ہیں اور دوسروں کے سمعی یا قیاسی  
طور پر اور ظاہر ہے کہ بدیہی اور یقینی علم سمعی اور قیاسی پر مقدم ہے۔  
اللہ تعالیٰ آپکو ترقی احوال و اصلاح رذائل کی توفیق عنایت فرمائیں۔

مسترشد

جیسا کہ آنجناب کو معلوم ہے کہ تبلیغی جماعتوں کے ساتھ بندہ کچھ نہ کچھ  
حرکت کرتا رہتا ہے گو ہنوز اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے کچھ نہ کچھ حرکت  
کرا دی جاتی ہے لیکن دفعتاً اپنے میں ایک تبدیلی محسوس کرتا ہوں کہ طبیعت پہلے  
ذوق و شوق سے جیسے بھی ہوتا تھا اس کام کی عظمت و بڑائی کو دیکھتے ہوئے  
مشغول رہتی تھی اب طبیعت پر مصلحت اندیشی اور اصول و حدود کی رعایت کا  
ظہر ہو جاتا ہے جو اکابرین جماعت کے علاوہ عموماً کام کرنے والوں میں میری  
دانست میں کم پایا جاتا ہے ( واللہ اعلم ) جسکی وجہ سے طبیعت پر ایک گونہ  
کوفت ہوتی ہے اور نامناسبت پیدا ہونے کا اندیشہ ہے خدا نخواستہ اس اعلیٰ کار  
نبوت سے محرومی کا باعث نہ ہو جائے۔ دوسرے دگر حضرات کے متعلق یہ خیال  
کہ وہ صحیح کام نہیں کر رہے ہیں سوئے غن اور خود رائی کا سبب بھی ہو سکتا

ہے اس سلسلے میں بھی آپکی رہبری کا محتاج ہوں۔

### حضرت الشیخ

دوسروں کے افادہ پر نظر رکھنے سے پہلے اگر اپنے استفادہ پر نظر نہ رہے تو وہ افادہ نور بھی نہیں ہوتا۔ اپنے نفس کا حق دوسروں کے حقوق سے اہم و اقدم ہیں۔ و لنفسک علیک حق اے پہلے اپنی ہی خواہی کیجئے پھر دوسروں کی۔ استادی تک پہنچنے سے پہلے استاد بننے کی غلطی سے محفوظ رہیئے۔ آپ جماعت کے ساتھ کام تو کریں مگر نظر اپنے اوپر ہو اور اپنی درستی کی نیت ہو۔

### مسترشد

اپنی ان تمام کوتاہیوں کے باوجود شکر و حمدیث نعمت کے طور پر عرض ہے کہ معمولات اللہ رب العزت کے فضل سے ادا کروا دیئے جاتے ہیں اور ایک خصوصی احسان یہ ہے کہ اگر جھانٹائے بشری کبھی غفلت ہو جاتی ہے تو عموماً خواب میں متوجہ کر دیا جاتا ہے الحمد للہ ثم الحمد للہ، بغیر کسی اپنی خوبی کوشش کے دوام ذکر صرف انکی عنایت سے میرے نماز میں بعض اوقات محویت کی وجہ سے معافی کی طرف توجہ نہیں رہتی۔ عموماً انکا تصور اور قرب محصور رہتا ہے بلکہ قلب پر انہیں کو چھایا پاتا ہوں۔ نماز میں بعض اوقات اسرار وغیرہ منکشف کردئے جاتے ہیں۔ واردات صحیحہ کا بعض اوقات بہت زیادہ نزول ہوتا ہے علوم عجیبہ و قرآن و حدیث کے حقائق خود بخود وارد ہو جاتے ہیں۔ بعض اوقات اسقدر درود ہوتا ہے کہ چاہتا ہوں کہ کسی سے بیان کر دوں۔ اگرچہ بعض دوستوں سے کہہ بھی دیتا ہوں لیکن پھر بھی سمجھتا ہوں کہ کہے کوں، سنبھالنا مشکل ہو جاتا ہے اس سلسلہ میں اپنی ایک کوتاہی کا اظہار ضروری ہے کہ سمجھتا ہوں کہ یہ بات اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے سمجھائی گئی ہے اور

انہیں اسکا علم نہ ہوگا اس معاملہ میں گویا میں زیادہ جاننے والا ہوں۔ اس کے دفعیہ کی کیا بصورت ہو۔ جو حالات ہیں کچھ لکھوا دئے گئے خط طویل ہو گیا۔ تکلیف دہی کی معافی چاہتا ہوں۔ کیا کروں مجبور ہوں۔ آپ کو نہ لکھوں تو کسے لکھوں۔ اب تو دل آپ کے سوا کسی سے قرار نہیں پاتا۔ خدارا کامل توجہات دعوات سے اس خام کو کیندن بنانے کا سبب و ذریعہ بنیں۔ جو کچھ بھی ہوں آپ کا ہوں۔ دستگیری و رہنمائی کا محتاج ہوں۔ آپ کی برکت سے ان نوازشوں کا مورد ٹھہرا جسکا کسی طرح اہل نہیں۔ ان احسانات کو کیسے بھول جاؤں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا سایہ ہمارے سروں پر قائم رکھے۔ جملہ اہل خانہ و اکثر دوست و احباب کی طرف سے درخواست۔ سب کو سلام و دعا۔ فقط

محمد اشرف خان غفرلہ

حضرت الشیخ

نماز کشف اسرار اور واردات صحیح کا محل نہیں ہے یہ صرف عبودیت و عبدیت و تواضع اور حضور کی کیفیت کا محل ہے۔ آپ ان شعبوں کی طرف التفات نہ کریں۔ یہ امور قرب الہی میں کچھ دخل نہیں رکھتے اور نہ اس سے حصول ثواب ہوتا ہے۔ کیا ریل میں راستہ کے مناظر پر نظر منزل مقصود کو قریب کر دیتا ہے؟ کیا یہ خیال حماقت نہیں؟

سب کو سلام و دعا۔

مکتوب - ۲۳

پشاور چھاؤنی

۱-۵-۵۱

مستر شہید: قبلہ و کعبہ امام سیدی و مولائی مرشدی المحکم دام ظلکم و مد فیوضکم  
 السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ  
 حضرة الشیخ: بحسب مخلص من زادکم اللہ تعالیٰ عرفاناً  
 السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

مستر شہید: امید ہے کہ حضرت والا متعلقین کے بعافیت ہوں گے۔ اللہ  
 کریم فیض و برکت کے اس چشمہ کو اپنی خاص عنایت سے تاقیامت  
 جاری رکھے۔ اور ہم جیسے پیاسوں کی سیرابی کا سبب بننے آمین  
 حضرة الشیخ: الحمد للہ تعالیٰ خیریت ہے۔ ہاتھ کا درد ابھی تک ہے  
 علاج جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ شفا ئے عاجل و کامل عنایت فرمائیں  
 مستر شہید: حضرت والا! احوال کیا لکھوں اللہ رب العزت کا فضل  
 اور بزرگوں کی دعاؤں کا نتیجہ ہے کہ اپنے عیوب ابھرا بھیر کر سامنے  
 آ رہے ہیں۔ آج تک جنہیں خوبیاں سمجھا ہے۔ معلوم ہوا کہ اسب  
 عیب تھے۔ اب تو اپنے پاس سوائے برائیوں کے بوجھ کے کچھ بھی  
 نظر نہیں آتا۔ ایک رحمت الہی کا سہارا ہے۔ ورنہ اپنی ذات سے تمام  
 امیدیں ٹوٹ چکی ہیں۔ جی میں اب اکثر آنے لگا ہے کہ گوشہ گیری احمقیا  
 کروں کہ میرے برے اثرات دوسروں کی ذاتوں پر مرتب نہ ہونے  
 پائیں۔ لیکن رہبانیت کی شرعی برائی کا خیال کر کے اس خیال سے باز آ رہا

ہوں۔  
حضرت الشیخؒ :- آپ کے یہ احوال اچھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ استقامت عطا فرمائیں  
گوشہ گیری اغنیاء اور کبراء سے مناسب ہے فقراء اور طالبین حق  
سے نہیں۔

مستر شد :- عموماً جس سے ملتا ہوں۔ الحمد للہ اپنے سے افضل سمجھ  
کے ملتا ہوں۔ اب تو اپنی حقیقت تنکے اور چیونٹی سے بھی ادنیٰ بلکہ  
بیچ سے بھی بیچ بلکہ قطعاً نہ ہونے کی نظر آرہی ہے۔ علم و عمل کا اپنے  
تعلق کا جو دھیان آجاتا تھا۔ ختم ہو چکا معلوم ہوتا ہے۔ اب تو ہر چیز  
انہیں سے نظر آتی ہے۔ مخلوقات کے تعلقات سے بیزاری کی کیفیت  
پیدا ہونے لگی ہے۔ اور یوں خیال آتا ہے کہ اس کے سوا کسی سے  
تعلق کیوں ہو۔ سراپا نیت ہوں۔ گناہ اور عیب کے سوا کسی چیز کا ذخیرہ  
نہیں۔

حضرت الشیخؒ :- یہ سب احوال قابل مبارکباد ہیں۔  
مستر شد :- اگر رحمت والا معاملہ ہو جائے تو ہر طرح کی امید ہے۔ ورنہ  
اللہ تعالیٰ میرے اندرون و بیرون کے اعمال کی پاداش سے مجھے اور تمام  
عالم کو محفوظ رکھے۔

حضرت الشیخؒ :- آمین  
مستر شد :- خصوصی دعاؤں کا نہایت محتاج ہوں۔ جس کے سب سہار ٹوٹ  
چکے ہوں۔ وہ دعاؤں کے دامن میں پناہ نہ لے تو کیا کرے۔  
حضرت الشیخؒ :- دل سے دعا کرتا ہوں۔

مستر شد :- دین و دنیا کی ہر چیز میں اللہ تعالیٰ کا سب سے ہی زیادہ محتاج بندہ ہوں۔ وہ رحیم و کریم ذات بزرگوں اور مخلصین کے صدقے اس فقیر و جملہ عالم اسلام کی جلد حاجات کا اپنے غیبی خزانوں سے مکمل فرماتے ہوئے اپنی ذات عالی کے ساتھ رضا و محبت کا خصوصی تعلق قائم کرتے ہوئے صرف اپنا اور صرف اپنا بنا کر اپنے مرضیات کے اعمال عطا کرتے ہوئے اس آتی جاتی زندگی کو کمال تیسر و فراخی و عافیت سے گزار دیں۔ آمین

حضرت الشیخ :- بہت ہی اچھا حال ہے۔ اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کی عطا سے ہے۔ آمین۔

مستر شد :- قرآن مجید کس طرح پڑھا جائے۔ کہ زیادہ سے زیادہ قلب و روح متاثر ہو۔ کم گوئی کس طرح آسانی سے حاصل ہو سکتی ہے۔ حضرت الشیخ :- قرآن شریف کی تلاوت اس سکون اور اس استحضار سے کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ سن رہے ہیں اور آپ ان کو سنا رہے ہیں۔ کم گوئی یوں کہ سوائے خیر کے کوئی کلمہ منہ سے نہ نکلے یعنی اس میں اپنا سببلا ہو یا غیر کا سببلا ہو۔ تسبیح یا ذکر یا درود کا ورد رکھا جائے تو کم گوئی خود بخود ہو جائیگی۔

مستر شد :- حضرت والا جب پھیلی وفد پشاور تشریف لائے تھے۔ تو آئندہ اسی مئی کے مہینے میں پشاور آنے کا خیال ظاہر فرمایا تھا۔ اگر آنے کا ارادہ ہو تو میری خوش نصیبی اور ہمارے گھر والوں کی عین راحت ہوگی۔ اگر غریب خانہ قیام کے شرف سے مشرف ہو سکے۔ گھر والوں اور میرے بھائی

کی بھی یہی تمنا ہے۔ اگر مخدومی مولانا احتشام الحق صاحب مدظلہ کی عمر ایسی ہو تو ان کے لئے بھی دیدہ دل فرسش راہ ہے۔ ہماری طرف سے پیغام پہنچا دیجئے۔ آنے کی تاریخ سے آگاہی اگر ہو اور مناسب سمجھیں تو مطلع فرمادیں۔ باقی جملہ خیریت ہے۔

حضرت الشیخ :- تاریخ ابھی متعین نہیں ہوئی۔ آپ کی خواہش <sup>بالکل</sup> مجاہدے۔ مگر داعی کا لحاظ رکھا جائے اور طرفین کی راحت کا۔

مسترد :- والدہ صاحبہ، بھائی صاحبان و ہمیشہ گان، محبین و متعلقین اکثر دعا کروانے کی درخواست کرتے ہیں اور سلام بھی عرض کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کی حاجات دینی و دنیوی کو پورا فرمادیں۔ اور جملہ عالم اسلام و انسانیت کے لئے خیر کے ہر ذرہ کو مقدر فرما کر شر کے دروازوں کو بند فرمادیں۔ آمین

آخر میں اس طویل سمع خراشی اور اپنی غلطیوں کی معافی تیرے دل سے چاہتا

ہوں۔ فقط والسلام

نظر عنایت کا طالب

بندہ ناچیز

محمد اشرف غفرلہ

حضرت الشیخ :- سب کو سلام و دعا کہہ دیجئے

والسلام

فقیر الی اللہ سید سلیمان



مستر شہد :- بخمدت اقدس سیدی وسندی قبلہ و کعبہ ام مرشد المکرم دام ظلمکم و مدنیو شکم

حضرت الشیخ :- محب مخلص و صدیق حمیم زادکم اللہ تعالیٰ عرفاناً

مستر شہد :- السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت الشیخ :- السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مستر شہد :- کافی دن ہوئے حضرت والا کا افتخار نامہ مل کر باعث شرف و ہدایت  
ہوا تھا۔

حضرت الشیخ :- افتخار تو نام ہے دوسروں پر اپنی بڑائی کے اظہار کا تو پھر افتخار نامہ  
تو وجہ بزرگی بنا۔ کیا یہ توجیہ دل کو پسند آتی ہے۔

مستر شہد :- جواب میں تاخیر اس وجہ سے ہوئی کہ اغلب خیال تھا کہ حضرت والا اکوڑہ  
میں تشریف لائیں گے۔ اور وہیں زیارت و ملاقات ہو جائے گی۔ اکوڑہ گیا تھا۔ لیکن  
معلوم ہوا کہ آپ تشریف نہ لائے۔ والخییر فی ما دقع

حضرت الشیخ :- جی ہاں اکوڑہ خشک نہ جاسکا کہ اسہال کا عارضہ مانع تھا۔

مستر شہد :- کل میرے ایک دوست عزیز مر تفضلاً سلمہ کے عرفینہ کے جواب میں آپ  
کا گرامی نامہ صادر ہوا۔ جس میں یہ پڑھ کر پریشانی ہوئی کہ بمنور آپ کے ہاتھ میں

تکلیف باقی ہے۔ اللہ تعالیٰ شفا کے عاجل و کامل نصیب فرمادیں آمین

حضرت الشیخ :- ہاتھ کا درد اب بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ شفا عطا فرمائے۔ کل سے ہومیو پتھک  
علاج ہے۔

مستر شہد :- ہمارے والد صاحب مرحوم ایک ماش کے تیل کی دوائی بناتے تھے جس سے

کثیر اوقات دردوں وغیرہ میں اللہ رب العزت شفا عطا فرمادیتے تھے۔ خدمت اقدس میں یہ دوائی ارسال خدمت ہے۔ آدھ پاؤ تیل کے تیل (میٹھا تیل) میں نو یا دس قطرے اس کے ڈال کر ماش کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ تھنائے عاجلہ و کاملہ عطا فرمائیں گے۔ ٹھنڈا پانی ہاتھ پر نہ ڈالیں۔

حضرت الشیخؒ :- دوا آئے گی تو دیکھی جائے گی۔ یہ درد اعصابی لوگ بتاتے ہیں۔

مترشد :- حضرت والا! اللہ تعالیٰ کا احسان ہے۔ کہ معمولات پورے کر دیئے جاتے ہیں۔ ذکر دوام کی دولت سے عموماً سرفراز کر دیا جاتا ہوں۔ اور یہ سب ان سے ہے درنہ بندہ حقیر و ذلیل کس قابل ہے۔ ان کی عنایت ہے کہ سب سے ناکارہ و نااہل کو نواز رہے ہیں۔ حاضر و ناظر ہونے کا دھیان گو نہیں رہتا لیکن دل کے ساتھ ان کی معیت کا تصور اللہ چاہیں تو عموماً چھایا رہتا ہے۔ جس سے دل و سانس کے ساتھ ان کی موجودگی اکثر مستحضر رہتی ہے۔

حضرت الشیخؒ :- آپ کے احوال مبارک ہیں۔

مترشد :- اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ کہ آپ طبیعت اپنے کو ٹھہلا کر دوسرے کے فکر میں سرگرم و ان جہتیں رہتی۔ بلکہ اکثر اوقات کیسویٰ کو طبیعت چاہتی ہے۔ ادا جی چاہتا ہے کہ غیر اللہ سے بالکل قلب فارغ ہو جائے۔ غیر اختیاری امور کی فکر میں مبتلا ہونے کا مرض بھی اللہ رب العزت کے فضل سے ایک گونہ مضمحل ہے قلب کو ان کے ساتھ ایک درجہ طمانیت نصیب رہتی ہے۔

حضرت الشیخؒ :- بالفعل یہ کیفیت اچھی ہے۔ ایک وقت آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ جب فکر

ان نصیحت الذکر کی تمہل ہوگی۔ مگر فطرتاً ہی ہے۔

”اول خمیش بعدہ درویش“

مترشد، حالاتِ تحدیثِ نعمت اور اطلاعِ احوال کے لئے لکھ دیئے ہیں۔ درتہ حقیقت، تو یہ ہے کہ اپنے سے گندہ و ادمنے کسی کو نہیں پاتا۔ بعض اوقات ایمان کے سلب ہونے کا اندیشہ پیدا ہو جاتا ہے۔ ایک عمل بھی ان کی بارگاہِ عالی میں پیش کرنے کے لئے اپنے پاس نہیں۔ اگر رحمت والا معاملہ ہو گیا تو نجات ہو جائے گی ورنہ اللہ ہی اللہ ہے۔ اس کی رحمت کا طلب گار ہوں اور اسی کی اعانت چاہتا ہوں۔ وہ اپنے بندوں کے صدقے اس عاجز کے ساتھ بھی انتہائے عفو و صبر کا معاملہ فرمائیں کہ اپنے سے زیادہ اس کی رحمت کا محتاج کسی کو بھی نہیں پاتا۔

حضرت الشیخؒ :- مولانا تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مواعظ و ملفوظات کا مطالعہ ضرور کیا کریں۔ بچے، عیوض اور علم صحیح اللہ تعالیٰ عنایت فرمائیں گے۔ اور تمیز حق و باطل عطا ہوگی۔

مترشد :- حضرت والا۔ دین و دنیا کے تمام معاملات میں اس کے سوا سب سہارا ٹوٹ چکے ہیں۔ اس کی پناہ میں نہ آؤں تو کیا کروں۔ اس فقیر و در ماندہ کے لئے خصوصاً اور جملہ لواحقین و محبین کے لئے عموماً دعا فرمادیں کہ وہ کار ساز حقیقی و غیب سے ہماری تمام حاجتوں کی کفالت سنبھالتے ہوئے عافیت دارین نصیب کرے اور کمال ایمان پر خاتمہ فرماوے۔ آمین

حضرت الشیخؒ :- اللہ تعالیٰ توکل کی حقیقت سے آشنا کریں۔ آپ کے لئے دل سے دعا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا کفیل و وکیل و ناصر ہو جائے اور عافیت دارین اور من خاتمہ نصیب فرمائے۔

مستر شہد :- میرے ایک عزیز و محب حاجی محمد اسلم صاحب کی دکان میں سخت آگ لگ گئی۔ جس کی وجہ سے ان کا بہت نقصان ہوا ہے۔ وہ دعا کے طالب ہیں اللہ تعالیٰ ان کے لئے حلال و فراخ رزق کا کوئی ذریعہ پیدا فرماوین۔ اور نقصانات کا نعم البدل عطا فرماوین۔ چند عزیز بیمار ہیں۔ ان کی شفا یابی کے لئے بھی دعا کی درخواست ہے۔

مکرہ ام والدہ صاحبہ، ہمشیرہ گان و برادران مجبین و متعلقین دعا کے طالب ہیں اور سلام عرض کرتے ہیں۔ برادر مسلمان کی خدمت میں سلام سنوین۔ فقط والسلام۔

دعاؤں کا طالب

بندہ عاجز محمد اشرف

حقرۃ الشیخ :- حاجی صاحب کے نقصان عظیم سے رنج ہوا۔ اللہ تعالیٰ اس کا نعم البدل ادھیں عنایت فرمائیں۔ اور حلال و فراخ رزق کا ساماں کر دیں۔ بیماروں کی شفا اور آپ کے عزیزوں کی بہتری کے لئے دعا کرتا ہوں۔

پشاور میں کیا داؤد سردی صاحب کو آپ جانتے ہیں؟ ان کی تحریر میں پراگندگی خیال ظاہر ہوتی ہے۔ سب کو سلام و دعا کہہ دیں۔

سید سلیمان

نمبر ۳۰۳ جھیل روڈ - پشاور کینٹ

24 جون 1951ء

بخدمت اقدس حضرت سیدی و مولانا مرشد المکرم دام ظلکم و مد فیوضکم  
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - آنجناب کا والا نامہ ملکر باعث مسرت وطمینانیت  
ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپکا سایہ ہمارے سروں پر بغافیت تمام ہمیشہ قائم رکھے اور آپکے  
حقوق کی ہوائیگی اور آپ سے استفادہ و فیض حاصل کرنے کی توفیق اس ناکارہ کو  
اپنی ذات عالی سے عنایت فرماوے آمین۔ آپ کے ہاتھ میں جو تکلیف تھی امید  
ہے وہ اب ٹھیک ہوگی اللہ تعالیٰ آپکو صحت کاملہ و عاجلہ نصیب فرماوے آمین۔

حضرت الشیخ

کراچی

محب مخلص من زادکم اللہ عرفانا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

ہاتھ میں تخفیف ہے۔ اللہ تعالیٰ شفاءے کامل بخش۔

مستترشد

آپ نے داؤد سرحدی کے متعلق استفسار فرمایا ہے میں انہیں جانتا ہوں حضرت  
والا کو اغلباً یاد ہوگا کہ ایک مرتبہ میں نے اپنے ایک دوست داؤد صاحب کے  
متعلق دعا کیلئے لکھا تھا یہی صاحب داؤد مذکور ہیں۔ گزشتہ ڈیڑھ سال سے وہ بیمار  
ہیں اور اس بیماری کی وجہ سے انکے دماغ میں بھی ہلکا سا اثر ہو گیا ہے یہی وجہ

انکی پریشان خیالی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ بزرگوں کی برکت سے انہیں شفا کے کامل عطا فرمائیں۔ ایسے جوان صلح دین کا درد رکھنے والے اور مخلص شخص میں باقی حقیقت کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے۔

حضرت الشیخ

اللہ تعالیٰ ان کو صحت بخئے اور ان کو صلاح دارین عطا فرمائے

مسترشد

جہاں تک بندے کے حالات کا تعلق ہے تقریباً حالات میں کوئی خاص تغیر نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل واحسان اور آپکی برکت سے ذکر کا غلبہ رہتا ہے معمولات بفضل ایزدی پورے کروائے جاتے ہیں۔ قلب خیر اللہ سے فراخ کا دن بدن خوبیاں ہوتا چلا جاتا ہے۔

حضرت الشیخ

حالات میں کوئی تغیر بجانب زوال۔ بحمد اللہ کہ نہیں ہوا یہی بہت بڑی نعمت ہے باقی تغیر بجانب کمال تو اسی استقامت طریق سے انشاء اللہ تعالیٰ حاصل ہو گا۔ آپکے احوال بحمد اللہ اچھے ہیں اس پر شکر ادا کیجئے تاکہ بحکم و ان شکر تم لازمینکم احوال میں ترقی ہو انشاء اللہ

مسترشد

اپنی تالافتی اور نا اہلی اب تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے روز روشن کی طرح عیاں ہوتی جا رہی ہے کہ جو کچھ بھی ہے سب ان سے ہے۔ اپنی ذات سے تو سوا خطا و قصور کے کسی چیز کی امید نہیں بلکہ اگر یوں کہوں تو اغلباً مبالغہ نہ ہوگا کہ میرا گندہ نفس تو اسی طرح گندہ و رذیل ہے۔ اس آتش فشاں کے لاوے کو بچھنے سے صرف انکی رحمت نے روکا ہوا ہے۔ انکی رحمت کا ہی محتاج ہوں۔ انہیں

تھے امید ہے کہ اس نااہل سے کرم والا معاملہ فرمائیں گے

حضرت الشیخ

اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ حسن ظن ہی رہنا چاہیے اتنا عند ظن بی کا غشائی ہے

مسترشد

حضرت مولانا تھانویؒ کے طفوفات اور انفاس عیسیٰ اکثر مطالعہ میں رہتی ہے۔ انکے مواعظ میں سے دعوات عبدیت کی پہلی جلد زیر مطالعہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ انے بہت فائدہ پہنچتا ہے بلکہ اب تو حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ کی تحریروں سے ہی شغف بڑھتا چلا جاتا ہے اللہ تعالیٰ انکی تعلیمات سے اس نااہل کو پوری طرح بہرہ مند فرماوے اور میرے قل کو اپنے پسندیدہ حال سے مبدل فرماوے آمین۔

حضرت الشیخ

ان کتابوں کا بغور بغرض استفادہ مطالعہ انشاء اللہ تعالیٰ مفید علم و محرک عمل اور شمر برکات ہوگا۔

مسترشد

باقی جملہ خیریت ہے، والدہ صاحبہ، ہمشیرگان و برادران، اکثر مجبین کی طرف سے سلام و درخواست دعا۔ میری دو بہنیں ہنوز قابل شادی ہیں کوئی رشتہ وغیرہ نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ عزت و آبرو کیساتھ ہر طرح بہتر جگہ پر فوراً انکی شادی کا بندوبست فرماویں۔ والدہ صاحبہ عموماً اسکے متعلق درخواست کرتی ہیں۔ بندہ کے حلال و فراخ رزق کیلئے دعا فرماویں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور جملہ مسلمانوں کو اپنی توفیقات سے بہرہ ور فرماتے ہوئے اپنی مرضیات کے مطابق زندگی گزروادیں اور عافیت دارین نصیب فرماویں آمین۔

## حضرت الشیخ

ان سب صاحبوں کو بھی اس فقیر کی طرف سے سلام مسنون اور دعائے شہیر پہنچا دیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی ہمشیرہ گان کیلئے مناسب صورت پیدا فرماوے اللہ تعالیٰ آپکو رزق حلال و فراخ عنایت فرمائیں اور اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق عنایت کریں اور عافیت دارین نصیب فرمائیں، اسکے لئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم دعا میں اکثر پڑھا کرتے تھے آپ بھی پڑھا کریں

اللهم انی استلک العفو والمعافیة فی دینی ودنیای و اہلی و مالی

## مسترشد

اب اپنی حالت کچھ ایسی ہو گئی ہے کہ جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیش آتا ہے اسی کے انتظار میں ہوتا ہوں اپنا ارادہ نہیں ہوتا۔ جو وہ چاہتے ہیں کر اے چلے جاتے ہیں۔ یہ خاص ارادے کا فقدان اور انکے ارادے کے سامنے اپنے ارادے کا فنا کرنا اخلاص کے خلاف تو نہیں ہے کہ جب ارادہ نہ با تو ارادے پر ثواب کا ترجہ کیے ہو گا لیکن میری حالت خود بخود ایسی ہو گئی ہے کہ ارادہ کرنے کی ہمت نہیں ہوتی جو چیز پیش آتی ہے انکی طرف سے سمجھ کر راضی برضا ہو کر گر اللہ چاہیں تو کر دیا جاتا ہوں۔ اس حال کی اچھائی و برائی کی وضاحت چاہتا ہوں۔

## حضرت الشیخ

ارادہ کی یہ فتائیت اخلاص کے خلاف نہیں ہے۔ ارادہ کی فتائیت یہ ہے کہ بندہ اپنے ارادہ کو موثر نہ جانے بلکہ موثر صرف مشیت الہی کو سمجھے باقی ارادہ تو فنا نہیں ہوتا جب تک انسان ارادہ نہ کرے کوئی فعل نہیں ہو سکتا



مسترشد

قرآن کریم ذوق و پورے دھیان سے پڑھنے میں کوتاہی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ معاف  
 فرمائیں اور قرآن حکیم کا حفظ مع ظاہری و باطنی عمل کے نصیب فرمائیں۔ فقط  
 والسلام

محمد اشرف

حضرت الشیخ

انشاء اللہ یہ چیز بھی پیدا ہو جائیگی آپ تلاوت جاری رکھیں۔

مکتوب نمبر ۲۶

محمد شرف بنگلہ نمبر جھیل روڈ، پشاور

۲۱ شوال المکرم ۱۳۵۱ھ / ۲۹-۶-۵۱

ترشد۔ بخیرمت اقدس حضرت المکرم تبار کو کجاہم مرشدی دولائی سید صاحب و انظلم کم در فیوضکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

نورۃ الشیخ :- کراچی ۵

محب مخلص زادکم اللہ تعالیٰ توفیقاً

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ترشد۔ محکومت نامہ چند روز ہوئے مل کر باعث مسرت ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ اپنے

خصوصی کرم سے آپ کو شفا نئے کامل عطا فرماوے۔ اور آپ کے فیوض و

برکات سے تاقیامت جملہ انسانیت کو بہرہ مند فرماوے اور کسی کے صدقے مجھ

نااہل کو بھی اہلیت بخشے کہ اس کی کرمی سے یہ کچھ بعید نہیں۔ آمین

نورۃ الشیخ :- آمین

ترشد۔ اپنے حالات کیا لکھوں۔ ان کی درگاہ عالی کے قابل کوئی عمل نہیں۔ ان

کے سامنے کھڑے ہونے کے بھی قابل نہیں۔ ان کا احسان و کرم ہے کہ اس نااہل

کو نوازتے رہتے ہیں۔ ورنہ حق تو یہ ہے کہ اپنی بد عملی ہلاک کئے بنا نہ چھوڑے۔ ڈر

لگتا ہے کہ خدا نخواستہ اپنی کوتاہیوں کی بنا پر کہیں محروم نہ کر دیا جاؤں۔ اللہ تعالیٰ

مجھے ہی التجا ہے۔ کہ بزرگوں کے صدقے اس فقیر و ناکارہ سے انتہائے کرم

و رحمت والا معاملہ فرماوے۔ آمین۔

حضرت الشیخ :- آمین

مستر شد :- معمولات گو ان کی خصوصی مہربانی سے ادا کروائے جلتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر ہے۔ کہ جو کسی قابل بھی نہ ہو اسے اپنی برکات و توفیقات سے نوازیں۔ تاہم میرے معمولات رسمی اور بے حقیقت معلوم ہوتے ہیں۔ الا ماشاء اللہ والحمد للہ علی ذلک۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم اور بزرگوں کی برکت سے اپنی مرضیات کے سانچے میں ڈھال لیں۔ اور کامل ایمان پر خاتمہ فرمائیں۔ آمین حضرت الشیخ :- ایسا محسوس ہونا مقتضائے حکمتِ باری ہے۔ ورنہ ساکب غرور میں مبتلا ہو کر برباد نہ ہو جائے۔

مستر شد :- معاشی پریشانیاں بھی اپنی درگاہ عالی سے دور فرماتے ہوئے مخلوق کی محتاجی سے محفوظ رکھیں۔ آمین

حضرت الشیخ :- یہ دعاء اللہم اغنی عنی بفضلک تمنا سواک پڑھا کریں۔

مستر شد :- حضرت والا۔ ماسوائے کھیتا فراغت کیوں کر نصیب ہو کہ قلب بعض اوقات بہت بے قرار ہوتا ہے

حضرت الشیخ :- کھیتہ فراغت مشکل ہے۔ کیونکہ بشر تقاضائے بشریت سے خالی نہیں ہو سکتا۔

مستر شد :- ادائے شکر کا احسن طریقہ کیا ہے۔ اپنی کم مائیگی کے استحضار کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے انعامات کا یاد رکھنا اور تواضع و شکر کا امتزاج کیونکر حاصل ہو؟ حضرت الشیخ :- شکر یہ ہے۔ دل سے یہ سمجھنا کہ یہ نعمت اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے استحقاق کے بغیر عنایت فرمائی ہے۔ اور زبان سے الحمد للہ کہہ کر

اس کا اقرار کرنا۔

مستر شد۔ چلتے پھرتے کبھی کبھی حضور کی کیفیت اور اپنے کالعدم ہونے کا یقین مستحضر ہوتا ہے۔ لیکن کیفیت احسان کا دوام نہیں۔

حضرة الشيخ :- اس کا دوام ضرور نہیں۔

مستر شد :- اگرچہ قلب کے نزدیک ان کا ہونا مستحضر رہتا ہے۔ لیکن ان کا ہر وقت ناظر ہونا دھیان میں نہیں رہتا۔ اسی طرح ان کی کبریائی و عظمت کا تصور عموماً نہیں چھایا رہتا۔ ان کی محبت کے تذکروں میں لطف آتا ہے اور جی چاہتا ہے کہ ان کا کمال عشق میسر ہو۔

حضرة الشيخ :- یہ امور کبھی کبھی جو حاصل ہوتے ہیں۔ اسی میں خیر ہے۔

اگر ہمہ شب شب قدر بودے اشب قدر سخت بے قدر بودے

مستر شد :- حضرت والا۔ استقامتِ طریق کیونکر آسانی سے حاصل ہو؟ اوقات

بے ضابطگی سے گزر جاتے ہیں۔ آجکل نیند کا عموماً غلبہ رہتا ہے۔ نیند کے

کم کرنے کی کیا صورت کی جائے۔ کہ وقت کافی نیند میں ایسے ہی گزر جاتا ہے۔

حضرة الشيخ :- استقامتِ عزیمت سے حاصل ہوتی ہے۔ اور دعائیں نیند کا غلبہ

مقرر نہیں۔ ولنضك عليك حق

مستر شد :- حضرت والا! اللہ تعالیٰ آپ کا سایہ تاقیامت ہمارے سروں پر

قائم رکھے۔ درنہ مجھ جیسے ناکارہ اور دنیا پرست کا بزرگوں سے مخاطب و تعلق

کہاں ممکن تھا۔ اللہ تعالیٰ ہی اس کا لامتناہی اجر آپ کو عطا فرمادے

حضرة الشيخ :- اے غائب از نظر کے شہی ہمنشین دل بڑی سینت عیان و دعای فرستمت  
حضرة الشيخ :- یہ آپ کی محبت ہے

مستر شد :- آخر میں صبح خراشی کی معافی کے بعد اپنے اپنے اہل خانہ، والدہ محترمہ  
 بہن بھائیوں رشتہ داروں متعلقین مجبین و دوستوں کی دین و دنیا کی بہتر  
 کے لئے درخواستِ دعا ہے۔ اکثر احباب دعا و سلام کے لئے کہہ دیتے ہیں

فقط والسلام

ہدایت و نظر عنایت کا طالب

محمد اشرف

حضرت الشیخؒ - آج راولپنڈی اور مری چند روز کے لئے جا رہا ہوں۔ سب کے  
 لئے دعا کرتا ہوں۔

والسلام

سید سلیمان

قصہ خوانی پشاور

۲۵-۸-۵۱

مستر شہزادہ بخدمت حضرت المکرم سیدی و مولائی قبلہ و کعبہ سید صاحب دام ظلکم و فیوضکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت الشیخ، محبت صمیم زادکم اللہ تعالیٰ توفیقاً

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مستر شہزادہ، حضرت والا کی پنڈی تشریف آوری کا علم آپ کے خط کے ذریعہ

ہوا تھا۔ کم نصیبی تھی کہ لیت و لعل میں اتنے قرب کے باوجود حاضری

نہ ہو سکی۔ فون کیا تو معلوم ہوا آپ آزاد کشمیر تشریف لے جا رہے ہیں

اس کے بعد دوبارہ کیا تو معلوم ہوا کہ تشریف لا چکے ہیں۔ لیکن جاہل لے

ہیں۔ اس طرح اپنی سستی کی وجہ سے فیض سے محروم رہ گیا۔ اللہ تعالیٰ

معاف فرمائے اور آپ کے در اقدس سے تاقیامت و ابستگی اور آپ

کے فیوض و برکات سے کامل طور پر بہرہ اندوز فرمادیں

حضرت الشیخ: پنڈی گیا تھا۔ پھر واپس آ گیا۔

ظاہری ملاقات کی محرمی سے ناشاد نہ ہوں۔ اصلی ملاقات دلی و ردھانی

ملاقات ہے جو حب فی اللہ کے ذریعہ ہر وقت حاصل ہے۔

مستر شہزادہ: حضرت عالی! اپنی کوتاہیوں اور بے مائیگی پر ندامت ہوتی ہے

اللہ رب العزت نے تو اپنی خصوصی عنایت سے ایک در افتادہ، سچ پائیے

خاص الخاص انعامات کے کچھ بھی حق ادا نہ کر سکا۔ جو کچھ ہے۔ وہ ان کا ہے یا آپ کا فیض ہے۔ یہاں تو سوائے حلوئے نامہ، ناکارگی، نااہلی کے سوا کچھ بھی نہیں۔ اگر کوئی اور ہوتا تو نہ معلوم کہاں سے کہاں پہنچا ہوتا۔ اپنی ہی کوتاہیوں کا اعتراف بے ہمتی و بے عملی کا استحضار ہے۔ نہ قال ہے۔ نہ حال، نہ ہی کسی قابل کوئی عمل۔ اگر جیسے اب تک بے استحقاق نوازا جاتا رہا ہوں۔ دست کرم نے یاوری کی۔ تو تو انشاء اللہ ہر طرح خیریت ہوگی۔ درتہ اللہ ہی اللہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سے التجا ہے کہ جس طرح یہ اونچا تعلق نصیب فرمایا۔ اس کے حقوق کی ادائیگی کی توفیق عنایت فرمادے۔ کہ اس پر ہر کچھ سہل ہے۔

حضرت الشیخؒ :- آپ کے یہ احوال قرین شکر ہیں۔ اللہ تعالیٰ مزید عطا فرمادیں۔ اصل نظر اپنے احوال قلب اور اعمال پر رہنی چاہئے کہ صراط مستقیم سے کسی حال میں لغزش نہ ہو۔

مستتر شدہ :- حضرت عالی! اپنی ہر طرح کی کوتاہیوں کے باوجود یہ اللہ تعالیٰ کا خاص کرم ہے اور بزرگوں کا فیض ہے کہ سجد اللہ ثم الحمد للہ دل میں ہر وقت ان کا خیال سمایا رہتا ہے۔ ہر حالت میں ان کی ذات عالی کے سوا کوئی سہارا نظر نہیں آتا۔ ان کے سوا کوئی مونس و رفیق نہیں پاتا۔ ذکر دائم سے نوازا جا رہا ہوں۔ نغمن سی لگی رہتی ہے۔ اگرچہ جو ان کے قبل ہو وہ میسر نہیں۔ لیکن یہ کیا کم ہے کہ یاد میں تو ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس فیض کے چشمے کو تابدا باقی رکھے جہاں سے ہم جیسے نااہل نوازے جا رہے ہیں۔ خدا آباد رکھے ساقی تیرا میخانہ!

معمولات جوں توں کر کے پورے کر ڈائیے جاتے ہیں قلب میں ایک خاص دھن و گڑھن سی لگی رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے اندرونی حالت میں تبدیلیج ترقی محسوس ہوتی ہے۔ گو اس کا تعلق بغور فکر کرنے سے ہوتا ہے۔ ورنہ عموماً اپنی حالت کی خرابی کا گمان غالب اور ہلاکت کا اندیشہ چھایا رہتا ہے۔ موجودہ سوسائٹی سے مفرک صورت نہیں۔ لیکن عموماً ایسی صحبتوں کے بعد قلب پر سیاہی کا احساس اور بے چینی محسوس ہوتی ہے

حضرت اشج:۔۔ اس کا علاج بے ضرورت صحبتوں سے احتراز اور کثرت استغفار ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایک مجلس میں ستر ستر دفعہ استغفار پڑھتے تھے۔ پھر ہم کیا ہیں

مسترد۔ اظہار حق میں بیابکی اور جرأت ہنوز میسر نہیں ہوئی۔ گو بفضل ایزدی استفسار پر کتان حق نہیں ہوتا۔ لیکن حق کے اظہار میں جس جرأت و رندانہ کی ضرورت ہے۔ وہ مفقود ہے۔ ضعف و کسل طبیعت میں بہت ہے۔ اپنے عیوب و کوتاہیوں کے استحضار کی وجہ سے عموماً ادائے شکر میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔ حق تعالیٰ آپ کے صدقے اس نا اہل کو کمال صحت روحانی و جسمانی سے جملہ اہل اسلام کے ساتھ نوازے

حضرت جی! دعاؤں کا نہایت ہی محتاج ہوں۔ نہ معلوم کن کن عیبوں سے بھرا ہوں گا جو اپنی کوتاہ نگاہی کی وجہ سے نظر نہ آتے ہوں گے بہر حال اللہ تعالیٰ اپنی جملہ توفیقات سے نوازیں۔ اور نفس اور شیطان کے شرور سے محفوظ رکھیں۔ آمین



حضرت اشیحؒ، جراتِ حق نامِ حق کو خوبی اور نرمی کے ساتھ ظاہر کر دینا ہے  
 سختی اور سخت کلامی کی ضرورت نہیں کہ وہ تو کام کو اور خراب کر دیتی  
 ہے۔ ادع الی سبیل ربک بالحکمة والموعظة الحسنة  
 و جاد لهم بالتي هي احسن

مترشد، قبل ام! معاشی پریشانی بعض اوقات بہت پریشان کر دیتی  
 ہے۔ کاروبار کی کوئی سبیل اب تک پیدا نہیں ہوئی۔ سمجھ میں نہیں  
 آتا کیا کروں۔ نہ کسی سے کہہ سکتا ہوں نہ کچھ کر سکتا ہوں۔ ظاہری اسباب  
 میں بھی جو کوشش ہوتی ہے۔ کامیابی دکھائی نہیں دیتی۔ اللہ تعالیٰ کی  
 اس میں بھی حکمت ہے۔ نامعلوم وہ کیا چاہتے ہیں۔ لیکن بعض اوقات  
 اضطراباً قلب پر غم بہت زیادہ چھا جاتا ہے۔ تبلیغ وغیرہ کے سفروں  
 میں بھی اس وجہ سے کافی کمی ہو گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنا رحم فرماویں  
 خصوصی نظر و دعا کا طالب ہوں۔

حضرت اشیحؒ، بے شبہ معاشی پریشانی بڑی آزمائش ہے۔ اس کے لئے جو  
 تدبیر سمجھ میں لے لی جائے۔ برکت دینے والے اللہ ہیں۔

هو الرزاق ذو القوۃ المتین

مترشد، والدہ صاحبہ مکرمہ، میری بہنیں، بھائی کئی رشتہ دار اور  
 دوست احباب سلام اور دعا کی خصوصی درخواست کرتے ہیں اللہ تعالیٰ  
 سب کی حاجات کا تکفل فرمادے۔ اور دارین کی عافیت و صلاح سے  
 نوازے۔ آمین۔

حضرت اشیحؒ، ان سب کے لئے دعائے خیر اور سلام کہہ دیں۔

مستشرق :- میرے بڑے بھائی محمد اکرم بفضل ایندوی حکومت پاکستان کی طرف سے ڈپٹی ٹریڈ کمشنر ہو کر کسی غیر ملک میں بھیجے جا رہے ہیں۔ اغلب خیال یہ ہے کہ کسی غیر مسلم مسیحی ملک میں تعینات ہوں گے۔ مجھے انہوں نے کہا ہے کہ آپ سے یہ مسئلہ دریافت کروں۔ کہ یورپ یا امریکہ کے ملکوں میں جہاں کہہ ذبیحہ حرام ملتا ہے۔ اس چیز کا بھی اندیشہ ہے۔ کہ وہ دوسرے کھانے بھی انہیں حرام والے برتنوں میں پکاتے ہوں گے۔ کھانے کی کیا صورت کیجئے۔ کیا دوسری چیزیں جو ان برتنوں وغیرہ میں پکائی جاتی ہیں۔ وہ بھی ناجائز ہو جاتی ہیں یا نہیں۔ اس سلسلہ میں وہ کہہ رہے تھے کہ کیونکہ آپ یورپ کا سفر فرما چکے ہیں اس مسئلہ کے علاوہ اپنے عالی مشورہ سے بھی استفادہ فرمادیں۔ کہ خورد و نوش کی کیا صورت کیجئے اور سرکاری دعوؤں وغیرہ میں کیا رویہ برتا جائے۔ امید ہے کہ آپ مسئلہ کے جواب اور اپنے مشورہ سے مفصلاً ممنون فرمادیں گے۔

حضرت الشیخ :- ہاں وقتیں تو ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو محفوظ رکھیے۔ تگراری۔ سبزی، انڈے اور مچھلی تو کھا ہی سکتے ہیں۔ گوشت کے لئے یہ ہے کہ یہودی کی دکان سے گوشت خریدیں۔ وہ ذبیحہ کے باب میں محتاط ہیں۔ جوتن تو ہمیشہ دھلتے رہتے ہیں۔ ان میں حرج نہیں۔ سرکاری دعوؤں میں خود شراب اور لحم حرام سے بچیں اور دوسروں کو بھی پیش نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس کا اجر دے گا۔

مستشرق :- آخر میں کوئی غلطی ہو گئی ہو تو اسکی معافی چاہتا ہوں۔ برادر مسلمان اور دیگر اہل خانہ کی خدمت میں سلام مسنون۔ برادر

غلام مرتضیٰ صاحب دعا کے لئے درخواست کرتے ہیں

فقط والسلام

ہدایت و نظر عنایت کا طالب

محمد اشرف

حضرت الشیخ :- کوئی غلطی نہیں آپ فکر نہ کریں

عزیزم غلام مرتضیٰ کے لئے دعا کرتا ہوں

والسلام

الفقیہ الی اللہ

سلیمان

۲۲ رزی الحجہ ۱۳۷۹ھ

مترشد ۱۔ بخدمت اقدس حضرت سیدی و مولائی قبلہ و کعبہ ام سید صاحب و ام ظلمہ فریدو شکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت الشیخ ۱۔ عزیز مخلص ادام اللہ توفیقکم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مترشد ۱۔ خدمت اقدس میں عید الفتح کی اس مبارک موقع پر ہدیہ تبریک

پیش کرنے کی سعادت حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ اللہ رب العزت اس

مبارک دن کو ہماری دینی و دنیوی بہتری کا ذریعہ فرمائے۔ اور ابراہیم علیہ

السلام کی طرح اپنا بنا کر اپنی مرضیات کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق

عنایت فرمادیں۔ آمین

حضرت الشیخ ۱۔ عید اضحیٰ کی مبارکباد پر مبارکباد۔ مگر یہ تو رسمی بات ہوئی۔ یہ

دعاء البتہ مناسب ہے کہ اللہ تعالیٰ مرضیات الہی پر صبر و شکر کی توفیق

دے جو اس عید کا حاصل ہے۔

مترشد ۱۔ امید ہے حضرت والا کے مزاج بخیرت ہوں گے۔ اس سے

پیشتر ایک عرفینہ تقریباً بیس دن ہوئے خدمت عالی میں بھیجا تھا جس

کے جواب کا نہایت بے چینی سے منتظر رہا۔ لیکن ہنوز جواب سے مشرف

نہ ہو سکا۔ نہ معلوم خط خدمت اقدس میں نہ پہنچ سکا۔ یا جو جواب

حضرت والا نے بھیجا وہ اس ناکارہ تک نہ پہنچ سکا۔

حضرت الشیخؒ، خط کے جواب میں تاخیر میرے سفر کی وجہ سے مگر جواب بھیجا جا چکا ہے۔ اب مل گیا ہوگا۔

مستر شد :- بہر حال اس دفعہ عجب اضطراب و بے چینی کی کیفیت تھی۔ طرح طرح کے دساوس اپنی کوتاہیوں کی بنا پر آتے تھے اور ایک بڑی وجہ اسکی یہ بھی تھی کہ حضور کی پٹری وغیرہ تشریف آوری کے باوجود اپنی کم نصیبی اور کوتاہی کی بنا پر حاضر خدمت نہ ہو سکا تھا۔ اس کا بھی بعد از وقت نہایت ہی غم و افسوس رہا۔ بہر حال اس اضطراب و غم میں بھی ایک حکمت اللہ تعالیٰ کی معلوم ہوتی ہے۔ کہ حضرت عالی کا خیال دل و دماغ پر اس طرح چھایا رہا جس کا تجربہ ماضی میں نہ ہوا تھا۔ گویا اس بعد میں بھی ایک طرح کا قرب نصیب تھا۔ واللہ الحمد للہ علی ذالک۔

حضرت الشیخؒ :- یہ سب محبت کے آثار ہیں۔ اللہ تعالیٰ طرفین کو ان سے فائدہ پہنچائیں۔

مستر شد :- بہر حال اپنی کوتاہیوں، حقوق ناشناسیوں، کمزوریوں کا صدق دل سے معترف ہوں اور معافی کا طالب ہوں۔ جو قصور بھی اس ناکارہ سے سرزد ہوئے ہیں معاف فرمادیں۔ اور اللہ رب العزت سے بھی دعا فرمادیں۔ کہ اس سراپا گناہ کو اپنی رحمت و ستاری کے دامن میں لے لے۔

حضرت الشیخؒ :- کوئی قصور نہیں ہوا، خافی کس بات کی۔

مستر شد :- صرف وہی سہارا ہے اور پناہ کی جگہ ہے ورنہ میں تو اپنے

گناہوں سے اپنے کو ڈبو چکا ہوں۔ کوئی عمل ان کی درگاہ عالی میں  
 پیش کرنے کے قابل نہیں ہے جسے پہلے طاعت و عبادت سمجھنا  
 تھا اب معلوم ہوتا ہے کہ ان کو تا ہیوں کی بنا پر اگر وہ رحیم و کریم  
 مواخذہ نہ فرماتے تو نجات کی صورت ہو جاتے گی ورنہ اللہ ہی اللہ ہے  
 جسے نیکی سمجھا کرتے تھے اب معلوم ہوا کہ کہ صرف دعویٰ ہی دعویٰ تھا  
 ورنہ حقیقت ہنوز مفقود، اگر سچ کہوں تو وہی حالت ہے ع

قال ابتر حال ابتر سب میرا بتر ہیں کام

کرمی امداد اللہ وقت ہے امداد کا

اس ابتری کی حالت میں صرف ذات الہی کی رحمت ہی پر نظر باقی ہے  
 اور انہی سے امید ہوتی ہے۔ اس دعا سے کچھ ڈھارس بندھتی ہے  
 کہ اللهم ان مغفرتك اوسع من ذنوبي ورحمتك ارحب  
 عندی من عملی۔ اللہ رب العزت اپنی رحمت کے صدقے اسے  
 نابکار کی کوتاہیوں کو معاف فرماوے اور کامل ایمان پر خاتمہ فرماوے  
 تو یقیناً اس سے بڑی کوئی کامیابی نہیں۔ حضرت والا کی خدمت میں کمال  
 عجز سے درخواست ہے کہ اپنی خصوصی دعاؤں اور توجہات سے اس  
 احقر کو فراموش نہ فرماویں۔ جو کچھ بھی ہوں۔ در اقدس کی غلامی کے لفظی  
 تعلق کا شرف تو بجز اللہ رکھتا ہوں۔ بہت ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ بزرگوں  
 کے صدقے اصلاح و نجات کی صورتیں پیدا فرماویں۔ کہ ان کے کرم سے  
 کچھ بعید نہیں۔ ان کے کرم نے جس طرح اس بے استحقاق کو محض اپنے  
 فضل و کرم سے بن دیکھے بزرگوں کے دامن تربیت میں ڈال دیا

بہت ممکن ہے ان کی رحمت اس نا اہل کو جو باوجود اتنے طویل عرصے کے  
تعلق کے سنور نہ سکا ایک ہی نظر عنایت سے سنوار دے تو کوئی  
بعید نہیں۔

باکریاں کار ہا دشوار نیست

حضرت الشیخؒ :- بدل دعاء ہے

مترشد :- بحمد اللہ اب تک جس جس طرح اس نے نوازا یہ اسی کا  
احسان تھا۔ حق یہ ہے کہ اس کا ذرہ برابر بھی شکر یہ اس نا اہل سے  
بن نہ آیا۔ حضرت والا کے فرمودہ معمولات کی پابندی کرا دینی بس صرف  
اسی کا احسان و فضل ہے۔ ذکر دوام کے عموم کی دولت اس کریم کا  
صدقہ ہے۔ جب سے حضرت والا نے قرآن کریم کی تلاوت کے متعلق ارشاد  
فرمایا ہے کہ ”اس طرح پڑھو گویا اللہ کو سنا رہے ہو“ تو اس کے بعد  
سے حضور و احسان کی کیفیت بھی بڑھ گئی ہے۔ قلب میں غیر کا  
دھیان اب نہیں سمجھاتا۔ بلکہ کثرت کلام سے بھی وحشت اور قلب  
پر سیاہی محسوس ہوتی ہے۔ ان کا دھیان اپنی کوتاہیوں کے باوجود  
لگا رہتا ہے۔ یہ سب صرف اس کا احسان اور بزرگوں کی برکت ہے  
جو تحدیث نعمت و اطلاع احوال کی بنا پر قلمبند کر دی گئی ہے۔ ورنہ  
یہ سیاہ کار اپنی ذات میں سنوز نا اہلیتوں اور کوتاہیوں کا مجموعہ  
ہے۔ اللہ تعالیٰ جس طرح اسے پسند ہو میری اور جملہ اہل اسلام کی ظاہری  
و باطنی کامل طور پر اصلاح فرمادیں اور اپنی مرضیات کے سانچے میں ڈھال  
لیں۔ آمین

حضرت الشیخؒ : مبارک

مترشد : حضرت والا۔ دنیاوی طور پر ہنوز بندے کا کوئی معاشی کاروبار کا سلسلہ نہیں بنا۔ ظاہراً کوئی اسباب بھی نظر نہیں آتے نہ کسی سے کہہ سکتا ہوں۔ نہ اپنے سے کچھ بنتا ہے۔ بعض اوقات طبعی غم قلب پر بہت چھا جاتا ہے۔ جس سے پریشانی ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے خصوصی دعا فرمادیں کہ غیب سے کوئی صورت ہم پہنچائیں جس میں ہر طرح کی بہتری ہو۔

حضرت الشیخؒ : اللہ تعالیٰ سامان فرمادیں

مترشد : گذشتہ عرصہ (جس کا حوالہ اوپر دے چکا ہوں اس میں بھی) میں تحریر کیا تھا۔ اب پھر لکھ رہا ہوں کہ میرے بڑے بھائی مکرمی محمد اکرم صاحب پاکستان کی طرف سے کسی غیر ملک میں ڈپٹی ٹریڈ کمشنر مقرر ہو کر جا رہے ہیں۔ وہ مستفسر ہیں اور میرے ذریعے آپ سے یہ مسئلہ دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ غیر ملک میں خصوصاً مسیحی ملکوں میں تو عموماً مذبحہ جانور جو انہوں نے ذبح کئے ہوتے ہیں۔ حرام ہے ہیں۔ کیا ان برتنوں میں پکا ہوا دوسرا کھانا بھی صحیح ہے یا نہیں۔ اسی کے علاوہ مشورۃً وہ یہ بھی پوچھتے ہیں کہ خورد و نوش میں کہیں طرح یورپی ممالک میں حرام کھانوں سے بچا جاسکتا ہے۔ اس سلسلے میں وہ یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ حضرت والا کیونکہ یورپ کا سفر کر چکے ہیں اسلئے اگر ازراہ عنایت آپ بتا سکیں کہ حلال کھانے کا انتظام وہاں کس طرح سے آسانی سے ہو سکتا ہے۔ تو نوازش ہوگی۔



حضرت الشیخؒ :- نباتات، ترکاریاں، انڈے کھائیں۔ مرغ لاکر گھسر مزید بچ کریں  
یہودی قصاب کی دکان سے گوشت خرید لیں۔

مترشد :- اس طویل سمع خراشی کی معافی چاہتا ہوں۔ اور آخر میں اپنے  
والدہ صاحبہ، بہنوں بھائیوں، رشتہ داروں، متعلقین و محبین و جملہ اہل  
اسلام کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ والدہ صاحبہ، ہمیشہ گان اور  
مخلص غلام مرتضیٰ صاحب بہت بہت سلام عرض کرتے ہیں اور خصوصی  
دعا کے طالب ہیں۔ فقط والسلام

دعا و ہدایت کا طالب

بندہ ناچنر

محمد اشرف غفرلہ

حضرت الشیخؒ :- سب لوگوں کو سلام کہیں۔

والسلام

الفقیر الی اللہ

سید سلیمان

۱۷ ستمبر ۱۹۵۱ء

مستر شد: بخدمت اقدس سیدی و مولائی قبیلہ کعبہ ام حضرتہ المکرمہ دام ظلکم و مدنیہم  
حضرتہ الشیخ، عزیز نبوی و حبیبی و مخلص زادکم اللہ تعالیٰ توفیقکم۔

مستر شد: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ حضرت والا کے دو شفقت نامے  
بندہ کے مراسلات کے جواب میں یکے بعد دیگرے مل کر باعث طمانیت  
ہوئے۔ اللہ رب العزت حضرت عالی کا سایہ کامل فیوض و برکات کے  
ساتھ ہمارے سروں پر ہمیشہ رکھے۔ آمین

حضرتہ الشیخ: السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

مستر شد: بھمد اللہ تعالیٰ خداوندِ قدوس کے خاص فضل و عنایت سے  
معمولات پورے کر دئیے جاتے ہیں۔ قلب کی نگہداشت کا عموماً فکر  
رہتا ہے۔ تحسین نیت و اعمال کی اصلاح کا بھی بفضل ایزدی عموماً محتضاً  
رہتا ہے۔ گو اپنی کمزوریاں اور اندرونی کوتاہیاں اسی طرح دامن گیر ہیں۔ احوال  
کی کمی بیشی جادی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ کیفیات کی طرف  
توجہ اب نہیں جاتی۔ الا ماشاء اللہ

کشف وغیرہ کا سلسلہ اب تقریباً بند ہے (والحمد للہ علی کل حال)  
لیکن اول فنا کا جذبہ جو غالب معلوم ہوتا تھا۔ اب اس کا احساس نہیں  
ہوتا۔ ذکر اللہ تعالیٰ کے فضل سے عموماً جاری رہتا ہے۔

حضرۃ الشیخؒ :- کیفیات آتی جاتی رہتی ہیں۔ کشف و الہام کو قرب میں کوئی دخل نہیں۔

مستر شہر :- حضرت مولانا تھانویؒ کے ملفوظات وغیرہ کچھ نہ کچھ روزانہ پڑھ لیتا ہوں۔ حدیث شریف کا درس ہنوز جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ علم نافع، عمل صالح اور نیت خالص نصیب فرمائیں۔ آمین

حضرۃ الشیخؒ :- آمین

مستر شہر :- آپ کو اس چیز کا علم ہے۔ کہ بندہ قاصر یہاں کی مسلم لیگ کا سیکرٹری ہے۔ اور ہمارے صوبے میں اسمبلی کے انتخابات ہونے والے ہیں۔ حضرت والا کی خدمت میں عرض ہے۔ کہ جب گذشتہ اسمبلی توڑی گئی اس وقت سے مسلم لیگ والے، رشتہ دار اور متعدد احباب اس چیز پر مصر تھے کہ میں پشاور کے ایک حلقے سے انتخاب میں رکنیت کے لئے کھڑا ہو جاؤں۔ ان کا اغلب خیال ہے کہ ممکن ہے کہ میں بغیر مقابلہ کامیاب ہو جاؤں۔ میرے سامنے نفع اور ضرر کے دونوں پہلو تھے اور اسے ایک بڑی آزمائش گاہ سمجھتے ہوئے میں ناقتارہا اور آخر کوئی چودہ دن ہوئے کہ مقامی مسلم لیگی حلقوں سے میں نے صاف انکار کر دیا کہ میں اپنے میں مختلف بنا کی وجہ پر یہ صلاحیت نہیں پاتا۔ اس پر بھی وہ مصر رہے۔ لیکن میں نے خیال نہ کیا۔ لیکن گذشتہ چند دن سے میرے چند مخلص احباب جن کا سیاست سے کوئی تعلق نہیں۔ مجھے اس چیز پر دینی اور دنیاوی منافع کی بنا پر از حد مجبور کر رہے تھے۔ میں دو دفعہ

پہلے استخارہ کیا لیکن کچھ معلوم نہ ہو سکا۔ مخلصین کے دلائل گو دماغ  
 کو بھاتے تھے لیکن میرا شرح صدر نہ ہوتا تھا۔ دفعۃً کل ایک میرے  
 مخلص بزرگ جنہوں نے خالصتہً لوجہ اللہ اپنی ایک اعلیٰ ملازمت چھوڑ  
 کر متوکلا دین کی خدمت میں مشغول ہیں۔ بغیر میرے سوال کئے اس کے  
 لئے مجھے ابھارتے رہے۔ میں نے ہنوز اثبات میں جواب نہیں دیا اور  
 نامزدگی کے لئے صرف آٹھ دن رہ گئے۔ لیکن رات استخارہ کیا۔ تو  
 اس میں حضرت والا کو خواب میں دیکھا کہ آپ یہاں تشریف لائے ہوئے  
 ہیں۔ اور میرے پاس بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ کے گرد کاغذات وغیرہ پڑے  
 ہوئے ہیں۔ اور مجھ سے گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "میں مسلم لیگ  
 میں اس لئے داخل ہوا ہوں کہ یہ (حکومت) مجھے مخالف نہ سمجھے  
 اس کے بعد آپ نے جو گفتگو فرمائی اس کے الفاظ کو ضبط نہیں۔ لیکن  
 مفہوم اس طرح تھا۔ کہ اگر میں اس میں شامل نہ ہوتا تو حکومت مجھ سے  
 آئین وغیرہ کے متعلق کیوں پوچھتی۔ بہر حال ایک طویل بات چیت  
 آپ نے فرمائی۔ جو یاد نہیں رہی۔

اب یہ سب حالات آپ کی خدمت میں آخری مشورے کیلئے  
 بھیج رہا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ وہ کام کریں۔ جس میں دارین کی سہلائی  
 و عافیت ہو۔ مجھے اور تمام عالم کو نفسانی شرور اور مصائب سے  
 بچائیں۔

آخر میں والدہ صاحبہ، ہمیشہ رگان و سہائی صاحبان جملہ احباب خصوصاً

غلام مرتضیٰ وغیرہ کی طرف سے سلام و درخواست و دعاءِ نقطہ

دعا و نظر عنایت کا طالب

محمد اشرف

حضرت الشیخؒ:۔ یہ معاملہ اپنی قوت و ضعف کا ہے۔ اگر آپ یہ قوت اپنے میں پاتے ہیں یا کم از کم ارادہ رکھتے ہیں کہ مواقعِ خیر میں خیر کی اعانت کریں گے تو کھڑے ہو جائے۔ مگر انتخاب کے لئے وہ مکائد و وسائل کام میں نہ لائیے جو اہل دنیا اور طالبِ جاہ و مال کرتے ہیں پس جاہ و مال کی طلب سے خالی ہو کر کرنے کی طاقت پائیں تو کھڑے ہوں۔

والسلام

سید سلیمان

---

مکتوب نمبر - ۳۰

پشاور کمیٹی

۵۱-۱۱-۳۱

مستر شہید بخدمت اقدس قبلہ و کعبہ ام سیدی و مولائی حضرتہ المکرمہ دام ظلکم و ذویکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرتہ الشیخؒ، مخلص من آدام اللہ تعالیٰ توفیقکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مستر شہید، ایک مہینہ سے اُدپر ہو چکا کہ حضرت والا کا گرامی نامہ صادر ہوا تھا۔

بندہ اپنی نالائقی کی وجہ سے پھر حاضر خدمت نہ ہو سکا۔ اللہ تعالیٰ اس

حقیر و ناکارہ کو اپنی خصوصی رحمت کے صدقے اپنی مرضیات کے مطابق برآں

و لمحہ گزارنے کی توفیق عنایت فرما دیں

حضرتہ الشیخؒ، الحمد للہ خیریت ہے۔ صرف کھانسی کی شکایت ہے، دوا

اور انجکشن استعمال میں ہے۔

مستر شہید، حضرت والا گذشتہ عرصہ میں اسمبلی میں امیدوار کھڑے

ہونے کی اجازت چاہی تھی۔ جو مسلم لیگ کے شدید تقاضے کی بنا پر تھی

آپ کی مشروط اجازت آئی۔ بندہ نے لیگ کے ٹکٹ کیلئے درخواست

کی۔ لیکن اتنے میں ہماری سیاست والوں کی درپردہ حکمتیں اس چیز

کی متقاضی ہوئیں۔ کہ میری بجائے ہمارے صدر صاحب کو ٹکٹ دیا جائے

چنانچہ انہیں ٹکٹ دیا گیا۔ اور اللہ رب العزت کی دور رس حکمت نے

نامعلوم کس آنے والی ابتلاء سے اس بندہ کو محفوظ کر دیا۔

(والحمد لله على ذلك)

حضرت الشیخ: الخیر فی ما وقع

بہر حال آپ کو سیاسیات کا تھوڑا سا تجربہ ہو گیا۔

مترشد: بہر حال موجودہ سیاست کے ساتھ چلنا اور انہیں صحیح

بنیادوں پر اٹھانا نہایت دشوار کام ہے۔ قدم قدم پر پاؤں

ڈنگلاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمادیں۔ آمین

حضرت الشیخ: تو پاک باش ملار از کس باک

مترشد: قبلہ ام! میری اپنی حالت میں معمولات کی پابندی

کر لئے جانے کے باوجود پہلے سے زیادہ بہتری کی طرف تغیر نہیں

ہوا۔ گو بفضل ایذی قلب کی نگہداشت کا مادہ پیدا ہو گیا ہے

لیکن پچھلے چند دن سے سمجھ رہا ہوں کہ گویا دل اندر سے خالی

ہوتا جا رہا ہے۔ پریشان خیالی بھی لاحق ہو رہی ہے۔ پہلے جیسا

توکل و یقین بھی نہیں رہا۔ بہت ممکن ہے کہ یہ سیاسی مشغولیت

کے نتائج ہوں گو حتی الوسع ناجائز سرگرمیوں سے پرہیز کرتا ہوں

لیکن صحبت کے اثرات ہو سکتے ہیں۔ دوام ذکر جاری ہے۔ بحمد اللہ

مولانا تھانوی کے ملفوظات عموماً زیر مطالعہ رہتے ہیں۔ خیال ہے

کہ اللہ تعالیٰ توفیق دیں۔ تو اگلے مہینے کچھ دن کے لئے حاضر خدمت

ہو جاؤں گا تاکہ قلب کی سیاہی دھل سکے۔

حضرت الشیخؒ :- مواعظ اور ملفوظات کا مطالعہ ہر قدم پر انشاء اللہ تعالیٰ آپکی  
ریسبری کرے گا۔

مستر شد :- حضرت والا! بندہ عاجز کی معاشی حالت عجیب ہے اپنے کاویا  
کا ابھی تک کوئی سلسلہ نہیں۔ اخراجات لا بدی ہیں۔ تجارت کیسے  
سرایہ نہیں۔ شراکت کا کچھ فائدہ نہ پہنچ سکا۔ ملازمت کوئی صحیح مل  
نہیں رہی۔ اللہ رب العزت غیب سے سامان پیدا فرمادیں  
آمین۔

حضرت الشیخؒ :- طلب رزق حلال از جملہ فرائض واجبہ ہے۔ اس  
سے تو کسی حال میں تغافل درست نہیں۔ اللہ تعالیٰ مدد فرمائیں۔  
اور غیب سے سامان فرمادیں۔

مستر شد :- کبھی خیال کرتا ہوں کہ بالکل دنیا سے کنارہ کش ہو کر دینی  
تعلیم وغیرہ حاصل کر کے دین کی خدمت میں زندگی گزار دوں۔ لیکن  
جب عواقب کو دیکھتا ہوں۔ تو ابھی اپنے میں اتنی ہمت نہیں پاتا  
دوسرا کوئی سلسلہ اپنی مزاج کا بھی نظر نہیں آ رہا۔ اللہ تعالیٰ اس  
فقیر کے ساتھ انتہائی لطف و کرم والا معاملہ فرمادیں۔ اور توکل و تقویٰ  
تامر سے سرفراز فرمائیں۔ آمین

حضرت الشیخؒ : آمین

مستر شد :- اللہ تعالیٰ نے اس بے استحقاق کو خالص اپنے لطف سے  
جو دینی نعمتیں و صلاحیتیں عطا فرمائی ہیں۔ وہ بھی میری ناقدریوں  
اور نااہلیوں کی وجہ سے ضائع ہو رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ معاف



فرمادیں۔ اور اپنی مرضیات کے مطابق کمال عفو و عافیت کے ساتھ  
زندگی گزر وادیں۔ آمین۔

دعاؤں کا نہایت ہی محتاج ہوں۔ حد درجہ ناکارہ و نااہل ہوں پوری  
توجہات و دعاؤں سے نوازیں۔

حضرت الشیخؒ۔ دل سے دعا کرتا ہوں۔

مترشد۔ والدہ صاحبہ، ہمیشہ گان و اجاب خصوصاً غلام مرتضیٰ

و حاجی اسلم صاحب سلام کے بعد دعا کے لئے عرض کرتے ہیں۔ باقی

جملہ خیریت ہے۔ برادر مسلمان صاحب کی خدمت میں سلام فقط

ناچیز و ناکارہ

محمد اشرف

حضرت الشیخؒ۔ ان سب کے لئے دعائے خیر کرتا ہوں

الفقیر الی اللہ

سید سلیمان

۱۲ ربیع الاول ۱۳۷۲ھ

مکتوب ۳۱

جھیل و ڈ۔ پشاور کینٹ

۲۷-۱۲-۵۱

مستر شہ:۔ بخدمت مکرمی و معظمی سیدی مولائی حضرت مکرم دام ظلکم و در فیوضکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت الشیخ، عزیز می وخلص و محبی وفقکم اللہ تعالیٰ بما یحب ویرضی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مستر شہ، حضرت والا کا شفقت نامہ مل کر باعث تسکین و زیادت ایمان

و محبت ہوا۔ اللہ تعالیٰ اس فیض کو تاقیامت باقی رکھے جو ہم جیسے نااہلوں

کو بھی ایمان کی حلاوت سے فیض یاب کر ہی دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ

کو کامل صحت و عافیت بخشے۔ اور ہمیں غیب سے استعداد نصیب

فرمادے کہ آپ کی تعلیمات و علوم و فیوض و برکات کے صحیح حامل بن

سکیں۔ وما ذالک علی اللہ بجزیر۔ کہ اگر اللہ رب العزت کا ارادہ ادا

آپ بزرگوں کی خصوصی توجہ و عنایت ہو جائے تو بہت ممکن ہے کہ یہ سراپا

خطا و جہل علم و عمل و قرب و رضا سے نواز دیا جائے

باکرمیاں کار ہا دشوار نیست

نوبہارا حسن گل دہ خار را : زینت طاؤس دہ این مار را

حضرت الشیخ، الحمد للہ تعالیٰ مع الخیر ہوں۔ آپ کے لئے دعا خیر کرتا ہوں۔

مستر شہ:۔ حضرت عالی! سننے میں آتا ہے کہ کئی بار اللہ تعالیٰ کے بندوں

نے اپنی دعا و ہمت سے ناکاروں کو کام کا بنا دیا۔ اگر یہ حقیقت ہے تو

یہ نابکار و نااہل نگاہ کرم کا سب سے زیادہ محتاج ہے۔ پہلے بھی نوازا جا رہا ہوں۔ اور آئندہ بھی امیدوار ہوں۔ حضرت والا! اللہ رب العزت کی حکمت غیبی نے ایک دور افتادہ نا آشنا بے کار و نااہل سے تقسیماً نو سال ہونے کو آئے آپ کا خط کے ذریعے تعارف کرا دیا۔ یقیناً میں اس چیز کا اہل نہ تھا۔ کہ آپ جیسے بزرگوں سے شرف مکاتبت حاصل کرتا لیکن یہ اس بے نیاز کی دین تھی۔ کہ ایک گدا کو لایا اور شاہ کے قدموں پر ڈال دیا۔ کسی قابل نہ تھا۔ نہ اب ہوں۔

حضرت الشیخؒ ۱۔ ہاں بھائی یہ اللہ تعالیٰ کی عنایت و رحمت خصوصاً ہے جو وہ اپنی مشیت سے کسی پر کرتے ہیں۔ ورنہ سنت اللہ جو جاری ہے ہم کو اس کے راستے سے ادن تک پہنچنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اور اسی میں لگے رہنا چاہیے۔

ملنے نہ ملنے کا تو وہ مختار آپ ہے

پر تجھ کو چاہیے کہ لگا دو لگی رہے

مستشرق :- اپنی اس طویل گذشتہ نو سالہ زندگی پر نگاہ ڈالتا ہوں تو ایک لحاظ سے اپنی کوتاہی، نااہلی، بے عملی اور نابکاری عیاں ہو جاتی ہے اور ہمت ٹوٹ جاتی ہے۔ کہ اے نااہل اس قدر طویل عرصہ میں بھی تیری اصلاح نہ ہو سکی۔ اگر یہی ہدایتیں کسی دوسرے کو ملتی تو نہ معلوم کہاں کا کہاں پہنچ جاتا اور یہاں ہنوز روز اول والا معاملہ ہے۔ دوسری طرف، جب اپنی کوتاہیوں کے باوجود اللہ رب العزت کے احسان و کرم نوازیوں کی طرف نگاہ جاتی ہے۔ تو شکر و امتنان کے جذبات

سر جبک جاتا ہے کہ باوجود اس قدر کوتاہیوں کے یہ انعامات معمولات کی بہر حال کسی نہ کسی صورت پابندی، ذکر دائمی کی توفیق، دینی علم و احادیث کے کچھ پڑھ لینے کی عنایت، اپنی اصلاح کا فکر، ایک احسان ہو تو گناؤں۔ بہر حال جس چیز و عنایت کا قطعاً مستحق نہ تھا۔ بغیر کسی ذاتی استحقاق و خوبی کے محض ان کی عنایت و کرم اور آپ کی توجہ و برکت سے اس نا اہل و نابکار پر منبذل ہوتی رہی اور آئندہ بھی صرف ان کے احسان و رحمت سے امید ہے کہ نا امید نہ کیا جاؤں گا، لکن ان کی رحمت ہر چیز سے بڑی ہے۔ صرف ڈر اپنی کوتاہی کا ہے۔

حضرت الشیخؒ :- یہ دونوں جذبے صحیح ہیں۔ پہلے کا منشا یہ ہے کہ تکبر راہ نہ پاتے اور ترقی کی طرف قدم ہمیشہ بڑھتا رہے اور دوسرے کا منشا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جائے تاکہ نعمت میں حسب وعدہ الہیے افزائش ہو۔

مسترشد :- اللہ رب العزت ادنیٰ مواخذہ سے بھی محفوظ فرمائیں۔ اول انتہائی کرم و ستر، عفو و درگزر کا معاملہ فرمائیں۔ اور دارین میں کمال عاقبت و فراغت، قرب و محبت کی زندگی سے نوازیں اور بغیر کسی حساب کے اپنی رحمت اور بزرگوں کے صدقے اپنی جنت و رضا سے مع جملہ محبین و اقارب اور تمام اہل اسلام کے ہمکنار فرمائیں۔ آمین

حضرت الشیخؒ :- آمین

مسترشد :- حضرت والا۔ خط گو طویل ہو گیا ہے۔ تاہم سمع خراشی کی معافی چاہتے ہوئے۔ دعا نگار ہوں۔

حضرت الشیخؒ: ہاں خط طویل نہ ہو تو مناسب ہے۔ باقی ضروری امور نمبر ۷  
 کر نمبر وار لکھا جائے تاکہ نمبروں کی ترتیب سے جواب میں سہولت ہو  
 مسترشد: پچھلے کچھ دنوں سے قلب میں اک سوز کی کیفیت پیدا  
 ہو گئی ہے۔ کچھ مستی کی کیفیت محسوس کرتا ہوں۔ عشقہ شعر پڑھنے  
 کو جی چاہتا ہے۔ اور ان سے تسکین ہوتی ہے۔ ذکر بھی جو کہ میں ہمیشہ  
 خفی کرتا ہوں۔ (الاما شاء اللہ) جہری کرنے کو جی چاہتا ہے  
 اور خواہش ہوتی ہے کہ قلب سے ماسوا کا تعلق قطع ہو جائے  
 اس سلسلہ میں مزید یہ بات ہے کہ آپ کے فرمانے کے مطابق  
 میں اسم ذات کا ذکر تین ہزار مرتبہ کرتا ہوں۔ عموماً یہ دھیان ہوتا ہے  
 کہ اللہ تعالیٰ بے چون بے جگوں قلب احقر کے ساتھ ہیں (سبحان اللہ  
 تعالیٰ عما یصفون)۔ لیکن اب کچھ دنوں سے لا الہ الا اللہ ذکر کے  
 دوران میں اس نیت سے کہہ دینے سے کہ غیر کو قلب سے خارج کر رہا ہوں  
 قلب پر جو گرہ سے ہوتی ہے۔ کھل جاتی ہے۔ اطلاع و اصلاح کے  
 لئے تحریر خدمت کر رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 والا ذکر دائم نصیب فرماویں۔ اور ہماری نفسانی خواہش و شرور سے  
 محفوظ رکھیں۔ آمین۔

حضرت الشیخؒ: ایک کیفیت بھی مستحسن ہے۔ ذکر جہری کرنے یا عشقہ اشعار  
 پڑھنے کو جی چاہے تو پڑھ لیں۔ خواجہ مجذوب صاحب کے اشعار  
 اس کے لئے مفید ہیں۔ یہ ذکر اسی طرح سے جاری رکھیں۔  
 مسترشد: مولانا تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی سوانح آج کل زیر مطالع ہے

بہت نافع معلوم ہو رہی ہے

حضرت الشیخؒ :- سوانح کا حصہ خصوصاً تعلیمات کا مفید ہے۔

مستر شہ گزشتہ کراچی میں آپ کی خدمت میں حاضری گو غیر متوقع اور بہت قلیل تھی۔ لیکن سچ عرض کرتا ہوں۔ نہایت فائدہ محسوس کیا۔ اور اپنی کئی کوتاہیوں اور نفس فریبیوں پر آگاہی ہوئی۔ اللہ رب العزت جلد سے جلد طویل و نافع صحبت کی صورتیں بہم پہنچادیں۔ سچ ہے کہ بزرگوں کی ایک منٹ کی صحبت صدیوں کی ہم جیوں کی عبادت سے بہتر ہے۔ آج کل عموم اس چیز کا دھیان رہتا ہے کہ جلد سے جلد اللہ تعالیٰ اس گندے کو ذرائع سے پاک کرے اور کوئی صورت ہو جائے۔ کہ میری اصلاح بھی ہو جائے۔ جماعتی کاموں سے دلچسپی کم ہوتی جا رہی ہے۔ اپنی اصلاح کا فکر غالب ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس فکر کو عمل سے اور اس تمنا کو حقیقت سے بدلے۔ آمین

حضرت الشیخؒ :- آپ کو ایسا ہی سمجھنا چاہیے۔ جماعتی کاموں میں اتنی کثیف گندگی ہے۔ کہ اس کا ازالہ ہم ضعفاء سے ممکن نہیں۔

مستر شہ :- اپنے میں عنزیت کی کمی پاتا ہوں۔ دعا فرمادیں۔ کہ اللہ تعالیٰ میرے وقت میں دین کے کاموں کے لئے برکت ڈالے کہ بہت سا وقت کاہلی کی نظر ہو جاتا ہے

حضرت الشیخؒ :- اللہ تعالیٰ دین میں عنزیت عطا فرمائیں۔ یہ بڑی نعمت ہے اور اس کے بغیر استقامت مشکل ہے۔

مستر شہ :- اب کے گرامی نامہ سے معلوم ہوا۔ کہ جناب والا کو ہنوز کھانسی

کی شکایت تھی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو کامل شفا نصیب فرمادیں۔ اب  
کیا حال ہے۔ مطلع فرمادیں۔ تاکہ تشویش دور ہو۔

والدہ مکرمہ ام اور ہمیشہ گان مجہین و متعلقین خصوصاً غلام مرتضیٰ و  
حاجی اسلم دعائے خصوصی کیلئے کہتے ہیں اور سلام عرض کرتے ہیں۔ اللہ  
تعالیٰ ہم سب کی حاجات کا تکفل فرماتے ہوئے اپنا بنا کر داریں کی  
عافیت و حسن خاتمہ نصیب فرمادیں۔ فقط والسلام

دعا و نگاہ کا طالب

بندہ محتاج

محمد اشرف

حضرت الشیخ :- ان سب صاحبوں کے حق میں دعا کرتا ہوں

والسلام

سید سلیمان

مکتوب نمبر ۳۲

مستر شد :- بخد مت اقدس سیدی دمولائی قبلہ وکعبہ المکرم و ام ظلمکم و مد فیوضکم

حضرت الشیخ :- اعزنی زادکم اللہ عرفانا

مستر شد :- السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت الشیخ :- السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مستر شد :- حضرت والا سے رخصتی کے بعد بندہ بجمہ اللہ مع الخیر پشاور پہنچا۔ الحمد للہ

تعالیٰ خیریت ہے۔ امید ہے حضرت والا بھی بعافیت تام ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ

اس سایہ کو ہمیشہ تمام عافیت و خیر و فراغت ہمیشہ <sup>ہمارے</sup> سرسوں پر قائم رکھے اور آپ

کے علوم و برکات فیوض و تعلیمات سے ہمیں بھی پورا پورا نفع بخشے حضرت والا

آپ کی خدمت میں کراچی کی حاضری میں وقتاً فوقتاً حاضری ہوتی رہی۔ اس دوران میں

اس نالائق سے جو کوئی غلطی قولی و فعلی سرزد ہوئی ہو اس کی صدقِ دل سے معافی

چاہتا ہوں۔ سچی بات ہے۔ میں تو ان مجلسوں میں جانے کے قابل بھی نہیں۔ اللہ

تعالیٰ کے لطف و کرم کے قربان کہ ہم نااہلوں کو بھی ایسی جگہوں پر پہنچا دیتے ہیں

حضرت الشیخ :- الحمد للہ تعالیٰ خیریت ہے۔

مستر شد :- حضرت کی صحبتوں سے بجز اللہ تعالیٰ جو نفع پہنچا وہ تلباء و عملاً اللہ تعالیٰ

کے خاص احسان سے نمایاں معلوم ہوتا ہے۔ الحمد للہ تعالیٰ علی ذلک!

اپنے عیوب کھل کھل کر سامنے آرہے ہیں۔ یوں سمجھ میں آتا ہے۔ کہ جس منزل کو میں

طے شدہ سمجھتا تھا۔ وہ ہنوز اسی طرح سلٹنے ہے۔ میری اصلاح کامیاب اسی

طرح بے قطع سامنے پڑا ہوا ہے۔ اپنے عملوں پر ندامت و پشیمانی کا حال



اپنی اصلاح کی فکر بہت نمایاں ہو گئی ہے۔ اور وجدانا اپنے کو دنیا میں سب سے زیادہ گنہگار پاتا ہوں۔ میل ملاپ، اخلاق و عادات میں بھی محمد اللہ تعالیٰ اپنے کو سنوارنے اور کام کو ٹھیک کرنے کا فکریہ زیادہ ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق دیں۔ آمین

اپنے شرور نفس سے ہر وقت کس طرح بچا جائے؟

حضرت الشیخؒ :- اللہ تعالیٰ اس تعلق اللہ کو طرہیں کے لئے موجب برکت بنائے۔

مترشد :- حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ کے مواعظ زیر مطالعہ ہیں۔ الحمد للہ تعالیٰ معمولات پورے کر رہی ہیں۔ حضرت والا کی صحبتیں اور باتیں دل و دماغ پر چھائی رہتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس ناچیز و ناکارہ کو بھی بزرگوں کے صدقے اس بے استحقاقی کے باوجود نواز دیں۔ آمین۔

حضرت الشیخؒ :- یہ مطالعہ جاری رکھیں۔

مترشد :- معاشی پریشائیاں بھی فکرات و تشویش کا باعث ہیں۔ اللہ تعالیٰ مخلوقات کی محتاجی سے محفوظ فرما کر اپنی ذات عالی سے ہم ضغفاء کی حاجتوں کا تکفل فرماتے ہوئے کمال مافیت و فراغت آسانی و کنائش کے ساتھ اپنے لئے اور اپنے دین کے لئے چن لیں۔ آمین

حضرت الشیخؒ :- اللہ تعالیٰ آپ کی معاشی فکروں کو دور فرما کر مطمئن فرمائے۔

مترشد :- والدہ صاحبہ مترمہ، ہمیشہ گان، بھائی صاحب، بھائی غلام مرتضیٰ اور دیگر محبین سلام عرض کرتے ہیں۔ اور خصوصی دعاؤں کے طالب ہیں۔ بندہ ناکارہ بھی خصوصی دعاؤں کا سب سے زیادہ محتاج ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی جملہ پریشانیوں کو دور فرما کر اپنے ساتھ اطمینان قلب نصیب فرماتے ہوئے

خود ہی ہمارے وکیل و کفیل حافظ و ناصر ہو جائیں۔ آمین، فقط

نظر عنایت و ہدایت کا طالب

محمد اشرف غفرلہ

حضرت الشیخؒ :- اپنی والدہ صاحبہ ہمیشہ صاحبہ اور عزیزوں کو سلام و دعا پہنچے۔

والسلام

بسیہ سلیمان

---

مکتوب نمبر ۳۱

(مکتوب مترشد)

محمد اشرف - سہجیل روڈ پشاور صدر

۱۸ - ۳ - ۵۲

بخدمت اقدس حضرتہ المکرم سیدی و مولائی قبلہ کعبہ ام سیدہ ادا مظلومہ و فیضکم  
اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اُمید راج گرامی بعافیت و خیریت ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ اُنہی کے  
سایہ کو ہمیشہ قائم رکھے۔ جن کے قدم سے ہمارے مردہ دلوں کی حیات اور ہمارے  
بے نور نگاہوں کی روشنی ہے۔

حضرت والا! اللہ رب العزت کا شکر کس زبان سے ادا کروں جس  
نے مجھ جیسے ناکارہ اور سچ در سچ کو آپ کے ذریعے اپنی گونا گوں مہربانیوں  
کا مورد بنایا (والحمد للہ حمداً کثیراً کثیراً) سچ کہا ہے، بزرگوں نے کہ صحبت کیسی  
ہوتی ہے۔ اپنی نااہلی کے کامل استحضار کے ساتھ تحدیثِ نعمت کے طور پر  
اطلاعا عرض ہے۔ کہ کراچی کے بعد دن بدن آپ کی صحبت کا اثر اپنے میں  
نمایاں دیکھتا چلا جاتا ہوں۔ قلب کی حالت بھی دگرگوں ہے۔ ایک خاص سکون  
کے ساتھ ان کا دھیان اپنی نابکاری اور بے عملی کا ہر وقت فکر، عقلی کی تیاری کا  
کا احساس پہلے سے زیادہ ہے۔ طبیعت کی شورش اور لوگوں سے ملنے کا شوق  
انس و خلوت پسندی کی طرف مائل ہوتا جاتا ہے۔ ایک عجیب چیز یہ ہے کہ  
بحمد اللہ اپنے خلو و بیچرانی کا راز <sup>تعمیر</sup> نسخ ہو گیا ہے۔ اور کسی فضیلت کے کلمے کی اپنے طرف

سبت سے شرمندگی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا خاص لطف و کرم اور بزرگوں کا فیض ہے کہ زبان سے ایسے علوم کے متعلق چیزیں جاری فرمادیتے ہیں۔ جن کا اس سے بیشتر مجھے خود قطعاً علم نہیں ہوتا۔ اور یہ سب اس کی دین ہے۔ ورنہ یہ جاہل محض کس قابل ہے۔

یہ کس سے کہہ سے اٹھی موج ہے

چلی آرہی ہے جو فیضان ہو کر !

بہر حال یہ تو ان کا معاملہ ہے۔ اپنا نفس ہر جگہ گندہ ہے۔ اپنے کو خطرہ میں پاتا ہوں۔ ہر وقت یہ ڈر لگا رہتا ہے کہ نہ معلوم شیطان کا بہلاوا اور نفس کا فریب نہ ہو۔ اللہ رب العزت سے دعا فرماؤں کہ ہر آن وہر لحظہ اپنے احکامات کی کامل پابندی کے ساتھ اپنا دھیان نصیب فرماتے ہوئے میری حفاظت فرمائیں۔ نمازے کامل اور تفویض تام عطا فرمائیں۔ معمولات کی ادائیگی بحمد اللہ تعالیٰ ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ میرے رذائل کو دور فرما کر اپنے رنگ میں رنگ دیں حسن عمل خالص نیت کمال تقویٰ نصیب فرمائیں۔

حضرت والا! دعاؤں کا سب سے زیادہ محتاج ہوں۔ جس ذات اقدس نے بغیر میرے ارادے و کوشش کے ایک دور افتادہ کا تعلق صد ہا میل کے فاصلہ پر حضرت والا سے کرا دیا۔ ان کی ذات عالی سے امید ہے کہ آئندہ بھی نا امید نہ فرمائیں گے۔ اور میرے اصلاح کی صورتیں پیدا فرمائیں گے۔

والدہ صاحبہ، ہمشیرہ گان، اغرہ و مجبین، میرے دوست غلام مرتضیٰ اور

حاجی اسلم سلام و دعا کیلئے عرض کرتے ہیں۔ فقط والسلام

## مکتوب نمبر ۳

(مکتوب حضرت الشیخ)

صدیق محترم اذ انکم اللہ تعالیٰ عرفاتہ  
اسلام حکیم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ الحمد للہ تعالیٰ خیریت ہے آپ  
کے حالات معلوم ہو کر خوشی ہوئی۔ اسی طرح چلے چلئے، نفس کے  
فریب سے بچتے ہوئے، کہ اس کا فریب اچھوں اچھوں کو اپنے  
دام میں پھنسا لیتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔

الْحَسَنُ سَوَاءُ الظَّنِّ

تجربہ کاری سوء ظن کا نام ہے۔

حضرت دارحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک والا نامہ میں یہ حدیث مجھے  
لکھی تھی تو اسکے بعد ایک لفظ بڑھا دیا تھا۔ یعنی 'بنفسہ' یعنی  
تجربہ کاری اپنے نفس کے ساتھ سوء ظن کا نام ہے۔

آپ کے لئے دعائے خیر کرتا ہوں۔ آپ کی والدہ اور ہمشیرہ  
کے لئے بھی دعائے خیر ہے۔

والسلام

ستیا سلیمان

جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد لاہور

عزیزی و محبی ادا م اللہ تعالیٰ توفیقکم

السکام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - ۱۸ - ۱۹ - ۲۰ اپریل کو راولپنڈی میں قیام انشاء اللہ تعالیٰ ہوگا۔ آنا چاہیں تو آجائیں۔ عموماً وہاں میرا قیام مولانا غلام اللہ خان صاحب پرانا قلعہ خطیب و امام جامع مسجد کے یہاں ہوتا ہے۔ وہی جلسہ کے داعی بھی ہیں۔

آپ دونوں کے محبت کا شکر گزار۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دیں۔

والسکام

سید سلیمان

۱۹ اپریل ۱۹۵۳ء

پتہ: جمیل روڈ پشاور

۱۵ - ۵ - ۵۲

مترشد، بخمدت اقدس قبلہ و کعبہ ام مرشدی و مولائی سید المکرم دام ظلکم و فیوضکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت الشیخ، محبی و عزیز زرا و کم اللہ تعالیٰ عرفانہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مترشد، حضرت والا کی حیات بخش صحبت سے پنڈی میں جدائی کے بعد

خط لکھنے کی سعادت حاصل کرنے سکا۔ اللہ تعالیٰ معاف فرماویں۔ اُمید

ہے آنجناب مع متعلقین کے بخیریت و عافیت ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ

آپ کا سایہ ہمیشہ ہم پر قائم رکھے اور آپ کے فیوض و تعلیمات سے پورا

پورا بہرہ مند فرمادے اور آپ کے حقوق کی ادائیگی کی اس ناکارہ کو

توفیق بخشے۔ آمین

حضرت الشیخ، الحمد للہ تعالیٰ خیریت ہے۔

مترشد، ہندو کے حالات کچھ دن سے عجب تلون کی حالت میں ہیں کبھی

تو یقین و ایمان کی کیفیت بہت بڑھ جاتی ہے۔ کبھی اپنے ایمان و معمولات

کا بھی خطرہ پیدا ہو جاتا ہے۔ ایسے اپنے متعلق بے اطمینانی بہت بڑھ گئی

ہے۔ اندیشہ لگا رہتا ہے۔ کہ خدا نخواستہ کہیں یہی غفلت کا عالم رہا تو

کیا پئے گا۔ حالت قابل اطمینان نہیں۔ معمولات گواہ کر لیتا ہوں

لیکن نیند کا غلبہ بعض اوقات تہجد کو فوت کرا دیتا ہے۔ قضا کر لیتا ہوں

ندامت ہوتی ہے لیکن باوجود ارادوں کے کئی دفعہ فوت ہو گئی۔ نیند کا کیا کیا جائے۔ میں تو غلبہ نوم سے تنگ آ گیا ہوں۔ باقی اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔ کہ باوجود ان غفلتوں کے اپنی بنا کارگی کے دھیان کے ساتھ اپنی اصلاح کا فکر لگا رہتا ہے دعا فرمادیں۔ کہ اللہ تعالیٰ استقامت نصیب فرمادیں اور کامل اصلاح نصیب فرمادیں۔ آمین

حضرت الشیخؒ:۔ یہ نشیب و فراز اور تلون عالم کی ہر چیز میں ہے انسان بھی اسی عالم میں ہے۔ اس سے گھبرانا نہ چاہیے بلکہ اور زیادہ استقامت کے ساتھ اپنے کام میں مصروف رہنا چاہیے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعاء اسی موقع کے لئے ہے۔ اس کو پڑھا کیجئے۔

يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَىٰ دِينِكَ

نیند کا غلبہ اگر قلت و وقت نوم سے تو جلد سونے کا سامان اور معمول کرنا چاہیے اور اگر طبیعت کے کسل سے ہے تو بچنے وغیرہ سے علاج کیجئے مسترشد:۔ معاشی پریشانیوں سے بھی طبیعت پر بوجھ ہو جا تا ہے اللہ تعالیٰ کمال عافیت و غنا ظاہری و باطنی سے نوازیں اور غیب سے رزق حلال کے اسباب پیدا فرمادیں۔ آمین۔

حضرت الشیخؒ:۔ معاشی پریشانیوں کا علاج دعاء اور تدبیر دونوں سے کرنا چاہیے۔ مسترشد:۔ تین چار دن ہوتے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ پہلے آپ نے (گویا تعلیم دینے کیلئے) جماعت کی نماز پڑھائی پھر دعا فرمائی۔ اور اس کے بعد کچھ ارشاد فرمایا جس کے الفاظ تو یاد نہیں رہے۔ لیکن مدعا یہ یاد رہ گیا۔ کہ امام و مقتدی وغیرہ



اپنی اپنی جگہ جس طرح آداب ظاہری و باطنی کی رعایت کرتے ہوئے نماز پڑھیں گے ان کا ذاتی طور پر انہیں ویسا ہی ثواب ملے گا۔ یہ نہیں کہ سب کو برابر کا ثواب ملے (وَاللّٰهُ اَعْلَمُ) پھر اس کے بعد آپ نے مقتدی کی نماز کا طریقہ بتانے کے لئے پہلی صف میں اگر نہایت خشوع سے نیت باندھی۔ آگے امامت والا کوئی نہیں تھا۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھنی شروع کر دی۔ اس کے بعد آنکھ کھل گئی۔ خواب تعبیر کیلئے لکھ دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ بہتر فرمادیں۔ حضرت اشعریؒ: خواب مبارک ہے۔ نماز کی ترکیب خشوع و خشوع پر عمل کیجئے مسترشد: باقی خیریت ہے۔ اس ناکارہ کے حال پر خصوصی توجہ مبذول فرمادیں اپنی ذات سے تو وہی حالت ہے کہ

چہل سال عمرے عزیزت گذشت : مزارج تو از حال طفلی گشت

جو مناسب سمجھیں میری اصلاح حال کے لئے تحریر فرمادیں کہ شفائے عاجلہ کا ملہ کا طالب ہوں۔ والدہ صاحبہ ہمیشہ گان دعا کی درخواست کرتی ہیں اور سلام عرض کرتی ہیں اکثر محبین اور خصوصاً غلام مرتضیٰ صاحب بھی طالب دعا ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی مرضیات کی زندگی کمال فراخی و تمیر کے ساتھ نصیب فرما کر حسن خاتمہ کی دولت سے نوازیں۔ فقط والسلام

نظر عنایت کا طالب، ناکارہ خلائق محمد اشعریؒ

اشعریؒ: اصلاح کامل تو کسی زمانہ میں بھی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ جیسے جیسے کمال کی طرف آدمی بڑھتا ہے اسکے نقائص اور زیادہ اس پر واضح ہو جاتے ہیں مگر بندہ کو چاہئے کہ اپنی کوشش میں لگا رہے۔ سب کو سلام و دعا و سب کے لئے

دعائے خیر۔ والسلام سید سلمان ندوی ۲۷ شعبان ۱۳۷۱ھ

۱۳ جون ۱۹۵۲ء  
۲۰ رین ان المبارک ۱۳۷۱ھ

مکتوب نمبر ۳۶

مستتر شد :- بخیرت قبلہ و کعبہ ام مرشدی و مولائی حضرت سید المکرم مظلہ دام فیضہ  
حضرتہ الشیخ :- عزیز می و مخلصی و محبی رزقکم اللہ تعالیٰ عرفانہ۔

مستتر شد :- السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرتہ الشیخ :- السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مستتر شد :- امید ہے کہ حضرت والا بغایت و بخیرت ہوں گے۔ یہ عاجز بھی بحمد اللہ تعالیٰ  
بخیرت ہے۔

حضرتہ الشیخ :- آپ کا یہ خط رمضان المبارک میں آیا تھا۔ یہ کاغذات میں دب گیا تھا۔  
آج ملا۔

مستتر شد :- اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ کہ یہ سہرا پا خطا اللہ رب العزت کے  
فضل اور آپ کی دعا کی برکت سے بہت فائدہ محسوس کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ  
بندہ کو بزرگوں کی برکت سے جملہ رذائل سے پاک فرادے۔ قلب میں غیر کی موجودگی  
سے کلفت ہوتی ہے۔ گو غیر اللہ کا دھیان مٹانہیں۔ تاہم جی چاہتا ہے کہ  
دل بالکل فارغ ہو جائے۔

ایسے الحمد للہ تعالیٰ معمولات و طاعات کا حتی المقدور انتہام کر دیا جاتا ہے  
( والحمد لله على ذالك وما ابرى نفسى ان البصر )

لامارۃ باسموئ

حضرتہ الشیخ :- جو کچھ اللہ تعالیٰ سے ملا اوس کا شکر ادا کیا جائے۔ اور جو ابویہ تک  
نہیں ملا اللہ تعالیٰ سے امید رکھنی چاہیے کہ وہ مناسب موقع پر اپنے

فضل و کرم سے عطا فرمائیں گے۔

ستر شد۔ اوقات الحمد للہ اچھے ہی گزرتے ہیں۔ ایسے بھی رمضان المبارک کا مہینہ ہے۔ گو اس کا حق تو محجوب جیسے ناکارہ سے کیا ادا ہوتا۔ تاہم لایعنی سے پرہیز کی کوشش کرتا ہے۔ اور یہ سب کسی کا فیض ہے۔ در نہ یہاں کیا رکھا ہے اللہ رب العزت فیض کے اس چشمہ کو ہم جیسوں کی سیرابی کے لئے تاقیامت باقی رکھے۔ آمین۔

حضرت الشیخؒ :- رمضان المبارک کے برکات بھی جب ہی حاصل ہوتے ہیں جب اس کے حقوق ادا کئے جاتے ہیں۔

ستر شد۔ حضرت والا! اپنے کو ابھی تک مٹا نہیں سکا۔ جہاں تک سنا ہے۔ اس

راہ میں اپنے کو مٹانا ہی سب کچھ ہے۔ یہ کس طرح نصیب ہو!

حضرت الشیخؒ :- اپنے کو مٹانا یہی ہے کہ اپنے کسی کمال کو اپنا ذاتی نہ سمجھا جائے۔ بلکہ

محض اللہ تعالیٰ کی عطا بلا استحقاق سمجھا جائے۔ اور اپنے کسی عمل کو حقیر متسل

نہ سمجھا جائے۔ دل میں کبر و نخوت و عجب باقی نہ رہے، یہ حاصل ہوتا ہے

اپنے ضعف اور بیچارگی کے تصور اور اللہ تعالیٰ کی عظمت اور جلال کے استحضار

سے۔

ستر شد۔ امید ہے کہ رمضان المبارک کے خصوصی اوقات میں اس ناکارہ و نااہل

کو بھی اپنی خاص دعاؤں میں یاد فرمادیں گے۔ اللہ تعالیٰ آج تک آپ کے

ذریعے سے بندے کو نوازتا رہا ہے۔ آئندہ بھی خاص توجہات کا طالب

ہوں۔

اگر ساقی تری چشمِ فسوں گر کام کر جائے

بدل جائے نظامِ دل بدل جائے جہانِ دل

حضرت الشیخؒ: آپ کے لئے دعائے خیر ہے۔

مترشد:۔ باقی جملہ خیریت ہے۔ والدہ صاحبہ ہمیشہ گان بہت بہت سلام کے

بعد دعا کے لئے ملتقمس ہیں۔ غلام مرتضیٰ صاحب بھی سلام کے بعد دعا کے لئے

عرض کرتے ہیں۔ فقط والسلام

نظرِ عنایت کا طالب

تساج دورماندہ محمد اشرف غفرلہ

حضرت الشیخؒ: اپنی والدہ اور ہمیشہ گان کو سلام کہہ دیجئے۔ سب کے لئے دعا کرتا ہوں۔

فقیر الی اللہ

سید سلیمان

پتارہ۔ ۲۹ رمضان المبارک ۱۳۴۱ھ

مکتوب۔ ۳۷

۲۹ رمضان المبارک ۱۳۴۱ھ

مستترشد :- بخدمت اقدس قبلہ و کعبہ ام سیدی و مرشدی حضرت سید المکرم  
دام ظلمکم و مد فیوضکم

حضرت الشیخ :- محب عزیز و نعم اللہ تعالیٰ

مستترشد :- السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اس سے پیشتر ایک عرفینہ خدمت  
عالی میں بھیج چکا ہوں۔ امید ہے مل گیا ہوگا۔ رمضان المبارک کے پُر نور  
مہینہ کے انوارات و برکات و قرآن عظیم کے علوم و معانی جو اس ماہ صیام  
کا خصوصی تحفہ ہیں۔ درگاہ رب العزت سے حضرت والا پر اس ماہ میں امید  
ہے بیش از بیش افاضہ ہوئے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کی ان خصوصی رحمتوں پر  
اور عید الفطر کی آمد پر حضرت والا کی خدمت میں مبارکباد پیش ہے۔ اللہ تعالیٰ  
فیوض و برکات کے اس چشمہ کو قیامت تک تمام عالم کے لئے جاری رکھے  
اور مجھ جیسے تشنہ لبوں کو پوری شادابی نصیب فرمائے آمین

حضرت الشیخ :- السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ آپ کی نیک دعاؤں پر آمین کہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ  
قبول فرمائیں۔

مستترشد :- حضرت والا! کرم ہے۔ اللہ رب العزت کا اور بزرگوں کی عنایت ہے  
کہ نوازا جا رہا ہوں۔ ان کے احسانات میں سراسر ڈوبا ہوا ہوں۔ کہاں میں اور کہاں  
خصوصی عنایتیں۔ ان کا فضل ہے۔ اور انہی کے فضل سے امید ہے کہ نجات  
نصیب ہو جائے گی۔ گو اپنا کوئی عمل نہیں۔ لیکن اگر یہاں نوازا رہے ہیں۔ تو بغیر کسی  
استحقاق کے انشاء اللہ اپنی رحمت و اسلحہ کے صدقے وہاں بھی نوازیں گے

وما ذالك على الله بعزيز

حضرت اشیحؒ :- نجات تو صرف فضل الہی کا کرشمہ ہے۔ عقائد و اعمال کی صحت اس کے لئے بمنزلہ شرط کے ہے پس اسی میں مصروف رہنا چاہیے تاکہ اوس کے فضل میں حصہ مل سکے۔

مسترشد :- حضرت والا! اب اس طرح معلوم ہوتا ہے کہ میرے جملہ اعمال صرف پوست ہی پوست اور ظاہر ہی ظاہر ہیں۔ جن میں حقیقت عبادت و عبادت مفقود ہے۔ اللہ تعالیٰ میری بے جان زندگی کو اپنی ذات سے جان بخشیں۔  
حضرت اشیحؒ :- بے شبہ یہی بات ہے ہمارے اعمال پوست ہی پوست ہیں۔ انسان جتنی ترقی کرتا ہے۔ اپنے احوال و اعمال متوقعہ مراتب سے کم نظر آتے ہیں اور یہی صحیح حال ہے۔

مسترشد :- اعمال میں اخلاص و حقیقت اور کمال ادا نیگی سے حسن پیدا فرمائیں  
آمین۔ عملی طریقہ کیا ہے؟

حضرت اشیحؒ :- آمین

مسترشد :- نیز حالت ذکر میں مذکور سے غفلت کس طرح دور ہو اور کمال حضور کی کیفیت ہر وقت کس طرح میسر آئے۔

حضرت اشیحؒ :- جس قدر حضور بھی نصیب ہو وہ شکر کے قابل ہے۔ دوام حضور کم کسی کو نصیب ہوتا ہے۔

مسترشد :- کتاب و سنت کے مطابق بھی اب قلب میں علوم و اسرار جو ڈالے جاتے ہیں ان کے متعلق یہ خیال پیدا کر دیا گیا ہے۔ کہ یہ سب ظنی اور گمانی

چیزیں ہیں جن کی طرف التفات نہیں چاہیے۔ اصل چیز کتاب و سنت کا متبع  
پیروی ہے۔ اطلاعاً عرض خدمت ہے۔ اصل حقیقت سے ممنون فرمادیں۔  
حضرت الشیخؒ، یہ علوم و اسرار کتاب و سنت کے مطابق ہوں تو بہترین ہیں اور اگر مطابق  
نہوں تو قابل رد ہیں۔

مستر شد،۔ بھمد اللہ تعالیٰ پچھلے دنوں سے توحید کا غلبہ زیادہ ہے۔ دل چاہتا ہے  
کہ قطعاً ماسوا سے قلب خالی ہو جائے۔

ہر نماز سے رخصت ہو گئی، اب تو آجا اب تو فرصت ہو گئی  
اللہ رب العزت اپنے کمال احسان سے جس سے کہ بے استحقاقوں کو نواز  
ہیں۔ اس نابل و ناکارہ کو بھی اپنی خصوصی عنایتوں سے نوازتے ہوئے  
میرے دیران دل کو اپنے ذات سے آباد فرمائیں کہ ان کی آبادی ہی سے  
ہماری آبادی ہے۔ اللہ تعالیٰ میرے نفس کے کید و شرور سے میری پوری  
حفاظت فرمادیں۔ اپنی کمال محبت و خشیت، کمال تقویٰ و حضوری نصیب  
فرمائیں۔

حضرت الشیخؒ،۔ مبارک

مستر شد،۔ والدہ صاحبہ ہمیشہ گان برادران عجلہ مجبین و متعلقین خصوصاً  
غلام مرتضیٰ و حاجی اسلم صاحب کی طرف سے بہت بہت سلام اور  
درخواست دعا۔

حضرت الشیخؒ،۔ ان سب کے حق و دعائے خیر کرتا ہوں۔

مستر شد،۔ یہ عاجز قوی امید رکھتا ہے۔ کہ خصوصی دعاؤں میں یاد رکھا جاتا

ہوں گا۔ اللہ تعالیٰ اپنی ذات عالی کے صلے اپنی کامل توفیقات و مرضیات  
سے بہرہ مند فرمادیں۔ حاجات کا مکمل فرماتے ہوئے خیریت و عافیت  
دارین نصیب فرمادیں۔ فقط والسلام

ما بعد از خصوصی توجہات و دعاؤ کا طالب

بندہ فقیر و حقیر

محمد اشرف

حضرت الشیخؒ آپ کے لئے ترقی و سعادت دارین کی دلی دعائیں

سید سلیمان

۳ شوال ۱۳۷۳ھ



پشاور شہر

۷ ذی قعدہ ۱۴۱۰ھ

30-7-52

بخدمت جناب قبلہ و کعبہ ام مرشدی و مولانا سید المعزم دام ظلکم و فیوضکم  
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

حضرت والاکی پنڈی کی رخصتی کے بعد حضرت والا کی خیریت کے متعلق  
پریشانی ہے۔ برائے مہربانی اپنی عافیت سے مطلع فرمادیں اللہ رب العزت  
انکے سایہ کو ہم پر ہمیشہ قائم رکھے جنکی زندگی نے ہمیں دینی حیات بخشی  
اور ملت مرحومہ کو عموماً اور ہمیں خصوصاً آپ کے وجود پر فیوض سے پورا  
پورا کامل قدر دانی کے ساتھ مستمع ہونے کی توفیق نصیب فرمادے۔

سچ ہے صحبت اکسیر اعظم ہے۔ نہیں جانتا اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں  
کیا رکھ دیا ہوتا ہے جو بغیر کلام و گفتگو کے قلوب میں ایک خاص لگن و جلن لگا  
دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنے خاص بندوں کے مخصوص فیوض  
و برکات سے بغیر اپنے کسی ذاتی استحقاق کے نوازے۔

صدقے تیرے سید والا نسب

ہاتھ خالی آئیں ہیں دامن بھر چلیں

دیر سے آیا ہوں ساتی دور سے آیا ہوں میں

ہو عطاءے خاص مجھ کو جو عطاءے عام ہے

حیات آفریں صحبت کا نمایاں قلبی فائدہ محسوس ہوا جدائی کے بعد عجیب  
 حالتیں ہو رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس تغیر احوال کو خیر و صلاح کی طرف مفضی  
 فرماوے اور میرے نفس اور جملہ قن و شرور سے محفوظ رکھے کہ بغیر انکی  
 توفیق کے ایک لمحہ بھی صحیح گزرنا ناممکن ہے اللہ تعالیٰ اپنے دین و طریقہ  
 نبوت علیہ الصلوٰۃ والسلام پر دوام و ثبات تا آخر دم نصیب فرماوے اور اپنے  
 اور آپ کے تعلق کے قابل اس مالاتق کو اپنی خصوصی رحمت سے بنا دے و ما  
 ذلک علی اللہ بعزیز۔

والدہ صاحبہ ہمشیرگان اکثر اقربا و محبین آپکی صحت کے لئے دعا کرتے ہیں اور  
 سلام کے بعد دعا کے طالب ہیں۔ اغلباً بھائی غلام مرتضیٰ صاحب کراچی میں  
 حاضر خدمت ہو چکے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ انکے اس سفر کو انکے دارین کی  
 بہتری کا ذریعہ بنائے باقی جملہ خیریت ہے۔ اللہ تعالیٰ آپکو صحت کاملہ دعا جلد  
 نصیب فرماویں۔ فقط والسلام۔

دعا کا طالب

مسیح محمد اشرف خاں غفرلہ

مجہی وعزیزی ارزقکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ الحمد للہ تعالیٰ کہ سفر بہتمام خیر عافیت تمام  
ہوا۔ اب اچھا ہوں۔ یہاں اور بجز ضعف کے کوئی اور شکایت نہیں۔ اللہ  
تعالیٰ اسکو بھی انشاء اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے آہستہ آہستہ دور فرمائینگے وہی  
نسخے جاری ہیں۔

آپکی والدہ مخدومہ اور ہمشرگان کے حق میں دعا خیر کرتا ہوں۔

والسلام

سید سلیمان

۲ اگست ۱۹۵۳ء

مکتوب - ۳۹

## عید مبارک

پشاور

۹ ذوالحجہ ۱۳۷۱ھ - ۳۱/۵/۵۲

مستر شہ :- مکرمی و معظمی سیدی و مولائی جناب قبلہ و کعبہ امام دام ظلکمہ مدنیو شکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت الشیخ :- از کراچی

محبی و عزیز میری رزقکم اللہ تعالیٰ عرفانہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مستر شہ :- اللہ رب العزت آپ کو یہ عید مع اہل خانہ کے مبارک

کرے اور ان مقرب ایام کی برکت سے ہمارے اور جملہ اہل اسلام

کے لئے ابراہیمیٰ حنیفیت و خلت اور اسمعیلیٰ تسلیم و رضا کے دروازے

گھولے۔ آمین

حضرت الشیخ :- بجمہ اللہ تعالیٰ کہ عید اچھی طرح گزری۔ اللہ تعالیٰ مبارک

فرمائے

مستر شہ :- امید ہے کہ آنجناب اب بالکل اچھی طرح ہوں گے۔ اور

انشاء اللہ تعالیٰ کامل صحت ہو چکی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ بکمال عافیت آپکا

سایہ ہمارے سروں پر قائم رکھے۔ بندہ پچھلے کچھ دنوں سے بنجار و پشپش

کی وجہ سے صاحب فراش تھا۔ اب بجمہ اللہ تعالیٰ اچھا ہوں۔

حضرت الشیخ :- بجمہ اللہ تعالیٰ کہ پہلے سے بہتر ہوں۔ گواہی صنف کی شکایت ہے۔

آپ کی علالت کو شافی مطلق صحت کاملہ و عاجلہ سے بدل دیں۔

مسترشد :- حالات میں کوئی خاص تغیر نہیں پاتا۔ استقامت اصلاح احوال کے لئے دعا کا طالب ہوں۔ زلت ڈگ جانے کا اندیشہ لگا رہتا ہے۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ فن کے متعلق (اپنی دانست میں) باتیں تو معلوم ہوتی جاتی ہیں لیکن عمل و حال اس واقفیت سے بہت دور ہے۔ اللہ تعالیٰ میرے قال کو حال سے مبدل فرمائے اور کمال اتباع نبوت کمال اخلاص اور کمال اصلاح ظاہر باطن سے نوازے آمین

حضرت الشیخ :- آپ کی استقامت و اصلاح احوال کے لئے دعا کرتا ہوں اصل معاملہ عمل کا ہے۔ اس سے ترقی و تنزل کا اندازہ ہوتا ہے۔ معمولات اور احکام الہی کی اطاعت اور گناہ سے پرہیز اصل چیز ہے۔

مسترشد :- اللہ تعالیٰ کا اسکی نوازشوں پر شکر گزار ہوں۔ لیکن اپنی کوتاہیاں کما حقہ آگے بڑھنے نہیں دیتیں۔ خصوصی توجہ کا طالب ہوں جو ہے ان کی عنایت اور نبردگوں کا فیض ہے۔ ورنہ یہاں تو سو گناہ و گندگی کے کچھ بھی نہیں۔ اللہ تعالیٰ معاف فرماوے اول کمال عفو و رحمت سے اس نابکار کے گناہوں سے درگزر فرماتے ہو واپس کی عافیت نصیب فرماوے۔

حضرت الشیخ :- اللہ تعالیٰ میرے اور آپ کے گناہوں کو معاف فرمائیں۔ مسترشد :- حضرت والا! اپنے کوتاہائی ضعیف و کمزور پاتا ہوں۔ دلی التجا ہے کہ رب العزت سے خصوصی دعا فرمادیں کہ اس احقر و

افسر کو دونوں عالموں کے ادنیٰ سے ادنیٰ مواخذہ سے محفوظ فرماتے ہوئے دونوں جہانوں میں اپنی خصوصی رحمتوں اور عنایتوں سے نوازے (اللهم اصنع بنا ما انت اهلہ ولا تصنع بنا ما نحن اهلہ)

حضرۃ الشیخ: آمین

مسترشد :- اپنی کمزوریوں نا اہلیوں اور کوتاہیوں کا پورا اعتراف ہے۔ رحمت اور صرف رحمت کا طلب گار ہوں ورنہ اللہ ہی اللہ ہے۔ کچھ تحریر نہیں کر سکتا۔ بے حال ہوں وہی یادری فرماؤں۔ مضطر ہو کر توجہ و دعا کا طالب ہوں۔

حضرۃ الشیخ :- یہ حال اچھا ہے۔

مسترشد :- برادر م غلام مرتضیٰ صاحب آپکی ملاقات کے بعد تشریف لائے بخیریت ہیں اور دعائے سلام کے متعلق ملتجی ہیں۔ والدہ صاحبہ ہمشیرگان اور جملہ اہل خانہ سلام کے بعد دعا کے لئے کہتے ہیں۔ اکثر احباب خصوصاً اسلم صاحب بھی سلام و دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ خط میں غلطی ہو گئی ہو تو معاف فرماؤں۔ فقط والسلام

نگاہ کرم کا طالب۔ بندۂ عاجز و ناکارہ

محمد اشرف

حضرۃ الشیخ :- مرتضیٰ صاحب کو سلام کے بعد کہیں کہ ان کا فوننٹن پن یہاں چھوٹ گیا ہے۔ اگر انکا ہے تو اس کے بھیننے کی تدبیر بتائیں۔ والسلام

سید سلیمان ندوی - ۱۳ ذی الحجہ ۱۳۷۱ھ

مسترشد

محمد اشرف خان

معرفت نصر اللہ اینڈ برادرز

قصبہ خوانی پشاور

12-9-52

مکرمی و معظمی سیدی و مولانی، قبلہ و کعبہ ام دام ظلکم و مد فیوضکم  
 السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ حضرت والا کا شفقت نامہ ملکر باعث طمانیت ہوا  
 اللہ تعالیٰ آپ کو مع کمال شفا و قوت کے صحت یابی بخشنے۔ بندہ محمد لہ تعالیٰ اب  
 اچھا ہے گو کچھ دنوں پھر بخار ہو گیا تھا لیکن اب نقاہت کے سوا خیریت ہے۔  
 غلام مرتضیٰ صاحب کے فوشن پین کے متعلق آپ نے ارقام فرمایا تھا اسکا  
 جواب وہ خود ہی تحریر فرمادیں گے۔

بندہ نے آپ کی تحریر انہیں بتا دیا ہے سلام و دعا کیلئے عموماً کہتے ہیں۔

حضرت الشیخ

کراچی ۵

مخلص عزیز زادبا اللہ تعالیٰ عرفاناً

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ الحمد للہ کہ ہو میو پیٹھک علاج سے اپنے اندر  
 قوت پاربا ہوں، اللہ تعالیٰ صحت کاملہ سے نوازیں آپکو بھی صحت عطا فرمائیں غلام  
 مرتضیٰ کا خط آگیا۔

مسترشد

حضرت والا کے خطوط بندہ کیلئے شفا مریم کا حکم رکھتے ہیں اسلئے بار بار تکلیف دینا

ہوں۔ ایک خاص قسم کی طمانیت حاصل ہوتی ہے اور اکثر دیکھا کہ ایک حالت کا غلبہ تھا اور حضرت کے جواب کے پڑھنے سے وہ حالت بہتری کی طرف خود منتقل ہو گئی۔

حضرت الشیخ

یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت اور آپ کی محبت ہے  
ہر حال کی طرح یہ حال بھی گوفانی ہے تاہم مٹتا ہے۔

مسترشد

آجکل بندہ پر ندامت و افتادگی کا حال غالب ہے۔ بحمد اللہ تعالیٰ اسکی توفیق سے معمولات ادا کروادئے جاتے ہیں الا یہ کہ پچھلے دنوں عموماً تہجد قضا پڑھتا رہا۔ اپنی حالت اور اعمال پر عموماً پچھتاوا کی کیفیت طاری رہتی ہے۔ دنیاوی مشکلات اور پریشانیاں بہت بے ہمت کر دیتی ہیں۔ اپنا کوئی ذاتی کاروبار نہیں۔ جو بھی تدبیر کرتا ہوں یا دنیاوی جس کام کے کرنے کی کوشش کرتا ہوں میری کسی پوشیدہ خیر کیلئے ظاہراً اسمیں جلد کامیابی نہیں ہوتی۔

حضرت الشیخ

بے شبہ دنیاوی مشکلات بہت پست کر دیتی ہیں مگر صبر و استقامت اور ہمت اور عزمت اور مجاہدہ کے موقع بھی تو یہی ہیں۔ یہ صورت نہ ہوتی تو صبر و ثبات کے کمالات کیونکر حاصل ہوتے اور اسکے مقابلہ میں اجر و رخصا سے انہی کے انعامات کیونکر ہاتھ آتے۔

مسترشد

اللہ تعالیٰ کی عیناً اسمیں میری بہتری منظور ہوتی ہے لیکن اپنے ایمان و یقین کی کمزوری کی وجہ سے طبعی طور پر حد سے زیادہ متاثر ہوتا ہوں۔ گو بحمد اللہ تعالیٰ



زبان سے عموماً کچھ نہیں کہتا لیکن دماغ بعض اوقات ماؤف سا ہونے لگتا ہے صبر و رخصا کی پہلے جو کیفیت تھی اس میں بہت کمی پاتا ہوں اور دل سے اس چیز کا یقین ہوتا ہے کہ یہ میرے اعمال بد اور کوتاہیوں کا نتیجہ ہے جسکی بنا پر یہ ہو رہا ہے اس بنا پر طبیعت اور زیادہ ٹوٹتی ہے اور یہ پریشانی بڑھتی ہے نماز تک میں دسوس اور خطرات فاسدہ بڑھ جاتے ہیں۔ شکر و صبر کی اس کمی پر عرضندہ ہوں لیکن بہت وعظمت نہیں ہوتی کہ اسکا دفعیہ کروں۔

### حضرت الشیخ

ایمان کی یہ کمزوری نہیں بلکہ یہ طبی احوال ہیں جو ازلتے بدلتے رہتے ہیں طبی احوال پر حکم نہیں لگایا جا سکتا ایمان کا تعلق عقلی کیفیت سے ہے۔

### مسترشد

تبلیغی بیانات اور دوسروں کو ترغیبات دینے کو جی نہیں چاہتا کہ "خود اپنی کوتاہیوں کو نہیں دیکھتے اور دوسروں کو دعوت دیتے ہو" گو احباب کے تقاضے پر جب کچھ کہنے لگتا ہوں تو اللہ تعالیٰ خوب علوم کا ورود فرماتے ہیں اور جسکے کہنے کہ یہ نالائق قابل نہیں وہ کھلواتے ہیں لیکن پھر بھی پریشانی اور ندامت کا غلبہ رہتا ہے کہ کہتے ہو اور اسکا حق خود ادا نہیں کرتے

### حضرت الشیخ

یہ سوء ظن اپنی نسبت عن مطلوب و محمود ہے۔

### مسترشد

ان بیچ پریشانیوں میں ممکن ہے گھر میں کچھ بد مزگی اور مستورات میں آپس کی ہر وقت کی تو تو میں میں کا کچھ حصہ ہو کہ اس سے بھی طبیعت بہت گھبراتی ہے۔ دخل اندازی سے بد مزگی اور بڑھتی ہے گو ہم مشکل ٹکویم مشکل والا معاملہ

وقت کی تو میں میں کا کچھ حصہ ہو کہ اس سے بھی طبیعت بہت گھبراتی ہے۔  
 دخل اندازی سے بد مزگی اور بڑھتی ہے گویم مشکل نگویم مشکل والا معاملہ  
 درپیش ہوتا ہے اللہ تعالیٰ خود ہی ہمارے تمام احوال و اعمال کی اصلاح فرمادیں  
 اور ہمیں اخلاق فاضلہ نبویہ سے پورا پورا حصہ نصیب فرمادیں۔

### حضرت الشیخ

یہ طبعی پریشانیوں پیش آتی رہتی ہیں اگر معاش کی پریشانی آج دور ہو گئی تو کل  
 صحت و مرض اور عیمرے دن دوست و احباب و اعزہ کی خلش سے پریشانی ہوتی  
 ہے۔ ان پریشانیوں سے بے ہمت نہ بنیں۔ رضا بالقضاء سے اسکا علاج کریں اور  
 ہمارے ہاتھ میں ہے ہی کیا ہے۔

شاد باید زیستن ناشاد باید زیستن

پھر غم کیوں کیجئے۔ کیا انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اس سے خالی تھے؟

### مسترد شد

ان سب حالات کے باوجود ایک عجیب چیز یہ دیکھنے میں آرہی ہے کہ حضور صلی  
 اللہ علیہ وسلم کے روحانی فیض و توجہ کو نمایاں طور پر محسوس کرتا ہوں۔ اس میں  
 بھی اہلنا کا خطرہ لگتا ہے۔ روجی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پانچویں بار خواب میں  
 دکھ چکا ہوں اسی خواب میں یا اسکے فوری بعد آنکھ لگنے پر لا ضار ولا نافع الا اللہ کا  
 ذکر کرتے ہوئے اپنے کو پایا لیکن میں نے اس پر عمل نہیں کیا کہ ہم کیا اور  
 ہمارے خواب کیا؟ اللہ میرے شر سے مجھے اور جملہ مخلوقات کو محفوظ رکھے آمین

### حضرت الشیخ

بلاشبہ رویا نبوی موجب خیر برکت اور باعث بشارت ہے لیکن اسکا شکر یہ بھی  
 اتباع نبوی کے ذریعہ سے ادا کرنا ضروری ہے ورنہ سلب نعمت کا خوف ہے۔

مستتر شد

حضرت والا اس طویل سمع خراشی کا سبب یہ ہوا کہ آج پریشانی بہت تھی اور آپ کی شفقت رات کا دھیان بار بار آتا تھا تحریر اسلئے کر دیا کہ یقیناً آپ کا جواب انشاء اللہ تعالیٰ بندہ کی تسکین و طمانیت اور دنیاوی و اخروی خیر و برکت کا ذریعہ و وسیلہ ہوگا۔ آخر میں معافی چاہتا ہوں۔ توجہ علاج کا غالب ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے اس عاجز و ناکارہ کیلئے اور اسکے جملہ اہل خانہ احبا اور احباب کے لئے خصوصی دعا فرمادیں۔

”دست ماگیر کہ کارم زد دست رفت“

آپ کی دلی دعاؤں کا محتاج

ناکارہ و آوارہ

محمد اشرف عقی عنہ

حضرت الشیخ

دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو ظاہری و باطنی طمانیت بخشے اور اپنا بنائیں۔

والسلام

فقیر سید سلیمان

۱۷ ستمبر ۱۹۵۲ء

## مکتوب نمبر ۴۱

مترشد، انڈیا دار

۲۶ اکتوبر ۱۹۵۲ء

بخدمت سیدی وسندی قبلہ و کعبہ ام حفصہ المکرمہ دام ظلکم و در فیوضکم  
حضرتہ الشیخ: محب فی اللہ زادکم اللہ تعالیٰ عمرانا

مترشد۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ افسوس کرتا ہوں کہ اپنی بے نصیبی  
کی بنا پر کافی دن کے بعد حاضر خدمت ہو رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ میری ان  
کوٹا ہیوں کو معاف فرمادیں۔ اور آپ کے حقوق کی ادائیگی کی کماحقہ  
توفیق نصیب فرما کر آپ کی تعلیمات و فیوض و برکات سے کاملاً متمتع  
فرمادیں۔ در ماندہ ماہ ہوں۔ خداوند کریم خود دستگیری فرمادیں۔

حضرتہ الشیخ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں اولاً سفر میں تھا۔ لاہور تھا  
اپنا علاج بھی پیش نظر تھا۔ الحمد للہ پہلے سے تخفیف ہے۔ گو ابھی ازالہ مرض  
نہیں ہوا ہے۔

مترشد۔ استقامت و کامل اصلاح سے سرفرازی بخشیں۔ قدم قدم پر لغزش  
کا اندیشہ ہے۔ گو معمولات بفضلہ و منہ پورے کروادیئے جاتے ہیں۔ لیکن  
ہر وقت اندیشہ لگا رہتا ہے۔ کہ خدا نخواستہ کہیں قدم پھسل نہ جائے۔ دعا و  
نظر و توجہ کا نہایت ہی محتاج ہوں۔ بغیر کسی استحقاق کے

اس اونچی درگاہ سے منسلک کر دیا گیا ہوں۔ خداوند کریم مرتے  
دم تک اس راہ سے نہ ہٹائیں۔ اور میری ہدایت و بیش از بیش بہتری و

بھلائی کے سامان خود پیدا فرمادیں۔ راستے کے نشیب و فراز گھبرا گھبرا دیتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا احسان اور بزرگوں کی دعاؤں کے سہارے چل رہا ہوں پھر بھی اندیشہ لگا رہتا ہے۔ ع

اب درپیر مغناں چھوٹے نہیں  
اس کی مٹی میں بھی فیض جام ہے

حضرت اشع<sup>ؒ</sup> :- اللہ تعالیٰ استقامت نصیب فرمائیں، لیکن ہر وقت اندیشہ لگا رہنا ایک نعت ہے۔ اسی اندیشہ سے خوف ورجا کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ جو عین ایمان ہے۔

مستر شد :- ایک خطرہ یہ پیدا ہو گیا ہے۔ کہ پچھلے دنوں سے اپنی حالت کو کچھ قابل اطمینان سمجھنے کا خیال دل میں آتا ہے۔ اور سمجھنے لگتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے معمولات وغیرہ کی پابندی تو کرو ہی دی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی توفیقات سے بہرہ مند فرما رہے ہیں۔ اس بنا پر گو ایک گونہ تسلی کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ لیکن کیدِ نفس سے ڈرنا ہوں۔ کہ مجھے اس داؤے بچلانہ دے۔

حضرت اشع<sup>ؒ</sup> :- ایسا خیال دوسرے شیطانی ہے۔ اس سے غرور پیدا ہوتا ہے اور سب کیا کرایا برباد ہو جائے گا۔ جب تک آخر سانس نہ آئے۔ وغیرہ ہمیشہ لگا رہے۔

مستر شد :- نماز کی حالت قابل اطمینان نہیں۔ حضور قلبی پوری طرح میسر نہیں آتا۔ نیز جب ذات کی طرف توجہ ہو جاتی ہے۔ تو معافی و الفاظ کا اختصار

پوری طرح نہیں رہتا۔

حضرت الشیخؒ ۱۔ ذات کی طرف توجہ اصل ہے۔ اگر اس حالت میں معانی و الفاظ کا استحضار نہ رہے کوئی حرج نہیں۔ اصلی توجہ مذکورہ کی طرف ہو۔ یہ سب تو ذکر کی طرف۔

مترشد: قلب کو بعض اوقات سکون صرف توجہ الہی سے حاصل ہوتا ہے اور اس وقت الفاظ ذکر بھی منقطع کر دینے پڑتے ہیں۔ صرف توجہ سے دل کی سیاہی ہٹتی محسوس کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ قلب سلیم عنایت فرمادیں۔

(اللہم انی اسئلك قلب مطمئنہ اداہ منیا

حضرت الشیخؒ: آمین

مترشد: حضرت والا! میرا معاشی دھندا کچھ بھی نہیں تھا۔ اب اس خیال سے کہ تعلیمی لائن بہتر ہے۔ پشاور یونیورسٹی میں ایم۔ اے عربک میں داخل ہو گیا ہوں۔ کہ ممکن ہے فراغت کے بعد کہیں پروفیسری وغیرہ اللہ تعالیٰ کو منظور ہو تو مل جائے۔

حضرت الشیخؒ:۔ یہ خیال مناسب ہے۔ اور تعلیمی لائن مبارک ہے۔

مترشد: ۱۔ گو تعلیم میں مشکل معلوم ہو رہی ہے کہ میری تعلیم عربی میں فریاد کی کتب کی تھی۔ اور یہاں سب موجودہ اور پرانا عربی لٹریچر ہے۔ اللہ تعالیٰ آسان و بہتر فرمادیں۔ حافظہ کی کچھ کمزوری ہے۔ اس کے لئے بھی دعا فرمادیں۔ بعض احباب کا B. L. L. (ایل۔ ایل۔ بی) قانون کے پاس کرنے کا بھی مشورہ ہے۔ طبیعت و کالت کو پسند نہیں کرتی۔ علمی فائدہ کنے لحاظ

سے بعض ادقات خیال ہو جاتا ہے۔ ابھی فیصلہ نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ اس

نتیجہ پر پہنچائیں جس میں سراپا بہتری ہو۔

حضرت الشیخؒ، ایل ایل بی کا خیال درست نہیں۔

مستر شد، پچھلے دنوں ڈھا کہ مسلم لیگ کے اجلاس میں جانے کا اتفاق ہوا

ایک چیز آپ کی اطلاع کے لئے تحریر ہے۔ کہ قادیانی مسئلہ اس دفعہ

پیش نہیں ہوا۔ آئندہ اجلاس میں اغلباً ہوگا۔ لیکن قادیانی پوری طرح

اپنے دفاع کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور اپنی مدافعت کیلئے کتابچے

اور دلائل تمام کونسلوں تک پہنچا چکے ہیں۔ ہمارے حضرات کی طرف

سے کوئی مستند اور مدلل چیز ہمارے موجودہ تعلیم یافتہ طبقہ تک نہیں

پہنچی۔ مجھے اس چیز پر اچھا لگا کہ اکثر حضرات قادیانیوں کے کافر

ہونے پر بھی یقین نہیں رکھتے تھے۔ اور بڑی دلیل یہ دیتے تھے کہ جو

اپنے کو مسلمان اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی اور خاتم النبیین گو

بتاویل فاسد ماننے اسے ہم کیسے کافر قرار دیں۔ میرے لکھنے کا مدعا

یہ ہے کہ اگر مناسب ہو تو علماء کی طرف سے اس کا مدلل جواب اور

اور کفر و ایمان کی حد فاصل کیا ہے۔ ان لوگوں کے ہاتھ میں مع مرزا قادیانی

کی جملہ خرافات کے نمونے اگلی مینگ سے پیشتر ان لوگوں کے ہاتھ میں

پہنچ جائے۔ ورنہ مجھے اندیشہ ہے کہ خدا نخواستہ آئندہ اگر یہ چیز پیش ہو

تو نا کامیاب ہو جائے۔ یہ باتیں گو غیر متعلق ہے۔ لیکن آپ کی اطلاع و

اخبار کے لئے تحریر کر دیں ہیں۔ باقی جملہ خبریت ہے۔

تحتاج دعاؤں کا انتہائی ہوں

والدہ صاحبہ

۷۸

و ما کے بعد اطمینان قلب کے لئے کسی چیز کے پڑھنے کا پوجھتی ہیں ہمیشہ گان  
و بعض اجاب اور غلام مرتضیٰ سلام کہتے ہیں۔

فقط والسلام

طالب ہدایت و عنایت

محمد اشرف

حضرت الشیخؒ، قادیانیوں کے متعلق جو تجویز ہے۔ اس کے متعلق کوئی تدبیر  
کی جائے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

والسلام

سید سلیمان

---



استرشد :- مکرہی و مغضبی مرشدی و سیدی قبلہ و کعبہ ام و ام ظلم بند فیوضکم زاد مجدم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

حضرت الشیخ :- عزیز می و حبیبی رزقکم اللہ تعالیٰ عرفانہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

استرشد :- مدت ہوئی حضرت والا کا محبت نامہ باعث تکمیل ہوا تھا۔ اس کے بعد

تقریباً مہینہ ہونے کو آیا ایک عریضہ ارسال خدمت کیا تھا۔ انتظار کے باوجود

ابھی تک جواب موصول نہیں ہوا۔ باید خیریت ہو۔

حضرت الشیخ :- میرا جواب جو تاخیر سے گیا اب مل گیا ہو گا۔

استرشد :- حضرت والا کی صحت کے متعلق تشویش ہے۔ برائے مہربانی مزاج

گرا می کی خیریت سے مطلع فرما کر اطمینان بخشیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت والا کا سایہ

مجھ ناہل اور جملہ احباب کے سروں پر تاقیامت رکھے۔ گو ناہل و ناکارہ ہوں

لیکن اللہ تعالیٰ کا فضل عمیم و حضرت والا کا فیضان نظر انشاء اللہ تعالیٰ کبھی نہ

کبھی کام بنا ہی دے گا۔

حضرت الشیخ :- میرا علاج جاری ہے۔ بالفعل مرض سے تخفیف ہے۔ گو ازالہ نہیں

ہوا۔ اللہ تعالیٰ شافی حقیقی ہیں۔

استرشد :- جیسا کہ میں نے محمولہ بالا عریضہ میں بھی لکھا تھا۔ بندہ نے ایم۔ اے عربک

(جو کہ ادب و لٹریچر ہے) میں داخل ہو گیا ہے۔ کچھ اوقات وہاں لگتے ہیں۔ بہت

ممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ اس تعلیم کو بھی کسی وقت میرے دین کے فائدے کا

ذریعہ بنا دیں۔

حضرت الشیخؒ، آپ نیت دین کی کریں۔ بہر حال دنیا تو ملے ہی گی۔

مستر شد، معمولات بجز اللہ تعالیٰ پر سے کراہی دئے جاتے ہیں۔ حالات کا تغیر گو

لگا رہتا ہے۔ تاہم بجز اللہ تعالیٰ و بفضلہ ایک طرح کی اچھی ہی حالت ہے جس

کے قابل نہیں وہی احسان ہوتے رہتے ہیں۔

حضرت الشیخؒ، بجز اللہ یہ معمولات پر سے ہوتے رہتے ہیں۔ تغیر و تبدل اور نشیب و

فراز تو اس عالم کی ہر چیز میں ہے۔

مستر شد، قلب و نظر میں گناہ کا احساس فوراً محسوس ہونے لگتا ہے۔ ذات الہی

کے دھیان بے کیف و بے چگون سے قلب کو بہت راحت ہوتی ہے بجز اللہ

تعالیٰ معاملات و اخلاقیات میں بھی سنت کے تتبع و اتباع کا خیال غالب رہتا

ہے۔ پہلے جو جذباتی کیفیت تھی وہ عقلی سے مبدل ہوتی جاتی ہے۔

حضرت الشیخؒ، یہ سب احوال محمود ہیں۔ اور قابل شکر الہی۔

مستر شد، اللہ تعالیٰ تبارک کو اپنی رضا پر متوج فرما دیں۔ اور فریب نفس و شیطان

کے پھلادے سے خصوصی عنایت سے بچا دیں۔ کہ کسی حالت میں بھی اطمینان

کے نفس سے حاصل نہیں۔

حالت کیا لکھوں اور کیا نہ لکھوں۔ اصلاح کا ملکہ کا طالب ہوں۔ اور

اپنے کو اس کا اہل نہیں پاتا۔ اللہ تعالیٰ بزرگوں کے صدقے و شکر فرمادیں۔ آمین

حضرت الشیخؒ، کام میں لگے رہیں۔ منزل مقصود تک تو رسائی انشاء اللہ تعالیٰ ایک

دن ہو جائیگی۔

مسترشد :- والدہ صاحبہ ہمیشہ نیکان و مجملہ احباب و غلام مرتضیٰ کی طرف سے درخواست

دعا و سلام ۔ فقط دعاؤں کا خصوصی طالب

بندہ بے کار و در ماندہ

محمد اشرف

حضرتہ الشیخ :- سب کے حق میں دعائے خیر کرتا ہوں

والسلام

سید سلیمان

۲۲ نومبر ۱۹۵۲ء

مکتوب نمبر ۲۳

مستر شہد، بخدمت اقدس قبلہ کعبہ ام سیدی و سیدی حضرتہ المکرمہ و ام ظلمکم و مزیونکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرتہ الشیخؒ، محب عزیز و مخلص، اخلصکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مستر شہد، حضرتہ والا کے دو عدد مکرمت نامے احقر کے خطوط کے جواب میں آکر

باعث طمانیت و ہدایت ہوئے۔ اللہ تعالیٰ حضرتہ والا کو صحت کاملہ و عاجلہ سے

جلد از جلد نوازیں۔ اور آپ کے فیض سے متمتع ہونے کی استعداد و لیاقت

ہمت و کوشش مجھ نااہل کو بھی عطا فرمادیں۔ کہ چشمہ حیات پر پیاسا ہوں

اللہ تعالیٰ میری کوتاہیوں اور برائیوں کو نیکیوں سے مبدل فرمادیں۔

حضرتہ الشیخؒ، الحمد للہ بہت اچھا ہوں۔ ایک ہفتہ سے زکام و نزلہ میں مبتلا

ہوں اب تخفیف ہے۔ بجز اللہ تعالیٰ۔

مستر شہد، یہ عاجز گذشتہ پندرہ روز سے بخار و نمونیا سے صاحب فرماش

ہے۔ گو اب تکلیف جاتی رہی ہے۔ اثرات سینوز باقی ہیں۔ اللہ تعالیٰ رحم

فرمادیں۔ آمین

حضرتہ الشیخؒ، غلام مرتضیٰ خان یہاں آئے تھے۔ اون سے آپ کی علالت اور

پھر افادہ کا حال معلوم ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو شفا کے کامل و

عاجل بخشنے۔

مستر شہد، اس دفعہ حد درجہ کوتاہی ہوتی رہی۔ تہجد وغیرہ بھی قضا ہوتی رہی۔

تلاوت کا بھی اہتمام نہیں ہو سکا۔ قلب کی حالت بھی دگرگوں ہے۔ اندر دیکھتا ہوں تو خالی معلوم ہوتا ہے۔ دل کی حالت خراب معلوم ہوتی ہے۔ حضرت الشیخؒ: بیماری میں اگر محرومی ہو جائے تو انشاء اللہ تعالیٰ ثواب سے محرومی نہیں رہے گی۔ کیونکہ بیمار کی نیت میں یہ ہوتا ہے کہ اگر یہ مانع نہ ہوتا تو میں اور کرتا۔

مستر شد۔ وہ پہلی سے ذکر کی مداومت بھی ہو سکی۔ گو بیماری تھی لیکن ایسی بے ہمتی پہلے نہیں ہوتی تھی۔ ان تمام حالات کے بنا پر خدشہ شدید اپنے بگڑنے کا پیدا ہو گیا۔ خدا را دُعا و علاج سے یادری فرمادیں۔ خدا بخواتمہ حالت اور خراب نہ ہو جائے۔ پہلے طبیعت بہت سنجیدہ رہتی تھی۔ اب مزاج وغیرہ کی طرف بھی میلان ہو گیا ہے۔ خاموشی و سکوت بھی پہلے سانبھیں رہا۔ مختصراً حالت بالکل قابل اطمینان نہیں۔ حضرت تھانویؒ کے مواعظ بکثرت پڑھنے شروع کئے ہیں۔ لیکن پہلے جیسا تاثر معلوم نہیں ہو رہا۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ اس بندے کے تمام گناہ جو عذاباً سہواً سرزد ہوئے ہیں معاف فرماتے ہوئے بزرگوں کے حصہ کامل اصلاح و طہارت سے سرفراز فرمادیں۔ اخلاق فاضلہ اور اتباع نبویہ ہر حال میں نواز ہوئے کمال تقویٰ و استقامت مطلقہ آمین۔ (اللہم افرغ علينا صبراً و توقنا مسلمین)

حضرت والا اس تحریر کا مقصد یہ ہے کہ دشگیری فرمادیں۔ اور خصوصی توجہ و عنایت سے سرفراز فرماتے ہوئے گناہگار کو ڈوبنے سے بچائیں۔ حضرت الشیخؒ: ذکر میں لذت کی تلاش اور اسکے نہ سلفے پر مردودیت کا شبہ اس راہ کا سخت پتھر ہے۔ اگر اس ذوق کا جاتا رہنا گناہ کے سبب نہ ہو تو

مضر نہیں۔ اور یوں بھی کُلّ حَیْرٌ لَذِیْنِہِ کے اصول سے ایک مدت کے بعد اس کا مزہ باقی نہیں رہتا۔ جیسا کہ اغذیّۃ مادی کا حال ہے۔ لیکن ظاہر ہے کہ لذت ملنے نہ ملنے پر تولید خون موقوف نہیں۔ وہ صرف ہضم ہونے والے غذاؤں سے بنتا ہے۔ آپ اپنی طرف سے کوشش کر کے غذا کھاتے جائیں اور نتیجہ کو اللہ تعالیٰ پر چھوڑیں۔

ستر شدہ۔ دعاؤں کا انتہائی محتاج ہوں۔ والدہ صاحبہ ہمیشہ گان و برادرانِ علم

احباب بھی دعا و سلام کہتے ہیں۔ فقط والسلام

نظرِ کرم کا انتہائی محتاج

بندہ آثم

محمد اشرف

حضرت الشیخؒ۔ آپ کے لئے ہمیشہ دعا۔ آپ کی والدہ اور ہمیشہ گان کے حق میں بھی

دعاؤں خیر۔ والسلام

سید سلمان

۵ جنوری ۱۹۵۳ء

مکتوب نمبر ۲۴

مستر شہد :- بخیرت قبلہ کعبہ ام تیدی و مولائی حضرت المکرم مدظلکم و دام فیوضکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرة الشيخ :- صدیقی المخلص اخلصکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مستر شہد :- حضرت والا سے رخصت کے بعد نجیریت تمام پشاور پہنچ گیا۔ اُمید ہے کہ مزاج گرامی بعافیت ہوں گے۔ کراچی کی حاضری میں اس دفعہ قطعاً حضرت والا کے صحبت کے آداب بجا نہ لاسکا۔ اور اپنی نہ اہلی اور جہالت کی بنا پر وقت بے وقت تکلیف اور مجلس میں سیاسی اور دیگر کجواں کرتا رہا۔ جس پر نادام اور معافی کا خواہگار ہوں۔ اللہ تعالیٰ میرے شرور نفس سے مجھے اور مجملہ مخلوق کو محفوظ رکھے۔ آمین  
حضرة الشيخ :- کوئی حرج نہیں۔

مستر شہد :- اپنے نفس کی لانتہا شرارتوں اور اپنی ان گنت کوتاہیوں کے باوجود بزرگوں کی برکت سے اللہ تعالیٰ کا فضلِ عمیم شامل حال رہا۔ معمولات بجز اللہ تعالیٰ پورے کر دئے جاتے ہیں۔ گو ذوق و شوق کی حالت نہیں۔ لیکن معمولات جب تک پورے نہ ہو چکے ہیں آما اور یہ ان کا فضل ہے۔ والحمد للہ علی ذلک  
غیر دینی و سیاسی مجالس میں دین کی بات کہنے اور دینداری کو دیکھنے کا جذبہ غالب رہتا ہے۔ گو کہہ سکوں یا نہ کہہ سکوں۔ الحمد للہ تعالیٰ۔

حضرة الشيخ :- شکر کا مقام ہے۔

مستر شہد :- قلب پر گو بعض اوقات دگر خیالات و وساوس کا غلبہ دیکھنا ہوتا

لیکن پھر طبیعت سکون پر آجاتی ہے۔ اور دل اپنی کیفیت پر آجاتا ہے۔ احسان  
 و اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جاننے کی کیفیت اپنی کم نصیبی سے بہت کم۔ احوال کی  
 نگارش سے مدعا کو تاہیوں کا اعتراف اور تحدیثِ نعمت ہے۔ کہ اپنے نفس نے  
 جہاں رکائیں ڈال رکھی ہیں۔ حضرت والا کے فیض و ہدایت سے وہ رکاوٹیں  
 دور ہو سکیں۔ اپنے بے کار پنے اور نااہلی کا مقرر ہوں۔ لیکن خصوصی فیض و  
 توجہ کا طالب ہوں۔ کہ جتنا زنگ گہرا ہوتا ہے صاف کرنے والے کی زیادہ  
 توجہ چاہتا ہے، ”ہو عطلائے خاص مجھ کو جو عطلائے عام ہے۔“

اپنے میخانہ سے اور دستِ کرم سے اپنے  
 دونوں ہاتھوں میں میرے ساغر و مینا دے دے

حضرت الشیخؒ۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے خود دیتے ہیں۔ شیخ صرف واسطہ ہوتا  
 ہے۔ جیسے سیرابی تو پانی سے ہوتی ہے۔ مگر یہ پانی کسی طرف میں پایا جاتا ہے  
 تو ظرف کو بجز واسطہ کے کوئی دخل نہیں ہوتا۔ معطی اللہ تعالیٰ ہیں۔

مترشد۔ باقی جملہ خیریت ہے۔ والدہ صاحبہ اور جملہ ہمیشہ گانِ سلام کے بعد  
 تاکیداً دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ والدہ صاحبہ کچھ پڑھنے کے متعلق پوچھتی  
 ہیں۔ غلام مرتضیٰ بھی سلام و دعا کا کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بندہ کی مع جملہ اجاب  
 و متعلقین کے بھی جملہ دینی و دنیوی حاجات کا تکفل فرما کر اپنی رضا سے

نوازیں۔ آمین۔ فقط والسلام

دعا و فیض کا طالب

بندہ ناکارہ محمد اشرف



حضرت الشیخ

سب کو سلام کہئے۔

پڑھنے کی چیز تو اللہ کا نام ہے۔ سبحان اللہ والحمد للہ واللہ اکبر۔ لا الہ الا اللہ پڑھا

کریں۔ کم از کم سو سو دفعہ ہر ایک

والسلام

سید سلیمان ندوی

سید سلیمان ندوی

سید سلیمان ندوی

پتاور - ۱۳ فروری ۱۹۵۳ء

مکتوب نمبر ۲۵

مستر شہد :- بخدمت جناب قبلہ و کعبہ الام سیدی و مولائی حفصہ مکرم دام ظلکم و مدینہ منکرم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

حفصہ الشیخؒ، محبی العزیز نصرکم اللہ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

مستر شہد :- امید ہے۔ حفصہ والا کے مزاج عالی بغافیت و بختیت ہوں گے یہ نالاکہ

صرف اپنی نالائقی کی بنا پر جلد حاضر خدمت نہ ہو سکا۔ اللہ تعالیٰ اس کو تباہی کو

معاف فرمادیں۔ اور اس سلسلہ عالی کی پوری تدریجاً حقیقتاً نصیب فرماتے

ہوئے اس کے فیض سے پورا پورا متمتع فرمادیں۔

باکریا کار با دشوازیست

گرچہ میں بہت نالائق ہوں اے شاہ جہاں

پر ترے در کو چھوڑ کر جاؤں کہاں !!

حفصہ الشیخؒ :- میں ۱۶ فروری سے جنگال کے سفر میں تھا۔ ۲۰ کو واپس پہنچا۔

الحمد للہ تعالیٰ خیریت ہے۔

مستر شہد :- حضرت والا کو اس چیز کا تو علم ہے ہی۔ کہ بندہ یہاں ایم۔ اے میں داخل

ہو چکا ہے۔ کورس کیونکہ کافی ہے۔ زیادہ اوقات اس میں لگانے پڑتے ہیں۔

مذہبی کتب تو ہیں نہیں نتیجہ یہ ہے۔ کہ میرا خالی دل جو پہلے ہی کسی کام نہ تھا۔

و ن بدن بیکار ہوتا جاتا ہے۔ ذات الہی کے دھیان کو چھوڑ کر یہی خیال چھانٹے

رہتے ہیں۔ دل و دماغ پر آگندہ رہتا ہے۔ جو ذکر کی دائمی کیفیت کا خیال تھا۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یا تو وہ میرے نفس کا فریب تھا۔ یا وہ نعمت چھین لی گئی ہے۔ (اللہم انی نعوذ بک من غضب)

الشیخ: حالات کے بدلنے سے ایسا ہوا ہے۔ اس کی فکر نہ کریں۔ تعلیم کے مشغلے کی نسبت یہ خیال کریں کہ یہ حصولِ رزق کی کوشش ہے۔ اس نیت سے یہ تعلیمی جدوجہد بھی عبادت ہی میں شمار ہوگی۔ با این ہمہ اوقات نماز و نوافل و ذکر کو قائم رکھیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہ نعمت آپ کو حاصل رہے گی۔ گو اس وقت دیگر مشاغل کی وجہ سے ذہول ہو گیا ہو۔

مسترشد: جب غور کرتا ہوں۔ تو ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ ابھی تک میرے دل میں جب مالِ دجاہ کے جراثیم چھپے ہوئے کہ کبھی ایسے وسوسوں کا ہجوم ہوتا ہے جن کا منشا یہی امراض ہیں۔ گو بجز اللہ و دام نہیں ہوتا۔ زیادہ ڈر اور خوف اس چیز کا لگا رہتا ہے۔ کہ جو عنایات بزرگوں کی اور اللہ کا فضل شامل حال رہا ہے۔ کہیں میری نابکاروں کی وجہ سے چھین نہ جائے۔

اب درپیرِ مغان چھوٹے نہیں

اس کی مٹی میں بھی فیضِ جام ہے

تاہم اللہ رب العزت کا یہ بڑا احسان ہے کہ معمولات و تہجد وغیرہ کا انعام ہو جاتا ہے (الحمد للہ کثیرا کثیرا) احوالِ دہی ہیں کہ کبھی تو بہت اُمید نبرد جاتی ہے۔ کبھی ناکارگی کے خیال سے ہمت پست ہو جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے خصوصی فضل سے ان تمام گھائیٹوں سے نکال کر اپنی رضا و قرب

والی زندگی سے ہمکنار فرمادیں۔ آمین۔

حضرت الشیخؒ :- ہمت پست نہ کریں، کام میں لگے رہیں۔

مسترشد :- والدہ ماجدہ، ہمیشہ رگن و احباب غلام مرتضیٰ دغیر سلام کے بعد دعا کے

متمنی میں۔ حضرت دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس (ایم۔ اے) کج استخوان میں باسانی

بہترین صورت کے ساتھ کامیاب فرمائے۔ آمین

دعاؤں کا طالب

سب تالائق

محمد اشرف غفرلہ

حضرت الشیخؒ :- سب کو میرا بھی سلام کہہ دیں۔

سید سلیمان ندوی

---

مستر شہد :- بخیر خدمت اقدس تلبہ و کعبہ ام سیدی دہلوانی حضرتہ المکرمہ دام ظلکم و مد فیوضکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرتہ الشیخ :- صدیقی المنص سبیل اللہ کم الطریق

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

مستر شہد :- اغلباً حضرتہ والا ڈھاکہ سے واپس تشریف لے آئیں ہوں گے۔ ڈھاکہ

کے واقعہ سے طبیعت بہت پریشان ہوئی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو تمام مخلوقات

کے شر سے اپنی حفاظت میں رکھے۔ اور آپ کی قدر دانی کی توفیق نصیب

فرمادے۔ آمین

حضرتہ الشیخ :- ڈھاکہ کے واقعہ سے افسردہ ہونے کی ضرورت نہیں

خدا شرے براگیزد کہ خیر ما دران باشد

میں مشرقی پاکستان سے ہندوستان ہو کر آیا۔

مستر شہد :- امید ہے مزاج گرامی بخیریت ہوں گے۔ یہ ذلیل و حقیر ایک عریضہ

اس سے پہلے کافی دن ہوئے خدمت عالی میں بھیج چکا ہے۔ لیکن ہنوز جواب

سے سرفراز نہیں ہوا۔

حالات میں کوئی خاص تبدیلی نہیں ہوئی۔ الحمد للہ تعالیٰ

۵ پارہا ہے تیرے درماں سے شفا بیمار دل!

حضرتہ الشیخ :- بجز اللہ تعالیٰ اچھا ہوں۔ ایک خط کا جواب پہلے جا چکا ہے

امید ہے کہ ملا ہوگا۔

متر شہزادہ۔ بفضل ایزدی معمولات کی پابندی کی عنایت ہو ہی جاتی ہے۔ آج کل امتحان کی تیاری کی وجہ سے عموماً ملفوظات و مواضع نہیں دیکھ رہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جو حقوق ہم پر لازم ہیں۔ ان میں اپنی کوتاہیوں کی وجہ سے طبیعت بعض اوقات از خود رفتہ ہو جاتی ہے۔ اور بہت پریشانی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ معاف فرمادیں اور اپنے ادا امر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پورے اتباع و ادائیگی حقوق کی توفیق بخشیں آمین بنا مجھ کو اپنا بھلا ماسوا کو !

حضرت الشیخؒ :- بھدا اللہ کہ کوئی شکایت کے قابل تبدیلی نہیں ہوتی۔ معمولات قائم رہیں اور منہیات سے احتراز رہے پھر عارضی قلت عمل مضر نہیں۔

متر شہزادہ :- تبلیغی سفروں کو آج کل ترک کیا ہوا ہے۔ شب جمعہ حضرات تبلیغ کے کہنے پر بیان و تقریر کر دیتا ہوں۔ جب دعوت دینے پر کھڑا ہوتا ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ کے فضل اور سامعین کی برکت سے ایسی باتیں بیان ہوتی ہیں جن پر عمل سے یہ بندہ عاجز عاری ہے۔ طبیعت کو کوفت ہوتی ہے کہ وہ کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں۔ بعض اوقات خیال ہوتا ہے۔ کہ دعوت پر اپنا عمل نہیں تو چھوڑ کیوں نہ دوں۔ لیکن اجاب منع کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ میرے شر سے پوری امت کو محفوظ رکھے۔ اور ہدایت کے دروازے پوری امت پر کھولے آمین

حضرت الشیخؒ :- کوئی حرج نہیں ہے۔ دوسروں کو ادس خیر کی دعوت دینا۔ پر گو آپ کا اب تک عمل نہ ہو، مگر نیت میں ہو۔ برا نہیں۔ کیا عجب آپ کے

لئے متحرک بن جائے، جو کہتے ہو وہ کرتے نہیں کے یہ معنی نہیں کہ جو خود  
تم نہ کرو وہ دوسرے سے نہ کہو۔ بلکہ یہ معنی میں کہ جو نہیں کرتے اس کا دعویٰ  
نہ کرو۔ غرض اس کا دعویٰ کرنا منع ہے۔ دعوت کرنا منع نہیں۔

مترشد۔ والدہ صاحبہ، ہمیشہ گان اجاب و متعلقین کی طرف سے بعد سلام  
درخواست دعا۔ غلام مرتضیٰ کی طرف سے بھی سلام قبول ہو۔ بندہ اپنی تمام دینی  
و دنیوی حاجتوں میں انتہائی دعاؤں کا محتاج ہے۔

حضرت والا مجھ سے آپ کا کوئی حق ادا نہ ہوا۔ احسانوں سے و باسیرت  
ہوں۔ لیکن اپنی کوتاہی اور نا بکاری ہر جگہ مانع آتی رہی۔ اندرون قلب سے  
معافی چاہتا ہوں اور نگاہ کرم کا طالب ہوں۔ فقط

بندہ حقیر ذنا چیز

محمد اشرف

حضرت الشیخؒ، سب کے حق میں دعائے خیر۔ میرا کوئی حق نہیں جو آپ نے تلف  
کیا ہو۔ اسکی فکر نہ کریں

سید سلیمان

۲۱ اپریل ۱۹۵۳ء

مسترشد

معرفت نصر اللہ اینڈ برادرز

بازار قصہ خوانی پشاور شہر

15-4-53

بخدمت اقدس قبلہ و کعبہ لم سیدی و مولانا حضرة المکرم دلم ظلکم و مد فیوضکم

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ۔ حضرت والا کے دو عدد شفقت نامے ملکر باعث  
اطمینان و تسلی ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ حضرت کی عافیت کی  
اطلاع ہوئی۔ اللہ تعالیٰ اس چشمہ فیض کو تاقیامت جاری رکھے کہ نامعلوم کن  
کن کی حیات اس چشمے سے وابستہ ہے۔

حضرت الشیخ

کراچی ۵

محب مکرم و مخلص اخلصکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ۔

مسترشد



حضرت والا۔ اپنی حالت کیا لکھوں۔ گناہوں کے انبار لگے نظر آتے ہیں۔ ہر ہر عیب اپنا کھل کر سامنے آتا جاتا ہے۔ اب تو یہ یقین ہو چلا ہے کہ میرے نفس سے خیر کی امید ہی مشکل ہے۔ اپنی حیثیت کے لحاظ سے اس سے سوا گناہ کوئی دوسری چیز سرزد ہو ہی نہیں سکتی۔ ہر ہر عضو گناہ سے لوث ہے اور اس پر اپنا کوئی قابو نہیں۔ گناہوں کی کثافت اور میرے اندرون کی حالت اگر دوسروں پر کھل جائے تو مجھے کوئی نزدیک تک نہ چھوڑے۔ لیکن قربان جاییے ستار العیوب کی پردہ پوشی کے کہ جسے نہ صرف اس گندگی اور گناہ کے مجموعہ کو چھپا رکھا ہے بلکہ گوناگوں رحمتوں اور احسانات کو جو ہر وقت اس بندہ قاصر پر ہوتے رہتے ہیں اور اس کے مقابل میں اپنی ناقدر حساسیوں کو دکھتا ہوں تو یہ یقین بڑھتا جاتا ہے کہ تمام دنیا میں میرا جیسا کوئی گنہگار نہ ہوگا جو اسقدر گوناگوں رحمتوں کے (باوجود) اسقدر نابکار اور گنہگار ہو۔

اللہ تعالیٰ کا لاکھوں اور کروڑوں بار شکر ہے کہ باوجود اپنی تمام آلائشوں اور گندگیوں کے اس احقر و ذلیل کو بزرگوں کے صدقے برابر فیوض و برکات سے نوازتے رہتے ہیں۔ ان سب نعمتوں کو اٹکا سمجھتا ہوں اور اپنا حق اور خوبی اس میں۔ محمد اللہ تعالیٰ نہیں پاتا بلکہ اب تو جب تک فنا کا حال بالکل غالب نہیں پاتا اور بالکل اپنی لاعلمی اور قطعاً ناجاننے کا خیال قلب و دماغ پر مستولی نہ ہو، دینی باہیں یا تقریر و بیان بھی کھل کر زبان پر نہیں آتا۔

### حضرت الشیخ

یہ حال خنزل نہیں بلکہ ترقی کی علامت ہے مگر اس سے مایوسی نہ پیدا ہو بلکہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خیر کا حسن ظن بھی قوی رکھا جائے۔  
یہ حال بہتر ہے۔

مستتر شد

اس سلسلہ میں ایک چیز اپنے عقیدے کی اصلاح کی نیت سے پوچھنا چاہتا ہوں۔  
سورۃ جمعہ کی پہلی آیتوں میں جہاں یہ الفاظ آتے ہیں ہو الذی بعث تا آخرین  
منہم لما یلتویہم۔ ان سے میرے دل میں یہ خیال جمتا جاتا ہے کہ آخرین میں  
امت کے قیامت تک آنے والے تمام طبقات شامل ہیں۔ اور حضور صلی اللہ  
علیہ وآلہ وسلم کی صفات تلاوت کتاب و تزکیہ و تعظیم کتاب و حکمت کا فیضان  
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی ذات عالی کے ذریعے اللہ تعالیٰ اس وقت بھی  
جاری فرمائے ہوئے ہیں۔ گویا صاف لفظوں میں یوں کہیں کہ آپکا فیض اب بھی  
امت کے قلوب کو پاک کر رہا ہے اور آپکے ذریعے اللہ تعالیٰ علوم نبوت کو بانٹ  
رہا ہے۔

حضرت الشیخ

بے شک شامل ہیں اور بے شبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات سے ہر امتی  
بقدر استعداد بہرہ ور ہوتا ہے اور ہوتا رہے گا مگر اسکو منصب نبوت سے کوئی  
تعلق نہیں کہ وہ بند ہو چکا۔ نبوت کے منصب کا دروازہ بند ہو چکا۔ یہی وہ نقطہ  
ہے جسکے سمجھنے میں غلام احمد قادیانی نے غلطی کی اور گمراہ ہوا اور ہزاروں کو گمراہ  
کیا۔

مستتر شد

یہ بات اسلئے میں نے تحریر کی کہ اکثر اوقات جب بیان کرتا ہوں تو ایسا معلوم  
ہوتا ہے گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ چیزیں قلب پر وارد ہو رہی ہیں گو  
فاعل حقیقی اللہ ہیں۔ بہر حال یہ معاملہ کیونکہ میرے گمان کا ہے۔ فساد عقیدہ کا  
اندیشہ ہے۔ حقیقت سے واقف فرما کر یادری فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور

پوری امت کو تصحیح عقائد، تحسین اعمال اور اپنی ہر وقت کی یاد کامل خلوص کے ساتھ عطا فرمائیں۔

حضرت الشیخ

ثیریہ تو ایک خیال ہے۔ اسکو دل سے نکال دیں اور صرف یہ سمجھیں کہ اللہ تعالیٰ میرے دل میں بتابع شریعت محمدی میرے دل میں یہ ڈال رہے ہیں۔

مسترشد

والدہ محترمہ، برادران، ہمشیرگان اور دیگر متعدد دوستوں کے طرف سے سلام اور درخواست دعا۔ غلام مرتضیٰ بھی خصوصی دعا کے طالب ہیں۔ فقط والسلام۔

دعاؤں کا طالب  
محمد اشرف

حضرت الشیخ  
سب کو سلام و دعا۔

سید سلیمان

۲۳ اپریل ۱۹۵۳

از پشاور

۲۶-۲-۵۳

مسترشدا، بخدمت اقدس سیدی و مولائی قبلہ و کعبہ ام حفصہ المکرمہ دام ظلکم و برؤضکم

السلام علیکم رحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرتہ الشیخ: محب صادق الوداد رزقکم اللہ تعالیٰ عرفانہ

السلام علیکم رحمۃ اللہ وبرکاتہ

مسترشدا :- حضرت والا کا مکرمت نامہ آج ہی مل کر باعث ہدایت ہوا۔

اللہ تعالیٰ میرے شرور سے مجھے اور پوری انسانیت کو محفوظ رکھے۔ آمین

حضرت والا - جہاں تک منصب نبوت کا تعلق ہے - بجز اللہ تعالیٰ

اس کے قطعاً ختم ہو جانے پر پورا پورا ایمان و یقین ہے اور اللہ تعالیٰ

کا فضل و احسان ہے کہ اس سلسلے میں دل و دماغ کسی و سوسہ کو بھی

برداشت نہیں کرتا۔ بہر حال میرے گذشتہ خط سے اگر کچھ ایسی بات

منہوم ہوئی ہے تو وہ میری تحریر کی غلطی ہے۔ جس پر میں اللہ تعالیٰ

سے معافی چاہتا ہوں۔ اور آپ سے معذرت کا خواستگار ہوں۔

حضرتہ الشیخ :- میں نے اس مسئلہ کو اس لئے صاف کر دیا کہ لوگ ان دونوں

کے فرق کو نہیں سمجھتے جس کی بنا پر قادیانی گروہ ہدایت سے محروم ہو گیا

جو چیز ختم ہے وہ منصب نبوت ہے اور جو چیز باقی ہے وہ کمالات و

مراتب نبوت ہیں۔

مسترشدا :- اللہ تعالیٰ میرے جلد گناہوں کو معاف فرمائے اور ہر اس عقیدہ

دعمل قول و فعل تحریر و تقریر سے محفوظ رکھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہوئے طریقے کے خلاف ہو۔

اللهم وفقني لما تحب وترضى من القول والحمل  
والنية والهدى ولا تكلني الى نفسى طرفه عين

حضرة الشيخ : آمین

مترشد ، حضرت والا کتہنگار ہوں۔ اپنے نفس پر قطعاً کوئی اعتبار نہیں بس

اللہ تعالیٰ ہی اس نابکار کو ہدایت کا عمل سے سرفراز فرماتے ہوئے جو

عقائد و احکام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنا کر تشریف لے گئے ان پر پورا

ایمان و یقین و عمل نصیب فرماتے ہوئے اس ایمان پر خاتمہ کرے جو

اللہ تعالیٰ کی درگاہ عالی میں مقبول ہو۔ اسی کی دعا اللہ تعالیٰ سے ہے اور

یہی درخواست بزرگوں سے ہے کہ ان کے طفیل سے اللہ تعالیٰ نے

اس طرف رہنمائی فرمائی تو اب محروم نہ کرے اور اپنی توفیقات و مرضیات

سے پورا پورا نوازے۔ آمین

حضرت الشيخ : اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراط مستقیم اور طریق حق پر قائم رکھے اور

اس پر خاتمہ کرے۔

مترشد :- حضرت والا۔ امید ہے۔ اس بندے کی کوتاہیوں کو معاف فرماتے

ہوئے خصوصی توجہات و دعاؤں میں ہمیشہ یاد رکھیں گے۔

حضرت الشيخ :- ہمیشہ آپ کے لئے دعائے خیر و فوز و فلاح ہے

مترشد :- بندہ کا ایم۔ اے (previous) کا امتحان ڈومینی سے شروع ہے

جہاں تک تیاری کا تعلق ہے کما حقہ نہیں ہو سکی اللہ تعالیٰ سے خصوصی

دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ امتیازی طور پر کامیاب فرمائے۔ آمین  
حضرت الشیخؒ :- اللہ تعالیٰ کامیاب فرمائیں۔

مستر شد :- مزاج گرامی کی خیریت سے بھی مطلع فرمادیں۔ صوفی ادریس صاحب  
پشاور آئے تھے۔ ان سے ملاقات ہوئی تھی۔ تبلیغی اجتماع کی دعوت  
تھی لیکن کراچی میں اپنی معذوریوں کی وجہ سے نہ جاسکا۔ اجاب پورا  
زور دیتے رہے۔ اتنی قوی دعوت کے انکار سے بھی ڈر لگتا ہے لیکن  
مجبور ہوں۔ اللہ تعالیٰ معاف فرمائے۔

حضرت الشیخؒ :- الحمد للہ خیریت ہے۔ صوفی ادریس صاحب پشاور روز ہوتے  
کہ یہاں واپس پہنچ گئے۔

مستر شد :- بھائی غلام مرتضیٰ صاحب بھی سلام لکھنے کا ہمیشہ کہتے ہیں۔ والد  
صاحب مکرم ہمشیرگان و دیگر اجاب کی طرف سے بھی درخواست دعا و سلام  
فقط والسلام

طالب نگاہ و دعا۔ بندہ حقیر و ناکارہ

محمد اشرف غفرلہ

حضرت الشیخؒ :- غلام مرتضیٰ کو بھی سلام کہہ دیں اور اپنی والدہ و ہمشیرہ گان کو  
بھی دعائے خیر و سلام پہنچادیں۔

والسلام

سید سلیمان ندوی

۱۵ شعبان ۱۳۷۲ھ

مکتوب نمبر ۴۹

مسترشد

۱۵ رمضان المبارک ۱۳۷۲ھ

معرفت ایم نصر اللہ اینڈ برادرز

بازار قصہ خوانی پشاور شہر

29-5-53

بخدمت اقدس مکرری ومعتسی قبلہ وکعبہ ام دلم ظلکم و مد فیوضکم  
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید ہے حضرت والا مع متعلقین بخیر وعافیت  
ہونگے اللہ تعالیٰ انکے سایہ کو مع عافیت ہمیشہ قائم رکھے جو ہماری قلبی حیات کا  
سبب و ذریعہ ہے حضرت والا کا خیال بہت زیادہ مستولی رہتا ہے نمازوں تک  
میں یاد آجاتی ہے۔ گو اندیشہ پیدا ہوتا ہے کہ ذات کے تصور کے ساتھ یا انکے  
ذکر کے علاوہ غیر کا استحضار مناسب نہیں لیکن کیا کیجیے۔

اے فاقب از نظر کہ شدی ہمنشین دل

می ہیجت عمیاں و دعای فرشتت

اللہ تعالیٰ ہر آن اپنی رضا و قرب کے ساتھ اپنا دھیان و فرمانبرداری نصیب فرمادیں

آمین۔

حضرت الشیخ

۲۰ رمضان المبارک ۱۳۷۲ھ

کراچی ۵

انسی فی اللہ زادکم اللہ تعالیٰ عرفاناً

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ الحمد للہ تعالیٰ شیریت ہے یہ صرف آپکی محبت کا کرشمہ ہے اپنے اختیار اور ارادہ سے تصور جمانا غلط ہے اگر از خود ہو جائے تو کوئی حرج نہیں۔ یہ ایک حال ہے جسکا ذکر میرے ایک شعر میں بھی ہے

بجہ طرف کعبہ ہے دل تیری طرف ہے  
اب قبلہ بھی اے قبلہ نما بھول گیا ہوں

مسترشد

حضرت والا رمضان المبارک نصف کے قریب جا چکا، کمانے والوں نے خوب کمایا ہوگا۔ گو محمد للہ تعالیٰ اللہ کا احسان ہے کہ معمولات و تراویح و قرآن کریم کا احسان اس ناکارہ پر ہو جاتا ہے تاہم حق یہ ہے کہ کوئی بھی حق ادا نہیں ہو سکا۔ قلب کو بعض اوقات ذات کی معیت یا استحضار کے ساتھ جنت جیسی کیفیت محسوس ہوتی ہے اور جی چاہتا ہے کہ ہر وقت ان میں گم رہے اور اپنے قلب کی گھرائیوں میں انکا مشاہدہ کرتا رہے۔ کبھی ایسے ہی دل و دماغ پر چھا جاتے ہیں اور اطمینان نصیب فرمادیتے ہیں۔ لیکن یہ حالت جب ہی ہوتی ہے جب وہ چاہتے ہیں عموماً یہ حالت نہیں ہوتی قلب کو خالی بغیر ذوق و محبت کے پاتا ہوں۔ جی چاہتا ہے کہ کسی وقت جدائی نہ ہو۔

ہر تمنا دل سے رخصت ہو چکی

اب تو آجا اب تو خلوت ہو چکی

ہو چکی کے مقام کے کھنڈے کے اپنے آپ کو قابل نہیں پاتا۔ حقیقت نہیں ہے آرزو ہے کہ اگلے سوا کسی کو نہ پاؤں گو اپنا یہ مقام نہیں لیکن۔

باکریا کاربا دشوار نیست

نوازنے والا جس نے اس ہیج کار و نالائق کو یہ تمنا نصیب فرمائی، بہت ممکن ہے کہ



۸۹۹

بزرگوں کے صدقہ اسکی کرم فرمائی بھی فرمادے وماذک علی اللہ بعزیز۔

حضرت الشیخ

کی حسرت بھی قیمتی ہے

دائمی حضوری بھی انشاء اللہ تعالیٰ کبھی حاصل ہوگی۔ لیکن اس وقت بھی جو کچھ حاصل ہو جاتی ہے شکر یہ کے قابل ہے۔ شکر سے نعمت کی زیادتی ہوتی ہے۔

مسترشد

بہر حال حالات کی نگارش سے اصلاح و توجہ مقصود ہے کہ حضرت کے احسان و برکات بہر وقت اپنے میں نمایاں پاتا ہوں اور یہ اللہ کا فضل ہے کہ اس گنہگار و ناکارہ کو ایک ایسی عالی درگاہ سے وابستہ کر دیا جسکا اپنی استعداد و حالت کے لحاظ سے تصور بھی ناممکن تھا۔ اللہ تعالیٰ آپ کے حقوق کی ادائیگی کی توفیق عنایت فرمادے اور آپکے فیوض و برکات سے پورا پورا حصہ نصیب فرمادیں آمین۔

حضرت الشیخ

میری نسبت آپ جو کچھ ظاہر کرتے ہیں وہ صرف آپکا حسن ظن ہے باقی بیچ ہے ممکن ہے کہ آپکی طلب کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ جھکو واسطہ محض بنا کر آپکو بیش در بیش عطا فرمائیں۔

مسترشد

حضرت والا اپنے اعمال پر جب نگاہ ڈالتا ہوں تو سو اگنا ہوں اور کوتاہیوں کے کچھ نظر نہیں آتا۔ اپنے شر سے دوسروں کے متعلق بھی خطرہ پیدا ہوتا ہے کہ میں کسی کی گمراہی کا سبب نہ بن جاؤں۔ حضرت والا دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر مع جمیع امت مسلمہ کے ہدایت کے دروازہ کشادہ فرمادے اور مرتے دم تک اور بعد مرگ بھی مجھے کسی کی بھی گمراہی کا سبب نہ بنائے کہ اپنے شر نفس سے سخت

خطرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ وہی کرائے اور کھلوائے جس میں ایسی رضا و خوشنودی ہو اور  
کامل ایمان پر خاتمہ کرے آمین۔

حضرت الشیخ

یہ ڈر بالکل بجا ہے اور ہمیشہ اس سے ڈرتے رہنا چاہیے۔

مسترشد

رمضان سے بیشتر خواب میں شاہ عبدالقادر جیلانیؒ کو دیکھا کہ وہ ایک نہایت  
عالیشان لباس میں ایک دوسرے شخص کے ساتھ ایک پہاڑی و پتھریلی دشوار  
زمین پر چڑھ رہے ہیں میں بھی انکے ساتھ ساتھ پیچھے پیچھے جا رہا ہوں یہاں تک کہ  
ایک خطرناک پل سا آتا ہے اس پر سے وہ دونوں حضرات گزر کر ایک میدان  
میں پہنچ جاتے ہیں اور میں ادھر کھڑا انہیں صاف دکھ رہا ہوں۔ وہ بیان فرما رہے  
ہیں۔ بات کوئی یاد نہیں رہی لیکن چند باتوں کے کہنے کے بعد بار بار سجدے میں  
گر جاتے ہیں اور پھر اٹھ کر بیان شروع کر دیتے ہیں۔

(اللہ تعالیٰ بہتر فرمادے)

میرا ایم اے سال پنجم کا امتحان ہو گیا کامیابی کی دعا کی درخواست ہے والدہ  
صاحبہ برکت کیلئے تلاوت قرآن کی اجازت چاہتی ہیں۔ والدہ صاحبہ، ہمشیرگان،  
غلام مرتضیٰ اور احباب کی طرف سے درخواست دعا و سلام۔ حضرت والا رمضان  
کے خصوصی اوقات کی دعاؤں میں یاد فرمائیں اور خصوصی توجہ سے نوازیں فقط

گنگار روسیہ

رحمت کا طالب

محمد اشرف

حضرت الشیخ

اللہ تعالیٰ کامیاب فرمائیں۔ اجازت کی حاجت نہیں لیکن ان کی دل دہی کی غرض  
سے میری اجازت ان تک پہنچائیں۔ سب کو دعائے خیر۔

سید سلیمان

اذکراچی

۳۰-۴-۵۳

بخدمت اقدس قبلہ و کعبہ ام سیدی و مولائی حضرت المکرم و ام ظلمکم و دینو منکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

نورۃ الشیخ :- السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ترشد :- جیسا کہ حضرت والا کو معلوم ہے کہ یہ فقیر اپنی اصلاح نفس کے ارادہ

سے چالیس دن کے لئے اللہ تعالیٰ کے راستہ میں نکلا ہوا ہے۔ نکلنے کا

مقصد یہ ہے کہ کسی طرح میرا گندہ نفس سدور جلتے اور ظاہر اوباطناً اللہ

تعالیٰ کے احکامات کی پوری پوری پابندی حسن نیت و دھیان الہی کے ساتھ

نصیب ہو جائے۔ جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے۔ حقیقت یہ ہے

کہ انتہائی کمزور و ناتواں ہوں۔ نہ کوئی صلاحیت ہے۔ نہ کوئی خوبی۔ بس ایک

تتناوار ارادہ ہے کہ کسی صورت اللہ تعالیٰ میری کوتاہیوں کو وہ گذر فرماتے

ہوتے اپنی رضا سے ہم کنار کر دیں۔ اور دینداری کی زندگی کے ساتھ حسن

خاتمہ نصیب فرمادیں۔

فرہ الشیخ :- اس مقصود کی خاطر گھر سے نکلنا مبارک باد کے قابل ہے۔ اور

اپنے نفس کے متعلق یہ خیالات بھی مناسب ہیں۔ لیکن اپنی کمیوں اور اپنے

نقائص کے متعلق مجمل و مبہم بیان۔ علاج کے لئے کافی نہیں ہے۔ آپ اپنے نفس

کے متعلق غور کیجئے۔ اور متعین کیجئے کہ وہ نقائص کیا ہیں۔ تاکہ ان کا علاج کیا

جاسکے جس طرح طیب سے صرف یہ کہنا کافی نہیں کہ میں بیمار ہوں۔ جب تک یہ نہ بتائے کہ کیا کیا بیماریاں اور کیا کیا تکلیفیں ہیں۔ کھانسی ہے۔ درد سر ہے۔ ضعف معدہ ہے۔ بے خوابی ہے۔

مترشد :- حضرت والا! اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ معمولات کی حتی

المقدور پابندی کرا دی جاتی ہے۔ یہ ان کی مہربانی ہے۔ تاہم اپنے میں ہزاروں

کو تاہم محسوس کرتا ہوں۔ قلب کی حالت درست نہیں۔ کبھی تو اللہ تعالیٰ

کی طرف متوجہ رہتا ہے۔ اور کبھی دوسری چیزوں میں مشغول۔ برائی کا مادہ

ابھی ضعیف نہیں ہوا۔ گناہوں کا اندیشہ لگا رہتا ہے۔ کہ بعض اوقات معامی

کا میلان طبیعت میں پاتا ہوں۔ گو بجز اللہ تعالیٰ فوراً استغفار وغیرہ پڑھتا

ہوں۔ تاہم گناہوں سے بچنے کی توفیق چاہتا ہوں۔ کہ اپنے نفس پر اطمینان

نہیں۔ اور لغزش ہو جاتی ہے۔ ان تمام احوال کے لکھنے سے غرض اصلاح

احوال کی طلب اور حضرت والا کی خصوصی توجہ و دعا کی نیت ہے کہ یہ ناکارہ

کسی صورت سنور جائے۔ اللہ تعالیٰ نے بزرگوں کے صدقے ہمیشہ احسان فرمایا

ہے۔ آئندہ بھی انہیں کی دعا و نگاہ کا طالب ہوں۔

خسر وغریب است و گدا افتادہ در کوئے شما

شاید کہ از بہر خدا سوزے غریباں بسگری

اپنی نابکاریوں کی وجہ سے توجہ کا زیادہ محتاج ہوں کہ نیکے زیادہ رحم کے قابل

ہوتے ہیں۔

فرۃ الشیخ :- دعاء گوہوں :

شہدہ۔ حضرت والای عیسیٰ و صحبت کے اداب کی بھی رعایت نہیں ہو سکتی  
گستاخوں کی معافی چاہتا ہوں۔ بہت کوشش کرتا ہوں۔ کہ خاموش و مؤدب  
بیٹھوں۔ لیکن شرارت نفس سے مجبور ہو جاتا ہوں۔ اور ادھر ادھر کی باتیں  
شروع کر دیتا ہوں۔ جس کا بعد میں احساس بھی ہوتا ہے۔ لیکن پھر وہی غلطی  
سوزد ہو جاتی ہے۔ عضو درگزر کا طالب ہوں۔

حضرت الشیخؒ :- اس میں کوئی حرج نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس کا بھی  
یہی حال تھا کہ صحابہ کبھی دنیا کا حال بیان کرتے تھے تو حضورؐ بھی کرتے تھے۔  
ستر شہدہ :- پشاور آتے ہوئے والدہ صاحبہ نے، میری تینوں بہنوں نے اور دو  
کئی احباب نے خصوصی دعاؤں کے لئے کہا تھا۔ دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ  
ہم سب کی جملہ پریشانیوں کو دور فرما کر ہماری جملہ حاجات کا کفیل فرماتے  
ہوئے اپنی ذات کے ساتھ اطمینان نصیب فرمادیں۔ بعض نے قرضوں  
سے خلاصی اور وسعت رزق کے لئے دعا کا کہا تھا۔ اسی طرح والد صاحب  
نے ہمشیرگان کی جلدی اور اچھی جگہ پر شادی ہونے کی دعا کیلئے کہا تھا۔  
امید ہے ان سب کے لئے دعا فرما کر احسان فرمادیں گے۔ والسلام  
دعاؤں کا طالب بندہ محتاج

محمد اشرف

بھلا شیخؒ :- ان سب کیلئے دعا ئے خیر کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ پریشانیاں دور فرمائیں  
شہنشاہوں کے قرض ادا ہوں۔ تاکہ خدا اور کیوں کی مناسب کفو میسر آئیں۔

والسلام۔ سید سلیمان

مسترشد

پشاور شہر

30-8-53

بخدمت اقدس قبلہ و کعبہ ام سیدی و مولانا حضرتہ المکرم دام ظلکم  
السَّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ امید ہے حضرت والا کے مزاج گرامی مع اہل خانہ  
کے خیریت ہونگے۔ اللہ رب العزت آپکے سایہ کو ہم ضعیفوں کے سر پر ہمیشہ  
رکھے اور پوری امت کو آپکے فیوض و برکات سے مستمع فرمادے آمین۔ بندہ کراچی  
سے جہلم ہوتے ہوئے پشاور پہنچا اور پھر کچھ دن کے لئے چراٹ چلا گیا۔ اس متواتر  
سفر نے گو عملاً خدمت اقدس میں حاضری کا موقع نہ دیا لیکن قلبی حاضری اکثر تیسرے  
رہی۔

خدا جانے مجھے کیا دیکھے ساتی نے پلا دیا ہے  
وہ جتنا دور ہو پھر بھی نظر آتا ہے محفل میں

حضرت الشیخ

کراچی

محب مخلص رضی اللہ تعالیٰ عنہم و اصلح احوالکم

السَّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ الحمد للہ خیریت ہے۔ ادھر ایک ہفتہ کے لئے بخار  
آ گیا تھا۔ بخار تو ایک ہفتہ کے بعد اتر گیا مگر ضعف غالب ہو گیا جو اب رفتہ رفتہ  
کم ہو رہا ہے۔ بحمد اللہ تعالیٰ۔ آپکا یہ تاثر آپکی محبت فی اللہ کا نتیجہ ہے۔

مسترشد

حضرت والا اللہ رب العزت کا انتہائی شکر گزار ہوں کہ خدمت اقدس میں

حاضری کا موقع نصیب فرمایا اور گوناگوں فیوض سے بہرہ مند فرمایا۔ یہ اسکا احسان ہے ورنہ کہاں میں اور کہاں بزرگوں کی صحبت۔ حضرت کی خدمت کی حاضری سے قلب میں بحمد للہ تعالیٰ بہت تبدیلی پاتا ہوں۔ حقیقت ہے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت والا کی آخری صحبتوں سے گو یا دل کی کا یا پلٹ گئی ہے ایک سوز، رافت، انابت اور دھیان کی کیفیت رہتی ہے۔ اسباب پر سے نگاہیں اٹھتی جا رہی ہیں اور اللہ رب العزت کے فاعل حقیقی ہونے کا خیال دن بدن بحمد للہ تعالیٰ جتا جا رہا ہے۔ دنیا سے بے رغبتی اور عمومی میل جول سے بیزاری کی سی کیفیت پارہا ہوں۔ ذکر و اشغال میں جو رسمی کیفیت سی پیدا ہو گئی تھی اس میں اب پھر توجہ و استخفاف کا غلبہ ہے۔ صفات الہی پر یقین بحمد اللہ بڑھ رہا ہے۔ پشاور پہنچنے پر لیگ کی سکرٹری شپ سے بھی استعفی دے دیا ہے گو ابھی منظور نہیں ہوا۔

### حضرت الشیخ

یہ سب احوال مبارک ہیں مگر اصل شے اتباع احکام الہی کا اہتمام ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فاعل حقیقی ہونے کا اذعان توحید افعالی ہے جسکے بغیر توحید کامل نہیں ہوتی۔

### مسترشد

کراچی سے واپسی پر حضرت والا کے کچھ ملفوظات اپنی یادداشت سے لکھے ہیں۔ ایک دفعہ حضرت آدالا نے فرمایا تھا کہ مولانا تھانوی رحمہ اللہ ویرکاتہ کے جو لوگ ملفوظات جمع کرتے تھے حضرت کی نظر سے گزر دالیتے تھے۔ اگر اجازت ہو تو اپنی اس یادداشت کو جو مختصر اور ایک دو صحبتوں کی ہے حضرت والا کی نظر سے گزارنے کیلئے بھیج دوں کہ کمی و بیشی جو میرے ادائیگی سے ہوتی ہو دور ہو جائے۔



مسترشد

باقی جملہ خیریت ہے ہر وقت نظر کرم کا طالب اور ہدایات کا امیدوار ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس چشمہ فیض کو ہم تشنہ کاموں کیلئے ہمیشہ باقی رکھے اور ہمیں پوری پوری شادابی اس سے نصیب فرمادے آمین۔

حضرت الشیخ

نظر ہر وقت اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم پر چلتے۔ انسان کے بس میں کیا ہے جو کسی انسان کو دے سکے۔

مسترشد

حضرت والا! شیخ کے حقوق کی ادائیگی کی بہتر صورت کیا ہے اور اسکے فیض سے پورا پورا فائدہ کسی طرح میسر آسکتا ہے؟

حضرت الشیخ

اسکے حقوق کی ادائیگی یہی ہے کہ اسکے ہدایات کو جو تحت شرع ہوں۔ بجالانے کی کوشش میں لگا رہے۔

مسترشد

والدہ صاحبہ ام کی حضرت والا سے بیعت کی کوئی صورت ہو سکتی ہے یا نہیں؟ خواہش کرتی ہیں جیسے ارشاد ہوانے عرض کر دوں۔  
والدہ صاحبہ ہمیشہ رگان احباب کی طرف سے سلام و در خواست دعا۔

فقط ہدایت کا طالب

بندہ ناچیز

محمد اشرف

حضرت الشیخ

بیعت ضروری شے نہیں تاہم اگر اونکو اصرار ہو تو خط کے ذریعہ ہو سکتی ہے  
والدہ اور ہمشیروں کی لئے دعائے خیر۔

والسلام

سید سلیمان

یکم محرم الحرام ۱۴۱۳ھ

محمد اشرف معرفت

ایم نصر اللہ اینڈ برادرز جنرل مرچنٹس

بازار قصبہ خوانی پشاور شہر

3-11-53

بخدمت عزیز القدر برادرم سلمان صاحب دام ظلکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ تکلیف وہی کا سبب اس لئے بن رہا ہوں کہ  
ایک مدت سے حضرت والا مدظلہ کے خیریت معلوم نہ ہو سکی۔ دو عریضہ  
حضرت والا کی خدمت میں بھیجے جو اب سے محروم رہا۔ مجھے حضرت والا کی  
صحت کے متعلق تشویش ہے خدا نخواستہ مزاج گرامی ناساز ہوں اسلئے برائے  
سہرمانی حضرت والا کی خیریت سے یو ایسی جواب دیکر انتہائی ممنون فرماویں۔  
حضرت والا کی خدمت میں احقر کا بہت بہت سلام اور درخواست دعا عرض  
کندہ کیجئے۔ امید ہے جو اب سے محروم نہ فرماویں گے

برادرم عالم صاحب کی خدمت میں سلام

فقط آپکا بھائی

عاجز محمد اشرف غفر لہ

پشاور

جواب حضرت سے موصول ہوا

کراچی

عزیز مکرم رزقکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ الحمد للہ تعالیٰ کہ ڈھائی ماہ کی علالت کے بعد  
افاقہ ہے۔ اصل مرض تو بہت حد تک زائل ہو چکا ہے مگر ضعف غالب ہے  
چلتے پھرنے کی ممانعت ہے۔ ابھی تک بیٹھک میں نمازیں پڑھتا ہوں۔

آپ کے خطوط آئے تھے جواب نہ جاسکا۔ سلمان میاں کو بھی دو روز سے بخار

آ رہا ہے آج مجبوراً میں لکھ رہا ہوں

میری صحت کاملہ کے لئے دعا کیجئے والسلام

سید سلیمان

۷ نومبر ۱۹۵۳ء

## مکتوب نمبر 1

(بنام ہمیشہ صاحبہ محمد اشرف)

عزیزہ من۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

آپ کے خط پانے سے خوشی ہوئی۔ آپ کو چاہیے تھا کہ اپنے اس خط پر اپنے سہماتی صاحب سے دستخط کرا لیتیں۔ یا اپنا تعارف کرا لیتیں۔ گو زبانی محمد اشرف خان سے آپ کا حال معلوم ہو گیا۔ دوسرے یہ کہ آپ اپنا نام نہ لکھیں۔ اس کی جگہ ہمیشہ اشرف لکھ دیا کریں۔ دوسری خوشی اسکی ہوئی کہ اس کم سستی میں آپ کو اپنی اصلاح کا خیال پیدا ہوا۔

غصہ بری چیز نہیں۔ غصہ کا محل استعمال اچھا یا بُرا ہوتا ہے جب غصہ آئے اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم چند مرتبہ پڑھ لیجئے اور وضو کر لیجئے۔ یا لیٹ جلیئے۔

اللہ تعالیٰ آپ کے حق میں یہ سب دعائیں قبول فرمائیں۔

اپنا نام ہمیشہ اشرف کر کے میرے خط میں لکھا کیجئے۔

اپنا نام نہ لکھیئے۔

اللہ تعالیٰ آپ کے ادہام کو دور فرمائیں۔

آپ حضرت سحانویؒ کے مواعظ پڑھا کریں۔ فائدہ ہوگا۔

اور نمازوں کو پابندی سے ادا کریئے۔ اور تلاوت کیا کریں۔ اور

اور مناجات مقبول روزانہ پڑھا کریں۔

فقیر الی اللہ تعالیٰ  
سید سلیمان



مکتوب نمبر ۲

(بنام ہمیشہ صاحبہ محمد اشرف)

آپ کی اس ہمدردی کا شکریہ۔ بحمد اللہ تعالیٰ خیریت ہے  
اللہ تعالیٰ آپ کو بامراد رکھے۔ اور اپنا بنائے۔

والسلام

سید سلیمان

۲، اگست ۱۹۵۲ء

ستینہ © جینت

۱: یعنی غصہ کا مادہ فی نفسہ برا نہیں۔ (اشرف)

۲: وہ دعائیں جو راقم خط نے تحریر کیں۔

۳: یہ مکتوب ۱۱/۵ کے راقم خط کے عریضہ میں آیا۔ غالباً

تاریخ تحریر ۱۲/۱۲/۵۱ ہوگی

۴: یہ والا نامہ ہمیشہ اشرف کے اس خط کے جواب میں آیا جس میں موصوفہ نے

حضرت والارحمہ اللہ تعالیٰ کی علالت پر مزاج پرسی کی تھی۔ (اشرف)

# استفسار و جواب

## فن تصوف

اور  
محدثین و صوفیہ میں تطبیق کی راہ!

جناب عبدالرحمن صاحب متعلم  
پرنس آف ولیز کالج جنوا کشمیر

محترمی جناب سید صاحب مد فیوضہ

السلام علیکم۔

جب سے آپ کی ذاتِ گرامی سے غائبانہ تعارف ہوا ہے۔ اسی وقت سے یہ شوق و امن گیر رہا ہے کہ خط و کتابت ہی کے ذریعہ آپ سے کچھ استفسار کیا جائے۔

اپنے دینی شعور کی ابتداء ہی سے میں نے انفرادی اور اجتماعی زندگی کے ہر مسئلہ میں کتاب و سنت ہی کو معیارِ حق اور دلیلِ راہ بنایا ہے۔ اور خدا کا شکر ہے کہ فقہی مسائل میں مسلمانوں میں جو اختلاف پایا جاتا ہے اس کی نوعیت کو کسی حد تک سمجھ سکتا ہوں۔ اور ان مسائل میں "اہلِ ظاہر" اور "اصحابِ رائے" کے بینِ بین کی راہ یعنی "فقہاءِ محدثین" یا "اصحابِ حدیث" کے مسلک کی ترجیح کا قائل ہوں، لیکن جو اختلاف محدثین اور

صوفیائے کرام میں پایا جاتا ہے۔ اسکی حقیقت کے سمجھنے میں ابھی تک پریشان ہوں، اور اس الجھن سے نکلنے کے لئے سیرت نگار رسول ہی کی راہ نمائی کی ضرورت ہے، اور وہ سوال یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باطنی اور روحانی زندگی کے حالات و کیفیات کے بیان کرنے میں محدثین عظام اور صوفیائے کرام میں کس کی ترجمانی زیادہ صحیح ہے۔ اور آپ کی پاک زندگی کے اس شعبہ کے علم و عمل کے جاننے میں کون سا گروہ حقیقت کے زیادہ قریب پہنچ سکا ہے۔ اور ان میں سے کس جماعت کا راستہ حق کا راستہ ہے؟ اگر یہ دونوں گروہ ہی افراط و تفریط سے نہیں بچ سکے، تو اہل حق کون ہیں، اور اصحاب اقتصاد کا طریق کیا ہے، اور اس مسئلہ کے آئندہ کون کون بزرگ ہیں؟ اسی سوال سے متعلق چند ایک سوالات ہیں جنہیں نمبر وار درج کرتا ہوں۔

- ۱- الاحسان ( الاحسان ان تعبد اللہ کانک تواد الخ الحیرث) کی غایت کیا ہے؟
- ۲- کتاب اللہ کی تعلیم اور اسوۂ حسنہ رسول اللہ میں الاحسان کے حصول کا طریق کیا ہے
- ۳- کیا الاحسان کے حصول کے لئے بیعت کرنا لازم ہے۔ اور اس کے بغیر الاحسان کا حصول ممکن نہیں۔

۴- زمانہ نزول قرآن کی عربی زبان قرآن مجید اور احادیث رسول اللہ میں بیعت کا مفہوم کیا ہے؟ عہد جاہلیت میں اس کی غرض و غایت کیا تھی اور پھر اسلام میں کیا ہوئی؟

- ۵- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے افراد صحابہ سے الگ الگ مختلف اوقات



میں جو بیعت لی۔ اس کا اقرار اور فرض و غایت کیا تھی؟ اور جو پوری جماعت صحابہ سے مختلف اوقات میں لی اس کے اقرار کے الفاظ اور غرض نہ تھی کیا تھی؟ کتب حدیث میں ان کے نام اور اقرار کے جو الفاظ ہیں وہ کیا ہیں؟ عہد خلفائے راشدین میں اس انفرادی اور جماعتی بیعت کا کیا حال ہے؟ صحیفائے کرام جو بیعت لیتے ہیں، کیا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے؟ کیا اس کی نظیر سنت میں ملتی ہے، اور کیا یہ عہد رسالت میں عہد خلافت راشدہ سے ہی رائج چلی آتی ہے؟ رسالت کے بعد کے دوروں میں اسکی کیا حالت رہی؟

میں اگرچہ ”اصحاب الحدیث“ کے مسک کو راجح سمجھتا ہوں، لیکن ”اہل حدیث“ کے نام سے ملک میں جو جماعت پائی جاتی ہے، وہ ایک طرف تو الاسلام کی بنیادی اور مرکزی دعوت کی علم بردار نظر نہیں آتی اور صرف فقہ کے چند اختلافی مسائل ہی اس کی دعوت کا مرکز ہیں۔ جن کی طرف وہ سب کو بلاتی ہے، اور دوسری طرف یہ کہ جن بزرگوں کی طرف اپنی نسبت کرتی ہے، جہاں ان کی زندگی کا حقیقی مقصد اور ان کی دعوت کا مرکزی نقطہ اس کی نظر سے اوجھل ہو گیا ہے۔ وہاں ان بزرگوں کی زندگی کا ایک خاص پہلو تو خاص طور پر نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ اور وہ ان کی زندگی کا روحانی حصہ اور نبوت کی وراثت کا باطنی پہلو ہے۔ اور یہ شاید اس لئے لکھ گیا ہوں کہ میرے سامنے ہمیشہ اسی کی نقاب کشائی کی جاتی رہی ہے۔ کیونکہ میں نے جس ماحول میں آنکھیں کھولیں، اس میں فقہ کے اختلافی

مسائل کا اتنا چچا تو نہ تھا۔ البتہ سید احمد بریلوی اور مولانا اسمعیل شہید دہلوی سے لیکر مولانا غلام رسول (ساکن قلعہ میہان سنگھ ضلع گوجرانوالہ پنجاب) اور العاف باللہ مولانا عبداللہ غزنوی اور ان کے صالحین فرزندوں تک کی کرامات، ترکیہ نفس، روحانی بلندی، اور انابت الی اللہ کی حکایات ہر چھوٹے بڑے کی زبان پر ضرور تھیں۔

اگرچہ میں نے اپنے بچپن میں اپنے ہی خاندان کے وہ بزرگ جو ان بزرگوں سے مستفیض تھے دیکھے۔ مگر میرے ہوش سنبھالنے تک وہ ایک ایک کر کے رخصت ہو گئے۔ اور اب صرف ان کی زبانی حکایتیں سنانے والے ہی باقی رہ گئے تھے جو مزے لے لے کر بزرگوں کی کہانیاں سناتے تھے، تاہم اس کا اثر یہ ہوا کہ بچپن ہی میں مجھے حضرت امیر المؤمنین سید احمد شہید اور مولانا شہید سے عقیدت ہو گئی اور پھر انہی کی عقیدت نے میرے دل میں مولانا عبداللہ غزنوی اور ان کے خاندان سے محبت کا ایک خاص جذبہ پیدا کر دیا۔

میں نے عربی اس لئے پڑھنی شروع کی تھی کہ مجھے قرآن مجید کا فہم نصیب ہو۔ لیکن افسوس کہ جب انٹرمیڈیٹ تک پڑھ کر بھی قرآن مجید کی زبان نہ آئی، تو قرآن مجید کیونکر سمجھ میں آئے، قرآن مجید سے مجھے جو دلچسپی ہے اس کا تقاضا یہ ہے کہ قرآن فہمی اور مطالب قرآن کو حاصل کرنے لئے بھی آپ سے ہدایت اور مشورہ حاصل کروں۔

قرآن فہمی کے لئے سامان پیدا کرنے کی ذمہ داری سب سے پہلے

”دارالمصنفین“ پر عائد ہوتی ہے بلکہ جہاں تک جلد ممکن ہو عملی طور پر ندوۃ العلماء میں، اس طریق پر قرآن مجید پڑھانے کا انتظام کیا جائے کہ قرآن فہمی کی راہ آسان ہو جائے۔

## الجواب

محرم زادکم اللہ علماً وعملاً

السلام علیکم۔ آپ کا خط پا کر مجھے بڑی خوشی ہوئی، کیونکہ ایک مدت کے بعد مجھے ایسے کسی خوش خیال نوجوان سے مکاتبت کا اتفاق ہوا۔ آپ جس راہ پر ہیں، وہ بالکل ٹھیک ہے، بشرطیکہ اس راہ اور ارادے کے مطابق آپ کو عقیدہ اور عمل کی سعادت بھی حاصل ہو، اور انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا، سجد اللہ کہ آپ نے فقہاء اور محدثین کے درمیان تطبیق کی راہ پالی ہے، تو اب محدثین اور صوفیہ کے درمیان راہ پانا بھی مشکل نہ ہوگا۔

محدثین میں بھی صوفیہ گزرے ہیں۔ امام ابن حنبل، عبد اللہ بن مبارک، امام بخاری و مسلم و ترمذی سب ہی صوفی حقیقی تھے اور اصطلاحاً محدثین میں امام قیشیری صاحب رسالہ قیشیریہ، ابوالعیم اصغہانی صاحب حلیۃ الاولیاء، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی طریق قادریہ کے بانی حنبلی المشرّب اور ٹھیٹھ محدث تھے، ان کی کتاب غنیۃ الطالبین چھپی ہوئی ہے، اور آپ پڑھ سکتے ہیں۔ حافظ ابن قیم کی صوفیت پر ان کی کتاب منازل السائرین و مدارج السالکین گواہ ہے، اسی طرح

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی ہیں۔ ان کے مکتوبات کا مطالعہ آپ کر سکتے ہیں، حضرت شاہ ولی اللہ اور ان کے اخلاف صدقِ محدثین دہلی بھی صوفی تھے، اور ان کی تصانیف موجود ہیں، مولانا اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شیخ سید احمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سلوک کو صراطِ مستقیم نام کتاب میں مرتب کیا ہے۔ جو طبع ہو کر بار بار شائع ہوتی۔ اُسکو بھی آپ پڑھ سکتے ہیں لیکن یہ بات ہے کہ حضراتِ محدثین رحمہم اللہ پر بحیثیتِ محدث ہونے کی صرف حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے سارے حالات و کمالات کے جاننے اور دوسروں کو سننے کا فرض عائد ہے، یعنی ان کا یہ فرض نہیں کہ وہ یہ بتائیں کہ ان حالات و کمالات کی حقیقت کیا ہے، اور ان کے حصول کی تدابیر کیا ہیں۔ کیونکہ یہ بھی ایک فن ہو گیا ہے۔ جس طرح فقہ اور کلام اور فرائض و تفسیر و حدیث ایک ایک مستقل فن ہیں، اور ان میں سے ہر ایک کی اصطلاحیں ہیں۔ اُس کی عملی و نظری مشکلات ہیں، جن کے سمجھانے کے لئے فقہاء و مفسرینِ محدثین اور متکلمین کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی طرح فنِ سلوک کیلئے سالکین کا ملین کی ضرورت ہوتی ہے، جو اس فن کی علمی و عملی وقعتوں کو رفع کرے۔

یہ فن نظری سے زیادہ عملی ہے، اس کے لئے ایسے کاملین کی ضرورت ہے جو اپنے حسنِ اعتقاد اور عمل کے لحاظ سے اسوۂ نبوی ہوں، جو اپنے اعمال و آدابِ اخلاق، عادات اور اتباعِ اوامر و نواہی میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ ہوں، جن کی صحبت میں پر تو نبوی کا اثر ہو، اور جن کا سلسلہ صحبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک صحبت تک شہتی ہو، جسکا اصطلاحی نام شجرہ ہے جس طرح فنِ روایت میں اسکا نام سلسلہ ہے۔

اسی مفہوم کو حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان لفظوں میں کیا ہے کہ علم حدیث جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روایت کا سلسلہ ہے، یہ سلوک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا سلسلہ ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا سارا فیض صحبت نبویؐ کی تاثیر کا نتیجہ تھا۔ ان کے بعد صحابہ کے فیض سے تابعین اٹھے اور تابعین کے فیض صحبت سے تبع تابعین کا ظہور ہوا۔ یہ تین دور ایسے ہیں، جن میں پچھلی جماعت اگلی جماعت سے بحیثیت جماعت کے متاثر ہے، مگر ہر دور میں جماعت کم اور کیف یعنی تعداد اور حالت میں کم ہوتی گئی، تبع تابعین کے بعد جب فتنوں کا ظہور ہوا، تو تعداد اور بھی کم ہو گئی، اب جماعت کی صحبت جماعت سے جاتی رہی، اب اشخاص کا ملین کی صحبت سے اشخاص با استعداد کے پیدا ہونے کا سلسلہ ہوا، جس کا نام متاخرین نے ارادت یا پیری و مریدی رکھ دیا ہے، ورنہ قدماً اور سلف صالحین کی اصطلاح صحبت ہی کی تھی، مرید کو صاحب یعنی صحبت یافتہ کہتے تھے۔ جیسے امام محمد اور قاضی ابوالیوسف کو صاحب امام ابوحنیفہ کہتے۔ اس طرح حضرت شبلی و جنید کے مرید بھی صحبت یافتہ کہلاتے تھے۔ جسے یوں کہتے تھے کہ فلاں شخص نے شبلی کی صحبت اٹھائی ہے، یا جنید کی صحبت اٹھائی ہے۔ یہ رسمی بیعت جو ایک مدت سے راج پذیر ہے، یہ محض رسم و عرف ہے، اور جس کا مقصد یہ ہے کہ پیر مرید کا باہمی معاہدہ ہے، کہ پیر اپنے علم کے مطابق تعلیم و تربیت اور خیر خواہی میں کمی نہ کرے گا۔ اور مرید اسکی تعمیل میں کوتاہی نہ کرے گا، اور اسکی اصل حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل میں ہے، کہ آپؐ کبھی خاص خاص صحابہ سے اور کبھی حاضر مجلس صحابہ سے امور خیر پر بیعت لیتے تھے۔ تاکہ جن سے بیعت لی جائے، ان میں اس معاہدہ کی

اہمیت ہو اور وہ اسکی تعمیل میں ہمت صرف کریں اور ان کو یہ خیال رہے کہ میں نے اس بات کا معاہدہ کیا ہے، اس کے خلاف کرنے میں جکچا ہٹ محسوس ہو۔ اور چونکہ جس کے ہاتھ پر یہ معاہدہ کیا جاتا ہے، اس سے عقیدت اور محبت ہوتی ہے، اور یہی عقیدت و محبت اسکے ہاتھ پر معاہدہ کئے ہوئے امور کی تعمیل پر آمادہ کرتی رہتی ہے، یہی اس بیعت کا حاصل ہے، شیخ اپنے سلسلہ کے ارادتمندوں کو امور خیر کی تعلیم دیتا ہے، ان کے حقائق سے باخبر کرتا ہے، ان کی تعمیل کا طریقہ بتاتا ہے، اور سانک کے ذہنی اور علمی مشکلات کو حل کرتا رہتا ہے۔ مثلاً غرور بری چیز ہے، اب یہ امر کہ غرور کی کیا حقیقت کیا ہے اور غرور کہتے کس کو ہیں، اور اُس سے بچنے کی تدبیر کیا ہے۔ اور آیا ہمارا فلاں کام غرور کی حد میں داخل ہے کہ نہیں، اس کا جواب نہ خالص محدث دے سکتا ہے، اور نہ خشک فقیہ ان کو حل کر سکتا ہے، نہ مفسر بنا سکتا ہے اور نہ متکلم ان کی عقدہ کشائی کر سکتا ہے، اب ان سوالات کا جواب جو بھی دے سکتا ہے وہ شیخ طریقت ہے، جو ممکن ہے کہ محدث بھی ہو فقیہ بھی ہو۔ مفسر بھی ہو یا نہ ہو تو بہتر ہے، نہ ہو تو حرج نہیں، مگر متبع ضرور ہو، جس نے اپنے بزرگوں سے اُن کو سیکھا اور جانا ہے، یا اُس نے خود کتاب و سنت سے ان امور کی واقفیت پیدا کی ہے اور عمل کر کے اس رتبہ پر پہنچا ہے کہ غرور و تکبر سے اپنی استعداد کے مطابق پاک و صاف ہو گیا ہے اور دوسروں کو بھی اپنی تعلیم و صحبت سے ایسا ہی بنا سکتا ہے۔

اسی تقریر کو ایک اور پہج سے ذہن نشین کرتا ہوں، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک میں دو صفتیں تھیں۔ یَعْلَمُوا الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ یعنی آپ لوگوں کو کتاب الہی اور سنت نبوی کی تعلیم دیتے ہیں (وَيُزَكِّيهِمْ) یعنی آپ لوگوں کو عملاً بھی پاک و صاف بنا دیتے ہیں، ان کے رذائل کو دور کر کے ان کو فضائل سے آراستہ کرتے ہیں، ذات پاک میں یہ دونوں صفتیں یکجا تھیں۔ صحابہ میں بھی عموماً یہ دونوں صفتیں یکجا رہیں، تابعین میں کچھ کمی رہی، تاہم ان میں بھی خاص یکجائی رہی۔ تبع تابعین میں آکر یکجائی ایک محدود حلقہ میں رہ گئی۔ اس کے بعد سے یہ یکجائی صرف اشخاص میں ہونے لگی ورنہ طور پر حال یہ ہو گیا، کہ یَعْلَمُهُمْ یعنی زبانی تعلیم کی صفت تو علماء اور فقہاء نے اختیار کر لی۔ اور یُزَكِّيهِمْ یعنی تزکیہ کو صوفیہ نے اپنا کام بنا لیا۔ پہلی چیز مدرسہ میں چلی گئی، اور دوسری خانقاہوں میں، مگر ہر دور میں بحمد اللہ تعالیٰ ایسے کاہن ضرور ہوتے گئے۔ جو ان دونوں صفتوں کے جامع اور حامل تھے۔ اور وہی درحقیقت وارث نبوت تھے۔ مثلاً ہندوستان میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا خاندان ان دونوں کا جامع تھا۔ ان کے جانشینوں میں بھی یہی جامعیت تھی۔

آج کل یہ ہو گیا کہ یَعْلَمُهُمْ یعنی تعلیم نبوی کی خدمت علماء کا شغل ہے اور یُزَكِّيهِمْ یعنی تزکیہ کا شغل صوفیہ کا ہے، لیکن حق یہ ہے کہ یہ دونوں صفتیں یکجا ہوں ہمارے اس بیان میں صوفیہ سے مقصود رسمی صوفی نہیں جو درحقیقت کا نادر ہیں، بلکہ وہ تبعین سنت مراد ہیں، جنہوں نے عملاً اس راہ کا کمال حاصل

کیا ہے اور منزل مقصود تک پہنچتے ہیں، صوفی اور تصوف کے لفظ سے بھی بعض لوگوں کو بھڑک ہوتی ہے، سو یہ اصطلاحی نام ہے۔ جو لفظی بدعت ہے۔ جس طرح تفسیر اور مفسر، حدیث اور محدث، فقہ اور فقیہ کی اصطلاحیں انکے خاص جدید معنوں میں صحابہ کے عہد میں مروج نہ تھیں۔ یہ لفظ اس زمانے میں اگرچہ بولے گئے ہیں۔ اور یہ عربی زبان کے لفظ بھی ہیں۔ مگر ان کے اصطلاحی معنی اُن سے مختلف ہیں۔ یہی حال تصوف اور صوفی کا ہے۔ خواہ یہ لفظ صوف سے نکلا ہو۔ یعنی شہینہ پوشی سے جو زہد کی علامت تھی، یا فلسفہ کے لفظ کی طرح یہ یونانی تھیا سونی سے آیا ہو۔ لفظ کی بحث نہیں۔ تاہم یہ لفظ بے شبہ بدعت ہے یعنی بنا ہے اور باہر سے آیا ہے۔ مگر اُس کی حقیقت بدعت نہیں ہے۔ قرآن پاک کی اصطلاح میں اُس کو اخلاص کہتے اور حدیث کی رو سے اسکو احسان کا نام دیتے۔ اور کام کے لحاظ سے اس کو اخلاص فی الدین اور تقویٰ کے حصول کا فن کہتے۔ وَلَا مَشَاحَةَ فِي الْأَصْلَاحِ

یہ امر بے شبہ صحیح ہے کہ جس طرح دوسرے فنون میں غیر جگہوں سے چیزیں اگر شامل ہوتی ہیں، مثلاً فقہ کہتے اصول فقہ تیار ہو گیا۔ اور قیاس نے ایک فنی صورت اختیار کر لی۔ علم کلام و عقائد میں فلسفہ داخل ہو گیا اور فلسفی دلائل و حجج دہرائیں کا شیوہ و اخلاص میں بھی بعض باتیں باہر سے آگئی ہیں۔ جن کو خواہ تدابیر کے درجہ میں لا کر مان لیا جائے یا اُن سے بھی احتیاطاً پرہیز برتا جائے۔ دونوں پہلو ہو سکتے ہیں۔ مگر اس سے اصل فن پر کچھ اثر نہیں پڑ سکتا۔ اس فن کی جو اصطلاحیں نئی ہیں وہ افہام و تفہیم کی پہلی پلٹ کی خاطر اختیار کی گئی ہیں۔ ان سے بھڑکنا حماقت ہے۔ جب کوئی چیز فن بن جاتی ہے



تو اصطلاحات سے چارہ نہیں ہو سکتا۔

اب اِن فن کے مسائل پر آتے: مسائل اولین یہ ہیں۔

رذائل کیا ہیں۔ ان رذائل کی حقیقت از روئے قرآن و حدیث کیا ہے۔ اور ان رذائل کی بیخ کنی کیونکر ہو۔ ان کے بالمقابل فضائل کیا ہیں، ان کی حقیقت کیا ہے، اور ان کے حصول کی تدابیر کیا ہیں۔ ہم غیبت سے کیونکر بچیں۔ ریا سے کیونکر محفوظ رہیں، جھوٹ بولنا کیونکر ہم سے بچھوٹ جلتے اور اس کے مقابل صدق مقال اور اخلاص عمل کیسے پیدا ہو۔ توکل، صبر و شکر، استقامت کیسے حاصل ہو۔ ہمارے قلب دنیا کی محبت کیسے نکلے اور اللہ تعالیٰ کی محبت اس میں کیسے بیٹھے۔

وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا

خدا کی طرف سب کٹ جا

اور رِجَالًا لَا تَلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنِ ذِكْرِ اللَّهِ

ایسے لوگ جن کو بیع و فروخت وغیرہ دنیا کے اشغال خدا کی یاد غافل نہیں کرتے۔

یہ حالت ہم کو کیسے حاصل ہو اور ان فرائض قلبی کے ادا کرنے کا طریق کیا ہے۔

ناز میں قنوت یعنی خوف و خشوع کیونکر پیدا ہو، اکل حلال کیا ہے۔ تقویٰ کیسے

ہو، ایمان باللہ تعالیٰ کیونکر قوی ہو۔ دوام ذکر کیسے حاصل ہو وغیرہ۔

یہاں تک تو میں نے نفسِ فن کی حقیقت کا ذکر کیا ہے۔ اور ان غلطیوں کو

دور کرنا چاہا۔ جو اس کے متعلق عام لوگوں میں شائع ہیں۔ اب آپ کا سوال یہ ہے

کہ اب کہاں ہے۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ جس طرح ہر علم و عمل کے ماہر عہد بعہد

کم ہوتے جا رہے ہیں۔ اس طرح اس کے بھی بہت کم ہیں۔ علمائے غزنو نیر امرتسر کی

تعارف میں نے بھی سُنی ہے، جو محدث اور صوفی ایک ساتھ تھے۔ پہلے  
 علمائے اہل حدیث پر بھی ایسے لوگ تھے، اور اب بھی ہوں گے، میرے علم  
 میں سیانکوٹ کے مولانا ابراہیم صاحب کو ضرور ان امور سے مناسبت ہے گو  
 مدت سے اُن سے ملاقات نہیں ہوئی، علمائے اخاف میں بھی سجد الشکر  
 لوگ ہیں۔

قرآن پاک کے متعلم، جو کچھ آپ نے کہا ہے وہ صحیح ہے، دارالعلوم  
 ندوہ و دارالمصنفین دونوں میں اس کے سلسلے ہیں!

"س"

# فتاویٰ سلیمانہ

استفتا، ۶، نمبر ۱

خطبۃ النکاح کی غرض و غایت کیا ہے؟  
 اور خطبہ میں عاقدین کے نسب و حسب کو بیان اور زرِ مہر کے کم و  
 کیفیت کو ظاہر کرنا درست ہے یا نہیں؟  
 اور نیز بلسان قوم خطبۃ النکاح پڑھنا درست ہے یا نہیں؟  
 اور اگر درست ہے تو کیا صرف ماثورہ کلمات و آیات کا ترجمہ پڑھ دینا  
 درست ہے یا اس کے علاوہ مناکت سے مناسب دیگر آیات  
 و کلمات کا بیان کرنا بھی جائز ہے؟

المستفتی

ستید عبدالرؤف اورنگ آبادی

الجواب:

- ۱۔ نکاح کی صحت کے لئے خطبہ ضروری نہیں۔
- ۲۔ اس خطبہ میں جو آیتیں اور حدیثیں پڑھی جاتی ہیں اوس میں مقاصد و ضرورت نکاح کا ذکر اور اللہ تعالیٰ کے لطف و احسان کا ذکر ہوتا ہے۔

۲۔ عاقدین کا حسب و نسب کا ذکر اطلاعاً کر دینا مباح ہے، اور افتخاراً کرنا گناہ ہے، اور زرمہر کا اظہار مباحات میں سے ہے۔ اگر اطلاعاً و تشہیراً ہو۔

۴۔ آیات و احادیث کے بعد بلسان قوم خطبہ کرنا درست ہے اس کی حیثیت خطبہ جمعہ و عیدین کی نہیں۔

۵۔ ان کا ترجمہ بھی پڑھا جاسکتا ہے اور مزید مفید امور طرفین کا بیان بھی درست ہے۔

سید سلیمان ندوی

### استفتاء نمبر ۲

عرض ضروری یہ ہے کہ ذیل کے مسئلہ میں ذاتی تحقیق و تدقیق دلائل و حوالجات کے ساتھ تحریر فرما کر مزید شکر یہ کا موقع دیں گے

مسئلہ، ایام النحر میں نضحیہ کی جگہ ادسکی قیمت صدقہ کرنا موسر و فقیر ہر دو کیلئے جائز ہے۔ یا صرف فقیر کے حق میں یہ تصدق بالثمن ہے۔ اگر تصدق بالثمن کسی کے حق میں جائز نہیں ہے۔ تو ہدایہ اور بحر الرائق کی عبارات ذیل کا منشاء کیا ہے؟

ہدایہ آخرین کتاب الاضحیۃ صفحہ ۲۳ :

”اتضحیۃ، فیما افضل من التصدق بثلث الاضحیۃ

لاناھا تقع واجبتاً او سنۃ والتصدق تطوع محضی

فتفضل علیہ علی تطوع محض۔“

مرعشی ہدایہ کا حاشیہ میں السطور میں قابل لحاظ ہے۔

وهو هذا وإن كان يسقط عنه الوجوب، وغيرها

من الحواشی ثابتہ لہ

بحر الرائق جزو الثاني کتاب الاضحیۃ ص ۱۶۶ (مصری)

” اتضحیت فیہا افضل من التصدق بشئہما لانہما

تقع واجبۃ، إن كان غنیاً وسنة، إن كان فقیراً و

التصدق بالثمن تطوع محض فكانت علی افضل لانہما

تفوت بفوت ایامہا ولولہ یضح حتی مضت ایامہا

وكان غنیاً وجب علیہ ان یتصدق بالقیمۃ سواء

اشتراها اولم یشترہا وان كان فقیراً فان كان اشتراها

وجب علیہ التصدق بہا۔“

چونکہ مسائل مندرجہ کے جواز و عدم جواز کی بحث کا تعلق اہل علم حضرات

سے ہے۔ اس لئے جواب بلا لحاظ عوام و سیاست منگی تحریر فرمائیں گے۔

کہ بصیرت کا موقعہ حاصل ہو۔

المتفتی

حافظ سید عبدالرؤف ندوی

(امام جامع مسجد اورنگ آباد گیا)

الجواب

فقہ حنفی کے رو سے قربانی عید اضحیٰ واجب ہے۔ اور عین

۹۱۸

قربانی افضل اور اس کی قیمت کا صدقہ کرنا و جوب کو ساقط کر دیتا ہے۔ مگر ثواب اول سے کم ملتا ہے۔

جنگ بلقان کے زمانہ میں مولانا شبلی مرحوم نے انہیں عبارتوں سے یہ فتویٰ دیا تھا۔ کہ روپیہ امداد ترکی میں بھیجا جائے چنانچہ اُس پر عمل ہوا۔

آپ کے پیش کردہ فقرے صحیح ہیں۔ اور عبارات درست ہیں

سید سلیمان ندوی

### استفسار نمبر ۳

عرض ہے کہ استفسارات ذیل پر عالمانہ و محققانہ توجہ فرما کر علم و بصیرت کا موقع دیں گے۔

سید عبدالرؤف اوزنگ آبادی

نمبر ۱۔ واقعہ معراج میں حضرت مالک بن صعصعہ کی روایت میں سورۃ المنتہی سے بیت المعمور کو روانہ ہونے صاحب معراج علیہ السلام کے حضور میں شراب (خمر) دودھ شہد کا ایک ایک ظرف پیش کیا جانا اور آن حضور کا دودھ کے ظرف اٹھالینا اور حضرت جبرائیلؑ کا فرمانا کہ یہی فطرت ہے جس پر آپ اور آپ کی اُمت ہے۔ اور حضرت انسؓ کی روایت میں بعد فراغت نماز مسجد اقصیٰ سے نکلنے اور آسمان کی طرف روانہ ہونے کے وقت شراب اور دودھ کا ایک ایک ظرف

حضور اقدس میں حضرت جبرائیلؑ کا پیش کرنا اور دودھ کا ظرف لے لینا اور حضرت جبرائیلؑ کا فرمانا کہ آپ نے فطرت کو پسند کیا ہے۔ امام المسلمین ہادی عالم سید اولاد آدم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حضرت جبرائیلؑ کے ہاتھوں خمر جیسی نجس اور حرام شے پیش کئے جانے کا منشاء صحیح کیا ہو سکتا ہے اور اس واقعہ سے بعض احباب کے دل میں خلش پیدا ہوتی ہے اس کا ازالہ ضروری ہے۔

نمبر 2 روایات معراج میں ہے کہ آسمان اول پر حضرت آدم علیہ السلام اور آسمان دوم پر حضرت یحییٰ و عیسیٰ علیہ السلام اور آسمان سوم پر حضرت یوسف علیہ السلام اور آسمان چہارم پر حضرت ادریس علیہ السلام۔ آسمان پنجم پر حضرت ہارون علیہ السلام اور آسمان ششم پر موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی انبیاء نامیدہ کا تقرر بہ این ترتیب کا کیا منشاء ہے۔

اور پھر انہیں حضرات کرام کا تقرر کیوں ہوا؟ حالانکہ ان کے علاوہ  
اولوالعزم جلیل القدر صاحب کتاب اور پیغمبران بھی مذکور ہیں۔

حرفۃ الشیخ :- دوسرے سوال کا پہلا جزئیہ ہے کہ یہ انبیاء علیہم السلام  
بائیں ترتیب کیوں ہوتے تو ظاہر ہے کہ اس ترتیب میں ابتداء و انتہاء  
اور اوسط کی مناسبت ہے۔ حضرت آدمؑ پر اول اور حضرت ابراہیمؑ  
پر آخر ہیں اور بیچ کے انبیاء اخوان ہیں۔

سوال کا دوسرا جزئیہ ہے کہ انہی کا انتخاب کیوں ہوا۔ جواب یہ  
ہے کہ اس فطرتی مناسبت کی بنا پر جو ان انبیاء کرام علیہم السلام میں  
فرداً فرداً اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں مجتمعاً تھی

نمبر ۳ :- انبیاء مذکورین کا تقرر اپنی اپنی منزلوں پر بغرض افادہ تھا یا استفادہ؟  
اگر افادہ کی غرض سے تھا۔ تو کیا وہ غرض دیگر انبیاء سے پوری ہو سکتی تھی  
یا نہیں؟ اور نیز مفید کا مستفید سے افضل و اکمل ہونا ضروری ہے یا  
نہیں اگر ضرور ہے تو مستفید کی افضلیت و اکملیت خود واقعہ معراج اور  
سجدہ اقصیٰ میں امامت انبیائے مرسلین سے اور دیگر صفات وحشیات  
سے ثابت ہے۔

نظر برآں کسی صاحب کا یہ کہنا کہ ان مذکورین کا تقرر بغرض افادہ  
تھا اور ملاقاتیں بغرض استفادہ تھیں۔ کہاں تک صحیح ہیں۔ بنیو اتوجروا ،  
حرفۃ الشیخ :- یہ نہ افادہ تھا نہ استفادہ بلکہ اگر اماً للضیف اور استناشا  
للمتساہین تھا۔ واللہ اعلم و علمہ اتم



یادش بخیر اسلسہ جولائی، اگست ۱۹۵۲ء کے دن تھے یہ بندہ قاسم  
 و دور افتادہ اپنے شیخ اقدس حضرت علامہ سید سلیمان ندوی نور اللہ مرقدہ  
 کی مجالس میں حاضری کی نیت سے کراچی میں فرودکش تھا۔ فقیر چونکہ دور سے  
 جاتا تھا اس لئے حضرت شیخ شفیق قدس سرہ صبح بھی نو سے بارہ بجے تک  
 خدمت عالی میں بیٹھنے کی سعادت بخش دیتے تھے۔ حضرت گو کسی کام میں  
 مشغول ہوں۔ بندہ کمرہ میں ایک صوفے پر بیٹھا رہتا تھا۔ اس دوران میں  
 اپنی نوٹ بک پر حضرت والارحمۃ اللہ تعالیٰ کی سیاہ رنگ کی بیاض سے  
 حضرت والارحمۃ اللہ علیہ کے کلام جو غزل الغزلات پر مشتمل تھا۔ نقل  
 کرتا رہتا تھا۔ حضرت والا بھی بندہ کے اس عمل سے واقف تھے بلکہ کئی  
 ایک اشعار کی تشریح بھی فرمادی تھی۔ فرماتے تھے یہ میرا غزل نامہ نہیں  
 بلکہ سفر نامہ ہے۔ یعنی سیر سلوک کی مختلف منازل کے احوال و کیفیات کی  
 اشعار میں نثر جانی ہے۔ اشعار کی یہ نقل ہنوز بندہ کے پاس موجود ہے۔

بتقریب عطاءے خلافت کی بے مثل غزل میں ایک شعر جو برادرم گرامی قدر مولود  
 غلام محمد صاحب ظہار نے تقلید شیخ میں نقل نہیں کیا وہ بھی میرے بیاض میں موجود شعر مذکور ہے۔

یلا سے ساغر مرثاد جھکواہ ساتی بہ خزان کو ایک اشارہ میں جو بہا رہے  
 غرض اس دراز نفس سے صرف اتنی ہے کہ بندہ کے پاس صرف  
 حضرت نور اللہ مرقدہ کا کلام "ارمغان سلیمان" کی اشاعت سے  
 پہلے کا موجود ہے۔ اس لئے بندہ اسے "سلوک سلیمانی" میں اصالتاً  
 کرنے میں حرج نہیں سمجھتا۔ تاہم مرتبہ ارمغان سلیمان اور ان کے

ناشر سے بھی اس کی معافی چاہتا ہے۔ والسلام

محمد اشرف سلیمانی غفر اللہ عنہ

۸ بجے صبح بروز جمعرات۔ ۲۰ رجب ۱۴۱۳ھ

۱۴ جنوری ۱۹۹۳ء

اشرف منزل نزد اسلامیہ کالج پشاور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

# غزل الغلات

پاکر تجھے اپنے کو میں کیا بھول گیا ہوں  
ہر سود و زیان دو سہرا بھول گیا ہوں  
جس دن سے گردل میں قری یاد بسی ہے  
ہر ایک کو میں تیرے سوا بھول گیا ہوں  
آتا ہے خدا بھی ترے صدقے میں مجھے یاد  
گویا کہ بظاہر میں خدا بھول گیا ہوں  
ہر سمت نظر آتے ہیں ہر وقت وہ مجھ کو  
دوری مسافت کا گلہ بھول گیا ہوں

۲

سازگار اب گردشِ ایام ہے  
دور میں ہشتاد سالہ جام ہے  
لذتِ خلوت بیان کیا کیجئے  
ہر ایک میں ہوں اور ان کا نام ہے

علم و دولت، جاہ و عزت، صبح ہیں  
 گر مجھے عاشقِ ترا انعام ہے  
 جب مرا مطلوب ہے تیری رضا  
 تب مجھے اوروں سے اب کیا کام ہے  
 وعدہ آنے کا شبِ آخر میں ہے  
 صبح ہی سے انتظارِ شام ہے  
 دل ہے اے نادانِ تجلی گاہِ دوست  
 کیوں نگاہِ شوق سوئے بام ہے  
 تیرے یاد آنے سے ہر غم مٹ گیا  
 داروئے ہر درد تیرا نام ہے  
 نام لیتے ہی نشہ سا چھا گیا  
 ذکر میں تاثیرِ دورِ جام ہے  
 ہر عبادتِ نظیرِ بیتِ خانہ ہوئی  
 دل میں گھر بیٹھا، بتِ خود کام ہے  
 دیکھنا ہو تو نگاہِ شوق بن  
 اس کی ہر سو بارگاہِ عام ہے  
 بزم میں تہا نظر آتا ہوں میں  
 ایک میں ہوں اور خدا کا نام ہے  
 اس کی دزدیدہ نگاہی کے نثار

آج ہی آغاز کا انجام ہے  
 تھی جو آزادی تو ہر سو دوڑ تھی  
 قید میں آرام ہی آرام ہے  
 اب در پیر مغاں چھوٹے نہیں  
 اس کی مٹی میں بھی کیفِ جام ہے  
 صحنِ مسجد میں گھلا ہے میکہ  
 اب تو جو زاہد ہے متے آشام ہے  
 فیض ہے یہ کس ولی وقت کا  
 اب مرا جو شعر ہے الہام ہے

۸ اپریل ۱۹۴۲ء

براہ بھوپال

اس سے بڑھ کر اور کیا میرے لئے انعام ہے  
 آپ خود سنتے ہیں آکر جو میرا پیغام ہے  
 ہے "نہیں" بھی ربطِ نہیانِ نیاز و نازِ عشق !  
 لن ترانی امتحانِ شوق کا پیغام ہے  
 چل کھڑا ہو رہنا سے پوچھ کر، راہِ سفر  
 بحث میں الجھا مسافر تو سفرِ ناکام ہے  
 دور سے آیا ہوں ساقی، دیر سے آیا ہوں میں  
 ہو عطا تے خاص مجھ کو، جو عطا تے عام ہے  
 میری عرضِ شوق ہو، ہر چند محروم قبول  
 مجھ کو کہنے سے غرض ہے میرا کہنا کام ہے  
 اے مسافر! اور تھوڑی ہمتِ مسر و اند کو  
 دیکھ لے یہ منزلِ مقصود و دوسرے کام ہے  
 لذت دیدارِ قرباں انتظارِ دید پر  
 شکستِ کسی صبح سے تاشامِ شوبام ہے

۹ اپریل ۱۹۲۲ء

براہِ بھوپال

دل حریفِ نگہ یار کہاں سے لاؤں  
 جو نہ بخود ہو وہ میخوار کہاں سے لاؤں

نور ہی نور جدھر دیکھو نظر آتا ہے  
 تابِ نظارۂ انوار کہاں سے لاؤں

اف ری دریا معاصی کی تلاطمِ خیزی  
 وہ سفینہ جو کسے پار کہاں سے لاؤں

فیض ساقی ہے بہ اندازہٴ ظرفِ میخوار  
 دل حریفِ مئے بسیار، کہاں سے لاؤں

ٹوٹ ہی جاتی ہے ہر موسمِ گل میں توبہ  
 جو نہ ٹوٹے مرے غفار، کہاں سے لاؤں

قطرۂ اشک میں ہوں دل کے بھی ٹکڑے شامل  
 فطرتِ دیدہٴ خونبار، کہاں سے لاؤں

توبہ توبہ، مری توبہ بھی ہے کوئی توبہ  
 ٹوٹ جاتے جو نہ ہر بار، کہاں سے لاؤں

مدد سے چھوڑا، خرابات میں آکر بیٹھا  
 دوسرا سایہ دیوار، کہاں سے لاؤں

جامِ پر جام مجھے دے کے بنا دیدست : صبرِ سوجھ بوجھ اذکار کہاں سے لاؤں

ذکرِ حق سے صیقلِ کامل ہوا  
چار جانبِ بارشِ انوار ہے  
دولتِ کونین سے محروم ہے  
قیل و قالِ مدرسہ کو چھوڑ کر  
آج ہی پایا مزہ ایمان کا  
ایسے کچھ انداز سے تقریر کی  
بزم میں دیکھا کتے اس ناز سے  
گھول کر کیا جانے کیا دے دیا  
دیکھ کر سب کو، اسی کو چن لیا

محو دل سے نقشِ ہر باطل ہوا  
جلوہ فرما وہ مہِ کامل ہوا  
جو بھی تیری یاد سے غافل ہوا  
شیخ بھی زندوں میں اب شامل ہوا  
جیسے قرآن آج ہی نازل ہوا  
پھر نہ پیدا شبہِ باطل ہوا  
جس طرف دیکھا، نشانہ دل ہوا  
حلق سے اترا کہ شیدا دل ہوا  
جو نگاہِ ناز کے قابل ہوا

قیدِ پایا ہے، حلقہٴ پیرِ مغاں  
پھر نہ اٹھا، جو یہاں داخل ہوا

شب ۱۲ اپریل ۱۹۴۲ء

بھوپال، مہمان خانہ سرکاری



دامن کو آنسوؤں سے جو نم کر رہا ہوں میں  
 شرحِ غمِ فراقِ رقصِ کر رہا ہوں میں  
 جو شعر بھی سپردِ قلم کر رہا ہوں میں  
 سب وارداتِ عشقِ رقم کر رہا ہوں میں  
 دیوانہ گانِ عشق کو، دیکر صلائے عام  
 آراستہ یہ مجلسِ حرم کر رہا ہوں میں  
 سجدے میں رکھ کے سر ترے پائے خیال پر  
 تعمیرِ اک بہشتِ ارم کر رہا ہوں میں  
 دے کر تجھے حواسِ افریب نوید دید  
 اجزائے منتشر کو بہم کر رہا ہوں میں  
 کہہ کہہ کے دلفریبِ دل آرا و دل نشین  
 تر دیدِ قصہ ہائے مستم کر رہا ہوں میں  
 سرے زمین پر تو تصور ہے عرش پر  
 تعمیر اور ایک حرم کر رہا ہوں میں  
 آواز دے کے کوئی ادھر سے ابھی گیا  
 ہر سوتلاشِ نقشِ قدم کر رہا ہوں میں  
 ۱۳ اپریل ۱۹۴۲ء - براہِ مکھنؤ از بھوپال

(۷)

زباں میری بنا دے یا الہی، تر جہمانِ دل  
زباں سے ہو وہی اظہارِ جو کچھ ہو بیانِ دل  
زباں تسبیح میں شاغل، دل اُس کی یاد سے غافل  
لبوں پر ذکرِ حق جاری مگر ساکتِ زبانِ دل  
زباں تہلیل میں تر ہے خیالوں میں پھنسا  
نہ کھل جائیں کہیں یارب، یہ اسرارِ نہانِ دل  
زباں تاثیر کی طالب ہے دل تاثیر سے خالی  
زباں میں ہے نہ دل شامل نہ دل میں زبانِ دل  
خدا جانے کہاں دل، کہاں پر اسکی  
نہیں ملتا سراغِ دل، نہیں ملتا نشانے دل  
کوئی چوٹ ایسی لگ جائے الہی میرے سینہ میں  
کہ فوارہ سا بن جاتے یہ زخمِ خون چکانِ دل  
اگر ساقی تری چشمِ فسوں گر، کام کر جائے  
بدل جاتے نظامِ دل، بدل جاتے جہانِ دل  
کشا کشا ہتے رنگارنگ سے چھوٹوں، قرار آتے  
مقیم اس گھر میں ہو جائے اگر یہ میہانِ دل

دور ہے سے خرد کے، جب آیا ہوں رہِ دل پر  
یقین کی شکل بنتا جا رہا ہے، ہر گمانِ دل  
تری ساتی کرا مت اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگی  
زباں میری لگی اک گھونٹ میں کرنے بیانِ دل

۱۳ اپریل ۱۹۴۲ء  
براہِ مکتوب از بھوپال

(۸)

کس نے بھردی یہ صدا و لنواز  
کوئی ہو آواز، میرے کان میں  
کار فرما ایک آتا ہے نظر  
اس تجلی گاما ہر ناز میں  
ہے اسی کی سانس، انفاسِ حیات  
دل سے ہوتا ہے ترانہ خود بلند  
ہر دگِ جاں سازِ اَللّٰہ ہے  
ہر صدا آوازِ اَللّٰہ ہے  
مکشف اب رائے اَللّٰہ ہے  
کشتہ اندازِ اَللّٰہ ہے  
جو کوئی و مسازِ اَللّٰہ ہے  
قلبِ ذاکر سازِ اَللّٰہ ہے

وجد میں جاں ہے تو اعضا رقص میں  
جامِ مئے آوازِ اَللّٰہ ہے

۱۳ اپریل ۱۹۴۲ء  
براہِ مکتوب از بھوپال

اپنی نیرنگی تو بہ سے الہی تو بہ  
 رات کو خوب سی پی صبح کو تو بہ کر لی  
 ذرہ نور چمکنے بھی نہ پایا تھا سنو نہ  
 جرم پر جرم بھی ہے تو بہ یہ تو بہ بھی ہے  
 نور بن بن کے جو بن جا سیاہی تو بہ  
 ایسی بدستی تو بہ سے الہی تو بہ  
 چھا گئی دل کے قرس بن سیاہی تو بہ  
 بن گیا سلسلہ نامتناہی تو بہ  
 تو بہ گن گن کے نہ کروا نہ تیسیم یہ شیخ  
 جرم ہے نامتناہی ، متناہی تو بہ؟

(۱۰)

ذره ذره عالم محسوس کا خاموش ہے  
 چشم ساقی میں بھری کیا بادہ پر جوش ہے  
 جینا پر میناں دریا دل و دریا نوال  
 تیرے میخواروں کے ساقی کچھ عجب انداز ہیں  
 یار ہے گرم سخن، محفل سراپا گوش ہے  
 جی طرف آنکھ اٹھ گئی وہ مست کہ ہوش ہے  
 جمع ہیں میخوار و میناں میں نوشا نوش ہے  
 دل سراپا جوش ہے لیکن زباں خاموش ہے  
 یعنی امشب میری ہو جا، جو میرا دوش ہے  
 ہوش تھا جو بے ہوشی ہے ہمیشی اب ہوش ہے  
 اب وہی ہوگا نقیہ شہر جو مئے نوش ہے

جان کی قیمت دیارِ عشق میں ہے کتے دوست

اس نوید جانفزا سے، سرِ بال و دوش ہے

۱۰۲۳ اپریل ۱۹۴۲ء بلیا

(۱۱)

اسے ساتی مدہوش کر دے مجھے بہوش  
کیسے ہوشہ پیدا ہے بادۂ پُرجوش  
رہتا ہوں ترا نام، کرتا ہوں ترا کام  
آتا ہے نظر جب کچھ اپنے میں ذرا ہوش  
آغازِ محبت ہے آغازِ مصیبت ہے  
سُننا ہوں یہ نینش اِدن ہوتا سر اپا پُوش  
معلوم نہیں کس دم فراتیں مجھے وہ یاد  
نام ان کا نہ ہوا اے دل اک لمحہ فراموش  
سجدہ میں جہاں سر گویا وہ ترا در ہے  
کیا کیا نہ کہے تجھ سے، پایا جو سر اپا پُوش  
حاصل ہے تصور میں کیفیت معراج  
کیا کیا نہ مزہ پایا، پایا جو ہم اغوش

یکم مئی ۱۹۵۲ء

(جہاز پر براہِ پلنہ)

(۱۲)

شعلے اٹھیں ہزارہ تجہتی مگر کہاں  
یہ آگ ہے ضرور مگر طور کی نہیں

☆  
سمجھیں میرے کلام کو جو ہوش مند ہیں  
مستی مری یہ بادۂ انگور کی نہیں

‡  
یہ ضربِ تیشہ، ساغرِ کیف وصالِ دوست  
فریاد کی جو بات ہے، مزدور کی نہیں

‡  
باقی انا کا ہوش ابھی حق کے ساتھ ہے  
ہے بخود ہی تمام ابھی منصوبہ کی نہیں

‡ ‡ ‡ ‡ ‡  
۳۰ اپریل ۱۹۴۲ء  
براہِ پٹنہ

(۱۳)

ہوش ہوش آ کر اک نیا غم ہو گیا  
کیوں مرا جوشِ جنوں کم ہو گیا

یاد اُن کی دم بدم آتی نہیں  
کیا مزاجِ یارِ برہم ہو گیا

قطرۂ اشک آنکھ سے آتے نہیں  
خشک سایۂ دیدم نم ہو گیا

نیم شب آہوں میں پاتا ہوں کمی  
دردِ دل شاید کہ کچھ کم ہو گیا

۳ مئی ۱۹۴۲ء

براہ بہار شریف

۱۲

اے خوشا جذبِ محبت اے خوشا تاثیرِ عشق  
 گلہ گلہ ہے ان کو میری یاد اب آنے لگی  
 نامہ عرضِ محبت شوق سے پڑھنے لگی  
 خط سے کیا دل تیرے دھڑکنے کی صدا آنے لگی  
 میری وارستہ طبیعت مدح کے قابل ہوئی  
 اب مرے جوشِ جنوں کی سبھی ادا بھانے لگی  
 نعم اللہ سے طبعِ حزمیں موزوں ہوئی  
 جو کبھی گاتی نہ تھی وہ وجد میں گانے لگی

جب اے دل اپنے عیبوں پر نظر اپنی پڑی  
 اپنے دعوائے گنہگار سے شرم سی آنے لگی

♦ ♦ ♦ ♦

۲۵ مئی ۱۹۴۲ء

دینہ



(۱۵)

دل میں کیا کیا آرزو تے دید ہے  
رمضان میں انتظارِ عید ہے  
الاماں اے سوزشِ داغِ فراق  
روزِ محشر تابشِ خورشید ہے  
اضطرابِ آرام کا دے گا پیام  
آج فدائے لئے تمہید ہے  
میکدہ سجدہ میں یاد آیا کیا  
روز افزوں نشہ توحید ہے  
یاد آیا چشمِ ساقی کا سرم  
پھر چھپکتے جامِ کمی اُمید ہے  
دید اس کی مایہ عیش و نشاط  
ابرو تے ساقی ہلالِ عید ہے  
اس سے پایا روتے ملتے فروغ  
ختم اس پر دورہ تجبید ہے

۲۲ جون ۱۹۴۲ء

بلیا

(۱۶)

آج آیا ہے پیارے کا پیارا مکتوب  
 دل کش و دلبر و دلچسپ دلارا مکتوب  
 قوتِ جان، قوتِ دل، سرِ مہِ بنیشِ تحریر  
 روح افزا دل آویز و دلارا مکتوب  
 روشنائی نظر آئے گی سوادِ خط میں  
 دیدہ گو رہی دیجھے جو تمہارا مکتوب  
 پڑھ لے کوئی تو معطر ہو مشامِ دلِ جاں  
 ناز و مشک ہے یا عنبر سارا مکتوب  
 سر بسرِ شوق و ہمہ درد ہماری تحریر  
 سر بسرِ مایہِ تسکین ہی تمہارا مکتوب  
 نامہ یار کے دیدار میں عالم یہ ہے  
 ہمہ تن آنکھ ہوں اور آنکھ کا تارا مکتوب

۲۵ جون ۱۹۴۲ء

بلیا

(۱۷)

تیرا آئینِ محبتِ خوب ہے  
 ہر کسی سے اک نیا اسلوب ہے  
 جو تری جانب ذرا منسوب ہے  
 حلقہٴ عشاق میں محسوب ہے  
 دن گئے جاتے ہیں قاصد کے لئے  
 انتظارِ نامہٴ محبوب ہے  
 نسخہٴ اکسیر و داروتے شفا  
 تیرے ہاتھوں کا لکھا مکتوب ہے  
 دم جو تیری یاد سے خالی گیا  
 عمر اس کی یاد سے محبوب ہے  
 مہر ہو یا قہر ہو، جو کچھ کہ ہو  
 ہر ادا محبوب کی محبوب ہے  
 عشق ہے مشکل کشائے ماورا  
 عقل اس میدان میں مغلوب ہے  
 اندرونِ حلقہٴ پیرِ مغاں  
 کوئی ساگ ہے کوئی مجذوب ہے

یکم جولائی ۱۹۴۲ء

براہِ پٹنہ

(۱۸)

مجھ پہ جادو یہ چلایا کس نے  
 مجھ کو دیوانہ بنایا کس نے  
 میں تھا آسودہ خواب غفلت  
 مجھ کو سوتے سے جگایا کس نے  
 اپنا ہر داغ نظر میں آیا  
 ایسا آئینہ دکھایا کس نے  
 عشق کی راہ، یقین کی منزل  
 مجھ کو یہ راز بتایا کس نے  
 کھو گئی عقل و خسرو کی دنیا  
 جام سرشار پلایا کس نے  
 اب کچھ آباد ہے دل کی بستی  
 اس خرابہ کو بسایا کس نے  
 دل تھا مردہ لحدِ سینہ میں  
 اس کو قوم کہہ کے چلایا کس نے  
 جس کو تھا آٹھ پہرے کا رونا  
 ایسے روتے کو ہنسایا کس نے

۲ جولائی ۱۹۴۲ء

بواہ بہار

# تسلِ حوادث

دمِ سرد ہے آہ پر آہ ہے  
 بھروسہ نہیں اب بھجاتب بھجا  
 اٹھا بسترِ خواب آگے کو چل  
 یہاں پیش بینی کوئی کیا کرے  
 اسے کب غموں سے رہائی ملے  
 گداس کے درکے ہوس سے بنے  
 ہر اک کئی خوشامد ہر اک کی ثنا  
 سفر کی صعوبت سے دل کی پوٹورے  
 نہیں جمعِ دل جمعِ اسباب سے  
 اندھیرا ہے عالم میں چھایا ہوا  
 جو تھے دل کو پیارے وہ سب چل بسے  
 ”غزیر و اب اللہ ہی اللہ ہے“

۴ جولائی ۱۹۴۲ء

دیس

(۲۰)

ادھر کہتا گیا وہ اور ادھر آتا گیا دل میں  
اثر یہ ہو نہیں سکتا کبھی دعوائے باطل میں  
حیاتِ تو مجھے اُن کی نگاہِ ناز نے بخشی  
بھرا ہے اب حیاں کا سہ زہرِ بلاہل میں  
دل اس پیری میں بھی غرق ہو سنا کی زندگی ہے  
پھنسی ہے کشتیِ عمر رواں گرد اب ساحل میں  
پناہ لے دلِ فزنگِ نازِ قاتل سے نہیں ملتی  
جو مل سکتی ہے تو پھر سایہِ دامنِ قاتل میں  
جو موسیٰ بھی ہوں تو بھی اتباعِ حضر لازم ہے  
ہدایتِ منحصر ہے اتباعِ شیخِ کامل میں  
مرے پوش و خرد نے جمع جو خرمن کیا برسوں  
لگا دے برقِ امین آگ تو اس سیرِ حاصل میں

۱۱ جولائی ۱۹۴۲ء

دینہ

(۲۱)

اس فقر میں بھی عاشق کیا صاحب ثروت کے  
 ایک ذرہ محبت کا کونین کی دولت ہے  
 اک غم نے بنایا ہے ہر غم سے مجھے فارغ  
 اندوہ محبت بھی گنجینہ عشرت ہے  
 پیش آتی جو مشکل بھی آسان نظر آتی  
 اک جرعہ ہمت میں خمخانہ کی قوت ہے  
 آباد ہے اک عالم ہر گوشہ خاطر میں  
 دنیا تے محبت میں افلاک کی وسعت ہے  
 اک گھونٹ میں بھولا ہے منجوار دو عالم کو  
 کیا تنہا شہ تیرا اے جام محبت ہے  
 محفل میں نظر آئیں تو رونق محفل ہے  
 جلوہ ہے وہی جلوہ جو جلوہ خلوت ہے

۲۰ اگست ۱۹۴۲ء

دینہ

## بتقریب عطاءِ خلافت

ابھی تو مشقِ فغاں کنج میں ہزار کرے  
 اثر کے واسطے کچھ اور انتظار کرے  
 جو آج لذتِ دردِ نہاں کا جو یا ہے  
 وہ پہلے سوز سے دل کو تو داغدار کرے  
 انھیں کے دینے سے ملتے جسکو ملتا ہے  
 وہی نہ چاہیں تو کوشش کوئی ہزار کرے  
 ادب دیکھ لیں مشتاقِ دور سے ان کو  
 مجال ہے جو انھیں کوئی سمکنار کرے  
 سنا تو دے اُسے افسانہِ غمِ حبراں  
 وہ اعتبار کرے یا نہ اعتبار کرے  
 وہ اپنے کان سے سنتے ہیں میرِ نالوں کو  
 وہ طرزِ نالہ ہو جو ان کو بے قرار کرے  
 تیری نظر میں ہے تاثیرِ مستیِ صہبہا  
 تری نگاہ جسے چاہے بادِ خوار کرے  
 تری نگاہ میں دونوں خواص لکھے ہیں  
 وہ چاہے مست کرنے چاہے ہوشیار کرے  
 (۲۲ اکتوبر ۱۹۴۲ء براہِ آلہ آمیاں)



صدقِ احساس کی دولت میری مولیٰ دیدے  
 غمِ امر و زبھلا دے، غمِ فردا دیدے  
 دُھن کچھ ایسی ہو فراموش ہو اپنی ہستی  
 دل دیوانہ و سودائی و شیدا دیدے  
 اپنے مینخانہ سے اور دستِ کرم سے اپنے  
 دونوں ہاتھوں میں مگر ساغرِ دنیا دیدے  
 کھول دے میرے لئے علمِ حقیقت کے در  
 دلِ دانا، دلِ بنیا، دلِ شنوا دیدے  
 قول میں رنگِ عمل بھبر کے بنا دے رنگین  
 لبِ خاموش بنا کر، دلِ گویا دیدے  
 دلِ بے تاب ملے دیدہ پیرِ آبِ ملے  
 تپِ آتش مجھے دیدے، نمِ دریا دیدے  
 دُرُ دلِ سینے میں رہ رہ کر ٹھہر جاتا ہے  
 جو نہ ٹھہرے مجھے وہ دردِ خدا یا دیدے

۲۷ اکتوبر ۱۹۴۲ء

براہِ مکتوب

یہ مناجات ہے اور ورد میں رکھنے کے لائق!

اے مسیح درودِ دل چارہ گہ آزارِ دل  
 پارہا ہے تیرے دریاں شفا بیمارِ دل  
 دور باش انکارِ باطل دور باش انکارِ دل  
 سچ رہا ہے شاہِ خواہاں کیلئے دربارِ دل  
 اور ہی مٹ جائیگی تاریکی انکارِ دل  
 خانہٴ دل میں جو پھیلے گئے کبھی انوارِ دل  
 تیرے اک چھینٹے سے اے امیر بہاری ان دنوں  
 سنبڑے، شاداب، سیراب ہے گلزارِ دل  
 دُور ہوتی جاتی جا رہی ہر کھٹک جو دل میں ہے  
 تیرے سوزن سے نکلتے جا رہے ہیں خارِ دل  
 عشق کا رہبر دلیلِ راہ جس دن سے بنا  
 بن رہا ہے آپ ہی انکارِ دل اقرارِ دل  
 ہوش ہی گرمی و مستی ہے، دُور شوق ہے  
 شکر ہے رونقِ پیسے امروز کارِ دربارِ دل

---

دی کارِ دربارِ دل سے مراد عبد و معبود کے تعلق کی کیفیات ہیں۔

مجمع وہ سامان ہو جسکی خریداری بھی ہے ہو  
 سوچ کر اے دل لگانا چاہیے بازارِ دل  
 المدد و توفیقِ ضبط و المددِ تابِ سکوت  
 لب پہ لے آئے نہ جو ششِ دل کہیں اسرارِ دل  
 قلبِ عاشق بھی ہے پھر مہیا یہ عمر ششِ برس  
 جلوہ فرما مندرِ دل پر اگر ہو یارِ دل  
 سامنے ہے منزل مقصود اے رہوارِ دل  
 اور بھی اب تیز ہونی چاہیے رفتارِ دل  
 خانہٴ دل میں نہ جتیک کم ہو گھر کا شور و غل  
 گوشِ دل سے سن سکے کیونکر کوئی گفتارِ دل  
 فخر تو اس رشتہٴ تبسح پر فرمانہٴ شیخ  
 دل کی رگ رگ سے تو پیسے گھنچ لے زارِ دل  
 ۲ نومبر ۱۹۴۲  
 تھانہ بھون

۲۰ شور و غل "یعنی حواسِ ظاہر اور علومِ عقلی کا ہیجا جسکی وجہ سے حواسہٴ قلبی اور ارک  
 جاتا رہتا ہے۔

۲۱ پیسے کا اللہ "پھر" اکا اللہ "یعنی پہلے دفع ضرر پھر جلبِ منفعت" اسی کو حضرات  
 ہشتیہ یوں بیان فرماتے ہیں کہ پہلے "تخلیہ" ہو پھر "تخلیہ" !! یہاں "تخلیہ"  
 کی تلقین ہو رہی ہے

(۲۵)

## نعت سرورِ عالم (صلی اللہ علیہ وسلم)

نام محمد صلی علی، نور مجید صلی علی  
 خدِ مورد صلی علی، قد ممد صلی علی  
 رحمتِ عالم صلی علی، مفرخِ آدم صلی علی  
 مرسلِ اکرم صلی علی، اسمکِ احد صلی علی  
 چہرہٴ انور شمسِ ضحیٰ، زلفِ معنبرِ لیلِ سبجی  
 قلبِ مطہرِ نورِ ہدیٰ، ذکرِ مجید صلی علی  
 شاہدِ عالمِ شاہِ اُمم، ہادیِ اعظمِ شمعِ ترم  
 صاحبِ لطف و وجودِ کرم، حق سے موبد صلی علی  
 شافعِ محشرِ نامِ ترا، سب کی شفاعتِ کامِ ترا  
 عرشِ معظمِ بامِ ترا، خلق کا مقصد صلی علی  
 ساغرِ کوثرِ جامِ ترا، سیرابِ تشنہٴ کامِ ترا  
 خوانِ کرمِ پیغامِ ترا، نامِ محمد صلی علی

گوہر والا پاک نسب، عنصر بالا پاک لقب  
 بہتر و اعلیٰ خلق و ادب اکرم و امجد صلی علی  
 نسبت بیضارہ تری، چاہ خدا کی چاہ تری  
 شافعِ عاصی جاہ تری، عرشِ بلند صل علی  
 نورِ الہی نور ترا، عارِ حسرا ہے طور ترا  
 ہے ہوش میں ہر مخمور ترا، اے نورِ مجید صلی علی  
 کو چہ جنت کو چے ترے خار و جنس و پھول تر  
 خاکِ قدم ہے میرے لئے، سترِ احمد صل علی  
 جی میں ہے عاشقِ سجدہ کرنے تو نے جہاں پاؤں تھر  
 اور بشوق و ذوقِ ٹپھے محض مرقد صل علی  
 موسیٰ عمرانِ مخبرِ مقدم، شردہ عینی شانِ درود  
 دعوتِ ابراہیمؑ ترا باعثِ آمد صل علی  
 ۲۵ شوال ۱۳۶۱ھ  
 تقمانہ بھون

---

فنِ عروض کے لحاظ سے اس نعت کی کجرتو بجز متقارب ہے ہی، مگر اہل نظر  
 دیکھ سکتے ہیں کہ یہ اشعار و اصل نبوی تقرب کے بجز متقارب کی جوہیں ہیں  
 نعت گو "فنا فی الرسول" کی منزل میں پہنچ کر منقبت سرا ہے۔

(۲۶)

لولاک لما عنوان ترا، فرمان خدا فرمان ترا  
پیغام خدا فرمان ترا، ایمان خدا ایمان ترا

اے شاہِ مدینہ در پہ تیرے ہیں آج بھکاری بن کھڑے  
لائق تو نہیں احسا کے ہیں پھر بھی جو ملے احسان ترا

تیری محبت دین مرا، اور دین ترا آئین مرا  
ہر لفظ پہ تیرے یقین مرا، عرفانِ خدا عرفان ترا

۱۴ ذی قعدہ ۱۳۶۱ھ

عظیم گڑھ

(۲۷)

جہاں ڈھونڈتھیں وہیں پائیں جہاں دکھیں وہیں تو ہے  
تجھے جو یاد کرتا ہے، اسی کا ہم نشین تو ہے

تری ہی روشنی ہر چار سو پھیلی ہے عالم میں  
کہیں مہرِ فلک تو ہے۔ کہیں نوزِ زمین تو ہے

۴، رفیقہ ۱۳۶۱ء  
اعظم گڑھ

یہ اشعار

ہر چیز میں جس کی ہے کیفیتِ مستانہ  
آباد رہے یا رب تا حشر وہ میخانہ

چھاتی ہے یہاں مستی ہر ایک نمازی پر  
حیرت ہے یہ گھراے دل مجھڑ کہ میخانہ

زاہد نے کہاں پائی، زاہد نے کہاں پی لی  
گفتار ہے زندانہ، رفتار ہے مستانہ

دستارِ فضیلت ہو، یادِ لقی مرقع ہو

ہونا ہے اُسے اکدن نذرِ متے و میخانہ

ہر قطرہ ندامت کا جو دیدۂ تر میں ہو

وہ دامنِ خالی میں ہے گو صہرِ شاہانہ

وہ چشمِ محبت تو جو یائے محبت ہے

دیکھے تو ذرا کر کے اس سے کوئی یارانہ

معشوقِ یگانہ ہے، عاشق بھی یگانہ ہو

یعنی کہ جو اُن کا ہو، وہ سب سے ہو بیگانہ

حاصل رہے کیفیتِ ہر وقتِ حضورِ ہی کی

آدِل میں مرے چھپ جائے صورتِ جانانہ

۱۶ نومبر ۱۹۴۲ء براہ شاہ گنج



(۲۹)

کیا بھری تاثیر میں مطرب تری آواز ہے  
 جو تری محفل میں بیٹھا وہ سراپا ساز ہے  
 باغ میں صحرا نظر آتا ہے اور صحرا میں باغ  
 اب مرے جوشِ جنوں کا ادب ہی انداز ہے  
 پاؤں تو حدِ ادب سے عشق میں باہر نہ رکھ  
 وہ ہمہ خوبی و محبوبی سراپا ناز ہے  
 نام ان کا ہر نفس میں لب پہ یوں آیا کیا  
 تن سے جیسے روح بسمل مائل پر داز ہے  
 دیکھتے ملتے ہے کب دولت سکونِ عشق کی  
 ہاتے وہوتے و جوش تو ہنگامہ آغاز ہے  
 گاہ دیکھا تھا مری چشم تصور نے تمہیں  
 اب وہی تصویر میری ہمدم و دوساز ہے

جو نہیں معلوم ہے اس کو کوئی جانے گا کیا  
 جبکہ جو معلوم ہے وہ بھی سراپا ساز ہے

۲۸ نومبر ۱۹۴۲ء

(رہنم گم گم)

چاندنی چھٹکی ہوتی جس کی ہزاروں دل ہیں ہے  
 وہ فسرغِ نورِ عالم اس مہر کامل میں ہے  
 لفظ بیگانہ بھلا، کیا ترجمانی کر سکیں  
 شوق بے اندازہ پیمیدہ وہ میر دل میں ہے  
 واگر اے محنون تو اپنے دیدہ مشتاق کو  
 سیلی پردہ نشیں ہر پردہ محفل میں ہے  
 جد و جہدِ دید میں ہے ذوقِ شوقِ لطفِ دید  
 حاصل ہر سعی، میری سعی لا حاصل میں ہے  
 آہی جائیگا کبھی اس تک بھی ساتی دورِ جام  
 منتظر بیٹھا ہوا جو بھی تری محفل میں ہے  
 منزل مقصود ہے راہِ طلب کا ہر قدم  
 وہ سر منزل ہے جواب تک رہ منزل میں ہے

۱۴ جون ۱۹۴۳ء

براہ جونپور

۱۳۱

تری قدرت وہ کر سکتی ہے جو تیری مشیت ہے  
مگر تیری مشیت آپ ہی پابند حکمت ہے

میری بے چارگی سے ہے تری قدرت کی آرائش  
دل صد چاک میرا شانہ گیسوتے قدرت ہے

تری رحمت سے پیدا ہے بہارِ گلشنِ ہستی  
یہاں جو ہے ترا پروردہ بارانِ رحمت ہے

۱۹۶۳ء

دلینہ

۳۲

## رحلتِ شیخ

داغِ فراقِ یارِ مٹایا نہ جائے گا  
اب دل کا یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

حرفِ دمِ وداعِ "خدا کے سپرد ہو"

تا آخرِ حیات سب لایا نہ جائے گا

خیالِ سرِ بالین

دل بھر کے دیکھ لو یہ جمالِ جہاں فرزند

پھر یہ جمالِ نور دکھایا نہ جائے گا

گوشِ جہاں بغور سنئے اس کلام کو

پھر یہ کلامِ شوق سنایا نہ جائے گا

اے میکشویہ دُردتہِ جام بھی پیو

ترسو گے پھر یہ جامِ پلایا نہ جائیگا

اے دلِ خموش صبر و رضا کا مقام ہے

نقشِ دوامِ فیضِ مٹایا نہ جائے گا

ن شیخ الشیوخ حضرت تھانویؒ کی رحلت کا یہ نالہ و غم ہے، مگر کس قدر عارفانہ

پیرمغاں نہیں ہے مگر میکہ تو ہے  
 جام و سبو یہاں سے ہٹایا نہ جائے گا  
 یوں ہی بھچار ہے گا یہاں خوان فیض عام  
 جب تک ہیں میہان بڑھایا نہ جائے گا  
 چاہا خدا نے تو تری محفل کا ہر چہ راغ  
 یوں ہی جلا کرے گا، بچھایا نہ جائے گا

۱۵ جولائی ۱۹۴۳ء

براہ جونپور

گلزارِ خلیل آسایہ آتشِ سوزاں ہے  
 یعنی کہ یہ سوزِ دل، آرامِ دل و جاں ہے  
 ہے اُن کا تصور بھی کس درجہ سراپا نور  
 گویا کہ قرینِ دل اک شمعِ فروزاں ہے  
 کہتے ہیں کہ دل گھر ہے اللہ تعالیٰ کا  
 اس گھر میں جو وارد ہو اللہ کا یہاں ہے  
 آتے ہو تصور میں بھر بھر کے نئے تم روپ  
 ان سبک الگ تم کو جانیں تو یہ ایماں ہے  
 اے مدعیِ دانش! کیا راز کو پاتے گھا  
 یہ گنبدِ گرداں بھی اک بھول بھلیاں ہے

راہِ طلبِ حق میں ہر ذیدہٴ بیسنا کو  
 کوئین کا ہر ذرہ خورشید و رخشاں ہے

۲۵ رمضان ۱۳۶۲ھ

۲۶ ستمبر ۱۹۴۳ء

اعظم گڑھ

شیوہ صیدِ زبونم آرزوست  
 گوش می جوید پیام از وصل دوست  
 عشق را گوئی جنوں اے بے خبر  
 دلخ بردل از غم انجسام دل  
 محوش نمی آید سجود بے حضور  
 قرب بے غیبت نماز عاشقان  
 می برد بیتابی دل کو بہ کو  
 این شتابی دلِ ناصبریں  
 از حصارِ این دآں بیرون کشد  
 بسکہ دزدیدہ نگہ بر من فگن  
 سینہ آغشته بخونم آرزوست  
 ارجعی و راجعونم آرزوست  
 باہمہ ہوش این جنونم آرزوست  
 فرودہ لایحس فونم آرزوست  
 فی صلواتہ فاشعونم آرزوست  
 فی صلواتہ دامتونم آرزوست  
 بردرت صبر و سکونم آرزوست  
 انچہ می خواہی کنونم آرزوست  
 آن نگاہ پر فسونم آرزوست  
 نشتر زخم درونم آرزوست

خیر من ہست انچہ تو فرمودہ  
 انچہ فرمودی ہونم آرزوست

۲۶ رمضان ۱۹۶۳ء

عظیم گروہ

(۳۵)

ترے نام میں ہی حلاوت ملے  
جو ذوقِ محبت کی لذت ملے  
جو تیری رضا کی بشارت ملے  
تو دونوں جہانوں کی راحت ملے  
ترے عشق کے غم کی دولت ملے  
تو سارے غموں سے فراغت ملے  
بہر حال بندہ پہ ہے بندگی  
کرم ہے جو ذوقِ عبادت ملے  
محبت تو اے دل بڑی بات ہے  
یہ کیا کم ہے اس کی جو حسرت ملے

یہی زندگی جادوانی بنے  
جو آبِ حیاتِ محبت ملے

۱۸ اکتوبر ۱۹۴۳ء  
اعظم گڑھ



ترے روئے روشن پہ وہ نور ہے  
 کہ بے پردہ ہو تو بھی مستور ہے  
 چلا چل تو منزل بہ منزل یوں ہی  
 ٹھہرنے کی منزل ابھی دور ہے  
 کشش پر ہے قائم نظام وجود  
 یہ گھبراہٹ سے معمور ہے  
 نہ جانے وہ ہیں جلوہ فرما کہاں  
 جدھر دیکھتے نور ہی نور ہے  
 تراوشن سے خونِ جگر کی نہ ڈر  
 کہ مہم سراپا یہ ناسور ہے  
 یہ عالم ہے دل کا غمِ عشق میں  
 کہ مغموم ہو کر بھی بسرور ہے  
 ابھی قطع کر اور راہِ طلب  
 مقامِ محبت بہت دور ہے

۲۶ اکتوبر ۱۹۴۳ء

جُونپور

(۳۷)

ہم ایسے رہے یاں کہ ویسے رہے  
وہاں دیکھنا ہے کہ کیسے رہے

یہ اسباب ہیں دستِ قدرت میں یوں  
قلم دستِ کاتب میں جیسے رہے  
حیات دو روزہ کا کیا عیش و غم  
سفر کا بھی کیا جیسے تیسے رہے

۲۷ اکتوبر ۱۹۴۳

جونپور

۳۸

ترا عکسِ رخِ روشن تصویر میں جو آجائے  
نہ پھر سو جو اندھیرا وہ اجالا میرے دل میں  
خدا جانے مجھے کیا دے کے ساقی نے پلایا ہے  
وہ کب کا جا چکا پھر بھی نظر آتا ہے محفل میں

۲۹ اکتوبر ۱۹۴۳ء / جونپور

لے مرشد تھانوی قدس سرہ

سما جا مرے دل میں ارمان ہو کر  
دوٹی دور کر دے مری جان ہو کر

بتوں کا ہے بندہ خدا کا نہیں  
خدا کا نہ ہو جو مسلمان ہو کر

تصور میں کیا کیا غایت ہے انکی  
مرے گھر میں آتے ہیں مہمان ہو کر

ستم سبھی کر رہے کہ شورِ محبت  
مزہ دے رہا ہے نمکدان ہو کر

جہاں کو معطر بناتے ہوتے ہے  
وہ زلفِ معنبر پر لیشان ہو کر

یہ کس میکہ سے اٹھی موج مٹے ہے  
چلی آرہی ہے جو فیضان ہو کر

۳ ذیقعدہ ۱۳۶۶ھ

۱۸ ستمبر ۱۹۴۷ء

بیوپال

دیدہ دل اگر ہو باز، راز رہے نہ راز میں  
 جہاں کتنی ہیں حقیقتیں آئینہ مجاز میں  
 اُن کے کرم کے ہم نثار ان کی عطا کا کیا شمار  
 دے دیا عاصیوں کو بار اپنے حریم ناز میں  
 حبش و تار و ہند و شام، سرخ رخ و سیاہ فام  
 عشق نواز ہر مقام آئے ہیں سب حجاز میں  
 عرش کے بائیں کہان و سمتِ ست انس و جان  
 شانِ کرم ہوئی عیاں، ہو کے نہاں مجاز میں  
 سنگِ سیاہ در جو تھا، دستِ مصافحہ بنا  
 اب نہ رہا وہ راز میں، وہ جو چھپا تھا راز میں  
 روزِ مرا نیا مقام، صبح کہیں کہیں ہے شام  
 عشق کی منزلیں تمام، راہِ خم و دراز میں  
 دل کو نصیب ہو گا راز، جان کو عطا ہو سوز و ساز  
 ہے یہ دعا بصد نیاز، درگاہِ بے نیاز میں  
 دل جو ملا سیاہ کار، آنکھ عطا ہو اشکبار  
 دھوے جو دل کو بار بار، خلوتِ خاص راز میں  
 ذی الحجہ ۱۳۶۸ھ مناسک حج  
 (بوقتِ حاضری مکہ معظمہ)

(۴۱)

بِخُضْرٍ رَحْمَتِ عَالَمٍ (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)

آدم کے لئے فخر یہ عالمی نسب ہی ہے  
مکی، مدنی، ہاشمی و مطلبی ہے  
پاکیزہ تراز عرش و سماء، جنت و فردوس  
آرام گہ پاک رسولِ عربی ہے  
آہستہ قدم نیچی ننگہ، پست صدر ہو  
خواریدہ یہاں روح رسولِ عربی ہے  
اے زاکریت نبویؐ یاد رہے یہہ  
بے قاعدہ یاں جنبش لب بے ادبی ہے  
کیا شان ہے اللہ کے محبوب نبیؐ کی  
محبوب خدا ہے وہ جو محبوب نبیؐ ہے  
بُجھ جائے ترے چھینٹوں سے اے ابر کرم آج  
جو آگ مرے سینہ میں مدت سے دبی ہے

محرم ۱۳۶۹ھ

(بوقتِ حاضری مدینہ منورہ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## ملفوظات سلیمانی

۱۔ لوگ انبیاء علیہم السلام کا معجزہ تلاش کرتے ہیں میں کہتا ہوں انبیاء کی ذات ہی معجزہ ہے۔ کون دعویٰ کر سکتا ہے کہ خدا کا کلام مجھ پر اترا۔ نبوت اپنی ذات سے معجزہ ہے فرشتوں کا دیکھنا اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہونا، وحی کا اترا معجزہ سے کیا کم ہے۔

۲۔ ایک صاحب نے عرض کیا: حضرت بعض اوقات ذکر و ذوق شوق سے ہوتا ہے۔ بعض اوقات پتھر سادل معلوم ہوتا ہے۔ کچھ اثر معلوم نہیں ہوتا۔

ارشاد فرمایا: ”یہ احوال ہیں جو بدلتے رہتے ہیں۔ ان کی فکر کی ضرورت نہیں۔ اصل چیز تو مقامات ہیں۔ انہیں حاصل کرنے کی کوشش کیجئے۔ معلوم ہوتا ہے۔ ابھی تک آپ ان کیفیات و کشف و لذت وغیرہ کے چکر سے نکلے نہیں۔ انہیں میں پڑے ہوتے ہیں۔ کشف، لذت، کچھ نظر آتا یہ کچھ التفات کے بلو نہیں۔ مقامات کے حصول کی فکر کیجئے۔ صبر، شکر

رضا و تسلیم۔ توجہ و کوشش کے قابل تو چیزیں ہیں۔ غیر اختیاری امور کے پیچھے نہ ہونا چاہیے۔ جب تک ان چیزوں سے نہ نکل جائے مقصد کا پتہ نہیں چلتا غیر مقصود کو مقصود سمجھ لینا سب سے بڑی غلطی ہے۔

۳. فرمایا۔ میرا ایک شعر ہے۔

کار فرما ایک آتما ہے نظر  
منکشف اب راز الا اللہ ہے

اسے توحید افعالی کہتے ہیں۔ حاصل کرنے کی چیز تو یہ ہے۔ ہر چیز کے فاعل اللہ تعالیٰ ہیں۔ وہی مؤثر ہیں جو چیز نظر آرہی ہے اس سے نگاہ ہٹ کر ہر چیز اللہ تبارک و تعالیٰ سے ہوتی نظر آئے۔ "احقر نے عرض کیا۔ اس کے حصول کی کیا صورت ہے۔

فرمایا۔ "پہلے اس عقیدہ کو معلوم کیجئے۔

عرض کیا۔ عقیدہ تو ہے۔ فرمایا "عقیدہ نہیں ہے۔ کیا آپ کو ہر چیز یونہی نظر آتی ہے۔ اسباب پر سے نظر اٹھ جاتے اور یہ یقین پیدا ہو جاتے کہ ہر چیز کے کون والے اللہ تبارک و تعالیٰ ہیں۔ اسباب میں تاثیر آتی ذات سے آرہی ہے۔ اسباب کے متعلق حضرت والارحمہ اللہ علیہ کا ایک ملفوظ محمد سے شعر میں ادا ہو گیا ہے۔

یہ اسباب ہیں دست قدرت میں یوں

قلم دست کاتب میں جیسے رے

اسباب کی حقیقت ان سے بڑھ کر کچھ نہیں۔ یہ تو بس ایک لہ ہیں  
ان سے نگاہ اٹھ اللہ تعالیٰ کی ذات پر آجائے۔ یہ سب لا الہ الا اللہ  
میں شامل ہے۔ لا فاعل الا اللہ لا موثر الا اللہ لا معطى الا اللہ لا  
مانع الا اللہ لا ضار الا اللہ لا نافع الا اللہ لا خالق الا اللہ سب  
کچھ کرنے والے تو اللہ تعالیٰ ہیں۔

کیا مخلوق کو موثر یا کرنے والا سمجھنا شرک نہیں  
ہر نبی کو کسی خاص صنعت میں خصوصی کمال (امتیاز) حاصل تھا۔  
نصرت یعقوب تدبیر و توکل کے جامع تھے۔ قرآن کریم میں ہے کہ  
جب حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے مصر جانے لگے تو آپ نے  
ان سے ارشاد فرمایا

يَبْنِي لَا تَدْخُلُوا مِنْ بَابٍ وَاحِدَةٍ وَاَدْخُلُوا مِنْ  
الْبُوابِ مُتَفَرِّقِينَ ۚ وَمَا اَعْزَمَ عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ  
اِنَّ الْحَكْمَ اَلَا لِلّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ  
الْمُؤْمِنُونَ ۝

کہ اے میرے بیٹے سب کے سب ایک ہی دروازے سے مت جانا  
اور میں خدا کے حکم کو تم پر سے نہیں ٹال سکتا۔ حکم تو بس اللہ ہی چلتا  
ہے (باوجود اس تدبیر ظاہری کے دل سے) اسی۔



بھروسہ کرنے والوں کو بھروسہ رکھنا چاہیے۔

اس سے حضرت یعقوب علیہ السلام کی تدبیر و توکل کی جاہلیت معلوم ہوتی ہے۔ ظاہر میں اسباب اختیار فرماتے کا حکم دیا۔ لیکن باطن میں ان اسباب پر کچھ بھروسہ نہ تھا۔ بلکہ یہ یقین راسخ تھا کہ حقیقت میں تو وہی ہوگا۔ جو اللہ تبارک و تعالیٰ چاہیں گے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے کہ یہ وہ علم ہے جو ہم نے یعقوب علیہ السلام کو مرحمت فرمایا تھا۔ اسباب کے ہوتے ہوتے اسباب پر نظر نہ ہونا اللہ تعالیٰ کے فضل ہی سے میسر ہوتا ہے

در کف جام شریعت در کف سندان عشق

ہر ہوسل کے نداند جام و سندان باختن

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی توحید سب سے کامل تھی۔ ان کی زبان سے اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے۔

.... فانہم عدوئی الارب العلمین ہ الذی خلقتنی

فہو یمدین ہ الذی ہو یطعنی ویسقین ہ و اذا

مرضت فہو یشفین ہ والذی یمتیننی ثم یمیین ہ

والذی اطمع ان یغفر لی خطیئتی یوم الدین ہ

(الشعرا - ۵)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام جو تمام شرکوں سے

باز تھے۔ ان کی توحید توحید انعمالی تھا۔ پس اسکے حاصل کرنے کی کوشش

از حضرت محترم مولانا شاہ سید سلیمان صاحب ندوی قدس سرہ  
خلیفہ حضرت حکیم الامتہ جامع المجددین علیہ الرحمۃ

اللہ تعالیٰ کی یہ سنت جاری ہے کہ جب ضرورت پیدا ہوتی ہے تو اس کے  
دفعیہ کا بھی سامان پیدا کرتے ہیں، رات کے اندھیرے میں چاند اور تاروں  
کے چراغ جلا دیتے ہیں، گرمی اور جسب جب شدت کو پہنچ جاتی ہے تو ابر  
رحمت نازل فرماتے ہیں، جہاں بیماریاں ہیں اس کی دوائیں اگاتے اور  
عمریریں بتاتے ہیں، بالکل یہی حال امراض باطنی اور احوال نفسانی کا ہے،  
جب فساد ظاہر ہوتا ہے، صلاح کی عمریر ابھرتی ہے۔ جب ظلمت انتہا کو  
پہنچتی ہے سپیدہ نور طلوع ہوتا ہے، ضلالت کے ساتھ ہدایت، کفر کے ساتھ  
ایمان، آذر کے ساتھ ابراہیم اور فرعون کے ساتھ موسیٰ کا ظہور ہوتا ہے۔

اسی اصول پر دنیا میں تاریکی کے ہر دور میں نبوت کا نیا نور چمکا اور دنیا کو  
روشن کر گیا۔ آخر حضور رسالت ماب خاتم النبیین محمد الرسول صلی اللہ علیہ  
وسلم کے وجود پاک پر جب شریعت اتمام کو پہنچی اور دین کامل ہو گیا اور  
اس کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر لی، تو نسل انسانی کو  
اس شریعت کی راہ دکھانے اور اس دین کے مسائل کو بتانے اور نئے نئے  
زمانہ کے نئے نئے قنوں سے محفوظ رکھنے اور دین و شریعت کو تحریف و تبدیل

سے بچانے اور شکوک و شبہات کو مٹانے کے لئے ہر دور میں ایسی ہستیاں ظاہر فرمائی جاتی رہی ہیں جو دین کو اپنے اصلی جادہ پر قائم رکھ سکیں اور اسکے چشمہ صافی کو گرد و غبار سے صاف کر کے مصفا رکھیں

مقصود یہ ہے کہ زمانہ ہمیشہ حرکت میں ہے اور اس کے ساتھ ہر چیز حرکت میں ہے اس حرکت سے لوگوں کے خیالات و اعمال میں گھٹاؤ بڑھاؤ پیدا ہوتا رہتا ہے نئی نئی تحریکیں نمایاں ہوتی ہیں، نئی نئی بدعتیں ظاہر ہوتی ہیں، نئے نئے خیالات لوگوں کے دلوں میں جگہ پاتے ہیں، زبان، طرزِ تعبیر اور طریق استدلال میں تغیر ہوتا رہتا ہے اور یہ سب کے سب مل کر ایمانیات اور یقینیات میں شک و شبہ کی راہیں کھولتے ہیں اس لئے اس قادر مطلق نے جس نے دین کی حفاظت کی ذمہ داری اپنے اوپر لی ہے مخصوص انسانوں کے ذریعہ دین کی حفاظت کے وعدہ کو پورا فرماتے رہتے ہیں۔

یہ تحریف و تبدل اور خیالات کا اتار چڑھاؤ اور اعمال کا بگاڑ ہر زمانہ میں الگ الگ راہوں سے اور انوکھے اور نت نئے دروازوں سے داخل ہوتا رہتا ہے اس لئے ہر زمانہ کا فسادِ عمل اور سوء اعتقاد ایک طرح کا نہیں ہوتا۔ کبھی یہ فسادِ قیصری و کسروانی حکومتوں کے قاعدوں اور قانون کی راہ سے آیا۔ کبھی یونانی و عجمی علوم و فنون کی صورت میں آیا کبھی ہند و شام و مصر کے سابقہ مذہبوں کے اختلاط نے دین میں گنجنگ پیدا کی، اور کبھی کسی ملک کے رسم و رواج نے شریعت کی جگہ لے لی۔ کبھی غیر شرعی عصری تحریکات نے دلوں اور دماغوں کو متعفن کیا۔ غرض کبھی سیاست کی راہ سے کبھی علم و فن کی راہ سے کبھی تہذیب و تمدن کی راہ سے، کبھی حکومت کی راہ سے کبھی عقل

پرستی اور خرد نوازی کے ذریعہ سے، کبھی غیر دینی اقتصادی و تمدنی نظامات کے واسطے سے، بلکہ کبھی خود غلوئے دین اور تشدد فی الدین کی راہ سے دین میں تحریکات و بدعات پیدا ہوتے رہے ہیں، اس لئے ہر زمانہ کے مفاسد کے لحاظ سے دین کے مجددین کا ہر عصر میں ظہور ہوتا رہا ہے اور انہوں نے خدا داد قوت عمل اور ربانی محبوبیت اور انسانی مقبولیت پا کر زمانہ کی مشکور کا پورا مقابلہ کر کے اصل دین کے چہرہ سے زمانہ کے گرد و غبار کو صاف کیا ہے اور پھر دین کی حقیقت کو بے غبار کر کے اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ ہر صدی میں ایسے مجدد کے ظہور کی حدیث حسب ذیل ہے۔

عن ابی ہریرہ فی ما علم عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ یبعث فی امتی علی داس کل ماتہ من یجدد لها دینہا (ابوداؤد و کتاب الملاحم) بے شبہ اللہ تعالیٰ میری امت میں ہر صدی کے سرے پر ایسے کو پیدا کرے گا جو اس کیلئے اس کے دین کو نیا کر دے گا۔

یہ روایت ابوداؤد کی ہے، حاکم نے مستدرک کتاب القنن میں اور بیہقی نے مدخل میں اس کی دوسری روایتیں کی ہیں۔

بعض محدثین نے گو اس حدیث کی سند میں کلام کیا ہے خود اسی ابوداؤد کی روایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک رفع میں راوی کو تردد ہے۔ مگر ایسی بہت سی حدیثیں ہیں جن کی سند میں کلام کیا گیا ہے مگر واقعہ نے ان کی صداقت کی توثیق کر دی ہے یہی حال اس حدیث کا بھی ہے اور تاریخ اسلام اس کی صداقت کی شاہد

اس موقع پر ایک شبہ کا دفع کرنا ضروری ہے عام طور سے سمجھا جاتا ہے کہ ہر

صدی کے سرے پر ایک ہی مجدد پیدا ہوتا ہے، لیکن لفظ من جیسا کہ محققین نے اصول فقہ میں ثابت کیا ہے کسی خاص کیلئے ہونا اس کا ضروری نہیں بلکہ عموم بھی اس سے سمجھا جاتا ہے یعنی اس سے ایک دو اور چند بھی سمجھے جا سکتے ہیں، جیسے من الناس من يقول امنا بالله وبالیوم الاخر ومام بمومنین کی آیت میں امنا اور م کی جمعیت سے ظاہر ہو رہا ہے کہ من کیلئے ایک کا ہونا ضروری نہیں، اس لئے بالکل ممکن ہے کہ مختلف ملکوں میں یا مختلف اصلاحوں اور مختلف مفاسد کے مقابلہ میں تجدید دین کے لحاظ سے ایک ہی وقت میں کئی مجدد ظہور کر سکتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ علماء نے بعض دفعہ ایک ہی وقت میں کئی بزرگوں کو مجدد مانا ہے۔

حدیث میں علیؑ داس کل ماتہ آتا ہے یعنی ہر صدی کے سرے پر، سرا (۱) انتہا دونوں پر لولا جاتا ہے، چنانچہ بعض شارحین الوداؤد نے لغت سے دونوں استعمالوں کو ثابت کیا ہے اس لئے داس کل ماتہ کا صحیح ترجمہ صدی کے سرے پر کے بجائے تخصیص کے ساتھ ابتدا اور انتہا پر نہیں آنا چاہیئے۔ ایک اور بات بھی ذہن میں رہنی چاہیئے کہ صدی کے سرے پر مجدد کی پیدائش ہونا ضروری نہیں بلکہ اس وقت اسکے تجدیدی مشن کا آغاز ہوتا ہے جس کو حدیث میں بعثت کے لفظ سے ادا کیا گیا ہے خود آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم اپنی پیدائش کے چالیس برس کے بعد مبعوث ہوئے۔ ضروری نہیں لیکن زبان کا عام استعمال یہی ہے۔ اور اس حدیث مجدد میں تو ہر صدی کے سرے کی تہد بہ کلف بول رہی ہے کہ اس سے مقصود کسی بہت خاص عملوں فرد کی بعثت ہو، ورنہ کبھی نہ کبھی لوگ تو ہر صدی کے ہر حصہ ہی میں آتے پتھ جتھ ہیں جو سھوشتی بہت دماغ کی تجدیدی خدمت انجام دیتے ہیں۔ مولف۔

ایک اور نکتہ کو بھی کھول دینا ضروری ہے حدیث کے لفظ یہ ہیں کہ مجدد  
 دین کو نیا کر دے گا یعنی رسوم و بدعات و فسادات کی کٹنگی کو دور کر کے  
 اصل دین کو ظاہر کریگا اس لئے مجدد کی بڑی پہچان جس سے خواص اس کو  
 پہچان اور عوام جان سکتے ہیں کہ اس کی تعلیم و تلقین اور جدوجہد اور دعوت  
 و تبلیغ سے زمانہ کی ظلمتیں اور خیالات کی بدعتیں اور اعمال کے مفاسد دور  
 ہو کر وہ اصل دین نمودار ہو جائے جس کی صحیح تصویر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ  
 والتسلیم کے نگار خانہ کتاب و سنت میں محفوظ ہے۔

چونکہ اس حدیث کا سہارا لے کر بعض دفعہ مدعیان باطل نے نئے نئے  
 دعوے کئے ہیں، یہاں تک کہ نبوت کے حدود حرم تک پہنچنے کی کوشش  
 کی ہے اور اسلام میں نئے نئے فرقوں بلکہ امتوں کی بنیاد ڈالنی چاہی ہے اس  
 لئے یہ لغزش گاہ بھی ہے اور اس مقام پر قلم اور قدم کو بہت پھونک پھونک  
 کر چلنا چاہیے۔ اسی لئے ضرورت ہے کہ بتادیا جائے کہ نبی کی ضرورت اصل  
 احکام کے من جانب اللہ انسانوں تک پہنچانے کے لئے ہے یعنی نبی اللہ  
 تعالیٰ سے پاک بندوں تک پہنچانے میں واسطہ ہے، وہ عقل و قیاس اور علم  
 و فہم سے نہیں کہتا، بلکہ وہ جو کچھ کہتا ہے وحی سے کہتا ہے اور خدا سے پاک کہتا  
 ہے، اس کی وحی و تعلیم ہر خطا سے پاک اور وہ خود ہر غلطی سے معصوم ہے۔

مگر مجدد کا یہ حال نہیں ہے بلکہ وہ کتاب و سنت اور وحی و رسالت کے احکام  
 و پیغام کو سمجھ کر اور اپنی فراست ایمانی، صفائے ذہن، عقل مستقیم اور  
 قیاس صحیح اور رائے صواب سے صحیح غلط میں تمیز کرتا ہے، دین کو غیر دین  
 سے، ارشادات الہی کو ایجادات انسانی سے، سنت کو بدعت سے ممتاز کرتا ہے

اور اپنی علمی و عملی زندگی کی طہارت و نزاہت اور ثبات و استقامت اور نبی کی اتباع کامل اور اقتدائے ہم سے محبوبیت و مقبولیت کی شان پیدا کرتا ہے اس تقریر سے ظاہر ہے کہ نبی کو ماننے اور اس پر ایمان لانے بغیر انسان اصل شریعت سے محروم رہتا ہے اور کفر سے لپٹا رہتا ہے اس لئے اس پر نعیمِ آخرت کا ہر دروازہ ہمیشہ کے لئے بند اور عذابِ آخرت کا ہر دروازہ ہمیشہ کے لئے کھل جاتا ہے لیکن مجدد کے نہ ماننے سے وہ صرف کتاب و سنت کی صحیح ترجمانی سے محروم رہتا ہے اور بدعات و فسادات کی آمیزشوں سے بچ سکتے ہیں اس کو مشکلیں پیش آتی ہیں، اس لئے ہو سکتا ہے کہ جنت تک پہنچنے میں اس کو عذاب کی صعوبتوں سے دوچار ہونا پڑے (۱) واللہ ملک

السموت والارض یغفر لمن یشاء و یعذب من یشاء۔

اس وجہ سے نبی اور مجدد کی دعوتوں کی نوعیت میں بھی فرق ہے، نبی ہر شخص کو اپنے اوپر ایمان لانے کی دعوت دیتا ہے اور نبی کی نبوت پر ایمان لانا ایمان کا جز ہے جس کے بغیر کوئی مومن نہیں ہو سکتا، کیونکہ نبی کو نبی ماننے بغیر اس کے واسطے سے آئے ہوئے احکامِ الہی اور کلامِ ربانی تک رسائی نہیں ہو سکتی، لیکن مجدد اپنی شخصیت کی دعوت نہیں دیتا یہاں تک کہ مجدد کو مجدد ماننا ایمان کا ادنیٰ جز بھی نہیں ہے خصوصاً کسی ایک زمانہ کے کسی خاص مجدد کو مجدد تسلیم کرنا بھی ضروری نہیں۔

اسی فرق سے دوسرا فرق بھی پیدا ہوتا ہے۔ نبی کو اپنا نبی ہونا یقینی اور قطعی ہے، یہ محمدی بھی کتنی جڑی محمدی ہے کہ دولتِ ایمان رکھ کر بھی اسکے دینی و دنیوی ثمرات و برکات سے گویا محروم ہی رہتا ہے۔

طور سے مظلوم ہوتا ہے اور اسکو اللہ تعالیٰ کی خبر سے اس واقعہ کا ہونا یقینی بدیہی مظلوم ہوتا ہے جس کیلئے اس کو دلیل کی بھی ضرورت نہیں لیکن مجدد کو اپنا مجدد ہونا ظن و تخمین سے زیادہ مظلوم بھی نہیں ہوتا، بلکہ اگلے زمانہ کے مجددین کا مجدد ہونا بالعموم ان کی وفات کے بعد ان کے پاکیزہ کارناموں اور مقدس حالات اور تجدیدانہ مساعی سے خواص امت پر یہ ظاہر ہوا اور اس کے بعد لوگوں نے مان لیا، چنانچہ سب سے پہلے حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے پہلی صدی کے خاتمہ کا مجدد حضرت عمر بن عبدالعزیز المتوفی ۱۰۱ھ کو اور دوسری صدی کا مجدد امام شافعی المتوفی ۲۰۴ھ کو مانا۔

تیسری صدی میں امام ابو الحسن اشعری اور پھر امام الطرین، پھر امام خزالی کو بہتوں نے اس منصب کے قابل قرار دیا، اس کے بعد اہل حدیث نے حافظ ابن تیمیہ کو بھی ساتویں صدی کا مجدد بتایا۔ ہندوستان میں دسویں صدی کے خاتمہ پر حضرت شیخ احمد سرہندی، پھر حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور ان کے بعد ایک جماعت نے مولانا اسماعیل شہید کو اس منصب کا اہل تسلیم کیا۔ حافظ سیوطی نے نویں صدی میں ایک نظم میں ان بزرگوں کے نام گنائے ہیں جن کو بعض خواص امت نے مجددوں میں شمار کیا ہے، چنانچہ حافظ سیوطی کے بتائے ہوئے اسمائے مبارکہ یہ ہیں۔ نویں صدی میں انھوں نے صرف اپنے متعلق امید ظاہر کی ہے مگر ان کے معاصر امام بخاری بھی اس عمدہ کے امیدوار ہیں اس لئے دونوں کے نام لکھے جاتے ہیں۔

۱۔ پہلی صدی عمر بن عبدالعزیز المتوفی ۱۰۱ھ

۲۔ دوسری صدی امام شافعی المتوفی ۲۰۴ھ



- ۳- عیسری صدی حافظ ابن شرح امام ابو الحسن اشعری  
 ۴- چوتھی صدی امام باقلانی، امام سہیل بن بابو حامد  
 ۵- پانچویں صدی امام غزالی  
 ۶- چھٹی صدی امام رازی، رافعی  
 ۷- ساتویں صدی ابن دقیق العید  
 ۸- آٹھویں صدی امام بلقینی یا حافظ زین الدین عراقی  
 ۹- نویں صدی سیوطی یا امام سخاوی

حافظ سیوطی شافعی تھے اس لئے انھوں نے زیادہ تر نام شافعیوں کے لکھے ہیں۔ محدثین نے جو فرست پیش کی ہے اس میں چوتھی صدی تک کے محدثین کے نام گنائے ہیں۔

- ۱- پہلی صدی ابن شہاب زہری وقاسم بن محمد وسالم بن وحسن  
 بصری و محمد بن سیرین (امام محمد باقر)  
 ۲- دوسری صدی یحییٰ بن معین امام الجرح والتعديل  
 ۳- عیسری صدی نسائی صاحب سنن نسائی  
 ۴- چوتھی صدی حاکم صاحب مستدرک و حافظ عبدالغنی مصری

اس کے بعد دسویں صدی میں صاحب خلاصہ الاثر نے شمس الدین بن شہاب الدین کا نام لیا ہے جن کو ان کے اہل زمانہ وقت کا مجدد سمجھتے تھے۔ حاصل بات وہی معلوم ہوتا ہے کہ اس طرح کے سارے اکابر نے اپنی اپنی جگہ کوئی نہ کوئی تجدیدی خدمت انجام دی ہے لیکن اگر حدیث تجدید کو قبول کیا جائے تو "صدی کے سرے" کی تہہ و تھیں کسی تخصیصی جگہ کو بھی ضرور مقتضی ہے واللہ اعلم برؤفنا

گیارہ سے لے کر چودہ تک کا زمانہ ہندوستان کا ہے اس موقع پر ایک بات اہل نظر کو صاف نظر آئے گی کہ دینی قطبیت کا مرکز دوسرے اسلامی ملکوں سے ہندوستان کو منتقل ہو گیا۔ چنانچہ دینی و مذہبی خدمت، علوم و فنون کی خدمت، حدیث و تفسیر کی خدمت اور ہدایت خلق و احیائے سنن و رد بدعات کے لحاظ سے ہندوستان تمام دوسرے اسلامی ملکوں پر سبقت لے گیا ہے، کیونکہ ان صدیوں میں ہندوستان میں جو ہستیاں نمایاں ہوئیں، ان کی نظیر دوسرے ملکوں میں نہیں ملتی۔ مثلاً گیارہویں صدی کے آغاز میں حضرت شیخ احمد سرہندی المتوفی ۱۰۳۳ھ اور بارہویں صدی کے وسط میں مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی المتوفی ۱۱۷۶ھ اور تیرہویں صدی کے وسط میں شاہ اسماعیل شہید دہلوی اور مولانا سید احمد بریلوی شہید۔

بیرون ہند حجاز میں کچھ ایسے بزرگ گزرتے ہیں جن کے فیض سے علوم حدیث کو دنیائے اسلام میں رواج ہوا اور ان کی برکت سے ہندوستان اور حجاز یکساں مستفید ہوئے، چنانچہ گیارہویں صدی میں ابراہیم بن حسن کردی نزیل مدینہ اور بارہویں صدی میں شیخ صالح بن محمد بن نوح نزیل مدینہ کے نام بعض محدثین نے لئے ہیں۔ شیخ ابراہیم بن حسن کردی کے صاحبزادہ ابو طاہر محمد بن ابراہیم کردی ہیں جو حضرت شاہ ولی اللہ کے استاد ہیں۔

گیارہویں صدی کے مجدد وقت حضرت شیخ احمد سرہندی کو مجدد کے لقب سے سب سے پہلے ملا عبد الحکیم سیالکوٹی نے ملقب کیا جو شاہجہان کے عہد کے سب سے بڑے عالم تھے اور جن کی تصنیفات دنیائے اسلام میں شائع و رائج ہیں، اللہ تعالیٰ نے اس لقب کو ایسا مقبول کیا کہ زبان خلق پر ان کا نام ہی

مجدد الف ثانی قرار پایا۔

شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے کارنامے سب کے سامنے ہیں، اور انھوں نے خود بھی اپنے منطوق اپنی کتاب تفسیرات الہیہ میں ادھر اشارہ کیا ہے، حضرت مولانا اسماعیل شہید کی ذات سے ہندوستان میں دین اسلام نے جو قوت و توانائی پائی اور عقائد اسلام جس طرح رسوم و بدعت سے پاک ہوئے اور بہت سی مردہ سنتیں جس طرح ان کے دم قدم سے زندہ ہوئیں اور اب تک ہیں وہ محتاج دلیل نہیں۔ حضرت مولانا شاہ اسماعیلؒ کے ساتھ حضرت مولانا سید احمد شہیدؒ بریلوی کا نام لینا بھی مناسب ہوگا گو یہ دونوں استیاء یک جان و دو قالب ہو گئی تھیں اور ان میں سے جن کو چاہو مجدد کے وصف سے حصف مان لو۔

ان بزرگوں کی تاریخ و پیدائش و وفات کا حال ذیل کے نقشہ سے معلوم ہوگا۔

۱۔ حضرت شیخ احمد سرہندی پیدائش ۹۷۱ھ وفات ۱۰۳۳ھ

۲۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی پیدائش ۱۱۱۳ھ وفات ۱۰۷۶ھ

۳۔ حضرت مولانا اسماعیل شہید پیدائش ۱۱۹۳ھ شہادت ۱۲۳۶ھ

۴۔ حضرت مولانا سید احمد شہید پیدائش ۱۲۰۱ھ شہادت ۱۲۳۶ھ

بہر حال اوپر کی تفصیلوں سے ظاہر ہے کہ کسی مجدد کا مجدد ہونا کوئی ازغانی اور یقینی مسئلہ نہیں ہے اور نہ اس کے دعویٰ پر موقوف ہے بلکہ خواص امت کو اس کے دینی کارناموں کی بنا پر یا اسی شخص کو اپنی کوششوں کی مقبولیت کی بنا پر یہ گمان ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو صدی کا مجدد بنا کر بھیجا ہے۔

عصر حاضر یعنی چودھویں صدی کے مجدد کی تعین کے لئے بھی وہی معیار ہوگا جو انگوں کے لئے تھا یعنی ان کے کارنامے اس منصب جلیل پر سرفراز ہونے کی گواہی دیتے ہیں اور اس تعین کے مسئلہ میں نیک نیتی سے دو شخصوں کی راہیں حسب عقیدت و محبت مختلف ہو سکتی ہیں، اور ان میں سے کسی ایک پر اعتراض اور ایراد نہیں کیا جاسکتا کیونکہ یہ مسئلہ محض گمان و تخمین اور قیاس کا ہے۔

اس صدی کے بزرگوں میں سے مرشد نا حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی ایک خاص ممتاز حیثیت ہے علوم ظاہر و باطن کی یکجائی، اور تمام کمالات علمی و عملی کا ان میں اجتماع، ایک طرف فقہ و فتاویٰ کی مسند نشینی، دوسری طرف تصنیف و تالیف و تحریر و وعظ و تقریر سے ہدایت خلق، رد بدعات، رفع شبہات، ابطال رسوم، اور عیسوی طرف اپنے انفا سے بے باطنی فیوض و برکات کا اجرا اور اسلام کے عقائد و اعمال کو زمانہ کے تہ ذہنات کے گرد و غبار سے پاک کرنا ایسے اوصاف ہیں جن کا اجتماع ان کے محبین و معتقدین کے خیال میں اس درجہ پر ہے کہ وہ منصب تجدید کی حد تک پہنچتا ہے۔

حضرت والا کی ولادت ۱۲۸۰ھ میں ہوئی، مراہب درس و تعلیم سے فراغت ۱۳۰۱ھ میں ہوئی اور ۱۳۳۱ھ میں قطب وقت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کے مقدس ہاتھوں سے ہوئی اور اسی سال ۱۳۰۲ھ سے کانپور میں بیٹھ کر درس و تدریس اور وعظ و تقریر اور تالیف و تحریر کا آغاز فرمایا اور اسی سال قطب آفاق حضرت مولانا شاہ فضل رحمہ، صاحب گنج مراد آبادی کے فیض

دیوار سے سرور ہوئے اور اسی سال فریضہ حج سے مشرف ہوئے اور شیخ العرب والعجم حضرت مولانا حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی سے بیعت ہو کر اور فیوض گوناگوں سے بہرہ اندوز ہو کر ۱۳۴۴ھ واپس ہوئے۔ ان تاریخوں کا ذکر اس لئے کیا گیا تاکہ علی راس کل ماہ کی ظاہری مطابقت بھی واضح ہو جائے حضرت مولانا کے دینی و علمی و روحانی و اصلاحی کارناموں کو دیکھ کر خواص امت کو حضرت کے مجدد وقت ہونے کا گمان حضرت کی زندگی ہی میں ہو چکا تھا اور بعض صاحبوں نے ہمت کر کے آپ سے دریافت بھی فرمایا تو اس طرح اس کا جواب دیا جس طرح حدود شرع کے اندر احتیاط کے ساتھ کہا جا سکتا ہے، چنانچہ زبانی اور تحریری دونوں قسم کی روایات اس بندہ ہچمیداں تک پہنچی ہیں، الافاضات الیومیہ سے مولف ہذا نے حضرت کے حسب ذیل ملفوظ کو اس کتاب کے مقدمہ (دیدہ کامل) میں نقل کیا ہے، ایک مولوی صاحب نے دریافت کیا۔

کیا حضرت مجدد وقت ہیں؟ فرمایا ”احتمال تو گھٹو بھی ہے مگر اس سے زائد نہیں، جزم اوروں کو بھی نہیں کرنا چاہیے، ظن کے درجہ میں گنجائش ہے، باقی تطبیق یقین تو کسی مجدد کا نہیں ہوا جس پر جتنا اور جس درجہ کا فضل ہو جائے، ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم“۔

اس سے زیادہ واضح عبارت کلمات اشرفیہ صفحہ ۳۰۰ ملفوظ ۱۱۸۷ میں ہے۔

ایک مولوی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت مجدد وقت

ہیں فرمایا کہ چونکہ بگڑکی بھی کوئی دلیل نہیں، اس لیے  
اس کا احتمال محکو بھی ہے مگر اس سے زائد جزم نہ کرنا  
چاہیے محض ظن ہے اور یقینی تعین تو کسی مجدد کا نہیں۔

(الحمد لله حمداً كبيراً مباركاً فيه على بذل الاحمال)

مسئلہ کی حقیقت اس حد تک ہے، مگر حضرت والا کے ایک معتقد خاص اور  
صحبت یافتہ واجازت یافتہ بالاختصاص نے جن کا تعلق حضرت مولانا سے  
پندرہ سال رہا اور جو ماشاء اللہ خود بھی عالم و فاضل اور مشرقی و مغربی فلسفہ کی  
ماہر اور متعدد کتابوں کے مصنف و مترجم ہیں اور ساتھ ہی حضرت کے یمن  
صحبت اور فیض و برکت سے باطن کی دولت سے بھی مالا مال ہیں، حضرت کی  
تجدیدات اور اصلاحی کارناموں پر چار ضخیم تالیفات (۱) ترتیب دیں اور ان  
میں ایسے تمام شواہد و دلائل جمع کر دیئے جن سے یہ احتمال قوی سے قوی تر  
ثابت ہو سکے، چنانچہ یہ کتاب اسی سلسلہ کی پہلی کڑی ہے، اس میں مولف نے  
حضرت والا کی ان تجدیدی اور اصلاحی کوششوں کو جو امت مرحومہ کی ہر  
نوع و ہر صنف کے لئے مفید ہیں پورے استقصا کے ساتھ جمع کر دیا ہے ان  
کو پڑھ کر خاص و عام ہر شخص حضرت کے ان اصلاحی کارناموں کو تجدیدی  
رنگ میں پا کر ان کے مجدد وقت ہونے کے قوی سے قوی احتمال کے ماننے  
پر مجبور ہوگا اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کا ایک فضل ہے کہ حضرت والا کے ان  
تجدیدی کارناموں پر ایک فاضل و لائق شخص نے ظن و تخمین کو قوی کرنے

(۱) جامع الہدیین (۱) تجدید صفو سلوک (۲) تجدید تعلیم و تبلیغ (۳) تجدید سیاسیات  
و قومیات۔

لئے شواہد و دلائل بھی کجا کر دیئے اور یہ ایک ایسی چیز ہے جو کسی زمانہ میں کسی اور کو حاصل نہیں ہوئی، و ذالک فضل اللہ یوتہ من یشاء۔

لیکن ان تمام باتوں کے باوجود کسی کو یہ شبہ نہ گزرے کہ اس تحریر یا اس تالیف کا مدعا کسی شخص کی مجددیت کے دعویٰ کی تشریح یا منصب تجدید کی دعوت و تلقین ہے بلکہ یہ مولف کی عقیدہ تہندانہ تعبیر ہے کہ وہ حضرت کی اصلاحی مساعی کو تجدیدات کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

حضرت والا رحمہ اللہ تعالیٰ کی اصلاحات کی خاص شان یہ ہے کہ وہ ہمہ گیر ہیں، اصلاح امت کی کوشش میں علمی و عملی زندگی کے ہر گوشہ پر ان کی نظر تھی۔ بچوں سے لے کر بوڑھوں تک، عورتوں سے لے کر مردوں تک، جاہلوں سے لے کر عالموں تک، فاسقوں سے لے کر صوفیوں درویشوں اور زاہدوں تک، غریبوں سے لے کر امیروں اور دولت مندوں تک، خریداروں سے لے کر تاجروں تک، طالب علموں سے لے کر استادوں اور مدرسوں تک۔ غرض ہر صنف امت اور ہر جماعت کے کاموں تک ان کی نظر دوڑی، پیدائش، شادی، بیاہ غمی اور دوسری تقریبوں اور اجتماعوں تک کے احوال پر ان کی نگاہ پڑی اور شریعت کے معیار پر جانچ کر ہر ایک کا کھرا اور کھوٹا الگ کیا اور رسوم و بدعات اور مفاسد کے ہر روڑے اور پتھر کو صراطِ مستقیم سے ہٹا دیا، تبلیغ، تعلیم، سیاست، معاشرت، معاملات، اخلاق، عبادات اور عقائد میں دینِ خالص کی نظر میں جہاں کو ماسی نظر آئی اس کی اصلاح کی۔ فقہ کے نئے نئے مسائل اور مسلمان کی زندگی کی نئی نئی ضرورتوں کے متعلق بھی اپنے جانتے پورا سامان مہیا کر دیا۔ اور خصوصیت کے ساتھ اس فنِ احسان و سلوک کی جس کا

مشہور نام تصوف ہے، تجدید کی جو دنیا میں کس مہر سی میں اور ہندوستان میں بحالت غربت تھا اور جس کی تابانی پر بدعات کی ظلمت غالب آگئی تھی، جو دوکاندار صوفیوں کے ہاتھوں کسب معاش کے فنون میں سے ایک فن کی صورت بن گیا تھا، اور جہاں اس کی تعلیم ہوتی تھی وہاں وہ یا محض چند فلسفیانہ خیالات کا مجموعہ ہو کر رہ گیا تھا یا اور اور وظائف کے ایک نصاب کا۔ سلف صالح نے اس فن کے جوابات و مسائل منقح کر کے لکھے تھے وہ بالکل فراموش ہو گئے تھے اور خصوصیت کی ساتھ سلوک کی حقیقت اور رعایت بالکل ہی چھپ گئی تھی اور جہاں کسی قدر اس کا نام و نشان تھا وہاں علم و نظر میں وحدہ الوجود یا وحدہ الشہود کی ناقص تعبیر پر اور اعمال میں صرف ذکر و فکر و مراقبہ کی چند تعلیمات پر بالکلیہ قناعت تھی، خانقاہوں میں سماع و اعراس و محافل کے سوا اس کا کوئی حقیقی مظہر باقی نہیں رہا تھا۔ طریقت و شریعت کو دو مقابل حریف ٹھرا کر ان میں سے ایک کی توہین اور تحقیر کی جا رہی تھی۔

یہ تو ان کا حال تھا جو دین کے مدعی تھے باقی عوام تو ان کی زندگی دین سے خالی ہو کر رسوم و بدعات کی نذر ہو گئی تھی، مسلمان کی زندگی کے کسی گوشہ میں بھی دین اور خالص دین کا تخیل نہ تھا، اخلاق کی تعلیم اور معاملات و معاشرت کی صحیح دین کامل کے دائرہ سے باہر ہو گئی تھی۔

تعلیم جدید کی نئی آب و ہوا نے تفریح اور فرنگی مابی کا وہ زہر پھیلا دیا تھا جس سے دینی عقائد و اعمال کی ہر چیز پر مردنی چھا گئی تھی اور جہاں دین کا کچھ خیال زندہ بھی تھا شکوک و شبہات کی کثرت اور شدت نے اس پر عرصہ حیات تنگ کر رکھا تھا۔ ایک پرانے قصبہ کی ایک کمنہ مسجد کے ایک گوشہ



میں ایک دور بین زندہ دل مرد درویش بیٹھا ہوا مسلمانوں کے سارے احوال اور ان کی زندگی کے ہر شعبہ پر نظر ڈال کر حق و باطل، نیک و بد، اور صحیح و غلط کے درمیان تفرقہ کی لکیر بنانے میں مصروف تھا، اس کے سامنے دین کی صحیح مثال تھی اور اس کو دیکھ دیکھ کر موجودہ مسلمانوں کی زندگی کی تصویر میں جہاں جہاں غلطیاں تھیں وہ ان کے درست کرنے میں مشغول تھا اس نے پوری زندگی اس میں صرف کی کہ مسلم کی تصویر حیات کو اس شبیہ کے مطابق بنا دے جو دین حق کے مرقع میں نظر آتی ہے اس یقین کو جو مسلمانوں کے سینوں میں چودہ سو برس سے نقش تھا کہ دین ہی ان کی دینی و دنیاوی دونوں ترقیوں کا کفیل ہے، لیکن جس کو تعلیم جدید نے یورپ کی تھلی میں شک سے بدل دیا تھا اس حکیم اللہ نے دوبارہ پیدا کیا اور بتایا کہ حقیقت میں ترقی جس کی اس وقت دم بدم پکار ہے اونچے محلوں، بھرے خزانوں، بیش قیمت لباسوں، گراں بہا سامانوں، بڑی بڑی تجارتوں، اعلیٰ ملازمتوں، اونچی تنخواہوں، شاہانہ احتراموں، اعزازوں اور خطاوں کا نام نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل کے ساتھ بلند اخلاق، شریف عادات اور پاک و صاف قلب کا نام ہے جو آب و گل سے وابستہ اور فانی کا طالب نہ ہو اور حرص و ہوا حب مال اور حب جاہ کا گردیدہ نہ ہو جس میں اخلاص کے ساتھ خالق کی رضا کے لئے خالق کی خدمت کا جذبہ ہو۔

فقرو تصوف علم و فن اور تمدن و سیاست زندگی کے ہر شعبہ میں مسلمان اپنی غرض و غایت اور اصول و مبادی کو چھوڑ کر ہندی و عجمی و یونانی و افرنگی تصور حیات کی تقلید میں مصروف ہو گئے اور اب تک مصروف ہیں اور اسی کی

رونق کو اپنے کا شانہ کی عظمت جانتے ہیں، فقرو تصوف میں ہندی و یونانی تصورات جوگ و استشراف کی تقلید ہے، علم و فن میں عجمی و یونانی مذاق کی پیروی ہے، تمدن و سیاست میں ایرانی و رومی رنگی کی آمیزش ہے۔ کیا عجیب بات ہے کہ وہ دین جو قیصریت و کسروانیت کے رنگ کو مٹانے آیا تھا اسی کے نام لیا چالیس برس کے بعد خود ہی قیصریت و کسروانیت کے رنگ میں آہستہ آہستہ ایسے رنگے گئے کہ اس کے امراء و حکام خلفاء راشدین کی نیابت کی جگہ قیصر و کسریٰ کی جانشینی پر فخر کرنے لگے، وہی تعیش، وہی سونے چاندی اور ریشم و حریر اور طلاؤں و رباب کی زندگی مسلمان امراء و حکام کی زندگی کا مقصد بن گیا، بیت المال ان کا ذاتی خزانہ ہو گیا اور سلطنت ان کی موروثی ملکیت جاگیرداری اور زمینداری۔ اسلامی اصول کے بجائے قیصر و کسریٰ کے طرز کی پیروی جاری ہو گئی۔ یہ تو عہد گزشتہ کا حال تھا، عہد حال میں یورپ کے، تمدن اور سیاست کی نقلی ہماری اسلامی سلطنتوں کا فخر ہے، ہمارے دارالسلطنتوں کے سامنے پیرس کے خاکے ہیں، ہماری خواہش کے سامنے انگلستان و فرانس کی عربانی اور رنگینی اور بے جہانی ہے، ہمارے نوجوانوں کی نگاہوں میں رقص و سرود اور ظاہری پوشاک و وضع کی اور طرز ماند و پود میں فرنگی مابی زندگی کی کامیابی کا سب سے اعلیٰ تخیل ہے۔ غرض مسلمانوں کے دل و دماغ اور ذہن و تصور سے زندگی کی وہ غایت اور حیات کا وہ مقصد جو اسلام نے پیش کیا تھا یکسر محضی اور پوشیدہ ہے۔

علم و فن پر غور کیجئے تو ہماری قدیم تعلیم اب تک یونان کی تھوم پارسہ کی پرستش میں اور تعلیم جدید یورپین ضلالت و گمراہی خیال کی عکاسی میں

معروف ہے، اور سوائے تقلید و نقلی کے کوئی مجتہدانہ تصور ہمارے سامنے نہیں ہے۔ ہمارے سامنے جب اعلیٰ تمدن اور اعلیٰ سلطنت داری کا تخیل آتا ہے تو یورپ کی ایک ایک سلطنت اپنی پوری ہو شربانی اور باطل آرائی کیساتھ ہمارے سامنے آجاتی ہے اور یہ حقیقت ہمارے سامنے سے گم ہو جاتی ہے کہ اسلام کا تصور سیاست اور تصور تمدن اور تصور علم و فن اپنا خاص ہے اور اسی کو دوبارہ پیدا کرنا اور دنیا کے سامنے لانا ہماری قومی و ملی غرض و غایت ہے۔

سلوک اور فقر و تصوف جو درحقیقت اعلیٰ دین اور اعلیٰ اخلاق کا اصطلاحی نام تھا وہ ترک عمل اور چند رسوم و رواج کا مجموعہ ہو کر رہ گیا اور پیدائش سے لیکر موت تک کے تمام طرق حیات پر بدعات اور رسوم شرک و کفر کے تو بر تو پر دے پڑے ہیں، جن کی بزرگوں کی متروکہ وراثت کے نام سے، ہم اب تک بھا کے درپے ہیں۔

ان حالات میں بڑی ضرورت تھی کہ اس اصلاح و تجدید کے خاکہ کو جس کو ایک مطمح وقت اپنی تصنیفات و رسائل میں سپرد کر گیا ہے اور جن پر زبان کی کھنگلی اور طریق ادا کی قدامت کا پردہ پڑا ہے ان کو زمانہ موجودہ کے مذاق اور تقریر و تحریر کے نئے انداز کی روشنی میں اجاگر کیا جائے، سلسلہ تجدیدات و اصلاحات کے نام سے چار جلدوں میں اسی خدمت کو انجام دیا گیا، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے مسلمانوں کو فائدہ پہنچائے۔ اس وقت دنیا اور ہندوستان و پاکستان رفتار سفر کے جس موڑ پر ہے ضرورت تھی کہ عین اس وقت یہ فرض انجام پاتا سو بحمد اللہ تعالیٰ کہ وہ عین وقت پر ایک سعادت مند قلم سے

انجام پا رہا ہے یہ کتابیں مسلمانوں کی حقیقی اصلاح و ترقی کے متعلق حرف  
اخیر کی حیثیت رکھتی ہیں، دل سرسجود ہے اور ہاتھ دعا کے لئے اٹھے ہیں کہ  
اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو توفیق دیں کہ وہ اس آئینہ میں اپنے خط و خال کو دیکھ  
کر اپنی شکل کو پہچانیں اور غلط اور گمراہ دنیا کے پیرو اور مقلد بننے کے بجائے  
دنیا کے امام اور پیشوا بنیں اور ایک نئے تمدن، نئے طرز حیات نئے مقصد  
زندگی اور نئے آئین سلطنت کی بنیاد ڈالیں۔

بیانا گل بر افشائیم و مے در ساغر اندازیم

فلک راسقف بشکافیم و طرح نو در اندازیم

اور اسوقت کی غمزدہ اور مصیبت سے بھری ہوئی امن کی جو یا اور سکینت کی  
پیمای دنیا کو امن و سلامتی کا پیغام دیں اور انفرادی و اجتماعی زندگی کی تکمیل  
کریں جو دنیا و آخرت کی صلاح و فلاح کی تکمیل ہو اور سیاست اور ملک داری کو  
حرص و ہوا جھوٹ اور دعا اور مکر و فریب سے آزاد کریں۔

اگر غم لشکر انگیزد کہ خون عاشقان ریزد

من و ساقی ہم سازیم و بنیادش بر اندازیم

اسلام نے بیانگ دہل بتایا ہے اور تاریخ نے اس کی تائید کی ہے کہ حکمرانی  
کے امتحان کیلئے اخلاقی جوہر لازمی ہے، حب مال اور حب جاہ یہ دو لبالب زہر  
کے پیالے ہیں جو شربت زلال کی شکل میں حکام اور لیڈران کے سامنے  
پیش کئے جاتے ہیں اگر کسی نے اسکی طمع میں آکر ان کو پی لیا تو نہ صرف ان  
ایضی جامع الجہدین، تجرید مصروف وسلوک، تجرید تعلم و تبلیغ اور تجرید سیاسیات  
دقومیات۔

کی بلکہ پوری ملت کی موت کا باعث بن جاتے ہیں، اس لئے وہ حکومت صالحہ جس کی دعوت اسلام کا آئین دیتا ہے وہ ایثار و اخلاص اور خدمت خلق کے ملی جذبات سے تعمیر پاتی ہے لیکن ان جذبات کی آفرینش اور مال و جاہ کی محبت سے قلوب کی حفاظت اس تقویٰ کے بغیر ممکن ہی نہیں جو قرآن سے ہدایت یابی کی پہلی شرط ہے ہمدی للمتقین، بے انصافی، کینہ پروری، رشوت خوری، پرمٹ فروشی، دوست نوازی، بلیک مارکیٹنگ جن کی بدولت ہندوستان و پاکستان کی بنیادیں ہل رہی ہیں، وہ حاکموں اور عمدہ داروں اور وزیروں اور سوداگروں اور تاجروں اور زمینداروں اور کسانوں کی انہیں اوصاف عالیہ سے خالی اور محروم ہونے کے سبب سے ہیں اور اس کا اصل سرچشمہ اس خشیت الہی اور جزائے ”یوم الدین“ سے بیگانگی ہے جس سی قلوب تزکیہ و تصفیہ کے آب صافی سے پاک و صاف ہوتے ہیں۔

اجتماعی کاموں کو چھوڑ کر انفرادی کام بھی تزکیہ قلب اور تصفیہ اخلاق کے بغیر فوز حقیقی سے محروم رہتے ہیں، افراد کے قلوب جب تک عناد و حسد بغض و کینہ عجب و غرور، ریا و نمائش سے خالی اور اخلاص و ایثار، توکل و اعتماد علی اللہ اور صبر و ثبات سے معمور نہیں ہوتے، دنیا میں کامیابی سے اور آخرت میں اجر و ثواب سے ہمکنار نہیں ہوتے اور یہ ایسے اصول ہیں جو ایک طرف اصول و تعلیمات دین اور دوسری طرف اجتماعی و انفرادی مبادی نفسیات سے ثابت اور موید ہیں۔

انحصی زندگی ہو یا اجتماعی زندگی اس کے کاموں کی غایت رضائے الہی اور احکام الہی کی تعمیل اور اعلاء کلمہ اللہ کے بلند تحمیل کے سوا اور کچھ ہو ہی نہیں ہو سکتی۔ غیر فانی ملت کا مقصد حیات ایسے ہی غیر فانی مقاصد ہو سکتے ہیں ورنہ محض دنیاوی فوز و فلاح، یعنی دولت و حشمت، عیش کی زندگی اور اسباب راحت کی فراوانی اور بلند محلات اور حزم و حشم کی کثرت تو وہ پست و تمبذل مقاصد ہیں جو زندگی کا فریب اور حیات انسانی کا سراب ہیں۔

ذالک بان الله هو الحق وان ما يدعون من دونه الباطل (—) کل شتی ان ما خلا  
الله باطل۔

اسلامی تصوف

(ڈاکٹر لکسن، پروفیسر کیمبرج کا خطبہ)

یورپ میں مستشرقین (اورینٹلسٹ) کا علوم مشرقیہ کی طرف شوق و ذوق تاریخ و ادب سے شروع ہو کر، اب ہمارے دینی اور روحانی علوم تک پہنچ چکا ہے، فرانس میں پروفیسر مسنیان اور انگلستان میں ڈاکٹر لکسن دو ایسے مستشرق ہیں جنہوں نے اپنے مطالعے کا موضوع اسلامی تصوف کو قرار دیا ہے۔ ڈاکٹر لکسن نے اس موضوع پر متعدد کتابیں لکھی اور شائع کی ہیں۔ اکابر صوفیہ کے احوال اور صوفیائے سخنور کے کلام کو بھی انہوں نے یورپ میں روشناس کیا۔ شتوی معنوی کے فیض و اثر کو وہ اب مغربی دنیا کے حلقہ تک پہنچانے کے لئے کوشاں ہیں۔ انہوں نے اپنی عمر کے پورے تیس ۳۰ برس اس موضوع پر صرف کئے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب نے ابھی حال میں (۲۵ فروری ۱۹۲۳ء کو) مسلم ایوسی ایشن کیمبرج میں اسلامی تصوف پر اپنا ایک مضمون پڑھ کر سنایا تھا، جس کو ہمارے دوست معین الدین صاحب انصاری نے ڈاکٹر صاحب کی اجازت سے معارف میں اشاعت کی غرض سے بھیجا ہے اور جو آج مقالات کے زیر عنوان شائع ہو رہا ہے۔

ہم مسلمان ڈاکٹر صاحب کے اس خیال کے ممنون ہیں کہ اسلامی تصوف دوسرے مذاہب کا سرقہ نہیں جیسا کہ عام طور پر نا آشنائے تحقیق علمائے یورپ کا بیان ہے بلکہ وہ اس کو اسلام کی ذاتی ملکیت سمجھتے ہیں اور اس کا

ماخذ وہ قرآن و حدیث کو خیال کرتے ہیں لیکن اتنا مانتے ہیں کہ بعد کو اس اسلامی تصوف میں دوسرے مذاہب کے تصوف کے بھی کچھ اجزاء شامل ہو گئے ہیں۔ یہ خیال صحیح ہے لیکن افسوس ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے اس نظریہ کے اثبات کے لئے پورے مواد کو استعمال نہیں کیا، بانی تصوف علمائے اسلام کی کتابیں مثلاً امام قشیری کا رسالہ قشیریہ، ابو طالب مکی کی قوت القلوب، امام غزالی کی احیاء العلوم، شیخ عبدالقادر جیلانی کی غنیۃ الطالبین، شیخ سہروردی کی فتوح الغیب، شیخ ابونصر سراج کی کتاب اللع، شیخ احمد سرہندی کی مکتوبات وغیرہ کتابوں کا ایک ایک حرف اس نظریہ کے اثبات کے لئے دلیل و برہان ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے حجۃ اللہ البالغہ میں بذیل باب الاحسان اس باب میں جو کچھ لکھا ہے، وہ مطالعہ کے لائق ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے اپنے اس خطبہ میں کسی قدر اس مشہور غلطی کا ارتکاب کیا ہے، جو علمائے کلام و فلسفہ سے زیادہ عیسائی مشرکوں کا پھیلا یا ہوا ہے کہ اسلام کا خدا پیار اور محبت کے جذبہ سے معرا، ایک قاہر و جابر ہولناک خدا ہے۔ اسلامی تصوف اور مسیحیت کے باہمی قرب کی نسبت ڈاکٹر صاحب نے جو کچھ لکھا ہے وہ بہت کچھ قابل تنقید ہے۔ بعض آیات و احادیث کی صوفیانہ تشریح پر بھی ہمیں اعتراض ہے، ان کے علاوہ ڈاکٹر صاحب کی چند اور باتیں بھی مسلمانوں کو کھٹکیں گی۔ لیکن یہ سمجھ لینا چاہیے کہ وہ بالآخر عقیدۃ مسلمان نہیں ہیں، مسلمانوں کو تو بائیں ہمہ اس امر کے لئے ان کا مشکور ہونا چاہیے کہ وہ ان کے اسلاف کے کارناموں کو مغرب میں منظر عام پر لا رہے ہیں اور اسلام کی روح کی تصویر کشی (روح کی تصویر کشی اگر ممکن ہو تو) وہ ان ممالک میں کر رہے ہیں جن کو مادیت کے حزاج طبعی کی سیر سے ہنوز فرصت نہیں۔



## تصوف اسلام

مصنفہ مولوی عبدالماجد صاحب بی. اے  
تبصرہ از حضرت سید الملک علامہ سید سلیمان ندوی  
(مئی ۱۹۲۵ء محارف نمبر ۵ جلد ۱۵ صفحہ ۳۹۱)

دنیا میں فلسفہ کی غایت اہنماک و تحقیق و غور کے دو ہی نتیجے نکلتے ہیں، یا عقل انسانی، خود سر اور پیداک ہو کر الحاد کے جاہلانہ تکبر میں گرفتار ہو جاتی ہے اور یا اپنی عاجزی و درماندگی اور اسرار عالم کی پیچیدگیوں کے حل کرنے میں اپنے ناخن فکر کو بیکار سمجھ کر مقام حیرت میں آجاتی ہے۔ اس دوسری منزل کی سرحد تصوف سے آکر مل جاتی ہے۔ علمائے اسلام میں بھی متعدد ایسے اشخاص کا حال ہمیں معلوم ہے جو انہی منزلوں سے ہو کر صراط مستقیم تک پہنچے ہیں۔ مولانا رومی کا قال سے حال اور ظاہر سے باطن کی طرف جانا ان کی شنوی کے صفحہ صفحہ سے نمایاں اور ان کے تاریخ زندگی سے ثابت ہے۔ امام غزالی نے تفسیر سے تصوف تک جس طرح منزل بہ منزل راستہ طے کیا اس کا حال انہوں نے خود اپنے رسائل میں لکھا ہے۔

ہمارے عزیز ترین دوست جناب مولوی عبدالماجد صاحب بی. اے نے جن کا لقب پہلے فلسفی تھا اور اب "صوفی" ہے اور بقول خواجہ حسن نظامی صاحب دونوں ملا کر "فلسفی شاہ" ہے وہ بھی ان ہی منزلوں سے گزر کر مجاز سے حقیقت کی طرف آئے ہیں۔ فلسفہ کا شوق، پھر تفسیر، پھر انکار، پھر تذبذب، پھر لاادیت، پھر عام صوفیانہ لٹریچر کا شوق، پھر قرآن پاک اور بالاخر احادیث کے مطالعہ سے سنی اور صحیح اسلامی تصوف کی تلاش کی منزلیں یکے بعد دیگرے

ان کے سامنے گزری ہیں اور اب شاید وہ زمانہ قریب آنے والا ہے، جب ہم انھیں محدث صوفی کے نام سے یاد کریں اور اس وقت شاید خواجہ صاحب کو ان کے دوبارہ دوسرے سرے کے "بد مذہب" ہونے کا ماتم کرنا پڑیگا اور ہم خوش ہو کر کہیں گے

آمد آں یارے کہ مای خواستیم

مولوی عبدالماجد صاحب کی عربی استعداد اجماعاً زیادہ نہ تھی مگر اس علی اور لکری "سیرانفس و آفاق" میں انہوں نے اس درجہ ترقی کر لی کہ "وہ جمعیت العلماء کے رکن باقاعدہ تو بنائے ہی جا چکے ہیں، اب علماء کی جماعت کے بھی وہ بے تکلف رکن ہو سکتے ہیں۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء اور اس لئے زیر تبصرہ عربی کتابوں کے کچھنے میں انہیں کوئی دقت پیش نہیں آئی ہے۔

مولوی صاحب نے جن اسلامی صوفیانہ کتابوں کا مطالعہ کیا، ان پر وقتاً فوقتاً وہ تبصرہ بھی لکھتے رہتے تھے جن میں سے بعض اردو رسائل میں شائع ہو چکے ہیں، اور انہی تبصروں کا مجموعہ "تصوف اسلام" ہے۔ اس کتاب میں مصنف نے چوتھی صدی سے لیکر نویں صدی تک کے ان اکابر صوفیہ کی صوفیانہ تصانیف پر تبصرہ کیا ہے، جو تعلیم تصوف کے درس نصاب کے ضروری اجزاء ہیں۔ یہ تمام تبصرے ایک ایک مستقل باب یا تاریخ تصوف کے ایک ایک دور کی حیثیت رکھتے ہیں اور اسی لئے وہ تاریخی ترتیب کے ساتھ مرتب کئے گئے ہیں۔ اس طرح وہ حسب ذیل ابواب پر منقسم ہیں

|      |                        |              |         |
|------|------------------------|--------------|---------|
| ۵۳۶  | شیخ ابو نصر سراج       | کتاب اللع    | باب اول |
| ۵۳۳۵ | شیخ علی عثمان مجویری   | کشف المحجوب  | باب دوم |
| ۵۵۶۵ | استاد ابو القاسم قشیری | رسالہ قشیریہ | باب سوم |

|      |                       |               |           |
|------|-----------------------|---------------|-----------|
| ۵۵۶۱ | شیخ عبدالقادر جیلانی  | فتوح الغیب    | باب چہارم |
| ۵۶۳۲ | شیخ شہاب الدین سروردی | عوارف المعارف | باب پنجم  |
| ۵۶۲۷ | شیخ عطار              | منطق الطیر    | باب ششم   |
| ۵۸۹۸ | مولانا جانی           | لوائح         | باب ہفتم  |

ہر باب میں پہلے زیر تبصرہ کتاب اور اس کے مصنف کے نام کی تھوڑی تقریب ہے، اس کے بعد مصنف کے جلی عنوان کے نیچے، ان بزرگ کے حالات و سوانح ہیں، پھر تصنیف کے زیر عنوان اس کتاب کے وسیع مباحث اس کے مضمون کی تشریح، اور اس کے ابواب اور فصول کی تفصیل ہے۔ ان کتابوں کے مصنف اپنے اپنے عہد کے مشہور شیخ اور فن تصوف کے مستند ترین معلم اور امام ہیں، اس لئے ان کتابوں میں تصوف کی جس طرح تشریح کی گئی ہے اور جن حقائق کو سپرد قلم کیا گیا ہے، اور تصوف کے جن مقامات و منازل کو انہوں نے بتایا ہے ان کو ہنایت بسط کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ ان تفصیلات سے یہ چیز آئینہ ہو جاتی ہے کہ خواص کے نزدیک اصل تصوف کیا ہے۔ اس کے ضروری اجزاء کیا ہیں، اور اس کی تعلیمات کیا ہیں، ان کتابوں کی تاریخی ترتیب کی بنا پر یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ہر قرن میں اور ہر دور میں تصوف کے حقائق، تعلیمات و مسائل میں کیا تغیرات پیدا ہوتے رہے۔ مولوی صاحب نے اکثر ان مضامین کی تفصیل کرتے ہوئے کتاب کے اصلی عربی اور فارسی عبارتیں مع ترجمہ نقل کی ہیں اس بات کے لئے یقیناً بڑا حوصلہ درکار ہے کہ کسی سمندر میں غوطہ لگا کر موتی الگ لگال لائیں، اور چمکتی ہوئی سیپ کو الگ کر دیں، ہمارے فاضل دوست نے اپنے اس سلیقہ کا اس باب میں ہنایت عمدہ ثبوت دیا ہے اور ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس کتاب نے اسلامی تصوف کو ہنایت خوبی سے نمایاں کیا ہے

آج کل جب تصوف ایک قوم کا صرف فلسفہ، اور نظریہ، اور چند الفاظ کے گورکھ دھندے کا نام رکھ لیا گیا ہے اس کو شاعرانہ تخیل اور قصص و حکایات کے ذریعہ سے صرف زبان و قلم کی لذت کا سامان کر دیا گیا ہے اور یہ کچھ اور کھایا جاتا ہے کہ یہ حقیقت باطنی ہے اور شریعت ظاہری اور چیز ہے۔ ان کتابوں کے مطالب کی روشنی میں معلوم ہوگا کہ تصوف سر تا پا عمل ہے اور قلب و روح کے علم و عمل اور مغز شریعت کی اصل تعلیم و تعمیل ہے، اس طرح یہ کتاب موجودہ صوفیانہ ادبیات کے اندر تجدید و اصلاح کی ایک کامیاب کوشش ہے اور یہ کھل جاتا ہے کہ ان بزرگان دین کے ناموں سے جو کچھ کہا جاتا ہے اور جو کچھ حقیقت میں وہ کہتے ہیں ان میں کتنا فرق ہے۔

ان مصنفین میں سے ہر بزرگ اپنے اپنے مرتبہ کے لحاظ سے اولیائے کاملین میں داخل ہیں۔ ان میں سے متعدد بزرگ تصوف کے متعدد خانوادوں اور طریق تعلیم کی بانی ہیں اور عوام و خواص میں ان کی ذات کے ساتھ یکساں عقیدت قائم ہے لیکن جب ان بزرگوں کے حالات کبھی لکھے، یا زبانی محفلوں میں بیان کئے جاتے ہیں تو ان کی بزرگی کے ثبوت میں صرف دور از کار قصص، اور نامحسب کرامتوں کو جگہ دی جاتی ہے۔ اس کے مقابلے میں تصوف اسلام کے فاضل مصنف نے صرف ان کے محسب سوانح، اور عالمانہ حالات، اور ان کی تعلیمات و کیفیات روحانی کو ان کی بزرگی کے دلائل و شواہد میں پیش کیا ہے اور اس سے یقین آجاتا ہے کہ تصوف اسلام کا حقیقی سرچشمہ یقیناً کتاب الہی اور سنت نبوی ہے اور عیسیٰ اس کی صداقت کے اصلی معیار ہیں۔ رسالہ قشیرہ کے تبصرہ میں فاضل مصنف لکھتے ہیں:-

”جب ان نام ہنہاد صوفیہ کی اخلاقی بہتی حد سے گزر گئی،

عبادت و طاعات میں اہنماک کے بجائے، ان کے ساتھ  
 استخفاف شروع ہو گیا، شریعت کے اتباع کے بجائے اس کی  
 خلاف ورزی کو اپنے لئے باعث فخر سمجھنے لگے، اور روحانیت سے  
 کوئی واسطہ نہ رہا، اور سر تا سر نفسانیت غالب آگئی تو مخالفین کو  
 حقیقت پر اعتراض کے مواقع کثرت سے ملنے لگے، ایسی حالت  
 میں مصنف کو ضروری معلوم ہوا کہ اس جماعت کی خدمت میں  
 ایک رسالہ پیش کیا جائے جس میں صوفیہ، صوفیہ کے حالات کا  
 بیان، اور ان کے اخلاق، عبادات، عقائد و معاملات وغیرہ کا  
 ذکر ہو۔

پانچویں صدی میں رسالہ قشیریہ کی تصنیف کی نسبت جن اسباب، مصلح اور  
 ضرورت کا ذکر اس عبارت میں کیا گیا ہے۔ بعینہ آج چودھویں صدی میں اس  
 تصوف اسلام کی تصنیف کی غرض و غایت کہی جاسکتی ہے۔  
 ان بزرگوں کے احوال و سوانح کی تفصیل میں مصنف نے عموماً صوفیانہ  
 تذکروں کو اپنا اصل ماخذ بنایا ہے۔ اسی کی ساتھ ان کی تصنیفات کے اندر خود  
 ان کے حالات و سوانح کے جو اجزاء ہاتھ آئے ہیں، ان کو بھی ہدایت کوشش  
 سے یکجا کر دیا ہے یقیناً یہ ان کے خود نوشت واقعات ان کے احوال زندگی کے  
 متعلق معتبر ترین سند ہیں، لیکن ماخذوں سے ہٹ کر ان بزرگوں کے متعلق  
 علماء و اکابر کے سیر رجال اور طبقات میں بھی بہت سے حالات مل سکتے تھے،  
 خصوصاً استاد ابوالقاسم قشیری، شیخ شہاب الدین بہروردی، اور شیخ عبدالقادر  
 جیلانی کے متعلق تو واقعات کا بڑا انبار ہے، مگر معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ مصنف  
 کا اصل منشاء ان بزرگوں کے واقعات و سوانح کا فراہم کرنا نہ تھا، یہ ضمنی بحث

تھی، اس لئے ان کی طرف زیادہ اعتناء نہ کی، تاہم اس ضمن میں استاد قشیری کے حال میں مصنف کا یہ لکھنا کہ "تذکروں میں (ان کے) حالات بہت مختصر ملتے ہیں۔ حقیقت سے دور ہے۔ طبقات شافعیہ... اور ابن خلکان میں مفصل حالات ہیں، خصوصاً ملک شاہ سلجوقی کے عہد میں اشاعرہ کے خلاف جو قتلہ اٹھا تھا، اور سلطنت نے ایک ناہم وزیر کے اشارہ سے جس طرح اس فرقہ اہل سنت کا استحصال کرنا چاہا تھا، اور امام قشیری نے جس طرح پرزور سلطنت کا علی الاعلان مقابلہ کیا اور تمام دنیائے اسلام میں اپنی صدائے حق سے زلزلہ پیدا کر دیا اور جس طرح بالآخر سلطنت سلجوقی کے وسیع حدود کو خیر باد کہا، اور پھر بالآخر نظام الملک نے وزیر ہو کر جس طرح اس قتلہ کو دور کیا، امام کے اس جہاد عظیم کی طرف مختصر اشارہ بھی ضروری تھا، بغداد اور مدرسہ نظامیہ میں ان کے وعظ کی محفلوں کے پر اثر حالات کی تصویر کشی بھی مناسب تھی، اسی طرح شیخ ابو النجیب ہروردی کے عالمانہ حالات، ان کی تدریس کی کیفیت، اور جامعہ نظامیہ کی صدارت، اور ان کے عہد میں مدرسہ نظامیہ میں کسی درسگاہ کی تاریخ میں پہلی "اسٹرائک" دلچسپ واقعات تھے۔ شیخ عبدالقادر جیلانی کے مواعظ کی پر تاثیر محفلوں کے بیان میں بھی بڑی کیفیت آتی، مولانا جانی کے حالات شعراء کے تذکروں سے نہیں لئے، شاید اختصار مد نظر رکھ کر ایسا کیا ہے، تاکہ اصل مقصد سے دور نہ ہو جائیں۔

ہم نے آغاز میں ہر کتاب کا سال تصنیف بھی لکھ دیا ہے، جس سے یہ معلوم ہو گا کہ اس کتاب کا تعلق کس صدی سے ہے، یہ کس صدی کے تصوف کی تشریح ہے۔ ان سات کتابوں میں سے پانچ کتابیں تاریخ وار ایک ایک صدی کے بعد تقریباً لکھی گئی ہیں، چھٹی اور ساتویں صدی کی دو دو کتابیں لی گئی ہیں۔

اور اس کے بعد شیخ عطار (۷۲۷ھ) اور مولانا جامی (۸۹۸ھ) کے بعد ایک صدی یعنی آٹھویں صدی کا بڑا طغمرہ گیا ہے۔ اور گویا اس طرح ساتویں صدی کے آخر اور آٹھویں صدی کے آغاز و وسط کا حال نظر انداز ہو گیا ہے۔ اس موقع پر مولانا رومی (۶۷۲ھ) کی شنوی پر مختصر گفتگو بھی نہ ہوئی تعجب انگیز ہے۔ شاید مصنف نے اس لئے ان سے تعرض نہ کیا کہ ان کو چھڑنا ایک مستقل دفتر کا آغاز کرنا تھا لیکن بہر حال سلسلہ تصوف کی ایسی اہم کڑی کو بالکل چھوڑ دینا، اس کے سلسلہ کو نامربوط کر دینا ہے۔ اس کے بعد آٹھویں صدی کے لسان الحال کے طور پر کسی بزرگ کو ضرور لینا تھا۔ ہمارے خیال میں یہ منصب اس موقع پر ہندوستان کے حصہ کے لحاظ سے شیخ نظام الدین اولیاء دہلوی (۷۲۵ھ) کے فوائدا الفواد کو ملنا چاہیے تھا یا شیخ شرف الدین یحییٰ منیری بہاری (... ) کی مکتوبات کو اور حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی مکتوبات پر ہوتا، تو یہ کتاب دسویں صدی تک کے ہر دور اور ہر خانوادہ تصوف کی آئینہ بردار ہو جاتی۔ مصنف نے ویساچہ میں یقین دلایا ہے کہ اس وقت لمصلح جلدی ہے انشاء اللہ اس کتاب کے طبع ثانی میں اس کو اور مکمل کر دیں گے۔ ناظرین سے درخواست ہے کہ اس طبع اول کو جلدی خرید کر اس بات کا موقع ہم پہنچائیں کہ اپنے فاضل دوست کو ان کے اس وعدہ کے ایفا پر مجبور کر سکیں۔

## حقیقت تصوف کا مکتشف اعظم

اور

### فن حصول احسان و تقویٰ کا مجدد کامل

(از حضرت اقدس مکرّم و محترم علامہ شاہ سید سلیمان ندوی نور اللہ مرقدہ)

پیش نظر اوراق میں ایک ایسی ہستی کا مرقع پیش کیا جا رہا ہے جو اپنے وقت میں مجموعہ کمالات اور جامع انواع فضائل تھی۔ حافظ قاری، مدرس، مفسر محدث، فقیہ، واعظ، صوفی، متکلم، مناظر، ناظم، ناشر، ادیب اور خاتقاہ نشین شیخ یہ سب کچھ تھی، لیکن اس نے سب سے بڑھ کر اپنے تمام فضائل و کمالات کو فن تصوف کی اصلاح و تکمیل میں صرف فرمادیا، اور ان علوم و فنون میں سے ہر ایک پر عالمانہ اطلاع اور محققانہ عبور کے باوجود ان میں سے کسی کو اپنا تہنا اور مخصوص شغل نہیں بنایا، بلکہ اپنے تمام علوم و فنون و کمالات کو صرف اسی ایک فن شریف کی خدمت میں لگا دیا، اس لئے یہ کہنا گویا صحیح ہے کہ اس کو تمام دوسرے علم و عملی کمالات دیئے ہی اسلئے گئے تھے کہ اس فن کی تجدید ہو جو دنیا میں کس مہر سی کی حالت میں اور ہندوستان میں بہ حالت غربت تھا، جس کی حقیقت پر تو بر تو پردے پہ گئے تھے اور جس کی تابانی پر بدعات کی ظلمت غالب آگئی تھی، اور جو دکاندار صوفیوں کے ہاتھوں دنیا داری اور کسب معاش کے فنون میں سے ایک فن کی حیثیت میں آگیا تھا، اور جہاں اس کا وجود تھا بھی وہ یا محض چند فلسفیانہ خیالات کا مجموعہ ہو کر رہ گیا تھا یا اوراد و وظائف کے ایک نصاب کا۔ سلف صالح نے اس فن کے جو ابواب و مسائل مستح کر کے لکھے تھے



وہ بالکل ہی فراموش ہو گئے تھے اور خصوصیت کے ساتھ سلوک کی حقیقت اور غایت بالکل ہی چھپ گئی تھی، اور جہاں کسی قدر اس کا نام و نشان تھا وہاں علم میں وحدۃ الوجود یا وحدۃ الشہود کی ناقابل افہام و تفہیم بلکہ ناقص تعبیر پر اور اعمال میں صرف ذکر و فکر و مراقبہ کے چند اصول پر پوری پوری قناعت تھی، بدعات نے دین کا نام اور رسوم نے سلوک و تصوف کی جگہ حاصل کر لی تھی، طریقت اور شریعت کو دو ممتاز بل حریف ٹھہرا کر ان میں سے ایک کو گرانے کی کوشش کی جا رہی تھی، عام صوفیوں کی زبانوں پر چند جاہلانہ فقرے اور چند بھدےانہ اصول و اعمال رہ گئے تھے جن کو طریقت کا نام بخشا گیا تھا۔

صوفیانہ خانوادوں کی جہالت اور موروثی گدی نشینی کی متواتر رسم نے اللہ تعالیٰ کی بخشش اور اجتناب اور مقبولیت کو بھی ایک صنعت گری کا کارخانہ بنا رکھا تھا، خالقاہوں کا کام صرف اعراس و فاتحہ کا اہتمام اور سماع و رقص و قوالی کا انصرام رہ گیا تھا، مقررہ دنوں اور مہینوں میں کچھ لوگ جمع ہو کر فاتحہ خوانی کر لیں، مٹھائی کھالیں اور ایک جگہ بیٹھ کر کسی سازندہ کے ترانے پر ہو حق کر لیں، اور زیادہ بڑھیں تو وحدۃ الوجود کی آڑ پکڑ کر شوخی و پیدیا کی اور رندی کے اشعار و مضامین پڑھ لیں اور سر نہ لیں۔ چند سینہ بسینہ راز تھے جن کو بے کجیے بوجھے بار بار دہرایا جا رہا تھا۔ صحیح عقائد، تحسین عبادت، اتباع سنت، اصلاح اعمال اور ادائے حقوق عباد جو اصل دین اور صحیح سلوک تھا وہ ہر جگہ سے مٹ چکا تھا۔ علمائے ظاہر چونکہ باطن کے منکر تھے یا باطن سے نا آشنا تھے، اس لئے ان کی پسند و ناصح کی حیثیت صوفیوں میں تقریباً ناشناس سے زیادہ نہ تھی، اور یہ سمجھا جاتا تھا کہ وہ چونکہ طریقت کے اصل راز سے واقف نہیں اس لئے ان کی بات سننے کے قابل نہ تھی اور علمائے ظاہر چونکہ باطن سے منکر یا

نا آشنا تھے وہ ان دکاندار صوفیوں کو دیکھ کر اصل فن سلوک کو ضلالت اور گمراہی قرار دینے لگے تھے اور اسکے اصول و مسائل کو خلاف شریعت اور مخالف کتاب و سنت سمجھتے تھے۔

یہ نہیں کہا جاتا کہ علمائے حق اور صوفیائے برحق کا مطلق وجود ہی نہ تھا، بے شبہ جا بجا صحیح و صالح بزرگوں کے سلسلے قائم تھے، کہیں کہیں ان کے فیوض و برکات بھی جاری اور انکی تعلیم و تربیت کی برکت بھی عیاں تھی۔ لیکن یہ جو کچھ تھا خواص کے لئے تھا، اور محدود حلقوں میں تھا اور سب سے بڑی بات یہ کہ اشخاص کی تلقین و ہدایت تو ہو رہی تھی، مگر بدوین فن، ترتیب اصول تحقیق مسائل تالیف رسائل، اصل سلوک کے مضامین کو کتاب و سنت کی اور سلف صالحین اور اولیاء کاملین کی تشریح و توضیح سے ملا کر دیکھنے کے کام کہیں نہیں ہو رہے تھے، اور نہ خطب و مواعظ اور تحریر و تقریر کے ذریعہ عوام کے خیالات کی اصلاح کی کوشش کی جا رہی تھی، اور نہ رد شہادت رفع شکوک، رفع اوہام کیلئے کوئی سلسلہ تھا، اور نہ سالکین کی ظاہری و باطنی تربیت کی کوئی ایسی درسگاہ تھی جس میں راہ کی مشکلات کو علمی و فنی طریق سے بتایا اور سکھایا جاتا ہو، اور نہ کہیں کوئی ایسی مسند نکھی تھی، جہاں شریعت و طریقت کے مسائل پہلو پہ پہلو بیان ہوتے ہوں، جہاں تفسیر وفقہ و حدیث کے ساتھ امراض قلب کے علاج کے نسخے بھی بتائے جاتے ہوں، جو کتاب و سنت میں موجود ہیں، جہاں ایک طرف قال اللہ و قال الرسول کا ترانہ بلند ہو اور دوسری طرف عبودیت و بندگی کے اسرار اور اتباع سنت کے رموز بھی سکھائے جاتے ہوں، جہاں جس قلم سے احکام فقہی کے فتاوے نکل رہے ہوں، اسی قلم سے سلوک و طریقت کے مسائل بھی شائع ہو رہے ہوں، جس منبر سے نماز روزہ اور حج اور زکوٰۃ کے فقہی

مسائل واشکاف بیان کئے جا رہے ہوں اسی منبر سے ان کی روحانی حقیقت اور ان کی قلبی اداکاری کے طریق بتائے جا رہے ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اس صدی میں اس کام کے لئے حضرت حکیم الامت مجدد ملت (مرشدی و مولائی مولانا شاہ اشرف علی) علیہ الرحمۃ کا انتخاب فرمایا، اور وہ کام ان سے لیا گیا جو چند صدیوں سے معطل پڑا ہوا تھا۔

اس کے علاوہ زمانہ کا تقاضا تھا کہ اس کے مقتضیات نے جوئی ضرورتیں پیدا کر رکھی ہیں دین کی حفاظت کیلئے ان کا بندوبست بھی کر دیا جائے، چنانچہ ایک طرف کلام پاک کی تفسیر کی جلدیں تیار ہوئیں، دوسری طرف احادیث نبویہ کے نئے مجموعے ترتیب پائے، تیسری طرف فقہ و فتاویٰ کا سرمایہ جمع ہوا، چوتھی طرف علم اسرار و حقائق کی مدد دین ہوئی، پانچویں گوشہ میں تصوف کے اصول جمع کئے گئے جو اب تک جمع نہیں ہوئے تھے، ان میں ان کے ان احوال و کیفیات پر گفتگو کی گئی جن کے نہ کھننے سے بیسیوں قسم کی گمراہیاں راہ پاتی ہیں، ایک اور سمت میں مولانا روم کی شنوی کے دفتر کھولے گئے جن کے سرد صدیوں سے حقائق و دقائق کے فراموشی، عوام کی طرف توجہ کی گئی تو زندگی کی روح کا سراغ نکایا گیا ان کی شادی اور بیاہ کے مراسم کی تعلیم ترتیب کے ادب و اصول مرتب فرمائے، مدرسین کے قواعد و ضوابط کے نقشے بنائے، داد و سہ اور خرید و فروخت اور معاملات کے دینی اصول سکھائے اور دین کی تعلیم میں شریعت کی وسعت دکھائی گئی جس میں مسلمان کی پوری زندگی ولادت سے موت تک سما گئی، عوام مسلمان رہروں کے لئے مواعظ کی سیکڑوں مشعلیں جا بجا روشن کی گئیں، اور بیسیوں شہروں میں پھر پھر کر ان کو غفلت کی نیند سے چونکایا گیا، علماء اور فقہاء اور محققین کیلئے بو اور دونو اور بدائع کے

سلسلے قائم کئے گئے۔ مدت کی بند شدہ راہ جو ائمہ مجتہدین کی خطاؤں کے استدراک کیلئے رجوع عن الخطاء کی تھی وہ ترجیح الراجح کے نام سے کھولی گئی اور اپنی ہر غلطی و خطا کا علی رؤس الاشہاد اعلان کیا گیا، تاکہ آئندہ مسلمانوں کے لئے ٹھوکر کا باعث نہ بنے۔ نو تعلیم مسلمانوں کے شکوک و شبہات کا جواب دیا گیا، باطل فرقوں کی تردید میں رسائل لکھے گئے، اخلاق و اعمال اور حقوق عباد کی وہ اہلیت ظاہر کی گئی، اور ہزاروں مسلمانوں کو ان کی وہ تعلیم دی گئی جن کو مسلمان عوام کیا خواص بھی بھلا بیٹھے تھے۔ اصول و ضوابط اور آداب کی وہ تہ فرمائی گئی جو دین سے تقریباً صدیوں سے خارج کیا جا چکا تھا۔

اور پھر اپنے بعد اپنی روش پر تعلیم و تربیت کے لئے ڈیڑھ سو کے قریب مجاہدین کو چھوڑا، جو ان کے بعد بھی ان کاموں میں مصروف ہیں۔ اس حلقہ فیض میں علماء بھی داخل ہوئے، تعلیم یافتہ بھی، عوام بھی، غرباء بھی، امراء بھی، بڑے بڑے عہدہ دار بھی، نہ ہندو بھی، تاجر اور سوداگر بھی، اور مفلس و قلاش بھی، اس سے اس دائرہ کی وسعت کا اندازہ اب بھی کیا جاسکتا ہے۔ مدارس پر غور کیجئے، دارالعلوم دیوبند بھی، مظاہر العلوم بہار پور بھی، دارالعلوم ندوہ بھی، جہاں تک کہ پیملا علی گڑھ کانچ اور موجودہ مسلم یونیورسٹی بھی، اور وہ سینکڑوں مدارس جو ہندوستان میں جگہ جگہ پھیلے ہیں جزا فیائی حیثیت سے غور کیجئے تو سرحد سے لیکر بنگال، مدراس اور گجرات، بلکہ جزا فریقہ اور ان تمام ملکوں تک، جہاں جہاں ہندوستانی مسلمان پھیلے ہیں، انکے اثرات بھی ساتھ ساتھ پھیلے ہیں راقم کو ہندوستان کے دور دراز علاقوں میں جانے کا اتفاق ہوا، مگر جہاں گیا یہ معلوم ہوا کہ وہ روشنی وہاں پھلے سے چھوٹی ہوئی ہے، اور کوئی نہ کوئی اس روشنی سے محمد اللہ ضرور منور ہے۔

اس تعلیم و تربیت، تصنیف و تالیف، وعظ و تبلیغ کی بدولت عقائد حقہ کی تبلیغ ہوئی، مسائل صحیحہ کی اشاعت ہوئی، دینی تعلیم کا بندوبست ہوا، رسوم و بدعات کا قلع قمع ہوا، سنن نبویؐ کا احیاء ہوا، غافل چھٹکے، سوتے جاگے، بھولوں کو یاد آئی، بے تعلقوں کو اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا ہوا، رسول کی محبت سے سینے گرمائے، اور اللہ کی یاد سے دل روشن ہوئے۔ اور وہ فن جو جوہر سے خالی ہو چکا تھا، پھر سے شہلی، جنید اور بسطامی و جیلانی اور سہروردی و سرہندی بزرگوں کے خزانوں سے معمور ہو گیا۔ رحمہم اللہ تعالیٰ۔ اور یہ وہ شان تجدید تھی، جو اس صدی میں مجدد وقت کے لئے اللہ تعالیٰ نے مخصوص فرمائی۔

ایں سعادت بزور بازو نیست

تا نہ بخشد خدا کے بخشندہ

حضرت سید الملة نور الله مرقدہ

کے مختلف مکتوبات اور تحریروں سے

سلوک کے متعلق اقتباسات

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ تک جو جہانگیر کے عہد میں تھے ہندوستان میں یا خشک فقاہت یا تردامن مشرکانہ تصوف کا رواج تھا ہمالیوں کے ایرانی داخلہ اور صفویہ کی محبت نے شیعیت کا رنگ پیدا کر دیا اکبر نے ہندویت کو آمیز کر دیا حضرت مجدد الف ثانی نے ان سب بدعات کا مقابلہ کیا۔

مجدد صاحب سے پہلے بعض اور مصلحین اکبر سے پہلے پیدا ہوئی جن میں مشہور نام سید محمد جو نپوری مدعی ہندویت کا ہے اس سے بھی پہلے سلطان محمد تغلق کے سامنے بھی تصوف باطل کے انسداد کا مسئلہ تھا اس کے تعلقات ابن تیمیہ کے خلفاء و تلامذہ سے تھے۔ چونکہ اس کے نزدیک امام وقت کی اجازت کے بغیر کسی اسلامی بادشاہ کی حکومت جائز نہیں اور اس وقت امامت کا برائے نام سہی مرکز مصر تھا جہاں ایک خلافت عباسیہ کا ڈھانچہ تھا۔ اس لیے اس نے خلفائے عباسیہ مصر سے تعلقات قائم کئے، سفراء گئے آئے، خلعت اور ہدایا آئے اور اسی تقریب سے اس نے بعض مذہبی مراسم میں تغیر کیا۔

۲۔ وحدہ الوجود کی بخشیں تمام تر فلاسفہ و حکماء کی الہیات پر موٹھا گافیاں ہیں یا یوں کہیں کہ فلاسفہ کے الہیات کے مقابلہ کا علم کلام ہے۔ شیخ اکبر صدر قنوی، روی، عراقی، جہاں، امام ربانی یعنی مجدد الف ثانی، افضل الحقیقین یعنی

شاہ ولی اللہ صاحب حسب اصطلاح صاحب طبقات ان سب کے الگ الگ آراء ہیں یا مختلف تعبیرات ہیں۔ صاحب طبقات نے ان سب پر تبصرہ کیا ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ ان سب میں صرف اصطلاح اور تعبیر کا فرق ہے حقیقت کا نہیں اور وہی عین شریعت ثابت بالکتاب والست بھی ہے چنانچہ طبقہ ۱۰ اور طبقہ ۲۰ میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔

صراط مستقیم میں امام شہید یا امیر شہید جس کو کہتے وحدۃ وجود کو محض شدت عشق کا نتیجہ بتایا ہے یعنی شدت عشق واستغراق سے عاشق کو ایسا نظر آتا ہے جو واقعہ نہیں۔ اس عشق کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ فنا علم یعنی غیبت وعدم شعور ماسوائے محبوب حتیٰ کہ بنفس خود (صفحہ ۵)۔ اس کی تفصیل صفحہ ۱۲ میں ہے کہ جس طرح لوبا آگ میں لال ہو کر انالٹار پکاراٹھے۔ لیکن وسط کتاب میں بدعات صوفیہ کے ضمن میں ہے:

واز جملہ بدعات ملاحظہ وجودیہ کہ در خواص و عوام اشتہار یافتہ و باقوال اکابر طریقت مشتبہ گردیدہ گفتگو ہائے توحید وجودی الہادی است کہ کہ بگمان اتحاد خود با خدا ازاں لذتیاں نفسانی بر میدارند، بتوسیل شیطانی و مکر نفوس خبیثہ بیان آں گفتگو را معارف و حقائق می پندارند الخ (صفحہ ۳۵)

۳۔ سلوک کے متعلق آپ نے بدعت و سنت کی جو بحث نکالی ہے یہ محض خشک مزاج اہل حدیث کا شیوہ ہے۔ آپ ابن قیم، مجدد الف ثانی، شاہ ولی اللہ، مولوی سید احمد بریلوی، شاہ اسماعیل شہید رحمہم اللہ وغیرہم کو کیا کہیں گے کیا وہ بھی تعین بدعت میں تھے؟ صراط مستقیم ہی کو غور سے پڑھ لیجئے۔

۴۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ دونوں کارڈ ملے۔ آپ کے پر اثر خط نے مجھے

بھی متاثر کیا۔ مجھے پہلی دفعہ یہ محسوس ہوا کہ آپ کے قلب میں تاثر کی استعداد ہے۔ یہ معمولی چیز نہیں ہے بہت اہم ہے جس قلب سے یہ صلاحیت جاتی رہتی ہے اسی کی نسبت ہے بل طبع اللہ علی قلوبہم اور ختم اللہ علی قلوبہم کیونکہ آئندہ کی ترقی بلکہ ساری ترقی اسی تخم صانع کے نشوونما کا نتیجہ ہے عزیز من! عقل ہمیں رہ جاتی ہے وہ ساتھ نہیں جاتی۔ جو چیز ساتھ جاتی ہے وہ صرف علم صحیح اور عمل صحیح ہے۔ آپ نے اپنی علالت اور ضعف پر جس بنا پر تحسرت ظاہر کیا ہے یہ دوسری دولت آپ کے پاس ہے تحسرت کے معنی یہ ہیں کہ آپ کو اس کے نہ ملنے یا اب تک نہ پاسکے کا دلی افسوس ہے اور یہی دلی افسوس توبہ و انابت کا دروازہ ہے والتج سیل من اناب کی دعوت ہر ایک کے لئے عام ہے۔ آپ کے اس دوسرے خط نے مجھے بہت باامید بنا دیا۔ میں یہ سمجھ چکا تھا کہ وہابیوں کی خشکی آپ پر ایسی غالب آگئی ہے کہ عشق و محبت کی گنجائش آپ کے دل میں نہیں رہی ہے۔ الحمد للہ کہ میری یہ غلطی آپ کی نسبت آج جاتی رہی میرا ایک پرانا شعر ہے۔

اظہار کر کے عشق و محبت کے راز کو

پھر سے بنا دیا مجھے امیدوار آج

آپ کچھ نہ کہیے صرف اس قدر کہیئے۔  
یک دے تو دور کہیں خود نشیں

کسی وقت کو مقرر کر کے الم بعلم بان اللہ بری کے مضمون کو سونچا کیجئے۔ اسی تفکر کا اصطلاحی نام مراقبہ ہے اس تصور کا اثر اعمال پر پڑے گا اور ہر عمل پر اس حیثیت سے عمل زور پکڑنے لگے گی کہ سب کچھ اس کے سامنے ہے



اب حق و باطل صحیح وہ غلط اور جائز و ناجائز پر غور کرنے کا رخ بدل جائے گا اور ہر عمل کے وقت دل کو ٹٹولنے لگیں گے کہ میرے اس عمل کا قلبی مقصد کیا ہے اس سے حسن نیت پیدا ہوگا اور حدیث شریف کی یہ حکمت کھل جائے گی الا ان فی الجسد المضعفہ اذا صلحت صلح الجسد کلہ و اذا افسدت فسد الجسد کلہ کیا یہ بدعت ہے؟ غور کیجئے اور ہو سکے تو عمل کیجئے

۵۔ ابھی اتفاق سے مجموعہ احادیث نجدیہ نظر سے گزرا جس میں امام ابن حنبل کی کتاب الصلوٰۃ اور ابن قیم کی الوابل الصیب فی الکلم الطیب دو کتابیں بھی ہیں ان دو بزرگوں نے جو کچھ کہا ہے اس سے زیادہ تصوف حقیقی سے کچھ اور مراد نہیں ماگر کچھ رموز و اشارات ان کی تائید میں کسی نے کہہ دئے ہیں تو وہ حواشی ہیں۔ باقی شرکیات و بدعیات تو ان کا ذکر ہی کیا۔ لیکن جس طرح مسلمانوں کو دکھ کر اسلام پر آج حکم نہیں لگایا جا سکتا ایسے ہی بازاری دکان دار رنگے ہوئے صوفیوں کو دکھ کر تصوف کو بدنام نہ کیجئے

۶۔ السّلام علیکم۔ آپ کا لفظ اور کارڈ ملا میں آپ کے کارڈ کے مضمون سے بہت خوش ہوا۔

آداں یارے کہ ماہی خواستیم

یہی حقیقت تھی جو کئی سال سے میرے آپ کے درمیان ماعنہ الہجث رہی۔ اللہم زد فزد، اللہم زدنی علماً قول رسول ہے۔ یہ کس علم کی زیادت کی دعا ہے؟

آپ کے سکون سے جو بستی دانشمنداں میں آپ کو حاصل ہوا آپ کی جسمانی و روحانی، ذہنی و قلبی دونوں سکونوں کے لئے موزوں و مناسب ہے بار بار اپنی

خوشی و راحت اور اپنے کسی خدمت پر اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کو من  
 جانب اللہ فضل محض بلا استحقاق جانتا ہی احسان کا زینہ ہے۔ اسکا کارسی  
 نام تصوف ہے ولا مشاحة فی الا صطلاحات۔ ہم نے اب اس کا نام طریق  
 تقویٰ رکھنا چاہا ہے۔ اسلام ایمان اور احسان یا اتقاء میں ارتقائی منازل ہیں۔  
 اسلام اطاعت ہے ایمان اس اطاعت پر سکینیت اور طمانیت ہے اور اتقاء یا  
 تقویٰ دل کی وہ کیفیت ہے جس سے امور زیر ایمان پر عمل بسہولت پر  
 مداومت قائم ہو جائے و اللہ الحمد

بے سود مناظرہ کو اضاعت وقت کجگنا بڑی یافت ہے جس پر آپ کو  
 مبارکباد دیتا ہوں ساتھ ہی علم کو صرف علم کی خاطر چاہنا قلبی جہل ہے خدا کا  
 شکر ہے کہ آپ نے اس حقیقت کو پایا۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ علیہ کا  
 ایک قول جس کو علامہ ابن عبدالبر نے جامع میں نقل کیا ہے اس موقع پر  
 پیش نظر رکھنا مفید ہوگا۔ فرمایا نحن لا نشغل فیما لیس تحت علمنا گویا آج  
 کل کے محاورہ کے مطابق ادب برائے ادب کا تصور ذہنی عیاشی ہے اور در  
 اصل ادب برائے زندگی ہی حق ہے مگر کون سی زندگی وہ زندگی جو اسلام کا  
 مطلوب ہو۔ الحیاة دنیا والآخرة

۔ بڑی خوشی ہوئی کہ بات کی تمہ تک آپ پہنچ گئے۔ زاد کم اللہ تعالیٰ علماً  
 و معرفہ۔ لفظ تصوف کا احسان کے ساتھ ایسا ہی تعلق ہے جیسے حکمت کے  
 ساتھ لفظ فلسفہ بول دیا جائے یا آج کل سائنس یا فلاسفی کہہ دیا جائے۔  
 بزرگوں نے لفظ احسان کو ان معنوں میں رکھا ہے اور ٹھیک ہے کہ اس کا  
 درود حدیثوں میں ہے لیکن اب تو مجھے اس کے لئے تقویٰ اور ارتقاء کی

اعطلاح اچھی معلوم ہوتی ہے کہ اس کا ورود قرآن پاک میں بکثرت ہے اور عبادات بلکہ تمام مامورات الہیہ کا مقصود اسی کیفیت کا حصول معلوم ہوتا ہے ولا یعنی ذلک علی من یتبع کتاب اللہ ، یا ایہا الناس اعبدو ربکم، لعلکم تتقون ، کب علیکم الصیام کیا کب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون حج و قربانی : ولكن ینالہ التقوی منکم تعظیم شعائر اللہ ، فانہا من تقوی القلوب آغاز کتاب : ہدی للمتقین وغیرہ

اب ضرورت اس بات کی تھی کہ حصول تقوی ، حقیقت تقوی ، شرائط تقوی طریق حصول تقوی ، ازالۃ موانع تقوی ، تقوی فی الایمان باللہ واسمائہ و صفاتہ و انبیائہ و کتبہ و ملائکہ و الیوم الآخر اور تقوی فی العبادات و المعاملات و الاخلاق و کیفیات القلوب الیہی الاخلاص فی الدین کو بھی عقائد و فقہ کی طرح مدون کر دیا جائے چنانچہ محدثین و صلحائے امت نے یہی کیا ہے امام ترمذی کی کتاب الزہد و الرقاق پڑھیں۔ امام احمد کی کتاب الزہد اگر نہ مل سکے تو کتاب الصلوۃ پڑھی جائے تو حقیقت واضح ہو جاتی ہے سورہ واقعہ پڑھیے اللہ تعالیٰ نے عین گروہوں کے نام لئے ہیں و کتم ازواجاً ثلاثہ اس کی تفسیر آگے ہے اول مقربین اولئک ہم المقربون دوم اصحاب الیمین اور سوم اصحاب الشمال تیسرا گروہ اہل نار کا ہے دوسرا گروہ عامۃ مسلمین کا اور پہلا خواص امت کا

فاما ان کان من المقربین فروح و ربھان و جنة نعيم و اما ان کان من اصحاب الیمین فسلام لک من اصحاب الیمین، و اما ان کان من مکذبین الضالین فنزل من حیم و تصلیۃ حیم۔

اہل فن عام مسلمانوں کی کیفیت کو ولایت عامہ اور مقربین کی ولایت کو ولایت خاصہ کہتے ہیں۔ ولایت عامہ جو ولہ ولی المؤمنین آل عمران، کا نشانہ ہے

ہر مسلمان کو حاصل ہے اور اس کا مقاد نحلۃ من النار اور دخول فی الجنة ولو بعد براتۃ من العذاب ہے اور ولایت خاصہ جو واللہ ولی المتقین (جانیہ) کا نشانہ ہے ہر مسلمان کو حاصل ہے وہ بعد من النار بفضل اللہ دائماً اور دخول جنت فی القویۃ مع رضوان اللہ تعالیٰ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ۔ اب معلوم ہوا کہ احسان کا درجہ ایمان سے اونچا ہے اور اس کے بے انتہا مدارج ہیں۔ مدارج قرب و اقربیت کما لا یغنی جس طرح ایمان کا حصول شہادت پر مبنی ہے احسان کا قرب کمال ایمان و تقویٰ پر ہے اسی سے ان حدیثوں کے معنی مفہوم ہوں گے جن میں یہ آتا ہے لا یومن احدکم حتی یکون کذا اور ایمان کی ستر شاخیں ہیں الفرض ہمارے علمائے ظاہر نے صرف اس ایمان پر توجہ فرمائی ہے جو کفر کے بالمقابل ہے اور علمائے باطن نے اس کے بعد کی منزل کی رہبری کی اور درجات و مدارج قرب کی نشان دہی فرمائی۔

اب آپ کے عین شبہ ہیں ۱۔ ذکر و شغل کے غیر ماثور طریقے ۲۔ بیعت کا رسمی طریقہ ۳۔ خوابوں پر اعتبار ۴۔ توکل باللذوات۔ اول کی نسبت عرض ہے کہ غیر ماثور طریقے ہرگز اختیار نہ کریں مگر ماثور و غیر ماثور کی تحقیق کر لیں اور بدعت شرعی کی حقیقت سمجھ لیں بیعت کا رسمی طریقہ غیر ضروری ہے یہ میں نہیں کہتا بلکہ ہمارے بزرگوں کا ارشاد ہے۔ خوابوں پر اعتبار مبشرات کی حد تک ہے جیسا کہ احادیث میں آیا ہے اور لهم البشری فی الحیاة الدنیا والاخرۃ کی تفسیر میں وارد ہے اس کے علاوہ خوابوں پر کوئی بھروسہ نہیں۔ ہمارے حضرت فرمایا کرتے تھے۔

نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم

چو غلام آفتابم ہمہ ز آفتاب گویم

شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مرد فقہ و ھدایت و کلام و اسرار و رموز شریعت ہیں تصوف کی کتابوں میں ان کا پایہ ان کے دوسرے علوم کے مطابق نہیں ہے اس لئے ان سے نہ گھبرائیے اور نہ ان کی صوفیانہ کتابوں کی طرف توجہ کیجئے۔

بالکل صحیح آپ سمجھے کہ طلب رضا اور اپنے ہر عمل میں طلب رضا کا شعور پیدا ہونا یہی اس طریق کا حاصل ہے اور جب خدا اور بندہ کے درمیان یہ علاقہ استوار ہو جاتا ہے تو صوفیہ کی اصطلاح میں اس کو نسبت دیتے ہیں اور قرآن پاک کی زبان میں اس کی تعبیر یحیونہ و یحبونہ اور ریحی اللہ عنہم و رضوانہ کے لفظوں میں کی گئی ہے یا ایہا النفس المطمئنة ارجعی الی ربک و اخصیاً مرضیة ان ہی کے لئے نوید بشارت ہے۔

جزاک اللہ، خوب سمجھے نام و نمود کی خواہش جس کا شرعی نام ریا و سمعہ ہے یہ حقیقت عمل کی مبطل ہے الریا ہو الشرك الخفی کیونکہ اعمال خیر کی حقیقت ابتداء مرضاة اللہ ہے اور جب اس میں شرکت ارضائے مخلوق اور طلب شہرت کی ہوگی تو شرک فی القصد ہو گیا۔ اور اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں وہ کسراب بقیعة یحسبہ الظلمان ما۔ او کر ما د اشتدت بہ الریح اس جذبہ ریا و سمعہ کے قلع و قمع کے بغیر اخلاص فی الدین پیدا نہیں ہو سکتا اور مخلصین لہ الدین کے سعادت مند گروہ میں داخلہ ممنوع انزایات من اتخذ الہہ ہواہ اسی ہوی کے روکنے کا نام صوفیوں کی زبان میں مجاہدہ ہے و نہی النفس عن الہوی کا اشارہ ادھر ہی ہے مجھے آپ کی زبان سے ان باتوں کو سن کر بڑی خوشی ہوئی

اور یہ کہنے کو جی چاہا۔

آمد آن یارے کہ ماہی خواستیم

زاد کم الله علماً، قل رب زدنی علماً

آپ کے ذاتی حالات اور ارادے معلوم نہیں۔ میری آرزو سوائے اس کے کچھ نہیں ہے کہ ہسپتال اپنے مخصوصین و محبین کو دین کی طلب اور خدمت میں مصروف دیکھے۔ آپ نے جو بائیں لکھی ہیں ان سب سے فائدہ کی امید ہے۔ مجھے معلوم نہیں کہ آپ کے رفقاء میرے بارے میں کیا خیال رکھتے ہیں مگر میں تو ہمیشہ پوچھنے والوں کو اگر وہ نئے تعلیم یافتوں میں ہیں اس میں شمول کی اجازت دیتا ہوں۔ اب ایک مدت سے کوئی رسالہ یا مضمون نہیں پڑھا اس لئے کسی کی نسبت کچھ رائے نہیں رکھتا یہاں تک کہ اپنے برا کہنے والوں کا مضمون بھی نہیں پڑھتا۔

بسم اللہ کیجئے اللہ تعالیٰ آپ کے کاموں میں برکت دے میں تو اپنے کو عمر کی اخیر منزل میں سمجھتا ہوں ساٹھ سے جو اوپر ہوا ہے اس کی عمر کا پیالہ لبریز ہی سمجھتے۔ اگر کوئی تسکین کا سرمایہ ہے تو آپ جیسے چند محبین کا وجود ہے استاذ مرحوم نے اگر دو عین یادگاریں چھوڑیں جنہوں نے ان کے کاموں کو چلایا تو مجھ جیسے تنگ سلف کے بعد بھی کچھ خدام دین و ملت باقی رہیں کہ والباقیات الصالحات خیر عند ربک ثواباً کا سرورہ تقویت روح کا باعث ہو سلف کی راہ سے سرمو تجاوز نہ ہو یہی اپنی وصیت ہے اور یہی زندگی کی آخری فرمائش۔

۸۔ میرا مقصود اخلاص اور شفقت کے سوا کچھ نہیں واہ واہ کا مزہ بہت اٹھا چکا اور اب یہ رنگ دل سے اتر چکا اب تو آہ آہ کا دور ہے اور اپنی پچھلی تباہی

کا ماتم اور آئندہ کی فکر درپیش ہے۔ مظلوم سے پہلے کی تاریخیں صرف عین چار ہیں۔ طبقات فیروز شاہی و ناصری، سراج عقیف اور ضیاء الدین برنی دو چھپی ہیں اور سیرت فیروز شاہی قلمی پٹنہ میں ہے مبارک شاہی بھی چھپی ہے اور حتی شاہ عبدالحق محدث دہلوی کی تاریخ قلمی ہے ان میں مذہبی حالات شاز ہیں۔ مظلوم سے پہلے یہاں کے مسلمان ویسے ہی تھے جیسے خراسان و ترکستان کے مسلمان۔ دانشمندان فقہ کی تقلید عام تھی اور صوفیہ میں زہد و عبادت و قناعت تھی۔ فلسفیانہ تصوف پیدا نہیں ہوا تھا اس کا آغاز علاء الدولہ سمنانی سے ہوا ہے اور محی الدین ابن عربی کے خیالات پھیلنے لگے ہیں۔

## ارمغان سلیمان پر ایک نظر

سید الملتہ علامہ سید سلیمان ندوی نور اللہ مرقدہ کی جلالتِ شان، عظمتِ دینی، فضیلتِ علمی، رفعتِ عرفانی، گوناگوں فضائل و کمالات اور خدماتِ دینی و ملی سے کون ناواقف ہے۔ عصرِ حاضر میں جامعیتِ علوم میں اپنی مثال آپ تھے۔ ایک جامعہ علم، ایک دائرہ فضیلت، ایک مدرسہ فکرِ علم و عمل، فضائل و کمالات کا حیرت انگیز مجموعہ و نمونہ ہے

یبدل بمعن واحد کل فاحزٍ وقد جمع الرحمن قیلت المعانی  
اس قدر و منزلت کے باوجود کم لوگ جانتے ہوں گے۔ کہ اعلیٰ سخن  
بھی سید و سیما کے دائرہ سیادت سے باہر نہ تھی۔

سخنِ سنجی کا ملکہ ممتاز و خدا واد ہی تھا، سخن گوئی میں بھی بلند و نمایاں مقام رکھتے تھے اور اردو، عربی، فارسی تینوں میں اچھے اشعار کہہ لیتے تھے۔ مہارتِ فن میں ان کی مثال علماء کے طبقہ میں کم ملے گی، فنِ عروض پر عبور کا اس سے بڑھ کر کیا ثبوت ہوگا۔ کہ شاعرِ مشرق علامہ اقبالؒ کی مثنویؒ ”رموزِ بخودی“ جب منظرِ عالم پر آئی تو کئی مقامات پر حضرت سید صاحبؒ نے اصلاحی مشورے دیتے جسے اقبال مرحوم کی بلند کردار نے خوش دلی سے قبول کیا۔



اس بارے میں اقبالؒ کے خطوط (اقبال نامہ ج ۱۱ ص ۹۰۸) کو دیکھا جاسکتا ہے۔ ایک خط میں ہے :

”آپ کا نوازش نامہ مل گیا ہے۔ جس کے لئے نہایت ممنون ہوں۔ مجھے اس سے بہت فائدہ پہنچے گا۔ قوافی کے متعلق جو کچھ آپ نے تحریر فرمایا بالکل سجا ہے۔۔۔۔۔“

اسی طرح مولانا دریا بادی اپنی ایک غزل کی اصلاح کے متعلق لکھتے ہیں، ”سید صاحب کی یہ اصلاح بالکل صحیح اور استادانہ تھی۔“ (مکتوبات سلیمان ص ۱۹)

غرض شعرو سخن کی دنیا میں بھی سید صاحب کا خاص مقام تھا۔ زیر نظر کتاب حضرت سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ کے مجموعہ کلام کا نام ہے۔ جو ان کے مسترشد خاص مرید باختصاص برادر مولوی شاہ غلام محمد صاحب حیدرآبادی کوچی کو مل سکا۔ اور ان کی ترتیب و تہذیب تقریب اور تحشیہ کے ساتھ حسن طبابت سے اہل نظر اور مشائق سخن کے لئے نور ویدہ و دل بنا۔ فاضل مرتب حضرت الشیخؒ کے اجل مسترشد ہونے کے علاوہ علم و ادب کی بزم میں بھی مدت سے اپنے حسن ذوق کا ثبوت پیش کر رہے ہیں۔ اس سے پیشتر حضرت سید صاحب نور اللہ مرقدہ کی عرفانی زندگی پر ”تذکرہ سلیمان“ جیسی کتاب پیش کر چکے ہیں۔ اکابر کی تصنیفات کے مسودات کی کتابی ترتیب و پیشکش کی سعادت انہیں بار بار نصیب ہوئی ہے۔ اور اب تک مولانا گیلانیؒ کی مقالات احسانیؒ و ”تدوین حدیث“ مولانا عبدالباری ندویؒ کی ”اسلام کا نظام صلاح و اصلاح“ وغیرہ کتابیں مرتب کر چکے ہیں، جو اہل علم کے حلقہ میں مضمین کرام اور لائق مرتب

کے لئے داد و ستائش حاصل کر چکی ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی عنایتِ خاصہ ہے جس کا سبب ایک درویشِ باصفا کی نگاہِ فیض ہے۔

”ارمغانِ سلیمان“ اور اس کی تقریبِ مرتب کی اپنے شیخ سے محبت و لگن کا نشان اور ان کے مذاقِ سلیم، سخنِ فہمی و سخنِ سنجی پر شاہد ہے۔ مجموعہ حضرت سید صاحب کے ادوارِ زندگی کی رعایت سے دو حصوں پر مشتمل ہے۔

۱۔ غزل الغزلات - ۲۔ دورِ اولیٰ کا کلام

غزل الغزلات حضرت الشیخ کے اس عارفانہ کلام کا نام ہے جو حکیم الامت مرشد تھانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ سے ارادت کے بعد کہا گیا۔ حضرت سید صاحب نے اس مجموعہ کا نام حضرت سلیمان علیہ السلام کے صحیفہ عہدِ عتیق کے نام کی رعایت و موزونیت سے ”غزل الغزلات“ خود تجویز فرمایا تھا۔ یہ حصہ ارمغان کے صفحہ ۶۶ تک پھیلا ہوا ہے۔ سید صاحب اسے اپنی شاعری کا حاصل سمجھتے تھے۔ فرماتے تھے۔

”میری شاعری حضرت والا مولانا تھانوی کے تعلق سے شروع ہوئی

اور ان کے وصال پر ختم ہو گئی۔“

اس مجموعہ کے متعلق فرمایا: یہ میرا غزل نامہ نہیں بلکہ سفر نامہ ہے یعنی شیخ کی سیر لوک کی مختلف منازل کی وارداتِ قلبیہ اشعار کے پیرایہ میں موزوں ہو گئی۔ ارشاد فرماتے ہیں

جو شعر بھی سپرد قلم کر رہا ہوں میں : سب وارداتِ عشق رقم کر رہا ہوں میں

اے عارفانہ و الہامی - م - ۱۰

فیض ہے یہ کس ولی وقت کا اب میرا جو شعر ہے الہام ہے  
کلام سید کا یہ حصہ ارمنان سلیمان کی معنوی حیثیت سے جان ہے  
اور اپنی عارفانہ و حکیمانہ حکمت و اہمیت اور عرفانی رموز و نکات کے لحاظ سے  
انتہائی عمیق اور وسعت معنی کا حامل ہے۔ ارشاد ہے :

سمجھیں میرے کلام کو جو ہوشمند ہیں مستی مری یہ بادۂ انکور کی نہیں  
شیخ وقت سیدھے ساوے لیکن سہل تمنغ اشعار میں معارف ربانیہ اور  
الہامات الہیہ کو بیان کرتے جلتے ہیں جس سے شیخ محقق اور مرید صادق دونوں  
بقدر ظرف و استعداد استفادہ کر سکتے ہیں۔ طریق کے مختلف مقامات و احوال  
کی نشاندہی اور سالکین کی مشکلات کی گرہ کشائی بغضہ تعالیٰ کچھ اس انداز سے  
ہو گئی ہے۔ کہ اس مجموعہ کا بغور لغرض استفادہ مطالعہ ہر ذی استعداد سالک  
کے لئے دلیل راہ اور روشنی کا مینار بن سکتا ہے۔ مرتب کے خواہشی بھی  
سلک سلیمانی کی محتاط ترجمانی کر رہے ہیں۔ اور مرتب کے ایجاز قلم کا کوشمراؤ  
بصیرت باطنی کی دلیل ہیں۔ گو شیخ کا پر حکمت و عمیق کلام مستقل شرح کا طالب  
ہے لیکن ارمنان کی پیشکش کا مقصد "مقن کلام" ہے۔ نہ بیان ارمنان، اور  
اس میں ماشاء اللہ مرتب خوب کامیاب رہے ہیں۔

اس جمال معنوی کے ساتھ کلام آراستہ سن ظاہری و تزئین صوری سے بھی  
مالا مال ہے۔ اور اس شعر کا مصداق ہے

بہارِ عالم حششِ دل و جان تازہ میدارد  
برنگ اصحابِ صورت را بمواریبِ معنی را

فقیر کا مقام نہیں کہ سیدی الشیخ کے منتخب اشعار پیش کرے تاہم ناظر کو قدم قدم پر معنوی کمال اور صوری جمال کا مرقع نظر آئے گا۔ ملاحظہ فرمائیے۔

انہیں کے دینے سے ملتا ہے جو ملتا ہے  
وہی نہ چاہیں تو کوشش کوئی ہزار کرے

واعلمے ماثورہ اللہم لامانع لما اعطیت ولا معطى لما منعت  
ولا ینفع ذی الجحد منک الجحد کا مفہوم کس خوبی سے ادا ہو گیا ہے۔  
۲۔ جو آج لذتِ درد نہاں کا جویا ہے : وہ پہلے سوز سے سینہ تو داغدار کرے

غالب کا شعر  
اک عمر چاہیے کہ گواہ ہونیش عشق

دکھی ہے آج لذتِ درد جگر کہاں

تو جس درجہ کا ہے ظاہری ہے۔ لیکن سید صاحب کا شعر بھی اپنے رنگ میں خوب ہے۔

۳۔ ذات کا ادراک محال اور مساک کی دسترس سے وراہ الورا ہے۔  
تاہم ایک "ناویدہ تجلی" اسے ہر آن شاد کام رکھتی ہے۔ حضرت فرماتے ہیں  
ادب سے دیکھ لیں مشتاق دور سے ان کو  
مجال ہے جو انہیں کوئی ہیکنا کرے

پوری غزل انتخاب ہے۔ اور حسن ادا کی خوبی برجستگی، معنوی عمق اور  
عارفانہ حقیقت کا اچھوتا نمونہ، ملاحظہ فرمائیے،

اسے اس غزل کا ایک شعر بعد میں غالباً تقریبِ خلافت کی مناسبت سے صاحب  
(بقیہ ذکر کے صفحہ پر)

سناتو دے اسے افسانہ غمِ حیراں : وہ اعتبار کرے یا نہ اعتبار کرے !  
 تیری نظر میں ہے تاثیر مستی صہبیا : تیری نگاہ جسے چاہے بادہ خوار کرے  
 چند اور شعر ملاحظہ فرمائیے :

اس کی دزدیدہ نگاہی کے نثار : آج ہی آغاز کا انجام ہے  
 اب درپیرِ مفاں چھپے نہیں : اس کی مٹی میں بھی کیفِ جام ہے  
 بے نہیں "بھی رلٹ پنہاں نیاز و ناز عشق  
 کن ترا فی امتحان شوق کا پیغام ہے  
 ایک منتخب غزل کے چند شعر درج کرتا ہوں ۔

دلِ حریفِ نگہ یار کہاں سے لاؤں  
 چونہ بخود ہو وہ میخوار کہاں سے لاؤں  
 افرے دریاے معاصی کی تلاطمِ خیزی  
 وہ سفینہ جو کرے پار کہاں سے لاؤں  
 فیضِ ساقی ہے بہ اندازِ ظرفِ میخوار  
 دلِ حریفِ مئے بسیار کہاں سے لاؤں  
 قطرۂ اشک میں ہوں دل کے بھی ٹکڑے شامل  
 فطرتِ دیدہ خوں باز کہاں سے لاؤں

بقیہ کا شعر مرتب نے بھی ابلاغِ شیخ میں درج کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ حذف شدہ شعر

پڑھیے اور داد دیجئے ہے پلاوے ساغر سرشار مجھ کو وہ ساقی  
 خزاں کو ایک اشارہ میں جو بہار کرے

کچھ اور اشعار اہل ذوق کی نشاۃِ طبع اور ازادیا و بصیرت کھینچنے پیش ہیں۔  
 دامن کو آنسوؤں سے جو غم کر رہا ہوں میں : شرح غم فراق رقم کر رہا ہوں میں  
 دیوانگانِ عشق کو دے کر صلائے عام : سب وارداتِ عشق رقم کر رہا ہوں میں  
 کہہ کہہ کے دلفریبِ دل آراؤ لٹھین : تردیدِ قصہ ہائے ستم کر رہا ہوں میں

خدا جانتے کہاں دل ہے کہاں پر اس کی منزل ہے

نہیں ملتا سراغِ دل، نہیں ملتا نشانِ دل

کوئی چوٹ ایسی لگ جلتے الہی میرے سینہ میں

کہ فوارہ سا بن جائے یہ زخمِ خونچکانِ دل

اس تجلی گاہ کا سہرناز میں : کشتہ اندازِ الا اللہ ہے

ہے اسی کی سانسِ انفاسِ حیات : جو کوئی دمسازِ الا اللہ ہے

وجد میں جاں ہے تو اعضا و قص میں : جامِ آوازِ الا اللہ ہے

چشمِ ساتی میں بھری کیا بادہ پر جوش ہے

جب طرف آنکھ اٹھ گئی وہ مست گم ہوش ہے

حبذا پیرِ مغان، دریا دل و دریا نوا ہے

جمع ہیں میخوار، میخانہ میں نوشا نوش ہے

جان کی قیمت دیا، عشق میں ہے کوئے دوست

اس نویدِ جانفزا سے سروبالِ دوش ہے

ہر ضربِ تیشہ سا غیر کیفِ وصالِ دست : فرہاد کی جو بات ہے مزدور کی نہیں

جب سے اے دل اپنے عیوں پر نظر اپنی پٹری  
 اپنے دعوئے ہنر سے شرم سی آنے لگی  
 الاماں اے سوزشِ داغِ فراق ۛ روزِ محشر تابشِ خورشید ہے  
 یاد آیا چشمِ ساقی کا کرم ۛ پھر چھلکنے جام کی امید ہے  
 مہر ہوا تہر ہو جو کچھ بھی ہو ہر ادا محبوب کی محبوب ہے  
 میرے ہوشِ دغور نے جمع جو خرمن کیا برسوں  
 لگا دے برقِ امین آگ تو اس میر حاصل میں  
 عشق کا رہبر و لیلِ راہ جس دن بنا ۛ بن رہا ہے آپ ہی انکلادِ اقرار دل  
 وہ چشمِ محبت تو جو بوائے محبت ہے ۛ دیکھے تو ذرا کرے اسے کوئی یارانہ  
 حاصل رہے کیفیتِ ہر وقت حضور کی ۛ آدل میں مرے چپ جاے تہر جانانہ

-----

سا جامِ دل میں ارمان ہو کر ۛ دہائی دور کر دے میری جان ہو کر  
 ستم بھی کرم ہے کہ شہورِ محبت ۛ مزہ دے رہا ہے نکلان ہو کر  
 جہاں کو معطر بنائے ہوئے ہیں ۛ وہ زلفِ معنیر پریشان ہو کر  
 اہل نظر جلتے ہیں کہ اصنافِ شاعری میں سب سے شکلِ صفتِ نعت گوئی ہے  
 "نعت گو" عشقِ نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ عظمت و ادبِ نبوی کا محرم  
 ہوا اور نسبتِ محمدیہ سے فیضِ یاب اور شانِ رسالت سے حتی المقدور  
 شناسا ہو کر ۛ

نفسِ گم کردہ می آید جنید و بایزید میں جا

اس کے اشعار سے دیگر انبیاء علیہم السلام کے بارے میں موہم تہمیں  
 نہ ہوں نہ ہی حریم توحید میں درانداز یا داہمہ شرک پیدا کرنے والے ہوں، اور  
 ان نزاکتوں کی رعایت ہر ایک کے بس کی بات نہیں ہے

برکف جام شریعت برکف سندانِ عشق

ہر ہوس ناکے نذاند جام و سندانِ باخشن

اسی لئے عرفی نے نعت کے بارے میں ٹھیک کہا ہے

عرفی مشتاب این رہ نعمت است نہ سحر است

آہستہ کہ رہ مبروم تیغ است قدم را

یہی وجہ ہے کہ ہر نعت گو کعب ابن مالک یا بصیرتی کی طرح "بردیمانی"

کا مستحق نہیں۔ مزید برآں یہ بھی لازم ہے، کہ ان قیود کی رعایت ایسا پابند سلاسل

نہ کر دے کہ اس کا قافیہ ہی تنگ ہو جلتے۔ بلکہ ان تمام نزاکتوں کا التزام مزید

جولانی، طبع اور عروض و قواعد شاعری کی پابندیوں کے اہتمام کا باعث ہو۔

سیرت نگار نبوی (سید صاحب) سے زیادہ اس گل کہہ جنت کی آبیاری

کس کے بس کی بات تھی۔ اس پر فرار کو چہ سے کون صحیح و سالم نکل سکتا تھا۔ جو کہ

کجا غزل الغزلات میں کلن چارتعین ہیں۔ ہر نعت اپنے رنگ میں عظمت و عشق

نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر دال اور عارفانہ اور حکیمانہ — اور ان عارفانہ حدود

کی رعایت نعت گوئی کا کمال ہے۔ ہر جگہ "ادب شریعت" جو شش عشق

پر غالب ہے؟ "قیود سخن گوئی" و آداب شاعری کی کامل پابندی کے

ساتھ ہے۔ پر شکوہ و منتخب الفاظ بے ساختگی کے سانچے میں دھلتے چلے



جائے ہیں۔ ترکیب کی ندرت و جہتگی، بندش کی چستی، کلام کی روانی نے اجماع  
معانی و عمق و مطالب سے مل کر ان نعمتوں کو لفظ و معنی کا حسین امتزاج  
بنا دیا ہے۔ پہلی نعت کے اشعار سے دل و دیدہ کو سکون بخشنے۔

|                                        |                                        |
|----------------------------------------|----------------------------------------|
| نام محمد صلی علی نور محمد صلی علی      | خدیجہ و رطل علی قدر عمد و صل علی       |
| رحمت عالم صلی علی مغفیر آدم صلی علی    | مرسل اکرم صلی علی اسمک احمد صلی علی    |
| چہرہ انور شمس صغریٰ زلف مغنبر لیل سحلی | قلب مطہر نور ہدی، فکر محمد صلی علی     |
| شاہد عالم شاہ امم ہادی اعظم شمع حرم    | صاحب لطف وجود کرم حق مؤید صلی علی      |
| شافع محشر نام سرا سب کی شغافت کام ترا  | عرش معظم بام ترا، حلق کا مقصد صلی علی  |
| گوہر والا پاک نسب غصہ بالا پاک لقب     | بہتر و اعلیٰ حلق و ادب فرزند صلی علی   |
| نسبت بیضارہ تری چاہ خدا کی چاہ تری     | شافع عامی چاہ تری رفرف مند صلی علی     |
| نور الہی نور ترا، غار حل ہے طود ترا    | پوشش میں محمود ترا ہے نور محمد صلی علی |
| کوہ جنت کی چوٹی ترے خاروں میں بھول کر  | خاک قدم ہے میرے لئے شہر اشرف صلی علی   |

جی میں ہے عاشق سجدہ کرے تو نے جہاں پاؤں دھر  
اور بشوق ذوق پڑھے محضر مرقد صلی علی  
موسلی عمران مخبر مقدم، مشرودہ عیسیٰ شان ورود  
دعوت ابراہیم ترا باعث آمد صلی علی

لٹ: فقیر سے ارتداد فرمایا۔ مسجد نبوی میں محراب النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں آجکل جہاں  
پیشانی رکھی جاتی ہے۔ اس جگہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک ہوتے تھے  
کہ سجدہ کی جگہ پر ادا دیا ورنہ دی گئی ہے

ان شعرا میں شان نبوت کا اظہار کس جوشِ بیان و عقائد و حقوق کی رعایت کے ساتھ

ہو رہا ہے

آمد تری اے ابر کرم رونقِ عالم تیرے ہی لئے گلشنِ ہستی یہ بنا ہے  
فردوس و جہنم تری تخلیق سے قائم یہ فرق بدونیک ترے دم سے ہوا،  
لے جائیگا رہو کو وہ منزل سے بہت دور جو جاوہ سفر کا ترے جاوہ کے سوا ہے

ادبِ نبوی کا اندازہ اس نعت سے کیجئے جو مدینہ منورہ میں القاء ہوئی اور

حرمِ نبویؐ میں رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں پیش کی گئی۔ چند  
شعرو پیش ہیں

پاکیزہ ترازِ عرش و سما و جنت و فردوس

آرام گہ پاکِ رسولِ عربی ہے

آہستہ قدمِ نجی نگہِ پستِ صدا ہو خواہید یہاں روحِ رسولِ عربی ہے

اے زائرِ بیتِ نبوی یاد رہے یہ بے قاعدہ یاں جنبشِ لبے ادبی ہے

عشق و للہیت دیکھئے۔

لو لاک لما عنوان ترا، فرمانِ خدا فرمانِ ترا

پیغامِ خدا فرمانِ ترا، ایمانِ خدا ایمانِ ترا

اے شاہِ مدینہ در پہ ترے ہیں آج بھکاری بن کھڑے

لائی تو نہیں احسان کے ہیں پھر بھی جو طے احسا ترا

تیری محبت دینِ مرا اور دینِ ترا آئینِ مرا

ہر لفظ پہ تیرے یقینِ مرا عرفانِ خدا عرفانِ ترا

مناجات سلیمانی میں عبدیت و سوز و کرب ملاحظہ فرمائیے۔

صدق احساس کی دولت میرے مولیٰ دے دے

غم امروز بھلا دے، غم فسر و ادے دے

دھن کچھ ایسی ہو فسر اموش اپنی، سستی

دل دیوانہ و سودائی و شیدا دے دے

اپنے مینخانہ سے اور دستِ کرم سے اپنے

دو لہون ہاتھوں میں مرے ساغر مینا دیدے

دل بے تاب ملے، دیدہ پر آب ملے

تپ آتش مجھے دیدے غم دریا دیدے

دردِ دل سینے میں رہ رہ کے ٹھہر جاتا ہے

جو نہ ٹھہرے مجھے وہ درد خدایا دے دے

— ۵ —

ان کے کرم کے ہم نثار، ان کی عطا کا کیا شمار

دے دیا غاصبوں کو بار اپنے حریم ناز میں

دل کو نصیب ہو گداز، جان کو عطا ہو سوز و ساز

ہے یہ دعا بصد نیاز درگاہ بے نیاز میں

دل جو ملا سیاہ کار آنکھ عطا ہوا شکبار

دھوئے جو دل کو بار بار خلوتِ خاص راز میں

"غزل الغزلات" میں ایک استاذانہ فارسی غزل ہے جو معنویت و

وحقیقت کا جام لبونز اور صوری محاسن کا اعجاز ہے۔ آیات قرآنیہ اشعار میں ایسے دمک رہی ہیں جیسے انگوٹھی میں نگینہ، اس تندپارسسی کا لطف پوری غزل کے مطالعہ سے ہی ہو سکتا ہے۔

غزل الغزلات کے آخر میں شاعر الحاد جناب جوش ملیح آبادی کی ایک ملاحظہ نظم کے جواب میں حضرت والارحمۃ اللہ تعالیٰ کی ایک فی البدیہہ نظم ہے جو بیک وقت سید صاحب کی غیرت و حمیت ایمانی و بعیرت باطنی، تاریخ پر نظر اور قادر الکلامی کا تابندہ گوہر ہے۔

’ارمغان سلیمان‘ کا دوسرا حصہ (صفحہ ۶ تا صفحہ ۱۱۲) سید صاحب کے دور اول (یعنی حضرت تھانوی سے تعلق سے پہلے کے) اس کلام پر مشتمل ہے جو فاضل مرتب (مولانا غلام محمد بی. اے) کو دستیاب ہو سکا جیسا کہ مرتب نے تصریح کر دی ہے۔ کہ اس دور کا یہ پورا کلام نہیں۔ مرتب تقریب میں لکھتے ہیں ”دور اول کے ذخیرے کے متعلق یقین نہیں آتا کہ شعر و سخن کی

گرم بازاری اور سخن سنجی کی جوان عمری کا حاصل صرف آنا ہی ہوگا۔“

یہ ایک تاریخی المیہ اور دردناک حقیقت ہے کہ ناگزیر حالات نے سید صاحب کے غیر مطبوعہ علمی و ادبی ورثہ کو ہندو پاک کے مختلف مقامات پر منتشر کر کے رکھ دیا ہے۔ اور یہ قیمتی قومی وراثت ہماری غفلتوں کی نذر ہو رہی ہے۔

ان نامساعدہ حالات میں فاضل مرتب کا اتنے کلام کو بھی جمع کر کے شائع

کر دینا ان کی بلند ہمتی اور شیخ سے محبت و شفقت کی دلیل ہے

سید صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ کے دور اول کے اس کلام کا تعارف کرانے

سے پیشتر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے شاعرانہ ذہنی ارتقاء کے متعلق کچھ عرض کر دیا جائے۔

سیدالملت قدس سرہ کا بچپن جس زمانہ و ماحول میں گذرا۔ اس وقت فیضاشعر و سخن کی عطر بنیویں سے مہک رہی تھی۔ مکاتب تک اس شمیم جانفرا سے معطر تھے۔ طلبہ کو مکتبی زندگی ہی میں باہمی بیت بازی سے شعرو سخن کا چسکا لگ جاتا تھا۔ جو رفتہ رفتہ بعض موزوں طبع اور ذہین حضرات کو شعر گوئی اور سخن سنجی تک پہنچا دیتا تھا۔ یہی مکتبی بیت بازی سید صاحبؒ میں بھی مذاق سخن پیدا کرنے کا سبب بنی اور بقول مولانا ابو ظفر ندوی اس کا بڑا پائندہ یہ ہوا۔ کہ علامہ موصوف کو شاعری سے ایک خاص لگاؤ ہو گیا۔ اور ہزاروں شعرا ان کو زبانی یاد ہو گئے۔ اس سلسلہ میں علامہ نے ایک بیاض تیار کیا تھی۔ اس میں ہزاروں منتخب اشعار تھے۔ چونکہ بیت بازی میں حریف نمود ساختہ اشعار بھی پیش کرتے تھے۔ اس لئے علامہ موصوف کو تقطیع کی طرف خاص توجہ کرنی پڑی۔ جس سے ان کو فن عروض پر اس قدر عبور ہو گیا تھا۔ کہ علماء میں اس کی مثالیں کم ہوں گی۔ (معارف سلیمان ص ۴۹)

دیسندو درجہنگہ کی مکتبی زندگی کے بعد بچپن ہی میں پھلپوری شریف تعلیم کے لئے جانا ہوا۔ پھلپوری شریف میں شاہ محی الدین صاحبؒ کی صحبتوں اور شاعرانہ ذوق نے حضرت سید صاحبؒ کے مذاق سخن کو مزید جلا بخشی۔ ابتدائے جوانی میں لکھنؤ و ندوہ کے قیام اور استاد شملی کے فیض نے اسے اور چمکایا اور مہارت فن اور شعر گوئی میں ملکہ تام نصیب ہو گیا۔ سید صاحبؒ

خود ایک مقام پر لکھتے ہیں:

”انگریزی کی بیسیوں صدی کا پہلا سال تھا جب میری عمر ۱۶، ۱۷ سال کی ہوگی، کہ دارالعلوم ندوہ لکھنؤ میں داخل ہوا۔ شعر و سخن کا جسکا مکتبی بیت بازی کے سبب سے پہلے سے تھا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب امیر و داغ کے زمزموں سے ہندوستان پر شور تھا۔ اور خاکسار کا میلان امیر مرحوم کی طرف تھا۔ اور ان کا دیوان مرآۃ الغیب پیش نظر رہتا تھا۔“

اسی زمانہ کی شاعری کے متعلق مولوی ابو ظفر ندوی لکھتے ہیں۔

”ادپر گنڈر چکا ہے۔ کہ ابتدائی تعلیم کے زمانہ میں علامہ مدوح بیت بازی میں پیش پیش تھے۔ جس سے ان میں شاعری کا ذوق پیدا ہو گیا۔ جو لکھنؤ آکر اور تیز ہو گیا۔ لکھنؤ میں گذشتہ ادبی سرگرمیاں پوری طرح موجود تھیں۔ مرثیہ کی مجلسیں اور شاعرے بکثرت ہوتے تھے۔ علامہ موصوف ان مشاعروں میں اکثر شرکت کرتے، آخر خود بھی شعر کہنے لگے اور انہیں اپنے احباب کو سنا کر داد لیتے۔“

علامہ موصوف نے ایک بیاض بھی تیار کی تھی۔ اس کی ایک جانب عربی اور دوسری جانب اردو اشعار تھے۔ ان کے اردو اشعار مجھے بہت یاد ہو گئے تھے۔ جو ان کے بیاض یا دیوان سے نقل کئے تھے۔

وہ اکثر مشاعروں میں شریک ہوتے تھے۔ اور اپنی غزل بھی سناتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک مشاعرہ کی خیر شام کو ملی۔ رات کو مشاعرہ تھا۔ غزل

کہنے کی کوشش کی صرف ایک شعر کہنے پائے تھے کہ اجاب آگئے اور ان کے ساتھ چل پڑے۔ ان کی صورت، شکل اور لباس دیکھ کر شمع ان کے سامنے بھی آئی۔ پہلے تو بہت پریشان ہوتے۔ لیکن انتقالِ ذہن نے پریشانی سے بچا لیا، انہوں نے یہ معذرت کی کہ مجھے مشاعرہ کی مطلق خبر نہ تھی۔ ابھی اجاب نے اطلاع دی فوراً اٹھا چلا آیا۔ البتہ ایک شعر ذہن میں آیا ہے وہ عرض کرتا ہوں ہے

سر سے قدم تک ہے روانے حیا پڑی  
 حاجت ہی کیا ہے، آپ کو صاحب نقاب کی  
 یہ شعر لکھنؤ کے رنگ کا تھا، خوب داد ملی۔

اردو کے مسلم ادیب و ناقد مولانا عبدالماجد دریا بادی مظلہ، "معارف سلیمان نمبر" میں لکھتے ہیں

"ذکر دسمبر ۱۹۱۳ء کا ہے۔ دو شخص آس پاس لیٹے ہوتے وقت گزاری کے لئے شغل اردو شاعری سے کر رہے ہیں۔ امیر کو داغ سے ٹکرا رہے ہیں۔ ایک کو گرا دوسرے کو چڑھا رہے ہیں، یہ شعر پر شعر تا بڑ توڑ سنانے والا ہے۔ سیدی ذی جاہ سلیمان ندوی ۵۳ء کا شیخ طریقت نہیں۔ ۱۳ء کا جو ان عمر صاحب نظر و صاحب قلم، اور سن سن کر بلا بیت بازی مات کھا جانے والا ہے۔ ان سطور کا راقم اٹم، پڑھا نہ لکھا نام محمد قاضی۔ سید صاحب سے رسم و رلبط ایک مدت سے قائم تھا۔ ان کے علم و فضل کا سکہ کئی سال سے دل پر بیٹھا ہوا!! یہ کیا خبر تھی کہ اندوہ کی ڈوبتی کشتی

کو شہلنے والا اور اہلال کو وقت کی ظلمتوں میں چمکانے والا، کلام امیر کا  
 کا حافظ نکلے گا۔ مرآة الغیب کا آئینہ برادرم خانہ عشق کا پرستار! یہ پہلی بار  
 کھلا کہ یہ حضرت بہ اس زہد و تقویٰ اردو شعر و سخن کے رسیا ہیں  
 اور اردو غزل و نشیب کے متوالے!

سید صاحبؒ کے فاضل اجل عالم یے بدل ہونے کا ایک زمانہ  
 قائل ہے۔ دنیا کو مسلم ہے کہ وہ فن تاریخ میں امام وقت تھے اور سیر نگاری  
 میں اپنی نظیر آپ، لیکن آخر تک کم ہی لوگوں نے ان کے ادبی، شعری  
 اور تنقیدی مرتبہ کو جانا اور کتر ہی لوگوں نے انہیں ادیب، انشا پرداز اور  
 سخن سنج کی حیثیت سے پہچانا! — علم و ادب کی تاریخ میں ایسی  
 ناشناسی اور کم شناسی کی مثالیں نہ معدوم ہیں نہ غیر معدوم۔

اب آخر زمانہ میں تو ان کا عام مطالعہ یوں بھی بہت گھٹ گیا تھا۔  
 بلکہ کہنا چاہیے کہ سمٹ سنٹا کر دنیا تک محدود رہ گیا تھا لیکن جب  
 شوق مطالعہ جوان تھا اور دن سن بھی جوانی کے تھے تو اردو کی غزلیات  
 کیا معنی ہزلیات تک کا دفتر بے معنی و بامعنی ان کی انگلیوں کی نوک پر  
 تھا۔ دیوان کے دیوان پڑھ ڈالے، کلیات پر کلیات ختم کر دیئے۔ اور گلدستہ  
 کا تو اب لفظ بھی تشریح طلب ہو گیا ہے۔ (اپنے وقت تازہ مغز لوں کے  
 ماہنامہ کو کہتے تھے۔ ایک زمانہ میں ان گلدستوں کی بہار تھی، لکھنؤ تو پھر  
 لکھنؤ ہے۔ اور شہروں بلکہ قصبوں تک میں ان کے ورق و رق گل کی طرح  
 کھلے ہوئے اور سید صاحبؒ تھے۔ کہ ان کی خوشبوؤں میں بسے ہوئے  
 نے، ۱۰۷۔ امیر مینائی کے دیوان اول و دوم کا نام ہے۔



پھر شاعروں کی باہمی نوک جھونک کے رسالے اپنی بوقلمونیوں میں مولوی صاحبان مناظرانہ رسالوں سے ٹکرتے لیتے ہوئے — پٹنہ سید صاحب کا وطن خود ہی اردو شعر و سخن کے حق میں گلزار اور پھر سید صاحب کا لکھنؤ میں ساہا سال کا قیام، جو کور کسر وہ گئی تھی۔ پوری ہو گئی۔ سید صاحب اس چمن کے ایک چپکتے ہوئے بلبل خوشنوا خود بن گئے۔

شاعر بھی تھے، نخلص رمزی کرتے تھے۔ کبھی قطعہ اور کبھی رباعی کہتے اور لفریچا ہر بحر سخن میں شناری کر لیتے، ان کی شاعری پر نقد و تبصرہ کے لئے ایک مستقل مقالہ درکار ہے۔ اور یہ منزل تو پھر بعد کی ہے۔ پہلے کوئی شاگرد ذرا تلاش و تفحص سے کام لے کر ان کا سارا کلام یکجا تو کرے۔

بہر حال دور اول کا کلام جو فاضل مرتب کی مساعی سے مجموعہ کی زینت بن سکا ہے۔ وہ ایک نعت، ۲۴ غزلوں، ۹ منظومات، چند رباعیاں و قطعات اور طالب علمی کے ایک استاذانہ فارسی قصیدہ پر مشتمل ہے۔ جو ہونہار شاگرد نے اپنے استاذ شبلی مرحوم کی مدح میں کہا تھا۔ اس مجموعہ کے تعارف کا آغاز تبرکات نعت کے دو شعروں سے کرتا ہوں۔

تو ہے مجموعہ خوبی دسر اپائے جمال : کونسی تیری ادا دل کی طلبگار نہیں  
مجلس شاہ میں ہے نغمہ تسلیم درود : شورِ تبیح نہیں شورِ شادکار نہیں  
امیر خسرو کا مشہور شعر ہے

کششے کہ عشق دارد نگذار دست پد لیشاں

بخازہ گر نہ آئی بہ مزار خواہی آمد

حضرت سید صاحب کا شعر ملاحظہ ہو

دستِ نازک سے اٹھاتے ہیں وہ میت میری

بعد مرنے کے ٹھکانے لگی محنت میری

مزید اشعار غزوتہ درج کرتا ہوں :

چاہے تم آج نہ ہو میری وفا کے قائل  
پر تمہیں یاد کبھی آئے گی الفت میری

یہی جی چاہتا تھا اٹھ کے سینہ نگالوں میں : ارادہ جب کیا تم نے مری میت اٹھانے کا

خطاب غیر میں گولا کھ احترام رہے : مگر وہ لطف کہاں جو لفظ تو میں ہے

دہن میں تیغ کے اب بھی پتے تشنگی باقی : عجیب لذت پنہاں مرے لبو میں ہے

نگاہ لطف ادھر ہو کہ آچل ہے کیف : بچا نہ رکھ مرے ساتی جو کچھ سلو میں ہے

ہزار بار مجھے لے گیا ہے مقتل میں ! : وہ ایک قطرہ خون جو رگِ گلو میں ہے

اٹا مجھ ہی سے ترک ملاقات کا گلہ طرزِ ستم نئی ہے تغافل شعار آج

اعلانِ کبر کے قطع محبت کے راز کو پھر سے بنا دیا مجھے امیدوار آج

راہِ لیلیٰ میں نہ کر آبلہ پانی کا گلہ

وادیِ نجد میں اے قیس کوئی خار نہیں

یہ دل وہ شیشہ نازک ہے میرے سینے میں : نظر سے جو بھی گزرے پاش پاش ہو جائے

نگاہِ شوق ذرا دیکھ سہا ل کر اٹھے چھپا ہے رازِ ہودل میں زلفاش ہو جائے  
 شکستِ رونقِ تجا نہ ہو نہیں سکتی خلیلِ خود ہی اگر بت تراش ہو جائے  
 اب اذانِ فن ہودل کا غبارِ دود کرو کہ زیرِ خاک تو سب کس کی لاش ہو جائے  
 کیا سرکانات کوئی فاش کر سکے جو فاش ہے بھی کس کی سمجھ میں وہ آگیا

~ ۵ ~

ناامیدی نے مجھے دولتِ تسکین بخشی اب سرناز و نیاز بت بدخونہ رہا

بینبینہ

مضطرب و ہرقوش تھا لٹنے کو خود مجھ! ہم آپ درمیان میں حائل تو ہو گئے

~ ۵ ~

تعلیم، نو، سیاست، ملکی، فنونِ حال اکسیر ہے مگر نہ دولٹے دل و جگر

~ ۵ ~

وہ جذبِ مذہبی ہے وہ ملت کا جوش ہے جو چشمِ حیات ہے اور قوتِ بشیر  
 دردِ اٹھ اٹھ کے مرے دل میں ٹھہر جاتا ہے کیوں رگِ دل کی جگہ سینہ میں نشتر نہ ہوا  
 تیرے جانے پدگان تھا کہ ہو محشر برپا تو گیا اور بیا دہر میں عشر نہ ہوا  
 دود اول کے کلام میں جو منظومات ہیں وہ بھی شاعر کی غیرت و حمیت ملی  
 کا نشان، حقائق کا بیان اصلاحی رنگ کو لئے ہوتے ہیں سیاسی نظموں  
 میں بلا کی ایما تیت ہے۔ اور یہ نظمیں سیاسی فراست و بصیرت کا آئینہ ہیں  
 استاذِ شبلی مرحوم اور اپنی پہلی زوجہ محترمہ کا مرتبہ بھی دردِ الفت  
 کا گنجینہ ہے۔ اور بعض اشعار تو قیامت کے ہیں۔ اصلاحی نظموں میں

سے ایک نظم کے چند شعر نقل کرتا ہوں

گر کسی قوم میں آزادی گفتار نہیں  
لوگ دو پاؤں میں رہ سکرے جو لغزش نہ دیکھو  
قوم الفاظ کے جوہر سے نہیں بنتی ہے  
قول اس وقت ہی ایمان کا رتبہ پاتا  
دل ہستی مایہ ہے لیکن جو زبان کو دیکھو  
قدیم و جدید طرز حکومت کے کچھ شعر جو ۱۹۱۹ء میں کہے گئے تھے، ملاحظہ ہوں:

ایک صاحب نے کہا مجھ سے کہ آئین کہن  
نہ کوئی ملک میں قانون جہاں بانی تھا  
میں نے کی عرض اجازت ہو تو کچھ میں بھی کہوں  
پہلے فرمانِ سلاطین جہاں جو کچھ تھا  
عدل و اصلاح طلب کے لئے تیار ہے

بقول حضرت مولانا عبدالباری ندوی مظلوم سید صاحب لطنی سعید تھے اور صوفی پیدا  
ہوئے تھے۔ "بچپن و لڑکپن والد محترم اور برادر مکرم جناب شاہ سید ابوجیب صاحب  
کی خدمت میں گذرا، جو دونوں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں مجاز بیعت تھے ان  
کی توجہات اور نقشبندی سلسلہ کے اشغال سے بچپن میں ہی بہرہ مند ہونے لگے۔  
گو بعد میں قدرت نے مغربیت و استشراق کے رجحانِ فتنہ کے اسیدِ صالح کا عظیم  
الشان کام ان سے لینا تھا۔ اس لئے مدتوں مسندِ علم و تحقیق کے صدر نشین کی حیثیت  
سے اسلام کا علمی دفاع و اشاعت کرتے رہے۔ اور ایک زمانہ تک "سلوک"

کی معروف راہ چھوٹ گئی۔ لیکن حق یہ ہے کہ قلب سلیمانی ہمیشہ اپنی منازل طے کرتا رہا۔ اور الحاد و دہریت، استشرانِ دے دینی کے خلاف کامیاب معرکہ آرائی ان کے لئے خود ایک طرز سلوک بن گئی، اس لئے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ سلیمان ندوی کسی زمانہ میں جہی "سالک" نہیں تھے۔ تاہم معروف سلوک کی "بادیہ سیما" اور شیخ اہل حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہ کے تعلق سے پیشتر ان کا رنگ کچھ اور تھا۔ اس لئے اس دور کی شاعری کو "رسمی شاعری" قرار دیا گیا ہے تاہم اس رسمی شاعری کے دور میں بھی طبیعت کا باطنی رجحان اور طلبِ صادق کسی شیخ کی تلاش اور معروف طریقہ سے منازل سلوک طے کرنے کے لئے بیتاب تھی۔ جن کے شواہد قدم قدم پر ملتے ہیں۔ ایک دور ایسا آتا ہے۔ کہ شاعر اپنی وابستگیوں سے نکلنا چاہتا ہے۔ لیکن اپنے کو مجبور اور تحیر کے عالم میں پاتا ہوں اس قسم کے اشعار پہلے دور کے کلام میں کافی مل جاتے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

دل میں آتا ہے کہ اب ترک منے و ساغر کروں

پھر یہ بتلاوے کوئی کیسے کروں کسوں کو کروں

حسن کے جادو سے مجھ کو کیسے آزادی ملے

عشق کی تاثیر سے دل کو کس طرح باہر کروں

دل کے اس تجناہ عشق و ہوس کو توڑ دوں

اب نہ پیشانی کبھی نذرِ بتِ کافر کروں

بت پرستی بھی کروں اور بت شکن بھی میں بنوں

کیش ابراہیم رکھ کر پیشہ آذر کروں

کفر پر ہے دل کبھی مائل کبھی ایمان پر  
 معرکہ اس نور و ظلمت کا میں کیسے سر کروں  
 آنکھ میں توبہ کے آنسو دل میں اس بت کی ہوس  
 ہائے گنگا جل کو کیسے زمزم و کوثر کروں

عقل کنتی ہے کہ نادان نہ ہو گمراہ نہ ہو  
 عشق کنتا ہے کہ کیا لطف اگر چاہ نہ ہو  
 ہر قدم پر ہے یہ خطرہ کہ وہ بھٹکے نہ کہیں  
 رہنا کوئی مسافر کے جو ہمراہ نہ ہو

کوچہ عشق میں آئے ہیں تو حضرت سن لیں  
 نام کا پاس نہ ہو ننگ کی پرواہ نہ ہو

آکہ اب جان کو قرار نہیں درو فرقت سہا نہیں جاتا

یہ کیسی آگ ہے رہ رہ کے شعلہ جسکا اٹھتا ہے  
 کبھی وہ راکھ ہو جاتی ہے پھر وہ خود سلگتی ہے  
 نہ بچھ جانے کی فرصت ہے نہ جل جانے کی ہمت ہے  
 سلگ کر پھر وہ بجھتی ہے وہ بچھ کر پھر سلگتی ہے  
 زباں سے شرح تمنا تو ہو نہیں سکتی  
 مگر جو بات ہے دل میں وہ کاش ہو جائے  
 غزل نمبر ۲۳ مندرجہ ص ۷۸ کا ایک ایک شعر معرفت باطنی کی دلیل ہے دو  
 ایک اشعار سینے۔

نقش رنگارنگ عالم کو تصور سے مٹا تجھ کو گر آرائش ایوان دل منظور ہے  
 جو حجاب اٹھاتا گیا بنتا گیا وہ خود حجاب جو نظر آتا ہے بے پردہ وہ بھی مستور ہے  
 ملخ دیدار ہو جاتا ہے خود قرب نظر  
 جس قدر نزدیک جو ہے اس قدر وہ دور ہے

کتاب کی ظاہری صورت بھی دیدہ زیب ہے اور کتابت و ترتیب نفیس و عمدہ گو  
 بشری کمزوری کی وجہ سے کتابت کی دو چار غلطیاں رہ گئی ہیں جنہیں مرحب نے  
 اپنے قلم سے درست فرما دیا ہے اس طرح مرحب نے اپنی طرف سے ارمغان  
 سلیمان کو ہمہ خوبی سے پیش کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ اللہ تعالیٰ ان کو  
 اسکی جزائے خیر دے کہ ناظرین و اہل شوق کو کلام شیخ سے مرہون فرمایا جو  
 حقیقت میں ارمغان سلیمانی نہیں بلکہ سرمہ سلیمانی ہے اور دیدہ و دل کے لئے  
 سامان راحت و بصیرت

امید ہے کہ ہر طبقہ کے حضرات اس خوان سلیمانی سے فیضیاب ہوں گے  
 خصوصاً اہل ذوق ساکین کے لئے اس کا مطالعہ انتہائی مفید رہے گا۔ والحمد  
 اولاً و آخراً و ظاہراً و باطناً۔

آخر میں یہ عرض کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ارمغان سلیمان کے دونوں  
 حصے غزل الغزلات اور دور اول کا کلام ایک ہی سلسلہ الذب کی دو کڑیاں ہیں  
 سید صاحب کا دور آخر دور اول کا ارتقائی نتیجہ اور منطقی لازمہ ہے۔ حضرت سید  
 صاحب کی ذہنی و عرفانی زندگی پر جن لوگوں کی عمیق نگاہ ہے وہ جانتے ہیں کہ سید  
 صاحب پیدا ہی "اسلامی صوفی" ہوئے تھے اور زندگی کے مختلف مراحل میں  
 انہوں نے جن منازل و گھاٹیوں کو طے کیا وہ اسلامی سلوک ہی کی مختلف راہیں  
 تھیں جو حضرات صاحب معارف سلیمان ندوی کے پچاس سالہ تصنیفی مجاہدات کو

عارف سلیمان ندوی کی علم و عرفانی خدمات سے جدا کر کے دیکھتے ہیں وہ اسلامی تصوف اور سلیمانی نظریہ سلوک کی جامعیت و ہمہ گیری سے ناواقف ہیں۔ سیرت نگار نبوی اعظم گڑھ کے سلیمانی اورنگ، علم و تحقیق پر رونق افروز ہوں یا تزکیہ و تربیت باطنی کی مسند ارشاد پر وہ استاذ شبلی کی شاگردی کا حق ادا کر رہے ہوں یا شیخ وقت حضرت تھانوی کی نیابت، ہر حال میں ان کے سامنے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا کامل و جامع اسوہ تھا جسے دیکھ کر وہ اپنے ظاہر و باطن کو سنورا رہے تھے اور اسی آئینہ میں عالم کو بھی حق کی تمثال بتا رہے تھے۔ حضرت سلیمان ندوی کے ذہنی و قلبی روحانی و علمی سوتوں کی اصلاً سیرابی انہی الہی سوتوں سے ہوئی تھی جو سینہ نبوت سے پھوٹے تھے اور جو دین و دنیا قلب و روح جسم و جان اور ظاہر و باطن کی جامعیت کے حامل تھے اس لئے اپنی زندگی کے ہر دور اور سعی و عمل کے ہر میدان میں وہ انہی الہی مقاصد و اعمال کا جو یا اور طالب رہے جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کا حاصل تھیں۔ حضرت سید صاحب نے حضرت تھانویؒ کے تعلق کے بعد نہ تو استاذ شبلیؒ کے دامن کو چھوڑا نہ کسی شخص یا طبقہ کی رو و رعایت سے اپنی ذاتی تحقیقات (۱) سے دستبردار ہوئے اور نہ تو علمی کاموں سے دستکش ہوئے چنانچہ حضرت تھانویؒ کے تعلق کے بعد ہی حیات شبلی جیسی کتاب لکھی، اجتماعی دینی اور ملی خدمات میں بھی آخر دم تک سرگرم رہے۔ غزل الغزلات کے رموز و اشارات اور شاعرانہ استعاروں سے کسی صاحب فکر و نظر کا اس کے خلاف سبب نکلانا سراسر زیادتی، حقیقت ناآشنائی اور حیران کن جسارت ہے (۲)۔ سید صاحب کی جامعیت نے ۱۱ مئی جنوری ۱۹۳۲ء کے شدت میں اسکی صرع ہے (۲) یہ تبصرہ لکھا جا چکا تھا کہ ماہنامہ فکر و نظر میں ارمغان سلیمان پر جناب محمد سرور صاحب کا "انتقاد" نظر سے گزرا۔ آئندہ طور سے اس سلسلے میں لکھی گئی ہیں۔



شہلوی علوم و اشرفی حقائق و معارف کو اپنے خداداد افکار عالیہ و فضائل و مزایا کے ساتھ اس طرح سمویا تھا کہ وہ فکر سلیمانی ہی کا ایک حصہ بن گئے تھے اور استاد شہلی "شیخ تھانوی" کے کلمات کی یکجا جلوہ نمائی حضرت سید صاحب کی ذات گرامی سے آخر دم تک ہوتی رہی جس مدرسہ فکر کے وہ امام تھے اس کی قیادت و رہنمائی سے وہ دستبردار نہیں ہوئے بلکہ اس مدرسہ فکر کی دلکشی و تاملانی، حقیقت یابی، روحانیت و نمویں سلیمان ندوی کے اس جرات انگیز و مردانہ قدم نے چار چاند لگا دئے (۱)۔ جب تک آپ دارالمصنفین میں رہے آپ نے اسے اسلامی علوم و معارف سلف صالحین کے مسلک کا اعظم گڑھ بنائے رکھا اور اسلام کی تجدید کے نام پر جہاں کہیں بھی تحریف و تاویل کی کوشش کی گئی اس مرد حق آگاہ نے اس کی جڑوں کو اکھاڑ پھینکا۔ بعد میں انقلابات زمانہ نے گو انہیں دارالمصنفین سے جدا کر دیا تھا لیکن ان کی علمی و تعلیمی اور ملی سرگرمیاں حتیٰ المقدور جاری رہیں۔ قیام پاکستان کے دوران میں بھی وہ مختلف تحقیقی و علمی اداروں کے سربراہ اور فعال رکن رہے اور امت کی دینی و علمی سیاسی و قانونی رہنمائی فرماتے رہے۔ ماہنامہ فکر و نظر کے فاضل مدیر نے سلیمانی مدرسہ فکر کی شکست اور سید صاحب کی علوم شہلی سے دستبرداری کی جو داستان تراشی ہے گو وہ فکر و نظر کے "عمومی معیار" کے عین مطابق ہے لیکن اس کا حقیقت سے دور کا بھی تعلق نہیں۔ سلیمان ندوی نے شہلی مدرسہ فکر و دارالمصنفین کو رجعت

تھقہری پر مجبور نہیں کیا بلکہ اپنی بصیرت افزا رہنمائی میں اسے ان بنیادوں پر ثابت و قرار رکھا جو اسلام و دین کا اصل تقاضا اور نبوی تعلیمات اور سلف صالحین (۱) یہ سورتہ اس اعمال کی تفصیل کا نہیں۔ زیر مطالعہ کتاب سے غلط فہمیوں کا کچھ زیادہ ہو سکتا ہے

مزید یہ کام سید صاحب کے سوانح نگار کا ہے کہ ان حقائق سے پردہ اٹھالیں اور سب

کے اسوہ کا اقتضا تھا۔ یہ سچ ہے کہ سلیمان ندویؒ نے دینِ حکم اور اسلام کے لازوال اور غیر تبدیل اور انٹ احکام و نظریات کو نام نہاد مجدد کی بھینٹ چڑھا کر اسلام کے حقائق کو مسخ نہیں ہونے دیا اور نہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم و ابدی دین کو استشرق و یہودیت و مسیحیت کے در پر ”جبہ سائی“ کرنے کی کریہہ کوشش کی۔ سلیمان ندویؒ کا یہ کارنامہ مجدد پسندوں کی تاویل پسند طبیعتوں میں کتنا ہی کھٹکتا ہو اور اسے کیسا ہی حسرت ناک سانحہ قرار دیا جاتا ہو سید صاحب کے اس کارنامہ پر پوری امت بلکہ خود اسلام کو فخر ہے۔

اس لحاظ سے ارمغان سلیمان سید صاحب کے انقلاب روحانی کے حسرت ناک سانحہ (۱) کی منظوم داستان نہیں بلکہ علم و فضیلت کے جملہ نام لیواؤں کے درس بصیرت اور حقیقت آشنائی، خداسی، ایمان و اخلاص، احسان و تقویٰ کی اس راہ پر گامزن ہونے کی دعوت ہے۔ جس راہ پر خاصان امت کا قافلہ ہمیشہ چلتا رہا ہے اور جس میں ابو حنیفہ، جنید و شبلی غزالی و رازی، سروردی، جیلانی، مجدد سرہندی و شاہ ولی اللہ رحمہم اللہ جیسے اکابر شامل ہیں۔ فمن شاء اتخذ الی ربہ سبیلاً

۱۹ جیسا کہ ماہنامہ فکر و نظر نے لکھا ہے۔

# شذرات

پشاور یونیورسٹی کے شعبہ عربی کے پروفیسر محمد اشرف خان نے اپنی تصنیف سلوک سلیمانی یا شاہراہ معرفت کی دو جلدیں دارالمضنین کو کیا جھین کر وہاں بیٹھ کر یہاں کے لوگوں کے لئے روحانی انبساط و نشاط کا ایک نوان نعیم بچھا دیا ہے

ان دونوں جلدوں میں حضرت مولانا سید سلیمان ندویؒ کی صوفیانہ اور عارفانہ تعلیمات ہیں، وہ دارالمضنین کے قیام میں اپنے شاگردوں اور عقیدت مندوں کی نظروں میں ایک بے مثال عالم، ایک بلند پایہ مفسر، ایک بے عدیل سیرت نگار، ایک غیر معمولی متکلم اسلام، ایک دیدہ و درخور اور ایک نامور ادیب و انشا پرداز ہے، ان کی وجہ سے دارالمضنین کا یہ دور افتادہ گزشتہ عاقبت علم و فن کا ایک حصن حصین بن گیا تھا۔ وہ جب اپنے آخری ایام زندگی میں حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ سے بیعت ہوئے تو ان میں عظیم انقلاب آیا جس سے دارالمضنین کو سلوک و معرفت کا بھی چشمہ حیوان بننا چاہیے تھا۔ مگر یہاں کے لوگ بحر ظلمات کو طے کر کے اس کے آب حیات کو نہ پاسکے۔ لیکن اس کے امرت دھارا سے سب زیادہ سیراب کراچی کے جناب

علامہ محمد صاحب اور پشاور کے پروفیسر محمد اشرف خان صاحب ہوتے۔ جناب  
 علامہ محمد نے جو کچھ حاصل کیا، اس کو تذکرہ سلیمان میں منتقل کیا، پروفیسر  
 محمد اشرف خان نے اپنے مرشد کے یہاں سے سلوک و طریقت کا جو آب زلال  
 پایا، اس کو اپنی تصنیف سلوک سلیمانی یا شاہراہ معرفت میں دنوا از عرفانی جو بار بار بنا دیا ہے

یہ دونوں جلدیں ہاتھ میں آئیں تو ندامت سے گرون جھک گئی کہ جو کام  
 دار المضعین کے اندر ہونا چاہیے تھا وہ یہاں سے دور اس برصغیر کے سرحدی  
 علاقہ پشاور میں انجام پایا ع

توری نگاہ جسے چاہے بادۂ خوار کرے

اس شرم کے باوجود کتاب کا مطالعہ شروع کیا تو ایسا معلوم ہوا کہ اس میں  
 رشد و ہدایت کا خزانہ عامرہ کھلا ہوا ہے روحانی معلومات کے سیم و زر کا انبار  
 لگا ہوا ہے، سلوک و معرفت کی سے اور غوانی کے شیشہ و ساغر کھنکھناتے ہوتے  
 دل و جان کو سرشار کر رہے ہیں، اس کتاب کی خوبی یہ بھی ہے کہ اسکے مصنف کے  
 انداز بیان میں ان کے مرشد کے اسلوب نگارش کی جھلکیاں ہیں، پھر حضرت  
 سلیمان اشرفی کو راہ سلوک میں جو کیف آگینبی حاصل تھی، وہ خود مصنف کی  
 ذات میں سرایت ہو کر اس کتاب کی ہر سطر اور ہر لفظ میں منتقل ہو گئی ہے

اس کتاب میں جان اس لئے بھی پڑ گئی ہے کہ علامہ سید سلیمان ندویؒ  
 حضرت سلیمان اشرفیؒ سے دے نظر نہیں آتے، یعنی اس میں جو کچھ لکھا گیا ہے

وہ کوئی مترادف زاہد گوشہ گیر عابد یا کسی خانقاہ کے سجادہ نشین کے افادہ نشین  
 ملفوظات نہیں ہیں، بلکہ ایک ایسے محقق اسلام کی تعلیمات میں جن کی تحریروں  
 میں کبھی ابن تیمیہ، کبھی ابن قیم، کبھی غزالی، کبھی مجدد دہلوی اور کبھی شاہ ولی اللہ  
 کے جلوے نظر آتے رہے، انھوں نے اپنی آخری زندگی میں واردات، انتخاب شیخ  
 بیعت، صفات الہی، مراقبات، وحدۃ الوجود، وحدۃ الشہود، غنا، عبدیت  
 احتیاء، انابت اور طلب و وصول کے متعلق جو تعلیم دی وہ محض رسمی اور روایتی  
 نہیں ہے بلکہ ایک جدید سیرت نگار کی بھی سوچی سمجھی ہوئی تعلیم ہے۔

یہ تعلیم ان کے لئے بھی چراغِ راہ ہے جو تصوف کو غیر اسلامی اعمال و اشغال  
 اور غیر شرعی بدعات، مکاشفات اور مجاہدات کا مجموعہ سمجھ کر اس کو نظر انداز کرتے  
 ہیں۔ اس کے مطالعے سے ظاہر ہو گا کہ صحیح حدیث میں احسان کے ذریعے سے جس  
 طرح مذہب کی روح بیدار کی گئی یا اخلاق میں جو جان ڈالی گئی یا ایمان میں جو کمال  
 پیدا کیا گیا، وہی تعلیم حضرت سید صاحب نے تصوف کے ذریعے سے دی، یعنی  
 حقیقی اور شرعی تصوف دین کی روح ہے۔ یہ اخلاص فی اللہ اور علم حصول تقویٰ  
 کا نام ہے۔ یہ تو افلاطونی نظریہ اشراقی حکمت، رواقی دستور، مشائخی عقیدہ، ہندو  
 ویدانیت اور سیسی رہبانیت سے بالکل الگ چیز ہے، اگر اس میں احکام الہی  
 کی تعمیل کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات جمیل کی جلوہ سامانیاں کی  
 ضیا پاشیاں نہ ہوں تو یہ تصوف نہیں کچھ اور چیز ہے۔ اسلامی تصوف میں  
 جمال نبوی ہی سے دین میں روح، ایمان میں جان اور قلب میں تزکیہ پیدا ہے۔

۱۰۵۶

ہے، ایک سیرت نگار کی تعلیم ہی اور صرف یہی ہو سکتی تھی

حضرت سید صاحب کی اس تعلیم کی روح پرور شرح اس کتاب کی دونوں جلدوں میں ہے۔ اسکی اشاعت سے پہلے اسی عنوان سے مصنف کی کچھ تحریریں پڑھ کر مولانا عبدالماجد ندوی مرحوم نے تحریر فرمایا تھا کہ انشاء اللہ اشرفی سلوک سلیمانی قالب میں قلم اشرف سے اشرف السلوک ہی ثابت ہوگا۔ اسی زمانہ میں مولانا عبدالماجد دریابادی نے بھی لکھا تھا کہ یہ نام کے اشرف کام کے لحاظ سے بھی اشرف نکلے، جس کسی کو بھی اس کتاب کے مطالعہ کا موقع ملے گا وہ ان دونوں بزرگوں سے نہ صرف اتفاق کرے گا بلکہ اس کو غیر شعوری طور پر یہ بھی احساس ہوگا کہ اگر کسی کو اخلاص باطن، تہذیب نفس، صفائی روح اور تعلق مع اللہ تعالیٰ کی تعلیم کی تلاش ہو تو اس کو اس کتاب میں ضرور مل جائے گا۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نے فرمایا تھا کہ

از سلیمان اخلاص عمل

اسی اخلاص عمل کی تعلیم و تلقین کے آبدار موتی اس کتاب کی ہر سطر میں جھلکتے نظر آتے ہیں۔ یہ مختصر تحریر کتاب کی رسید کی خاطر لکھی جا رہی ہے ان شاء اللہ معارف کے کسی آئندہ اشاعت میں اس پر طویل تبصرہ ہوگا  
(رسالہ معارف اعظم گڑھ)

تمتے بالخیر

کتبہ محمد نعیم صدیقی ۹۴-۱۱-۹